عنبر ناگ ماریا (۳۱)
ناگن محل
PDFBOOKSFREE.PK
اے حمید

عنبر، ناگ، ماریا اور کیٹی خلا میں

ناگن محل

اے حمید

قیمت ۷/۵۰ روپے

ناشر : عدنان سلیم
عنبر پبلی کیشنز، ۱۰/بی شاہ عالم مارکیٹ، لاہور
طابع : تاجدین پرنٹرز، لاہور

پیارے دوستو!

ماریا، جولی سانگ اور کیٹی جو کہ تھیو سانگ کی تلاش میں ہیں جسے ایک جادوگرنی نے چھوٹی حالت میں کوہ قاف کے پہاڑوں میں زمین نیچے دفن کر دیا ہے۔ ان کا ہنگامہ خیز اور واقعات سے بھرپور سفر جاری ہے۔ دیکھیں یہ کب اس تک پہنچتے ہیں۔ یا پہنچنے کے بعد اُسے حاصل بھی کر سکتے ہیں یا نہیں۔

دوسری طرف کستوری ناگن جو کہ ناگ اغوا کرنے کے لیے آئی ہوئی ہے۔ عنبر بر اپنی ناگ سے جھوٹی محبت جتا کر اُسے بے وقوف بنائے ہوئے ہے اور عنبر کستوری ناگن کے ساتھ مل کر ناگ کو تلاش کر رہا ہے۔ مل جانے کے بعد کستوری ناگن کیسے ناگ کو اغوا کر کے اپنی خلائی دنیا میں لے گئی۔ اور وہاں اس کے ساتھ کیا سلوک ہو رہا ہے۔ پڑھ کر دیکھ لیں۔

آپ کا انکل

اے حمید

۴۵۴/ ایف راہِ چمن سمن آباد لاہور

رقاصہ بلی

آواز اندھیری رات میں ایک ٹیلے کے پیچھے سے آ رہی تھی۔

عنبر نے کستوری ناگن کو یہ بھی بتا دیا تھا کہ وہ اندھیرے میں دیکھ لیتا ہے۔ مگر کستوری ناگن نے عنبر کو نہیں بتایا تھا کہ وہ بھی اندھیرے میں دیکھ لیتی ہے۔ کیونکہ اس کا تعلق بھی ناگنوں کی خلائی دنیا سے تھا۔ وہ عنبر کو کیسے بتاتی؟۔ اس نے تو اپنے آپ کو ہندوستان کی ایک عام لڑکی اور ناگ کی پرستار کہہ کر پیش کیا تھا۔ صرف اتنا بتا دیا تھا کہ میرے پاس ایک جادو کا منتر ہے جس کی مدد سے میں کبھی کبھی ناگن بن جاتی ہوں۔ وہ بھی اس نے عنبر کو اس لیے بتایا تھا کہ عنبر نے اسے ناگن کے روپ میں دیکھ لیا تھا۔

عنبر اور کستوری ناگن نے گھوڑے روک لیے۔ "یہ کس کی آواز ہے عنبر بھائی؟"

ترتیب

کستوری ناگن نے پوچھا۔ عنبر بولا "آواز ٹیلے کے پیچھے سے
آرہی ہے۔ کوئی عورت شاید کسی مصیبت میں ہے۔ چلو
چل کر دیکھتے ہیں۔" دونوں گھوڑے بڑھا کر ٹیلے کے پیچھے
آگئے۔ یہاں انھوں نے ستاروں کی ہلکی ہلکی روشنی میں ایک
بوڑھی عورت کو بیٹھے دیکھا۔ وہ بار بار پانی مانگ رہی تھی۔
کستوری ناگن نے پانی کی ایک چھاگل ساتھ رکھ لی تھی۔ اس
سے عورت کو پانی پلایا۔ عنبر نے پوچھا "مائی جی! آپ کون ہیں
اور یہاں کیسے پڑی ہیں؟" بوڑھی عورت نے کہا۔

"بیٹا یہاں سے قریب ہی ٹیلے میں میرا جھونپڑا
ہے۔ میں راستہ بھول گئی ہوں۔ خدا کا شکر ہے
تم لوگ مل گئے۔ مجھے پانی پلایا۔ مجھے میرے
جھونپڑے میں چھوڑ دو میرے بچو!"

عنبر نے عورت کو اٹھا کر اپنے گھوڑے پر بٹھایا اور صحرا
میں اس کا جھونپڑا تلاش کرنے لگے۔ کستوری ناگن خاموش
تھی۔ عنبر کو اندھیرے میں سب کچھ دکھائی دے رہا تھا۔
کچھ دیر ادھر ادھر چکر لگانے کے بعد آخر عنبر کو ایک
ٹیلے پر ایک جھونپڑا نظر آیا۔ اس نے بوڑھی عورت سے
کہا۔

"وہ تو تمہارا جھونپڑا نہیں ہے؟"

عورت نے کہا۔

"وہی ہوگا۔ وہی ہوگا۔ یہاں سوائے میرے
جھونپڑے کے دوسرا کوئی جھونپڑا نہیں ہے۔"

کستوری ناگن نے پوچھا۔

"تم اکیلی یہاں کیسے رہ رہی ہو؟"

بوڑھی عورت بولی۔

"میرا دنیا میں کوئی نہیں بیٹی۔ یہاں سے شام کو
قافلے گزرتے ہیں۔ وہ مجھے کھانے پینے کو بہت
کچھ دے دیتے ہیں۔"

عنبر نے بوڑھی عورت کو جھونپڑے کے باہر اتار دیا اور
کہا۔

"اب تم آرام کرو اماں۔ ہم جاتے ہیں۔"

اچانک جھونپڑے میں سے تین ہٹے کٹے آدمی ہاتھ
میں تلواریں لیے نکل آئے۔ ان میں سے ایک نے قہقہہ
لگا کر کہا۔

"اب تم کہاں جا سکتے ہو۔"

اور تینوں ایک دم عنبر اور کستوری ناگن پر ٹوٹ پڑے۔
وہ عنبر اور کستوری ناگن کو پکڑ کر جھونپڑے میں لے گئے۔
عنبر کو معلوم تھا کہ کستوری سانپوں کی زبان جانتی ہے۔ اس

نے کستوری سے کہا۔

"ابھی کوئی حرکت نہ کرنا۔ کستوری! دیکھتے ہیں یہ ہم سے کیا چاہتے ہیں۔ کیونکہ میں بغیر کسی وجہ کے کسی کو ہلاک کرنا پسند نہیں کرتا۔"

کستوری ناگن نے سانپ کی آواز میں کہا۔

"یہ لٹیرے ٹھگ ہیں۔ یہ تمہیں غلام بنا کر مجھے لونڈی بنا کر کسی شہر میں جا کر بیچ دیں گے۔ یہ لوگ یہی کیا کرتے ہیں۔"

انہوں نے عنبر اور کستوری کے فوراً ہاتھ پیچھے باندھ دیئے۔ عنبر نے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ وہ عورت تمہاری ساتھی تھی۔"

بوڑھی عورت بھی اب سیدھی کھڑی ہو گئی تھی۔ اس نے عنبر اور کستوری کی طرف کوئی زیادہ توجہ نہ دی۔ اپنی کڑک دار آواز میں ٹھگوں میں سے ایک کو کہا۔

"جاگر! اس آدمی کو قتل کر دو۔ لڑکی کو ہم لونڈی بنا کر بیچ دیں گے۔"

جاگر ٹھگ نے کہا۔

"جو حکم اماں ــــ"

اور جاگر نے آؤ دیکھا نہ تاؤ کم بخت نے دھائیں سے تلوار عنبر کی گردن پر دے ماری۔ کستوری ناگن بھی دیکھنا چاہتی تھی کہ عنبر مرتا ہے کہ نہیں؟ عنبر کیسے مر سکتا تھا۔ اسے تو اپنے ہزاروں سالہ سفر کے آخر تک ہر حال میں زندہ رہنا تھا۔ تلوار عنبر کی گردن پر پڑتے ہی اُچٹ گئی۔ یعنی پیچھے کو اُٹھ گئی۔ جاگر ڈاکو کے ساتھی نے کہا۔

"جاگر! اس نے گردن میں لوہے کا پٹہ ڈال رکھا ہے۔"

عنبر خاموش رہا۔ اس کے ہاتھ پیچھے بندھے ہوئے تھے۔ جاگر نے آگے بڑھ کر عنبر کی گردن کو غور سے دیکھا۔ پھر ہاتھ سے ٹٹولا۔ گردن پر لوہے کا کوئی بھی پٹہ نہیں تھا۔ ڈاکو اب بہت حیران ہوا کہ تلوار کے اس قدر بھرپور وار کا اثر کیوں نہیں ہوا؟ اس نے دوسرا وار کیا۔ اس بار وار طاقتور تھا۔ چنانچہ تلوار عنبر کی گردن سے لگ کر دو ٹکڑے ہو گئی۔ جاگر پیچھے ہٹ گیا۔ دونوں ڈاکو بھی حیرانی سے عنبر کو تکنے لگے۔ جاگر نے چلا کر کہا۔

"اسے تیروں سے چھلنی کر دو۔"

عنبر پر تیر برسنے لگے۔ مگر عنبر کے جسم سے تیر ٹکرا کر نیچے گر پڑتے۔ اب تو تینوں ٹھگ اور عورت بہت

بی پریشان اور حیران ہوئے کہ یہ کیا جادوگری ہے؟
عورت نے چیخ کر کہا۔
"یہ کوئی جادوگر ہے ——— اسے چھوڑ دو۔ اسے چھوڑ دو جاگر!"
مگر جاگر خنجر نکال چکا تھا۔ اس نے عنبر پر خنجر کا بھرپور وار کر دیا۔ خنجر اس نے عنبر کے سینے پر مارا تھا۔ خنجر جیسے چٹان سے ٹکرا کر اس کے ہاتھ سے چھن سے گر پڑا۔ عنبر نے طنزیہ انداز میں کہا۔
"جاگر! اب تو میرے قدموں پر گر کر معافی مانگے گا۔ اور میں تجھے معاف نہیں کروں گا۔"
کستوری ناگن کو انہوں نے کچھ نہیں کہا تھا۔ اس کے ہاتھ بھی پیچھے باندھ دیئے گئے تھے۔ کستوری اس لیے کچھ نہیں کر رہی تھی کہ ان کے لیے عنبر ہی کافی تھا۔ وہ بھی عنبر کی غیر انسانی طاقت دیکھ کر دل میں حیران رہ گئی۔ عنبر ٹھیک کہتا تھا کہ وہ ابھی مر نہیں سکتا۔ دونوں ملنگ دہشت زدہ ہو کر جھونپڑے کے باہر بھاگ گئے۔ عنبر نے ایک ہی جھٹکے سے اپنے ہاتھوں کی رسی توڑ ڈالی۔ پھر وہی رسی جاگر کے گلے میں ڈال کر اسے زور سے بل دیا تو جاگر کی آنکھیں باہر نکل آئیں۔ بوڑھی عورت نے ہاتھ باندھ کر کہا۔

"میرے بیٹے کو نہ مارنا۔ مجھے مار ڈال۔ میرے بیٹے کو معاف کر دے۔"
عنبر نے ایک جھٹکے سے جاگر کو پرے پھینک دیا اور بولا۔
"تجھے اپنی زندگی کے لیے اپنی بوڑھی ماں کا شکریہ ادا کرنا چاہیئے۔ اگر آج تیری ماں نہ ہوتی تو تُو مجھ سے بچ نہیں سکتا تھا۔"
جاگر عنبر کے قدموں پر گر پڑا۔ "مجھے معاف کر دو دیوتا۔ مجھے معاف کر دو۔"
عنبر نے کہا۔
"میری بہن کی رسی کھولو اور اس سے معافی مانگو۔"
جاگر نے فوراً کستوری ناگن کی رسی کھول ڈالی۔ اور ہاتھ باندھ کر بولا۔
"میری بہن! مجھے معاف کر دے۔ میں توبہ کرتا ہوں اب یہ کام کبھی نہیں کروں گا۔"
جاگر کے ساتھی صحرا میں بھاگ گئے تھے۔ عنبر نے جاگر کو نصیحت کی کہ وہ یہ برا کام چھوڑ کر محنت مزدوری کر کے رزق حلال کما کر اپنی ماں کو کھلائے۔ عنبر اور کستوری ناگن جھونپڑے سے باہر آ گئے۔ عنبر نے جاگر سے پوچھا۔

"یہاں سے ایران کی سرحد کو راستہ کدھر سے
جاتا ہے؟"
جاگر ان کے ساتھ دُور تک آیا۔ جب ایک صحرائی سڑک
آ گئی تو وہ عنبر کے پاؤں چھو کر ایک بار پھر معافی مانگ
کر واپس چلا گیا۔ یہ صحرائی سڑک کا ریتلا راستہ تھا جہاں پر
سے قافلے گزرا کرتے تھے۔ کستوری ناگن کہنے لگی۔
"عنبر بھائی! میں نے ایسی طاقت کسی انسان میں
نہیں دیکھی۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ تم دنیا کے
سب سے بہادر آدمی ہو۔ آخر میرے بھائی جو
ہوئے۔"
کستوری ناگن عنبر کی جان بوجھ کر تعریف کرنے لگی۔ مگر
عنبر پر کسی کی تعریف کا کبھی اثر نہیں ہوا تھا۔ وہ گھوڑے
بیٹھا کستوری کے ساتھ ساتھ جا رہا تھا۔ کہنے لگا۔
"یہ قدرت کی طرف سے دی گئی طاقت ہے۔
خدا جب چاہے مجھ سے یہ طاقت واپس لے
سکتا ہے۔ مجھ سے وعدہ کیا گیا ہے کہ جب تک
میرا سفر ختم نہیں ہو جاتا۔ مجھ پر کسی تیر تلوار
زہر کا اثر نہیں ہو گا۔"
کستوری ناگن دل میں یہ سوچنے لگی کہ اسے ناگ دیوتا کی

اغوا کرتے ہوئے عنبر کی اس طاقت کا خاص طور پر خیال
رکھنا ہو گا۔ ایک طرح سے کستوری ناگن پر عنبر کی بہت
ئی سڑک بڑی کمزوری ظاہر ہو گئی تھی۔ اب کستوری ناگن عنبر سے
مانگ اپنا بچاؤ کر سکتی تھی۔ ہو سکتا تھا پہلے وہ عنبر کے مقابلے
تھا جہاں پر اُتر آتی۔ مگر اب وہ اس کا مقابلہ نہیں کرے گی۔ وہ
مقابلہ کر ہی نہیں سکتی تھی۔ اب تو وہ یہ چاہتی تھی۔ کہ جتنی
جلدی ہو سکے ناگ دیوتا سے ملاقات ہو۔
اب ہم تھوڑی دیر کے لیے ناگ ماریا کیٹی اور جولی سانگ
کی طرف چلتے ہیں۔ جیسا کہ آپ پڑھ چکے ہیں۔ یہ چاروں ساتھی
تھیو سانگ کی تلاش میں کوہ قاف کی طرف جا رہے تھے۔
نے لگی۔ مگر نہیں' اتنا پتہ چل گیا تھا کہ تھیو سانگ اگر ملے گا تو کوہ قاف
ہیں ملے گا۔ آپ کو یاد ہو گا کہ تھیو سانگ کو چھوٹا اور
بے حس کر کے خالہ جادوگرنی نے کوہ قاف والے اپنے
محل کی ایک کوٹھڑی میں زمین کے نیچے دفن کر رکھا تھا۔ خالہ جادوگرنی
خود تو مر چکی تھی۔ اب وہاں سلری جادوگر کی حکومت تھی۔
کوہ قاف اس کی سلطنت تھی۔ وہاں کسی کو علم نہیں تھا۔
کہ جادوگرنی کے محل کی کوٹھڑی میں تھیو سانگ دفن ہے۔
ناگ، ماریا، کیٹی اور جولی سانگ جب ایران کے شمالی پہاڑیوں
میں واقع کوہ قاف کی سرحد پر پہنچے تو ایک وادی میں

انھوں نے پڑاؤ ڈال لیا۔
کوہ قاف کے متعلق اس زمانے میں بھی یہ بات مشہور
تھی کہ وہاں جادوگروں کے بادشاہ سامری کی حکومت ہے
اور کوئی انسان اُدھر نہیں جاسکتا۔ کیٹی، ناگ، ماریا اور جولی سانگ
وادی میں ایک درخت کے نیچے بیٹھے غور کرنے لگے کہ کوہ
قاف کی وادی میں کس طرف سے داخل ہوا جائے۔ کوہ قاف
کی پہاڑیوں کا سلسلہ بالکل اُن کے سامنے تھا۔ کیٹی نے
اپنے خیال کا یوں اظہار کیا۔
"بہت ممکن ہے کہ کوہ قاف کی وادی میں کسی
طلسم کا جال پھیلا ہوا ہو۔ اگر ماریا وہاں کی فضا
کا جائزہ لینے گئی تو اس کے کسی طلسم میں پھنس جانے
خطرہ ہے۔"
ماریا نے اس کے جواب میں کہا۔
"کسی نہ کسی کو تو وہاں جاکر جائزہ لینا ہی ہوگا۔ اور
مجھ سے بہتر اور کوئی نہیں ہے۔ کیونکہ میں کسی کو دکھائی
نہیں دیتی۔" ناگ نے کہا کہ میں تمہارے ساتھ جاؤں گا۔ اس
پر جولی سانگ کہنے لگی۔
"میرا تو خیال ہے کہ میں چونکہ خلائی مخلوق ہوں اور
مجھ پر جادو کا اثر کم ہی ہوگا۔ اس لیے کوہ قاف

کی وادی کا جائزہ لینے کے لیے مجھے جانا
چاہیئے۔"
کیٹی کہنے لگی۔
"اس طرح تو میں بھی خلائی مخلوق ہوں۔ مگر ایسا
ہوتا کم ہی ہے کہ جادو کا اثر ہم پر نہ
ہو۔" اکثر ہم پر بھی طلسم کا اثر ہو ہی جاتا
ہے۔"
ناگ نے کہا۔
"میری رائے یہ ہے کہ سب سے پہلے ماریا کافی
بلندی پر جاکر کوہ قاف کی پہاڑیوں کا جائزہ لے
اور اس کے بعد میں وہاں جاکر تھیوسانگ کا
سراغ لگانے کی کوشش کروں۔"
کیٹی کہنے لگی۔
"سب سے پہلے تو ہمیں کوہ قاف کی سرحد کے
قریب کسی خفیہ جگہ پر اپنا عارضی ٹھکانہ بنانا
چاہیئے۔ جہاں ہم میں سے جو کوئی بھی کوہ قاف
جائے واپس آسکے۔
ماریا اور ناگ نے اس خیال سے اتفاق کیا۔ اب
چاروں کوہ قاف کی سرحد کی طرف روانہ ہوگئے۔ سرحد

کی پہاڑیوں کے ایک طرف دو پہاڑیوں کے درمیان ایک
چھوٹا سا قدرتی درّہ بنا ہوا تھا۔ اس درّے میں ایک بہت
بڑی چٹان کے اندر ایک غار سا تھا۔ وہ اس غار میں
جاکر بیٹھ گئے۔ اب انہوں نے آپس میں صلاح مشورہ شروع
کر دیا۔ آخر یہی طے پایا کہ ماریا پہلے جاکر ایک فضائی
جائزہ لے۔ آکر رپورٹ دے اور اس کے بعد ناگ تھیوسانگ
کے سُراغ کے لیے چل پڑے۔ جیلی سانگ کہنے لگی۔

"ہو سکتا ہے عنبر بھائی کا بھی اسی جگہ کچھ سُراغ
مل جائے"

کیٹی بولی۔

"تشویش کی بات تو یہ ہے کہ ان دونوں میں
سے کسی کی بھی خوشبو کہیں سے نہیں آ رہی"

ماریا کہنے لگی۔

"ممکن ہے ان پر جادو کا اثر ہو گیا ہو۔ اور
یہ بھی ممکن ہے کہ ان میں سے کوئی بھی یہاں
نہ ہو"

ناگ نے کہا۔

"ہمیں جس سانپ نے یہ خبر دی تھی کہ تھیوسانگ
کوہ قاف کی طرف ملے گا وہ جھوٹ نہیں بول سکتا۔

مجھے یقین ہے کہ تھیوسانگ اسی وادی میں کسی
جگہ پر موجود ہے مگر وہ بے بس کر دیا گیا ہو
گا۔

ماریا بولی۔

"بہر حال میں جا رہی ہوں۔ جلدی واپس آ
جاؤں گی"

کیٹی نے کہا۔

"تم جب تک واپس نہیں آؤ گی۔ ہمیں فکر لگی
رہے گی ماریا"

ماریا نے اپنے ساتھیوں کو تسلی دی اور فضا میں اڑان
بھر کر کوہ قاف کی وادی کی طرف اڑ گئی، وہ کافی بلندی
پر پہنچ گئی۔ پھر اس نے اپنے آپ کو ہوائی جہاز کی طرح
دائیں طرف جھکا دیا اور نیچے پھسلنا شروع ہو گئی۔ نیچے
جب کوہ قاف کی وادی اسے صاف دکھائی دینے لگی تو
وہ سیدھی ہو گئی اور فضا میں آہستہ آہستہ دائرے
کی شکل میں چکر لگانے لگی۔ اس نے دیکھا کہ کوہ قاف کی
وادی چاروں طرف سے پہاڑیوں میں گھری ہوئی
تھی۔ چاروں طرف اونچے اونچے پہاڑ تھے جن پر ہرے
بھرے درختوں کے جھنڈ ہوا میں لہرا رہے تھے۔ وادی

میں ایک طرف ڈھلان پر سنگِ مرمر کا ایک عالی شان محل
بنا ہوا تھا۔ ماریا نیچے آگئی۔ وہ زمین سے دو تین سو فٹ
اوپر تھی۔ اسے ابھی تک فضا میں جادو کی لہروں کا احساس
نہیں ہوا تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ فضا میں جادو نہیں تھا۔ ماریا
سنگِ مرمر کے محل کے اوپر آکر چکر لگانے لگی۔ محل سنسان
تھا۔ اس کے سامنے جو باغ تھا وہ بھی ویران ویران تھا۔
کوئی انسان یا جادوگرنی وغیرہ نظر نہیں آرہی تھی۔ ماریا کو
کچھ حوصلہ ہوا کہ وہاں طلسم نہیں ہے اور وہ محل کے
باغ میں اتر آئی۔ پھر وہ سنگِ مرمر کے محل کے برآمدے
میں آگئی۔ سامنے بڑے بڑے ہال ایسے کمرے بنے تھے۔
جن پر شاندار قالین بچھے ہوئے تھے۔ سونے چاندی کی کرسیاں
لگی تھیں۔ مگر کوئی جادوگر یا جادوگرنی کہیں دکھائی نہیں دے
رہی تھیں۔

ماریا پھونک پھونک قدم اٹھاتی محل کے کمروں میں گھوم
پھر رہی تھی۔ سامنے کے سارے کمرے خالی پڑے تھے۔
ماریا محل کے پیچھے آگئی۔ یہاں بھی ایک خوب صورت
باغ تھا۔ باغ میں سے ایک سنگِ مرمر کا چھوٹا سا راستہ
سامنے ایک سنگِ مرمر کے گنبد والے مکان کی طرف
جاتا تھا۔ ماریا باغ میں سے گزر کر اس مکان کے برآمدے

میں آئی تو اسے گھنگھروؤں کی آواز سنائی دی۔ ماریا ایک لمحے کے
لیے رک کر سننے لگی۔ ایسے لگ رہا تھا کہ جیسے اندر رقص ہو
رہا ہے۔ ماریا آہستہ آہستہ آگے بڑھی۔ دروازے پر مخمل
کا بھاری پردہ لٹک رہا تھا۔ ماریا سوچنے لگی کہ اسے دوسری طرف
جانا چاہیے یا نہیں۔ کیونکہ دوسری طرف کوئی طلسم بھی ہو سکتا تھا
مگر دوسری طرف جانا بھی ضروری تھا۔ ماریا نے خدا کا نام لیا اور
فضا میں بلند ہو کر محل کے پردے کو اٹھائے بغیر اس میں سے گزر
گئی۔

دوسری طرف ایک سجا ہوا کمرہ تھا۔ جس میں ایک تخت
بچھا تھا۔ تخت پر ایک لمبے بالوں اور بڑے سر والا عجیب سا آدمی
بیٹھا تھا۔ اس نے سیاہ لمبا چولا پہن رکھا تھا۔ بال شانوں پر
بکھرے ہوئے تھے۔ ہاتھ میں چاندی کا چھوٹا سا ڈنڈا تھا جس
کے سرے پر بلی کا سر بنا ہوا تھا۔ اس کے سامنے قالین پر
ایک خوب صورت نوجوان لڑکی رقص کر رہی تھی۔ جب ماریا کو
اطمینان ہو گیا کہ ابھی تک اس پر کسی قسم کے طلسم نے اثر نہیں کیا۔
تو وہ ایک طرف کھڑی ہو کر لڑکی کو رقص کرتے اور لمبے
بالوں اور بڑے سر والے عجیب شکل کے آدمی کو چاندی کا بلی
کے سر والا ڈنڈا ہاتھ میں لیے سر ہلاتے دیکھنے لگی۔ لڑکی کے
رقص کرنے کے انداز سے معلوم ہو رہا تھا کہ وہ مجبوری کے

ساتھ رقص کر رہی ہے۔ وہ تھکی تھکی لگ رہی تھی۔ وہ ذرا لڑکھڑائی تو
بڑے سر والے آدمی نے چاندی کے ڈنڈے کو فضا میں بلند کرتے
ہوئے خراش دار آواز میں کہا۔

"ناچو! ناچو! نہیں تو میں تمہیں چیونٹی بنا کر جنگل میں پھینک
دوں گا۔"

لڑکی ایک دم سنبھل گئی اور رقص کرنے لگی۔ تھوڑی دیر وہ
رقص کرتی رہی۔ پھر جب وہ تھکن سے چُور ہو کر ایک بار پھر
لڑکھڑانے لگی تو بڑے سر والے آدمی نے ہاتھ بلند کر کے کہا "بس
اب باقی کل رقص ہوگا۔" وہ تخت سے اُٹھ کر خوب صورت لڑکی
کے پاس آیا۔ لڑکی کانپنے لگی۔ اس نے ہاتھ باندھ کر روتے ہوئے کہا۔

"مجھ پہ رحم کرو سامری! مجھ پر رحم کرو۔"

اس بڑے سر والے آدمی کا نام سامری تھا۔ ماریا سمجھ گئی کہ
یہ اس کوہ قاف کی وادی کا بادشاہ جادوگر ہے۔ اس نے سامری کا
نام بہت سُن رکھا تھا۔ آج وہ اسے پہلی بار انسانی بلکہ نیم انسانی
شکل میں دیکھ رہی تھی۔ سامری چاندی کا بلی کے سر والا ڈنڈا لڑکی کے
چہرے کے قریب لے آیا۔ لڑکی کا جسم تھر تھر کانپنے لگا۔ وہ چیخ
مار کر بولی۔

"خدا کے لیے اسے پرے کرو۔ اسے پرے کرو۔
میں جل جاؤں گی۔ میں جل جاؤں گی۔"

سامری نے ایک قہقہہ لگا کر کہا۔

"خبردار پھر کبھی مجھ سے رحم کی بھیک مت مانگنا تمہیں
معلوم نہیں کہ میری کوہ قاف کی سلطنت میں کسی پر رحم
نہیں کیا جاتا۔ اب کل پھر تمہیں رقص کرنا ہوگا۔ اب
واپس چلی جاؤ۔"

لڑکی کانپ رہی تھی۔ اس نے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ سامری
نے اپنی جیب سے چاندی کی ایک کیل نکالی اور رقص کرنے والی لڑکی
کے سر میں زور سے گاڑ دی۔ کیل لڑکی کے سر میں گھسی تو وہ لڑکی سے
ایک بلی بن گئی۔ زرد آنکھوں والی سیاہ کالی بلی۔ سامری نے ایک
طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"جاؤ اپنے بھٹ میں جا کر بیٹھ جاؤ۔"

بلی آہستہ سے واپس مڑی اور کمرے سے نکل گئی۔ ماریا تیزی
سے اُڑتی ہوئی اس بلی کے پیچھے پیچھے گئی۔ سامری وہاں سے
نکل کر دوسری طرف چلا گیا تھا۔ ماریا نے دیکھا کہ کمرے کی دوسری
طرف ایک نیم تاریک سنگ مرمر کا چھوٹا سا حجرہ بنا ہوا تھا۔ بلی
اس حجرے میں داخل ہو گئی۔ اندر ایک طرف فرش پر چوکی پڑی
تھی۔ بلی آہستہ سے چوکی پر چڑھ کر بیٹھ گئی۔ وہ بے حد اداس
تھی۔ اس نے سر نیچے ڈال رکھا تھا۔ اور ایسے آہستہ آہستہ میاؤں
میاؤں کر رہی تھی۔ جیسے مصیبت میں کسی کو مدد کے لیے پکار رہی

ہو۔ ماریا خاموشی سے اس کے پاس کھڑی ہو گئی۔ بلّی کو بالکل احساس نہ ہوا کہ کوئی غیبی شے اس کے قریب کھڑی ہے۔ حالانکہ اس سے پہلے ماریا نے دیکھا تھا کہ جانوروں کو اس کا احساس ہو جاتا تھا۔ ماریا کو اس لڑکی کے بارے میں اتنا علم ہو چکا تھا کہ سامری نے اسے یہاں زبردستی پکڑ کر قید کر رکھا ہے۔ وہ اس کی ہمدردی حاصل کر کے وہاں کے بارے میں معلومات حاصل کر سکتی تھی۔ ماریا نے حجرے کے باہر جا کر دیکھا۔ وہاں کوئی نہیں تھا۔ وہ ہال کمرے میں گئی۔ وہاں بھی کوئی نہیں تھا۔ ماریا واپس بلّی والے حجرے میں آ گئی۔ بلّی اسی طرح سر اپنے اگلے پنجوں پر رکھے اداس بیٹھی آہستہ آہستہ کراہ رہی تھی۔ ماریا اس نے غور سے دیکھا۔ بلّی کے سر میں چاندی کے کیل کی ٹوپی صاف نظر آ رہی تھی۔

ماریا نے ہاتھ بڑھایا تو بلّی غرائی۔ شاید اسے ماریا کے ہاتھ کا احساس ہو گیا تھا۔ ماریا نے ہاتھ پیچھے کھینچ لیا۔ بلّی نے چاروں طرف دیکھا اور دوبارہ سر اپنے پنجوں پر ڈال دیا۔ ماریا نے دوسری بار ہاتھ آگے بڑھایا۔ بلّی سر اٹھا کر پھر غرائی۔ مگر ماریا نے تیزی سے اس کے سر میں سے چاندی کی کیل باہر کھینچ لی۔ کیل کے باہر آتے ہی بلّی پھر سے وہی رقص کرنے والی لڑکی بن گئی وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے چاروں طرف تکنے لگی۔ وہ حیران تھی کہ جب وہاں کوئی نہیں ہے تو اس کے سر میں سے کیل کس

نے نکالا ہے۔ پھر وہ اپنے آپ سے بولی۔

”سامری میں جانتی ہوں۔ یہ تمہارا بھیجا ہوا کوئی غیبی جادوگر ہے۔ جس نے میرے سر سے کیل کھینچی ہے۔ مجھے بتاؤ۔ اب تم کیا چاہتے ہو۔ میں ساری رات اور آدھے دن تک رقص کرتی رہی ہوں۔ کیا تم مجھے آرام بھی نہیں کرنے دو گے؟“

تب ماریا نے آہستہ سے کہا۔

”آہستہ سے بولو۔“ لڑکی چپ ہو کر جدھر سے ماریا کی آواز آئی تھی ادھر دیکھنے لگی۔ یہ ایک عورت کی آواز تھی۔ وہ بولی۔

”ضرور تم سامری کی بھیجی ہوئی کوئی بدروح ہو یا چڑیل ہو۔ تم کس لیے آئی ہو؟“ ماریا نے کہا۔

”مجھے سامری نے نہیں بھیجا۔“

لڑکی نے تعجب سے پوچھا۔

”پھر تم کون ہو اور یہاں کس لیے آئی ہو؟“

ماریا نے جواب میں کہا۔

”میں تمہیں یہاں سے نکالنے آئی ہوں۔“

اب لڑکی کا چہرہ خوف سے زرد ہو گیا۔ وہ بولی۔

”تم —— تم کون ہو؟“

ماریا نے کہا۔

"میری بات غور سے سنو۔ میں کوئی بد روح یا چڑیل
نہیں ہوں۔ میں تمہاری طرح کی ایک لڑکی ہوں۔ مگر کسی
خاص وجہ سے میں کسی کو دکھائی نہیں دیتی۔ مجھے بتاؤ۔
کیا تم یہاں سے آزاد ہونا چاہتی ہو؟"

لڑکی جلدی سے اُٹھ کر حجرے کے باہر گئی۔ دائیں بائیں دیکھ
کر اطمینان کیا کہ وہاں کوئی اور آدمی یا عورت تو نہیں ہے۔ پھر جلدی
سے حجرے میں آگئی اور جدھر سے ماریا کی آواز آرہی تھی اِدھر
تکتے ہوئے بولی۔

"تم یہاں کیسے آگئی ہو؟"

ماریا نے کہا۔

"اِن باتوں کو چھوڑو۔ تم مجھے یہ بتاؤ کہ تم یہاں سے
آزاد ہونا چاہتی ہو کہ نہیں؟"

لڑکی نے آنکھوں میں آنسو بھر کر کہا۔

"یہ جگہ تو میرے لیے دوزخ سے کم نہیں۔ میں ایک
سیکنڈ کے اندر اندر یہاں سے بھاگ جانا چاہتی
ہوں۔ مگر تمہیں معلوم نہیں کہ میرا یہاں سے نکلنا ناممکن
ہے۔"

ماریا نے کہا۔

"میں نے سامری کو تمہارا رقص دیکھتے اور تمہیں چاندی

کے کیل کی مدد سے بلی بناتے دیکھ لیا تھا۔ وہیں سے
میں تمہارے پیچھے پیچھے اس حجرے میں آگئی تھی۔ مجھے
تم سے ہمدردی ہے۔ میں تمہیں ہر قیمت پر یہاں سے
نکال کر لے جاؤں گی۔"

لڑکی نے کہا۔

"اگر میں نے اس محل کے باہر قدم رکھا تو سارے محل
میں چیخیں بلند ہونا شروع ہو جائیں گی۔ اور سامری کے طلسمی
آدمی مجھے فوراً پکڑ لیں گے اور ہو سکتا ہے وہ مجھے
ہلاک کر ڈالیں گے۔"

ماریا کہنے لگی۔

"میں تمہیں زمین پر قدم رکھنے ہی نہیں دوں گی۔ بتاؤ کہ اگر
تمہارے پاؤں زمین پر نہ رکھے گئے تو پھر چیخوں کی آوازیں
بلند ہوں گی؟"

لڑکی بولی۔

"مگر یہ کیسے ممکن ہے کہ میرے پاؤں زمین پر نہ لگیں؟
تم تو غائب ہو۔ تمہیں تو کوئی نہیں دیکھ رہا۔ مگر میں تو
سب کو نظر آؤں گی۔"

ماریا کہنے لگی۔

"میں تمہیں دوبارہ بلی بنا کر اپنی گود میں اُٹھا لوں گی۔

میری گود میں آنے کے بعد تم بھی میری طرح غائب ہو
جاؤ گی۔ کیا پھر بھی محل سے چیخوں کی آواز آئے گی؟"
"نہیں"، لڑکی نے کہا۔
ماریا بولی۔
"تب تم میرے ساتھ یہاں سے نکلنے کے لیے تیار ہو
جاؤ"
ماریا نے چاندی کی کیل لڑکی کے سر میں دوبارہ گاڑ دی۔ کیل
لگتے ہی لڑکی پھر سے بلی بن گئی۔ اب وہ بالکل نہیں غرا رہی تھی
ماریا نے بلی کو گود میں اٹھا لیا۔ ماریا کی گود میں آتے ہی بلی غائب
ہو گئی۔ ماریا اسے لے کر گنبد والے سنگ مرمر کے مکان سے
نکل کر باغ میں آ گئی۔ یہاں سے وہ سنگ مرمر کے محل کی چھت
پر بلند ہو گئی۔ فضا میں بلند ہونے کے بعد اس نے اپنے آپ کو تیزی
سے اوپر کی طرف اٹھا لیا۔ وہ ہوائی جہاز کی طرح فضا کو چیرتی ہوئی
اوپر چلی گئی۔ اور بادلوں کے ساتھ ساتھ کوہ قاف کی وادی سے
نکل کر اس طرف نیچے پھسلنے لگی جہاں غار میں کیٹی ناگ اور جوبلی سانگ
اس کا انتظار کر رہے تھے۔ ماریا کی خوشبو قریب سے آئی تو
کیٹی بولی "ماریا آ گئی ہے" ماریا غار میں داخل ہوئی اور اس
نے بلی کو نیچے رکھ دیا۔ ناگ نے پریشان ہو کر کہا۔
"میرے خدا! ماریا تو بلی بن گئی ہے"

ماریا نے ہنس کر کہا۔
"میں بلی نہیں بنی ناگ۔ بلکہ یہ ایک خوب صورت
غم زدہ قیدی لڑکی ہے۔ جس کو کوہ قاف کے سامری
نے بلی بنا کر قید میں ڈال رکھا تھا۔ میں اسے یہاں
لے آئی ہوں"
اور ماریا نے بلی کے سر میں سے چاندی کی کیل کھینچ لی۔
اب کیٹی ناگ اور جوبلی سانگ کے سامنے ایک خوب صورت
نوجوان لڑکی موجود تھی۔ لڑکی بھی ناگ کیٹی اور جوبلی سانگ کو حیرت
سے تک رہی تھی۔ ماریا نے کہا۔
"یہ میرے بہن بھائی ہیں۔ یہ سب تمہارے ہمدرد
ہیں۔ اب تم ہمیں بتاؤ کہ تم کون ہو اور سامری
نے تمہیں کس لیے قید کیا ہوا تھا؟"
لڑکی بولی۔
"میرا نام ماحیری ہے۔ میں شہر سوڈان کے ایک غریب
آدمی کی اکلوتی بیٹی ہوں۔ ایک روز میں رات کو چھت
پر سو رہی تھی کہ سامری اپنے تخت پر بیٹھا ادھر سے
گزرا۔ اس نے مجھے دیکھا۔ اور اسی وقت مجھے بلی بنا کر
اپنے ساتھ کوہ قاف لے گیا۔ تب سے لے کر دو
ماہ ہو گئے ہیں میں اس کی قید میں پڑی تھی۔ وہ سامری

ساری رات مجھے ناچنے پر مجبور کرتا اور میں تھک
کر چور ہو جاتی۔ بس یہی میری دکھ بھری کہانی ہے۔
خدا کے لیے اب مجھے میرے ماں باپ کے گھر
پہنچا دو۔ نہیں تو سامری کے طلسمی آدمی مجھے پکڑ کر
لے جائیں گے۔ اور تم لوگ بھی یہاں سے بھاگ
جاؤ۔ وہ تمہیں بھی زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ ان کے
پاس جادو کی طاقت ہے۔"
ناگ نے ماجری سے کہا۔
"ماجری! ہم تمہیں بہت جلد تمہارے ماں باپ کے
پاس پہنچا دیں گے۔ تم فکر نہ کرو۔ مگر ہمیں بتاؤ کہ
کیا سامری کے محل میں کوئی اور بھی آدمی قید ہے؟"
ماجری نے کہا۔
"نہیں۔ میرے سوا وہاں اور کوئی نہیں۔"
کیٹی نے کہا۔
"میری بہن ٹھنڈے دل سے غور کر کے بتاؤ ہمارا
ایک بھائی گم ہو گیا ہے۔ ہم اس کی تلاش میں
ہیں۔"
کیٹی کہنے لگی۔
"کیا تم نے کسی ایسے آدمی کو وہاں دیکھا ہے جو چھوٹی

انگلی جتنا ہو۔"
ماجری خاموشی سے سوچنے لگی۔ پھر بولی۔
"میں نے ایسا کوئی آدمی سامری کے پاس نہیں دیکھا۔
لیکن ہاں ایک بار اس کو یہ کہتے سنا تھا۔"
ماجری چپ ہو گئی۔ ماریا نے جلدی سے پوچھا۔
"کیا کہتے سنا تھا ماجری۔ یاد کر کے بتاؤ۔ تم چپ
کیوں ہو گئیں؟"
ماجری اپنے ذہن پر زور دیتے ہوئے یاد کر کے کہنے
لگی۔
"ہاں یاد آ گیا۔ میں ایک رات سامری کے آگے
رقص کر رہی تھی کہ اچانک ایک طلسمی آدمی اندر
آ گیا۔ وہ سامری کا خاص وزیر تھا۔ کہنے لگا سامری!
اس کو کب تک زمین میں دفن کئے رکھنا ہے؟ سامری
نے جواب میں کہا تھا۔ ابھی اسے وہیں نیلے حجرے
میں ہی زمین میں گڑھا رہنے دو۔ اگلے سال جب
جشن ہو گا تو اسے نکالیں گے۔ بس اس کے
بعد میں نے کچھ نہیں سنا۔"
ناگ کیٹی اور جولی سانگ ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔

طلسمی مکڑی

ماریا نے کہا۔

"ضرور وہی تھیوسانگ ہوگا۔ ہمیں نیلے حجرے میں جا کر اسے تلاش کرنا ہوگا۔"

ناگ بولا۔

"ماریا! کیا تمہیں وہاں کوئی طلسم تو محسوس نہیں ہوا؟"

ماریا بولی!

"نہیں۔ مجھے کسی قسم کے طلسم یا جادو کا وہاں احساس نہیں ہوا!"

پھر جولی سانگ نے ماجری کی طرف متوجہ ہو کر پوچھا۔

"ماجری! تم ہمیں یہ بتاؤ کہ وہاں جادو کا دائرہ کہاں تک ہے۔ کیونکہ ہماری بہن ماریا پر اس کا کوئی

اثر نہیں ہوا۔"

ماجری سمجھ گئی کہ غیبی عورت کو یہ لوگ ماریا کے نام سے پکارتے ہیں۔ وہ بولی۔

"سامری کے محل کے ارد گرد صرف رات کو سورج غروب ہونے کے بعد طلسم کا اثر شروع ہو جاتا ہے۔ دن کے وقت وہاں طلسم کو اٹھا لیا جاتا ہے کیونکہ اس وقت کوہ قاف کے دوسرے لوگوں کو بھی ادھر آنا جانا ہوتا ہے۔ جن پر سامری کے طلسم کا اثر ہو سکتا ہے۔ مگر سورج غروب ہو جانے کے بعد ساری رات اور صبح سورج نکلنے تک وہاں کوئی چڑیا بھی پر نہیں مار سکتی۔ وہاں ایسا طلسم ہے کہ اگر کوئی باہر کا آدمی یا کوہ قاف کا سوائے سامری کے کوئی بھی جادوگر سنگِ مرمر کے شاہی محل میں داخل ہونے کی کوشش کرے تو وہ جل کر وہیں بھسم ہو جائے گا۔"

ناگ ماریا کیٹی اور جولی سانگ کو کوہ قاف میں سامری کے محل کے بارے میں بہت سی معلومات حاصل ہو گئی تھیں۔ ناگ نے پوچھا۔

"ماجری! کیا تمہیں پتہ ہے کہ یہ نیلا حجرہ کس طرف

ہے جہاں ہمارا دوست تھیوسانگ قید ہے؟"

ماجری بولی۔

"وہ سامری کے محل کے پیچھے ایک باغ کے کنارے پر ہے۔ اور وہاں ہر وقت ایک اژدہا پہرہ دیتا ہے"

ناگ فوراً بولا۔

"بس ٹھیک ہے۔ پہلے حجرے میں مجھے ہی جانا ہوگا۔ اژدہا میری مدد کرے گا"

ماریا کیٹی اور جولی سانگ چپ ہو گئے۔ جولی سانگ

ہا۔

"اس میں خطرہ ہے ناگ بھیا۔ ہو سکتا ہے اژدہا سامری کے طلسم کے اثر میں ہو اور وہ تمہیں بالکل نہ پہچانے اور تمہیں نقصان پہنچ جائے"

ماریا نے کہا۔

"میں نے سامری کے محل میں جا کر دیکھ لیا ہے کہ مجھ پر وہاں کے جادو کا اثر نہیں ہوتا"

کیٹی نے کہا۔

"مگر تم دن کے وقت وہاں گئیں تھیں۔ رات کو تم پر بھی اثر ہو جائے گا"

ناگ کہنے لگا۔

"اژدہا تمہیں نقصان پہنچا سکتا ہے ماریا۔ کیونکہ اس پر سامری کے طلسم کا اثر ہے اور ممکن ہے وہ تمہیں غیبی حالت میں بھی دیکھ لے۔ اس لیے وہاں مجھے ہی جانا چاہیئے"

ماریا بولی۔

"تو پھر ہم دونوں اکٹھے چلتے ہیں"

کیٹی جلدی سے کہنے لگی۔

"نہیں۔ نہیں۔ ہم دو دوستوں کی جدائی برداشت نہیں کر سکتے"

ماریا ہنس پڑی۔

"و کیٹی! تم گھبرا کیوں رہی ہو۔ ہمیں کچھ نہیں ہوتا۔ ہم دن کے وقت جائیں گے اور سورج غروب ہونے سے پہلے واپس آ جائیں گے"

ناگ نے مشورہ دیا کہ سب نے پہلے ماجری کو اس کے گھر چھوڑنا بہت ضروری ہے۔ کیونکہ رات ہوتے ہی سامری کو علم ہو جائے گا کہ ماجری فرار ہو گئی ہے۔ اور وہ اس کی تلاش میں اپنے طلسمی آدمیوں کو اس وادی میں بھیج دے گا۔ ہم اسے زیادہ دیر اپنے پاس نہ چھپا سکیں

گے۔

ماریا کہنے لگی۔

"تو پھر ماجری کو میں ہی اس کے شہر سوڈان پہنچا
سکتی ہوں"

ناگ نے کہا۔

"تمہارے پاس چاندی کا طلسمی کیل ہے نا؟"

"ہاں" ماریا نے کہا "کیا تم کیٹی کو بلی بنانا چاہتے ہو"

ناگ ہنس کر بولا۔

"وہ تو پہلے ہی مجھے چھوٹی سی پیاری پیاری خلائی
بلی لگتی ہے"

کیٹی نے ناراض ہو کر کہا۔

"اچھا اب میں خلائی بلی ہو گئی"

ناگ نے پیار سے کیٹی کے سر پہ ہاتھ رکھا اور بولا۔

"بھئی تم تو ہماری بڑی پیاری بہن ہو۔ جس طرح کہ
جولی سانگ اور ماریا ہماری پیاری بہنیں ہیں"

پھر ناگ نے ماریا سے کہا۔

"ماریا! تم ماجری کو لے کر جتنی جلدی ہو سکے سوڈان
کی طرف روانہ ہو جاؤ۔ اسے تم بلی بنا کر ہی اپنے
ساتھ لے جاؤ اور واپسی پر چاندی کا طلسمی کیل اپنے

ساتھ ہی لیتی آنا"

جولی سانگ کہنے لگی۔

"مگر جلدی واپس آنا۔ کیونکہ ہم تمہارے آنے
کے بعد ہی تھیو سانگ کی بچاؤ کی مہم شروع کر سکیں
گے"

جولی سانگ نے پھر ایک آہ بھری اور بولی۔

"کاش میں بھی اپنے بھائی کو بچانے تمہارے ساتھ سامری
کے محل میں جا سکتی۔ مگر میں بھی کیٹی کی طرح ایک تو
جلنے سے ہلاک ہو سکتی ہوں۔ دوسرے میں غائب
بھی نہیں ہو سکتی۔ ماریا کی طرح"

ماریا نے کہا

"جولی سانگ! تھیو سانگ تمہارا ہی نہیں۔ ہمارا بھی
بھائی ہے۔ ہم اسے ہر صورت میں سامری کے محل
سے نکال لائیں گے۔ اچھا اب میں جاتی ہوں"

اس نے ماجری کے سر میں کیل گاڑ دی۔ ماجری فوراً بلی بن
گئی۔ ماریا نے بلی کو گود میں اٹھا لیا۔ ماجری غائب ہو گئی۔ ماریا
نے کہا۔

"میں پوری رفتار سے سفر کروں گی۔ مجھے امید ہے
کہ میں سورج غروب ہونے تک واپس آجاؤں

گی۔

"ٹھیک ہے ماریا" ناگ بولا" ہم اسی جگہ نہیں ہے گے"

اور ماریا بلی کو لے کر فضا میں پرواز کر گئی۔ وہ پوری رفتا
سے اُڑنے لگی۔ سوڈان وہاں سے کافی دُور تھا۔ مگر ماریا بڑ
تیزی سے پرواز کر رہی تھی۔ پھر بھی سوڈان وہاں سے اتنا دُو
تھا کہ ماریا جانتی تھی اسے واپس آتے ہوئے شام ہو جائے
گی۔ وہ بادلوں کے اوپر پرواز کر رہی تھی۔ راستے میں باد
میں بجلی کے طوفان کڑکنے لگے۔ ماریا اور زیادہ بلند ہو گئی۔ اب
وہ بادلوں سے اتنی اوپر تھی کہ دھوپ نکلی ہوئی تھی اس کے نیچے
دُور بادلوں میں بجلیاں کڑک رہی تھیں۔ ماریا اُڑتی چلی گئی۔
جب وہ شمالی افریقہ کے ملک سوڈان کے اوپر آئی تو دن آدھے
سے زیادہ گزر چکا تھا۔ اس نے نیچے آنا شروع کر دیا۔ ماجر
بلی کے روپ میں اس کی گود میں تھی۔ ماریا سوڈان کے شہر سے
واقف تھی۔ وہ سوڈان کے ایک دریا کے اوپر سے گزری تو دریا
کے دوسرے کنارے پر شہر آباد تھا۔ ماریا نیچے دریا کنارے
اُتر گئی۔ اترتے ہی اس نے بلی کے سر میں سے طلسمی کیل نکال کر
اپنے پاس سنبھال کر رکھ لی۔

بلی ماجری کی شکل میں ظاہر ہو گئی۔ ماریا نے اس سے پوچھا۔

"کیا تمہیں اپنے گھر کا پتہ ہے ماجری؟"

ماجری نے اطمینان کا سانس لے کر کہا۔

"ماریا بہن! اپنے گھر کو کون بھول سکتا ہے۔ میں خدا
کا شکر اور تمہارا شکریہ ادا کرتی ہوں۔ کہ میں پھر
سے اپنے پیارے وطن کی ہوا میں سانس لے رہی
ہوں۔ میرا گھر وہ جو سامنے والا ٹیلا ہے اس کے دامن
میں ہے"

ماریا نے کہا۔

"تم اپنے گھر کی طرف چلو۔ میں تمہارے ساتھ ہوں"

ماجری نے اپنے گھر کی طرف چلنا شروع کر دیا۔ وہ شہر کے بازاروں
میں سے گزرتی ایک کھلے میدان میں آ گئی۔ سامنے وہ ٹیلا تھا جس
کے دامن میں کئی سفید سفید جھونپڑوں ایسے مکان نظر آ رہے تھے۔
ماجری نے کہا۔

"ماریا بہن! تم میرے ساتھ ہو ناں؟"

"ہاں ماجری! میں تمہارے ساتھ ہوں" ماریا نے جواب
دیا۔

ماجری کہنے لگی۔

"بس ان مکانوں میں ہمارا بھی ایک مکان ہے۔ ہم
غریب لوگ ہیں۔ میرے ماں باپ مجھے دیکھ کر

کس قدر خوش ہوں گے۔"

ماجری جب اپنے مکان کے دروازے پر پہنچی تو اس کی ماں
اسے دیکھتی ہی رہ گئی۔ اِسے اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آرہا تھا۔
ماجری نے کہا۔

"اماں! میں تمہاری بیٹی ماجری ہوں۔"

ماں نے خوشی سے چیخ ماری اور اپنی بیٹی کو سینے سے لگا کر
رونے لگی۔ ماجری کا باپ بھی دوڑا دوڑا اندر سے باہر آگیا۔ اپنی
پیاری بیٹی کو دیکھ کر اس کی آنکھوں میں خوشی کے آنسو آگئے۔ اس
اپنی بچی کو سینے سے لگا لیا۔ اور دونوں باپ بیٹی رونے لگے۔ ماریا
قریب ہی کھڑی یہ سب کچھ دیکھ رہی تھی اور خوش ہو
رہی تھی۔ اس نے ماجری کو سمجھا دیا تھا کہ اپنے ماں باپ سے
آگے اس کا ذکر نہ کرے۔ ماجری نے اپنے ماں باپ کو یہی بتایا
کہ اسے ایک جن اٹھا کر لے گیا تھا جس کے قبضے سے اسے
ایک پری نے آزاد کرایا اور اسے سوڈان شہر میں چھوڑ کر چلی
گئی ہے۔ ماجری کے ماں باپ غیبی پری کو دعائیں دینے لگے۔
جس نے اس کی پیاری بچی واپس ان کے پاس پہنچا دی تھی۔ ماں
نے ڈرتے ہوئے پوچھا۔

"بیٹی! وہ جن تمہیں پھر تو نہیں لے جائے گا؟"
ماجری نے کہا۔

"نہیں اماں! پری نے کہا ہے کہ اب جن کبھی اس طرف
کا رخ نہیں کرے گا۔"

ماریا نے ماجری کو یقین دلا دیا تھا کہ وہ سامری کی طاقت کو
ختم کر دیں گے اور وہ پھر اِدھر کبھی نہیں آئے گا۔ اسی لیے ماجری
بڑی مطمئن تھی۔

ماریا نے ماجری کے کان میں آہستہ سے کہا۔

"خدا حافظ ماجری! میں جا رہی ہوں۔"

ماجری کے منہ سے بے اختیار نکل گیا "خدا حافظ ماریا! تمہارا
بہت شکریہ!" ماجری کی ماں نے حیرانی سے پوچھا۔

"یہ تم کس سے بات کر رہی ہو۔ ماجری بیٹی؟"

ماجری نے مسکرا کر کہا۔

"پری کا شکریہ ادا کر رہی تھی اماں۔"

ماں اور باپ نے ایک زبان ہو کر کہا "ہماری طرف سے
بھی پری کا شکریہ ادا کرو بیٹی۔" ماجری نے کہا "ماریا! میری اماں
ابا بھی تمہارا شکریہ ادا کر رہے ہیں۔" ماریا نے بلند آواز میں
کہا۔

"خدا حافظ!"

اور وہ وہاں سے پرواز کر گئی۔ ماجری کی ماں اور اس
کے باپ نے ماریا کی غیبی آواز سن لی تھی۔ وہ تو ہکا بکا

ے ہو کر رہ گئے۔ ماجری نے کہا۔

"ماریا! کیا تم چلی گئی ہو؟"

ماریا کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا۔ اس وقت ماریا
کے دریا کے اوپر سے گزر رہی تھی۔ اس وقت دن ڈھلنے
تھا۔ ماریا شام ہونے تک کیٹی، ناگ اور جولی سانگ کے پ
پہنچ جانا چاہتی تھی۔ مگر اسے راستے میں ہی شام ہو گئی۔ ا
ماریا ابھی راستے میں ہی تھی کہ شام ہونے کے بعد کوہ قاف
سامری اپنے سنگِ مرمر کے محل والے تخت پر آ کر بیٹھ گیا۔ ا
اپنے غلام کو حکم دیا کہ رقاصہ بلی کو لایا جائے۔ تھوڑی دیر
غلام گھبرایا ہوا آیا اور بولا کہ رقاصہ بلی وہاں نہیں ہے سامری
جیسے بجلی کا جھٹکا لگا۔ وہ ایک دم اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ غصے
سے وہ کانپ رہا تھا۔ اس نے دونوں بازو ہوا میں پھیلا
دیئے اور گرجا۔

"کس کی ہمت ہوئی کہ ہماری رقاصہ کو ہم سے
چھین کر لے جائے؟"

سارے محل میں شور مچ گیا۔ سارے کوہ قاف میں
مچ گیا کہ سامری کی چہیتی رقاصہ کو کوئی محل میں سے نکال
کر لے گیا۔ کون آ سکتا تھا وہاں؟ کس کو جرأت ہوئی کہ سا
کے محل میں داخل ہو؟ سامری تیز تیز قدموں سے اپنے

طلسمی کمرے میں آیا اور ایک سیاہ بلے کی مورتی کے آگے بازو
پھیلا کر بولا۔ "کس نے میرے محل میں آنے کی جرأت کی ہے
میرے کالے دیوتا؟ مجھے بتا وہ کون ہے جو میری رقاصہ کو لے
گیا ہے؟ میں اسے جلا کر بھسم کر دوں گا۔" کالے بلے کی آنکھوں
میں روشنی ہوئی اور آواز آئی۔

"سامری! تیری رقاصہ اب اپنے گھر جا چکی ہے۔"

سامری نے غصے سے کانپتے ہوئے کہا۔

"کون لے گیا اُسے؟"

کالے بلے کی آواز آئی۔

"تمہارے دشمن اس وقت کوہ قاف وادی کی دوسری
جانب چٹانوں کے تنگ درے والی غار میں بیٹھے
ہیں۔ تم ان سے اپنا بدلہ لے سکتے ہو۔"

سامری کی آنکھوں سے چنگاریاں پھوٹ رہی تھیں۔ وہ
سینے پر زور سے ہاتھ مار کر بولا۔

"ان میں سے کوئی بھی زندہ نہیں بچے گا۔"

اور سامری نے بھی چاندی کا بلی کے سر والا ڈنڈا پکڑا اور ہوا
میں پرواز کرتے ہی غائب ہو گیا۔ دوسری طرف تنگ درے
والی چٹان کے غار میں کیٹی، ناگ اور جولی سانگ بیٹھے ماریا کا انتظار
کر رہے تھے کہ اچانک ان کے قریب ہی ایک پتھر میں حرکت پیدا

ہوئی۔ ناگ نے کہا۔

"پتھر کے نیچے کوئی کیڑا ہے"

ناگ نے پتھر کو ہٹا دیا۔ پتھر کے نیچے سے ایک کالی مکڑی
باہر نکل آئی۔ اس نے اپنی زبان میں ناگ سے کہا "عظیم ناگ
دیوتا! سامری آپ سب کو ہلاک کرنے چلا آرہا ہے۔" ناگ نے
کیٹی سے کہا "اسے پتہ چل گیا ہے کہ ماجری غائب ہے۔" کیٹی
نے گھبرا کر کہا "اب کیا کریں؟" جولی سانگ کہنے لگی۔

"ہمیں یہاں سے نکل جانا چاہیئے۔" اس پر مکڑی کہنے لگی۔

"عظیم ناگ کے دوستو! تم لوگوں نے ایک بیٹی کو
اس کے گھر پہنچا کر نیک کام کیا ہے۔ مجھے خدا کی طرف
سے تمہاری مدد کرنے کا حکم ملا ہے۔"

ناگ نے مسکرا کر کہا۔

"تم ہماری کیسے مدد کرو گی؟"

مکڑی بولی۔

"میں تمہارے غار کے منہ میں جالا تن دوں گی۔"

کیٹی نے کہا۔

"اس سے کیا ہوگا؟"

مکڑی کہنے لگی۔

"یہ تم خود اپنی آنکھوں سے دیکھ لو گی۔ تم لوگ اسی

جگہ بیٹھے رہو۔"

یہ کہہ کر مکڑی بھاگ کر غار کے منہ پر گئی اور اس نے بڑی
تیزی کے ساتھ غار کے منہ پر جالا بننا شروع کر دیا۔ دیکھتے
دیکھتے مکڑی نے غار کے منہ پر جالا بن دیا۔ یہ جالا بڑا نازک تھا۔
جیسے کہ مکڑی کا جالا ہوا کرتا ہے۔ ناگ نے کیٹی سے کہا۔

"کیٹی! سامری جادوگر کا ہمیں خود ہی مقابلہ کرنا ہوگا۔
مکڑی کا جالا ہمیں نہ بچا سکے گا۔"

کیٹی نے کہا۔

"مگر تم بھول گئے ہو ناگ۔ مکڑی نے کہا تھا کہ اسے خدا
کی طرف سے حکم ہوا ہے کہ ہماری مدد کرو۔ اور جب
کوئی حکم خدا کی طرف سے ہوتا ہے تو پھر خدا کی طاقت
اس کے ساتھ ہوتی ہے اور خدا کی طاقت کا مقابلہ دنیا
کے کروڑوں اربوں سامری مل کر بھی نہیں کر سکتے۔"

ابھی یہ الفاظ کیٹی کے منہ میں ہی تھے کہ غار میں جیسے زلزلہ
آگیا۔ غار کی دیواریں ہلنے لگیں۔ سامری غار کے باہر پہنچ چکا
تھا۔ ایک دھماکہ ہوا اور سامری ظاہر ہو گیا۔ اس کے ہاتھ میں
چاندی کا بلی کے سر والا ڈنڈا تھا۔ جس میں سے تیز روشنی
نکل رہی تھی۔ اس نے قہقہہ لگا کر کہا۔

"تم غار میں ہو گے۔ میں جانتا تھا۔ تم نے میری رقاصہ

کو اغوا کر کے میرے انتقام کی آگ کو بھڑکایا ہے۔ میں تمہیں پہلے ختم کروں گا۔ پھر رقاصہ کو جا کر موڈان سے لاؤں گا"
ناگ نے کہا۔
"تم بدمعاش ہو۔ شیطان ہو۔ اور بدی کے دیوتا ہو۔ ہم نے انسانی ہمدردی کی خاطر رقاصہ کو اس کے گھر پہنچایا ہے۔ ہم نے اسے اغوا نہیں کیا"
سامری نے اسے چلا کر کہا۔
"میں ابھی تمہیں اس کا مزہ چکھاتا ہوں"
اور سامری نے بلی کے سر والے ڈنڈے کا رُخ ناگ اور جبلی سانگ کی طرف کر دیا اور منہ سے ایک منتر پڑھا۔ ایک چیخ کی طرح بھیانک تھا۔ بلی کے سر میں سے آگ کا شعلہ نکل کر غار کے منہ پر گرا۔ مگر یہ دیکھ کر سامری حیران ہوا کہ اس کا طلسمی شعلہ غار کے منہ پر بنے ہوئے مکڑی کے جالے کا ایک تار بھی نہیں جلا سکا تھا۔ ناگ کیٹی اور جبلی سانگ بھی غار کے اندر کھڑے یہ سب حیرانی سے دیکھ رہے تھے۔ سامری نے دوسری بار شعلہ پھینکا۔ اس بار بھی شعلہ غار کے منہ پر مکڑی کے جالے سے ٹکرا کر بجھ گیا اور جالے کو ذرا سا بھی نقصان نہ پہنچا۔ اب تو سامری کو بے حد غصہ آ گیا اس نے ڈنڈا ہوا میں اچھالا۔ نیچے آتے ہی ڈنڈے نے ایک مگرمچھ کی شکل اختیار کر لی۔ جس کے نتھنوں سے شعلے نکل رہے تھے۔

مگرمچھ شعلے نکالتا پھنکارتا غار کی طرف لپکا۔ کہ ناگ کیٹی اور جبلی سانگ کو ہڑپ کر لے مگر جونہی وہ غار کے جالے سے ٹکرایا ایک دھماکہ ہوا۔ مگرمچھ کے جسم کو ایک دم سے آگ لگ گئی۔ وہ فضا میں دس فٹ اوپر کو اچھلا اور پھر دیکھتے دیکھتے جل کر راکھ ہو گیا۔ سامری نے ایک بھیانک چیخ ماری اور خود آنکھوں سے شعلے نکالتا غار کی طرف بڑھا۔ جونہی وہ غار کے جالے سے لگا۔ وہ بھی دس فٹ اوپر اچھلا اور دھڑام سے نیچے گر پڑا۔ وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔ مکڑی نے ناگ سے کہا۔
"عظیم ناگ دیوتا! میں اسے ہمیشہ کے لیے قید کرنے لگی ہوں۔ تم لوگ باہر آ کر دیکھو"
ناگ کیٹی اور جبلی سانگ جالے کو توڑ کر باہر آ گئے۔ انہوں نے دیکھا کہ مکڑی بڑی تیزی سے بے ہوش سامری کے جسم کے گرد اپنے جالے کی تاریں لپیٹ رہی تھی۔ باریک تاریں مکڑی کے منہ اور ٹانگوں سے نکل رہی تھیں اور وہ سامری کے جسم پر اِدھر سے اُدھر دوڑ دوڑ کر تاریں بکھیر

کو اسے جکڑ رہی تھی۔ دیکھتے دیکھتے بے ہوش سامری کا
سارا جسم مکڑی کے تاروں میں لپیٹ دیا گیا۔ ایسا لگ رہا
تھا۔ جیسے سامری کو کسی نے باریک سفید کفن میں لپیٹ دیا
ہے۔ تب مکڑی سامری کے ماتھے پر چڑھ کر بیٹھ گئی
اور ناگ کی طرف دیکھ کر بولی۔
"ناگ دیوتا! میں سامری کے ماتھے پر ڈس رہی
ہوں۔ میرے زہر کے اثر سے یہ اس وقت بے ہوش
رہے گا جب تک کہ میرے جیسی کوئی دوسری
مکڑی آکر اس کے ماتھے پر نہیں ڈستی اور میرے
جیسی کوئی دوسری مکڑی ابھی اس دنیا میں پیدا
نہیں ہوئی"
یہ کہہ کر مکڑی نے سامری کے ماتھے پر اپنا ڈنک
دیا۔ مکڑی کی زبان سوائے جولی سانگ کے ماریا اور کیٹی د
سمجھ رہی تھیں۔ کیٹی جولی سانگ کو ساتھ ساتھ سمجھاتی جا
تھی۔ مکڑی غار میں آگئی۔ ناگ نے کہا۔
"کیا سامری کے بے ہوش ہو جانے سے کوہ قاف
میں اس کا طلسم ٹوٹ گیا ہے؟"
مکڑی کہنے لگی۔
"یہ میں کچھ نہیں کہہ سکتی۔ مگر اتنا ضرور ہے کہ اب

وہاں کوئی طاقتور جادوگر باقی نہیں رہا۔ اگر کوئی
جادوگر ہے بھی تو اس کا جادو نقصان نہیں پہنچا
سکتا اور اس پر اپنی قوت ارادی سے قابو پایا جا
سکتا ہے۔"
اس کے بعد ناگ کو سلام کر کے واپس پتھر کے نیچے چلی
گئی۔ اب رات کی تاریکی پھیل گئی تھی۔ اتنے میں انہیں ماریا
کی خوشبو آنے لگی۔ جب خوشبو قریب آگئی تو ناگ نے ماریا کو
آواز دی۔ ماریا نے جواب میں کہا۔
"میں ماجسی کو چھوڑ کر آگئی ہوں۔ مگر یہ غار کے
باہر کس کی لاش پڑی ہے؟"
ناگ اور کیٹی نے ماریا کو سارا واقعہ سنایا تو وہ خوش
ہوئی اور بولی۔
"اب تو ہم رات کے وقت بھی نیلے حجرے میں
جا کر تھیوسانگ کو وہاں سے ڈھونڈ کر نکال
سکتے ہیں"
جولی سانگ فوراً بولی۔
"ہاں۔ ہمیں ابھی جانا چاہیئے۔ میں بھی ساتھ جاؤں
گی۔ اب ہمیں کسی طلسم کا کوئی خطرہ نہیں
ہے"

کیٹی کہنے لگی۔

"پھر بھی مکڑی نے کہا تھا کہ وہاں طلسم کا اثر ہے۔ وہاں دوسرے جادوگر موجود ہیں۔ اور تمہیں نقصان پہنچ سکتا ہے۔"

ناگ نے کہا۔

"ہمیں بہر حال صبح کا انتظار کرنا چاہیئے۔ ہمیں خطرہ مول نہیں لینا چاہیئے۔ صبح تک کوئی فرق نہیں پڑے گا۔"

اس پر سب نے اتفاق کیا۔ سامری کی لاش غار کے باہر ہی پڑی رہی۔ رات گہری ہوتی گئی۔ ناگ ماریا کیٹی اور جولی سانگ غار کے اندر ہی بیٹھے عنبر اور تھیوسانگ کے بارے میں صلاح مشورہ کرتے رہے۔ دوسری طرف جب سامری واپس اپنے محل میں واپس نہ آیا تو سامری کے وزیر جادوگر کو فکر لگی۔ وہ گدھ بن کر ہوا میں اڑتا ہوا وادی میں آگیا کہ سامری کو تلاش کرے۔ اسے بہت جلد ایک پہاڑی کی طرف سے سامری کی بو آنے لگی۔ وزیر جادوگر پہاڑی کے درے میں آیا تو دیکھا ایک غار کے باہر مکڑی کے تاروں میں لپٹی لاش پڑی ہے۔ وزیر جادوگر لاش کے قریب آہستہ سے اتر آیا۔ بہت جلد اسے پتہ چل گیا کہ یہ سامری کی لاش ہے۔ لاش کا گمان اسے اس لیے ہوا کہ سامری کا سانس اتنا آہستہ چل رہا تھا کہ وزیر جادوگر

پتہ نہ کر سکا کہ سامری بے ہوش ہے۔ وہ لاش کو اٹھانے لگا تو اسے ایک زبردست جھٹکا لگا اور وہ تڑپ کر پرے جا گرا۔ باہر سے شور کی آواز سن کر ناگ کیٹی جولی سانگ اور ماریا باہر نکل آئے۔ وہاں کوئی نہیں تھا۔

"یہ آواز کیسی تھی؟" ناگ نے کہا۔

گدھ جھاڑیوں کے پیچھے چھپ گیا تھا۔ ماریا نے اڑ کر ایک چکر لگایا مگر وہ وزیر جادوگر کو نہ دیکھ سکی۔ وزیر جادوگر گدھ بنا جھاڑی کے پیچھے چھپا بیٹھا تھا۔ اس نے غار والوں کو دیکھا تو سمجھ گیا کہ سامری کو انہی لوگوں نے ہلاک کیا ہوگا۔ مگر سامری کے مر جانے سے وزیر جادوگر کی آدھی سے زیادہ طاقت ختم ہو گئی تھی۔ وہ اکیلا ناگ کیٹی اور جولی سانگ کو مار نہیں سکتا تھا۔ جب یہ لوگ واپس غار میں چلے گئے۔ تو وزیر جادوگر تیزی سے اڑ کر اپنے محل میں واپس آگیا۔ آتے ہی اس نے محل کی پرانی جادوگرنی کو سب کچھ بتا دیا۔ پرانی جادوگرنی کہنے لگی۔ "اگر ان لوگوں نے سامری کو ہلاک کر ڈالا ہے تو وہ بہت زبردست طاقت رکھتے ہیں۔ ان کا مقابلہ ہمارا جادو نہیں کر سکتا۔ سامری کے مر جانے سے ویسے بھی ہماری طاقت آدھی رہ گئی ہے۔ ہمیں کسی چالاکی سے ہی انہیں ہلاک کرنا ہوگا۔" وزیر جادوگر

"یہ لوگ آخر کون ہیں؟" پرانی جادوگرنی بولا۔

"یہ بلی رقاصہ کے بھائی بہن ہی ہو سکتے ہیں۔ جن کے پاس طلسم کی بے پناہ طاقت ہے اور وہ رقاصہ کو یہاں سے نکال کر لے گئے ہیں۔ جب سامری ان سے بدلہ لینے گیا تو انہوں نے اسے مار ڈالا"

وزیر جادوگر کہنے لگا۔

"سامری کے مر جانے سے ہماری سلطنت خطرے میں گھر گئی ہے۔ کیا سامری کی جگہ کوئی دوسرا جادوگر یہاں نہیں آسکتا جو اتنی ہی طاقت رکھتا ہو؟"

پرانی جادوگرنی نے کہا۔

"سامری کا ایک استاد تھا جو خود مر چکا ہے۔ اس کی بد روح خلائی جہنم میں اتنی دور جا چکی ہے کہ اگر اسے بلایا تو اسے آتے آتے ایک ماہ لگ جائے گا۔ مگر میں کل سے اس کو واپس بلانے کا چلہ شروع کر دوں گی۔ وہی یہاں آکر ہماری سلطنت کو بچا سکتا ہے۔"

وزیر جادوگر کہنے لگا۔

"تو کیا ہم اپنے سامری کے قاتلوں کو زندہ چھوڑ دیں؟"

پرانی جادوگرنی نے کہا۔

"وہ بہت بڑی طلسمی طاقت رکھتے ہیں۔ اگر وہ سامری کو ہلاک کر سکتے ہیں تو ہم ان کے آگے کیا ہیں۔ ویسے میں اپنا ایک خاص طلسم محل کے ارد گرد پھیلا رہی ہوں۔ جو کوئی باہر کا آدمی ہمارے علاقے میں داخل ہو گا۔ اس کے جسم کو ایسا جھٹکا لگے گا کہ وہ پھر داخل ہونے کی جرأت نہیں کرے گا۔"

وزیر جادوگر بولا۔

"تو جلدی سے یہ طلسم محل کے ارد گرد پھیلا دو۔ اس کی بہت ضرورت ہے۔ جب تک تم سامری کے استاد کی بد روح کو یہاں نہیں بلا لیتی یہ طلسم ہماری حفاظت کرے گا۔"

پرانی جادوگرنی نے اسی وقت آگ جلا کر منتر پڑھے اور محل کی چاروں طرف اپنے طلسم کی لہریں پھیلا دیں۔ اس کام سے فارغ ہو کر وزیر جادوگر اور پرانی جادوگرنی نے سامری کے استاد کی بد روح کو بلانے کے لیے چلہ کرنا

شروع کر دیا۔ یہ چلہ ہر روز آدھی رات کو کیا کرتا تھا اور
ایک ماہ کے بعد بدروح کو وہاں پہنچ جاتا تھا۔

دوسری طرف جب رات گزر گئی اور دن نکل آیا تو
ناگ اور ماریا کوہ قاف کے محل کی طرف جانے کی تیاری
کرنے لگے۔ اس روز اتفاق سے آسمان پہ گہری گھٹا چھا
رہی تھی مگر بارش بالکل نہیں ہو رہی تھی۔ گہرے بادلوں کی وجہ
سے دن کی روشنی دھیمی ہو گئی تھی۔ ناگ اور ماریا نے کیٹی
اور جولی سانگ کو غار میں ہی رہنے کی تاکید کی اور دونوں خدا
کا نام لے کر کوہ قاف کے محل کی طرف روانہ ہوئے۔ ماریا
نے ناگ کو سانپ بنا کر اپنی کلائی کے گرد لپیٹ لیا تھا۔ ماریا
فضا میں اُڑتی ہوئی سنگ مرمر کے محل کی دیوار کے پاس
اُتر پڑی۔ ناگ نے انسانی شکل اختیار کر کے محل کی دیوار
کو غور سے دیکھا۔ کہنے لگا۔

"ہمیں اس دیوار کے دروازے میں سے گزر
کر دیکھنا چاہیئے"

ماریا بولی۔

"اس کی کیا ضرورت ہے۔ میں تمہیں غائب کر کے
اپنے ساتھ لیے چلتی ہوں"

ناگ نے کہا۔

"نہیں ماریا۔ میں یہ دیکھنا چاہتا ہوں کہ یہاں کسی
قسم کا کوئی طلسم تو نہیں کیا گیا۔ معمولی طلسم ہی سہی۔
لیکن جادو آخر جادو ہوتا ہے"

ناگ نے ایک جگہ محل کا چھوٹا دروازہ دیکھا جو کھلا تھا۔
جونہی ناگ دروازے میں سے داخل ہونے لگا اسے زور
دار جھٹکا لگا اور وہ دور جا پڑا۔

"دیکھا میں نہ کہتا تھا کہ یہاں طلسم کیا گیا ہے"

ماریا بولی۔

"ٹھیک ہے تم نے تجربہ کر لیا ہے۔ اب میں تجھے
اپنے ساتھ غائب کر کے لیے چلتی ہوں۔ مجھے یقین
ہے کہ غائب ہونے کے بعد ہمیں جھٹکا نہیں لگے
گا"

ماریا نے ناگ کو سانپ بننے کے لیے کہا۔ ناگ اسی
وقت سانس کھینچ کر سانپ بن گیا۔ ماریا نے سانپ کو اپنی کلائی
کے گرد لپیٹ لیا۔ ماریا کے ہاتھ میں آتے ہی ناگ بھی
غائب ہو گیا۔ ماریا بڑی احتیاط سے فضا میں بلند ہوئی
اور آگے بڑھی۔ اسے خطرہ تھا کہ کہیں محل کی دیوار کے
اوپر سے گزرتے ہوئے اُسے جھٹکا نہ لگے گا۔ مگر ایسا نہ
ہوا جب ماریا محل کی دیوار کے اوپر سے گزری تو اسے

جھٹکا نہ لگا۔ وہ سمجھ گئی کہ یہ جھٹکا صرف جسم ہونے کی صورت
میں لگتا ہے۔ ماریا ناگ کو لے کر محل کے پچھواڑے آ گئی
کیونکہ رقاصہ بلی یعنی ماجری نے یہی کہا تھا کہ محل کے پیچھے
ایک نیلا حجرہ ہے اس حجرے میں سامری نے کسی انسان کو
زمین میں دفن کر رکھا ہے۔

ماریا محل کے پچھواڑے ایک باغ میں سے گزر کر دوسری
طرف آئی تو وہاں ایک پرانی چھوٹی سی عمارت بنی تھی جس
کی دیواروں پر گھاس اُگ رہی تھی۔ بڑی پُراسرار عمارت
تھی۔ اس کا گنبد پھوٹ گیا تھا اور اس کا رنگ نیلا تھا۔ ماریا
کو یقین ہو گیا کہ یہی نیلا حجرہ ہے۔ ماریا زمین پر اُتر آئی۔ اس
نے احتیاط کے طور پر ناگ سے کہا۔

"ناگ! میں چاہتی ہوں کہ تم زمین پر جسمانی
حالت میں آ کر دیکھو کہ کہیں تمہیں جھٹکا تو نہیں لگتا۔"

ناگ بولا۔

"ٹھیک ہے۔ تم مجھے زمین پر رکھ دو۔"

ماریا کہنے لگی۔

"یہ میں اس لیے کہہ رہی ہوں کہ میں جسمانی حالت
میں نہیں آ سکتی۔"

ناگ بولا۔

"تم بے فکر ہو کر مجھے زمین پر رکھ دو ماریا۔ جو
ہو گا دیکھا جائے گا۔"

ماریا نے ناگ کو زمین پر رکھ دیا۔ ناگ زمین پر آتے
ہی سانپ بن گیا۔ مگر اسے جھٹکا بالکل نہ لگا۔ اس نے
کہا۔

"مجھے جھٹکا نہیں لگا ماریا۔ اس کا مطلب ہے
کہ یہاں طلسم نہیں ہے۔"

ماریا کہنے لگی۔

"طلسم تو ضرور ہو گا لیکن سامری کے مر جانے سے
اس کی شدّت کم ہو گئی ہو گی۔ یا پھر وہ ہماری
طاقت کے مقابلے میں کمزور ہے۔ اب ہم نیلے
حجرے میں داخل ہوتے ہیں۔ تم میرے پیچھے پیچھے
آنا ناگ۔"

ناگ نے کہا۔

"مجھے کیسے پتہ چلے گا کہ تم میرے آگے آگے
جا رہی ہو؟ میں تو تمہیں دیکھ ہی نہیں سکتا۔"

ماریا ہنس کر بولی۔

"ایک بار تو تم مجھے دیکھ لیتے تھے۔ تم نے مجھے
بڑا تنگ کیا تھا ناگ۔"

ناگ نے کہا۔

"وہ تو خاص بوٹی کا سرمہ آنکھوں میں لگانے کی وجہ
سے ہوا تھا۔ جب تک اس کا اثر رہا میں تمہیں
دیکھ سکتا تھا۔ جب اثر ختم ہو گیا تو تم بھی میری
آنکھوں سے غائب ہو گئیں"

ماریا کہنے لگی۔

"اچھا اب اِن باتوں کو چھوڑو۔ میں اندر جا رہی ہوں
تم بھی اب اندر آجاؤ"

ماریا کی خوشبو ایک دم ناگ کے قریب سے
ہو کر آگے نکل گئی۔ ناگ بھی پیچھے پیچھے اندر داخل
ہو گیا۔ نیلے حجرے میں گہرا اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ اندھیرے
میں ناگ اور ماریا نے دیکھا کہ حجرے کی دیواروں
کی اینٹیں اکھڑ رہی تھیں۔ چھت کے ساتھ جالے لٹک
رہے تھے۔ ناگ نے ماریا سے کہا۔

"ماریا! تھیوسانگ کی خوشبو نہیں آرہی"

ماریا نے بڑے گہرے سانس لے کر سونگھا۔
تھیوسانگ کی خوشبو بالکل نہیں آرہی۔ ناگ بھیا۔
ہمیں زمین کے اندر کسی گڑھے میں دیکھنا ہوگا۔

ناگ بولا: "میں زمین کے اندر جاتا ہوں"

ناگن کی سازش

ناگ ایک جگہ زمین میں سوراخ کر کے اندر چلا گیا۔
اس نے زمین میں اِدھر اُدھر دیکھا اِسے تھیوسانگ کہیں
دکھائی نہ دیا۔ وہ اوپر آگیا اور ماریا سے کہا کہ اس جگہ نیچے کچھ
نہیں ہے۔ ماریا نے کہا

"زمین کی سطح پر دیکھو۔ جہاں زمین نرم ہو گی وہیں
کوئی گڑھا ہو گا"

ناگ نے حجرے کے کچے فرش پر رینگنا شروع کر دیا۔
ایک جگہ زمین اِسے نرم نرم محسوس ہوئی۔ وہ وہیں سوراخ
کر کے نیچے اُتر گیا۔ اچانک اس کا جسم ایک لکڑی کے چھوٹے
صندوق سے ٹکرایا۔ ناگ نے باہر آکر ماریا کو بتایا کہ گڑھے کے
نیچے کوئی صندوق ہے۔ ناگ فوراً انسانی شکل میں واپس آگیا۔
یہاں حجرے کے اندر اسکے جسم کو جھٹکا تو نہ لگا۔ مگر زمین اسے
بہت گرم محسوس ہونے لگی۔ ماریا اور ناگ نے مل کر صندوق
کو زمین کے نیچے سے نکال لیا۔ یہ ایک چھوٹا صندوق تھا جس

پر مہر لگی تھی۔ یہ مہر سامری کی تھی۔ ماریا نے ہاتھ [illegible] مہر
توڑ دیا۔

ڈھکنا اُٹھایا تو خوشی سے ان کے چہرے کھِل گئے۔ صندوق
کے اندر تھیو سانگ بے ہوش پڑا تھا۔ مگر وہ چھوٹے [illegible]
کا ہو گیا ہوا تھا۔ ناگ نے جلدی سے تھیو سانگ کو باہر نکا
لیا۔ ماریا نے اسے غور سے دیکھا۔ کہنے لگی "اس پر جادو کا
اثر ہے۔ جس کی وجہ سے بے ہوش ہے۔ اسے یہاں سے
لے چلتے ہیں۔" ماریا نے تھیو سانگ کو اُٹھا لیا۔ وہ اس کے [illegible]
میں آنے کے بعد غائب ہو گیا۔ اس کے بعد ناگ نے [illegible]
کا روپ بدلا۔ ماریا نے اسے بھی اُٹھا لیا۔ اور حجرے سے
باہر نکل آئی۔ باہر آتے ہی وہ تیزی سے اُچھل کر فضا میں بلند
ہوتی چلی گئی۔ جب وہ کافی اوپر آ گئی تو اس نے اپنا رُخ چٹان
والی غار کی طرف کر لیا۔

غار میں کیٹی اور جولی سانگ ان کے انتظار میں بے چینی
سے بیٹھی تھیں۔ جونہی انہیں ناگ اور ماریا کی خوشبو آئی وہ
بڑی خوش ہوئیں۔ یہ خوشبو تیز ہوئی تو ساتھ ہی ماریا کی
آواز آئی۔

"تھیو سانگ مل گیا جولی"

جولی خوشی سے اُٹھ کھڑی ہوئی۔ "کہاں ہے میرا پیارا

بھائی؟"

ماریا نے اسے زمین پر رکھ دیا۔ جولی کے حلق سے حیرت
سے چیخ نکل گئی۔

"یہ اتنا چھوٹا کیسے ہو گیا؟ اسے بڑا کرو ماریا۔"

ناگ بولا۔

"سب ٹھیک ہو جائے گا جولی سانگ۔ تھیو سانگ
کا ملنا ہی مشکل تھا۔ اس کے بڑے کرنے کا
بھی کوئی نہ کوئی طریقہ نکل آئے گا۔"

کیٹی نے تھیو سانگ کو جگہ صاف کر کے لٹا دیا اور بولی۔

"اس پر طلسم کا اثر ہے"

جولی سانگ کہنے لگی۔

"مگر سامری کا طلسم تو ٹوٹ چکا ہے۔ وہ تو مر
گیا ہے۔"

ناگ نے کہا۔

"وہ مرا نہیں بے ہوش ہے۔ اس کے طلسم کا کچھ اثر
ضرور باقی رہے گا۔ ٹھہرو میں مکڑی سے مشورہ
کرتا ہوں"۔

اور ناگ نے پتھر کو اُٹھا دیا۔ نیچے مکڑی نہیں تھی اس
کا سوراخ ضرور تھا۔ ناگ نے مکڑی کی زبان میں اسے آواز

دی۔ تھوڑی دیر بعد کالی مکڑی سوراخ میں سے باہر نکل آئی۔

"مجھے ناگ دیوتا نے یاد کیا ہے کیا؟"
ناگ نے کہا۔

"ہاں مکڑی! تجھ سے ایک اور کام آپڑا ہے۔ یہ ہمارا
بھائی تھیوسانگ ہے۔ اس کو سامری نے اپنے
طلسم سے چھوٹا کر کے بے ہوش کر دیا ہے۔ کیا تم
اس کا علاج کر سکتی ہو؟"

مکڑی نے تھیوسانگ کے ارد گرد چکر لگایا۔ پھر اس کے
اوپر آکر اسے اپنی لمبی لمبی ٹانگوں میں لے لیا۔ تھیوسانگ
اتنا چھوٹا تھا کہ مکڑی کی ٹانگوں کے پنجرے میں بند ہو گیا۔
پھر مکڑی پیچھے ہٹ گئی اور اپنی ایک ٹانگ لمبی کر کے
اپنی تھوتھنی سے نکلی ہوئی سوئی تھیوسانگ کی گردن میں
ذرا سی چبھو کر دی اسے ڈس دیا۔ تھیوسانگ کو ایک دم
ہوش آ گیا۔ اور اس کی خوشبو بھی ناگ ماریا کیٹی اور جولی
کو آنے لگی۔ وہ بڑے خوش ہوئے۔

ناگ نے تھیوسانگ سے کہا۔

"تھیوسانگ! تم ٹھیک ہو ناں؟"
تھیوسانگ نے باریک آواز میں کہا۔
"اب بالکل ٹھیک ہوں۔"

اور اس کے ساتھ ہی تھیوسانگ نے اپنی انگلی بڑا ہونے
کے ارادے کے ساتھ اپنے جسم سے لگا دی۔ انگلی کے لگتے
ہی تھیوسانگ ایک دم بڑا ہو گیا۔ جولی سانگ تو اپنے بھائی
کو پھر سے صحت مند تندرست دیکھ کر خوشی سے نہال ہو
گئی۔ تھیوسانگ نے اسے پیار کیا۔ ماریا کیٹی اور ناگ نے اسے
مبارک باد دی کہ وہ پھر سے ٹھیک ہو گیا۔ تھیوسانگ نے مکڑی
کا شکریہ ادا کیا۔ ناگ نے بھی مکڑی کا شکریہ ادا کیا۔ مکڑی چلی
گئی۔

اب تھیوسانگ نے اپنی اور ناگ کیٹی وغیرہ نے اسے اپنی کہانی
بیان کی۔

تھیوسانگ کہنے لگا۔

"اب ہمیں یہاں سے نکل جانا چاہیئے اور عنبر کو
تلاش کرنا چاہیئے۔"
ناگ بولا۔

"سامری بے ہوش پڑا ہے۔ اس کا کیا کریں؟"
ماریا نے کہا۔

"اسے ہم اس غار میں دفن کر جاتے ہیں کیونکہ
یہ نہیں ہو گا تو کئی لوگ اغوا ہونے اور سامری کے
ظلم و ستم سے بچ جائیں گے۔"

آخر سب کے مشورے سے یہ طے ہوا کہ سامری کو قبر
میں بند کر دیا جائے۔ انہوں نے مل کر غار کے اندر ایک قبر
کھودی اور سامری کو اس میں دفن کر کے اوپر زمین برابر کر
دی۔ اب وہ یہ صلاح مشورہ کرنے لگے کہ انہیں عنبر کی تلاش
کے لیے کس طرف جانا چاہیے۔ ایک تو ایران کوہ قاف کی پہاڑیوں
سے زیادہ دور نہیں تھا۔ دوسرے وہ اس زمانے کا بہت بڑا
اور مشہور شہر تھا۔ انہیں امید تھی کہ شاید عنبر وہاں مل جائے۔
یہ سارے ساتھی پہاڑی درے سے نکل کر وادی میں آگئے
پھر وہ اس کچی سڑک پر چلنے لگے جو ملک ایران کی سرحد تک جاتی
تھی۔ راستے میں کئی ویران میدان اور جنگلی علاقے آتے تھے۔
وہ چلتے جا رہے تھے۔

دوسری طرف عنبر اور کستوری ناگن ایران کے قریب پہنچ
گئے تھے۔ دن ڈوب رہا تھا کہ وہ ایران کے دارالحکومت
پرسی پولس میں داخل ہو گئے۔ پرسی پولس اُس زمانے کا بہت
ترقی یافتہ شہر تھا اور اس میں خوب صورت کاروانی سرائیں
تھیں جہاں قافلے آکر اُترتے تھے اور مسافر ٹھہرتے تھے۔ عنبر
نے شہر میں آتے ہی سب سے پہلے وہاں کی فضا کو اچھی طرح
سے سونگھا۔ اُسے ناگ ماریا کیڈی اور تھیو سانگ جولی سانگ
میں سے کسی خوشبو محسوس نہ ہوئی۔ اس نے کستوری ناگن

سے کہا۔
"کستوری ناگ کی خوشبو تو نہیں آرہی مگر اکثر ایسا
ہوتا رہتا ہے کہ ہم میں سے کوئی بچھڑ جائے تو اس
کی خوشبو کسی شہر میں سے نہیں آتی مگر پھر وہ ہمیں کہیں
نہ کہیں مل جاتا ہے۔"
کستوری ناگن جلد سے جلد ناگ دیوتا کو قابو میں کرنے کی خواہش
مند تھی مگر وہ عنبر کی مدد کے بغیر اسے حاصل نہیں کر سکتی تھی۔
بڑی بے تابی سے کہنے لگی۔
"آہ! میں کب ناگ دیوتا کا دیدار کروں گی بس
دل میں یہی ایک حسرت رہ گئی ہے۔"
عنبر نے کہا۔
"ایسی کوئی بات نہیں کستوری بہن! ناگ ہمیں ضرور
ملے گا۔ چلو۔ اس سرائے میں جا کر ٹھہرتے ہیں۔"
وہ شہر کی کارواں سرائے میں آگئے۔ انہوں نے دو کوٹھڑیاں
لے لیں۔ ایک میں عنبر اور دوسری کوٹھڑی میں کستوری ناگن نے
اپنا بستر جما لیا۔ عنبر نے کہا۔
"تم یہیں ٹھہرو۔ میں شہر میں جا کر ناگ کا سراغ
لگانے کی کوشش کرتا ہوں۔ تم کہیں جانا نہیں۔"
کستوری ناگن نے دل میں کہا۔ میں کہاں جاؤں گی ناگ کے

بغیر میں تو اسے اغوا کر کے ہی لے جاؤں گی اب [illegible] اوپر
سے بڑے نرم لہجے میں بولی...

"بہت اچھا عنبر بھیا! میں اسی جگہ رہوں گی مگر
تم جلدی آجانا۔ اکیلے مجھے ڈر لگے گا۔"

عنبر چلا گیا۔ کستوری ناگن کوٹھڑی کی کھڑکی کے ساتھ چبوترے
پر بیٹھ کر باہر کا منظر دیکھنے لگی۔ سرائے کے میدان میں اونٹ
ادھر ادھر بندھے تھے۔ مسافر ٹولیوں کی صورت میں برآمدے
میں بیٹھے گپیں لڑا رہے تھے۔ اتنے میں ایک سپیرا وہاں آ
گیا۔ وہ بین بجا رہا تھا۔ اس کی بغل میں سانپوں کی پٹاری
والا جھولا تھا۔ وہ کستوری ناگن کی کھڑکی سے چند قدموں کے
فاصلے پر آکر سانپوں کا تماشہ دکھانے لگا۔ لوگ اس کے
ارد گرد جمع ہو گئے۔ سپیرے نے سانپوں کی پٹاری کھول
دی۔ وہ بین بجانے لگا اور ایک سانپ اس کی بین کی دھن
پر رقص کرنے لگا۔ کستوری ناگن خاموشی سے سانپ کو جھومتے
تکتی رہی۔ سانپ اپنا پھن اٹھائے جھوم رہا تھا۔ کستوری
ناگن نے سانپ کی آواز میں اسے کہا "تم کب تک
جھومتے رہو گے؟" یہ سانپ ایک ناگن تھی۔ اس نے ناگن
ملکہ کی آواز سنی تو جھومتے جھومتے رک گئی۔ پھن کو
اس کھڑکی کی طرف گھمایا جہاں کستوری ناگن بیٹھی تھی۔ پھر
کہا: "ناگن ملکہ میرا اسلام۔ ملکہ ناگن! جب تک یہ سپیرا
بین بجائے گا میں جھومتی رہوں گی۔"

کستوری ناگن نے پوچھا۔

"تمہیں کچھ ناگ دیوتا کی بھی خبر ہے؟"

ناگن سانپ نے جھومتے ہوئے کہا۔

"ناگن ملکہ! ناگ دیوتا کو میں نے پیچھے صحرا میں دیکھا
تھا۔ وہ اسی شہر کی طرف آرہا ہے۔ اس کے ساتھ
دوسرے ساتھی بھی ہیں۔"

کستوری ناگن تو خوشی سے اچھل پڑی۔

"کیا تم نے خود دیکھا تھا ناگ دیوتا کو؟"

"ہاں ناگن ملکہ" سانپ نے کہا "میری آنکھیں کبھی
دھوکہ نہیں کھا سکتیں۔ میں ناگ دیوتا کو پہچانتی
ہوں۔ وہ اسی شہر کی طرف آرہا ہے۔ میرا خیال ہے
کہ یہ لوگ کل تک اس شہر میں پہنچ جائیں گے۔"

کستوری ناگن کے لیے یہ ایک بہت بڑی خوش خبری
تھی۔ اس نے ناگن سانپ کا شکریہ ادا کیا۔ سپیرے نے دیکھا
کہ اس کا سانپ اب جھوم نہیں رہا اور اس کا رخ ایک کوٹھڑی
کی کھڑکی کی طرف ہے۔ اس نے دل میں سوچا کہ یہ سانپ

کھڑکی کی طرف کیوں تک رہا ہے۔ تجربہ کار سپیرا تھا۔ اس کے
دل میں کچھ شک سا پیدا ہوا۔ کھڑکی میں اس نے ایک خوب
صورت نوجوان لڑکی کو بیٹھے دیکھا۔ سپیرے نے تماشہ ختم
کر کے سانپ کو پٹاری بند کیا اور دوسری طرف چلا گیا۔ کستوری
ناگن سوچنے لگی کہ وہ عنبر کے آتے ہی اُسے یہ خوش خبری سنائے
گی کہ ناگ اسی شہر میں آج یا کل شام تک پہنچ جائے گا۔
چنانچہ جب عنبر شہر بھر کی آوارہ گردی کے بعد سرائے میں
واپس آیا تو کستوری ناگن نے کہا۔

"میرا دل کہتا ہے عنبر کہ ناگ دیوتا آج یا کل تک یہاں
پہنچنے والا ہے۔"

عنبر نے چارپائی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"تمہیں کیسے پتہ چل گیا کہ ناگ دیوتا اس شہر میں آ
رہا ہے؟"

کستوری ناگن مسکراتے ہوئے بولی۔

"دل کو دل سے راہ ہوتی ہے عنبر۔ میں ناگ دیوتا
کی پجارن ہوں۔ میرا دل گواہی دے رہا ہے
کہ کل تک ناگ یہاں پہنچ جائے گا۔"

عنبر کہنے لگا۔

"میں تو سارا شہر دیکھ آیا ہوں۔ مجھے ناگ کا کہیں

کوئی سراغ نہیں ملا۔ اب تم کہتی ہو تو دو دن اور
دیکھ لیتے ہیں۔"

وہ رات گزر گئی۔ دوسرے دن کی روشنی پھیلی تو اچانک
عنبر برآمدے سے بھاگتا ہوا کستوری ناگن کے پاس آیا اور
بولا۔

"کستوری! کستوری بہن! مجھے ناگ ماریا، کیٹی
تھیو سانگ اور جولی سانگ کی خوشبو آرہی ہے
وہ لوگ شہر میں داخل ہو گئے ہیں۔ تم ٹھیک کہتی
تھیں۔"

کستوری ناگن بھی خوشی سے جھوم اٹھی۔ اس کی سازش
کامیاب ہونے کا وقت آگیا تھا۔ کہنے لگی۔ "میں نہ کہتی تھی
کہ میرا دل کہہ رہا ہے کہ ناگ دیوتا ضرور آئیں گے۔ میں
ان کی پجارن ہوں۔"

عنبر بے تاب ہو رہا تھا۔ بولا۔

"تم ناگ اور میرے دوستوں کی خوشبو محسوس
نہیں کر سکتیں کستوری بہن! مگر مجھے ان کی خوشبو
برابر آرہی ہے۔"

کستوری ناگن نے کہا۔

"تم انہیں جا کر یہاں لے آؤ نا عنبر بھائی؟"

عنبر مسکرا کر بولا۔

"اگر ان کی خوشبو مجھے آ رہی ہے تو میری خوشبو بھی انہیں جا رہی ہے۔ وہ میری خوشبو پر خود ہی یہاں پہنچ جائیں گے۔"

اور ایسا ہی ہوا۔ ناگ، ماریا، کیٹی، تھیوسانگ اور جولی سانگ ایران کے دارالحکومت میں داخل ہوئے تو انہیں عنبر کی خوشبو آئی۔ ناگ خوشی بولا۔

"عنبر کی خوشبو آ رہی ہے۔"

کیٹی ماریا بھی بے حد خوش ہوئیں۔ انہیں بھی عنبر کی خوشبو آ رہی تھی۔ اب وہ خوشبو کے پیچھے پیچھے چل پڑے۔ ماریا نے کہا:

"میں آگے جا کر دیکھتی ہوں۔ میرا خیال ہے یہ خوشبو سرائے کی طرف سے آ رہی ہے۔"

ماریا تیزی سے فضا میں اُڑ گئی۔ خوشبو سرائے ہی سے آ رہی تھی۔ ماریا چند لمحوں میں سرائے میں پہنچ گئی۔ دیکھا کہ عنبر برآمدے میں ایک خوبصورت سانولی سی لڑکی کے ساتھ بیٹھا اِدھر اُدھر دیکھ رہا ہے۔ عنبر کو ماریا کی تیز خوشبو آئی تو سمجھ گیا کہ ماریا قریب ہے۔ بولا۔

"ماریا یہ تم ہو؟"

ماریا نے کہا۔

"یہ تو میں ہی ہوں۔ مگر یہ کون ہے؟"

عنبر نے ہنس کر کہا۔

"کون یہ؟ یہ میری بہن کستوری ہے۔ ناگ دیوتا کی پجارن ہے۔ یہ ناگ دیوتا کے درشن کرنا چاہتی ہے۔ ناگ کیٹی تھیوسانگ اور جولی سانگ کہاں ہیں۔ مجھے تو ان کی خوشبو بھی آ رہی ہے۔"

اتنے میں یہ سب لوگ بھی وہاں پہنچ گئے۔ عنبر ایک ایک سے ملا اور سب خوشی خوشی عنبر کی کوٹھڑی میں آ کر بیٹھ گئے۔ کستوری ناگن نے ناگ کو دیکھتے ہی پہچان لیا تھا کہ اس کے سوائے اور کوئی ناگ دیوتا نہیں ہو سکتا۔ مگر ناگ اُسے نہیں پہچان سکا تھا۔ کیونکہ ناگنوں کی خلائی دنیا کی ملکہ ہونے کی وجہ سے کستوری ناگن جسم کے گرد ایک ہلکی ہلکی دُھند ہر وقت چھائی رہتی ہے۔ سب کستوری ناگن کو غور سے دیکھ رہے تھے۔ ماریا نے کہا:

"عنبر بھائی! کیا تم نے اس لڑکی کو ہمارے راز بتا دیئے ہیں؟"

عنبر بولا۔

"بھئی راز تو میں نے نہیں بتائے بس یہی کہا ہے

کہ ہم سب آپس میں دوست ہیں اور بھائی بہن
ہیں اور دنیا کے سفر پر نکلے ہیں۔ بات اصل میں
یہ ہے کہ کستوری بہن نے ناگ دیوتا کا دیدار کرنے
کے لیے اتنی مصیبتیں برداشت کی ہیں کہ میں بیان
نہیں کر سکتا۔

پھر عنبر نے کستوری ناگن کا ناگ سے تعارف کروایا اور کہا۔

"کستوری بہن! یہ ہے ناگ دیوتا"

کستوری ناگن کو تو پہلے ہی سے ناگ کے جسم سے ایسی خوشبو
آنے لگی تھی جو صرف ناگ دیوتا کے جسم سے ہی سے نکل
سکتی تھی۔ مگر وہ انجانی بنی رہی اور ایکدم سے ناگ کے قدموں
پر سر رکھ دیا اور بولی۔

"ناگ دیوتا! میں تمہاری داسی ہوں۔ بھکارن ہوں۔
غلام ہوں۔ لونڈی ہوں۔ میرے دھن بھاگ کہ
تمہارے درشن ہوئے۔ تمہارا دیدار نصیب ہوا
اب چاہے میں مر بھی جاؤں تو مجھے افسوس نہیں
ہوگا"

ناگ نے کستوری ناگن کو اٹھایا اور بولا۔

"کستوری بہن! انسان کو سجدہ نہیں کیا جاتا۔ سجدہ
صرف خدا کے آگے کیا جاتا ہے۔ تم اگر میری
بھکارن ہو تو میں بھی تمہاری عزت کرتا ہوں"

کستوری ناگن نے آنکھوں میں آنسو بھر کر کہا۔

"عظیم ناگ دیوتا! میں جنم جنم سے تمہارے دیدار
کی پیاسی تھی۔ اس جنم میں میں ایک سپیرے کے
گھر پیدا ہوئی۔ وہاں سے مجھے ڈاکو اغوا کر کے لے
گئے۔ مگر عنبر بھائی نے میری جان بچائی۔ میرے
باپ نے مجھے ایک منتر سکھا دیا تھا جس کو پڑھ
کر میں سانپ بن جاتی ہوں۔ میں تم سے کچھ نہیں
چھپانا چاہتی۔ یہ منتر میں نے اس لیے سیکھا تھا
کہ شاید کبھی سانپ بن کر ہی ناگ دیوتا کے قدموں
تک پہنچ جاؤں"

ناگ، کیٹی، ماریا، تھیوسانگ اور جولی سانگ یہ سن کر
بڑے غور سے کستوری ناگن کی طرف تکنے لگے۔ تھیوسانگ
نے کہا۔

"کیا سچ مچ تم سانپ بن جاتی ہو؟"

ماریا نے پوچھا۔

"یہ منتر تو بڑا قیمتی منتر ہے"

کیٹی اور جولی سانگ کہنے لگیں کہ یہ منتر تو یہاں کسی کے
کے پاس نہیں ہے۔ ناگ بھی غور سے کستوری ناگن کو تک

رہا تھا۔ مگر اسے اس کے جسم سے کسی قسم کی خوشبو نہیں آ
رہی تھی جو یہ ظاہر کرتی کہ یہ عورت کوئی پُر اسرار ناگن ہے۔
ناگ نے کہا۔
"کیا تم ہمیں سانپ بن کر دکھا سکتی ہو؟"
کستوری ناگن نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔
"عظیم ناگ دیوتا! مجھے تمہارے سامنے ایسا منتر
پڑھتے ہوئے شرم آتی ہے مجھے اس منتر کے
بارے میں کچھ معلوم نہیں۔ میرے سپیرے باپ نے
جب دیکھا کہ میرے دل میں ناگ دیوتا کی اتنی محبت
ہے۔ اور میں ناگ دیوتا سے ملنے کو اتنی بے تاب
ہوں تو اس نے یہ منتر مجھے سکھا دیا اور کہا بیٹی
اگر تمہیں انسانی شکل میں ناگ دیوتا کے درشن
نہ ہوں۔ تو یہ منتر پڑھ کر سانپ بن جانا۔ ہو
سکتا ہے کہ تم سانپ بن کر ناگ دیوتا کے قدموں
تک پہنچ جاؤ۔"

عنبر خاموش تھا۔ ناگ ماریا کیٹی تھیوسانگ اور جولی سانگ
سب کے سب کستوری ناگن کو دلچسپی کے ساتھ دیکھ رہے
تھے۔ اس کی چکنی چپڑی باتوں نے سب پر اثر کر دیا تھا۔
انہیں یقین ہو گیا تھا کہ یہ لڑکی کستوری واقعی ناگ کی دیوانی

ے۔ اگ نے کہا۔
"اچھا۔ تم ہمیں سانپ بن کر دکھاؤ۔"
کستوری ناگن نے ہاتھ جوڑے ہوئے کہا۔
"عظیم ناگ دیوتا! میں صرف تمہاری اجازت سے
ایسا کر رہی ہوں۔ ورنہ یہ میری جرأت نہیں کہ تمہارے
سامنے کوئی منتر پڑھوں۔"
اس وقت کستوری ناگن دل میں عنبر کو بُرا بھلا کہہ رہی تھی کہ
خواہ مخواہ اس کی وجہ سے اسے ناگن بن کر ڈسنا پڑا۔ اور
ن پر یہ بھید کھل گیا۔ مگر وہ مجبور تھی۔ اس نے آنکھیں بند
کریں۔ کستوری ناگن کے اندر کس قدر طاقتیں تھیں۔ یہ تو ناگ
عنبر ماریا اور کیٹی جولی سانگ تھیوسانگ میں سے کسی کو خبر
ہی نہیں تھی۔ کستوری ناگن نے آنکھیں بند کیں اور فوراً اب
وہاں اس کی جگہ ایک سفید رنگ کی چھوٹی سی ناگن کنڈلی مارے
بیٹھی تھی۔ کستوری ناگن نے بڑی چالاکی اور سمجھ داری سے
کام لیا تھا۔ وہ جان بوجھ کر زرد سونے کے رنگ کی ناگن
ملکہ نہیں بنی تھی۔ جس کے سر پہ سونے کا تاج تھا۔ اس
لیے کہ کہیں ناگ اسے پہچان نہ لے کہ یہ تو ناگن ملکہ ہے۔
حالانکہ اُسے یہ پتہ ہی نہیں تھا کہ ناگ اسے بالکل نہیں پہچان
سکتا تھا۔ کیونکہ ناگنوں کی خلائی دنیا کی ملکہ ہونے کی وجہ،

ے کستوری ناگن کے جسم کے گرد ایک دُھند چھا گئی
جو اس کی تمام طاقتوں کے راز کو دوسرے لوگوں اور خاص طور
پر ناگ دیوتا سے چھپا رہی تھی۔
کستوری ناگن نے سانپ کی شکل میں ناگ کے پاؤں کے
پاس آکر اپنا سر جھکا دیا۔ سب بڑے غور سے سفید رنگ کے
سانپ کو دیکھ رہے تھے۔ ناگ نے کہا۔
"یہ سفید سانپ کا منتر ہے۔ اس لڑکی کا سپیرا باپ بہت
زبردست سپیرا تھا۔ یہ منتر ہزاروں سال بعد کسی سپیرے
کو ملتا ہے۔"
کستوری ناگن ناگ کی گفتگو برابر سن رہی تھی۔ وہ جلدی
سے انسانی شکل میں واپس آگئی۔ اور ہاتھ باندھ کر ناگ کو سلام
کیا اور عاجزی سے بولی۔
"مجھے معاف کر دینا عظیم ناگ دیوتا! میں نے آپ
کے سامنے سانپ بن کر گستاخی کی ہے۔"
ناگ بھی اس مکار ناگن کے جھانسے میں آگیا تھا۔ اصل
میں خوشامد بڑا خطرناک ہتھیار ہوتا ہے۔ اس کا وار شاید
ہی کبھی خالی جاتا ہو۔ ناگ ویسے بھی بھولا تھا۔ اس نے
کستوری ناگن کے سر پر ہاتھ رکھ کر کہا۔
"کوئی بات نہیں کستوری بہن! اب میں تمہارے پاس

ہوں۔ ویسے بھی اب تمہید
بننے کی ضرورت نہیں ہٹ رہے تھے دوسری کوٹھڑی میں کستوری
کستوری ناگن نے فوراً ے منصوبے پر غور کرنا شروع کر دیا
"عظیم ناگ دیوتا کو ماریا سے خطرہ تھا۔ جو نظر نہیں آتی
کی ضرورت نہیں" ے اندر چھپایا ہوا خلائی سانپ کا منکا
اس کے بعد سب لیا اور دوبارہ قمیض کے اندر چھپا کر
نے کستوری سے کہا۔ ہی ناگن کو خیال آگیا کہ کہیں غیبی عورت
"تم تھوڑی دیر کے نہ رہی ہو۔ وہ جلدی سے چارپائی
ہیں ذرا کچھ اپنی باتیں۔ اور ہاتھ باندھ کر آہستہ آہستہ
کستوری ناگن جلدی۔
یا اور دوسری کوٹھڑی میں نیلی دیوتا! تمہارا لاکھ لاکھ شکر
نے کہا۔
"میرا خیال ہے اب اس عورت کو بھیج دینا چاہیئے
اس نے ناگ دیوتا کے درشن کر لیے ہیں۔ اس کا
یہاں کوئی کام نہیں۔"
عنبر بولا۔
"بالکل ٹھیک ہے۔ میں ماریا سے اتفاق کرتا ہوں۔"
جمی سانگھ کہنے لگی۔
"مجھے تو ایسا لگتا ہے کہ یہ عورت اندر سے کچھ اور

ے کستوری ناگن کے
جو اس کی تمام طاقتوں کے ر
پر ناگ دیوتا سے چھپا رہی تھی ستوری ناگن پر شک کا اظہار کیا۔
کستوری ناگن نے سانپ کی
پاس آکر اپنا سر جھکا دیا۔ سب بڑ دن سے رہ رہا ہوں۔
سانپ کو دیکھ رہے تھے۔ ناگ نے ے محبت کرنے والی
ق راتوں کو اُٹھ اُٹھ
”یہ سفید سانپ کا منتر ہے۔ ا
زبردست سپیرا تھا۔ یہ منتر ہزا کرتی تھی۔ یہی وجہ ہے
کو ملتا ہے۔“ بصلہ کیا کہ اس عورت
کستوری ناگن ناگ کی گفتگو برابر
ن ہو گیا ہے۔“
ے انسانی شکل میں واپس آگئی۔ او
کیا اور عاجزی سے بولی۔ طرح بڑے بھولے ہو۔
ین مجھ ن خدمت تو ہماری طاقتیں نہیں بتانی چاہیئے
تھیں۔“
عنبر بولا۔
”اس میں مجھے تو کوئی برائی نظر نہیں آتی۔ اور پھر
یہ ایک گمنام سی عورت ہے۔ ہم سے جدا ہو جائے
گی اور پھر ہمیں اس سے اور اسے ہم سے کوئی تعلق نہیں
رہے گا۔ چونکہ میں نے اسے ناگ سے ملانے کا
فیصلہ کر لیا تھا اس لیے اس کا تم لوگوں سے ملنا بھی

ندہ نی بات تھی۔“
دھر یہ لوگ اپنی باتیں کر رہے تھے دوسری کوٹھڑی میں کستوری
نے ناگ کو اغوا کرنے کے منصوبے پر غور کرنا شروع کر دیا
ے سب سے زیادہ ماریا سے خطرہ تھا۔ جو نظر نہیں آتی
اس نے اپنی قمیض کے اندر چھپایا ہوا غلافی سانپ کا منکا
کر دیکھا۔ اسے صاف کیا اور دوبارہ قمیض کے اندر چھپا کر
لیا۔ پھر اچانک کستوری ناگن کو خیال آگیا کہ کہیں غیبی عورت
یہاں آکر اسے دیکھ نہ رہی ہو۔ وہ جلدی سے چارپائی
بیٹھ گئی۔ آنکھیں بند کر لیں۔ اور ہاتھ باندھ کر آہستہ آہستہ
نے لگی۔
”دنیا جہان کے مالک! عظیم دیوتا! تمہارا لاکھ لاکھ شکر
ہے کہ مجھے ناگ دیوتا کا دیدار ہوا۔ میں دنیا کی خوش
قسمت عورت ہوں۔ میں تم سب دیوتاؤں کا شکر ادا
کرتی ہوں۔“
اس خیال سے کہ شاید ماریا اسے دیکھ رہی ہو گی
کستوری ناگن ناگ دیوتا کو یاد کر کے آہستہ آہستہ
جھومنے لگی۔ مگر ماریا وہاں نہیں تھی۔ وہ دوسری
کوٹھڑی میں عنبر ناگ کیپٹن تھیوسانگ اور جولی
سانگ کے ساتھ بیٹھی باتیں کر رہی تھی۔ ایک

مدت کے بعد سب دوست اکٹھے ہوئے تھے۔ اس
بات پر وہ بے حد خوش تھے۔

○

خلائی مُہرہ

گ کہنے لگا۔
"ایک مدت کے بعد ہم سب ساتھی اس شہر میں
اکٹھے ہوئے ہیں۔ یہ بڑی مبارک بات ہے۔ پھر نہ
جانے حالات اور واقعات ہمیں کب ایک دوسرے
سے الگ کر دیں۔ اس لیے میں چاہتا ہوں۔ کہ ہم کچھ
روز ایران کے اس خوب صورت شہر میں گزاریں۔
یہاں کی خوب سیر کریں۔ تاریخی عمارتیں دیکھیں۔"
تیمو سانگ بولا۔
"ابھی تو تاریخ شروع ہوئی ہے۔ ابھی تو تاریخی عمارتیں
آگے جا کر بنیں گی۔"
ماریا نے کہا۔
"لیکن یہاں کے بادشاہ نے بھی بہت سے خوب صورت
محلات تعمیر کیے ہیں۔ ایک کوہ بے ستون بھی
ہے۔ اس کی سیر کریں گے۔ لیکن میں پھر یہی کہوں گی

کہ اسس کستوری بہن کو اب یہاں سے اس کے
ملک کی طرف روانہ کر دینا چاہیئے "

عنبر بولا۔
"وہ اکیلی کیسے جائے گی۔ ہم میں سے کسی اُس کے
ساتھ جانا ہوگا"
ماریا نے ناراض ہو کر کہا۔
"تم نے اپنی کستوری بہن کا ٹھیکہ لیا ہے تم ہی اسے
چھوڑ کے آؤ اب"
عنبر ہنس پڑا۔ کیٹی کہنے لگی۔
"کیا وہ اکیلی نہیں جا سکتی۔ آخر اسے سانپ بن جانے
کا منتر آتا ہے۔ وہ سانپ بن کر بھی جا سکتی ہے"
جولی سانگ کہنے لگی۔
"مجھے تو یہ عورت کوئی بڑی چالاک قسم کی لگتی
ہے۔ کہیں ہمارے خلاف کسی کی یہ سازش تو
نہیں ہے؟"
ناگ ہنس کر بولا۔
"تم خواہ مخواہ شک کرنے لگی ہو۔ جولی سانگ ایسی
کوئی بات نہیں ہے۔ اور پھر ہمارے خلاف
تو سازشیں ہوتی ہی رہتی ہیں۔ مگر مجھے یہ عورت
چالاک نہیں لگتی"
اب ماریا نے جولی سانگ کی حمایت کرتے ہوئے کہا۔
"میں جولی سانگ کے حق میں ہوں۔ مجھے بھی یہ عورت
خطرناک لگتی ہے"
تھیو سانگ کہنے لگا۔
"تو پھر تم دو ایک روز اس کی جاسوسی کر کے دیکھ لو"
ماریا نے جھنجھلا کر کہا۔
"میں اس پر اپنا وقت کیوں ضائع کروں۔ سیدھی
بات ہے۔ اس نے ناگ دیوتا کا دیدار کر لیا ہے
اب اسے چلے جانا چاہیئے"
ناگ نے عنبر کی طرف دیکھا اور کہا۔
"ویسے ماریا ٹھیک ہی کہتی ہے۔ کیونکہ ہمارا آپس
کا ساتھ ہے۔ ہمارے کئی راز ہیں۔ ایک غیر عورت
کو ہمارے ساتھ نہیں رہنا چاہیئے۔ تم اس سے
بات کرو کہ اب وہ چلی جائے"
عنبر نے کہا۔
"ٹھیک ہے۔ میں اسے کہہ دوں گا"
اسی روز کوئی دو گھنٹے بعد عنبر کستوری ناگن کے کمرے میں
گیا۔ کستوری ناگن نے ان کی ساری باتیں سن لی تھیں۔ جب

عنبر نے اِسے جانے کے لیے کہا تو کستوری ناگن جھُوٹ مُوٹ
کے آنسو بہانے لگی۔ اور روتے ہوئے بولی۔

"پیارے بھائی! مجھے اتنی جلدی ناگ دیوتا سے
جدا نہ کرو۔ مجھے کچھ روز اور اپنی آنکھوں کی پیاس
بجھا لینے دو۔ پھر میں چلی جاؤں گی"۔

عنبر نے یہ بات ناگ ماریا کیٹی تھیو سانگ اور جولی سانگ
کو جا کر بتا دی۔ آخر سب نے یہی فیصلہ کیا کہ کستوری کو صرف
تین روز اور ساتھ رکھا جائے گا اور چوتھے روز اسے رخصت
کر دیا جائے گا اور سانپ بن کر اکیلی ہی جائے گی۔ عنبر نے کستوری
ناگن کو اس فیصلے سے آگاہ کر دیا۔ کستوری سمجھ گئی کہ اب یہ
لوگ اسے اپنے ساتھ نہیں رکھیں گے۔ اس نے بھی اپنے
خطرناک منصوبے کے عمل کو تیز کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ اُداس
آواز میں بولی۔

"اگر آپ لوگ مجھے اپنے ساتھ بالکل ہی نہیں رکھنا
چاہتے تو میں آپ کو مجبور نہیں کروں گی۔ ٹھیک ہے
میں تین دن کے بعد چلی جاؤں گی۔ میرے لیے ناگ
دیوتا کے ساتھ تین دن اور بھی رہنا بڑی خوش
قسمتی کی بات ہوگی"۔

چونکہ کستوری ناگن کو الگ کرنے کا فیصلہ کیا جا چکا تھا اس

ے کی نے ماریا یا ناگ کو یہ نہ کہا کہ چپ کہ کستوری ناگن
سرگرمیوں کی نگرانی کی جائے۔ ویسے کستوری ناگن اب بہت
وہ ہوشیار ہو گئی تھی۔ کیونکہ وہ جانتی تھی کہ ماریا غیبی عورت
ے اور وہ کسی بھی وقت اس کی کوٹھڑی میں داخل ہو کر اس
نگرانی کر سکتی ہے۔ کستوری ناگن کے لیے ضروری تھا کہ وہ
خلائی ناگن کے منکے کو کسی پانی والی جگہ پر بیٹھ کر سات مرتبہ
منتر پڑھ کر دھوئے۔ چنانچہ ایک شام موقع پا کر کستوری ناگن
یک نہر کی طرف نکل گئی۔ قمیض کے اندر سے منکا نکال کر اس
نے اپنے پاس رکھ لیا اور منتر پڑھنے شروع کر دیئے۔ وہ بڑی
تیزی سے منتر پڑھ رہی تھی۔ اسے خیال لگا تھا کہ کہیں ماریا اس
کا پیچھا کرتی وہاں نہ پہنچ گئی ہو۔ منتر پڑھنے کے بعد اس نے
پھُونک مار کر خلائی ناگن کے منکے کو سات بار نہر کے صاف پانی
سے دھویا۔ پھر اسے قمیض کے اندر چھپا لیا۔

جب وہ واپس سرائے میں آئی تو عنبر نے پوچھا۔

"کستوری بہن! کہاں گئیں تھیں تم؟"

کستوری ناگن نے بڑی عاجزی سے کہا۔

"نہر پہ منہ دھونے گئی تھی۔ جوُں جوُں ناگ دیوتا
سے بچھڑنے کا دن قریب آ رہا ہے۔ میرا دل اُداس
ہو رہا ہے"۔

عنبر نے اسے تسلی دی اور کہا۔

"میں وعدہ کرتا ہوں کہ اگر کبھی تمہارے شہر کی طرف ہمارا گزر ہوا تو میں ناگ کو لے کر تمہارے گھر ضرور آؤں گا۔"

کستوری ناگن نے دل میں کہا۔ احمق آدمی اب ناگ کو ہمیشہ کے لیے بھول جاؤ۔ تم مجھے ناگ سے دور کر رہے ہو۔ میں تم سے ہمیشہ کے ناگ کو لے جاؤں گی۔ کستوری ناگن کے رخصت ہونے میں صرف ایک دن باقی رہ گیا تھا۔ وہ دن میں تین چار بار ناگ کو جا کر ضرور سلام کرتی اور یہ کہہ کر کچھ دیر اس کے قدموں میں بیٹھی رہتی کہ میں آخری درشن کر رہی ہوں۔ ناگ بھی اسے نہیں روکتا تھا۔ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ یہ بیچاری قسم کی لڑکی اب جا رہی ہے۔ اسے اپنی خواہش پوری کر لینے دو۔ صبح کستوری ناگن کو یہ لوگ اپنے سے الگ کر رہے تھے۔ رات کے بارہ بجے کے بعد کستوری ناگن اپنے بستر سے اٹھی۔ اس نے چراغ بجھا دیا۔ کوٹھڑی میں اندھیرا چھا گیا۔ مگر وہ اندھیرے میں دیکھ سکتی تھی۔ کستوری ناگن پلنگ پر آلتی پالتی مار کر بیٹھ گئی۔ اس کی آنکھیں ایسی چمک رہی تھیں۔ جیسے وہ کسی کو اپنے انتقام کی آگ میں بھسم کرنے والی ہو۔ اس نے اپنے دونوں بازو پھیلا دئیے۔ اور پھر اپنے سر کو چھت کی طرف اٹھایا۔ اس کی آنکھوں سے نیلی روشنی نکل کر چھت سے ٹکرائی اور چھت میں سے نکل کر ستاروں بھرے آسمان کے خلا میں سے گزرتی ہوئی کروڑوں، اربوں میل۔ دور ناگنوں کے خلائی سیارے سے ٹکرا کر واپس آگئی۔ اس میں صرف ایک سیکنڈ سے بھی کم وقت لگا۔

کستوری ناگن نے چہرہ نیچے کر لیا۔ اب وہ غائب ہو چکی تھی۔ مگر اپنے پورے انسانی جسم کے ساتھ وہ پلنگ پر بیٹھی تھی۔ پھر وہ اٹھی اور اس نے کوٹھڑی کا دروازہ کھول دیا۔ اتنے میں عنبر کوٹھڑی میں داخل ہوا۔ اس کے ساتھ کیٹی بھی تھی۔ کستوری ناگن اپنے پلنگ پر اسی طرح بیٹھی رہی۔ عنبر نے کوٹھڑی میں ادھر ادھر دیکھا۔ دروازہ کھلنے سے باہر جو مشعل جل رہی تھی۔ اس کی روشنی کوٹھڑی میں آرہی تھی۔ کیٹی نے کہا۔

"یہ تمہاری بہن کستوری کہاں چلی گئی ہے۔ کوٹھڑی تو خالی ہے"

عنبر نے کوٹھڑی میں داخل ہو کر چاروں طرف دیکھا اور بولا۔

"آدھی رات کو یہ کستوری کہاں چلی گئی ہے؟"

کیٹی نے کہا۔

" مجھے تو دال میں کچھ کالا کالا نظر آتا ہے۔ اس
عورت کے ارادے مجھے خطرناک لگتے ہیں۔ عنبر!"

عنبر کیٹی کو لے کر دوسری کوٹھڑی میں آ گیا۔ جہاں ناگ ماریا
تھیوسانگ اور جولی سانگ بیٹھے تھے۔ جب انہیں پتہ چلا کہ
آدھی رات کو کستوری اپنی کوٹھڑی میں نہیں ہے تو سب کے
دل میں شک و شبے پیدا ہونے لگے۔

ماریا نے کہا۔

" ہم نے اس پر اپنا راز کھول کر اچھا نہیں کیا۔
یہ عورت ہمیں نقصان پہنچائے گی۔ تم دیکھ لینا"۔

ناگ اِدھر اُدھر دیکھ رہا تھا۔ اچانک جولی سانگ
چونک پڑی۔ پھر اس نے اپنی قمیض میں سے تکونا خلائی ستارہ
باہر نکال لیا۔ اس تکونے ستارے پر بنے ہوئے نگینے جھلملانے
لگے تھے۔ جولی سانگ نے جذباتی انداز میں کہا۔

"کوئی خلائی مخلوق ہمارے آس پاس ہے"۔

تھیوسانگ کہنے لگا۔

"ہم تین خلائی انسان اس وقت یہاں بیٹھے ہیں"۔

جولی سانگ نے کہا۔

"نہیں تھیوسانگ یہ ہمارے جسم کی لہروں سے

نگینے نہیں جھلملاتے۔ یہ کسی نئے خلائی جسم کی لہروں سے
جھلملانے لگے ہیں"۔

اس کی وجہ یہ تھی کہ کستوری ناگن نے تھوڑی دیر پہلے اپنی
آنکھوں سے نیلی روشنی نکال کر جو اپنے ناگنوں کے خلائی سیارے
پر ڈالی تھی اور اس کی نگاہ خلائی سیارے سے ٹکرا کر واپس
آئی تھی۔ اس کی وجہ سے کستوری ناگن میں خلائی تابکاری آ گئی
تھی اور جولی سانگ کا تکونا ستارہ چمکنے لگا تھا۔

ماریا ناگ عنبر اور کیٹی بھی تعجب سے ستارے کو تکنے
لگے۔ خلائی تکونا ستارہ چمک رہا تھا۔ تھیوسانگ نے کہا۔

"یہاں کون سی خلائی مخلوق ہو سکتی ہے"۔

عنبر نے کہا۔

"ہو سکتا ہے اس ملک کی فضا میں سے کوئی خلائی
سیارہ گزر گیا ہو"۔

وہ یہ باتیں کر ہی رہے تھے کہ کوٹھڑی میں کستوری
ناگن داخل ہوئی۔ اِسے کوئی بھی نہیں دیکھ سکتا تھا۔ ماریا
بھی اِسے نہیں دیکھ سکتی تھی۔ کستوری ناگن غیبی حالت میں
تھی۔ ماریا نے کہا۔

"میں کستوری کو جا کر دیکھتی ہوں کہ وہ کیا کر رہی
ہے"۔

کستوری ناگن غیبی حالت میں وہیں ایک طرف خاموشی
سے کھڑی رہی۔ ماریا تھوڑی دیر بعد واپس آئی اور بولی کہ
کستوری کوٹھڑی میں نہیں ہے۔ اب تو عنبر اور دوسرے ساتھیوں
کو بھی تشویش ہوئی کہ کہیں یہ عورت واقعی کوئی خطرناک خلائی
مخلوق تو نہیں ہے۔ ناگ عنبر کیٹی تھیو سانگ اور جولی سانگ بھی
دوڑ کر ساتھ والی کوٹھڑی میں گئے۔ کستوری وہاں نہیں تھی۔
جب وہ کوٹھڑی سے نکلے تو غیبی کستوری ناگن نے آگے
بڑھ کر جہاں ناگ بیٹھا تھا۔ اس جگہ جھک کر خلائی ناگن کا
مہرہ رکھا اور پھر اٹھا لیا۔ وہ پرے ہٹ کر دیوار کے ساتھ
لگ گئی۔ جب ناگ عنبر کیٹی تھیو سانگ جولی سانگ اور ماریا
واپس اپنی کوٹھڑی میں آئے تو عنبر نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ کستوری کہیں باہر گئی ہوگی۔ ابھی
واپس آجائے گی۔"

ماریا بولی۔

"وہ ضرور خلائی مخلوق ہے۔ ہمیں اس کو پکڑ کر
اس سے پوچھ گچھ کرنی چاہیئے۔"

کیٹی ناگ تھیو سانگ اور جولی سانگ نے بھی اس خیال کی
حمایت کی۔ ان میں سے کسی کو خبر نہیں تھی کہ کستوری ناگن ان
کے قریب ہی دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑی ہے۔ وہ اس

نظار میں تھی کہ ناگ اپنی جگہ پر بیٹھ جائے۔ ناگ ابھی
بیٹا نہیں تھا۔ اس کی کرسی پہ خلائی ناگن کے مہرے کا شدید
ر تھا، ناگ کچھ دیر کھڑے کھڑے باتیں کرتا رہا۔ پھر اپنی
رسی پر بیٹھ گیا۔ کستوری ناگن نے اطمینان کا سانس لیا۔ ناگ
کرسی پر بیٹھتے ہی تو کچھ محسوس نہ ہوا لیکن ایک منٹ بعد
اس کو کچھ گھبراہٹ سی محسوس ہونے۔ عنبر نے پوچھا۔

"خیریت تو ہے ناگ۔ تم کچھ پریشان دکھائی
دیتے ہو؟ تم فکر نہ کرو۔ میں کستوری ناگن کو آتے
ہی پکڑ لوں گا۔"

ناگ نے ماتھے پر انگلیاں پھیرتے ہوئے کہا۔

"میرا سر درد کرنے لگا ہے۔"

کیٹی ماریا اور جولی سانگ تھیو سانگ کی طرف متوجہ ہو
گئے۔ جولی سانگ ناگ کا سر دبانے لگی۔ ناگ کی آنکھیں بند
ہونا شروع ہوگئیں۔ عنبر نے کہا۔

"ناگ بھیا۔ تم کچھ دیر کے لیے سو جاؤ۔ میرا
خیال ہے تمہیں نیند آرہی ہے۔ تمہارا سر درد ٹھیک
ہو جائے گا۔"

کیٹی نے کہا۔

"ہاں ہاں بالکل ٹھیک ہے۔ آیئے ہم باہر برآمدے

میں چل کر بیٹھتے ہیں۔"
ناگ کو واقعی نیند آرہی تھی۔ وہ چارپائی پر لیٹ گیا
ماریا نے تھیوسانگ سے کہا۔
"اس سے پہلے ناگ کو نیند کبھی نہیں آئی۔ مگر اب
کیوں ایسا ہوا ہے؟"
عنبر بولا۔
"میرا خیال ہے تھکاوٹ کی وجہ سے ہے۔ کبھی
کبھی ایسا ہو جاتا ہے۔"
تھیوسانگ کہنے لگا۔
"فکر کی کوئی بات نہیں ہے۔ ناگ کو آرام کرنے
دو۔ آؤ ہم باہر چلتے ہیں۔"
سب کوٹھڑی سے باہر چلے گئے۔ اب وہاں سوائے
ناگ اور کستوری ناگن کے اور کوئی نہیں تھا۔ کستوری ناگن
اسی گھڑی کا انتظار کر رہی تھی۔ خلائی ناگن کا مہرہ کستوری
ناگن کے ہاتھ میں تھا۔ وہ آگے بڑھی۔ اس نے ایک منتر
کو منہ ہی منہ میں پڑھا اور ناگ کے جسم پر ایک پھونک
ماری۔ پھونک لگتے ہی ناگ کا جسم بالکل روشن ہو گیا۔ کستوری
ناگن نے اب خلائی ناگن کا مہرہ ناگ کے ماتھے پر رکھ دیا۔ اس
کے رکھتے ہی ناگ کا جسم غائب ہو گیا۔ اصل میں ناگ غائب

نہیں ہوا تھا۔ بلکہ چاول کے دانے سے بھی باریک بن کر خلائی
ناگن کے مہرے کے اندر سوراخ میں داخل ہو گیا تھا۔ کستوری
ناگن کے چہرے پر کامیابی کی چمک آگئی۔ وہ اپنے مقصد میں
کامیاب ہو گئی۔ جس چیز کو حاصل کرنے کے لیے وہ خلائی
ناگنوں کی دنیا سے نیچے آئی تھی۔ اس نے مہرہ اپنی مٹھی میں دبایا
اور ایک زبردست پھنکار ماری اور چھت کی طرف اُڑی چھت
کے بیچ میں سے نکل کر اوپر تاروں بھرے آسمان میں آگئی۔
کستوری ناگن نے تاروں بھرے آسمان میں اپنی خلائی
دنیا کی طرف اُڑنا شروع کر دیا۔ پھنکار کی آواز ساتھ والی کوٹھڑی
میں بھی گئی۔ عنبر ماریا کیٹی تھیوسانگ اور جولی سانگ بھاگ
کر آئے تو یہ دیکھ کر ان کے ہاتھ پاؤں پھول گئے کہ وہاں
ناگ غائب تھا۔
"ناگ کہاں چلا گیا؟" ماریا کے منہ سے بے اختیار یہ
جملہ نکل گیا۔
عنبر نے اِدھر اُدھر دیکھا۔
"وہ ابھی تو اسی جگہ پر تھا۔"
کیٹی نے کہا۔
"یہ پھنکار کی آواز کس کی تھی؟"
تھیوسانگ کہنے لگا۔

"یہ مجھے اسی کستوری عورت کی سازش لگتی ہے۔"
ماریا غصے میں بولی۔

"میں تو پہلے ہی کہتی تھی کہ اس کم بخت کستوری کو یہاں سے چلتا کرو۔ مگر میری کسی نے نہیں سُنی۔"
عنبر نے کہا۔

"مجھ سے سخت غلطی ہو گئی۔"
جولی سانگ کہنے لگی۔

"باہر چل کر دیکھتے ہیں۔ ہو سکتا ہے ناگ باہر گیا ہو۔"
ماریا نے مایوسی کے لہجے میں کہا۔

"کیا تم دیکھتے نہیں کہ ناگ کی خوشبو نہیں آ رہی۔"
اب سب نے سانس کھینچا۔ معلوم ہوا کہ ناگ واقعی فضا میں ناگ کی خوشبو نہیں ہے۔ عنبر تو سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔ اسے اب سخت افسوس ہو رہا تھا کہ وہ کستوری کی چکنی چپڑی باتوں میں کیوں آ گیا۔ تھیو سانگ کہنے لگا۔

"اس میں اب کوئی شک نہیں رہا کہ یہ عورت کستوری خلائی مخلوق تھی اور وہ ناگ کو اغوا کرنے یہاں آئی تھی۔"
جولی سانگ بولی۔

"اب ناگ کو ہم کہاں تلاش کریں گے؟"
کیٹی نے ٹھنڈا سانس بھرا اور کہنے لگی۔

"ماریا عنبر! تم لوگوں کا کیا خیال ہے۔"
ماریا نے کہا۔

"ہم خلا میں کیسے جائیں گے۔ ہمیں کچھ معلوم نہیں کہ وہ کم بخت ناگ کو کہاں لے گئی ہے۔"
جولی سانگ اور تھیو سانگ نے اور کیٹی نے بھی اس بات پر زور دیا کہ کستوری عورت واقعی کوئی خلائی مخلوق تھی کیونکہ ناگ کا خلائی تکونا ستارہ چمکنے لگا تھا۔ کیٹی کہنے لگی۔

"سخت افسوس کی بات ہے کہ ہم نے ایک غیر عورت کو اپنے ساتھ رہنے کی اجازت دی یہ ہماری سخت حماقت تھی۔"
عنبر بولا۔

"اب پرانی باتیں اور گلے شکوے کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ غلطی ہر انسان سے ہو جاتی ہے۔ مجھ سے بھی ہو گئی۔"
تھیو سانگ نے کہا۔

"ہم تمہیں کوئی الزام نہیں دے رہے عنبر! تم اپنا جی بُرا نہ کرو۔ ہم تو یہ سوچ رہے ہیں کہ

"اب ناگ کو کہاں تلاش کیا جائے۔"

ماریا کہنے لگی۔

"عنبر! تمہیں کچھ یاد ہے کہ اس کستوری کا کوئی اور ساتھی بھی تھا؟"

عنبر نے کہا۔

"جہاں تک مجھے یاد ہے وہ اکیلی ہی تھی۔ ہاں اس کے باپ سے ملا جا سکتا ہے جو سپیرا ہے۔"

کیٹی کہنے لگی۔

"اس کے باپ کو کیا پتہ ہوگا۔ یہ کستوری تو وہاں محض جنم لینے کے لیے اتری ہوگی۔ اصل میں تو وہ خلائی مخلوق تھی۔ ہمیں اس طرح سوچنا چاہیئے کہ اب ہمیں خلائی سفر اختیار کرنا چاہیئے یا نہیں؟"

ماریا نے کہا۔

"اس کا بہتر جواب تم اور جولی سانگ اور تھیو سانگ دے سکتے ہو کیونکہ تم بذاتِ خود خلائی مخلوق ہو۔"

عنبر بولا۔

"کیٹی، جولی سانگ اور تھیو سانگ خلائی مخلوق ضرور ہیں مگر وہ خلائی جہاز کے بغیر ہم کو اوپر نہیں لے جا سکتے۔"

جولی سانگ کہنے لگی۔

"مگر ہم چاہیں تو خلائی جہاز یہاں تیار کر سکتے ہیں۔ میں خلائی جہاز تیار کر سکتی ہوں۔"

تھیو سانگ نے کہا۔

"یہ تو ٹھیک ہے جولی سانگ مگر یہاں جہاز تیار کرنا بہت مشکل ہے۔ ہمیں وہ چیزیں اس غیر ترقی یافتہ زمانے میں کہاں ملیں گی؟"

ماریا نے کہا۔

"لیکن یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کستوری کوئی جادوگرنی ہو۔ اور وہ خاص چلہ کرنے کے لیے اپنے گھر سے گئی ہو۔"

عنبر بولا۔

"تو پھر اس کے جسم کی شعاعوں سے تکونے ستارے کیوں چمکنے لگے تھے؟"

تھیو سانگ نے کہا۔

"ہو سکتا ہے یہ جادو کی وجہ سے ہو گیا ہو۔ میرا تو خیال ہے کہ ہمیں کستوری کے گھر کی طرف جانا چاہیئے۔ عنبر! اس کا گھر کہاں ہے؟"

عنبر نے کہا کہ وہ ملک سوڈان میں ایک سپیرے کے گھر میں پیدا ہوئی تھی۔

کیٹی بولی۔

"بس ہمیں ابھی سوڈان کی طرف چل پڑنا چاہیئے۔"
جولی ماسانگ نے کہا۔

"مگر ہمیں پہلے اس ملک میں بھی اسے ڈھونڈھنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔"
ماریا بولی۔

"یہ کام میں ابھی کیئے دیتی ہوں۔ میں صبح تک اس سارے علاقے کا چپہ چپہ چھان ماروں گی۔"

سب نے ماریا کو اجازت دے دی اور ماریا اسی وقت فضا میں پرواز کر گئی۔ اس کے جانے کے بعد کیٹی تھیوسانگ اور جولی سانگ کوٹھڑی میں بیٹھ کر کستوری ناگن کے بارے میں باتیں کرنے لگے کہ وہ اگر جادوگرنی تھی تو کہاں گئی ہو گی۔ باتیں کرتے کرتے صبح ہو گئی۔ اتنے میں ماریا بھی آ گئی۔ اس نے بتایا کہ میں نے ملک ایران کا کونہ کونہ چھان مارا ہے۔ میں صحرا اور جنگل میں بھی گئی مگر اس سارے علاقے میں ناگ کی خوشبو کہیں نہیں ہے۔ انہوں نے مل کر صلاح مشورہ کیا اور فیصلہ کیا کہ انہیں کستوری کے گھر کا رخ کرنا چاہیئے۔ تھوڑی دیر بعد عنبر تھیوسانگ کیٹی ماریا اور جولی سانگ ملک سوڈان کی طرف چل پڑے۔

اب ہم ناگ کی طرف آتے ہیں۔ ناگ باریک سوئی جتنا بن کر بے ہوشی کی حالت میں خلائی ناگن کے مہرے کے اندر بند تھا۔

ستوری ناگن غیبی حالت میں خلا میں روشنی کی رفتار کے ساتھ جا رہی تھی۔ روشنی کی رفتار ایک لاکھ چھیاسی ہزار میل فی [illegible] ہوتی ہے۔ اتنی رفتار سے جب کوئی ٹھوس شے سفر کرتی تو وہ خود روشنی کی کرن میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ مگر کستوری غیبی حالت میں تھی اور روشنی کی کرن بن کر سفر کر رہی تھی۔ [illegible] وہ بلا کسی روک ٹوک کے خلا میں اُڑی جا رہی تھی۔ [illegible] کا رخ ناگنوں کے خلائی سیارے کی طرف تھا۔ کستوری ناگن ناگنوں [illegible] تھی اور ناگ کی تلاش میں زمین پر آئی تھی۔ اس خلائی سیارے [illegible] ناگنیں خود ہی اپنے ناگوں کو تلاش کرتی تھیں۔ یہ ناگ یعنی سانپ [illegible] دوسرے خلائی سیاروں میں بھی رل جاتے تھے مگر کستوری [illegible] چونکہ ملکہ تھی۔ اس لیے ناگ دیوتا ہی اس کے لائق تھا۔ اسی [illegible]ے وہ زمین پر آئی تھی تاکہ ناگ دیوتا کو اغوا کر کے لے جائے۔ [illegible]ر وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئی تھی۔

زمین پر اس وقت ایک دن گزر چکا تھا اور عنبر ماریا وغیرہ [illegible] سوڈان نہیں پہنچے تھے کہ کستوری ناگن ناگ دیوتا کو لے [illegible]ر اپنے خلائی ناگنوں کے سیارے میں پہنچ گئی۔ یہ سیارہ زمین [illegible]ے زیادہ دور نہیں تھا اور یہ بھی سورج کے گرد گردش کرتا [illegible]تھا مگر وہ سورج سے اتنی دور تھا کہ اس پر سورج کی روشنی کم پہنچتی [illegible]۔ اور دن کی روشنی بہت ہی پھیکی ہوتی تھی۔ یہ سیارہ چھوٹا تھا اور اس

پر سوائے ناگنوں کے اور کوئی مخلوق نہیں رہتی تھی۔ کستوری ناگن
ناگ کو مہرے میں بند کیے جب اپنے سیارے کی زمین کے قریب
پہنچی تو وہاں کی ساری ناگنوں کو پتہ چل گیا کہ ملکہ ناگن آ رہی ہے۔
ساری ناگنیں ناگن محل کے سامنے میدان میں جمع ہو گئیں کہ ملکہ
کستوری ناگن کا استقبال کیا جائے۔

اپنے سیارے کی زمین سے لگتے ہی کستوری ناگن اپنی سانپ
کی شکل میں آ گئی۔ اب وہ زرد سونے کے رنگ کی خوب صورت
ناگن تھی جس کے سر پر چھوٹا سا سنہری تاج تھا۔ آنکھیں سرخ تھیں
اور جسم سنہری تھا۔ وزیر ناگن نے آگے بڑھ کر ملکہ ناگن کا استقبال
کیا۔ ساری ناگنوں نے اپنے اپنے پھن جھکا دیے۔ کستوری ناگن
بڑی شان سے ریشمی بنی سجی سجائی پالکی میں بیٹھ گئی۔ پالکی میں نرم
خلائی قالینوں کا چھوٹا سا قالین بچھا تھا۔ دس ناگنوں نے پالکی کو اپنے
پھن پر اٹھا لیا۔ پچاس ناگنیں آگے آگے رینگنے لگیں۔ سو ناگنیں
پیچھے پیچھے اور دائیں بائیں رینگ رہی تھیں۔ ناگنوں کا یہ
عالی شان جلوس ناگن محل میں داخل ہو گیا۔

ناگن محل سانپ کے پھن کی شکل کی ایک بہت بڑی عمارت
تھی۔ جو ایک بہت بڑی چٹان کو اندر سے کھوکھلا کر کے بنائی
گئی تھی۔ اس چٹان کو کھوکھلا انجینئر ناگنوں نے کیا تھا جن کی
پھنکار کی گرمی سے پتھر ٹوٹ کر پگھل جاتا تھا۔ ناگن محل میں کئی

چھوٹے کمرے تھے۔ ان میں ناگنوں کی ریشمی کینچلیوں کے
گے ہوئے تھے۔ زرد پتھر کے تخت بچھے تھے۔
پر خلائی پھولوں کے بستر لگے تھے۔ تو کمرہ ناگنیں جگہ جگہ اپنے
کام میں مصروف تھیں۔ پہرے دار ناگنیں پھن اٹھائے پہرہ دے
رہی تھیں۔

کستوری ناگن کی پالکی محل کے اندر آئی تو سب ناگنوں نے پھنکار میں
کر اپنی خوشی کا اظہار کیا۔ ملکہ کستوری ناگن پالکی سے اتر کر اپنے خاص
کمرے میں آ گئی۔ یہ کمرہ بے حد خوب صورت تھا۔ دیواروں پر ایسے
زرد پتھر لگائے گئے تھے۔ جن سے ہلکی ہلکی بسنتی روشنی نکل رہی
تھی۔ چھت کے ساتھ جواہرات کے گچھے لٹک رہے تھے۔
ستونوں میں سرخ لعل جڑے تھے جن سے روشنی کی کرنیں
پھوٹ رہی تھیں۔ وزیر ناگن ملکہ کستوری ناگن کے ساتھ ساتھ
بڑے ادب سے پھن جھکائے رینگ رہی تھی۔

اپنے خاص کمرے میں آ کر ملکہ ناگن نے وزیر ناگن سے کہا۔

”ان تمام لونڈی ناگنوں کو باہر بھیج دیا جائے۔“

وزیر ناگن نے جس کا رنگ نسواری تھا۔ فوراً تمام ناگنوں
کو باہر بھیج دیا۔ جب کمرے میں ملکہ کستوری ناگن اور وزیر ناگن
اکیلی رہ گئیں۔ تو کستوری ناگن نے اپنے منہ سے خلائی مہرہ نکال
کر تخت پر رکھ دیا۔ اور فوراً عورت کی شکل اختیار کر لی۔ اس

نے وزیر ناگن کی طرف دیکھا اور بولی۔
"وزیر ناگن تم بھی اپنی انسانی شکل بدل سکتی ہو"
حکم پاتے ہی فوراً وزیر ناگن نے بھی عورت کی شکل اختیار
کرلی۔ یہ نیلے رنگ کی ایک عورت بن گئی۔ جس کی آنکھیں سرخ
تھیں اور سر پر سیاہ بال تھے۔ جبکہ کستوری ناگن کی وہی شکل
تھی جو اس کی زمین پر تھی۔ کستوری ناگن نے کہا۔
وزیر ناگن! تمہیں یہ سن کر خوشی ہوگی کہ میں دنیا سے
اپنے سانپ یعنی ناگ دیوتا کو ساتھ لے آئی ہوں"
وزیر ناگن نے خوشی سے مسکراتے ہوئے کہا۔
"ملکہ ناگن کو مبارک ہو۔ آپ کی شان یہی تھی کہ آپ
کا سانپ ناگ دیوتا ہوتا۔ کیا آپ کی ناگ دیوتا کے
ساتھ شادی کا اعلان کر دیا جائے"
کستوری ناگن نے کہا۔
"ابھی نہیں۔ دو ماہ بعد ہماری سالگرہ آرہی ہے۔ میں
چاہتی ہوں کہ میری سالگرہ کے دن ناگ دیوتا سے شادی
ہو"
وزیر ناگن بولی۔
"یہ تو بڑی مبارک بات ہوگی۔ ہم اس دن کا بے
تابی سے انتظار کریں گے۔ مگر اس تاریخی اور شاہی

شادی کی تیاریاں ہم ابھی سے شروع کر دیں گے"
کستوری ناگن نے کہا۔
"نہیں ابھی اس کی ضرورت نہیں ہے۔ ہاں تم یہ اعلان
کر سکتی ہو کہ ملکہ کی شادی دو ماہ بعد ناگ دیوتا سے
ہوگی"
وزیر ناگن خوشی سے کہنے لگی۔
"ایسا ہی ہوگا عظیم ملکہ! کیا میں ناگ دیوتا کا دیدار
کر سکتی ہوں؟"
کستوری ناگن بھی چاہتی تھی کہ اسے ناگ دیوتا کی ایک جھلک
دکھائے تاکہ وہ اس پر رشک کرے۔ کستوری ناگن نے فوراً
طلائی مہرے کو اٹھا کر ایک منتر پڑھا اور اسے زور سے
پھونک ماری۔ ناگ جو باریک سوئی کی شکل میں طلائی مہرے
کے اندر بند پڑا تھا۔ باہر تخت پر گر پڑا۔ کستوری ناگن
نے دوسرا منتر پڑھ کر پھونک ماری تو ناگ اپنی انسانی شکل میں
آگیا۔ مگر وہ بے ہوش پڑا تھا۔ وہی دبلا پتلا جسم، سانولا رنگ
اور گھنگھریالے بال ۔۔۔ وزیر ناگن نے اسے ایک نظر دیکھا اور
دل میں سوچنے لگی۔ کاش ناگ دیوتا سے میری شادی ہو سکتی۔
مگر یہ ناممکن بات تھی۔ ناگ دیوتا تو ملکہ ناگن کا خاوند بننے والا
تھا۔ ملکہ کستوری ناگن نے بڑی شان سے گردن اٹھا کر وزیر ناگن

کی طرف دیکھا اور کہا۔

"کیوں وزیر ناگن! کتنا خوبصورت ہے ہمارا ہونے والا خاوند۔ یعنی ناگ دیوتا!"

وزیر ناگن بولی۔

"آپ ملکہ ہیں۔ آپ کی شادی ایسے ہی ناگ سے ہونی چاہئے تھی"

کستوری ناگن نے کہا۔

"اب تم جا سکتی ہو۔ ہمارے لیے کچھ پھل بھجوا دینا"

وزیر ناگن نے فوراً سانپ یعنی تسواری ناگن کا روپ بدلا اور سلام کر کے ملکہ ناگن کستوری کے خاص کمرے سے باہر چلی گئی۔ اس کے جانے کے بعد کستوری ناگن نے ناگ پر ایک گہری نگاہ ڈالی۔ ناگ کے جسم میں حرکت پیدا ہونے لگی۔ تھوڑی دیر میں اسے ہوش آ گیا۔ اس نے آنکھیں کھول کر ادھر ادھر دیکھا۔ وہ سمجھ گیا کہ وہ کسی انوکھی جگہ پر آ گیا ہے۔ اس کی نظر کستوری پر پڑی تو حیران رہ گیا کہ یہ مجھے کہاں لے آئی ہے۔

○

ناگن محل

ناگ نے کستوری ناگن سے پوچھا۔

"یہ...... یہ کون سی جگہ ہے"

کستوری ناگن گھور کر تک رہی تھی

"ناگ دیوتا! تم اس وقت اس سیارے کی زمین پر نہیں ہو۔ جہاں تمہارے ساتھی عنبر، ماریا کیٹی، تھیوسانگ اور جولی سانگ اس وقت تمہیں تلاش کرتے پھر رہے ہوں گے۔ بلکہ تم اس وقت ناگنوں کے نرالے سیارے پر میرے محل میں ہو اور میں ناگنوں کے سیارے کی ملکہ کستوری ہوں"

"ٹھیک ہے تم ناگنوں کی ملکہ ہو مگر یہ بتاؤ کہ تم مجھے یہاں کس لئے لائی ہو"

کستوری ناگن نے ہلکا سا قہقہہ لگا کر کہا۔

"دو ماہ بعد ہماری شادی ہو جائے گی۔ میں تمہیں اسی لیے زمین سے اٹھا کر یہاں لائی ہوں۔"

ناگ سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔ یہ کم بخت کیا کہہ رہی ہے۔ میں اس سے کیسے شادی کر سکتا ہوں۔ اس نے کستوری سے کہا۔

"ناگ دیوتا کبھی شادی نہیں کیا کرتا۔ کیا تمہیں یہ بات معلوم نہیں۔"

کستوری ناگن بولی۔

"یہ قانون تمہاری زمین پر چلتا ہو گا۔ میرے سیارے پر یہ قانون نہیں چلے گا۔ میں یہاں کی ملکہ ہوں اور یہاں تمہیں میرا حکم ماننا ہو گا۔ اور تمہیں مجھ سے شادی کرنی ہو گی۔ یہ میرے وقار کا سوال ہے۔"

ناگ کو غصہ آ گیا۔ اس نے سوچا کہ وہ عقاب بن کر یہاں سے اڑ جائے۔ جو ہو گا دیکھا جائے گا۔ اس نے زور سے سانس کھینچ کر چھوڑا۔ مگر وہ عقاب نہ بن سکا۔ کستوری ناگن اس کی طرف غور سے تک رہی تھی۔ ناگ نے دوسری بار سانس کھینچ کر چھوڑا کہ سانپ بن جائے مگر وہ سانپ بھی نہ بن سکا۔ کستوری ناگن نے ایک بلند قہقہہ لگایا اور بولی۔

"تمہاری طاقت اب میرے قبضے میں ہے۔ تم میری اجازت کے بغیر اپنی شکل نہیں بدل سکتے۔ نہ تم عقاب بن سکتے

ہو اور نہ سانپ۔"

ناگ دل ہی دل میں کھول کر رہ گیا۔ اس عیار ملکہ کستوری ناگن نے اس کی ساری طاقت اپنے قبضے میں کر لی تھی۔ وہ بالکل کورا ہو کر رہ گیا تھا۔ ناگ نے طیش میں آ کر زور سے پاؤں تخت پر مارا اور بولا۔

"اس کا انجام اچھا نہیں ہو گا۔ کستوری ناگن! تمہیں ایک نہ ایک دن پچھتانا پڑے گا۔"

کستوری ناگن نے ایک اور قہقہہ لگایا اور کمرے میں بڑی شان سے ٹہلتی رہی۔ بولی۔

"تم کو ابھی میری طاقت کا احساس نہیں ہوا ناگ دیوتا! میں اس سیارے کی دنیا کی ملکہ ہوں۔ میری طاقت اور قوت بے پناہ ہے۔ کیا تم میری طاقت کا ایک ہلکا سا نمونہ دیکھنا پسند کرو گے؟"

اس کے ساتھ ہی کستوری نے پھنکار ماری اور وہ غائب ہو گئی۔ اس کی آواز ناگ کو سنائی دی۔

"تم نے ماریا کو غائب ہوتے دیکھا ہے مگر جب میں غائب ہوئی تھی تو ماریا بھی مجھے نہیں دیکھ سکی تھی۔ جس وقت تم سب لوگ مجھ سے پوچھ گچھ کرنے کا منصوبہ بنا رہے تھے غیبی حالت میں اسی کوٹھڑی میں موجود تھی۔"

کستوری ناگن ایک دم سے پھر ظاہر ہو گئی۔ پھر کستوری ناگن نے دوسری پھنکار ماری اور زرد رنگ کی خوبصورت ناگن بن گئی جس کے سر پر سنہری تاج تھا۔ تیسری پھونک ماری تو وہ بلبل بن کر کمرے میں اڑنے لگی اس کے بعد کستوری ناگن دوبارہ انسانی شکل میں آگئی اور اب جو پھنکار ماری تو وہ ایک ایسا سانپ بن گئی جس کے سات پھن تھے۔ سولہ بازو تھے اور ہر پھن کے منہ سے سرخ زبانیں لہرا رہی تھیں۔ اس کے بعد وہ دوبارہ انسانی یعنی عورت کی شکل میں آگئی۔ تب اس نے ناگ کی طرف دیکھ کر کہا۔

"کیا تم میرا مقابلہ کر سکو گے؟ ہرگز نہیں۔ ویسے بھی تم میرے ملک میں ہو۔ میرے سیارے میں ہو۔ میری سلطنت میں ہو۔ تم میرے ناگ خاوند بھی ہو گے اور میرے غلام بھی ہو گے۔"

ناگ سمجھ گیا کہ معاملہ گڑبڑ ہے۔ اس نے کہا۔

"آخر تم مجھ سے شادی کیوں کرنا چاہتی ہو؟"

کستوری ناگن نے کہا

"یہ میں تمہیں پہلے بتا چکی ہوں کہ یہاں کی ہر ناگن اپنے اپنے سانپ کی تلاش میں مختلف سیاروں پر جاتی ہے اور اسے اپنے ساتھ لے آتی ہے۔ میں ملکہ ہوں۔ میرے لیے ناگ دیوتا ہی میری شان کے مطابق تھا۔ اس لیے

میں تم کو یہاں لے آئی ہوں۔ اب تم مجھ سے دو ماہ بعد شادی کر کے باقی ساری زندگی بلکہ اس ملک کی قیامت تک میرے ساتھ رہو گے۔ اگر تم نے یہاں سے فرار ہونے کی کوشش کی تو اس میں ناکامی ہو گی۔ یہاں سے فرار کا کوئی راستہ تمہیں نہیں ملے گا۔ تم یہاں سے فرار ہونے کی کوشش کر کے دیکھ سکتے ہو۔ یہاں کی ایک ناگن بھی تمہارا حکم نہیں مانے گی۔ وہ میری غلام ہیں اور ان کی اتنی طاقت بھی نہیں ہے کہ تمہاری کوئی امداد کر سکیں۔ اب تم اس محل کے ایک کمرے میں اپنی انسانی شکل میں رہو۔ یہاں تمہیں کوئی تکلیف نہیں ہو گی۔ آؤ میرے ساتھ۔"

ناگ کو اب شدت سے یہ احساس ہو گیا تھا کہ پوری طرح کستوری ناگن کے جال میں پھنس چکا ہے اور کسی اعلیٰ ترین اور عیار ترین حکمتِ عملی سے ہی وہ یہاں سے نکل سکے گا۔ کستوری ناگن نے ناگ کو ساتھ لیا اور دوسرے کمرے میں لے آئی۔ اس محل کا یہ کمرہ بڑا خوبصورتی سے سجایا گیا تھا۔ ستونوں میں لعل جڑے تھے۔ چھت سے فانوس لٹک رہا تھا۔ یہ فانوس سانپوں کے خشک انڈوں کو جوڑ کر بنایا گیا تھا۔ دیوار کے ساتھ سنگ مرمر کا پلنگ لگا تھا جس پر خلائی پھولوں کا بستر بچھا تھا۔ بلور

کی صراحی میں دودھ بھرا ہوا تھا۔

ناگ کو کمرے میں چھوڑ کر کستوری ناگن نے کہا۔

"اب تم یہاں آرام کرو۔ میں تم سے ملنے دن میں ایک بار ضرور آیا کروں گی۔ دو ماہ بعد میری سالگرہ ہے۔ اس روز ہمارا بیاہ ہو جائے گا۔"

یہ کہہ کر کستوری ناگن چلی گئی۔ ناگ اس ناگن محل میں جب اکیلا رہ گیا تو اس کو سب سے پہلے عنبر، کیٹی، تھیوسانگ اور جولی سانگ کا خیال ستانے لگا کہ جب انہوں نے کوٹھڑی میں واپس آ کر ناگ کو نہیں دیکھا ہو گا تو ان پر کیا گزری ہو گی۔ ان کے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہیں آ سکتی کہ ناگ ان کی دنیا سے نکل کر ناگنوں کی خلائی دنیا میں قیدی بن چکا ہے اور قیدی بھی اسے کستوری ناگن نے بنایا ہے جو دنیا میں اس کی پجارن اور پرستار بنی ہوئی تھی۔ ناگ نے اٹھ کر کمرے کا جائزہ لیا۔ چھوٹا سا کمرہ تھا۔ ایک کھڑکی بھی نہیں تھی۔ ایک ہی دروازہ تھا جس میں سے گزر کر کستوری ناگن ابھی ابھی گئی تھی۔ مگر وہاں سے فرار ہونا بیکار تھا۔ ناگ کو احساس تھا کہ اگر وہ اس محل سے نکل بھی گیا تو اسے پکڑ کر پھر یہاں لایا جائے گا۔ وہ ایک خلائی دنیا میں تھا۔ دوسرے سیارے پر تھا جہاں کوئی بھی اس کا ہمدرد نہیں تھا۔

تھوڑی دیر گزری ہو گی کہ وزیر ناگن اندر داخل ہوئی۔ یہ وہی

رنگ سیاہ بالوں اور سرخ آنکھوں والی عورت تھی جو ناگن تھی مگر انسانی شکل میں ناگن ملکہ کی خدمت کرتی تھی اور اس کی وزیر بھی تھی۔ اس کے ہاتھ میں پھلوں کی ٹوکری تھی۔ ٹوکری اس نے ناگ کے پلنگ کے پاس رکھ دی اور ناگ کی طرف اپنی سرخ آنکھوں سے گھورنے لگی۔ ناگ کو اس سرخ آنکھوں والی عورت میں ایک مقناطیسی کشش محسوس ہوئی۔ وزیر ناگن نے کہا۔

"میں ملکہ ناگن کی وزیر ہوں۔ میرا نام وزیر ناگن ہے۔ یہ پھل ملکہ ناگن نے تمہارے لئے بھیجے ہیں۔"

ناگ نے کہا۔

"یہ پھل لے جاؤ۔ مجھے ان کی ضرورت نہیں ہے۔"

وزیر ناگن کہنے لگی

"جب تمہاری ملکہ ناگن سے شادی ہو جائے گی۔ پھر بڑے شوق سے یہ پھل کھایا کرو گے۔"

ناگ بولا۔

"میں ملکہ ناگن سے شادی نہیں کروں گا۔"

وزیر ناگن کے چہرے پر حیرت سی آ گئی، کہنے لگی۔

"مگر ملکہ ناگن تو کہتی ہے کہ تم اس کے ساتھ شادی کرنے پر تیار ہو۔"

ناگ نے دل میں سوچا کہ اس عورت کو کس طرح قابو میں کرنا

چاہیئے۔ کیوں کہ یہ عورت اسے وہاں سے فرار ہونے میں مدد دے
سکتی ہے۔ اس نے نفرت سے منہ پھیر کر کہا۔

"وہ جھوٹ بولتی ہے۔ میں تو کبھی اس سے شادی نہ کروں
گا۔ مجھے اس سے نفرت ہے۔"

وزیر ناگن، ناگ کے قریب آ گئی۔

"کیا سچ مچ تم ملکہ ناگن سے نفرت کرتے ہو؟"

ناگ نے غصے میں کہا۔

"مجھے تو اس کی شکل ہی سے خوف آتا ہے۔ میں تو اس
کی صورت سے بیزار ہوں۔"

وزیر ناگن نے پوچھا۔

"کیا تم کسی دوسری ناگن سے شادی کرنا چاہتے ہو؟"

ناگ نے جب دیکھا کہ لوہا گرم ہے تو اس نے چوٹ لگا دی
اور بولا۔

"میں تم سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔"

وزیر ناگن کو جیسے کسی نے دھکا دے دیا۔ وہ پیچھے کو ہٹ
گئی اور اپنی گول گول سرخ آنکھوں سے ناگ کو تکنے لگی۔ ناگ
نے فوراً کہا۔

"ملکہ ناگن میرے دل پر زبردستی قبضہ نہیں جما سکتی۔ میں
اس سے نفرت کرتا ہوں۔ میں تو صرف تم سے محبت کرتا ہوں اور
تم ہی سے بیاہ کرنا چاہتا ہوں۔ کیا تم میرے ساتھ بیاہ نہیں
کرو گی وزیر ناگن؟"

وزیر ناگن خاموشی سے چلی گئی۔ اس کے جانے کے بعد ناگ سوچنے
لگا کہ کہیں یہ ملکہ ناگن کو جا کر بتا تو نہ دے گی۔ بتاتی ہے تو بتا دے۔
ناگ نے دل میں کہا۔ ملکہ ناگن میرا کیا بگاڑے گی۔ میں اسے صاف
صاف کہہ دوں گا کہ میں تم سے نفرت کرتا ہوں۔ جو ہو گا دیکھا جائے
گا۔ مگر یہ وزیر ناگن چلی کیوں گئی ہے۔ اس کو کس طرح چکنی چپڑی
باتیں کر کے اپنے قابو میں کرنا ہے۔ یہ مجھے یہاں سے فرار ہونے
میں مدد دے سکتی ہے۔ ناگ دیر تک یہی کچھ سوچتا رہا۔

وزیر ناگن ملکہ ناگن کی وفادار تھی۔ اس نے ناگن ملکہ کو جا کر سب
بتا دیا۔ کستوری ناگن یہ سن کر آگ بگولا ہو گئی۔

وزیر ناگن کہنے لگی۔

"ملکہ ناگن! ناگ دیوتا مجھے اپنے جال میں پھنسانا چاہتا تھا۔
کہ وہ یہاں سے فرار ہو سکے۔"

کستوری ناگن پھنکار مار کر بولی۔

"وہ یہاں سے کبھی نہیں جا سکے گا۔ مگر اس کا یہ ارادہ
خطرناک ہے۔"

وزیر ناگن بولی۔

"ملکہ ناگن! میرا خیال ہے کہ ناگ دیوتا کو ہم مُردہ ناگنوں

کے غار میں بند کر دیتے ہیں۔ وہاں اسے خلائی دودھ
پہنچاتے رہے گا۔ وہاں سے وہ باہر نہیں نکل سکے گا۔
کستوری ناگن کو وزیر ناگن کی تجویز پسند آگئی۔ اس نے حکم دیا کہ ناگ
دیوتا کو فوراً مُردہ ناگنوں کے غار میں بند کر دیا جائے۔ وزیر ناگن
فوراً ناگ دیوتا کے پاس ناگن محل میں گئی اور کہا۔
"ناگ دیوتا! تمہیں میرے ساتھ چلنا ہو گا۔ یہ ملکہ ناگن کا حکم
ہے۔"
ناگ نے جھنجلا کر کہا۔ "میں کہیں نہیں جاؤں گا۔"
وزیر ناگن نے اسی لمحہ اپنی ایک آنکھ سے سرخ روشنی کی کرن
نکال کر ناگ پر پھینکی۔ ناگ گم سم ہو کر رہ گیا۔ اس نے سوچنے کی
کوشش کی مگر اسے محسوس ہوا کہ وہ کچھ نہیں سوچ سکتا۔ وزیر
ناگن نے حکم دیا۔
"میرے پیچھے پیچھے آؤ۔"
ناگ کے منہ سے اپنے آپ نکل گیا۔ "جو حکم وزیر ناگن"، اور وہ
خاموشی سے سر جھکائے وزیر ناگن کے پیچھے پیچھے چل پڑا۔ وزیر
ناگن اسے ناگن محل سے نکال کر ایک ایسے میدان میں آگئی جہاں
جگہ جگہ ناگنوں کی پتھروں کی مورتیاں بکھری ہوئی تھیں۔ میدان جہاں
ختم ہوتا تھا۔ وہاں ایک زمین سے ابھری ہوئی چٹان تھی۔ اس چٹان
میں ایک سانپ کے پھن ایسا دروازہ تھا۔ وزیر ناگن ناگ کو لے کر

دروازے میں سے گزر کر مُردہ ناگنوں کے غار میں آگئی۔ اس
دیواروں پر ایسے پتھر لگے تھے۔ جن میں سے دھیمی دھیمی
نی نکل رہی تھی۔ آگے جا کر غار میں ایک کھلا دالان سا آگیا۔
نے یہاں جگہ جگہ سے کئی ہڈیوں کے پنجر پڑے ہوئے دیکھے۔
وں کے ہڈیوں کے ڈھانچے بالکل سیدھے پڑے تھے۔ یہ مُردہ
وں کی ہڈیوں کے ڈھانچے تھے۔ وزیر ناگن نے ایک طرف
رہ کر کے ناگ کو حکم دیا۔
"اس جگہ پتھر کے پاس بیٹھ جاؤ۔"
ناگ خاموشی سے بیٹھ گیا۔ اس پر ابھی تک وزیر ناگن کی آنکھ سے
ہوئی شعاع کا اثر تھا۔ وزیر ناگن غار سے باہر نکل کر رک گئی۔ اس
غار کے منہ کو دیکھا اور اپنی دونوں آنکھوں سے روشنی نکال کر پھینکی۔
ر کے منہ پر فوراً ایک گہرے رنگ کا بادل سا چھا گیا۔ دیکھنے میں
بادل سا نظر آتا تھا۔ مگر اس میں ایسا زہریلا مادہ بھرا ہوا تھا کہ
وائے خلائی ناگنوں کے اگر دنیا کا کوئی شخص اس میں سے گزرنے
کوشش کرے تو وہ وہیں گر کر ہلاک ہو جاتا۔
وزیر ناگن چلی گئی۔ اس کے جانے کے کوئی پندرہ بیس منٹ
بعد ناگ اپنے ہوش و حواس میں آگیا۔ اس نے چاروں طرف
کھا۔ وہ ایک ایسے غار میں بند تھا جس میں ناگنوں کی ہڈیوں
کے پنجر بکھرے پڑے تھے۔ یہ ناگنوں کا قبرستان لگ رہا تھا۔

ناگ اٹھ کر غار کے دروازے کے قریب آیا۔ کیا دیکھتا ہے کہ غار
کے منہ پر ایک سرمئی رنگ کا بادل کا ٹکڑا رکا ہوا ہے۔ جیسے کسی
نے اسے وہاں جڑ دیا ہو۔ ناگ آگے بڑھا ہی تھا کہ اس بادل میں
سے ایسی تیز بُو ناگ کے نتھنوں سے ٹکرائی کہ ناگ دوڑا اور
پیچھے گر پڑا۔ وہ سمجھ گیا کہ اس بادل میں کوئی خطرناک کیمیاوی زہر
گھلا ہوا ہے۔ وہ واپس غار میں مُردہ ناگنوں کے پاس آ کر بیٹھ گیا۔
اور سوچنے لگا کہ ضرور وزیر ناگن نے کستوری ناگن کو سب کچھ بتا دیا
ہوگا۔ اور کستوری ناگن نے محض اس خیال سے کہ میں کسی ناگن کو
فریب دے کر یہاں سے فرار نہ ہو جاؤں۔ مجھے اس غار میں بند کر دیا ہے
وہ عنبر ماریا اور اپنے دوسرے ساتھیوں کے بارے میں سوچنے
لگا کہ خدا جانے وہ اسے کہاں کہاں تلاش کر رہے ہوں گے۔ ناگ
نے اپنے ساتھیوں کو تھوڑی دیر کے لئے بھول کر اس ناگنوں کے
سیارے سے فرار ہونے پر دوبارہ غور و فکر شروع کر دیا۔ ظاہر
ہے یہاں سے فرار ہونے کے لیے اسے کوئی خلائی جہاز نہیں مل
سکتا تھا۔ اس کو ابھی تک وہاں کوئی خلائی جہاز نظر بھی نہیں آیا
تھا۔ یہ ایک ویران سیارہ تھا جہاں سوائے ناگنوں کے اور کوئی
مخلوق آباد نہیں تھی۔ وزیر ناگن سے مدد ملنے کی اب امید نہیں تھی۔
ناگ نے سوچا کہ کسی دوسرے ناگن سانپ سے مدد لی جا سکتی ہے
اگرچہ اسے معلوم تھا کہ یہاں کی ساری ناگنیں ملکہ ناگن کے حکم کی

ہیں اور کوئی اس کے خلاف قدم اٹھانے کی ہمت نہیں کر سکتی۔
ناگ نے ہمت نہ ہاری اور فرار کے طریقوں پر غور کرنے لگا۔
سرنگ کی دیوار کے پتھروں میں سے نیلی نیلی روشنی سارے
میں پھیلی ہوئی تھی۔ ناگ کو کچھ پتہ نہیں تھا کہ یہ رات ہے کہ
دن کا وقت ہے۔ وہ دیر تک سر دیوار سے لگائے آنکھیں بند
کئے سوچتا رہا۔ اس کو خیال آیا کہ وہ کیوں نہ اپنی طاقت کو آزما
کر دیکھے۔

ناگ نے فوراً سانس کھینچ کر چھوڑا۔ مگر نہ تو وہ عقاب بنا اور
نہ ہی سانپ بن سکا۔ ناگ نا امید ہو کر بیٹھ گیا۔ کستوری ناگن
نے اس کی طاقت چھین لی تھی۔ تھوڑی دیر بعد غار کی دیوار کے
پتھروں سے جو دھیمی دھیمی روشنی نکل رہی تھی۔ وہ جھلملانے لگی۔
ناگ ان پتھروں کو غور سے دیکھنے لگا۔ آہستہ آہستہ روشنی اور
دھیمی ہو گئی۔ پھر ان پتھروں میں سے نیلی روشنی نکل کر سارے
غار میں پھیل گئی۔

اس کے بعد روشنی دھیمی نہ ہوئی۔ ناگ نے سوچا کہ ہو سکتا
ہے یہ ان کی رات پڑ گئی ہو۔ نہ جانے بیٹھے بیٹھے کتنا وقت گذر
گیا تھا کہ ناگ کو ایسی سرسراہٹ سنائی دی جیسے کوئی سانپ
رینگتا ہوا آ رہا ہو۔ ناگ جلدی سے ایک طرف ہو گیا۔ پتھروں
کی نیلی روشنی میں اس نے دیکھا کہ جدھر غار ختم ہو جاتی تھی ادھر

سے ایک سیاہ رنگ کا سانپ رینگتا ہوا دیوار کی طرف چلا آرہا تھا
سانپ دیوار کے پاس ایک جگہ رک کر نیچے دیکھنے لگا۔ نیچے سانپ
کا ایک ڈھانچہ پڑا تھا۔ ناگ پتھر کے پیچھے ہو کر یہ منظر دلچسپی
سے دیکھنے لگا۔

سانپ کا پھن اٹھا ہوا تھا۔ سانپ نے ہڈیوں کے ڈھانچے
کے سر کو اپنے منہ سے تین بار چوما۔ پھر اس کے گرد چکر لگانے
لگا۔ ناگ کو سانپ کی زبان آتی تھی۔ اور یہ زبان اس سے ابھی
نہیں چھینی گئی تھی۔ اس نے سانپ کو مخاطب کر کے کہا۔

"تم کون ہو اور اس سانپ کے ڈھانچے کے گرد چکر
کیوں لگا رہے ہو؟"

سانپ نے اپنے پھن کا رخ ناگ کی طرف کر دیا اور کہا۔

"میں ناگن ہوں اور یہ میری بیٹی ناگن کی ہڈیاں ہیں۔
مجھے اپنی بیٹی سے بہت پیار تھا۔ مگر اسے ناگن ملکہ کے
حکم سے مار دیا گیا۔"

ناگ اب سامنے آگیا اور سانپ کی زبان میں ناگن سے کہا۔
"ناگن ملکہ نے تمہاری بیٹی ناگن کو کس لیے مار دیا تھا۔"
ناگن کہنے لگی۔

"اس لیے کہ میری بیٹی ناگن نے ایک بار غلطی سے ناگن ملکہ
کو جھک کر سلام نہیں کیا تھا۔ ناگن ملکہ کی شاہی سواری

محل سے نکل کر سانپوں کے مندر کی طرف جا رہی تھی۔ سب
ناگنیں زمین پر ادب سے لیٹ گئیں۔ مگر میری بیٹی
پھن اٹھائے اپنی جگہ بیٹھی رہی۔"

ناگن رک گئی۔ ناگ نے پوچھا۔

"پھر کیا ہوا ناگن بہن؟"

ناگن نے چونک کر ناگ کی طرف دیکھا۔ اور بولی۔

"تم نے مجھے بہن کہا ہے۔ میرا کوئی بھائی نہیں۔ یہاں صرف
مادہ سانپ یعنی ناگنیں ہی پیدا ہوتی ہیں۔ مگر ہم نے سن
رکھا ہے کہ اس دنیا سے پرے کبھی ناگنوں کے بھائی ناگ
بھی ہوا کرتے تھے۔"

ناگ نے کہا۔

"تم مجھے اپنا ناگ بھائی کہہ سکتی ہو۔"

ناگن بولی۔

"میں جانتی ہوں کہ تم اپنی دنیا کے ناگ دیوتا ہو۔ اور
وہاں تمہاری پوجا ہوتی ہے اور یہ ظالم ناگن ملکہ اپنی
جھوٹی شان دکھانے کے لئے تمہیں دنیا سے اغوا کر
کے لے آئی ہے۔"

ناگ نے پوچھا۔

"ناگن بہن! تم اپنی بیٹی کے بارے میں بتا رہی تھیں؟"

ناگن نے ٹھنڈا سانس بھر کر کہا۔

"ہاں! پھر ناگن ملکہ نے میری اکلوتی بیٹی کو زہریلے دھوئیں سے ہلاک کر ڈالا اور اسے اٹھوا کر اس ناگنوں کے قبرستان میں پھینک دیا۔ میں کئی دِنوں سے اس قبرستان میں آ کر اپنی اکلوتی بیٹی کی لاش کے پنجر کو چومتی ہوں۔ اس کے گرد طواف کرتی ہوں۔ کیوں کہ مجھے اس سے تسکین ملتی ہے۔"

ناگ نے اس ناگن کو ناگن ملکہ یعنی کستوری ناگن کے خلاف بھڑکانا شروع کر دیا۔

"اس ظالم ناگن ملکہ نے تم سے تمہاری بیٹی چھین لی۔ تم اس سے بدلہ کیوں نہیں لیتیں؟"

ناگن ماں نے اِدھر اُدھر پھن گھمایا اور پھر بولی۔

"ناگ دیوتا! آہستہ بولو۔ کسی ناگن نے سن لیا تو وہ تمہیں تو کچھ نہیں کہے گی۔ مگر مجھے ضرور مار ڈالے گی۔"

ناگ نے کہا۔

"میں نے تمہیں بہن کہا ہے۔ اس حساب سے تمہاری بیٹی میری بھانجی ہوتی ہے۔ میں ناگن ملکہ سے تمہاری بیٹی کا بدلہ لینا چاہتا ہوں۔"

ناگن ماں نے کہا۔

"ناگ دیوتا! مجھے معلوم ہے کہ ناگن ملکہ نے تمہاری ساری طاقت چھین رکھی ہے۔ تم بغیر طاقت کے ناگن ملکہ کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔"

ناگ نے کہا۔

"کیا کوئی ایسی ترکیب نہیں ہے کہ جس سے میری طاقت واپس آ جائے؟"

ناگن ماں کہنے لگی۔

"یہ میں نہیں جانتی۔"

یہ کہہ کر ناگن ماں نے اپنی ناگن بیٹی کو چوما اور واپس مڑ گئی۔

ناگ نے جلدی سے کہا۔

"ناگن بہن! میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ اگر میری طاقت مجھے مل گئی تو میں تمہاری بیٹی کو زندہ کر دوں گا۔"

اس پر ناگن ماں وہیں رک گئی۔ جلدی سے پلٹ کر واپس ناگ کے پاس آئی اور بولی۔

"کیا تم سچ کہہ رہے ہو ناگ دیوتا! کیا میری بیٹی زندہ ہو سکتی ہے؟"

ناگ نے کہا۔

"میں ناگ دیوتا ہوں۔ میں اپنے خدا کے حکم سے ایسا کر سکتا ہوں۔ تم مجھے یہ پتہ کر کے بتاؤ کہ میری طاقت کیسے واپس آ سکتی ہے۔"

ناگن ماں نے آہستہ سے کہا۔

"میں ابھی آتی ہوں۔ دیکھ آؤں کہیں پاس ہی کوئی ناگن ہماری باتیں نہ سن رہی ہو۔"

اتنا کہہ کر ناگن ماں تیزی سے غار کی پچھلی طرف گئی تھوڑی دیر بعد واپس آگئی۔ ناگ نے پوچھا۔

"اب بتاؤ کہ تم کہاں سے میری طاقت واپس دلانے کا پتہ کر سکتی ہو؟"

ناگن ماں نے سرگوشی میں کہا۔

"کسی سے پتہ کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ ناگ دیوتا! یہ راز تو مجھے معلوم ہے۔ مگر یہ کام اتنا خطرناک ہے کہ اس میں تمہاری اور میری دونوں کی جان جانے کا خطرہ ہے۔"

ناگ نے کہا۔

"خطرے کے بغیر تو دنیا میں کبھی کوئی کام نہیں ہوتا اور پھر یہ تمہاری بیٹی کو دوبارہ زندگی ملنے کا معاملہ ہے۔ تمہیں بھی خطرہ مول لینا ہی پڑے گا۔" کیا تم اپنی بیٹی کو زندہ نہیں دیکھنا چاہتی ہو۔

ناگن ماں بولی۔

"ضرور دیکھنا چاہتی ہوں۔ میں ماں ہوں۔ کون ماں ایسی ہے جو اپنی مُردہ بیٹی کو دوبارہ زندہ دیکھ کر خوشی

نہیں ہوگی۔ میں تمہاری ضرور مدد کروں گی۔"

ناگ نے بے تابی سے پوچھا۔

"تو پھر بتاؤ۔ میری طاقت واپس کیسے آسکتی ہے؟"

ناگن ماں نے ایک بار پھر دائیں بائیں پھن گھما کر دیکھا۔ اور سرگوشی میں بولی۔

"سنو ناگ دیوتا! اس غار سے جنوب کی جانب ایک سرخ دریا ہے۔ جس میں اژدہے کے سروں والے مگرمچھ رہتے ہیں۔ یہ مگرمچھ اس سیارے کی پرانی مخلوق ہیں۔ اس دریا کے دوسرے کنارے پر ایک ناگن مندر ہے۔ اس مندر کا کوئی دروازہ نہیں۔ اس مندر میں دریا کے اندر سے راستہ جاتا ہے۔ مندر میں ناگن ملکہ کا سونے کا بت کنڈلی مارے بیٹھا ہے۔ اس بت کی آنکھوں میں دو نیلم جڑے ہیں۔ اگر تم ان لعلوں میں سے کسی ایک نیلم کو کھرچ دو نکال دو اور پھر اس نیلم کو مندر میں جلتی آگ میں ڈال دو تو نہ صرف یہ کہ تمہاری طاقت واپس آسکتی ہے بلکہ ملکہ ناگن کی طاقت ختم ہو جائے گی۔"

ناگ بڑے غور سے ناگن ماں کی باتیں سن رہا تھا۔ اسے امید کی کرن نظر آگئی تھی۔ وہ اپنی جان کی بازی لگا کر بھی ناگن مندر میں جا کر کام کر سکتا تھا۔ اس نے ناگن ماں سے کہا۔

"کیا یہاں سے نکلنے کا کوئی ایسا راستہ ہے کہ جہاں سے

میں اس مہم پر روانہ ہو سکوں۔

ناگن بولی۔

"ناگ دیوتا! یہ موت کی مہم ہے۔ میں تمہیں اس پر جانے کا مشورہ نہیں دوں گی۔"

ناگ نے کہا۔

"تم اس مہم کے تمام خطروں کو مجھ پر چھوڑ دو۔ تم مجھے وہ طریقہ بتاؤ۔ جس پر عمل کر کے میں سرخ دریا تک پہنچ سکوں۔"

ناگن ماں کہنے لگی۔

"کیا تم میری بیٹی کو زندہ نہیں کرو گے؟ ہو سکتا ہے میری بیٹی اس مہم میں تمہاری مدد کر سکے۔ کیونکہ میری ناگن بیٹی بہت دیر تک ناگن مندر میں رہی ہے۔ وہ اس مندر کے سارے راز جانتی ہے۔"

ناگ سمجھ گیا کہ ناگن پہلے اپنی بیٹی کو زندہ کرانا چاہتی ہے۔ اس نے کہا۔

"میری بہن! میں تمہیں پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ جب تک میری طاقت واپس نہیں آئے گی۔ میں تمہاری بیٹی کو کیسے زندہ کر سکتا ہوں؟"

ناگن ماں خاموش ہو گئی۔ اس نے اپنا سر نیچے جھکا لیا پھر سر اٹھا کر بولی۔

"کیا تم وعدہ کرتے ہو کہ اگر تمہیں طاقت مل گئی تو میری بیٹی کو پھر سے زندہ کر دو گے؟"

ناگ نے کہا۔

"خدا کے حکم سے میں اسے زندہ کر دوں گا۔ تم جانتی ہو کہ ہم ناگ لوگ اپنے قول کے پکے ہوتے ہیں۔"

ناگن ماں بولی۔

"خدا کے حکم۔ تو پھر میرے پیچھے پیچھے آ۔"

ناگن غار کی پچھلی دیوار کی طرف رینگنے لگی۔ آگے جا کر دیوار آ گئی۔ غار بند ہو گئی۔ ناگن نے کہا۔

"اس کونے میں کچھ پتھر اکھڑے ہوئے ہیں۔ انہیں باہر نکال لو۔"

ناگ نے پتھروں کو باہر کھینچ لیا۔ وہاں ایک چھوٹا سا شگاف پیدا ہو گیا۔ یہ اتنا شگاف تھا کہ ایک انسان اس میں سے رینگ کر گزر سکتا تھا۔ ناگن نے ناگ کو بتایا کہ وہ اس شگاف میں سے رینگ کر دوسری طرف نکل جائے۔ ناگ نے ایسا ہی کیا۔ دوسری طرف کھلا میدان آ گیا۔ ناگن نے کہا۔

"اس میدان کے آخر میں سرخ دریا شروع ہوتا ہے۔ میں تمہارے ساتھ آگے نہیں جا سکتی۔ اگر تم کامیاب ہو کر واپس آ گئے تو میں اسی غار میں اپنی بیٹی کی ہڈیوں کے پاس ملوں گی۔"

ناگ نے ناگن ماں کا شکریہ ادا کیا اور خدا کا نام لے کر میدان
میں چل پڑا۔ اس وقت میدان میں روشنی ایسی ہی تھی کہ ہمارے
ہاں سورج ہونے کے بعد ہوتی ہے۔ ناگ کے آس پاس سوائے
اونچی نیچی عجیب شکل کی بھوری اور سیاہ چٹانوں کے اور کچھ نہیں
تھا۔ وہ ان چٹانوں میں چلتا چلا جا رہا تھا۔ ابھی تک اسے راستے
میں کوئی ناگن نہیں ملی تھی۔ چلتے چلتے آخر وہ دریا کے کنارے
پہنچ گیا۔ دریا کے پانی کا رنگ سرخ تھا۔ اس دریا میں اسے کئی
مگرمچھ تیرتے نظر آئے، جن کے منہ اژدہوں کے تھے۔ دریا کے
دوسرے کنارے کی اُبھری ہوئی چٹانیں بھی ناگ کو صاف نظر آ
رہی تھیں۔

ان چٹانوں میں ایک جگہ ناگ نے گول عمارت دیکھی۔ جس کے
مینار پر کوئی قیمتی پتھر چمک رہا تھا۔ یقیناً یہی ناگن ملکہ کا مندر
تھا۔ مگر اس کو راستہ دریا کے اندر سے جاتا تھا۔ ناگ کی طاقتیں
اگرچہ اس سے چھن گئی تھیں۔ مگر وہ مر نہیں سکتا تھا۔ یہ طاقت
ابھی اس کے پاس تھی کیوں کہ وہ بہرحال ناگ دیوتا تھا۔ ایک اژدہا
کی شکل والا مگرمچھ دریا کی سرخ لہروں پر تیرتا ہوا اس کی طرف آیا۔
ناگ جلدی سے ایک چٹان کی اوٹ میں ہو گیا۔ مگرمچھ کنارے پر
آ کر لیٹ گیا۔ ناگ نے غور سے دیکھا۔ مگرمچھ کا سر اژدہا کا تھا۔
اس کی پیٹھ درمیان سے اوپر کو اُبھری ہوئی تھی۔ ناگ نے غور سے
دیکھا۔ یہ ایک مکڑی تھی جو اس کی پیٹھ سے چمٹی ہوئی تھی۔ مکڑی

[ٹا]نگیں نیچے تک لٹک رہی تھیں۔
[نا]گ نے سوچا کہ دریا پار کرنے کا صرف ایک ہی طریقہ ہے
[کہ] وہ چھلانگ لگا دے اور تیرتا ہوا نکل جائے۔ اسے دریا میں
[مو]جود دوسرے اژدہا، مگرمچھوں کا خیال بھی تھا۔ وہ اس کا پیچھا کر
[سک]تے تھے۔ مگر اس کے سوا اور کوئی ترکیب بھی نہیں تھی۔ ناگ
[نے] دریا پر ایک گہری نظر ڈالی۔ اسے جگہ جگہ اژدہا مگرمچھ تیرتے نظر
[آ]ئے۔ ناگ نے فیصلہ کیا کہ وہ دریا میں غوطہ لگا کر پانی کے اندر
[چلا] جائے گا۔ ناگ گیلی زمین پر لیٹ گیا اور اس نے پانی کی
[ط]رف رینگنا شروع کر دیا۔ وہ سانپ کی طرح رینگ رہا تھا۔ آہستہ
آہستہ وہ دریا کے کنارے پر آ گیا۔ جہاں سرخ پانی لہریں مار
[ر]ہا تھا۔ ناگ مگرمچھ کی طرح دریا کے پانی میں اتر گیا۔

دریا میں اترتے ہی ناگ پانی کے اندر نیچے چلا گیا۔ پھر پانی کے
اندر ہی اندر وہ آگے بڑھنے لگے۔ اسے اندازہ تھا کہ ناگن مندر
کس طرف ہے۔ وہ اس طرف بڑھ رہا تھا۔ مگرمچھ اس سے اوپر پانی
کی سطح پر تیر رہے تھے۔ پانی نیم گرم تھا۔ ناگ آگے بڑھتا چلا
جا رہا تھا۔ آخر وہ دریا کے دوسرے کنارے پر آ گیا۔ ابھی وہ
پانی کے اندر ہی تھا۔ آگے دیوار آ گئی تھی۔

ناگن ماں نے کہا تھا کہ ناگن مندر کو دریا کے اندر سے راستہ
جاتا ہے۔ اب ناگ اس راستے کی تلاش کرنے لگا۔ ایک جگہ اسے
دریا کے اندر دیوار میں ایک سوراخ دکھائی دیا۔ ناگ نے ہاتھ سے

سوراخ میں سے کیچڑ باہر نکالا تو اُسے اندر ایک سُرنگ نظر آئی۔ وہ سرنگ میں داخل ہو گیا۔ سرنگ پانی اور کیچڑ سے بھری ہوئی تھی۔ یہ زمین کے اندر سے ہو کر جا رہی تھی۔ ناگ دونوں ہاتھوں گدلے پانی کو پیچھے ہٹاتا آگے چلا جا رہا تھا۔ کچھ دُور جانے کے بعد پانی کم ہونے لگا۔ سرنگ اور اونچی ہو رہی تھی۔ آخر پانی ختم ہو گیا۔ ناگ زمین پر بیٹھ گیا۔ اس نے سرنگ کا جائزہ لیا۔ یہ گول پائپ کی طرح کی سرنگ تھی اور اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ پھر بھی ناگ اندھیرے میں دیکھ سکتا تھا۔ تھوڑی دیر بیٹھنے کے بعد ناگ آگے چلا۔ آگے ایک زینہ اوپر جاتا تھا۔ ناگ زینہ چڑھ کر اوپر آیا تو دیکھا کہ ایک گول دروازہ بنا ہوا ہے۔ جو بند ہے ناگ نے اسے اندر کی طرف دھکیلا۔ دروازہ کھل گیا۔

اس کے سامنے ایک ہال کمرہ تھا جس کی دیواروں اور چھتوں پر ایسے پتھر لگے تھے جن میں سے نیلے رنگ کی روشنی نکل رہی تھی۔ وہاں کوئی ناگن نہیں تھی۔ سامنے ایک اور چھوٹا سا دروازہ تھا جو بند تھا۔ ناگ ہال کمرے کے فرش پر دبے دبے چلتا دوسرے دروازے پر آ گیا۔ اس نے دروازہ کھولا تو آگے نیلی روشنی میں اسے کئی ناگنوں کی کالی کالی مورتیاں نظر آئیں جو جگہ جگہ فرش پر لگی تھیں۔ ناگ آہستہ آہستہ ان مورتوں کے درمیان میں سے گزرنے لگا۔ اسے ابھی تک ناگن ملکہ کی سونے کی مورتی دکھائی نہیں دی تھی۔ وہ ہال کمرے کے دوسرے

[دروا]زے میں آگیا۔ اس نے دروازہ کھولا ہی تھا کہ ایک [زبر]دست پھنکار کے ساتھ ایک سیاہ ناگن اس کی گردن سے [چمٹ] کر لپٹ گئی۔ اور اسے ڈس دیا۔ چونکہ ناگ صرف اس [صو]رت میں مر سکتا تھا کہ اگر اس کے جسم کے دو ٹکڑے کر دیئے [جائ]یں اور وہ ٹکڑے بھی ایک سال تک بغیر جوڑے پڑے رہیں۔ [اس]لیے ناگ پر ناگن کے زہر کا کوئی اثر نہ ہوا۔ اس نے ناگن [کی] گردن کو دبوچ لیا اور اسے اپنی گردن سے اتار کر اپنے [پاؤ]ں کے نیچے رکھا اور اس کے دو ٹکڑے کر دیئے۔

ناگ نے دیکھا کہ سامنے ایک ناگن کا سونے کا بہت بڑا بت [ہے] جس کی آنکھوں میں دو نیلم جگ مگ کر رہے ہیں۔ یہ ناگن [ملکہ] یعنی کستوری ناگن کا بت تھا۔ یہی وہ نیلم آنکھیں تھیں جن میں سے کسی ایک نیلم کو نکال کر اسے مندر کی آگ میں ڈالنا تھا۔ جس کے بعد ناگ کی طاقت واپس آ جانی تھی۔ ناگ نے سوچا کہ اب دیر نہیں کرنی چاہیئے۔ جتنی جلدی ہو سکے اسے ایک نیلم کو نکال ڈالنا چاہیئے۔ چنانچہ ناگ آگے بڑھا۔ وہ چبوترے پر چڑھ گیا۔ پھر وہ اچھل کر ناگن ملکہ کے بت کی گردن پر آ گیا۔ اس نے ایک آنکھ پر زور سے مکا مارا۔ نیلم سختی سے جڑا ہوا تھا۔ ناگ نیچے اتر آیا۔ ایک کونے سے اس نے پتھر اٹھایا اور بت کی گردن پر چڑھ کر زور زور سے ضربیں لگائیں۔ نیلم آنکھ میں سے اچھل کر نیچے گر پڑا۔ اس کے ساتھ ہی فضا میں چیخ

کی آواز بلند ہوئی۔

ناگ نیلم اٹھا کر مندر کی دوسری طرف دوڑا۔ اب اسے اس آگ کے الاؤ کی تلاش تھی۔ جس میں اسے نیلم کو پھینکنا تھا۔ ناگ مندر کے کئی کمروں میں گیا۔ آگ کہیں نہیں تھی۔ اب مندر کی ناگنیں اس کے پیچھے لگ گئی تھیں۔ اور کئی ناگنوں نے ناگ کو ڈس بھی دیا تھا۔ مگر ناگ پر ان کا کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔ آخر اسے ایک جگہ آگ جلتی نظر آگئی۔ وہ آگ کی طرف دوڑا۔ ایک سرخ ناگن نے آگ میں سے نکل کر ناگ پر حملہ کر دیا۔ ناگ نے اسے گردن سے پکڑ کر زور سے زمین پر پٹخ دیا۔ ایک اور چیخ کی آواز بلند ہوئی اور ناگ نے پیچھے مڑ کر دیکھا کہ کستوری ناگن زرد سانپ کی شکل میں زور زور سے پھنکارتی اس کی طرف بڑھ رہی تھی۔ قریب تھا کہ وہ ناگ پر حملہ کر دیتی کہ ناگ نے نیلم کو آگ میں پھینک دیا۔

نیلم کے آگ میں گرتے ہی ایک زبردست شعلہ بلند ہوا جو مندر کی چھت تک چلا گیا۔ کستوری ناگن ایک دم سانپ سے عورت کی شکل میں آگئی۔ ناگ نے زور سے سانس کھینچ کر پھنکار ماری اور وہ ایک بہت بڑے سانپ کی شکل اختیار کر گیا۔ ناگ نے اپنا پھن اٹھا کر کستوری ناگن کے گرد ایک چکر لگایا۔ کستوری ناگن سہمی ہوئی کھڑی تھی۔ اس کی ساری طاقت ختم ہو چکی تھی۔ وہ سمجھ گئی تھی کہ کسی نے اس کے خلاف

سازش کر کے ناگ دیوتا کو اس کی کمزوری بتا دی تھی۔ اب وہ بے بس تھی۔ وہ کچھ نہیں کر سکتی تھی۔ مگر وہ ایک ملکہ ناگن تھی۔ یہ اس کی شان کے خلاف تھا کہ وہ ناگ سے رحم کی بھیک مانگتی۔ بہادر اور شان والے لوگ بے بس ہو کر بھی اپنی آن بان ہاتھ سے نہیں چھوڑتے۔ کستوری ناگن کی طاقت ختم ہو چکی تھی۔ پھر بھی وہ وقار سے گردن اٹھائے ناگ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے کھڑی تھی۔ ناگ نے فوراً انسان کی شکل اختیار کی اور کہا۔

"کستوری! تیری طاقت میں نے ختم کر دی ہے۔ اب تو میری غلام ہے۔"

کستوری ناگن نے باوقار آواز میں کہا۔

"میں کسی کی غلام نہیں ہو سکتی۔ میری طاقت ختم ہو گئی ہے تو کیا ہوا۔ میں اب بھی ملکہ ہوں۔ میں مر جاؤں گی مگر کسی کی غلام نہیں بنوں گی۔"

ناگ نے کہا۔

"ٹھیک ہے مجھے تمہیں غلام بنانے کی ضرورت بھی نہیں ہے۔ مجھے صرف یہ بتا دو کہ میں زمین پر واپس کیسے جا سکتا ہوں۔"

کستوری ناگن نے قہقہہ لگا کر کہا۔

"زمین پر واپس جانے کا خیال اب دل سے نکال دو۔"

تم اب قیامت تک اسی سیارے پر رہو گے۔ کیوں
کہ تمہارے جسم میں وہ طاقت ہی نہیں ہے کہ تم
روشنی کی رفتار سے نیچے زمین کی طرف سفر کر سکو۔
ناگ بولا۔
"کستوری ناگن! اگر تم نے مجھے زمین پر پہنچا دو تو
میں وعدہ کرتا ہوں کہ تمہیں کچھ نہیں کہوں گا۔ ورنہ
میں تمہیں اندھے کنوئیں میں پھینک دوں گا۔ جہاں
سے تم کبھی باہر نہیں آسکو گی۔ اور اب تو کوئی
ناگن تمہارا حکم بھی نہیں مانے گی۔"
کستوری ناگن نے بڑی شان سے کہا۔
"پہلی بات تو یہ ہے کہ میں تمہیں زمین پر نہیں پہنچا
سکتی۔ کیوں کہ تمہارا جسم خلا میں روشنی کی رفتار پر
سفر کرتے ہی جل کر راکھ ہو جائے گا۔ دوسری بات
یہ ہے کہ اگر میں پہنچا بھی سکتی تو میں ایسا کبھی نہ کرتی
تم نے میری طاقت تباہ کر کے مجھ سے دشمنی کی ہے
تم میرے دشمن ہو اور میں موقع ملتے تم سے اس
کا بدلہ لوں گی۔"
ناگ کو معلوم ہو گیا کہ کستوری ناگن واقعی بڑی بادشا
اور با اصول ملکہ ہے۔ اس کی خودداری اور شان اب بھی قائم
ہے اور اس کے علاوہ وہ واقعی اسے زمین پر نہیں پہنچا

سکتی تھی۔ اس نے کہا۔
"ٹھیک ہے۔ میں تم سے کوئی مدد نہیں لوں گا۔ مگر
تمہیں اپنے محل کے کمرے میں قید کر دیا جائے گا۔
تم وہاں سے برسوں نہیں نکلو گی۔ تمہیں ضرورت
کی ہر شے وہاں مل جایا کرے گی۔"
ناگ نے کستوری کو محل کے کمرے میں بند کر دیا۔ اب
سیارے کی تمام ناگنیں ناگ کا حکم ماننے لگیں۔ اسے اپنا
بادشاہ تسلیم کر لیا۔
ناگ اسی وقت ناگن ماں کو لے کر غار میں پہنچا جہاں ناگن
ماں کی بیٹی کی ہڈیاں پڑی تھیں۔ ناگن ماں نے کہا۔
"ناگ دیوتا! میں نے اپنا وعدہ پورا کر دیا ہے۔ اب
تم اپنا وعدہ پورا کرتے ہوئے میری بیٹی کو زندہ کرو۔"
ناگ نے کہا۔
"ناگن ماں! زندگی اور موت تو صرف خدا کے ہاتھ
میں ہے۔ مگر میں کوشش کرتا ہوں۔"
اس کے ساتھ ہی ناگ ناگن کی ہڈیوں کے پنجر کے پاس
بیٹھ گیا۔ اس نے اپنی آنکھیں بند کر لیں اور دل ہی دل میں اپنا
سر خدا کے حضور جھکا دیا۔ اور کہا۔
"میرے خدا! میرے مالک! زندگی اور موت تیرے
ہی قبضے میں ہے۔ تیرے ہی اختیار میں ہے۔ تو اگر

چاہے تو صحراؤں میں سمندر ٹھاٹھیں مارنے لگیں۔ مائیں اپنی مرنے والی بچیوں کو بھول جاتی ہیں مگر یہ ناگن ماں اب بھی اپنی بچی کی جدائی میں روتی ہے۔ میں تیرے حضور ہاتھ باندھ کر عرض کرتا ہوں کہ اگر تو اسے پسند کرتا ہے تو اس مُردہ بچی کو زندہ کر دے

ناگ نے کچھ اس طرح سے خدا سے دعا مانگی کہ سانپ کی بچی کی ہڈیوں نے ہلنا شروع کر دیا۔ ناگ نے اپنی آنکھیں بند رکھیں۔ ناگن ماں نے ہڈیوں کو ہلتے دیکھا تو خوشی سے چلائی۔

"ناگ دیوتا! میری بچی کی ہڈیاں ہل رہی ہیں۔

ناگ نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ خیال ہی خیال میں خدا کے حضور سجدہ کیے ہوئے تھا۔ تھوڑی ہی دیر بعد ناگن کی بچی میں جان پڑ گئی۔ اللہ پاک نے اسے پھر سے زندگی عطا کر دی۔ اپنی بیٹی کو زندہ حالت میں دیکھ کر ناگن ماں نے بچی کو سینے سے لگا لیا اور خوشی سے نہال ہو کر بولی۔

"ناگ دیوتا! تم عظیم دیوتا ہو۔"

ناگ نے آنکھیں کھول دیں۔ ناگن کی بیٹی ناگن نے ناگ کے آگے سر جھکا دیا اور بولی۔

"ناگ دیوتا! تم نے مجھے پھر سے اپنی ماں سے ملا دیا۔ میں تمہارا احسان کبھی نہیں بھولوں گی۔"

ناگ نے کہا۔

"میں نے خدا کے حکم سے اپنا وعدہ پورا کیا ہے۔"

ناگ اب سیارے کا بادشاہ بن گیا۔ تمام ناگنیں اس کا حکم مانتی تھیں۔ وزیر ناگن اب ناگ کی وزیر تھی اور اس کی خدمت کرتی تھی۔ ناگ کو بادشاہی کرنے یا خدمت کروانے کا شوق نہیں تھا۔ وہ تو کسی بھی طرح وہاں سے زمین کی دنیا میں اپنے دوستوں کے پاس جانا چاہتا تھا۔ اس نے ایک بار پھر ناگن ماں سے مشورہ کیا۔ ناگن بیٹی بھی پاس بیٹھی تھی۔ ناگ نے کہا۔

"میں واپس اپنی دنیا میں جانا چاہتا ہوں۔ اب تم کوئی ایسی ترکیب بتاؤ کہ میں واپس جا سکوں۔" ناگن ماں نے کہا۔

"مجھے تو کچھ معلوم نہیں۔" پھر اس نے اپنی بیٹی سے پوچھا کہ کیا کوئی ایسی ترکیب ہے۔ اس پر ناگن بیٹی نے کہا۔

"ناگ دیوتا۔ میں کئی برس تک ناگن مندر میں پجارن بن کر رہی ہوں۔ مجھے یاد ہے کہ ایک بار ناگن ملکہ اپنی وزیر ناگن کو کہہ رہی تھی کہ اگر کوئی سانپ میری کینچلی میں سے گزر جائے تو روشنی کی رفتار پر خلا میں سفر کر سکتا ہے۔"

ناگ نے فوراً پوچھا کہ ناگن ملکہ کی کینچلی کہاں ہے؟ ناگن بیٹی نے کہا۔

"اس کا علم ناگن ملکہ اور وزیر ناگن کے سوا اور کسی کو
نہیں ہے۔"
ناگن ماں نے کہا۔
"ناگن ملکہ تو کبھی یہ راز نہیں بتائے گی۔"
ناگ بولا۔
"میں وزیر ناگن سے پوچھنے کی کوشش کروں گا۔"
ناگن ماں تو اپنی بیٹی کو لے کر ناگن مندر کی طرف چل دی اور ناگ
سیدھا وزیر ناگن کے پاس آ گیا۔ اس نے آتے ہی وزیر ناگن سے کہا۔
"اگر تم مجھے یہ بتا دو کہ ناگن ملکہ کی کینچلی کہاں ہے تو میں ابھی
تمہیں ناگنوں کی ملکہ بنا دوں گا۔"
وزیر ناگن بڑی چالاک تھی۔ اس نے سوچا کہ سودا مہنگا نہیں ہے
اس وقت کستوری ناگن بے بس اور کمزور ہو چکی تھی۔ اس کی طاقت ختم
ہو چکی ہے۔ ناگ دیوتا سیارے کا بادشاہ ہے۔ اگر میں اس کو ناگن
ملکہ کی کینچلی بتا دیتی ہوں تو یہ اس میں گزر کر واپس چلا جائے گا
اور مجھے سیارے کی ملکہ بنا دے گا۔ پھر میں ناگن ملکہ کو اندھے کنویں
میں ڈال کر خود ناگنوں کی دنیا کا تخت سنبھال لوں گی۔ اس نے
ناگ سے کہا۔ "اگر تم وعدہ کرو کہ ملکہ ناگن کی کینچلی ملنے کے بعد
تم ہماری دنیا سے چلے جاؤ گے تو میں تمہیں بتا دوں گی کہ کینچلی
کہاں ہے" کیوں کہ میں جانتی ہوں کہ تم کینچلی کا کیوں پوچھ رہے
ہو۔ ناگ نے کہا۔ میں تمہیں اپنی زبان دیتا ہوں کہ میں یہاں

نہیں رہوں گا۔ میں یہاں رہ بھی نہیں سکتا۔ چنانچہ وزیر ناگن
ناگ کو لے کر ناگن محل کے سب سے نچلے تہہ خانے میں آ گئی
یہاں سانپوں کے کئی بت بنے ہوئے تھے۔ ایک صندوق کو
کھولا تو اندر ناگن ملکہ کی کینچلی لکڑی کے طشت میں بالکل سیدھی
رکھی ہوئی تھی۔ ہم آپ کو بتا دیں گے کہ سانپ جب اپنی کینچلی
اتارتا ہے تو وہ سب سے پہلے اپنے آپ کو کسی جگہ پھنسا لیتا
ہے۔ پھر اپنی کینچلی یعنی کھال کے اندر سے آہستہ آہستہ باہر
نکل جاتا ہے اور پیچھے اس کی کینچلی بالکل ایک پائپ کی طرح رہ
جاتی ہے۔ ناگ نے کینچلی دیکھی تو فوراً سانپ کی شکل اختیار کر
کے کینچلی کے اندر سے گزر گیا۔ وزیر ناگن نے کہا
"اب تم روشنی کی رفتار سے خلا میں سفر کرو گے تو تمہیں
کچھ نہیں ہو گا۔ تم زندہ رہو گے اور جل کر بھسم نہیں ہو گے۔"
ناگ نے کہا۔
"یاد رکھو! اگر خلا میں مجھے کچھ ہو گیا تو پیچھے میں ایک ایسی
جاسوس ناگن چھوڑے جا رہا ہوں جس کے پاس میری
دی ہوئی بے پناہ طاقت ہے۔ اسے علم ہو جائے گا کہ میں
خلا میں بھسم ہو گیا ہوں۔ وہ اسی وقت تمہیں بھی اپنی
خاص طاقت سے جلا کر بھسم کر دے گی۔"
وزیر ناگن کہنے لگی۔
"ناگ دیوتا! میں جھوٹ نہیں بول رہی۔ اب تم بڑی

آسانی سے اپنی دنیا تک کا سفر کر سکتے ہو۔"

ناگ نے اسی وقت وزیر ناگن کے ملکہ بننے کا اعلان کر دیا۔ پھر ناگن ماں کی بیٹی ناگن کو سمجھایا کہ اگر اسے اپنی خاص حِس کے ذریعے علم ہو جائے کہ میں خلا ہی میں جل کر راکھ ہو گیا ہوں تو وہ فوراً وزیر ناگن کی گردن اڑا دے۔ ناگن بیٹی نے کہا۔ "تم پریشان کیوں ہوتے ہو۔ ناگ دیوتا! ناگن ملکہ کی کینچلی سے گزرنے کے بعد تمہیں فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔ پس اسی روز ناگ ناگنوں کی خلائی دنیا سے اپنی زمین کی طرف روانہ ہو گیا۔ اس کی رفتار روشنی کی رفتار تھی۔ مگر خوش قسمتی سے وہ جل کر بھسم نہ ہوا اور خلا میں سفر کرتا ہوا اپنی دنیا کی طرف چل دیا۔ کستوری ناگن اپنے کمرے میں قید تھی۔ جب اسے پتہ چلا کہ ناگ دیوتا واپس اپنی دنیا میں پرواز کر گیا ہے۔ تو اس نے فیصلہ کر لیا کہ وہ واپس ناگ کی دنیا میں جائے گی اور اپنی ساری طاقت واپس لے کر آئے گی۔

○

آگے کیا ہوا جاننے کے لیے قسط نمبر ۶۲
"مرتبان کی آوازیں" پڑھیے۔

مرتبان کی آوازیں
PDFBOOKSFREE.PK
اے حمید
١٦٢

PVL
PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

عنبر، ناگ، ماریا اور کیپٹن خلا میں
مرتبان کی آوازیں

اے حمید

قیمت ۷/۵۰ روپے

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ!

بار اول : ۱۹۸۶ء
ناشر : عدنان سلیم
منبر پبلی کیشنز، ۱۴/بی شاہ عالم مارکیٹ لاہور ۸
مطبع : تاجدین پرنٹرز، لاہور
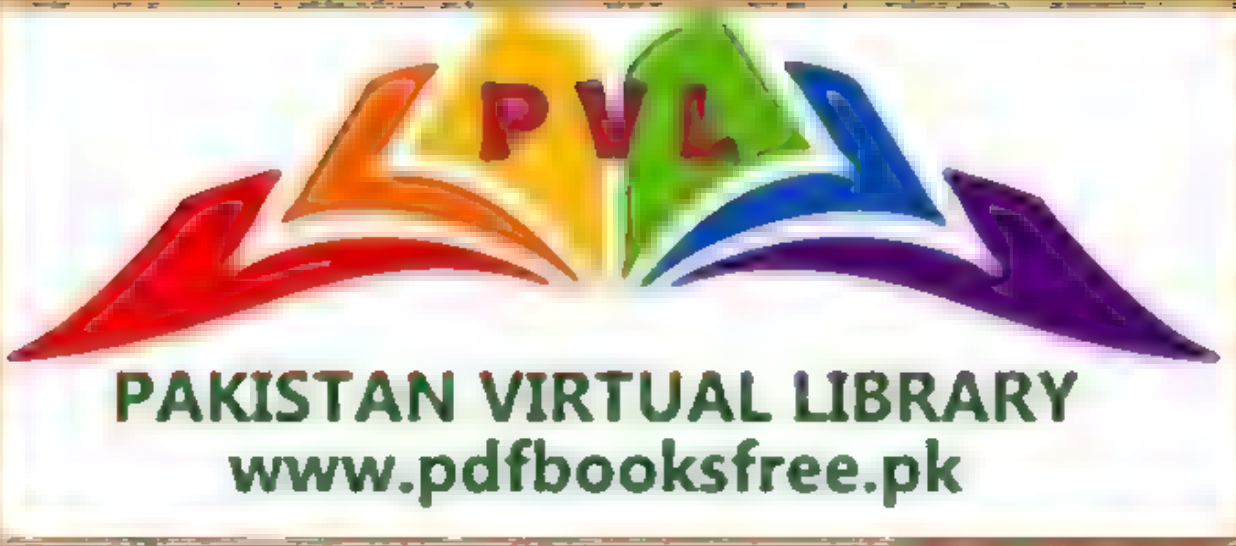
پیارے دوستو!

ناگ خلا، میں ایک انسان دوست عورت کی مدد سے کستوری ناگن کے پنجہ سے نجات پا کر زمین پر واپس آ کر اپنے دوستوں مل گیا ہے۔ دوسری طرف کستوری ناگن اس کا پیچھا کرتے ہوئے زمین میں داخل ہو چکی ہے کہ وہ دوبارہ ناگ کو واپس اپنی دنیا میں لے جائے۔ کیا وہ کامیاب ہو سکی ہے؟

ادھر کیٹی سمندر میں عنبر دوستوں کے ساتھ سفر کرتے ہوئے ایک حادثہ سے دوچار ہو کر ایسے جنگلی قبائل کے ہاتھوں میں پہنچ گئی ہے جو اپنے علاقہ میں ہر نئے آنے والے عورت یا مرد کو اپنا بادشاہ بنا لیتے ہیں۔ کیٹی کو ملکہ بنا دیا گیا ہے اور پہلے بادشاہ کو قتل کر دیا گیا ہے۔ آگے کیٹی کے ساتھ کیا گزری پڑھ کر دیکھ لیں۔

آپ کا انکل
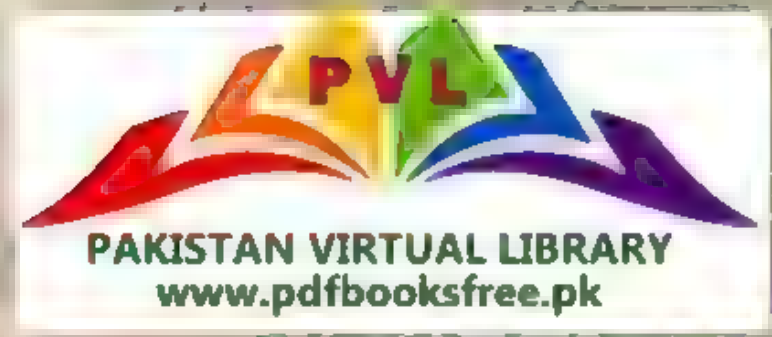
اے حمید

۴۵۴/این راہ چمن سمن آباد لاہور

مرتبان کی آواز
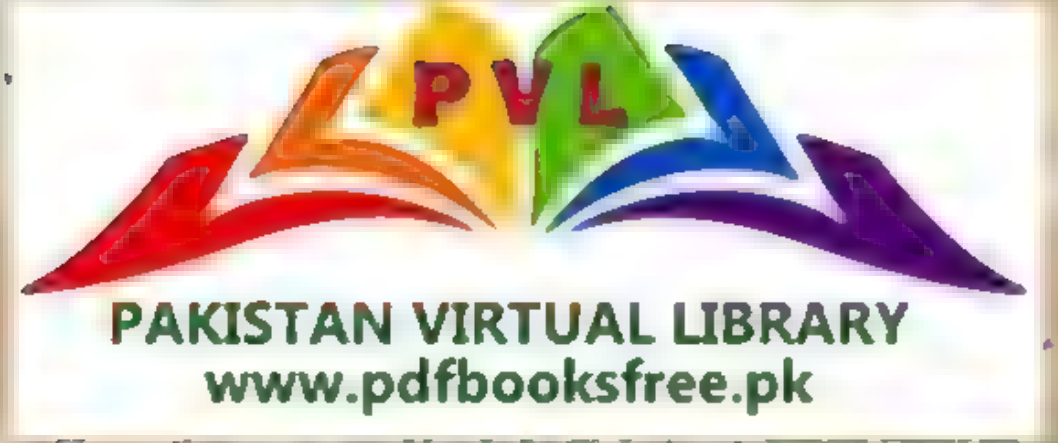
ناگ سانپ کی شکل میں تیزی سے زمین کی طرف آ رہا تھا۔ اس کی رفتار ایک لاکھ چھیاسی ہزار میل یعنی روشنی کی رفتار تھی۔ مگر اسے اپنے جسم پر کسی قسم کی گرمی محسوس نہیں ہو رہی تھی۔ وہ سانپ کی شکل میں ہی تھا۔ حالانکہ اتنی تیز رفتار پر اسے جل کر راکھ ہو جانا چاہیئے تھا۔ مگر وہ ناگن ملکہ یعنی کستوری ناگن کی کینچلی سے گذر کر نکلا تھا۔ جس کی وجہ سے اس کے جسم پہ اتنی تیز رفتاری کا اثر نہیں ہو رہا تھا۔ ناگ کو ابھی تک زمین کا گول ستارہ نظر نہیں آیا تھا۔ جانے وہ کتنی دیر تک پرواز کرتا رہا کہ اسے اپنی زمین کا گولا خلا میں ابھرتا دکھائی دیا۔

ناگ نے اپنی پیاری دنیا کو دور ہی سے پہچان لیا اور اس کا دل خوشی سے لبریز ہو گیا۔ اس کی رفتار اب آدمی سے بھی کم ہو گئی تھی۔ پھر وہ دنیا کی فضا میں داخل ہو گیا۔ ناگ کو ابھی تک معلوم نہیں تھا کہ وہ دنیا کے کسی حصے میں اترے گا۔ مگر وہ برابر نیچے ہی نیچے آ رہا تھا۔ پھر اسے

ترتیب

دنیا کے اونچے اونچے پہاڑ نظر آنے لگے۔ وہ دنیا کے
اس حصے میں آگیا جہاں رات تھی۔ دنیا کے دوسرے
حصے پر دن تھا۔ مگر ناگ رات کے اندھیرے والے حصے
میں داخل ہوکر ایک جنگل کے کنارے زمین پر اتر آیا۔
زمین پر اترتے ہی ناگ نے خدا کا شکر ادا کیا۔ اس نے
سانس کھینچ کر پھنکار ماری اور وہ انسانی شکل میں آگیا۔
وہ دنیا کی فضا میں آتے ہی اپنی طاقت کو آزمانا بھی چاہتا
تھا۔ اس کی طاقت اس کے پاس ہی تھی۔ ناگ بڑا
خوش ہوا۔

اب اس نے فضا کو سونگھا۔ وہاں سے اسے عنبر
ماریا کیٹی تھیوسانگ میں سے کسی کی خوشبو نہیں آ رہی
تھی۔ اس کا مطلب تھا۔ کہ وہ ایسے علاقے میں ہے۔
جہاں اس کے ساتھی موجود نہیں ہیں۔ بہرحال وہ خوش
تھا کہ اپنی دنیا میں پھر واپس آگیا ہے۔ اس کے ساتھی
اسے کہیں نہ کہیں ضرور مل جائیں گے۔

ناگ نے عقاب کی شکل بدلی اور فضا میں بلند ہوکر ایک
طرف کو اڑنا شروع کر دیا۔ ناگ رات بھر اڑتا رہا۔ رات کا
پچھلا پہر تھا کہ ناگ کو ایک جگہ پہاڑوں میں روشنی نظر
آئی۔ وہ اس طرف غوطہ لگا گیا۔ نیچے آکر ناگ نے دیکھا
کہ یہ ایک پرانی سی عمارت تھی۔ جس کی دوسری منزل میں روشنی
ہو رہی تھی۔ یہ روشنی چراغ کی تھی۔ ناگ عقاب کی شکل میں
ایک طرف اتر پڑا اور پھر سانپ کی شکل اختیار کر کے دیوار پر
رینگتا ہوا اس ویران عمارت کی دوسری منزل والی کھڑکی میں آگیا
کھڑکی کے اندر ایک تنگ سا کمرہ تھا۔ جس کے
طاق میں ایک چراغ روشن تھا مگر اس چراغ کی روشنی
صرف درمیان میں ہی پڑ رہی تھی۔ ناگ نے غور سے دیکھا
تنگ کوٹھڑی کے درمیان میں ایک چھوٹا سا زینہ تھا۔ جو
نیچے اترتا تھا۔

ناگ کوٹھڑی میں رینگ کر آگیا۔ زینے پر روشنی میں اسے
لمبی عجیب سی زبان میں کچھ لکھا ہوا دکھائی دیا۔ یہ کوئی ٹیڑھے
اور چوکور ایسے الفاظ تھے۔ جو کہ ناگ کی بھی سمجھ میں نہ آئے
ناگ نے سوچا کہ نیچے چل کر دیکھنا چاہئے۔ کہ یہ زینہ کہاں
جاتا ہے۔ اس کی جستجو کا مقصد محض اتنا تھا کہ شائد اس
طرح سے عنبر ماریا کیٹی تھیوسانگ اور جولی سانگ کا کوئی
سراغ مل جائے۔ وہ زینے پر سے رینگتا ہوا نیچے آ گیا۔
نیچے ایک اونچا اور گول مرتبان رکھا تھا۔ جس کے اندر
سے عجیب قسم کی دھیمی دھیمی آوازیں آرہی تھیں۔ ناگ نے
قریب آکر سنا۔ یہ آوازیں ایسی تھیں جیسے دریا کی لہروں کی
آوازیں ہوں۔ جیسے ہلکی ہلکی لہریں ایک دوسری سے ٹکراتی
ہوئی بہہ رہی ہوں۔ ناگ حیرت میں گم ہوگیا کہ یا خدا

اس مرتبان کے اندر دریا کہاں سے آگیا؟ وہ مرتبان پر
کر رینگتا ہوا اس کے منہ پر آیا۔

مرتبان پر ڈھکن پڑا تھا جو پتھر کا بنا ہوا تھا۔ اس کے
درمیان میں چھوٹا سا سوراخ تھا۔ ناگ نے سوراخ میں
جھانک کر دیکھا۔ اسے کچھ نظر نہ آیا۔ مگر ایک عورت
کی آواز سنائی دی۔

"مجھے بچاؤ۔ مجھے بچاؤ۔ یہ مجھے زندہ نہیں چھوڑیں گے"
ناگ نے سوچا کہ خدا جانے یہ عورت بے چاری کس مصیبت
میں پھنس گئی ہے۔ اس کی مدد کرنی چاہئے اور اس نے
کچھ سوچے سمجھے بغیر سوراخ میں سے مرتبان میں چھلانگ لگا دی
چھلانگ لگاتے ہی اسے محسوس ہوا کہ وہ کسی اندھیرے بادل میں
آیا ہے۔ اسے اردگرد سوائے اندھیرے کے کچھ نظر نہیں آ رہا
تھا۔ وہ تیزی سے نیچے ہی نیچے گرتا جا رہا تھا۔ اس نے سنبھلنے
اور اپنی شکل عقاب میں بدلنے کی کوشش کی مگر اس میں کامیاب نہ ہو سکا۔ شائد اس لئے بھی کہ اس کی رفتار بے حد
تیز تھی۔

پھر وہ دھڑام سے نیچے گر پڑا۔ پانی کے اندر وہ نیچے ہی
اترتا چلا گیا۔ جب وہ واپس اوپر سطح پر آیا تو کیا دیکھتا ہے کہ
وہ ایک دریا کے درمیان میں ہے اور لہریں اسے بہائے
لئے جا رہی ہیں۔

یا خدا! یہ میں کہاں سے کہاں آگیا ہوں۔ دریا کے کنارے
کافی دور دور تھے۔ آسمان پر اب بھی بادل چھائے ہوئے
تھے۔ مگر آس پاس دن کی روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ ناگ
نے پھنکار ماری اور عقاب کی شکل بن گیا۔ وہ وہیں سے
اوپر دریا میں بلند ہوا۔ اور اڑان بھر کر فضا میں آگیا۔ اب اوپر
سے اس نے دیکھا کہ دریا کے ایک کنارے پر گھنے جنگل
پھیلے ہیں اور دوسرے کنارے پر دور ایک چھوٹی سی پہاڑی
پر ایک قلعے کی چار دیواری بنی ہے۔ ناگ اس طرف اڑنے
لگا۔ قریب جا کر دیکھا کہ قلعے کے بڑے پھاٹک تک پہاڑی پر
پتھر کی سیڑھیاں جاتی تھیں۔ ناگ اور قریب گیا تو اسے قلعے کی
دیوار کے پاس ایک گڑھے میں ہڈیوں کے ڈھیر پڑے دکھائی
دئیے۔ ناگ ان کی طرف اترا۔

ناگ یہ دیکھ کر حیران ہوا کہ یہ انسانی ہڈیوں کے ڈھیر تھے
ان میں انسانی بازو، ٹانگوں، سینے اور کولہوں کی ہڈیاں اور انسانی
کھوپڑیاں پڑی تھیں۔ وہ سوچنے لگا کہ کیا یہ لوگ اکٹھے ہی یہاں
گڑھے میں کود گئے تھے؟ مگر گڑھا اوپر سے کھلا تھا اور اتنا
گہرا بھی نہیں تھا۔ اگر لوگ اس میں گر پڑے تھے تو نکل بھی
سکتے تھے۔

انسانی ہڈیوں کا معمہ ناگ کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا۔ اس نے
سوچا کہ قلعے کے اندر چل کر دیکھنا چاہئے وہ اڑتا ہوا قلعے کے

اندر میدان میں آگیا۔ قلعے کے اندر جو میدان تھا وہ چھوٹے بڑے پتھروں سے بھرا ہوا تھا۔ دیوار کے ساتھ ساتھ ایک محرابی دروازوں والا برآمدہ تھا۔ اس برآمدے میں ویران حجرے بنے ہوئے تھے۔ جو بند تھے۔ میدان کے کونے میں ایک جھونپڑا تھا جس کے باہر گڑھے میں سے ہلکا ہلکا دھواں اٹھ رہا تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ یہاں کوئی رہ رہا ہے۔ ناگ قریب گیا۔ گڑھے میں آگ بجھنے والی لگتی تھی۔ گڑھے کے اوپر لوہے کی دو سلاخیں آر پار رکھی تھیں۔ ان سلاخوں کو ناگ نے غور سے دیکھا تو ان کے ساتھ گوشت کے جلے ہوئے سیاہ ٹکڑے ابھی تک لگے تھے۔ جیسے ان سلاخوں پر کوئی شخص گوشت لگا کر بھونتا ہو۔

جھونپڑا خالی تھا۔ اندر کونے میں پانی سے بھرا ہوا مٹکا اور مٹی کے پیالے پڑے تھے۔ دوسرے کونے میں دو تلواریں دیوار سے لٹک رہی تھیں۔ کچھ نیزے اور تیر کمان بھی وہاں موجود تھے۔ ناگ کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ یہاں کون لوگ بستے ہیں۔ وہ غوطہ لگا کر برآمدے میں آگیا۔ اچانک اسے ایک حجرے کے اندر سے کسی عورت کی آواز سنائی دی۔ وہ مدد کے لئے پکار رہی تھی۔ ناگ نے اس آواز کو پہچان لیا۔ یہ وہی آواز تھی جو اس نے مرتبان میں چھلانگ لگانے سے پہلے سنی تھی۔ اب ناگ انسان کی شکل میں آگیا۔ دروازے پر موٹا تالا لگا تھا۔ ناگ نے پتھر اٹھا کر تالے پر زور سے مارا۔ تالا ٹوٹ گیا۔ ناگ دروازہ کھول کر حجرے میں آیا تو دیکھا کہ ایک جوان عورت رسیوں سے بندھی ہوئی پڑی ہے۔

ناگ کو دیکھتے ہی عورت نے روتے ہوئے کہا:

"بھائی! مجھے نہ مارو۔ مجھے نہ کھانا۔ میں تمہارے پاؤں پڑتی ہوں۔"

ناگ نے اسے حوصلہ دیتے ہوئے کہا:

"بہن! میں تمہارا دشمن نہیں ہوں۔" مجھے بتاؤ تم کون ہو اور یہاں تمہیں کس نے باندھ رکھا ہے۔"

عورت نے کہا:

"یہاں سے کچھ دور سوڈان کا ملک ہے۔ میں اس ملک کے سوداگر کی بیوی ہوں۔ چار روز ہوئے میں جنگل میں جا رہی تھی کہ دو جنگلی آدمیوں نے اچانک درختوں میں سے نکل کر مجھے دبوچ لیا اور مجھے یہاں لے آئے۔ یہاں مجھ سے پہلے بھی ایک آدمی قید تھا۔ کل رات کو ان جنگلیوں نے میرے سامنے اس آدمی کو بھون کر ہڑپ کر لیا۔ آج رات میری باری ہے۔ خدا کے لئے مجھے جلدی یہاں سے نکالو نہیں تو وہ لوگ آکر تمہیں بھی بھون کر کھا جائیں گے۔"

ناگ نے پوچھا:

"یہ لوگ جنگلی ہیں یا کوئی اور ہیں؟"

عورت بولی!

"خدا کے واسطے وقت ضائع نہ کرو۔ وہ لوگ آنے ہی والے ہوں گے"

اتنے میں باہر ڈھول بجنے کی آواز سنائی دی۔ عورت کے منہ سے ہلکی سی چیخ نکل گئی۔

"وہ آگئے۔ وہ آگئے۔ اب کیا ہوگا؟"

عورت زار و قطار رونے لگی۔ ناگ نے اسے حوصلہ دیتے ہوئے کہا!

"رونا بند کرو۔ تمہیں کچھ نہیں ہوگا۔ مجھے پہلے دیکھنے دو یہ آدم خور کون ہیں"

عورت نے التجا کرتے ہوئے کہا!

"میری رسیاں تو کھول دو"

ناگ نے رسیاں کھول کر عورت کو آزاد کر دیا اور کہا!

"تم یہاں سے ہرگز باہر نہ نکلنا۔ نہیں تو وہ لوگ تمہیں تیر مار کر ہلاک کر ڈالیں گے۔ میں ابھی آکر تمہیں یہاں سے نکال کر لے جاؤں گا۔ تم مجھ پر اعتبار کرو اور اللہ کی طرف دھیان کرو"

عورت سہمی اور سخت ڈری ہوئی تھی۔ وہ وہیں دیوار کے ساتھ بیٹھ گئی اور پھٹی پھٹی آنکھوں سے ناگ کی طرف دیکھنے لگی

ناگ نے دروازے کی درز میں سے باہر دیکھا۔ قلعے کے میدان کا جو سامنے والا چھوٹا دروازہ تھا۔ اس میں سے چھ سات آدمی ڈھول کی تال پر رقص کرتے اندر داخل ہوئے۔

دو آدمیوں نے ایک نوجوان کی گردن میں ڈالی ہوئی رسیوں کے دونوں سروں کو تھام رکھا تھا اور اسے یوں گھسیٹتے ہوئے لا رہے تھے۔ جیسے قصائی بکرے کو حلال کرنے کے لئے بوچڑ خانے کی طرف لاتا ہے۔

ناگ کا اس سے پہلے بھی آدم خوروں سے پالا پڑ چکا تھا۔ اس زمانے میں آدم خور قبیلے جنگلوں میں بہت رہا کرتے تھے۔ اب اسے اس نوجوان کو بھی ان درندوں سے بچانا تھا۔ ابھی تک کوئی آدم خور برآمدے کی طرف نہیں آیا تھا۔ اگر کوئی جنگلی ادھر آتا تو عورت والے حجرے کا تالا ٹوٹا پڑا تھا۔ ناگ کا ذہن تیزی سے سوچ رہا تھا کہ اب کیا حکمت عملی اختیار کرنی چاہئے۔ آسمان پہ بادل چھائے تھے۔ جس کی وجہ سے دن کی روشنی کم تھی۔ اور برآمدے میں ہلکا ہلکا اندھیرا بھی چھایا ہوا تھا۔ ناگ اس عورت کے سامنے اپنی شکل نہیں بدلنا چاہتا تھا۔ وہ دبے پاؤں حجرے سے باہر نکل آیا۔ برآمدے میں آتے ہی وہ ایک طرف ہو کر جھک کر بیٹھ گیا۔ اور سانس کھینچ کر ایک سیکنڈ سے بھی کم وقت میں اپنی شکل تبدیل کرکے ایک سرمئی رنگ کا جنگلی کبوتر بن گیا۔ اسس نے اڑان بھری

اور برآمدے سے نکل کر جنگلی آدم خوروں کے سروں کے
اوپر آکر منڈلانے لگا۔

ایک کبوتر کو باربار اپنے سروں پر منڈلاتے پھرتا دیکھ کر جنگلی
آدم خود کچھ رک سے گئے۔ ایک آدم خور جس نے اپنے سر پر
شیر کی کھال کی ٹوپی پہن رکھی تھی۔ کبوتر کو دیکھ کر اپنی زبان
میں بولا!

"ایسا کبوتر یہاں کبھی نہیں دیکھا۔ اس کو گرادو۔"

اس کے ساتھ ہی دو جنگلیوں نے کمان میں تیر جوڑ کر
اوپر کو چھوڑ دیئے تیر سَن کی آواز سے ناگ کے بالکل قریب
سے ہوکر گذر گئے۔ ناگ تیزی سے غوطہ لگا گیا۔ اس کے
پیچھے تیروں کی ایک اور بوچھاڑ آئی۔ ناگ قلعے کی دوسری
جانب غائب ہوگیا۔ اسے جنگلیوں پر غصہ بھی آیا کہ کم بخت
پرندوں کے بھی دشمن ہیں یہ۔ ناگ نے اب انہیں مزا چکھانے
کا فیصلہ کرلیا۔ وہ قلعے کے دروازے کے پاس آیا اور اس نے
انسان کی شکل اختیار کرلی۔ اور آتے ہی زور سے بولا!

"اس نوجوان کو چھوڑ دو۔ میں اسے بچانے آیا ہوں۔"

جنگلیوں نے ایک اور نوجوان کو دیکھا تو بہت خوش ہوئے۔
ایک اور شکار اپنے آپ ان کے پاس آگیا تھا۔ ناگ خود ہی چل کر
ان کے قریب آگیا۔ قیدی نوجوان نے ناگ کی طرف دیکھ کر کہا

"میرے دوست! یہاں سے بھاگ جاؤ۔ تم میرے لئے

اپنی زندگی کیوں خطرے میں ڈال رہے ہو۔"

جنگلیوں نے ناگ کو فوراً پکڑ کر رسیوں سے جکڑ لیا۔ شیر کی کھال
والے سردار نے نیزہ بلند کرکے کہا!

"پہلے اسے لاؤ۔"

جنگلی ناگ کو آگ والے گڑھے کے قریب لے آئے اور وہاں
انہوں نے اسے درخت کے ساتھ باندھ دیا۔ اتنے میں ایک جنگلی نے
شور مچا دیا!

"عورت بھاگ رہی ہے سردار۔"

ناگ نے گردن گھما کر دیکھا۔ عورت حجرے سے نکل کر قلعے
کے پھاٹک کی طرف بھاگ رہی تھی۔ یہ اس کی سخت حماقت
تھی۔ حالانکہ ناگ نے اسے وہیں رکنے کے لئے کہا تھا۔ یہ غنیمت
ہے کہ جنگلیوں نے اس پر تیر نہیں چلائے۔ انہوں نے عورت
کو دبوچ کر رسیوں سے جکڑ لیا اور حجرے میں لے جاکر بند کر دیا۔
نوجوان کو بھی انہوں نے حجرے میں لے جاکر بند کر دیا۔ اب وہ
پہلے ناگ کو بھون کر کھانا چاہتے تھے۔ ناگ نے انہیں ان کی
زبان میں کہا!

"تم لوگ کب سے انسانوں پر ظلم کر رہے ہو۔"

ناگ کو اپنی زبان میں بات کرتے دیکھ کر سردار کو حیرانی ضرور
ہوئی مگر اس نے سوچا کہ جنگل میں رہ کر اس نوجوان نے ہماری بولی
سیکھ لی ہوگی۔ اس نے نیزے کی نوک ناگ کی گردن سے لگا دی

اور گرج کر کہا۔

"تم کون ہوتے ہو پوچھنے والے۔ ابھی تیری ہڈیاں اور کھوپڑی باہر گڑھے میں پڑی ہوں گی۔ اور تیرا گوشت ہم بھون کر کھا چکے ہوں گے۔"

سردار نے حکم دیا:

"آگ روشن کی جائے۔"

آگ میں سے پہلے ہی دھواں نکل رہا تھا۔ اس میں اور لکڑیاں ڈال دی گئیں۔ آگ بھڑک اٹھی۔ لوہے کی سلاخیں باہر نکال لی گئیں کیونکہ ان سلاخوں میں ناگ کی بوٹیاں پرونی تھیں۔

جنگلی اندر سے تلواریں لے آئے تاکہ ناگ کا گوشت کاٹ کر بھونا جائے۔ ناگ یہ سب کچھ خاموشی سے دیکھ رہا تھا۔ جب آگ کے شعلے بند ہو گئے اور کوئلے سرخ ہو کر دہکنے لگے۔

تو سردار نے کہا:

"اس نوجوان کو کاٹ دو۔ مجھے بڑی بھوک لگی ہے۔"

ناگ نے کہا:

"سردار! اگر میری جگہ تم ہوتے تو کیا سوچتے تم!"

سردار نے قہقہہ لگا کر کہا:

"مرتے وقت انسان ایسی ہی باتیں کیا کرتا ہے۔ میں کئی انسانوں کو کھا چکا ہوں۔ مجھے معلوم ہے وہ اسی قسم کی احمقانہ باتیں کیا کرتے ہیں۔"

ناگ نے دل میں کہا ابھی جب تمہیں میری طاقت کا پتہ چلے گا تو ساری چوکڑیاں بھول جاؤ گے۔ اس کے ساتھ ہی ناگ نے سانس اوپر کو کھینچا۔ وہ چاہتا تھا کہ سیاہ عقاب بن کر اڑ جائے مگر وہ ایسا نہ کر سکا۔ ناگ گھبرایا۔ اس نے دوسری بار پھنکار ماری کہ سانپ بن جائے۔ مگر وہ سانپ بھی نہ بن سکا۔ اب تو ناگ کو پسینہ آگیا۔ اس کی طاقت ختم ہو چکی تھی۔ اس نے زور سے علاقے کے سانپوں کو سانپوں کی زبان میں آواز دی۔ مگر کوئی سانپ بھی اس کی مدد کو نہ آیا۔

ایک جنگلی نے کہا:

"سردار یہ منہ سے پھنکاریں مار رہا ہے۔"

سردار نے قہقہہ لگا کر کہا:

"ابھی ساری پھنکاریں بھول جائے گا۔"

ناگ کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے تھے۔ اسے پسینے آنے لگے۔ یا خدا! یہ کیا ہو گیا! میری طاقت کہاں چلی گئی! اب تو مجھے سوائے تمہارے کوئی نہیں بچا سکتا۔

سردار نے حکم دیا:

"آگ دہک گئی ہے۔ اس نوجوان کی گردن کاٹ کر الگ کر دو۔ کیونکہ میں اس کی گردن کا گوشت بھون کر کھاؤں گا۔"

ایک جنگلی تلوار لے کر ناگ کی طرف بڑھا۔ ناگ سمجھ گیا کہ اب آخری

وقت آگیا ہے۔ اس کی گردن کٹ کر الگ ہو جائے گی۔ ہم
اسے آگ میں ڈال کر بھون دیا جائے گا۔ پھر اس کے دوبارہ زندہ
ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ وہ حیران تھا کہ آخر اچانک
اس کی ساری طاقت کہاں چلی گئی۔ جنگلی جلاد تلوار لئے ناگ کے
قریب آگیا۔ اس نے ایک بار نشانہ لگانے کے لئے تلوار ناگ
کی گردن کے ساتھ لگائی اور پھر ہاتھ پیچھے ہٹا لیا کہ ایک ہی وار
سے ناگ کی گردن اڑا دے۔ ناگ نے دل ہی دل میں خدا کے
حضور سر جھکا دیا۔ اور بولا!

"اے خدا۔ میری زندگی اور موت تیرے ہاتھ میں ہے
اگر مجھ سے کوئی غلطی ہو گئی ہے تو مجھے معاف کر دے
جیسے ناگ کے کان میں کسی نے سرگوشی کی۔"

"ناگ! تو نے ابھی ابھی اپنی طاقت پر گھمنڈ کیا تھا۔ تم
نے کہا تھا ابھی جب میری طاقت کا پتہ چلے گا تو ساری
چوکڑیاں بھول جائے گا۔ یہ غرور، یہ تکبر خدا کو پسند
نہیں۔ کیونکہ یہ طاقت تیری نہیں ہے بلکہ خدا کی طرف
سے دیا ہوا ایک عطیہ ہے۔ کہ تو اس سے غریبوں
کی مدد کرے اور ظالموں کو سبق سکھائے۔"

ناگ کو فوراً خیال آگیا کہ واقعی اس نے غرور کیا تھا۔ فوراً
دل ہی دل میں عاجزی سے خدا کے حضور سر جھکایا اور بولا!
"اے خدائے برتر! مجھے معاف کر دے۔ مجھ سے غلطی ہو گئی ہے

مجھے معاف کر دے اور اپنی دی ہوئی طاقت مجھے پھر بخش دے
میں آئندہ ایسی غلطی کبھی نہیں کروں گا۔" اس کے ساتھ ہی ناگ
کو جنگلی جلاد کی تلوار اپنی گردن کی طرف آتی نظر آئی۔ ناگ نے
زور سے پھنکار ماری اور جنگلیوں نے دیکھا کہ نوجوان غائب
ہو گیا اور اس کی جگہ سے ایک سیاہ عقاب پھڑپھڑا کر آسمان
کی طرف اڑ گیا۔ وہ دہشت کے مارے دیکھتے کے دیکھتے
رہ گئے۔

ناگ نے عقاب کی شکل میں قلعے کے میدان کے اوپر ایک
چکر لگایا پھر تیزی سے غوطہ لگا کر نیچے اتر آیا۔ زمین کے ساتھ
لگتے ہی وہ ایک دس فٹ لمبا سیاہ کالا سانپ بن گیا۔ اس کے
منہ سے پھنکاروں کے ساتھ آگ کے شعلے نکل رہے تھے شعلے
پتھروں سے ٹکراتے تو پتھر پھٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے۔ جنگلی
آدم خور ڈر کر پیچھے ہٹ گئے۔
سردار نے نیزہ بلند کر کے کہا!
"سانپ کو تیروں سے چھلنی کر دو۔"

دو جنگلیوں نے کمان پر تیر چڑھا لئے۔ مگر ناگ کی پھنکار کے
شعلے دونوں جنگلیوں کے جسموں سے ٹکرائے۔ دونوں کے جسم پھٹ
کر ٹکڑے ٹکڑے ہو کر جلنے لگے۔ باقی جنگلی قلعے کے پھاٹک کی
طرف بھاگے۔ ناگ نے اپنا پھن ان دونوں کی طرف پھیر کر زور
سے پھنکار ماری۔ دونوں جنگلی ناگ کی پھنکار کی لپیٹ میں آکر ٹکڑے

ٹکڑے ہو گئے۔ اب سردار اکیلا رہ گیا تھا۔ ناگ اس کی طرف بڑھا
سردار نے ناگ پر زور سے تیر پھینکا۔ مگر خوش قسمتی سے تیر ذرا پرے
جا گرا۔ ناگ نے سردار کی طرف اپنا پھن کر دیا اور پھنکار ماری
ایک لمحے میں سردار کا جسم بھی پھٹ گیا اور ٹکڑے ہو کر جلنے
لگا۔ یہ بھیانک ڈرامہ باہر ہو رہا تھا۔ نوجوان قیدی اور قیدی
عورت چونکہ حجرے میں بند تھے۔ اس لئے وہ یہ سب کچھ نہیں
دیکھ سکتے تھے۔

ناگ نے فوراً انسان کی شکل اختیار کر لی۔ انسانی شکل میں
آتے ہی اس نے ایک بار پھر خدا سے اپنے تکبر کی معافی مانگی
اور قیدیوں کے حجرے کی طرف چلا۔ سب سے پہلے اس نے عورت
کو حجرے سے نکالا پھر نوجوان کو آزاد کیا۔ دونوں سہمے ہوئے تھے
انہوں نے آدم خوروں سے میدان خالی دیکھا تو حیران ہوئے۔

نوجوان نے پوچھا:

"آدم خور کہاں گئے؟ یہ ہلکے ہلکے دھماکوں کی آوازیں
کہاں سے آ رہی تھیں؟"

عورت نے ایک جنگلی کے جسم کے ٹکڑے کو آگ میں جلتے
دیکھا تو حیران ہو کر بولی:

"یہ آدم خوروں کے ٹکڑے کس نے کر ڈالے؟"

ناگ نے کہا:

"یہ انہیں ان کے ظلم کی سزا ملی ہے۔ چلو یہاں

سے نکل چلو۔"

ناگ نے عورت اور نوجوان کو ساتھ لیا اور قلعے سے باہر آ گئے
ناگ نے نوجوان سے پوچھا کہ وہ کون ہے اور ان جنگلی آدم خوروں
کے ہتھے کیسے چڑھ گیا۔ نوجوان نے کہا کہ وہ لکڑہارا ہے۔ اور
یہاں جنگل میں لکڑیاں کاٹنے آیا تھا کہ ان آدم خوروں کے ہتھے
چڑھ گیا

ناگ نے کہا:

"خدا کا شکر ادا کرو۔ تمہاری جان بچ گئی۔ اب یہاں کوئی
آدم خور نہیں آئے گا۔"

وہ قلعے کی سیڑھیاں اتر کر اب جنگل میں سے
گزر رہے تھے۔ انہوں نے ایک دریا کشتی پر پار کیا۔ دریا کی دوسری
جانب نوجوان کا گاؤں تھا۔ ناگ نے اسے اس کے گاؤں چھوڑا
اور خود عورت کو ساتھ لے کر سوڈان کی طرف روانہ ہو گیا کچھ دور
چلنے کے بعد عورت تھک کر بیٹھ گئی۔ وہ کمزور تھی۔ اس سے پیدل
اتنا لمبا سفر کرنا محال تھا۔ ناگ سوچنے لگا کہ گھوڑوں کا انتظام کہاں
سے کیا جائے۔ وہ اس عورت پر یونہی اپنی طاقت کا راز ظاہر نہیں
کرنا چاہتا تھا۔ ورنہ وہ خود بہت بڑا عقاب بن کر اسے اپنے
پروں پر بٹھا کر سوڈان لے جا سکتا تھا۔ اس نے تھوڑی دیر عورت
کو آرام کرنے دیا اور پھر روانہ ہو گیا۔ راستے میں وہ پھل توڑ
کر کھاتے رہے۔ شام ہوئی تو عورت تھک کر چور ہو چکی تھی۔

اس نے ایک جگہ بیٹھتے ہوئے کہا :

" بھائی ! اب مجھ سے نہیں چلا جاتا "

ناگ نے کہا :

" ٹھیک ہے ۔ ہم رات یہاں آرام کریں گے ۔ صبح کوئی بندوبست ہو جائے گا "

ناگ نے ایک جگہ گھاس اور پتوں کا بستر سا بنا دیا اور خود درخت کے ساتھ گھاس پر لیٹ گیا ۔ تھوڑے بہت پھل توڑ کر ناگ لایا تھا ۔ جو عورت نے کھا لئے ۔ عورت دن بھر کی بے چاری تھکی ہوئی تھی وہ لیٹتے ہی سو گئی ۔ ناگ اس کے قریب ہی بیٹھا ہوا پہرہ دے رہا تھا ۔ جب رات کا اندھیرا جنگل میں چھا گیا تو ناگ اٹھ کر ذرا پرے چلا گیا ۔ اس نے سانپوں کی زبان میں اس جگہ پر موجود سانپ کو آواز دی ۔ ایک سانپ فوراً حاضر ہو گیا اس نے ناگ دیوتا کے آگے تعظیم کی ۔

ناگ نے کہا :

" یہاں جو عورت سو رہی ہے تم اس کی حفاظت کرو ۔ اگر یہ عورت اٹھ کر تمہیں دیکھ لے اور ڈر کر بھاگنے کی کوشش کرے تو اس کا راستہ روک لینا اور اسے کہیں نہ جانے دینا ۔ میں تھوڑی دیر میں آ رہا ہوں "

یہ کہہ کر ناگ نے سیاہ عقاب کی شکل بدلی اور فضا میں پرواز کر گیا ۔ وہ بڑی تیزی سے آگے ہی آگے اڑا جا رہا تھا ۔ آسمان پر

چاند نکل آیا تھا ۔ جس کی روشنی چاروں طرف پھیلی ہوئی تھی اس روشنی میں ناگ نے جنگل سے نکلتے ہی ایک گاؤں کی روشنیاں دیکھیں ۔ وہاں کچھ مکانوں میں چراغ جل رہے تھے ۔ ناگ نیچے آ گیا ۔ ایک حویلی کے پیچھے اصطبل میں ناگ کو چار یا پانچ گھوڑے بندھے ہوئے دکھائی دیئے ۔ ناگ نے فوراً سانپ کی شکل اختیار کی اور گھوڑوں کے آگے آ کر زور سے پھنکار ماری ۔ گھوڑے وہیں سہم کر رہ گئے ۔ ناگ یہی چاہتا تھا کہ وہ آواز پیدا نہ کریں ۔ اس کے بعد ناگ نے انسانی شکل بدلی ۔ اور دو گھوڑوں کی باگیں تھام کر انہیں دور لے گیا ۔ پھر ایک گھوڑے پر بیٹھ گیا اور دوسرے کی باگیں کاٹھی کے ساتھ باندھ لیں اور جنگل کی طرف چل پڑا ۔ وہ جنگل سے کافی دور نکل آیا تھا ۔ آخر وہ اس جگہ پہنچ گیا جہاں عورت سو رہی تھی ۔ اور سانپ پہرہ دے رہا تھا ۔ ناگ نے سانپ کو رخصت کر دیا ۔ اور گھوڑوں کو باندھ کر خود بھی ایک طرف ہو کر لیٹ گیا ۔ جب صبح ہوئی تو عورت اٹھ بیٹھی ۔ اس نے گھوڑوں کو دیکھا تو ناگ سے پوچھا :

" بھائی یہ گھوڑے راتوں رات کہاں سے آ گئے ؟ "

ناگ نے کہا :

" میں جنگل میں نکل گیا تھا ۔ وہاں یہ چر رہے تھے ۔ انہیں پکڑ کر لے آیا ہوں ۔ آؤ ان پر سوار ہو کر اپنا سفر شروع کریں "

دونوں گھوڑوں پر بیٹھ کر سوڈان کی طرف چل دئے۔ آدھا دن
سفر کرنے کے بعد وہ دوپہر کے وقت سوڈان شہر کے دروازے پر
پہنچ گئے۔ عورت ناگ کو اپنے گھر لے گئی۔ اس کا سوداگر خاوند اپنی
بیوی کو دیکھ کر خوشی سے نہال ہو گیا۔

"خدا کا شکر ہے تیری شکل دیکھی۔ تو جنگل میں کہاں
گم ہو گئی تھی۔ مجھے تو اس روز سے ایک پل کے لئے
چین نہیں آیا۔"

سوداگر کی بیوی نے اسے اپنی ساری دکھ بھری داستان اور
ناگ کی بہادری کے واقعات سنائے کہ کس طرح وہ اسے آدم
خوروں کے پنجوں سے نکال کر لایا ہے۔ سوداگر نے ناگ کا ہاتھ
چوم لیا اور بولا:

"میرے بھائی تم نے مجھ پر وہ احسان کیا ہے کہ میں
اس کا بدلہ ساری زندگی نہیں دے سکتا۔"

ناگ نے کہا:

"میں نے کوئی احسان نہیں کیا بلکہ اپنا فرض ادا کیا ہے۔" سوداگر
نے ناگ کی بڑی آؤ بھگت کی اور کہا کہ وہ کچھ روز اسی
کے پاس رہے۔ ناگ رہنا تو نہیں چاہتا تھا مگر اس خیال
سے کہ شائد یہاں عنبر، ماریا وغیرہ سے ملاقات ہو جائے
اس نے حامی بھر لی۔

دوسری طرف عنبر، ماریا، کیٹی، تھیوسانگ اور جولی سانگ بھی

سوڈان کی طرف چلے آرہے تھے۔ تاکہ کستوری ناگن کے سپیرے
باپ سے مل کر کستوری ناگن کے بارے میں معلومات حاصل کریں
اور یہ پتہ چلا سکیں کہ وہ ناگ کو لے کر کہاں گئی ہو گی۔ جونہی
یہ لوگ سوڈان کی فضا میں داخل ہوئے سب سے پہلے انہیں
ناگ کی خوشبو آئی۔ ناگ کی خوشبو محسوس کرتے ہی سب خوشی
سے اچھل پڑے۔

عنبر نے کہا:

"جس طرف سے خوشبو آرہی ہے ادھر کو چلو۔"

ناگ کی خوشبو ان سب دوستوں کو سوداگر کی حویلی کے پاس
لے آئی۔ دوسری طرف ناگ بھی اپنے دوستوں کی ملی جلی خوشبو میں
محسوس کر چکا تھا۔ اور پہلے ہی حویلی کے باہر موجود تھا۔ ناگ کو
زندہ سلامت دیکھ کر سب نے اسے باری باری گلے لگایا اور سب
نے حال پوچھا۔

ناگ بولا:

"خدا نے میری مدد کی اور میں ناگنوں کی خلائی دنیا سے
یہاں واپس آگیا ہوں۔ ورنہ میں یہاں قیامت تک نہیں
پہنچ سکتا تھا۔"

پھر ناگ نے شروع سے آخر تک اپنی ساری کہانی سنائی
کہ کس طرح کستوری ناگن اسے خلائی مہرے میں بند کر کے اپنی
خلائی دنیا میں لے گئی اور پھر وہ کس مشکل سے وہاں سے فرار

ہونے میں کامیاب ہوا۔

ناگ نے ہنس کر کہا:

"میں خلائی ناگن کی کینچلی سے گذر چکا ہوں۔ اب میں خلا میں روشنی کی رفتار سے سفر کر سکتا ہوں۔"

جولی سانگ بولی:

"ناگ بھیا! ہمیں خلا میں سفر نہ ہی کرنا پڑے تو اچھا ہے۔ خلائی دنیا ایک خطرناک دنیا ہے۔ کوئی پتہ نہیں ہوتا کہ کس سیارے میں کون سی مخلوق آباد ہے۔"

تھیو سانگ نے کہا:

"جولی سانگ ٹھیک کہتی ہے۔ ویسے تمہاری یہ نئی طاقت تمہیں مبارک ہو۔ ہو سکتا ہے کبھی دوبارہ تمہیں خلا میں روشنی کی رفتار پر سفر کرنا پڑے۔"

ماریا کہنے لگی:

"خدا کا لاکھ شکر ہے کہ ناگ بھیا ہمیں دوبارہ مل گیا ہے۔"

عنبر نے پوچھا:

"اب کیا ارادہ ہے دوستو؟"

تھیو سانگ نے کہا:

"میرا تو خیال ہے کہ ہمیں اب ہندوستان کی طرف چلے جانا چاہئے۔ کیونکہ یہ علاقہ کستوری ناگن کا ہے اور

ہو سکتا ہے کہ وہ ناگ سے بدلہ لینے یا اس کو اغوا کرنے کے لئے پھر واپس یہاں آ جائے۔"

جولی سانگ نے مسکراتے ہوئے کہا:

"ناگ بھیا! کستوری ناگن سے بیاہ کرنے میں کیا حرج تھا۔ ہمیں ایک بھابی مل جاتی۔"

ناگ نے چونک کر جولی سانگ کی طرف دیکھا۔ سب نے محسوس کیا کہ جولی سانگ نے ایک ایسی بات کہہ دی ہے جو اسے نہیں کہنی چاہئے تھی۔

تھیو سانگ نے جلدی سے کہا:

"جولی! آئندہ ایسی بات منہ سے نہ نکالنا۔ ناگ کی شادی نہیں ہو سکتی۔ وہ کوئی عام آدمی یا سانپ نہیں ہے۔ وہ ناگ دیوتا ہے۔"

سمندر میں بھٹکتی کیٹی

جولی سانگ نے فوراً کہا:
" ناگ بھیا! میں معافی چاہتی ہوں۔ مجھے معلوم نہیں
تھا کہ یہ بات مجھے نہیں کرنی چاہیئے تھی۔"
ناگ نے جولی سانگ کے سر پر ہاتھ پھیرا اور شفقت سے
بولا:
" جولی بہن! کوئی بات نہیں۔ تم ہماری پیاری بہن ہو
لیکن آئندہ یہ بات کبھی نہ کرنا۔"
ماریا قریب ہی کھڑی تھی۔ اس نے ناگ سے کہا:
" وہ دیکھو تمہارا میزبان سوداگر آرہا ہے۔ اس سے
ہمارا تعارف کیسے کراؤ گے۔"
ناگ نے سوداگر کی طرف دیکھا۔ سوداگر نے ناگ کے سا
عورتوں اور مردوں کو دیکھا تو بولا:
" ناگ بھائی! کیا تم اپنے دوستوں کا مجھ سے تعارف
نہیں کراؤ گے؟"
ناگ نے عنبر، کیٹی، تھیو سانگ اور جولی سانگ کا تعارف کرا

ہوئے کہا کہ یہ سب میرے دوست ہیں اور ایران سے سوڈان
آئے ہیں۔ ماریا چونکہ غائب تھی اس لئے ناگ نے اس کا
تعارف نہ کرایا۔
سوداگر بولا:
" خوش آمدید میرے دوستو! اس حویلی کو میرا گھر نہ
سمجیں اپنا گھر ہی سمجھنا۔ آؤ اندر آجاؤ۔ تم تھکے ہوئے
ہو۔ کچھ دیر آرام کرو۔"
سوداگر کی بیوی بھی آگئی۔ ناگ نے اس سے بھی اپنے ساتھیوں
کا تعارف کرایا۔ اس روز سوداگر نے بڑی شاندار دعوت کی۔
محض دکھاوے کے لئے عنبر ناگ وغیرہ نے کھانا کھایا اور پھر
بڑے کمرے میں آکر قالینوں پر بیٹھ گئے۔ اور آئندہ کے پروگرام
پر صلاح مشورہ کرنے لگے۔ سب نے اس خیال پر اتفاق کیا کہ
انہیں ملک ہندوستان کی طرف ہی نکل جانا چاہیئے۔
عنبر نے ناگ سے پوچھا۔
" ہندوستان یہاں سے مشرق کی طرف ہے اور ہمیں
سمندر میں سفر کرنا ہوگا۔"
ماریا بولی:
" خشکی کا راستہ بھی ہے۔ بخارا سے قافلے ہند کی
طرف جاتے ہیں۔"
عنبر کہنے لگا:

"مگر سمندری جہاز کا سفر ہمارے لئے بہتر رہے گا
کیونکہ سمندری راستہ لمبا نہیں ہے۔ ہم جلدی پہنچ
جائیں گے۔"

آخر یہی طے ہوا کہ انہیں سمندری جہاز میں ہی سفر کرنا چا
اس وقت جبکہ سارے دوست ایک ساتھ مل کر ہندوست
کی طرف سمندری جہاز میں سفر کر رہے ہیں ہم واپس کستور
کی طرف جاتے ہیں۔ اس نے اپنی طاقت چھن جانے کے بعد
کھائی تھی کہ وہ ناگ کی دنیا میں واپس جاکر اس سے اپنی طاقت
لے گی۔ خلائی ناگنوں کی دنیا میں اس وقت کستوری ناگن
نہیں تھی: وہ بے بسی کی حالت میں اپنے کمرے میں بند پڑی
اسے معلوم تھا کہ ناگ واپس اپنی دنیا میں جاچکا ہے۔ کستو
بھی واپس اس کی دنیا میں جاکر اپنی طاقت واپس حاصل کرنا چ
تھی۔ یہ طاقت اسے ناگ نہیں دے سکتا تھا بلکہ کستوری نا
کو ہندوستان کے جنوب میں منگل دیپ کے مندر میں جاکر ا
مہینے کا خطرناک چلہ کاٹنا تھا۔ یہ چلہ کاٹنے کے بعد ہی کستوری
کو اس کی طاقت واپس مل سکتی تھی۔

کستوری ناگن نے ناگ کی دنیا میں واپس جانے کا فی
کرلیا اور وہ اس کا منصوبہ بنانے لگی، خلائی ناگن ہونے کی
سے اس کے پاس اتنی طاقت ضرور باقی تھی۔ کہ وہ خلا میں
کی رفتار سے سفر کر سکتی تھی۔ وہاں وہ قید نہیں تھی صرف

شاہی محل میں جانے کی اجازت نہیں تھی۔ چنانچہ ایک رات
کستوری ناگن اپنے کمرے سے نکل کر باہر آگئی اور ایک پہاڑی
پر چڑھ کر اس نے دونوں ہاتھ فضا میں بلند کئے اور پہاڑی
سے نیچے چھلانگ لگادی۔ کچھ دور تک وہ نیچے گرتی چلی گئی۔ پھر
وہ ایک جھٹکا کھا کر ایک دم سے فضا میں بلند ہوئی اور جس
طرح راکٹ چلتا ہے اسی طرح سے فضا میں غائب ہوگئی۔ فضا میں
کافی بلندی پر جانے کے بعد اس کی رفتار روشنی کی رفتار میں تبدیل
ہوگئی اور وہ خلا میں اسی رفتار سے سفر کرنے لگی۔ خلا میں سیاروں
اور ستاروں کے درمیان سے گذرتے ہوئے آخر
کافی بلندی سے اسے ملک ہندوستان دکھائی دینے
لگا تھا۔ اسے اسی ملک کے جنوب میں منگل دیپ کے مندر کے پاس
اترنا تھا۔ یہ مندر کستوری ناگن نے ایک بار پہلے بھی دیکھا ہوا تھا۔
وہ اپنے پیرے باپ کے پاس ایک بار وہاں آچکی تھی۔ کستوری
ناگن اس وقت ایک عورت کے روپ میں تھی۔ چونکہ اس کی
طاقت اس سے چھن چکی تھی۔ اس لئے اب وہ نہ تو سانپ
بن سکتی تھی نہ بلبل یا دوسرا پرندہ بن کر اڑ سکتی تھی۔ اور نہ ہی
غائب ہو سکتی تھی۔ وہ عورت کی شکل میں جنوبی ہند کے ایک
جنگل کے کنارے ویران علاقے میں اتر آئی۔ اس نے اپنے
چاروں طرف دیکھا۔ وہ رات کا وقت تھا۔ خلائی عورت ہونے
کی وجہ سے وہ اندھیرے میں دیکھ سکتی تھی۔

کستوری ناگن کو دور ایک جگہ روشنی دکھائی دی۔ اس نے روشنی کی طرف چلنا شروع کر دیا۔ یہ ایک لکڑ ہارے کا جھونپڑا تھا۔ جس کے باہر آگ جل رہی تھی تاکہ جنگلی درندے ادھر نہ آئیں۔ کھٹکے کی آواز سن کر لکڑ ہارا باہر آ گیا۔

"کون ہے؟

اس نے آواز دی۔"

کستوری ناگن نے آگے بڑھ کر کہا:

"بھائی میں ہوں! منگل دیپ مندر کی پجارن ہوں۔ جنگل میں آئی تھی کہ راستہ بھول گئی۔ کیا تم مجھے منگل دیپ مندر پہنچا سکتے ہو؟ دیوتا تمہیں اس کا انعام دیں گے۔

لکڑ ہارے نے کہا:

"بہن! اس وقت تو چاروں طرف اندھیرا چھایا ہوا ہے۔ تم یہاں آرام کرو۔ دن نکلے گا۔ تو میں تمہیں ضرور منگل دیپ کے مندر پہنچا دوں گا۔"

کستوری ناگن نے پوچھا!

"منگل دیپ یہاں سے کتنی دور ہے؟

لکڑ ہارا بولا!

"زیادہ دور نہیں ہے۔ بس ایک پہاڑی راستے میں ہے۔ پہاڑی کی دوسری طرف مندر ہے۔ تم جھونپڑی میں جا کر لیٹ جاؤ۔ میں یہاں باہر لیٹ جاتا ہوں۔"

کستوری ناگن نے لکڑ ہارے کا شکریہ ادا کیا اور جھونپڑے میں جا کر گھاس پھوس کے بستر پر لیٹ گئی۔ لکڑ ہارا باہر الاؤ کے پاس لیٹ گیا۔ کستوری کو نیند کہاں آتی تھی۔ ساری رات یہی سوچتی رہی کہ وہ جلدی سے جلد کاٹ کر ناگ کی تلاش میں جائے اور اسے ایک بار پھر اغوا کر کے اپنے ساتھ واپس لے جائے۔ اس بار کستوری ناگن نے فیصلہ کر لیا تھا۔ کہ وہ ناگ کو ایک دوسرے سیارے پر لے جائے گی۔ جہاں ناگنوں کی بجائے ناگنوں کی روحیں رہتی تھیں۔ وہاں وہ ناگ کو قید میں ڈال دے گی۔ اور وہ وہاں سے واپس اپنی دنیا میں کبھی نہیں آ سکے گا۔

دن نکلا تو لکڑ ہارا کستوری ناگن کو لے کر منگل دیپ مندر کی طرف چل پڑا۔ وہ دوپہر سے پہلے منگل دیپ مندر پہنچ گئے۔ لکڑ ہارا واپس چلا گیا۔ کستوری ناگن نے ایک نظر منگل دیپ مندر پر ڈالی۔ یہ ایک پرانا اور پُر اسرار مندر تھا۔ جس کے گیو ترے گنبد کے پتھر کئی جگہ سے اکھڑ گئے تھے۔ آس پاس دور گاؤں کی آبادی تھی۔ جہاں سے عورتیں اور مرد صرف صبح کے وقت مندر کے اندر دیوتا کی پوجا کرنے آتے تھے۔ مندر کے اندر دیوتا کی ایک بڑی مورتی رکھی ہوئی تھی۔ کستوری ناگن کو معلوم تھا کہ اسے کیا کرنا ہے اور ناگ [illegible] اس جگہ بیٹھ کر کاٹتا ہے۔ منگل دیپ مندر میں ایک بوڑھا پجاری رہتا تھا۔ جس کی ایک بیٹی کلپا اس کے ساتھ مندر کی صفائی اور دیکھ بھال کرتی تھی۔

کستوری ناگن مندر میں داخل ہوئی تو بوڑھے پجاری کی بیٹی
کلپا نے اس سے پوچھا کہ وہ کس گاؤں سے آئی ہے۔ کستوری
ناگن نے یونہی ایک گاؤں کا نام لیا اور بولی:

"بہن! میں یہاں اپنے بیمار خاوند کے لئے چلہ کرنے
آئی ہوں۔ مجھے رشی جی نے کہا ہے کہ اگر میں نے ایک
ماہ تک مندر میں چلہ کاٹا تو میرا بیمار خاوند بالکل تندرست
ہو جائے گا۔"

کلپا نے کہا:

"تم یہاں کس جگہ بیٹھ کر چلہ کاٹو گی بہن؟ اور تمہارا
نام کیا ہے۔؟"

کستوری ناگن نے کہا:

"میرا نام کستوری ہے۔ اور میں مندر کے پچھواڑے
جو پرانا تالاب ہے وہاں آدھی رات کے بعد چلہ کیا
کروں گی۔"

کلپا کہنے لگی:

"آؤ میں تمہیں اپنے باپ سے ملاتی ہوں۔ وہ اس
مندر کے پجاری ہیں۔ ان کی اجازت ضروری ہے۔"

کلپا نے کستوری ناگن کو اپنے پجاری باپ سے ملایا۔ بوڑھے
پجاری نے غور سے کستوری ناگن کو دیکھا اور یہ سن کر کہ وہ اپنے
بیمار خاوند کے لئے چلہ کاٹنا چاہتی ہے۔ اسے اجازت دے

دی۔ کستوری ناگن نے پجاری کا شکریہ ادا کیا اور اسی رات
جب رات آدھی گذر گئی تو کستوری اپنی کوٹھڑی سے نکل کر مندر کے
پچھواڑے آ گئی۔ اس وقت چاروں طرف گہری خاموشی اور اندھیرا
چھایا ہوا تھا۔ کستوری ناگن پرانے تالاب کے پاس آ کر رک گئی۔
اس نے غور سے تالاب کو دیکھا تالاب کا پانی اندھیرے میں بالکل
تاریک نظر آ رہا تھا۔ سیڑھیاں تالاب کے پانی کے اندر چلی گئی
تھیں۔ کستوری ناگن پانی میں اتر کر تالاب کی چوتھی سیڑھی پہ
آلتی پالتی مار کر بیٹھ گئی۔ پانی اس کی کمر تک آتا تھا۔ کستوری
ناگن نے خاص منتر پڑھنا شروع کر دیا۔ یہ آگ کا منتر تھا۔ ایک گھنٹے
تک منتر پڑھا تو تالاب کا پانی گرم ہو کر کھولنے لگا۔ مگر کستوری
ناگن کے جسم کو کوئی نقصان نہ پہنچا۔ وہ اسی طرح بیٹھی منتر
پڑھتی رہی۔

تھوڑی دیر بعد تالاب کا پانی پھر سے ٹھنڈا ہو گیا۔ صبح
ہونے والی تھی۔ کستوری ناگن واپس اپنی کوٹھڑی میں چلی گئی۔
دوسری رات وہ پھر آدھی رات کو تالاب میں اتر کر بیٹھ گئی۔
اور منتروں کا جاپ کرنے لگی۔ اس بار تالاب کا پانی ٹھنڈا ہو
کر برف بن گیا اور کستوری ناگن کا جسم برف بن گیا۔ مگر وہ برابر
منتر پڑھتی چلی گئی۔ کافی دیر بعد تالاب کی برف پگھل گئی اور پانی
اپنی جگہ پر واپس آ گیا۔ یوں کستوری ناگن نے ایک مہینے کا
چلہ شروع کر دیا۔ کستوری ناگن کو ہم جنوبی ہند کے منگل دیپ

سمندر میں چلہ کاٹتے ہوئے چھوڑتے ہیں اور تھوڑی دیر
لئے واپس عنبر ناگ ماریا کیٹی تھیوسانگ اور جولی سانگ
جاتے ہیں۔

وہ ایک سمندری جہاز میں بیٹھے افریقہ کے مشرقی ساحل کی بندرگاہ سے سوار ہو کر ہندوستان کی طرف سمندر میں سفر کر رہے تھے۔ یہ بحرِ ہند کا سمندر تھا۔ جہاں برسات میں اتنی بارشیں ہوتی ہیں کہ سمندر کی لہریں طوفانی ہو کر کئی کئی گز اوپر کو اچھلتی ہیں اور تیز آندھی میں وہ پہاڑ جتنی اونچی ہو جاتی ہیں۔ اس بات کا عنبر ناگ ماریا کیٹی وغیرہ نے خیال نہ کیا۔ کہ وہ برسات کے موسم میں سمندر کا سفر کر رہے ہیں ویسے بھی انہوں نے ہمیشہ طوفانی ہواؤں میں ہی سفر کیا تھا۔ اور کبھی ان باتوں کی پرواہ نہیں کی بس خدا پر بھروسہ کر کے چل پڑتے تھے۔ جب جہاز بیچ سمندر میں پہنچا تو بادل آ گئے اور تیز ہوائیں چلنے لگیں۔ ان ہواؤں نے طوفان کی شکل اختیار کر لی اور جہاز ہچکولے کھانے لگا۔ جہاز کبھی دائیں طرف جھکتا کبھی بائیں طرف جھک جاتا۔ مسافروں میں افراتفری مچ گئی۔ عنبر ناگ ماریا کیٹی تھیوسانگ اور جولی سانگ مسافروں کی مدد کر رہے تھے اور انہیں جہاز کے نیچے والے کیبن میں پہنچا رہے تھے۔

کیٹی ایک مسافر کا بستر اٹھائے اسے نیچے لے جا رہی تھی کہ سمندر کی ایک موج جو کہ بہت اونچی تھی جہاز سے ٹکرائی۔ جہاز

ایک طرف کو جھک گیا اور کیٹی عرشے کے تختے سے پھسلتی ہوئی سمندر کی بپھرتی لہروں میں گر گئی۔ پہاڑ ایسی لہروں میں بھلا ایک انسان کی کیا حیثیت تھی۔ طوفانی لہریں دیکھتے دیکھتے کیٹی کو نگل کر کہیں سے کہیں لے گئیں۔ ایک پہاڑ ایسی لہر اوپر کو اٹھی اور جب نیچے سمندر میں گری تو کیٹی کو سمندر کے نیچے ہی نیچے لے گئی۔ نیچے سمندر کی گہرائی میں چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں تھیں جن کی گھنی جھاڑیاں اور درخت ایک دوسرے میں الجھے ہوئے تھے۔ کیٹی ان جھاڑیوں میں الجھ گئی۔ یہاں ایک کھوہ میں ایک تیندوا رہتا تھا۔ اس نے انسانی جسم کی بو پائی تو کھوہ سے نکلا اور اس نے کیٹی کو اپنی لمبی لمبی ان گنت ٹانگوں میں لپیٹا اور اسے کھوہ کے اندر لے گیا۔

اوپر جہاز پر افراتفری مچی ہوئی تھی۔ جہاز بری طرح ڈول رہا تھا۔ عنبر ناگ ماریا تھیوسانگ اور جولی سانگ مسافروں کو نیچے لے جا کر ان کی دیکھ بھال کر رہے تھے۔ کہ اچانک عنبر نے پوچھا کہ کیٹی کہاں ہے؟

ناگ بولا:

"وہ اوپر ایک مسافر کا بستر اٹھا کر نیچے آ رہی تھی"

جولی سانگ تھیوسانگ اور ماریا دوڑ کر اوپر گئے۔ مگر کیٹی کہیں بھی نہیں تھی۔ عنبر اور ناگ بھی جہاز کے اوپر آ گئے۔ انہوں نے کیٹی کو جگہ جگہ تلاش کیا۔ مگر وہ انہیں کہیں نہ ملی۔

عنبر نے گھبرا کر کہا!

"کیٹی کی خوشبو بھی نہیں آرہی۔ اب تو سب پریشان ہو
گئے۔ طوفان اسی طرح جاری تھا۔"

ماریا نے کہا:

"ہو سکتا ہے کیٹی کہیں سمندر میں نہ گر گئی ہو۔ میں نیچے
سمندر میں جاکر دیکھتی ہوں۔"

اور ماریا فوراً سمندر میں غوطہ لگا گئی۔ وہ روشنی کی کرن کی
طرح سمندر کی بپھری ہوئی موجوں میں سے گذرتی سمندر کی تہہ میں
آگئی۔ یہاں بھی پانی میں کافی ہلچل تھی۔ سمندر کے نیچے اتنے گھنے
درخت جھاڑیاں اور جھاڑ جھنکار تھی کہ ماریا کو کہیں کچھ نظر نہیں
آرہا تھا۔ اس نے جگہ جگہ کیٹی کو تلاش کیا۔ اسے آوازیں بھی دیں
مگر کیٹی کو تیندوے نے کھوہ میں بند کر رکھا تھا۔ اور کیٹی کے جسم
میں اپنا خاص زہر داخل کر کے اسے بے ہوش کر دیا تھا۔ جس
کی وجہ سے کیٹی کے جسم سے تھوڑی دیر کے لئے اس کی خوشبو
نکلنا بند ہو گئی تھی۔

ماریا نے آس پاس کا سارا سمندر کھنگال ڈالا مگر اسے کیٹی
کا کوئی سراغ نہ ملا۔ وہ اوپر آگئی اوپر اگرچہ طوفان کا زور ہلکا
ہو گیا تھا مگر جہاز بری طرح ڈول رہا تھا۔ ماریا نے عنبر، ناگ
تھیوسانگ اور جولی سانگ کو بتایا کہ کیٹی سمندر کے نیچے کہیں
نہیں ہے۔ سب کو فکر لاحق ہو گئی۔ خدا جانے کیٹی کہاں غائب ہو
گئی تھی۔

عنبر بولا:

"اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ کیٹی ضرور سمندر
میں ہی گری ہے۔"

تھیوسانگ نے کہا:

"اگر وہ سمندر میں گرتی تو اسے اوپر آجانا چاہئے تھا۔"

جولی سانگ نے کہا:

"یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ سمندر میں گرتے ہی کسی
سمندری بلا نے اسے دبوچ لیا ہو اور وہ بے ہوش
ہو گئی۔"

ناگ کہنے لگا:

"کچھ بھی ہو سکتا ہے مگر اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ
اب ہمیں کیا کرنا چاہئے۔"

ماریا بولی:

"ہمیں ہر حالت میں کیٹی کو اسی جگہ تلاش کرنا ہوگا۔ ہم
اسے چھوڑ کر آگے نہیں جائیں گے۔"

سب چپ ہو گئے۔ جہاز ہچکولے کھاتا ہوا ہندوستان کے
ساحل کی طرف بڑھ رہا تھا۔

ناگ نے کہا:

"تم میرے ساتھ آؤ ماریا۔ ہم دونوں ایک بار پھر
سمندر میں کیٹی کو تلاش کرتے ہیں۔"

اسس بار ماریا کے ساتھ ناگ بھی سمندر میں چھلانگ لگا
گیا۔ ناگ نے سمندر میں گرتے ہی سانپ کی شکل بدل لی اور
وہ تیزی سے نیچے ہی نیچے اترتے چلے گئے۔ مگر اب وہ اس
جگہ سے کافی آگے آ گئے تھے۔ جہاں کیٹی سمندر میں گری تھی۔
اور اب تیندوے کے کھوہ میں بے ہوش پڑی تھی۔ ماریا اور
ناگ نے سارا سمندر دیکھ ڈالا۔ وہ سمندری چٹانوں کی غاروں
میں بھی گئے۔ مگر کیٹی نہ ملی۔

تیندوے نے کیٹی کو ہڑپ کرنے کی دو تین بار کوشش
کی تھی مگر ہر بار اسے بجلی کا جھٹکا لگا تھا۔ جس کی وجہ سے
تیندوے نے بے ہوش کیٹی کو کھوہ میں ایک طرف بند کر دیا
تھا۔ کہ تھوڑی دیر کے بعد وہ اسے کھائے گا۔

ماریا اور ناگ اوپر آ گئے۔ جہاز پر آ کر ناگ نے کہا:

" کیٹی نیچے سمندر میں کہیں نہیں ہے۔ لیکن ہو سکتا
ہے کہ کستوری ناگن خلاء سے انتقام لینے نیچے آ گئی ہو
اور وہ کیٹی کو اٹھا کر لے گئی ہو۔"

عنبر بولا:

" مگر تم نے تو کہا تھا کہ اس کی طاقت ختم ہو چکی ہے
پھر وہ کیٹی کو کیسے اغوا کر سکتی ہے؟"

ناگ نے کہا:

" کستوری ناگن بڑی عیار عورت ہے۔ ممکن ہے اس

نے کسی ترکیب سے اپنی کھوئی ہوئی طاقت دوبارہ
حاصل کر لی ہو اور کیٹی کو اپنے انتقام کا نشانہ
بنایا ہو۔"

جولی سانگ اور تھیو سانگ مایوس ہو گئے۔

ناگ بولا:

" عنبر بیٹا! تم کیا مشورہ دیتے ہو؟"

عنبر نے کہا:

" جہاز ہندوستان کی طرف جا رہا ہے۔ کیٹی سمندر کے
اوپر اور نیچے کہیں نہیں ملی۔ ہو سکتا ہے اسے کستوری
ناگن ہی اغوا کر کے لے گئی ہو۔ اس لئے میری رائے
میں ہمیں اپنا سفر جاری رکھنا چاہئے۔ بہت ممکن ہے
کہ ہندوستان پہنچ کر ہمیں کیٹی دوبارہ مل جائے۔"

سب خاموش ہو گئے۔ کوئی بھی کیٹی کے بغیر وہاں سے جانا
نہیں چاہتا تھا۔ مگر اس کے سوا کوئی چارہ بھی نہیں تھا۔ سب
نے اپنے اپنے سر جھکا دئے۔ اس کا مطلب تھا کہ وہ عنبر کی
رائے سے دکھے ہوئے دل کے ساتھ اتفاق کرتے ہیں۔ سب
خاموشی سے عرشے کی ایک طرف ہو کر بیٹھ گئے۔ طوفان ختم ہو گیا تھا
مگر لہروں کی رفتار بہت تیز تھی۔ اور جہاز اپنی منزل کی طرف بھاگا
چلا جا رہا تھا۔ جہاز کے بادبان کھول دئے گئے تھے۔ بادل چھائے
ہوئے تھے اور بارش ہونے لگی تھی۔ تیسرے پہر دور سے زمین

کی لکیر سی نظر آئی۔ مسافروں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ عنبر
ناگ ماریا جولی سانگ اور تھیوسانگ بڑے اداس تھے۔ وہ
کے بغیر ساحل پر اترنے والے تھے۔ جہاز ہندوستان کی بندرگاہ
کیرل پر جاکر رک گیا۔

عنبر ناگ، ماریا، جولی سانگ اور تھیوسانگ جب کیٹی کے بغیر
سے اترے تو وہ سب بڑے اداس تھے۔

عنبر نے ٹھنڈا سانس بھر کر کہا:

"ہمیں یہیں بندرگاہ کے قریب ہی کسی سرائے میں کچھ
دیر رہ کر کیٹی کا انتظار کرنا چاہئے۔ ہم اس کی تلاش
بھی جاری رکھیں گے۔ بہت ممکن ہے کہ کیٹی جہاں بھی
کہیں ہو وہ وہاں سے نکل کر ہمارے پاس پہنچ جائے۔"

تھیوسانگ نے کہا:

"میرا بھی یہی خیال ہے کہ کیٹی آزاد ہونے کے بعد اسی
بندرگاہ کا رخ کرے گی۔ کیونکہ اسے معلوم ہے کہ ہم
ہندوستان کی اسی کیرل نامی بندرگاہ کی طرف ہی جا
رہے ہیں۔"

عنبر کہنے لگا:

"ٹھیک ہے۔ ہمیں مایوسی کو دور کر دینا چاہئے۔ کیٹی اگر
کسی مشکل میں پھنس بھی گئی ہے تو ہمیں معلوم ہے کہ وہ
مر نہیں سکتی۔ جب تک کہ اسے آگ میں نہ پھینکا جائے

اور خدا نے چاہا تو ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔ کیٹی میں طاقت
ہے کہ وہ اپنا بچاؤ کر سکے۔ چلو، اب کسی سرائے میں
چلتے ہیں۔"

بندرگاہوں کے قریب سرائے ضرور ہوا کرتی تھی۔ عنبر ناگ ماریا
جولی سانگ اور تھیوسانگ بندرگاہ کیرل کے قریب ہی ایک سرائے
میں آکر اتر گئے۔ اسی وقت ماریا اور ناگ نے کیٹی کی تلاش شروع
کر دی۔ ناگ عقاب کی شکل میں ایک طرف نکل گیا۔ اور ماریا دوسری
طرف جنگلوں میں نکل گئی کہ شاید کہیں سے کیٹی کی خوشبو آ جائے۔
وہ شام کو آس پاس کا سارا علاقہ چھان کر واپس آ گئے۔ انہوں
نے بتایا کہ اردگرد کیٹی کہیں نہیں ہے۔

عنبر نے کہا:

"بہرحال وہ یہاں آ سکتی ہے۔ ہمیں اسی جگہ کچھ عرصہ
رہنا ہوگا۔"

ایک طرف تو عنبر ناگ ماریا جولی سانگ اور تھیوسانگ جنوبی
ہندوستان کی بندرگاہ کیرل کی ایک سرائے میں بیٹھے کیٹی کا انتظار
کر رہے ہیں۔ اور دوسری طرف کستوری ناگن کیرل کی بندرگاہ سے
پانچ سو میل دور ہندوستان کے مشرقی ساحل کے پاس منگل دیپ
کے مندر میں اپنی طاقت واپس حاصل کرنے کے لئے چلّہ کاٹ
رہی ہے۔ ان لوگوں کو اسی جگہ چھوڑ کر ہم واپس کیٹی کی طرف
چلتے ہیں۔ کیٹی کو جب تیندوے نے اپنے بازوؤں میں جکڑا تو

وہ ہوش میں تھی۔ اس نے اپنی پوری طاقت کا زور لگا کر تیندوے
سے نکلنے کی کوشش کی۔ اس کی طاقت کے آگے تیندوے کی
طاقت کوئی حیثیت نہیں رکھتی تھی۔ وہ تیندوے کی گرفت سے
تقریباً نکل گئی تھی کہ تیندوے نے کیٹی کے جسم میں اپنا بیہوشی
کا زہر داخل کر دیا۔ کیٹی فوراً بے ہوش ہو گئی۔ تیندوے نے
اب کیٹی کو ہڑپ کرنے کا ارادہ کر کے اس کے بازو کو دانت مارے
ہی تھے کہ اسے زبردست بجلی کا جھٹکا لگا۔ تو تیندوے نے
کیٹی کو کھوہ میں ایک طرف ڈال دیا۔ کہ شاید کچھ دیر کے بعد اس
کے جسم میں سے بجلی ختم ہو جائے۔ اس کا خیال تھا کہ کیٹی ابھی
تھوڑی دیر میں مر جائے گی۔ مگر کیٹی مر نہیں سکتی تھی۔

دو تین گھنٹے بعد تیندوے نے پھر کیٹی کو دانت مارے تو اسے
ایک بار پھر ایسا زبردست جھٹکا لگا کہ تیندوا ڈر کر وہاں سے بھاگ
گیا۔ کیٹی بے ہوشی کی حالت میں دیر تک کھوہ میں پڑی رہی۔
پھر اسے ہوش آنا شروع ہو گیا۔ کیٹی کو ہوش آیا تو اس نے اپنے
آپ کو ایک تاریک پانی سے بھری ہوئی سرنگ میں دیکھا۔ اسے
یاد آ گیا کہ وہ سمندر میں گر پڑی تھی۔ اور ایک تیندوا اسے جکڑ
کر کھوہ میں لے آیا تھا۔ اب تیندوا اسے کہیں نظر نہیں آ رہا تھا
کیٹی تیرتی ہوئی کھوہ سے باہر آ گئی۔ باہر گہرا تاریک سمندر تھا۔ کیٹی
نے اوپر کی طرف منہ کیا اور ہاتھ پاؤں چلاتی تیزی سے سمندر کی
سطح کی طرف اوپر کو جانے لگی۔

جب وہ سمندر کی سطح پر آئی تو وہاں بھی اندھیرا تھا۔ اس
لئے کہ رات ہو گئی تھی۔ آسمان ستاروں سے بھرا ہوا تھا۔
کیٹی نے دیکھا کہ مشرق کی طرف ایک ستارہ چمک رہا تھا۔ وہ اسی
ستارے کی طرف تیرنے لگی۔ طوفان گزر گیا تھا۔ سمندر کی لہریں پُر
سکون تھیں۔ کیٹی کو اپنا جہاز کہیں نظر نہیں آ رہا تھا۔ اسے عنبر
ماریا ناگ، جولی سانگ اور تھیو سانگ کا خیال آنے لگا۔ کہ وہ
اسے نہ پا کر کتنے اداس ہوئے ہوں گے۔ کیٹی کو معلوم تھا
کہ ان کا جہاز ہندوستان کے مغربی ساحل کی بندرگاہ کیرل کی
طرف جا رہا تھا۔ اور وہ لوگ بھی کیرل ہی کو جا رہے تھے۔ کیٹی بھی
اسی رُخ کو ہی تیر رہی تھی۔

کافی دیر تک تیرتے رہنے کے بعد کیٹی نے محسوس کیا کہ سمندر
لہریں ایک بار پھر بلند ہو رہی ہیں اور ان میں ہل چل پیدا ہو رہی
ہے۔ اس نے دور آسمان پر بادلوں کے سیاہ غبار کو ابھرتے
دیکھا۔ ہوا بھی تیز ہو گئی تھی۔ کیٹی سمجھ گئی کہ ایک بار پھر
سمندر میں طوفان آ رہا ہے۔ دیکھتے دیکھتے بادل آسمان پر
چھا گئے۔ ہوا تیز ہو گئی۔ سمندر کی لہریں اوپر نیچے ہونے
لگیں۔ پھر ہلکی ہلکی بارش شروع ہو گئی۔ اچانک زور سے
آندھی چلنے لگی۔ ہوا کے تھپیڑے سیٹیاں بجاتے ہوئے گزر
رہے تھے۔ موجیں اچھل اچھل کر کیٹی کو ادھر ادھر اچھال
رہی تھیں۔ کیٹی پھر بھی مشرق کی طرف تیرنے کی کوشش کر

کر رہی تھی۔ طوفان کی شدت بڑھتی جا رہی تھی۔ پھر ایسا
ہوا کہ کوہ ہمالیہ جتنی بڑی بڑی لہریں بلند ہونے لگیں۔
لہریں کیٹی کو تنکے کی طرح ادھر ادھر اچھال رہی تھیں۔ کیٹی
سے اب تیرا نہیں جا رہا تھا۔ اس نے اپنے آپ کو لہروں
کے حوالے کر دیا۔ کیونکہ سمندری موجوں میں اس قدر طاقت
تھی کہ کیٹی بھی ان کا مقابلہ نہیں کر سکتی تھی۔

ساری رات سمندر کی طوفانی موجیں کیٹی کو لئے سمندر میں
بھٹکتی پھرتی رہیں۔ خدا خدا کر کے رات کے پچھلے پہر جا کر کہیں
طوفان تھما۔ جب دن کی روشنی پھیلی تو کیٹی سمندر کی موجوں
پر بے سدھ ہو کر لیٹی ہوئی تھی۔ اس نے سر اٹھا کر دیکھا
اسے دور ایک جگہ زمین ابھری ہوئی نظر آئی۔ اس کے دل
میں خیال آیا کہ شاید یہی ہندوستان کا مغربی ساحل ہو۔ اس
نے اس طرف تیرنا شروع کر دیا۔ کوئی ایک گھنٹے کے بعد
سمندری موجیں اسے ابھری ہوئی زمین کے قریب لے گئیں
کیٹی نے دیکھا کہ وہ ایک جزیرہ تھا۔ ہندوستان کا ساحل
نہیں تھا کیونکہ کسی ملک کا ساحل قوس کی طرح شمال جنوب
کی طرف دور تک چلا گیا ہوتا ہے جبکہ اس جزیرے کے
چاروں طرف سمندر تھا۔

کیٹی نے پھر بھی خدا کا شکر ادا کیا کہ چلو کچھ دیر وہ یہاں
آرام کر کے کچھ سوچ تو سکے گی کہ آگے کیا کرنا ہے۔ وہ تیرتی ہوئی

جزیرے کے ساحل پر پہنچ کر ریت پر لیٹ گئی۔ جب اس
کے جسم کو تھوڑا سا سکون پہنچا تو وہ اٹھ کر جزیرے کے درختوں
کی طرف بڑھی۔ یہاں اسے کوئی آبادی نہیں دکھائی دے رہی
تھی۔ ابھی وہ درختوں سے تھوڑی دور ہی تھی کہ ڈھول کی
آواز اس کے کانوں میں پڑی۔ کیٹی نے چونک کر دیکھا کوئی پچاس
کے قریب جنگلی آدمی ناچتے گاتے ڈھول بجاتے تیر لہراتے
اس کی طرف درختوں سے نکل کر بڑھے۔

کیٹی وہیں رک گئی۔ سمجھ گئی کہ یہ آدم خور جنگلی ہیں اور ایک
انسان کو جزیرے میں دیکھ کر خوش ہو رہے ہیں کہ آج
اس کا گوشت بھون کر کھائیں گے۔

کیٹی نے فیصلہ کر لیا کہ وہ ایسا نہیں کرنے دے گی۔ وہ ابھی
ان سے مقابلہ بھی نہیں کرنا چاہتی تھی۔ وہ یہ چاہتی تھی کہ
ان لوگوں کی باتوں سے یہ اندازہ ہو جائے کہ یہاں سے
ہندوستان کا ساحل کتنی دور ہے۔ اور یہاں سے ہندوستان
کے ساحل کی طرف کون سا راستہ جاتا ہے۔ اور کس ذریعے سے
وہاں پہنچا جا سکتا ہے۔

کیٹی خاموش اپنی جگہ پر کھڑی رہی۔

جنگلی آدمیوں نے اسے گھیرے میں لے لیا اور اس کے ارد
گرد ڈھول کی تال پر رقص کرنے اور خوشی کے ترانے گانے
لگے کیٹی نے بہت جلد محسوس کر لیا کہ یہ لوگ بار بار اس کے

آگے سر جھکا کر اس کی تعظیم کر رہے ہیں۔ اور ان کا ار
اس کو کھانے کا نہیں ہے۔

یہ بات کیٹی کے لئے بڑی عجیب تھی۔ ان میں ایک لمبا
اور موٹا تازہ آدمی بھی تھا۔ جس کے سر پر طوطے کے پر
تاج تھا۔ وہ شاید ان کا بادشاہ تھا۔

اس نے بلند آواز میں کہا:

"ملکہ کو شاہی مہمان خانے میں لے چلو۔"

کیٹی چونکی، ضرور کوئی گڑبڑ ہے۔ یہ لوگ اسے ملکہ
سمجھ بیٹھے ہیں۔

کیٹی نے بھی اداکاری کی اور مسکراتے ہوئے ان کے
ساتھ چلنے لگی۔

تھال میں سر

ایک نوجوان جنگلی کیٹی کے بالکل ساتھ ساتھ چل رہا تھا۔
یہ لوگ درختوں کے اندر چلے آئے۔ یہاں سے گذرے
تو کیٹی نے دیکھا کہ ایک کھلی جگہ پر کتنی ہی گول گول جھونپڑیاں
بنی ہوئی تھیں۔ ان کے درمیان ایک بہت بڑی جھونپڑی تھی
جس کے اوپر شیر کا سر لٹک رہا تھا۔ کیٹی کو اس کشادہ جھونپڑی
میں لے جایا گیا۔ جھونپڑی میں ایک چبوترے پر بستر لگا ہوا تھا۔
یہاں ضرورت کی ہر شے موجود تھی۔

نوجوان جنگلی نے کیٹی سے کہا:

"تم اس جگہ پر رہو گی ملکہ!"

یہ کہہ کر وہ باہر نکل گیا۔ اس کے جاتے ہی تین نوجوان لڑکیاں
پھولوں کے ہار اور پھل لے کر آگئیں۔ انہوں نے کیٹی کے بال بنائے
اسے پھولوں کے ہار ڈالے اور تین بار سجدہ کر کے ایک طرف کھڑی
ہو گئیں۔ پھر ایک اور ادھیڑ عمر کی جنگلی عورت اندر داخل ہوئی
تینوں لڑکیاں چلی گئیں اس نے کیٹی کو شربت پلایا۔ پھر پھل پیش
کئے اور سجدہ کرنے کے بعد کہنے لگی:

"سنو: آج سے تم ہمارے جزیرے کی ملکہ ہو۔"
کیٹی نے آنکھیں جھپکا کر اس عورت کو دیکھا اور بولی
"میں تمہاری ملکہ کیسے بن سکتی ہوں!"
عورت نے کہا:
"ملکہ ساگو ہمارے جزیرے کا دستور ہے کہ جب کبھی کوئی سمندر میں بھٹکا ہوا مرد یا عورت ہمارے جزیرے پر آتا ہے تو ہم اسے اپنا بادشاہ یا ملکہ بنا لیتے ہیں اور جب تک کوئی دوسرا انسان بھٹکتا ہوا جزیرے پر نہیں آتا وہ مرد یا عورت اسی وقت تک ہمارا بادشاہ یا ملکہ بنا رہتا ہے۔"
کیٹی نے پوچھا:
"تو کیا پھر پہلے والے بادشاہ یا ملکہ کو تم لوگ چھوڑ دیتے ہو؟ اس کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہو؟"
عورت نے کہا:
"اس وقت ہمارے ہاں ایک مرد بادشاہ موجود ہے۔ تم آگئی ہو تو اب تم ہمارے جزیرے کی ملکہ ہو۔ اس پہلے والے بادشاہ کے ساتھ ہم کیا سلوک کرتے ہیں اس کا بہت جلد تمہیں پتہ چل جائے گا۔
کیٹی نے کہا:
"یہ کون سا جزیرہ ہے اور یہاں سے ملک ہندوستان

کا ساحل کتنی دور ہے۔"
عورت نے کہا:
"ملکہ ساگو! یہ ہمیں کچھ معلوم نہیں۔"
یہ کہہ کر وہ عورت چلی گئی۔ کیٹی نے اٹھ کر باہر دیکھا۔ باہر چند جنگلی برچھے ہاتھوں میں لئے پہرہ دے رہے تھے۔ کیٹی ویسے بھی وہاں سے فرار ہو کر کہاں جاتی؟ یہ لوگ اسے پھر پکڑ کر لے آتے۔ اگر وہ اپنی طاقت استعمال کرکے ان سب کو ہلاک بھی کر ڈالتی تو اس کا کوئی فائدہ نہیں تھا۔ کیٹی کو یہاں اپنی جان کی کوئی فکر نہیں تھی۔ کیونکہ یہ لوگ تو اسے اپنی ملکہ بنا چکے تھے۔ وہ اب صرف یہ معلوم کرنا چاہتی تھی کہ اس جزیرے سے ہندوستان کا ساحل کتنی دور ہے۔ پھر اسے یہاں سے کشتی حاصل کرکے ہندوستان کے ساحل کی طرف فرار ہونا تھا۔ کیٹی چبوترے پر بچھے ہوئے بستر پر آکر لیٹ گئی۔ وہ سوچ رہی تھی کہ جو مرد اس کے یہاں آنے تک جزیرے کا بادشاہ تھا وہ کون ہے؟ اور کہاں ہے؟ ضرور وہ بھی کسی جہاز کے غرق ہو جانے کے بعد کشتی میں تیرتا یہاں تک پہنچا ہو گا۔ اور اسے ضرور پتہ ہو گا کہ یہاں سے ہندوستان کا ساحل کس طرف ہے۔ اس سے مل کر کیٹی یہاں سے کامیابی سے فرار ہو سکتی تھی اور ہندوستان پہنچ سکتی تھی۔
جب ایک لڑکی اس کے لئے بھنا ہوا ہرن کا گوشت اور

چاول لے کر آئی تو کیٹی نے اس سے پوچھا کہ یہاں کا بادشاہ
کہاں ہے؟
لڑکی نے کہا:
"ملکہ ساگو! وہ قید میں ہے۔"
کیٹی چونکی۔ تو کیا یہ لوگ نئی ملکہ یا بادشاہ ملنے پر پرانی ملکہ یا
بادشاہ کو قید کر لیتے ہیں؟ کیٹی کی سمجھ میں یہ معمہ نہ آیا۔
اس نے پوچھا:
"تم پہلے والے بادشاہ کو قید کیوں کر لیتے ہو؟"
لڑکی نے سر جھکا کر کہا:
"ملکہ ساگو! ہمیں یہ بتانے کی اجازت نہیں ہے۔"
اور لڑکی چلی گئی۔ کیٹی عجیب الجھن میں پڑ گئی۔ یہ بات تو صاف
ہو گئی تھی کہ یہ لوگ جو کوئی بھی اس جزیرے میں بھٹکتا ہوا
آتا ہے اسے اپنا بادشاہ یا ملکہ بنا لیتے ہیں۔ لیکن نیا بادشاہ یا
ملکہ مل جانے پر یہ پہلے والے بادشاہ اور ملکہ کو قید میں کس لئے
ڈال لیتے ہیں؟ یہ بات کیٹی کی سمجھ میں نہیں آ رہی تھی۔ دن گذر
گیا۔ شام کے وقت لڑکیاں کیٹی کو چشمے پر لے گئیں۔ وہاں انہوں
نے کیٹی کو غسل دیا۔ اسے صاف ستھرے کپڑے پہنائے۔ کیٹی نے
ان سے بھی باتوں باتوں میں پوچھا کہ جو پہلے یہاں کا بادشاہ تھا
وہ کہاں ہے۔ مگر کسی نے اس کے سوال کا جواب نہ دیا۔
ان میں سے ایک عورت نے صرف اتنا بتایا کہ ایک برس پہلے

یہ آدمی کسی جہاز کے غرق ہو جانے کے بعد ایک ٹوٹے ہوئے
تختے پر تیرتا ہمارے جزیرے پر آ گیا تھا۔ اور ہم نے اسے
بادشاہ بنا لیا۔
کیٹی نے پوچھا:
"اس سے پہلے جو بادشاہ تھا وہ کہاں گیا؟"
اس پر عورت خاموش ہو گئی۔ کیٹی کے لئے یہ معمہ
نہایت پریشان کن تھا۔ بہرحال اس نے یہ پتہ چلانے کی
کوشش شروع کر دی کہ اس سے پہلے جو جزیرے کا بادشاہ
تھا وہ کس جگہ قید ہے۔ مگر یہ موقع اسے نہ مل سکا اور کیٹی کی
تاج پوشی کا دن آ گیا۔
ایک روز اسے لینے کے لئے ساری لڑکیاں آ گئیں۔ انہوں
نے کیٹی کو ملکہ کا لباس پہنایا۔ پھر اس کے آگے سجدے کئے اور
ایک تخت پر بٹھا کر باہر لے گئیں۔ باہر ایک شاندار چبوترے پر
ہرن اور شیر کی کھالیں بچھی تھیں۔ اوپر ایک تخت رکھا تھا جس
پر مخمل کے تکئے لگے تھے۔ سارے جنگلی اور ان کا سردار ایک
طرف ادب سے کھڑے تھے۔ کیٹی کو ملکہ کے لباس میں دیکھ
کر سب نے خوشی سے نعرے لگائے۔ کیٹی کو تخت پر بٹھا دیا
پھر سردار نے آگے بڑھ کر کیٹی کے سر پر خوبصورت تاج رکھ
دیا۔ اس کے ساتھ ہی ڈھول بجنے لگے۔ اور جنگلی خوشی سے
رقص کرنے لگے۔

پھر سردار نے ہاتھ اٹھا کر کہا:

"ملکہ ساگو! آج سے ہمارے جزیرے کی ملکہ ہے۔ جب تک اس جزیرے پر کوئی اور بھٹکتا ہوا آدمی یا عورت نہیں آتی ملکہ ساگو ہماری ملکہ رہے گی۔"

اب کیٹی سے نہ رہا گیا۔ اس نے بلند آواز میں کہا:

"جو تمہارا پہلے بادشاہ تھا وہ کہاں ہے؟"

سردار نے ہاتھ اٹھایا اور اپنے خاص آدمی سے کہا:

"پہلے بادشاہ کو لایا جائے۔"

فوراً چار آدمی سامنے والی جھونپڑی کی طرف دوڑے۔ تھوڑی دیر بعد وہ باہر نکلے تو انہوں نے ایک طشت اٹھا رکھا تھا۔ جس پر ایک آدمی کا کٹا ہوا سر پڑا تھا۔

سردار نے کیٹی سے کہا:

"ملکہ ساگو! یہ ہمارے پہلے بادشاہ کا سر ہے۔ ہمارا اصول ہے کہ جب ہم کو نئی ملکہ یا بادشاہ مل جاتا ہے تو ہم اس پہلے بادشاہ یا ملکہ کو قتل کر دیتے ہیں۔ کیونکہ ہمیں پھر اس کی ضرورت نہیں رہتی۔"

کیٹی ایک بار تو کانپ گئی۔ تھال میں بے چارے ایک بے گناہ مرد کا کٹا ہوا سر ادھر ادھر لڑھک رہا تھا۔

سردار نے کہا:

"ملکہ ساگو: مردہ بادشاہ کے سر پر ہاتھ رکھ کر اس کو جنت

میں پہنچا دو۔"

کیٹی سمجھ گئی کہ یہ لوگ نئی ملکہ یا بادشاہ ملنے پر اس کے ساتھ بھی یہی سلوک کریں گے۔ مگر وہ خلائی عورت تھی اسے قتل کرنا کوئی آسان بات نہیں تھی۔ کیٹی نے دل میں اب یہی ارادہ کر لیا تھا کہ وہ یہاں سے چل بھی جائے تو آخر کدھر جائے گی۔ اسے سمندر کے راستوں کا کچھ پتہ نہیں تھا۔ اس نے یہی سوچا کہ یہاں ان کی مرضی کے مطابق حکومت کرے اور کسی طرح ان سے یہ معلوم کرے کہ یہاں سے ہندوستان کا ملک کون سی سمت کو ہے اور پھر ایک روز کسی کشتی میں سوار ہو کر یا ویسے ہی سمندر میں چھلانگ دے اور وہ ہندوستان پہنچنے کی کوشش کرے۔

چنانچہ کیٹی نے مردہ بادشاہ کے کٹے ہوئے سر پر اپنا ہاتھ رکھ دیا اور کہا:

"جاؤ جنت میں چلے جاؤ۔"

جنگلی بڑے خوش ہوئے کہ ان کی ملکہ سب کچھ جانتی ہے انہوں نے زور زور سے نعرے بلند کئے۔ ملکہ کے لئے بڑے جھونپڑے کو اب ایک محل کی طرح سجا دیا گیا۔ کیٹی ملکہ کے لباس میں ہر روز صبح باہر دربار لگاتی۔ اسے پھولوں، پھلوں اور سمندری موتیوں کے تحفے پیش کئے جاتے۔ جو سردار ایک خاص خزانے میں جمع کر دیتا۔ عورتیں اور لڑکیاں ہر وقت ملکہ کی خدمت پر موجود رہتیں۔ کیٹی کو بہت کم وہاں سے ادھر ادھر جانے کا موقع ملتا۔ پہلے والا بادشاہ تو قتل کر دیا گیا

تھا۔ اب کیٹی اس ٹوہ میں تھی کہ اگر اس جزیرے پر
یا عورت اس جزیرے پر کسی ڈوبے ہوئے جہاز سے بچ کر
کیٹی وہیں اسے کسی جگہ چھپا دے تاکہ اس کے ساتھ مل کر
جزیرے سے فرار ہونے کی کوشش کرے۔ اسے یقین تھا کہ
بھی اس جزیرے پر آئے گا اسے اتنا ضرور اندازہ ہوگا کہ یہاں
ہندوستان کس طرف ہے۔

کیٹی ویسے تو ساحل سمندر پر چل پھر نہیں سکتی تھی۔ اس نے
ڈرامہ کھیلنے کا فیصلہ کیا۔ اس نے ایک صبح اٹھ کر اعلان کیا کہ
کو اس کے خواب میں سمندروں کا دیوتا آیا تھا اور اس نے حکم
ہے کہ ملکہ ہر روز دن میں ایک بار سمندر کے کنارے خود جا کر سمندر
میں پھول ڈالا کرے۔ اس وقت اس کے ساتھ اور کوئی نہ ہو۔
کو یہ خواب کچھ پسند نہ آیا۔ مگر جنگلی لوگ وہم پرست تھے۔ انہوں
نے کہا کہ ملکہ سمندر کے دیوتا کو پھول ضرور پیش کرے گی۔ تاکہ ان کے
جزیرے پر زیادہ پھل اگیں۔ زیادہ پھول پیدا ہوں اور وہ خوش حال
ہوں۔ سردار کو بھی ان کی بات ماننی پڑی۔ سردار نے بھی اعلان کر دیا
کہ ملکہ دن کے وقت سمندر کے کنارے اکیلی جا کر سمندر کے دیوتا کو
پھول پیش کر سکتی ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی سردار نے دو آدمیوں
کو خفیہ طور پر کیٹی کے پیچھے لگا دیا۔ کہ وہ اس کا خیال رکھیں کہ کہیں
ملکہ جزیرے سے فرار نہ ہو جائے۔ کیٹی روز صبح سمندر پر جاتی اور
پھول لہروں پر پھینک دیتی۔

وہ سمندر کے کنارے چل پھر کر غور سے دیکھتی کہ کہیں کوئی بھولا
بھٹکا مسافر تو وہاں نہیں پڑا ہوا۔ دس پندرہ دن گزر گئے مگر وہاں
کوئی بھٹکا ہوا مسافر نہ آیا۔ ایک دن جزیرے میں بڑے زور کا
طوفان آیا۔ سارا دن آندھیاں چلتی رہیں۔ سمندر کی موجیں جزیرے کے
اندر تک آ گئیں۔ کئی جھونپڑیاں ہوا کے ساتھ اڑ گئیں۔ کیٹی نے
سوچا کہ ضرور اس طوفان میں کسی نہ کسی جہاز کو نقصان پہنچا ہوگا۔
اگر وہ جہاز ڈوب گیا ہوگا تو اس کا ایک آدھ مسافر کسی تختے سے
چمٹا جزیرے پر ضرور آئے گا۔ کیونکہ اس زمانے میں بادبانی جہاز
اتنے مضبوط نہیں ہوتے تھے۔ دوسرے دن کیٹی رسم کے مطابق
پھول لے کر سمندر کے کنارے گئی۔ اسے وہاں درخت گرے ہوئے
نظر آئے مگر کوئی مسافر دکھائی نہ دیا۔ سردار کے خفیہ آدمی بھی
کیٹی کے پیچھے لگے ہوئے تھے۔ اور درختوں کے پیچھے چھپے چھپے اس
کی نگرانی کر رہے تھے۔

کیٹی کو شبہ تھا کہ سردار نے اس کے پیچھے اپنے آدمی ضرور
لگا دیے ہوں گے۔ اس لئے وہ ایسی کوئی حرکت نہیں کرتی تھی
جس سے کسی کو شک ہو۔ اس نے سوچا کہ وہ ان خفیہ جاسوسوں
کو دھوکا دے کر رات کو یہاں آئے گی۔ ممکن ہے رات کو کہیں
کوئی بھولا بھٹکا مسافر مل جائے جو کسی جگہ چھپا بیٹھا ہو۔ مگر رات
کو باہر نکلنا آسان نہیں تھا۔ پھر بھی کیٹی آدھی رات کو جھونپڑے
کے پچھلے دروازے سے نکل کر سمندر کی طرف چل پڑی۔ اس نے

سیاہ چادر اوڑھ رکھی تھی۔ رات بھی تاریک تھی۔ ہر طرف اندھیرا چھایا تھا۔ کیٹی اندھیرے میں سمندر کے کنارے کنارے چلتی رہی۔ اس نے جگہ جگہ جھاڑیوں میں دیکھا۔ اسے کہیں کوئی بھولا بھٹکا مسافر دکھائی نہ دیا۔ کیٹی واپس اپنے جھونپڑی محل میں آ گئی۔ اس نے طے کیا کہ وہ دوسری رات پھر چھپ کر وہاں خود آئے گی۔

دوسری رات کو وہ ابھی اپنے جھونپڑے میں ہی تھی اور باہر جانے کی تیاریاں کر رہی تھی کہ اسے کھٹکا سنائی دیا۔ یہ ایسی آواز تھی جیسے کوئی کسی پتھر سے ٹکرا کر گر پڑا ہو۔ کیٹی نے سیاہ چادر اوڑھی اور خفیہ دروازے سے باہر نکل کر اندھیرے میں دیکھا اسے ایک جھاڑی کے پیچھے دو انسانی آنکھیں چمکتی نظر آئیں۔ کیٹی جلدی سے جھاڑی کے پاس گئی۔ ایک انسانی سایہ دوسری طرف بھاگا۔

کیٹی نے آہستہ سے آواز دی:

"ٹھہرو! میں تمہاری مدد کروں گی۔"

سایہ وہیں رک گیا۔ کیٹی اس کے قریب گئی تو دیکھا کہ یہ ایک نوجوان ہے جس کے کپڑے پھٹے ہوئے ہیں۔ سر کے بال بکھرے ہوئے ہیں۔ اور آنکھوں سے وحشت ٹپک رہی ہے۔ اس نے اپنا ہاتھ منہ کے قریب لا کر خشک آواز میں کہا۔ "پانی"۔

کیٹی سمجھ گئی کہ یہی وہ نوجوان ہے جو کسی ڈوبے ہوئے جہاز

سے بچ کر اس جزیرے میں کسی طرح پہنچ گیا ہے۔ کیٹی اسے جلدی سے اپنی جھونپڑی میں لے گئی۔ نوجوان کو شربت پلایا۔

شربت پی کر نوجوان کو کچھ ہوش آیا۔

کیٹی نے پوچھا:

"تم اس جزیرے میں کیسے پہنچے ہو؟"

نوجوان نے کیٹی کو بتایا کہ طوفان میں اس کا جہاز ڈوب گیا۔ وہ بڑی مشکل سے ایک تختے پر بیٹھ کر سمندر میں چار دن بھٹکتے رہنے کے بعد یہاں پہنچا ہے۔ وہ ڈر کے مارے کسی کو آواز نہیں دے رہا تھا۔ کہ کہیں یہ جنگلی آدم خور نہ ہوں۔

نوجوان نے کیٹی سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ تم مجھے اس جزیرے کی جنگلی عورت نہیں لگتی ہو۔ اب کیٹی نے اسے ساری کہانی کھول کر سنا دی۔ اس نے نوجوان کو یہ بھی بتا دیا کہ وہ خوش قسمت ہے کہ کسی جنگلی کے ہاتھ نہیں آیا۔ ورنہ وہ اسے جزیرے کا بادشاہ بنا دیتے لیکن جب کوئی دوسرا شخص جزیرے پر آتا تو یہ جنگلی اس کا سر کاٹ ڈالتے۔

نوجوان نے کہا:

"کیا یہاں سے فرار ہونے کے لیے کوئی کشتی مل جائے گی؟ میں یہاں سے نکل جانا چاہتا ہوں۔"

کیٹی نے کہا:

"کیا تم سمندری راستے سے واقف ہو؟"

نوجوان نے کہا:

"میرا نام شانگا ہے۔ میں اپنے جہاز کا ملاح تھا۔ اگر مجھے کشتی مل جائے تو میں یہاں سے فرار ہو کر ملک ہندوستان پہنچ سکتا ہوں۔"

کیٹی نے خوش ہو کر پوچھا:

"کیا تمہیں ہندوستان کا سمندری راستہ معلوم ہے؟"

شانگا بولا:

"ہاں: میں کئی بار اس راستے سے ہندوستان کا سفر کر چکا ہوں۔ ستاروں اور سورج کے اندازے سے میں دس روز میں ہندوستان پہنچ جاؤں گا۔"

کیٹی نے کہا:

"میں بھی تمہارے ساتھ چلوں گی۔ کیونکہ اب تم یہاں آ گئے ہو تو یہ لوگ میرا سر کاٹ ڈالیں گے۔ اور تمہیں بادشاہ بنا دیں گے۔ اس کے بعد جب کوئی اور مسافر جزیرے پر پہنچ گیا تو پھر اسے بادشاہ بنا کر تمہارا سر کاٹ دیا جائے گا۔"

نوجوان شانگا کہنے لگا:

"اگر ہمیں کشتی مل جائے اور اس میں ہم پانچ چھ دن کے لئے پانی اور کچھ پھل رکھ لیں تو میں تمہیں بھی اپنے ساتھ لے چلنے کو تیار ہوں۔

تمہارا نام کیا ہے؟"

"کیٹی" کیٹی نے کہا:

شانگا کہنے لگا:-

"میں جنگل میں جا کر چھپ جاتا ہوں۔ کیونکہ یہاں میں پکڑا جاؤں گا۔ تم کشتی اور خوراک کا انتظام کر کے مجھے بتا دینا۔ پھر ہم یہاں سے نکل جائیں گے۔"

کیٹی نے کہا:

"آؤ میں تمہیں ایک خفیہ جگہ پر چھپا آتی ہوں۔ تم ادھر ادھر کہیں چھپ گئے تو یہ جنگلی تمہیں پکڑ لیں گے۔ تم صرف چند روز کے لئے بادشاہ بنو گے اور پھر تمہارا سر بھی کاٹ کر پھینک دیا جائے گا۔"

کیٹی نے سیاہ چادر اوڑھی اور نوجوان کو لے کر جھونپڑی کے خفیہ دروازے سے نکال کر تاریک جنگل میں اس طرف لے گئی جہاں وہ غسل کرنے جایا کرتی تھی۔ یہاں راستے میں اونچی نیچی چٹانیں ابھری ہوئی تھیں۔ ان کے درمیان ایک کھائی تھی۔ کھائی میں ایک طرف چھوٹا سا غار تھا۔ جس کے آگے درختوں نے پردہ کر رکھا تھا۔ اس غار میں شانگا کو کیٹی نے چھپا دیا اور کہا:

"میں کل کسی وقت تمہارے لئے کھانا لے کر آؤں گی۔ تم یہاں سے ہرگز ہرگز باہر مت نکلنا۔"

یہ کہہ کر کیٹی واپس آ گئی۔ ساری رات وہ وہاں سے کشتی حاصل

کرنے کے بارے میں سوچتی رہی۔ دوسرے دن لڑکیاں اسے نہانے
کے لئے تالاب کی طرف لے گئیں تو کیٹی اپنے کپڑوں میں کچھ چاول اور
مچھلی کا گوشت چھپا کر لے گئی تھی۔ اس نے لڑکیوں سے کہا:

"آج وہ اکیلی جا کر نہائے گی۔"

لڑکیاں اسے ملکہ سمجھتی تھیں اس لئے فوراً وہاں سے چلی گئیں۔
وہاں سے وہ غار بالکل ہی قریب تھا جہاں شانگا چھپا ہوا تھا۔ کیٹی
بھاگ کر غار میں گئی۔ شانگا کو چاول مچھلی دی اور کہا:

"میرے پاس زیادہ وقت نہیں ہے۔ تم میرے جانے
کے بعد تالاب میں سے چھپ کر پانی پی لینا۔"

کیٹی واپس تالاب پر آگئی۔ غسل کرنے کے بعد وہ جنگل میں
چلی تو لڑکیاں اسے وہاں بیٹھی مل گئیں۔ جو اس کے ساتھ چھوٹا
محل تک گئیں۔

اس روز کیٹی نے اپنی ایک بوڑھی لونڈی سے کرید کرید کر
یہ بھی پتہ لیا کہ کشتیاں کس طرف کھڑی ہیں۔

بوڑھی لونڈی کی زبانی کیٹی کو پتہ چلا کہ کشتیاں جزیرے کی دوسری
جانب ساحل پر چٹانوں کے ساتھ ریت پر کھڑی ہوتی ہیں۔ کیٹی
اسی رات خفیہ دروازے سے نکل کر شانگا کے غار میں گئی اور اسے
بتا دیا کہ کشتیاں جزیرے کے جنوبی ساحل پر کھڑی ہوتی ہیں۔

شانگا سوچ میں پڑ گیا اور بولا:

"وہاں ناریل کے درخت ہوں گے کیا؟"

کیٹی بولی:

"میرا خیال ہے اگر جزیرے کے اس ساحل پر ناریل
کے درخت ہیں تو جنوبی ساحل پر بھی ہوں گے۔"

شانگا بولا:

"بس ٹھیک ہے۔ ہم پانچ دن کے لئے ناریل کشتی میں
رکھ لیں گے۔ یہ ہماری پیاس بھی مٹائیں گے اور بھوک
بھی۔ میں کسی وقت اندھیرے میں جا کر ان کشتیوں کو
دیکھ آتا ہوں۔"

کیٹی نے کہا:

"احتیاط سے جانا۔ تمہیں کسی نے دیکھ لیا تو وہ تمہیں وہیں
دبوچ لیں گے اور یہاں آ کر میرا سر کاٹ دیا جائے گا
لیکن کچھ روز بعد تمہارا سر بھی کٹ جائے گا۔ اس جزیرے
کا یہی رواج ہے۔"

شانگا آہستہ سے بولا:

"میں احمق نہیں ہوں۔ تم بالکل فکر نہ کرو۔"

دوسرے روز جب رات گہری اندھیری ہو گئی تو شانگے نے اپنے
جسم کے ساتھ جھاڑیاں باندھیں اور جزیرے کے جنوبی کنارے کی طرف
چل پڑا۔ وہ پھونک پھونک کر قدم اٹھاتا جھاڑیوں میں سے گذرتا
جا رہا تھا۔ یہ علاقہ بالکل ویران تھا۔ اس لئے سردار نے ادھر پہرہ
نہیں لگایا تھا۔ شانگا آخر سمندر کے کنارے پہنچ گیا۔ یہاں اسے

ریت پر کئی کشتیاں دکھائی دیں۔ یہ کشتیاں زیادہ بڑی نہیں تھیں
مگر بڑی محفوظ تھیں۔ وہاں کوئی جنگلی آدمی نہیں تھا۔ شانگا نے ان
سے آخری کشتی کو چن لیا۔ ساحل پر ناریل کے بے شمار درخت رات
کی سمندری ہوا میں جھوم رہے تھے۔ شانگا نے زمین پر گرے ہوئے
بہت سے ناریل اٹھا کر آخری کشتی میں ایک طرف رکھ دئے اور
دبے پاؤں چلتا اپنے غار میں واپس آگیا۔ اگلی رات جب کیٹی اندر
میں خفیہ دروازے سے نکل کر شانگا کے پاس آئی تو اس نے اسے
خوش خبری سنائی کہ کشتی بالکل تیار ہے اب انہیں یہاں سے فرار
ہو جانا چاہئے۔

دونوں نے مل کر یہ فیصلہ کیا کہ کل رات وہ جزیرے سے فرار ہو
جائیں گے۔ دوسری رات کو کیٹی نے جلدی ہی کنیزوں کو جھونپڑے سے
سے بھیج دیا۔ جب رات گہری ہوگئی اور جزیرے میں سناٹا چھا گیا
تو کیٹی خفیہ دروازے سے نکل کر شانگا کے غار کی طرف چل پڑی
شانگا پہلے ہی سے اس کا انتظار کر رہا تھا۔ دونوں وہاں سے کشتی
طرف روانہ ہوگئے شانگا اسے آخری کشتی کے قریب لے گیا اور
آہستہ سے بولا:

"کشتی میں میں نے بہت سے ناریل رکھ دیئے ہیں
یہ پانچ چھ دن کے لئے ہمارے کھانے کے لئے کافی
ہوں گے۔"

شانگا نے کشتی کو ریت پر سمندر کی طرف کھینچا۔ جونہی اس

نے کشتی کو کھینچا اس کی آواز پیدا ہوئی اور چھ سات جنگلی ایک طرف
سے نکل کر آگئے۔ انہوں نے آتے ہی کشتی اور شانگا کو دبوچ
لیا۔ شانگا کی گردن پر چھرا رکھ دیا۔ اور دونوں کو گھسیٹتے ہوئے ایک
طرف لے گئے۔ انہوں نے فوراً ڈھول بجانا شروع کر دیا۔ یہ خطرے
کا اشارہ تھا۔ ایک دم سے وہاں پچاس ساٹھ جنگلی سر پہ پہنچ گئے
کیٹی نے سوچا کہ اگر میں یہاں ان جنگلیوں کا مقابلہ کرتی ہوں تو یہ لوگ
شانگا کو ضرور مار ڈالیں گے۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ اب معاملہ
کھلے میدان میں ہی طے ہونا چاہئے۔ کیٹی نے اپنی سیاہ چادر اتار
کر پھینک دی اور کہا:

"میں تمہاری ملکہ ساگو ہوں۔ اس نوجوان کو چھوڑ دو۔"

سردار بھی وہاں بھاگتا ہوا آگیا تھا۔ ڈھول کی آواز نے سارے
جنگلیوں کو بیدار کر دیا تھا۔

سردار نے ملکہ کو دیکھا تو حیرت سے پوچھا۔

"ملکہ ساگو! تم یہاں کیسے آگئیں؟"

ایک جنگلی نے کہا:

"سردار یہ نوجوان جزیرے پر نیا آیا ہے۔ ملکہ اسے
یہاں سے لیکر بھاگ رہی تھی۔"

سردار نے قہقہہ لگا کر کہا:

"ملکہ اب بھاگ کر کہیں نہیں جا سکتی۔ اس کی
جگہ اب یہ نوجوان بادشاہ ہوگا۔ اور ملکہ کا سر صبح ہوتے

ہی کاٹ دیا جائے گا۔"

شانگا نے جلدی سے کہا:

"تم لوگ جنگلی ہو وحشی ہو۔ ملکہ کو ہلاک مت کرو۔"

سردار نے کہا:

"تم ہمارے بادشاہ ضرور ہو۔ مگر یہاں ہمارا قانون چلتا ہے۔ تم کو اس قانون کے ساتھ چلنا ہوگا۔ آج ملکہ کا سر اڑا دیا جائے گا۔ کل کوئی دوسرا اجنبی آگیا تو تمہارا سر اڑا کر اسے بادشاہ بنا دیا جائے گا۔"

سردار نے حکم دیا [illegible]

دونوں کو الگ الگ جھونپڑیوں میں بند کر دیا گیا۔ شانگا کی تو خوب آؤ بھگت ہونے لگی۔ لڑکیاں اس کے جھونپڑے میں پھل پھول اور شربت لے کر گئیں۔ اور کیٹی کو رسیوں سے جکڑ کر ایک جھونپڑی میں ڈال دیا گیا۔ کیٹی چپ تھی۔ وہ ایک خاص وقت کا انتظار کر رہی تھی۔ پھر رات بیت گئی اور صبح کی روشنی نمودار ہونے لگی۔ جب دن چڑھ آیا تو سردار دو آدمیوں کے ساتھ کیٹی کے جھونپڑے میں داخل ہوا۔ ایک آدمی کے ہاتھ میں وہ تھال تھا جس میں کیٹی کی کٹی ہوئی گردن رکھی تھی۔ اور دوسرے کے ہاتھ میں وہ تلوار تھی جس سے کیٹی کی گردن کاٹی جانے والی تھی۔ سردار پہلے ہی کیٹی کے خلاف تھا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ کوئی عورت جزیرے کی ملکہ بنے مگر وہ مجبور ہو گیا تھا۔ کیونکہ جزیرے پر خواہ کوئی مرد آئے خواہ عورت

جزیرے کے قانون کے مطابق اسے ملکہ یا بادشاہ بنانا ہی پڑتا تھا۔

سردار کے چہرے پر نفرت بھری مسکراہٹ تھی۔

اس نے کیٹی کی طرف دیکھ کر کہا:

"آج میرے دل کی حسرت پوری ہوگی۔ تمہارا سر کاٹ کر اس تھال میں رکھ دیا جائے گا۔"

کیٹی کا چہرہ پرسکون تھا۔ اس نے کہا:

"احمق آدمی تمہاری یہ حسرت کبھی بھی پوری نہیں ہوگی۔ کیونکہ دنیا کی کوئی شے میری گردن اتارنے میں کامیاب نہیں ہو سکتی۔"

سردار نے گرجدار آواز میں کہا:

"تمہاری گردن ابھی زمین پر پڑی ہوگی۔"

اس کے ساتھ ہی سردار نے جلاد کو اشارہ کیا۔ جلاد نے تلوار اٹھائی۔ سر کے اوپر لہرائی اور زور سے کیٹی کی گردن پر مار دی مگر کیٹی کی گردن اپنی جگہ پر ہی لگی رہی۔ الٹا تلوار ٹوٹ گئی۔ کیٹی ہوائی مخلوق تھی مگر ایک عرصے سے زمین پر رہنے اور کنوئیں کے جن سے دوستی ہو جانے کے بعد اس میں اتنی طاقت آگئی تھی کہ اگر وہ ارادہ کرے تو اس کا جسم پتھر کا ہو جاتا تھا۔ جب کہ عنبر ناگ اور جولی ناگ کے ساتھ ایسا نہیں تھا۔ ان کے جسموں پر زخم ضرور لگتا تھا مگر خون نہیں نکلتا تھا۔ اور زخم ربڑ کی طرح فوراً مل جاتا تھا۔

کیٹی کی گردن نہ کٹی اور تلوار کے دو ٹکڑے ہو گئے تو سردار دنگ سا ہو کر رہ گیا۔ اور اس نے فوراً جیب سے خنجر نکالا لیا اور خود کیٹی پر وار کیا۔

اب کیٹی نے ایک ہی جھٹکے سے اپنے جسم کے گرد بندھی ہوئی رسیوں کو توڑ کر پھینک دیا۔ اور سردار کے خنجر والے ہاتھ کو پکڑ کر اسے اتنی زور سے گھمایا کہ سردار زمین پر لٹو کی طرح گھومنے لگا۔ گھومتے گھومتے وہ درخت کے ساتھ جا کر ٹکرا گیا۔ اور وہیں بیٹھا پھٹی پھٹی آنکھوں سے کیٹی کی طرف دیکھنے لگا۔

اب کیٹی نے آگے بڑھ کر سردار کو گردن سے پکڑ کر چوہے کی طرح زمین سے پانچ فٹ اوپر اٹھا لیا اور اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر گرجدار آواز میں بولی:

"تم نہ جانے کتنے معصوم لوگوں کا خون کر چکے ہو۔ کیا تمہیں معلوم نہیں تھا کہ ظلم کا بدلہ ضرور مل کر رہتا ہے؟ آج وہ وقت آگیا ہے کہ تجھ سے تمہارے تمام گناہوں کا پورا پورا حساب لیا جائے گا۔"

سردار کا جسم خوف سے کانپ رہا تھا۔ کیٹی نے اسے چوہے کی طرح اٹھا رکھا تھا۔ وہ اسے اسی طرح لے کر اس میدان کی طرف آگئی جہاں شانگا کے جھونپڑے میں اس کی آؤ بھگت ہو رہی تھی۔ جنگلی اپنے سردار کو چوہے کی طرح ملکہ کے ہاتھ

میں لٹکا ہوا دیکھ کر کیٹی کی طرف دوڑے۔ مگر کیٹی نے دوسرے ہاتھ سے تین جنگلیوں کو موت کی نیند سلا دیا۔ پھر سردار کو زور سے اوپر اچھالا۔ سردار درختوں کے اوپر تک چلا گیا اور قلابازیاں کھاتا زمین پر دھپ سے گرا اور اس کی ہڈیاں چور چور ہو گئیں۔ وہ مر چکا تھا۔

شور سن کر شانگا بھی باہر نکل آیا۔ اس نے کیٹی کو دیکھا تو اس کی طرف دوڑا۔

"کیٹی، خدا کا شکر ہے کہ تم زندہ ہو۔ میں تو سمجھا تھا کہ ان لوگوں نے تمہیں مار ڈالا ہے۔"

کیٹی نے تمام جنگلیوں کی طرف منہ کر کے کہا:

"سنو! آج سے اس جزیرے کا پرانا قانون ختم ہوتا ہے اب جو کوئی بھی اس جزیرے پر آئے گا اسے بادشاہ نہیں بنایا جائے گا۔ اور نہ ہی پرانے بادشاہ کی گردن اڑائی جائے گی۔ میں سمندر کی دیوی کیٹی بول رہی ہوں۔ ملکہ کا بھیس بدل کر میں تمہاری نگرانی کرنے آئی ہوں۔ تم لوگوں نے نہ جانے کتنے بے گناہوں کو ہلاک کر ڈالا ہے۔"

سب جنگلیوں نے کہا:

"ایسا کبھی نہیں ہوگا سمندر کی دیوی! ایسا پھر کبھی نہیں ہوگا ہم اس جزیرے پر امن و سلامتی سے رہیں گے۔ کوئی بھولا بھٹکا

مسافر جزیرے پر آگیا تو ہم اس کی خدمت کریں گے اور اسے
کشتی میں بٹھا کر دور تک چھوڑ آئیں گے۔
کیٹی نے کہا:
"ٹھیک ہے تم لوگ اب ہمارے لئے کشتی تیار
کرکے لاؤ جو شاندار اور مضبوط ہو۔ کیونکہ میں اور یہ
نوجوان اب تمہارے جزیرے پہ نہیں رہیں گے۔ ہم
ہندوستان کی طرف جائیں گے۔"
جنگلی تو کیٹی کے آگے پیچھے پھر رہے تھے۔ اسی وقت انہوں
نے ایک کافی بڑی کشتی کو سجا دیا۔ اس میں ضرورت کی ساری
چیزیں بھر دیں۔ مچھلی اپلے چاول، پھل، ناریل، میٹھا پانی
وغیرہ۔ کیٹی نے شانگا کو کشتی میں بٹھا دیا۔ پھر خود ایک بار جزیرے
کے لوگوں کو خبردار کیا کہ وہ جزیرے پر آنے والے تباہ حال
مسافروں کی مدد کریں اور انہیں کشتی دے کر یہاں سے رخصت
کریں۔ اور پھر خود بھی کشتی میں بیٹھ گئی۔ شانگا ایک تجربہ کار
ملاح تھا۔ اور اس سمندر کے چپے چپے سے واقف تھا
اس نے کشتی کو مشرق کی طرف چلانا شروع کر دیا اور
آہستہ آہستہ جزیرے کا ساحل دور ہونے لگا۔
جنگلی ساحل پر کھڑے ہوئے تھے اور ملکہ کی شان میں
نعرے لگا لگا کر ان کو الوداع کہہ رہے تھے۔

○

پانچ دن کے سمندری سفر کے بعد انہیں ہندوستان کا
ساحل دکھائی دیا۔
راستے میں شانگا نے کیٹی سے پوچھا تھا کہ اس کے پاس اتنی
طاقت کہاں سے آگئی تھی۔ اس کے جواب میں کیٹی نے یہی بتایا کہ
جب اسے غصہ آتا ہے تو ایک خاص جادو کے ذریعے اس کے
پاس یہ زبردست طاقت آجاتی ہے۔ کشتی ہندوستان کے ساحل
کے ساتھ جاکر لگ گئی۔ معلوم ہوا کہ کیرل کی بندرگاہ وہاں سے پندرہ
کوس شمال کی طرف ہے۔ شانگا نے کیٹی کو کیرل کی بندرگاہ پر پہنچا دیا
اور خود دوسرے شہر کی طرف چلا گیا۔ کیرل میں آتے ہی کیٹی کا چہرہ
خوشی سے کھل اٹھا کیونکہ اسے اس شہر سے عنبر ناگ ماریا اور
جولی سانگ وغیرہ کی خوشبو آرہی تھی۔ دوسری طرف عنبر ناگ وغیرہ
کو بھی جب کیٹی کی خوشبو آئی تو وہ سرائے سے باہر نکل آئے۔
دور سے کیٹی کو آتا دیکھ کر عنبر ناگ ماریا تھیو سانگ اور جولی سانگ
اس کی طرف دوڑے۔ انجد اسے سرائے میں لے آئے۔ سرائے میں
آکر کیٹی نے ان سب کو اپنی کہانی سنائی تو وہ بڑے حیران ہوئے۔

تھیوسانگ کہنے لگا۔

"ہم ایک بار پھر اکٹھے ہوگئے ہیں۔ معلوم نہیں کب پھر جدا ہو جائیں گے۔ اس لئے ہمیں اسی خوشی میں دریا پر چل کر کشتی کی سیر کرنی چاہیئے۔"

سب تیار ہوگئے۔ کیرل شہر کے اندر ایک دریا کھیتوں اور ناریل کے باغوں کے درمیان سے ہو کر گذرتا تھا۔ یہ سارے دوست ایک کشتی میں بیٹھ گئے اور دریا کی سیر کرنے لگے۔ دریا زیادہ چوڑا نہیں تھا۔ اس کے کنارے بہت قریب تھے۔ اور دونوں کناروں پر ناریل کے درخت جھکے ہوئے تھے۔ یہ دوست دریا کے دوسرے کنارے پر جا کر بیٹھ گئے اور باتیں کرنے لگے۔ ہوا بڑی خوشگوار تھی۔ آسمان پر ہلکے ہلکے بادل چھائے ہوئے تھے۔ ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی۔ ناگ بھی ٹہلتے ٹہلتے ناریل کے باغ میں ایک طرف نکل گیا یہاں اس نے ایک چھوٹا سا مندر دیکھا جس کے باہر چبوترے پر پتھر کا سانپ بنا ہوا تھا۔ جنوبی ہند میں کچھ لوگ سانپوں کی پوجا کرتے ہے۔ ناگ نے پتھر کے سانپ کو دیکھا اور آگے گذر گیا۔

آگے ایک بانس کے چھپر والا چھوٹا سا مکان بنا ہوا تھا۔ جس کے صحن میں ایک سیاہ فام لڑکی بیٹھی چاول چن رہی تھی۔ ایک بوڑھا قریب ہی بیٹھا پٹ سن کی رسی بٹ رہا تھا۔ ایک بوڑھی عورت پانی کے ٹب کے پاس برتن دھو رہی تھی۔ ناگ نے ان کے پاس جا کر انہیں سلام کیا اور کہا کہ میں دوسرے ملک کا سیاح ہوں۔ سرائے

میں اپنے دوستوں کے ساتھ اترا ہوں۔ یہاں سیر کرتا پھر رہا تھا کہ آپ کو دیکھ کر آگیا۔ آپ نے برا تو نہیں مانا!؟

بوڑھے نے کہا:

"نہیں! مگر تم ہماری زبان اتنی آسانی سے کیسے بول لیتے ہو"!

ناگ کو اب خیال آیا کہ اسے ٹوٹی پھوٹی زبان میں بات کرنی چاہیئے تھی۔

ہنس کر بولا:

"اصل میں ہمارے ملک میں یہاں کا ایک آدمی رہتا ہے میں نے یہ زبان اس سے سیکھی تھی"

عورت اور لڑکی ناگ کی طرف دیکھ کر مسکرانے لگیں۔ اچانک کوٹھڑی میں سے چار سانپ باہر نکل آئے۔ انہیں ناگ دیوتا کی خوشبو آگئی تھی۔ ناگ نے سانپوں کی زبان میں ہلکی سی سرگوشی کی اور ان سانپوں کو منع کیا کہ وہ اس کے آگے سر نہ جھکائیں کیونکہ وہ نہیں چاہتا تھا کہ ان لوگوں کو ناگ کے دیوتا ہونے کا پتہ چلے سانپ وہیں رک گئے۔

لڑکی بولی!

"پتاجی! یہ سانپ باہر کیسے نکل آئے"؟

باپ بولا!

"یہی تو میں سوچ رہا ہوں"

جاؤ ان کو جا کر پٹاری میں بند کر آؤ۔ کالی لڑکی فوراً اٹھی
سانپوں کو اٹھا کر اندر لے گئی۔ پھر وہ باہر آکر چاول چھننے بیٹھ گئی۔
وہ ناگ کی طرف بیچ بیچ میں دیکھ کر مسکرا دیتی تھی۔
ناگ سوچنے لگا یہ کالی لڑکی اس کی طرف دیکھ کر مسکرا کیوں رہی
ہے۔ وہ اس کے ماں باپ کے پاس بیٹھا اِدھر اُدھر کی باتیں کر
رہا تھا۔ کہ ایک سانپ باغ میں سے آیا اور ناگ کو دیوتا سمجھ کر اس
کی طرف بڑھا۔ اصل میں ان لوگوں نے سانپ پال رکھے تھے ناگ
نے جلدی سے سانپ کی زبان میں اسے اپنی تعظیم کرنے سے منع کر
دیا۔ اس پر سانپ جلدی سے لڑکی کی طرف مڑ گیا جو اس کی پیالی
میں دودھ ڈال رہی تھی۔ کالی لڑکی اب بھی مسکرا رہی تھی۔ کالی لڑکی
نے سانپ کو اس کے سر پر پیار کرتے ہوئے سانپوں کی زبان
میں کہا:

"پہلے دودھ پی لو پھر ناگ دیوتا کو سلام کر لینا"

ناگ تو اپنی جگہ سے اچھل پڑا۔ اسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ
یہ لڑکی سانپوں کی زبان جانتی ہے۔ وہ کالی لڑکی کی طرف دیکھنے
لگا۔ کالی لڑکی نے ناگ کی طرف دیکھتے ہوئے سانپ کو سانپوں
کی زبان میں کہا:

"ناگ دیوتا کو میرا بھی سلام پہنچے"

کالی لڑکی کے ماں باپ سانپوں کی زبان سے ناواقف تھے۔
اس لئے انہیں معلوم ہی نہ ہو سکا کہ ان کی بیٹی ناگ سے کیا باتیں
کر رہی ہے۔ ناگ نے سانپ کی زبان میں کالی لڑکی سے پوچھا:

"تم یہ زبان کیسے جانتی ہو؟"

لڑکی اٹھ کر جھونپڑی کی دوسری طرف چلی گئی۔ جاتے جاتے اس
نے ناگ سے کہا:

"ناگ دیوتا! تم سے ایک بات کہنی ہے میرے پیچھے پیچھے
جھونپڑی کی طرف آؤ"

ناگ جھونپڑی کی دوسری طرف آگیا۔ یہاں کالی لڑکی ایک سانپ
کو اپنے گلے میں ڈالے اس سے کھیل رہی تھی۔

ناگ نے پوچھا:

"تم مجھے کیا بات کہنا چاہتی ہو۔؟ اور تمہیں سانپوں کی
زبان کیسے آتی ہے۔؟"

کالی لڑکی نے کہا:

"میرا نام کالی منگلا ہے۔ میں چھوٹی سی تھی کہ جنگل
میں میرے ماں باپ مر گئے۔ مجھے ایک سانپ نے پالا۔
وہ میرے لئے پھل توڑ کر لاتا تھا۔ مجھے دودھ پلاتا اور میری حفاظت
کرتا تھا۔ وہ مجھ سے اپنی زبان میں باتیں کرتا تھا۔ اسی نے مجھے
سانپوں کی زبان سکھائی۔ پھر وہ سانپ مر گیا اور یہ لوگ مجھے جنگل
سے اٹھا لائے۔ یہ میرے اصلی ماں باپ نہیں ہیں۔ مگر مجھ سے
بچی کی طرح پیار کرتے ہیں"

ناگ بولا:

"بڑی عجیب ہے تمہاری داستان۔ اب بتاؤ کہ تم مجھے کیا کہنا چاہتی ہو۔"

کالی منگلا نے کہا:

"جب تم آئے ہی تھے تو میں سمجھ گئی تھی کہ تم ناگ دیوتا ہو۔ اور جب تم نے سانپوں کو اپنی تعظیم کرنے سے منع کیا تھا تو میں نے تمہاری بات فوراً سمجھ لی تھی۔ اب میری بات غور سے سنو! چونکہ میری پرورش ایک سانپ نے کی ہے اس لئے میرے اندر بعض خاص باتیں پیدا ہو گئی ہیں۔ ان میں سے ایک بات یہ ہے کہ مجھے دور سے اپنے دشمن کی بو آجاتی ہے۔ اور جو میرے دوست ہوں ان کے دشمنوں کی بو بھی آجاتی ہے۔ اسوقت مجھے مشرق کی طرف سے تمہارے کسی دشمن کی بو آرہی ہے ناگ دیوتا!"

ناگ مسکرایا:

"کالی منگلا: کس کے دشمن نہیں ہوتے۔ دشمن تو ہوا ہی کرتے ہیں۔ ان کی پروا نہیں کرنی چاہئے۔ بس ان سے خبردار اور چوکنا رہنے کی ضرورت ہے۔"

کالی منگلا کہنے لگی:

"تمہارا دشمن ایسا ہے کہ وہ تمہیں خبردار رہنے اور سنبھلنے کا موقع نہیں دے گا۔ وہ تم پر اچانک وار کرے گا۔ اور تم اس کے حملے سے بچ نہیں سکو گے۔"

اب ناگ نے پوچھا:

"میرا دشمن کون ہے اور وہ کب اور کہاں مجھ پر وار کرنے والا ہے!"

کالی منگلا مسکرائی۔ اس کے دانت کچی گری کی طرح سفید تھے کہنے لگی:

"یہ مجھے خود معلوم نہیں۔ مگر میں محسوس کر رہی ہوں کہ تمہارا دشمن یہاں سے مشرق کی طرف جنگل میں ایک جگہ بیٹھا تمہیں قابو کرنے کا چلہ کاٹ رہا ہے۔"

ناگ خاموش ہو گیا۔ پھر سانس بھر کر بولا:

"کالی منگلا: میری ہزاروں سال کی زندگی میں مجھے اس قسم کے سینکڑوں دشمنوں سے پالا پڑ چکا ہے۔"

کالی منگلا نے اس کے جواب میں کہا:

"ناگ دیوتا! مجھے تمہارے دشمن کی بو کہہ رہی ہے کہ اس دشمن کے حملے سے تم بچ نہ سکو گے۔"

ناگ نے بے نیازی سے کہا:

"دیکھا جائے گا۔ ویسے تمہاری ہمدردی کا میں شکریہ ادا کرتا ہوں۔"

ناگ چلا گیا۔ جھونپڑی کا موڑ گھومتے ہوئے اس نے پلٹ کر دیکھا کالی منگلا اس کی طرف دیکھ کر مسکرا رہی تھی۔ ناگ کو ایک پل کے لئے وہ بڑی پراسرار لڑکی لگی۔ ویسے بھی اس نے ایسی پہلی لڑکی دیکھی تھی جو

سانپوں کی زبان میں بات کر لیتی تھی۔ دل میں ناگ سوچ رہا تھا کہ آخر یہ اس کا دشمن کون ہو سکتا ہے جو مشرق میں میٹھا کسی جنگل میں اس کے خلاف کوئی چلہ کاٹ رہا ہے۔ کستوری ناگن کی طرف اس کا خیال ہی نہیں گیا تھا۔ کیونکہ کستوری ناگن کو تو وہ ناگنوں کی خلائی دنیا میں اس حالت میں چھوڑ کر آیا تھا کہ اس کی ساری طاقت ختم ہو چکی تھی۔

دریا کے کنارے عنبر کیٹی ماریا تھیو سانگ اور جولی سانگ موجود تھے ناگ کو آتا دیکھ کر جولی سانگ بولی!

"تم ادھر کہاں چلے گئے تھے۔ ہمیں تو فکر پڑ گئی تھی۔"

ناگ مسکراتے ہوئے بولا:

"ناریل کے درختوں میں سیر کر رہا تھا۔"

اس نے کالی منگلا کے بارے کسی کو کچھ نہ کہا۔ یہ لوگ کچھ دیر دریا کی سیر کرتے رہے پھر واپس اپنی سرائے میں آ گئے۔ دو روز کیرل کے شہر میں رہنے کے بعد انہوں نے صلاح مشورہ شروع کر دیا کہ اب انہیں کس طرف جانا چاہئے۔ کوئی کسی طرف جانے کو کہتا کوئی کسی طرف۔

عنبر نے ناگ سے اس کی رائے پوچھی تو ناگ نے کہا!

"میرا خیال ہے ہمیں بنگال کی طرف نکل چلنا چاہئے۔ بنگال کا جادو بڑا مشہور ہے۔"

تھیو سانگ اور کیٹی نے کہا کہ ٹھیک ہے ہمیں بنگال ہی کی طرف چلنا چاہئے۔ جولی سانگ سے اس کی رائے پوچھی گئی تو وہ بولی!

"میں تو آپ کی رائے کے ساتھ ہوں۔ بنگال میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھا۔ اسی بہانے بنگال دیکھ لوں گی۔"

بنگال جانے کے لئے انہیں کیرل شہر کی سرائے سے ہی ایک قافلے [مل گیا]۔ بنگال ہندوستان کے شمال مغرب میں واقع ہے۔ [...] نزدیک ہونا پڑا۔ یہ لوگ قافلے میں شامل ہو کر بنگال کی طرف روانہ ہو گئے۔

دوسری طرف کیرل شہر سے مشرق کی طرف پانچ سو میل کے فاصلے [پر] سنگل دیپ کے مندر میں کستوری ناگن عورت کی شکل میں چلہ کاٹ [رہ]ی تھی۔ آج اس کے منتر کے چلے کی آخری رات تھی۔

جب اس نے چلہ ختم کیا تو اس وقت رات کا آخری پہر تھا۔ جونہی اس نے اپنا آخری منتر پڑھ کر ختم کیا۔ تالاب کے پانی کو جیسے آگ لگ گئی۔ پانی ابلنے لگا۔ اس میں سے بھاپ نکلنے لگی۔ مگر کستوری ناگن پر اس کھولتے ہوئے پانی کا کچھ اثر نہیں ہو رہا تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ اس کا چلہ کامیاب ہو گیا تھا۔ اگر چلہ ناکام رہتا تو کستوری ناگن تالاب کے کھولتے ہوئے پانی میں ابل کر مر جاتی۔ تھوڑی دیر بعد پانی ٹھنڈا ہو گیا۔

کستوری ناگن تالاب سے باہر نکل آئی۔ اب وہ اپنی طاقت کو آزمانا چاہتی تھی۔ وہ یہ دیکھنا چاہتی تھی کہ اس کی طاقت واپس آ گئی ہے کہ نہیں۔ کستوری ناگن نے دونوں بازو بلند کئے۔ پھنکار ماری۔ وہ پرندہ بن کر فضا میں اڑنے لگی۔ وہ جلدی سے نیچے آ گئی۔ اور اب وہی زرد سانپ بن گئی جس کے سر پر سونے کا سنہری تاج تھا اور آنکھیں سرخ تھیں۔ کستوری ناگن سانپ کے روپ میں

تالاب کے کنارے اِدھر اُدھر رینگتی رہی۔ پھر اس نے ایک پھنکار
ماری اور غائب ہو گئی۔ اس کی یہ طاقت بھی واپس آگئی تھی۔ اب
اس چلے کی ایک آخری طاقت آزمانے کو رہ گئی تھی۔ یہ طاقت بہت
ضروری تھی۔ کستوری ناگن اپنے ذہن میں ناگ عنبر کیٹی تھیوسانگ کی
شکلوں کو لائی۔ پھر اس نے عنبر کی شکل پر توجہ کی۔ اس کو غور سے
اپنے تصور میں دیکھا۔ وہ ان لوگوں کے ساتھ رہ چکی تھی۔ اسے ان سب
کی شکلیں یاد تھیں۔

اس وقت عنبر کی شکل کستوری ناگن کے ذہن کے پردے پر
موجود تھی۔ کستوری ناگن غیبی حالت سے اپنی انسانی یعنی عورت کی حالت
میں آگئی۔ عنبر کی شکل کو ذہن میں رکھتے ہوئے اس نے آنکھیں بند کر لیں
اور زور سے پھنکار ماری۔ پھنکار کے ساتھ ہی کستوری ناگن کی شکل عنبر
کی شکل بن گئی۔ وہ عورت سے مرد بن چکی تھی۔ کستوری ناگن جلدی سے
تالاب کے پانی پر جھک گئی۔ اس وقت دن کی ہلکی ہلکی روشنی پھیل رہی
تھی۔ اس روشنی میں کستوری ناگن نے پانی میں اپنا عکس دیکھا۔ وہ
ہلکا سا قہقہہ لگا کر ہنس پڑی۔ اس کی شکل ہی نہیں وہ سر سے لے
کر پاؤں تک عنبر بن چکی تھی۔

یہ ایک نئی طاقت تھی جو اسے چلے کے منتروں کی وجہ سے ملی تھی
اس طاقت کی وجہ سے وہ جس کی شکل میں چاہے آسکتی تھی یہ
کستوری ناگن کی بہت بڑی فتح تھی۔ وہ اسی طاقت کو حاصل کرنا چاہتی
تھی۔ کستوری ناگن عنبر ہی کی شکل میں تالاب سے ہٹ کر جنگل والے

مندر میں آگئی۔ مندر کے اندر دیوتا کا بت خاموش کھڑا تھا۔
کستوری ناگن عنبر کی شکل میں اندرا دیوتا کے بت کے پاس گئی اور اس
پر نگاہ ڈال کر بولی:

"اب میرے وار سے ناگ نہیں بچ سکے گا۔ میں اسے یہاں
[سے] اغوا کر کے ایک ایسے مقام پر لے جاؤں گی جہاں ناگنوں
کی روحیں رہتی ہیں۔ وہاں ناگ بھی ایک سانپ کی روح بن کر
ہمیشہ ہمیشہ کے لئے قید ہو کر رہ جائے گا۔ اور میں اس کی
روح سے شادی کر لوں گی۔"

پھر جیسے کستوری ناگن کا اپنا ذہن بولا:
"کستوری ناگن: ناگ دیوتا کے ساتھ خدا کی مرضی شامل ہے۔
اس لئے کہ وہ دنیا میں انسانوں کی خدمت کرنے اور دکھی
دلوں کو سہارا دینے اور ظلم کرنے والوں کے خلاف جنگ
کرنے آیا ہے۔"

کستوری ناگن بولی:
"چاہے کچھ بھی ہو میں اسے حاصل کر کے رہوں گی۔
یہ میری زندگی اور موت کا سوال ہے۔ میں ناگن روحوں
کے سیارے پر اپنی حکومت قائم کروں گی۔ اور ناگ
قیامت تک میرے ساتھ رہے گا۔" کستوری ناگن باہر آگئی۔
کستوری جو ابھی تک عنبر کی شکل میں تھی۔ اس لئے اس
میں عنبر کی طاقت آگئی تھی۔ وہ ناگ ماریا کیٹی تھیوسانگ اور جولی

سانگ کی خوشبو محسوس کر سکتی تھی۔ اس پر تیر تلوار کا اثر بھی نہ
ہو سکتا تھا۔ یعنی ایک طرح سے وہ عنبر کی کاپی بن گئی تھی۔ اس میں اور
عنبر میں کوئی فرق نہیں تھا۔

کستوری ناگن نے فضا میں چاروں طرف منہ کر کے سونگھا۔
کسی طرف سے بھی ناگ کی خوشبو محسوس نہ ہوئی۔ اس نے سوچا کہ
اسے کس طرف چلنا چاہیئے۔ وہ یہی سوچتی ہوئی شہر کی سرائے میں
آگئی۔ یہاں ایک قافلہ کیرل شہر کی طرف جا رہا تھا۔ یہ وہ شہر
تھا۔ جہاں سے تین روز پہلے عنبر ناگ کیٹی تھیو سانگ ماریا درجو
بنگال کی طرف روانہ ہوئے تھے۔ کستوری ناگن اس قافلے میں شامل
ہو گئی۔ تین دن سفر کرنے کے بعد کستوری ناگن کیرل پہنچ گئی۔
شہر میں ایک دریا بہہ رہا تھا۔ کستوری ناگن دریا کے ساتھ ساتھ
چلتی اس جگہ آگئی جہاں ناریل کے گھنے باغ میں کالی منگلا کا مکان تھا۔
کالی منگلا اس وقت باغ میں ناریل چھیل رہی تھی۔ اس نے ناگ کے ساتھ
عنبر کو دیکھ رکھا تھا۔ اب جو اس کی نگاہ ناگ دیوتا کے ساتھی عنبر پر پڑی
تو اس نے سوچا کہ شاید ناگ دیوتا ابھی اسی شہر میں ہے۔ وہ خاموشی
سے ناریل کی چھال اتارتی رہی۔ کستوری ناگن جب کالی منگلا کے
قریب آئی تو اچانک کالی منگلا کو ناگ کے دشمن کی بو محسوس ہوئی
یہ وہی بو تھی جو اسے اس وقت محسوس ہوئی تھی جب ناگ دیوتا اس
کے پاس کھڑا تھا۔ اس نے نیچی نظروں سے کستوری ناگن کی طرف
دیکھا۔ اور سوچنے لگی کہ یہ تو ناگ کا دوست ہے پھر اس سے ناگ

کو خطرہ کیوں ہے۔ اور یہ اس کے خلاف سازش کیوں کر رہا ہے!
اتنے میں کستوری ناگن عنبر کی شکل میں کالی منگلا کے قریب آ کر
مردانہ آواز میں بولی!

"کیوں بہن یہ تمہارا باغ ہے؟"

کالی منگلا نے ایک نظر عنبر پر ڈالی اور بولی:

"ہاں! مگر تم کیوں پوچھ رہے ہو؟ میں جانتی ہوں
تم ناگ دیوتا کے دوست ہو۔"

کستوری ناگن دل میں چونکی۔ اس لڑکی کو ناگ دیوتا کے بارے
میں ضرور علم ہو گا۔

وہ کہنے لگی!

"ہاں میں ناگ دیوتا کا دوست ہوں۔ کیا وہ ادھر آیا تھا۔
میں اس کی تلاش میں ہوں۔ ابھی ابھی کہیں غائب
ہو گیا ہے۔

کالی منگلا سمجھ گئی کہ یہ شخص ناگ کو نقصان پہنچانے کے لئے
اس کی تلاش میں ہے۔ اس نے سوچا کہ مجھے ناگ کے اس دشمن
کو غلط راستے پر ڈال دینا چاہیئے۔ تاکہ وہ کبھی ناگ دیوتا تک نہ
پہنچ سکے۔

کہنے لگی!

"ہاں ناگ دیوتا یہاں آیا تھا دو دن ہوئے ہیں۔ کہہ رہا تھا
کہ میں لنکا جا رہا ہوں۔"

کالی منگلا کو اندازہ تھا کہ ناگ دیوتا ہندوستان میں ہی ہو گا وہ
ناگ کے دشمن کو ہندوستان سے دور کسی دوسرے ملک میں بھیج دینا
چاہتی تھی۔ اور قریبی ملک لنکا ہی ہو سکتا تھا۔ یہ سن کر کستوری ناگن
سوچ میں پڑ گئی۔ اسے وہم تک نہیں آیا کہ یہ لڑکی جھوٹ بول رہی
ہے اور ناگ کو بچانے کی کوشش میں ہے۔

کستوری ناگن نے کہا:

"تمہارا شکریہ بہن: میں لنکا جا کر اپنے ساتھیوں سے جا
ملتا ہوں۔ ہاں اگر ناگ دیوتا یہاں آیا تو اسے کہنا کہ عنبر
لنکا گیا ہے۔"

کالی منگلا نے دل میں کہا:

"یہ تو میں مر بھی جاؤں تو کبھی نہ کہوں گی۔ مگر اوپر سے
کہنے لگی:"

"اچھا۔ میں کہہ دوں گی۔"

کستوری ناگن وہاں سے چلی گئی۔ لنکا کا ملک ہندوستان کے
نیچے واقع ہے۔ اور جنوبی بندرگاہ سے بادبانی جہاز کوئی دو گھنٹے میں
لنکا میں پہنچ جاتے ہیں۔

کستوری ناگن باغ میں سے نکل کر دوسری طرف گئی تو کالی
منگلا نے کوٹھڑی میں موجود ایک سیاہ سانپ کو سانپ کی آواز میں
کہا: "فوراً ناگ دیوتا کے پاس جاؤ اور کہو کہ تمہارا دشمن تمہاری طرف
آ رہا ہے۔"

اس کا خیال تھا کہ کستوری ناگن جو عنبر کی شکل میں ہے سانپوں
کی زبان نہیں جانتا ہو گا۔ اسے کیا معلوم تھا کہ وہ عنبر نہیں بلکہ کستوری
ناگن ہے اور وہ سانپوں کی زبان جانتی ہے۔ کستوری ناگن نے جب
کالی منگلا کو سانپ کی زبان میں ایک سانپ کو ناگ دیوتا کو خبردار کرنے
کے لئے روانہ ہونے کا حکم دیا تو وہ وہیں ایک طرف چھپ کر کھڑی
ہو گئی۔ کالی منگلا کی جھونپڑی سے ایک کالا سانپ باہر نکلا۔ اس نے
شمال کی طرف رینگنا شروع کر دیا۔

کستوری ناگن نے فوراً اپنی شکل بدل کر بلبل کی شکل بنائی اور کالے
سانپ کے اوپر اوپر اڑنے لگی۔ اور اس کا تعاقب کرنا چاہتی تھی کیونکہ
سانپ کو ناگ دیوتا کی خوشبو سب سے پہلے محسوس ہو جاتی ہے۔ سانپ
دریا میں اتر گیا اور اس کی سطح پر تیرنے لگا۔ دریا پار کر کے وہ جنگل
میں داخل ہو گیا۔ وہ شمال کی طرف جا رہا تھا اور تھوڑی تھوڑی دیر
بعد وہ پھن گھما کر ناگ دیوتا کی بو لے لیتا تھا۔ یہ بو کستوری ناگن کو
محسوس نہیں ہو رہی تھی مگر سانپ باقاعدہ محسوس کر رہا تھا۔ اور اسے
یقین تھا کہ وہ بہت جلد ناگ دیوتا کے پاس پہنچ کر اس کو دشمن سے
خبردار کر سکے گا۔ کستوری ناگن بلبل کی شکل میں اس کے اوپر اڑتی
چلی جا رہی تھی۔

کالے سانپ کی رفتار بہت تیز تھی۔ کھلے میدان میں آ کر اس کی
رفتار اور زیادہ تیز ہو جاتی تھی۔ دوسری طرف عنبر ناگ ماریا تھیو سانگ
اور جولی سانگ بنگال کے سب سے بڑے شہر کولی پہنچ چکے تھے کولی

کا شہر اس زمانے میں بنگال کا دارالحکومت تھا۔ اور دریا کے کنارے
آباد تھا۔ اسی دریا کے کنارے ایک جگہ کارواں سرائے تھی۔ عنبر ناگ
ماریا کیٹی تھیو سانگ اور جولی سانگ اسی کارواں سرائے میں جا کر اترے
تھے۔ وہ دن میں شہر کی سیر کرتے اور شام کو سرائے میں واپس آجاتے۔
جب کستوری ناگن بلبل کی شکل میں بنگال کے اس شہر میں قریب آئی
تو کالے ناگ کو ناگ دیوتا کی خوشبو زیادہ تیزی سے آنے لگی۔ اس
نے اپنی رفتار زیادہ تیز کر دی۔ اب کستوری ناگن سمجھ گئی کہ اس نے
ناگ کی بو سونگھ لی ہے۔ بلبل کی شکل میں کستوری ناگن کو ناگ کی خوشبو
نہیں آسکتی تھی۔ اب کستوری ناگن نے ایک چال چلی۔

وہ کافی آگے جا کر زمین پر اتر آئی۔ اس کچے راستے پر کالا سانپ
چلا آرہا تھا۔ کستوری ناگن نے بیٹھے بیٹھے وہاں ناگ کی شکل کو اپنے
ذہن میں جمایا اور زور سے پھنکار ماری۔ دوسرے لمحے وہ کستوری ناگن
سے ناگ بن گئی۔ وہی ناگ کی شکل وہی قد کاٹھ وہی آنکھیں وہی چہرہ
اتنے میں کالا سانپ بھی وہاں پہنچ گیا۔

کالے سانپ نے اپنے سامنے ناگ دیوتا کو دیکھا تو فوراً اپنا سر جھکا
دیا اور بولا:

"ناگ دیوتا مجھے کالی منگلا نے بھیجا ہے۔ آپ کا دشمن آپ
کا دوست عنبر ہے۔ وہ آپ کی جان لینے کے لئے آپ
کی طرف بڑھا چلا آرہا ہے۔ اس سے بچ کر رہیں۔ میں
یہی ضروری پیغام دینے کیرل شہر سے چل کر آرہا ہوں۔"

کستوری ناگن نے سانپ کی زبان میں کہا:
"کالی منگلا سے کہنا کہ اس کا بہت بہت شکریہ۔ میں
عنبر سے ہوشیار رہوں گا۔ اب تم واپس جا سکتے ہو۔"
کالا سانپ وہیں سے سلام کرنے کے بعد واپس کیرل کی طرف روانہ
ہو گیا۔ کستوری ناگن ناگ کی شکل میں مسکرانے لگی۔ اس نے دور کولی
شہر کی عمارتوں کو دیکھ کر سانس لیا۔ ناگ عنبر ماریا کیٹی تھیو سانگ اور
جولی سانگ کی خوشبو اسے صاف آرہی تھی۔ کستوری ناگن بہت خوش
ہوئی۔ وہ اپنے شکار کے قریب پہنچ گئی تھی۔ اس نے وہیں سے بلبل
کی شکل بدلی اور کولی شہر کی طرف اڑنا شروع کر دیا۔ شہر میں آتے ہی
وہ سیدھی کارواں سرائے کے اوپر آگئی۔ اسے بلبل کی شکل میں ناگ
کی خوشبو تو نہیں آرہی تھی۔ مگر وہ دیکھ کر ناگ عنبر تھیو سانگ وغیرہ
کو پہچان سکتی تھی۔

کستوری ناگن نے بلبل کی شکل میں سرائے کے اوپر چکر لگانے شروع
کر دیئے۔ سرائے کے میدان میں مسافر جگہ جگہ بیٹھے تھے۔ گھوڑے
بندھے ہوئے چارہ وغیرہ کھا رہے تھے۔ اچانک ایک کوٹھڑی کے
باہر برآمدے میں کستوری ناگن نے عنبر اور کیٹی کو دیکھ لیا۔ وہ غوطہ
لگا کر برآمدے کے سامنے ایک درخت کی شاخ پر آکر بیٹھ گئی۔ اتنے
میں ناگ تھیو سانگ بھی باہر برآمدے میں آکر قالین پر بیٹھ گئے
اور باتیں کرنے لگے۔ ناگ کو دیکھتے ہی کستوری ناگن کی آنکھیں چمک
اٹھیں۔ یہی اس کا شکار تھا۔

اس نے دل میں کہا:

"ناگ: اس بار تو تمہیں ایک ایسی جگہ اپنے ساتھ لے جاؤں گی۔ جہاں سے تم کبھی بھی واپس اس دنیا میں نہیں آسکو گے۔"

کستوری ناگن بلبل کی شکل میں درخت کی شاخ پر بیٹھی ناگ کے بارے میں منصوبے بنا رہی تھی کہ نیچے دو لڑکے غلیل لئے ہوئے آ گئے۔ انہوں نے ایک بلبل کو ٹہنی پر بیٹھے ہوئے دیکھا تو ایک لڑکے نے اس پر نشانہ باندھ کر غلیل میں سے روڑا پھینکا۔ کستوری ناگن کو اس وقت پتہ چلا جب روڑا اس کے سینے میں زور سے لگا اور وہ بے ہوش ہو کر درخت کی ٹہنی سے نیچے گر پڑی۔ کیٹی نے جب دیکھا کہ لڑکوں نے ایک بلبل کو گرا لیا ہے تو وہ بھاگ کر وہاں آئی۔ لڑکوں کو ڈانٹ کر وہاں سے بھگا دیا اور بیہوش بلبل کو اٹھا کر لے آئی۔

ناگ عنبر تھیو سانگ جولی سانگ اور ماریا نے بلبل کو دیکھا تو افسوس کرنے لگے کہ بے چاری بے زبان کو پتھر مارا۔

ماریا نے کہا: "ابھی یہ سانس لے رہی ہے۔"

ناگ نے کہا: "اسے پانی پلاؤ۔"

عنبر بولا: "اسے اندر بستر پر لٹا دو۔"

کیٹی بلبل کو اندر لے گئی۔ ماریا اور جولی سانگ بھی اس کے ساتھ گئی۔

تھیو سانگ کہنے لگا:

"بڑی خوبصورت بلبل ہے مجھے تو کوئی جادوگرنی ہی لگتی ہے۔"

ناگ ہنس پڑا:

"ہاں بھئی کچھ پتہ نہیں کہ جادوگرنی ہی ہو۔ بنگال کا جادو تو بڑا مشہور ہے۔"

عنبر نے کہا:

"ابھی تک ہم نے تو بنگال کے جادو کو نہیں دیکھا۔"

باہر یہ لوگ باتیں کر رہے تھے اور اندر ماریا جولی سانگ اور کیٹی بلبل کو پانی پلا رہی تھیں۔ کستوری ناگن بلبل کے روپ میں بہت جلد ہوش میں آگئی۔ (اس) نے دیکھا کہ کیٹی اور جولی سانگ اس کے سرہانے بیٹھی ہیں۔ ماریا کو وہ دیکھ نہیں سکتی تھی۔ صرف اس وقت دیکھ سکتی تھی۔ جب کستوری ناگن خود بھی غائب ہو۔

کیٹی نے خوش ہو کر کہا:

"بلبل کو ہوش آگیا ہے۔"

انہیں کیا خبر تھی کہ یہ ناگ کے دشمن کو ہوش آگیا ہے۔

ناگ عنبر اور تھیو سانگ بھی اندر آ گئے۔

بلبل کو ہوش آ گیا تھا۔ اور وہ اپنی چھوٹی چھوٹی آنکھوں سے
اِدھر اُدھر دیکھ رہی تھی۔

عنبر نے مسکرا کر کہا:

"کتنی پیاری بلبل ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ اس کی جان
بچ گئی ہے۔"

جولی سانگ کہنے لگی:

"میں اس کی چونچ پر تھوڑا سا رنگ لگا دیتی ہوں تاکہ
اگر کبھی یہ ہمیں پھر نظر آئے تو ہم سمجھ جائیں کہ یہ ہماری
والی بلبل ہے۔"

جولی سانگ نے اپنا تھیلا کھولا اور رنگ کی شیشی باہر نکال
رہی تھی۔ کہ وہیں رک گئی۔ تھیلے میں ایک طرف رکھا ہوا خلائی
تکونا ستارہ چمک رہا تھا۔ اس پر جڑے ہوئے نگینے بار بار جھلملا رہے
تھے۔ یہ اس بات کا سگنل تھا کہ یہاں آس پاس کوئی خلائی مخلوق

[..]ود ہے۔ جولی سانگ رنگ کی شیشی کو تو بھول گئی اور تکونا ستارہ
[..] کر لے آئی۔
"عنبر بھیا! تھیو سانگ بھیا! یہ دیکھو ستارہ چمک رہا
ہے۔ یہاں کوئی خلائی مخلوق موجود ہے۔"

تھیو سانگ نے تکونے ستارے کو غور سے دیکھا اور اسے باہر
[..]رے میں لے گیا۔ ناگ ماریا اور جولی سانگ بھی اس کے ساتھ
[..]ر آ گئی۔

تھیو سانگ کہنے لگا:

"یہاں واقعی کوئی خلائی مخلوق موجود ہے۔"

عنبر بولا:

"کہیں کستوری ناگن تو واپس نہیں آ گئی۔"

ناگ کہنے لگا:

"وہ اب یہاں کیسے واپس آئے گی۔ اس کی تو ساری
طاقت ختم ہو چکی تھی۔ وہ خلا میں سفر نہیں کر سکتی تھی۔"

ماریا بولی:

"کچھ پتہ نہیں کہ اس نے اپنی طاقت دوبارہ حاصل کر
لی ہو اور نیچے آ گئی ہو۔ تم سے بدلہ لینے۔"

جولی سانگ نے کہا:

"ہمیں ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔"

پھر اس نے تھیو سانگ سے پوچھا:

"تھیو بھیا! تمہارا کیا خیال ہے۔ یہ خلائی مخلوق یہاں کس
طرف ہوگی اور کہاں ہوگی؟"

تھیو سانگ نے غور سے تکونے ستارے کی طرف دیکھا
اور بولا:

"میرے حساب سے تو اس خلائی مخلوق کو سرائے کے
آس پاس ہی ہونا چاہیے"

ناگ نے ماریا سے کہا:

"ماریا: تم سرائے کا ایک جائزہ لو۔ دیکھو کستوری ناگن تو
کہیں موجود نہیں ہے"

ماریا اسی وقت پرواز کر گئی۔ اب کیٹی بھی باہر آگئی۔
اس نے کہا:

"کچھ پتہ چلا خلائی مخلوق کا"

عنبر نے کہا:

"اتنی جلدی کیسے پتہ چل سکتا ہے۔ ویسے ماریا جائزہ لینے
گئی ہے۔ ابھی آکر کچھ بتائے گی"

اندر پلنگ پر بیٹھی کستوری ناگن بلبل کے روپ میں ان کی ساری
باتیں سن رہی تھی۔ اس کو اطمینان تھا کہ تھیو سانگ جولی سانگ اور
کیٹی خود خلائی مخلوق ہوتے ہوئے بھی کستوری ناگن کا سراغ نہ لگا سکے

وہ ان کی باتیں سننا چاہتی تھی تاکہ اسے ان کے منصوبوں کا
[illegible] ہو سکے۔ تھوڑی دیر میں ماریا واپس آگئی۔ اس نے بتایا کہ
سرائے کے اندر اور باہر کسی جگہ کستوری ناگن دکھائی نہیں دی
[illegible]توری ناگن نے دل میں کہا:

"میں تو تمہارے پاس ہی کوٹھڑی میں بیٹھی ہوں۔ تم مجھے
کہاں تلاش کر رہے ہو"

اور پھر بلبل پلنگ سے اڑ کر پائنتی پھدک گئی۔ وہ ابھی وہاں سے
جانا چاہتی تھی۔ وہ کمرے میں اِدھر اُدھر پھدکنے لگی۔ اس کے
[illegible] اور اب ختم ہو چکا تھا۔

تھیو سانگ نے جولی سانگ سے کہا:

"جولی بہن تم اس تکونے ستارے کو اپنے تھیلے میں لے
جا کر رکھ دو۔ ہم خلائی مخلوق سے ہوشیار رہیں گے"

جولی سانگ نے کہا:

"بھیا! مجھے یقین ہے کہ یہ ضرور کستوری ناگن ہی ہے
جو ناگ سے بدلہ لینے آگئی ہے۔ خدا کے لیے ناگ کی حفاظت
کا انتظام کیا جائے"

ناگ ہنس پڑا: کہنے لگا:

"میں کوئی بچہ تھوڑے ہوں جس کی تم حفاظت کرو گے
میں نے پہلے بھی خلائی کستوری ناگن کو شکست دی تھی

اور اگر خدا نے چاہا تو اب بھی اسے شکست فاش دوں گی۔"
کیٹی نے کہا:

"مگر ہم اس سے پہلے ہی کستوری ناگن کی گردن مروڑ کر رکھ دیں گے۔ اس بار اگر وہ آئی تو وہ تمہارے قریب بھی نہیں پھٹک سکے گی۔ اب ہم سب اکٹھے ہیں۔"

کستوری ناگن نے دل میں کہا۔ میں اگر چاہوں تو تم سب کو اپنا قیدی بنا کر ہمیشہ کے لئے ایسے اندھے کنوئیں میں پھینک دوں کہ جہاں سے تمہیں کبھی کوئی نہ نکال سکے۔ مگر مجھے صرف ناگ چاہئے۔

پھر کستوری ناگن کمرے سے باہر نکل کر پھُر سے اڑ گئی۔ وہ سامنے والے درخت کی شاخ میں چھپ کر بیٹھ گئی۔ اب اسے کوئی نہیں دیکھ سکتا تھا مگر وہ سب کو دیکھ سکتی تھی۔ آہستہ آہستہ دن گذرتا چلا گیا پھر سورج ڈوب گیا اور دن کی روشنی پھیکی ہونے لگی۔ عنبر کمرے سے باہر نکلا اس نے ناگ سے کہا:

"میں ذرا دریا تک جا رہا ہوں۔ ابھی واپس آجاؤں گا۔"
کیٹی نے پوچھا:

"دریا پر کیا کرنے جا رہے ہو عنبر بھائی!؟"
عنبر نے مسکرا کر کہا:

"شام بڑی خوشگوار ہے۔ تھوڑی دیر چہل قدمی کرنے کو دل چاہتا ہے۔"

عنبر دریا کی طرف چلا تو کستوری ناگن کے دل میں اچانک ایک منصوبہ آگیا۔ وہ بھی درخت سے اڑ کر عنبر کے اوپر پرواز کرنے لگی۔ دریا وہاں سے ایک میل کے فاصلے پر تھا۔ اس زمانے میں دریا کے کنارے درختوں کا گھنا ذخیرہ ہوا کرتا تھا۔ جہاں پرانے زمانے کے کئی گہرے کنوئیں اور باولیاں کھدی ہوئی تھیں۔ اب یہ باولیاں اور کنوئیں کام نہیں کرتے تھے۔ عنبر دریا کے کنارے ایک کنوئیں کے پاس چبوترے پر بیٹھ کر دریا کو دیکھنے لگا۔ دریا کی لہروں پر غروب ہوتے سورج کی گلابی کرنیں چمک رہی تھیں۔ کستوری ناگن بھی ایک درخت کے نیچے اتر گئی۔ زمین پر آتے ہی اس نے تھیوسانگ کی شکل آنکھوں میں جمائی اور دوسرے لمحے وہ تھیوسانگ بن چکی تھی۔ تھیوسانگ کی شکل میں آتے ہی کستوری ناگن آہستہ آہستہ چلتی عنبر کے پاس آگئی۔

عنبر نے تھیوسانگ کو دیکھا تو حیران ہو کر بولا:

"ارے تھیو بھائی! تم میرے پیچھے پیچھے آگئے۔"

کستوری ناگن یعنی تھیوسانگ نے کہا:

"کیٹی اور جولی سانگ کا اصرار تھا کہ میں تمہاری حفاظت کروں۔"

عنبر مسکراتے ہوئے دریا کے حسن اور خوبصورتی کو دیکھ رہا تھا۔
اس نے تھیوسانگ سے کہا:

"یہ دریا بہت خوبصورت ہے۔"

کستوری ناگن یعنی تھیوسانگ اس کے قریب ہی چبوترے پر بیٹھ

گیا۔ کستوری ناگن اب بڑے غور سے عنبر کی گردن کو دیکھنے لگی۔
عنبر نے پوچھا:
"تم میری گردن کو کیا دیکھ رہے ہو تھیوسانگ؟"
کستوری ناگن یعنی تھیوسانگ بولا:
"یہ تمہاری گردن پر ہلکا سا ابھار کہاں سے آگیا؟"
اور کستوری ناگن نے اپنی انگلی عنبر کی گردن پر رکھ دیا۔ کستوری ناگن چونکہ تھیوسانگ کی شکل میں تھی اس لئے اس میں تھیوسانگ کی ساری طاقت موجود تھی۔ انگلی کے چھوتے ہی عنبر چھوٹی انگلی کے برابر ہو گیا۔ اس نے اچھلتے ہوئے باریک آواز میں کہا:
"یہ کیا مذاق ہے تھیوسانگ! مجھے بڑا کرو۔"
کستوری ناگن نے عنبر کو فوراً اٹھایا اور ایک روڑے کی طرح اندھے کنوئیں میں پھینک دیا۔ پھر اس نے جھک کر کنوئیں میں دیکھا۔ کنواں بہت گہرا تھا اور اس میں سے عنبر باہر نہیں نکل سکتا تھا۔ کستوری ناگن وہاں سے تیزی سے واپس پلٹی اور سیدھی سرائے کی طرف چل پڑی۔ راستے میں اس نے اپنی شکل عنبر کی شکل میں تبدیل کر لی اور جب وہ سرائے میں کیٹی جولی سانگ اور تھیوسانگ ماریا کے پاس آئی تو کسی کو ذرا سا بھی شک نہ ہوا کہ یہ عنبر نہیں ہے۔ بلکہ ناگ کی دشمن کستوری ناگن ہے اس میں اور عنبر کی شکل میں ذرا سا بھی فرق نہیں تھا۔ اب کستوری ناگن یعنی عنبر کا نشانہ ناگ تھا۔ وہ ناگ کے پاس بیٹھ گئی۔ ناگ اسے عنبر ہی سمجھ رہا تھا۔

اس نے ناگ سے کہا:
"ناگ بھیا! میں نے راستے میں ایک جھونپڑی میں ایک عورت دیکھی ہے۔ شاید اسے کسی زہریلے سانپ نے ڈس لیا ہے۔ چل کر اس کو ٹھیک کر دو۔"
ناگ بولا:
"چلو اس میں پوچھنے کی کیا بات ہے۔ یہ تو میرا انسانی فرض ہے۔"
ناگ نے جولی سانگ کیٹی ماریا اور تھیوسانگ سے کہا کہ وہ ایک عورت کی جان بچانے جا رہا ہے ابھی آ جائے گا۔ کستوری ناگن کو یہ ڈر تھا کہ کہیں ماریا بھی نہ ساتھ چل پڑے۔ چنانچہ اس نے خاص طور پہ ماریا سے مخاطب ہو کر کہا:
"ماریا تم ہمارے ساتھ آنے کی بجائے اسی جگہ رہنا۔ ان کی حفاظت کی ذمہ داری بھی تم پر آتی ہے۔"
ماریا نے عنبر کی یہ بات سنی تو بولی:
"میں تو یہیں رہوں گی مگر تم دونوں جلدی واپس آ جانا۔"
کستوری ناگن یعنی عنبر نے کہا:
"بس ابھی آئے کہ آئے۔"
کستوری ناگن یعنی عنبر ناگ کو لے کر دریا کے کنارے ایک ویران سے جھونپڑے کے پاس آگیا۔

ناگ نے کہا:

"عنبر بھائی یہاں تو کوئی عورت نظر نہیں آتی۔"

عنبر یعنی کستوری ناگن نے دائیں بائیں دیکھا اور کہا:

"میرا خیال ہے شائد لوگ اس عورت کو لے گئے ہیں اس جھونپڑی کے باہر چارپائی پر لیٹی تھی بے چاری آؤ اندر چل کر دیکھتے ہیں۔"

اور عنبر یعنی کستوری ناگن ناگ کو جھونپڑی میں لے آئی۔ جھونپڑی میں اندھیرا تھا مگر دونوں اندھیرے میں دیکھ رہے تھے۔ عنبر یعنی کستوری ناگن اب دیر نہیں لگانا چاہتی تھی۔ وہ ناگ کے پیچھے تھی اس نے ایک سیکنڈ میں اپنا حلیہ تھیو سانگ ایسا بنالیا۔ اس کی شکل تھیو سانگ کی بن گئی۔ مگر ناگ اسے نہ دیکھ سکا کیونکہ وہ سامنے جھونپڑی کے اندر بچھی چارپائی کو جھک کر دیکھ رہا تھا۔ تھیو سانگ کی شکل میں آتے ہی کستوری ناگن نے اپنی انگلی ناگ کے جسم سے لگادی۔

انگلی کا ناگ کے جسم سے لگنا تھا کہ وہ ایک دم سے سکڑ کر اپنی چھوٹی انگلی جتنا ہوگیا۔ کستوری ناگن کو معلوم تھا کہ ناگ اپنی شکل بدل سکتا ہے ناگ نے شور مچا دیا عنبر عنبر یہ تم نے مجھے چھوٹا کیسے کر دیا؟ یہ کیسے ہوگیا! یہاں کوئی جادو ہے عنبر! مگر اتنی دیر میں کستوری ناگن ایک غلافی ناگن بن کر ناگ کو ڈس چکی تھی۔ یہ زہر ناگ کو صرف بے ہوش اور بے حس کرنے کے لئے تھا۔ چنانچہ ناگ اسی وقت بے ہوش ہوگیا۔

کستوری ناگن نے فوراً ناگ کو اٹھا کر اپنے منہ میں بند کر لیا اور پھر ایک ایسی پھنکار ماری کہ ارد گرد کے درخت لرز گئے اس کے ساتھ ہی کستوری ناگن سانپ کی شکل میں ہیلی کاپٹر کی طرح اوپر کو اٹھنے لگی۔ جب وہ درختوں کے اوپر آگئی تو ایک راکٹ کی طرح فضا کو چیرتی ہوئی ستاروں کی طرف بڑھتی گئی۔ کستوری ناگن اس وقت زرد رنگ کا سانپ تھا۔ جو بالکل سیدھا راکٹ کی طرح ستاروں کی طرف برق رفتاری سے اڑتا ہوا چلا جا رہا تھا۔

جب سورج غروب ہوگیا اور رات کا اندھیرا پھیلنے لگا اور عنبر ناگ سرائے میں واپس نہ آئے تو ماریا کیٹی تھیو سانگ اور جولی سانگ کو فکر ہوا کہ یہ لوگ کہاں رہ گئے ہیں!

کیٹی نے ماریا سے کہا:

"ماریا! تم جا کر دیکھو وہ دونوں دریا کے کنارے والی جھونپڑی کی طرف گئے تھے۔"

ماریا تیزی سے دریا کی طرف اڑ گئی۔ اسے درختوں میں ایک جھونپڑی نظر آئی۔ ماریا نے اندر جا کر دیکھا۔ وہاں نہ ناگ تھا نہ عنبر۔ یہاں عنبر کی ہلکی ہلکی خوشبو آرہی تھی۔ مگر ناگ کی خوشبو بھی بالکل نہیں آرہی تھی۔ ماریا پریشان ہوگئی کہ ناگ کی خوشبو کیوں نہیں آرہی۔ وہ عنبر کی خوشبو کے پیچھے پیچھے چلی۔

یہ خوشبو اسے اس کنوئیں کے پاس لے آئی جس کے اندر
سے عنبر کی بہت ہی کمزور سی آواز آرہی تھی۔ کیونکہ عنبر
نے بھی ماریا کی ہلکی ہلکی خوشبو محسوس کر لی تھی۔ ماریا کنوئیں
میں اتر گئی۔ کیا دیکھتی ہے کہ عنبر انگلی کے سائز کا ہو گیا ہے اور
پریشانی کی حالت میں چلا رہا ہے۔

"ماریا میں یہاں ہوں"

ماریا نے جلدی سے اسے اٹھایا اور کہا:
عنبر۔ تم کو چھوٹا کس نے بنا دیا؟
عنبر نے کمزور باریک آواز میں کہا۔
"یہ مذاق میرے ساتھ تھیوسانگ نے کیا ہے؟"
ماریا نے تعجب سے کہا۔
تھیوسانگ تو ہمارے پاس سرائے میں بیٹھا ہے۔ اور یہ
کہتے ہی۔

ماریا نے عنبر کو اٹھایا اور سرائے میں لے آئی۔ تھیوسانگ
کیٹی اور جولی سانگ عنبر کو چھوٹا سا دیکھ کر دنگ رہ گئے۔
تھیوسانگ نے فوراً عنبر کو انگلی لگا کر بڑا کر دیا۔
عنبر نے بڑے ہوتے ہی کہا!
"ناگ کہاں ہے"!
اسے بتایا گیا کہ وہ تو خود ناگ کو لے کر گیا تھا۔ عنبر نے

کہا کہ وہ ناگ کو بالکل اپنے ساتھ نہیں لے
گیا۔ بلکہ پہلے جب وہ دریا کی سیر کرنے گیا تھا تو تھوڑی ہی
دیر بعد تھیوسانگ اس کے پاس آگیا تھا۔ پھر اس نے اسے انگلی
لگا کر چھوٹا کر دیا۔

تھیوسانگ بولا!
"پہلی بات تو یہ ہے کہ میں تمہارے دریا پر جانے سے
لے کر تمہارے واپس آنے تک ان کے پاس ہی رہا
ہوں۔
جولی سانگ کیٹی اور ماریا عجیب پریشانی کے عالم میں کھڑی
ان کی باتیں سن رہی تھیں۔

ماریا بولی:
"مجھے تو کوئی گڑبڑ لگتی ہے تھیوسانگ بھائی"
عنبر نے کہا:
"ذرا ٹھہرو!"
عنبر تیزی سے اندر کوٹھڑی میں آگیا۔ اس کے ساتھ ساتھ
جولی سانگ وغیرہ بھی تھیں۔
عنبر نے جولی سانگ سے کہا:
"تکونا ستارہ تھیلے میں سے نکال کر دیکھو"
جولی سانگ نے فوراً تھیلے میں سے تکونا ستارہ نکال کر دیکھا

وہ بولی:

" اس میں روشنی نہیں ہو رہی ہے۔ اس کے نگینے بجھے ہوئے ہیں۔"

عنبر بولا:

" اس کا مطلب ہے کہ خلائی مخلوق اب یہاں پر موجود نہیں ہے۔"

تھیوسانگ نے زوردار آواز میں کہا:

" مجھے خطرہ ہے کہ یہ وہی خلائی مخلوق تھی جو اس سے پہلے بھی ناگ کو اغوا کر کے لے گئی تھی۔"

تمہارا مطلب کستوری ناگن سے ہے؟"

کیٹی نے پوچھا۔

عنبر بولا:

"ظاہر ہے۔ اس کے سوا اور کون ہو سکتا ہے۔ دیکھو پہلے تکونا ستارہ سگنل دے رہا تھا۔ اس وقت خلائی مخلوق کستوری ناگن ہمارے اردگرد موجود تھی۔ اور اب تکونا ستارہ اس لئے بجھ گیا ہے کہ وہ ناگ کو اغوا کر کے لے جا چکی ہے۔"

جولی سانگ نے کہا:

" ابھی تو ناگ کی خوشبو تک نہیں آ رہی۔"

ماریا نے کہا:

" سوال تو یہ ہے کہ کستوری ناگن کیسے اغوا کر کے لے گئی ناگ کو؟ کہیں وہ ہم میں سے کسی کی شکل اختیار کر کے تو نہیں آئی تھی۔"؟

تھیوسانگ نے جھٹ کہا:

" بالکل ٹھیک ہے۔ اس نے میری شکل اختیار کر کے نہیں چھوڑا گیا ہے۔ مگر وہ ناگ کو لے کر کہاں گئی ہو گی؟"

ماریا نے سانس بھر کر کہا:

" ظاہر ہے اسے لے کر خلائی سیارے میں ہی گئی ہو گی۔ اب ناگ کو وہاں سے لانا کچھ دشوار لگ رہا ہے۔"

جولی سانگ بولا:

" دشوار کوئی چیز نہیں ہوتی۔ ہم ناگ کو واپس لا کر ہی دم لیں گے۔"

کیٹی نے آہ بھر کر کہا:

" کاش عنبر ناگ کو لے کر نہ جاتا۔"

عنبر بولا:

" میں اسے کہاں لے گیا تھا۔ میں تو اس وقت اندھے

کنوئیں میں پڑا تھا۔"

تھیو سانگ کہنے لگا:

"اب ایک دوسرے کی شکایت کرنا فضول ہے۔ اب تو یہ سوچنا ہے کہ ناگ کی تلاش کہاں سے شروع کی جائے۔"

جولی سانگ نے کہا:

"ہمارا خلا میں جانا ناممکن ہے۔ ہاں پہلے کی طرح اس بار بھی ناگ کو خود ہی وہاں سے نکل کر زمین پر واپس آنا ہوگا۔ ہو سکتا ہے کہ ناگن اس دفعہ ناگ کو خلائی دنیا میں نہ لے گئی ہو۔ بلکہ وہ اسی دنیا میں کہیں موجود ہو۔

عنبر بولا:

"ہاں ایسا ہو سکتا ہے۔ بہت ممکن ہے کہ ناگ اسی دنیا میں ہو۔ ہمیں ہمت نہیں ہارنی چاہئے۔ آپس میں سر جوڑ کر بیٹھتے ہیں اور سب سے پہلے یہ فیصلہ کرتے ہیں کہ ہمیں ناگ کی تلاش کہاں سے شروع کرنی ہوگی۔"

عنبر ماریا ناگ کیٹی تھیو سانگ اور جولی سانگ غور و فکر کرنے لگے۔ آخر وہ اس فیصلے پر پہنچے کہ انہیں ہندوستان کے

...ں کی جانب تبت میں جانا چاہئے۔ اس کی وجہ تھیو سانگ اور کیٹی نے یہ بتائی کہ ہندوستان میں صرف شمال کی جانب تبت میں ایک ایسا علاقہ ہے جہاں آج سے ہزاروں برس پہلے خلائی جہاز اترا کرتے تھے۔ اس لئے اب بھی ممکن ہے کستوری ناگن ناگ کو لے کر وہیں گئی ہو تاکہ اسے واپس اپنی خلائی دنیا میں جانے کا موقع مل سکے۔

"کیا وہاں آج بھی خلائی جہاز موجود ہوگا؟"

جولی سانگ نے پوچھا:

تھیو سانگ نے کہا:

"ہو سکتا ہے کہ خلائی جہاز نہ ہو لیکن وہاں اگر ایک بار خلائی جہاز اترا ہے تو دوسری بار بھی اتر سکتا ہے۔"

کیٹی نے تھیو سانگ کی تائید کرتے ہوئے کہا:

"کستوری ناگن بہرحال ناگ کو اپنی خلائی دنیا میں ہی لے جائے گی۔ اور اسے تبت کے علاقے سے ہی خلائی جہاز مل سکتا ہے۔ یا وہ اس کا انتظار کر سکتی ہے۔

ماریا نے کہا:

"تو پھر یہاں بیٹھنے کی بجائے ہمیں آج ہی تبت کی طرف کوچ کر جانا چاہئے۔"

جولی سانگ اور عنبر نے بھی اس خیال کو پسند کیا اور وہ ایک روز سرائے سے نکل کر ہندوستان کے شمال میں واقع

تبت کی طرف روانہ ہو گئے۔ ان دنوں تبت میں آبادی بہت
کم تھی۔ اور صرف ایک ایسی قوم آباد تھی جو بجلی پانی اور آگ
کے دیوتاؤں کے بت بناکر ان کی پوجا کرتی تھی۔ ان کا بادشاہ
لکڑی کے بنے ہوئے ایک عالی شان محل میں رہتا تھا۔ وہ لوگ
بادشاہ کو دیوتا کا روپ سمجھتے تھے اور اس کی بھی پوجا کرتے
تھے۔ ہم عنبر ماریا کیٹی تھیوسانگ اور جولی سانگ کو تبت کی
طرف جاتے ہوئے راستے میں ہی چھوڑتے ہیں اور تھوڑی
دیر کے لئے ناگ کی طرف چلتے ہیں۔

کستوری ناگن ناگ کو چھوٹے قد کا بناکر خود سانپ کی شکل
میں خلا میں اوپر ہی اوپر اڑتی چلی جا رہی تھی۔ ناگ انسانی
شکل میں انگلی جتنے سائز کا ہو کر کستوری ناگن کے منہ میں تھا
کستوری ناگن اس بار زندہ ناگنوں کی دنیا میں جانے کی بجائے ناگن
روحوں کے ایک ویران اور سنسان اور بے آباد سیارے پر اتر
آئی۔ جہاں زمین کی طرح کی فضا تھی۔ وہاں پانی بھی تھا۔ گھاس
پھوس اور درخت بھی تھے۔ اور سورج بھی طلوع اور غروب
ہوتا تھا۔ مگر یہاں دنیا کی طرح کے لوگ آباد نہیں تھے۔ بلکہ
ان کی بجائے ان ناگنوں کی روحیں آباد تھیں۔ جو کستوری ناگن
کے سیارے میں مرجاتی تھیں ان کی ہڈیوں کے پنجر تو وہیں رکھ
لئے جاتے تھے۔ اور ناگنوں کی روحیں اس سیارے پر آ جاتی
تھیں جہاں کستوری ناگن ناگ کو لے کر آئی تھی۔ اپنے سیارے

...توری ناگن جا سکتی تھی۔ مگر اسے خطرہ تھا کہ وزیر ناگن یا
...ری کسی ناگن سے سازش کر کے ناگ دوبارہ فرار ہو جائے گا۔
...لئے کستوری ناگن نے اس بار ویران اور سنسان ناگن
...ں کے سیارے کو پسند کیا تھا۔ اس سیارے میں بے شمار
...یں اور پہاڑ تھے۔ ان پہاڑوں میں بلندی پر جاکر ایک کھلا
...ہ تھا۔ اس احاطے میں چھوٹے چھوٹے حجرے بنے ہوئے
...ے۔ ان حجروں میں مری ہوئی ناگنوں کی روحیں رہتی تھیں۔ ان
...وں کے احاطے کے پیچھے عجیب و غریب قسم کے ٹیڑھے میڑھے
...نت تھے۔ ان درختوں کے درمیان ایک پرانا محل بنا ہوا
...۔ اس محل میں بھی ناگنوں کی روحیں رہا کرتی تھیں۔ مگر
... کوئی ایسی پر اسرار شے آکر وہاں رہنے لگی تھی کہ ناگنوں
...روحیں بھی وہاں سے ڈر کر روحوں کے احاطے میں چلی گئی
...یں۔

اس پر اسرار شے کے بارے میں کستوری ناگن کو بھی ابھی تک
...معلوم نہیں تھا۔ کستوری ناگن ناگ کو لے کر اسی محل میں آ
...۔ وہ نہیں جانتی تھی کہ روحوں کے محل میں کوئی پر اسرار
...ے آگئی ہوئی ہے۔ ناگن روحوں کا پرانا محل بالکل ویران
...ا تھا۔ کستوری ناگن نے آتے ہی اپنی شکل انسانی شکل
...ں تبدیل کی اور ناگ کو ایک بوتل میں بند کر کے محل کی
...دیوار میں بنی ہوئی ایک الماری میں رکھ دیا۔ اس کے بعد

وہ سیدھی روحوں کے احاطے میں آگئی۔ چونکہ وہ ناگنوں کی
ملکہ تھی۔ اس لئے مردہ ناگنوں کی روحیں اس کے بلانے
پر فوراً اپنے آسیبی حجروں سے نکل کر کستوری ناگن
کی خدمت میں حاضر ہوگئیں۔

کستوری ناگن نے انہیں محل کے اوپر والے خاص کمرے
کو صاف کرنے کا حکم دیا تو ناگنوں کی روحوں نے اسے بتایا
کہ روحوں کے محل پر کسی پراسرار آسیب کا قبضہ ہے۔ اور
وہاں سے رات کو ایسی ڈراؤنی آوازیں آتی ہیں کہ جیسے
مردہ لاشیں رو رہی ہوں۔

کستوری ناگن نے انہیں ڈانٹتے ہوئے کہا:

"میں ناگنوں کی ملکہ ہوں۔ کسی آسیب میں اتنی
جرأت نہیں ہے کہ ہمارے محل پر قبضہ کرے میں
تمہیں حکم دیتی ہوں کہ میرے کمرہ خاص کو جاکر صاف
کرکے وہاں تخت بچھا دو۔ اگر تم نے میرا حکم
نہ مانا تو میں تمہیں پہاڑوں کی دہکتی ہوئی آگ
میں ڈال دوں گی۔"

ناگنوں کی روحیں مجبوراً ویران محل میں چلی گئیں۔ انہوں
نے اوپر والے منزل کے کمرہ خاص کی ڈرتے ڈرتے
صفائی شروع کردی۔ شام تک ناگن روحوں نے کمرہ خاص

[تخ]ت بچھا دیا۔ اور چھت کے ساتھ لٹکتے جالے بھی صاف
[کر] دئے۔ اندھیرا ہوتا ہی وہ ویران محل سے ڈر کر چلی گئیں
[ک]ستوری ناگن نے الماری میں سے ناگ والی بوتل نکالی اور تخت
[کے] سامنے رکھ لی۔ ناگ اس میں چھوٹے سائز کا انسانی شکل
[م]یں بے ہوش پڑا ہوا تھا۔ کستوری ناگن نے ایک خاص منتر
[پڑ]ھنا شروع کردیا۔ آدھی رات تک وہ منتر پڑھتی رہی۔ جب
اس نے منتر ختم کیا تو ناگ کی بوتل پر پھونک ماری۔ پھونک
[کے] لگتے ہی ناگ کو بوتل میں ہوش آگیا۔ مگر اس منتر کے
[اث]ر سے ناگ اپنی یادداشت بھول چکا تھا۔ کستوری ناگن
نے بوتل کا ڈھکنا کھول کر ناگ کو انگلی سے باہر نکال کر تخت
[پ]ر بٹھایا اور پوچھا:

"تمہارا نام کیا ہے۔"

ناگ نے کمزور آواز میں کہا:

"میرا کوئی نام نہیں ہے۔"

کستوری ناگن خوش ہوگئی کہ اس کا منتر کامیاب ہوا اور
ناگ کو اب کچھ یاد نہیں کہ وہ ناگ دیوتا ہے اور وہ اسے
اغوا کرکے وہاں لائی ہے۔ کستوری ناگن نے دوسری بار ناگ
پر پھونک ماری تو وہ بڑا ہوگیا۔ اب ناگ نے چاروں طرف
دیکھا اور کستوری ناگن سے پوچھا:

"میں کون ہوں ؟
تم کون ہو ؟
یہ کون سی جگہ ہے ؟"

کستوری ناگن نے مسکرا کر کہا :

"میں ناگن ملکہ ہوں۔ تم میرے ناگ بادشاہ ہو۔ یہ ہمارا محل ہے۔ ہم دونوں یہاں ساری زندگی عیش و آرام سے رہیں گے۔"

ناگ کو واقعی کچھ یاد نہیں تھا کہ وہ کون ہے اور یہاں اسے کون لایا ہے۔ اس کا ذہن پرانی باتوں سے بالکل صاف ہو گیا تھا۔ ناگ تخت پر بیٹھ گیا۔

کستوری ناگن کہنے لگا :

"اب تم یہاں آرام کرو۔ کل ہماری شادی ہو جائے گی۔ پھر ہم دونوں مل کر اس ملک پر حکومت کریں گے۔"

ناگ نے کہا :

"تم مجھے چھوڑ کر تو نہیں جاؤ گی نا ؟"

کستوری ناگن بہت خوش ہوئی کہ ناگ کا ذہن بالکل صاف ہو چکا ہے۔ اور وہ اس کا گرویدہ بھی ہو گیا ہے۔"

اس نے کہا :

"نہیں ناگ! میں تمہیں چھوڑ کر کہاں جا سکتی ہوں۔ اب تو ہم دونوں قیامت تک یہاں اکٹھے رہیں گے۔ اب تم آرام کرو۔ میں کل صبح تمہارے پاس آؤں گی۔"

کستوری ناگن چلی گئی تو ناگ تخت پر لیٹ گیا۔ اس کا دماغ پرانی باتوں سے بالکل خالی ہو چکا تھا۔ اور اسے عنبر، ماریا، کیپٹن تھیوسانگ اور جولی سانگ میں سے کوئی بھی یاد نہیں آ رہا تھا۔ اسے یہ بھی نہیں احساس تھا کہ وہ ناگ دیوتا ہے اور سانپ ہے اور جو شکل چاہے اختیار کر سکتا ہے۔ وہ اپنے آپ کو کستوری ناگن کا غلام سمجھنے لگا تھا۔ مگر ایک بات ضرور تھی کہ اسے نہ تو بھوک لگ رہی تھی اور نہ پیاس اور نہ ہی اسے نیند آ رہی تھی۔ وہ آنکھیں بند کر کے تخت پر لیٹ گیا۔

کستوری ناگن آسیبی ویران محل سے نکل کر سیدھی ایک گھنے جنگل میں آ گئی۔ یہاں ایک جگہ بہت بڑے درخت کے کھوکھلے تنے میں ایک گڑھا پیدا ہو گیا تھا۔ کستوری ناگن نے گڑھے کے کنارے کھڑے ہو کر کہا :

"اے جادوگرنی ناگن کی روح! میں ناگ دیوتا کو لے کر آ گئی ہوں۔ کل میری ناگ سے شادی ہو رہی ہے مجھے تمہاری مدد کی ضرورت ہے۔"

گڑھے میں سے جادوگرنی ناگن کی روح کی آواز آئی۔
"کستوری ناگن! تجھے شادی مبارک ہو۔ کل تیری
شادی کا سارا انتظام ہو جائے گا۔"

کستوری ناگن نے کہا:

"مجرے کی ناگن روحوں نے بتایا ہے کہ ویران
محل میں کوئی پراسرار شے آگئی ہے۔ کیا تم جانتی
ہو کہ کیا شے ہے۔ ناگن روحیں اس سے بہت
ڈرتی ہیں۔"

جادوگرنی ناگن کی روح بولی!

"اس کے بارے میں مجھے کچھ معلوم نہیں ہے۔
لیکن اس سیارے پر ہمارا مکمل قبضہ ہے۔ یہاں
کوئی دوسری ہستی نہیں رہ سکتی۔ تم بے فکر ہو کر
وہاں رہو۔ اگر کوئی بات ہوئی تو پھر مجھے آکر
بتا دینا۔"

کستوری ناگن وہاں سے چل دی۔ اب وہ اپنے ویران
محل میں آگئی۔ ناگ اوپر والے محل کے کمرہ خاص میں تخت
پر لیٹا ہوا تھا۔ کستوری ناگن نچلی منزل کے ایک کمرے
میں بچھے ہوئے تخت پر لیٹ گئی۔ رات آدھی گذر گئی تو
کستوری ناگن کو دھیمی دھیمی آوازیں سنائی دیں۔ وہ اٹھ کر بیٹھ

گئی۔ اس نے پراسرار آوازوں پہ کان لگا دیئے۔ یہ آوازیں ایسی
تھیں جیسے بہت سی عورتیں رو رہی ہوں۔ آوازیں دور سے
آرہی تھیں۔ کستوری ناگن فوراً پھنکار مار کر سانپ کی شکل میں
آگئی اور جدھر سے آوازیں آرہی تھیں ادھر کو چلی۔ وہ آوازوں
کا پیچھا کرتی محل کے بڑے کمرے میں آگئی۔ اس کمرے میں گھپ
اندھیرا چھا رہا تھا۔ مگر کستوری ناگن اندھیرے میں دیکھ رہی تھی
کہ چھت سے جالے لٹک رہے ہیں اور کمرے کا فرش گرد سے
اٹا ہوا ہے۔ عورتوں کے رونے کی آوازیں کونے والے بند
دروازے کے پیچھے سے آرہی تھیں۔ کستوری ناگن سانپ کی شکل
میں رینگتی ہوئی بند دروازے کے پاس آئی۔ یہاں وہ ایک سوراخ
میں سے گذر کر دوسری طرف آگئی۔ دوسری طرف ایک تنگ و
تاریک زینہ نیچے تہہ خانے کو جاتا تھا۔ کستوری ناگن نیچے اتر گئی۔
تہہ خانے میں پہنچتے ہی عورتوں کے رونے کی آوازیں ایک دم بند
ہو گئیں۔ کستوری ناگن اندھیرے میں پھن اٹھا کر چاروں طرف
دیکھنے لگی۔ وہاں اسے کوئی شے نظر نہ آئی۔ تہہ خانے میں پتھر
بکھرے ہوئے تھے۔ اچانک اندھیرے میں دیوار کے ساتھ کستوری
ناگن کو ایک دھندلا سا چہرہ دکھائی دیا۔ یہ چہرہ ایک لمبے انسان
کا تھا جس کے سر پر سانپ کا پھن ابھرا ہوا تھا۔ اس انسانی چہرے
کی آنکھیں نہیں تھیں۔ صرف ناک تھا۔ منہ بھی غائب تھا کستوری ناگن

نے ایسا انسانی چہرہ پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ کستوری ناگن نے
فوراً انسانی شکل بدلی اور کہا:

"تم کون ہو؟
کیا تم میری زبان سمجھتے ہو؟"

اس آواز کے ساتھ ہی پر اسرار چہرہ غائب ہو گیا۔ اچانک
تہہ خانے کی فضا میں عورتوں کے رونے اور بین کرنے کی آوازیں
ابھریں پھر آہستہ آہستہ یہ آوازیں بھی غائب ہو گئیں۔ اس
کے بعد تہہ خانے میں گہرا سناٹا چھا گیا۔ کستوری ناگن نے سانپ
کی شکل اختیار کی اور آہستہ آہستہ رینگتی واپس اپنے کمرے
میں آگئی۔ وہ سوچنے لگی کہ یہ آسیب کس چیز کا ہو سکتا ہے؟ وہ
پہلے بھی کئی بار اس سیارے پر آ چکی تھی۔ اس سے پہلے کستوری
ناگن نے یہ پر اسرار چہرہ نہیں دیکھا تھا۔ اور ایسی درد بھری بین
کرنے کی آوازیں بھی نہیں سنی تھیں۔

یہی سوچتے سوچتے رات گزر گئی۔ دوسرے روز ناگ اور کستوری
ناگن کی شادی کا دن تھا۔ جادوگرنی ناگن کی روح کے حکم سے
طلسمی ناگنوں نے محل کے کمرے کو سجا دیا۔ شادی کی تیاریاں ہونے
لگیں۔ جادوگرنی ناگن کی روح نے ناگ اور کستوری ناگن کے
لئے شاندار پوشاک بھیج دی۔ ویران محل میں مشعلیں روشن
کر دیں اور شادی کی رسم شروع ہو گئی۔ تمام ناگن روحیں جمع

ر سانپوں کے گیت گانے لگیں۔ ناگ شاندار کپڑوں میں
ہا تھا۔ اسے کچھ معلوم نہیں تھا کہ اس کے ساتھ کیا ہو
ہے۔ کستوری ناگن اپنی فتح اور کامیابی پر بہت خوش تھی
ے اچھی طرح معلوم تھا کہ ناگ دیوتا کی کبھی شادی نہیں ہوتی
ین وہ یہ بھی جانتی تھی کہ ایک بار ناگ دیوتا کی اس سے
دی ہو گئی تو پھر ناگ دیوتا کی بھی ساری طاقت کستوری
ن کے پاس آ جائے گی۔ اور وہ دنیا کے تمام سانپوں کی
لکہ بن جائے گی۔

اس نے ناگن روحوں سے کہا:

"اب شادی کی آخری رسم ادا کرو۔ پہلے ہی بہت
دیر ہو گئی ہے۔"

ناگن روحوں میں سے دو روحیں اٹھ کر ناگ دیوتا اور
ستوری ناگن کے پاس آگئیں۔ انہوں نے دونوں کے گرد چکر
انے شروع کر دئیے۔ پچاس پھیروں کے بعد ناگ اور کستوری
ن کی شادی پکی ہو جانی تھی۔ ابھی انہوں نے دس پھیرے
لگائے تھے کہ اچانک عورتوں کے رونے کی آوازیں بلند
ئیں۔ ناگن روحیں ڈر کر وہاں سے بھاگ گئیں۔

کستوری ناگن نے غصے سے کہا:

"رک جاؤ۔ خبردار۔ کوئی یہاں سے نہ ہلے۔"

ناگن روحیں وہیں ڈر کر رک گئیں۔ ناگ بھی تعجب سے
جدھر سے عورتوں کے رونے کی آوازیں آرہی تھیں ادھر دیکھنے
لگا۔ ایک دم سے ویران محل کی ساری مشعلیں اور روشنیاں
اپنے آپ بجھ گئیں۔ ناگن روحوں کی چیخیں نکل گئیں اور
وہ وہاں سے دوڑ کر اپنے حجروں میں چلی گئیں۔ کمرے میں
تاریکی چھا گئی۔

ناگ نے ڈرتے ڈرتے کہا:

"ملکہ ناگن!

یہ اندھیرا کیوں ہو گیا ہے۔!"

کستوری ناگن نے پھنکار ماری اور سانپ کی شکل میں آگئی ناگ
ڈر کر پرے ہٹ گیا۔ اور سہمی ہوئی آواز میں بولا۔

"تم ناگن کیسے بن گئی ہو؟

مجھے ڈسو گی تو نہیں؟"

کستوری ناگن نے کہا:

"ناگ! تم مت گھبراؤ۔ میں اپنے دشمنوں کو ختم
کرنے کے لئے سانپ بنی ہوں۔ تم اسی جگہ
بیٹھے رہو۔"

عورتوں کے بین کرنے کی آوازیں آہستہ آہستہ بند ہو گئیں
کستوری ناگن تیزی سے رینگتی ہوئی نیچے والے تہ خانے میں

گئی۔ جہاں اس نے ڈراؤنے انسان کی شکل دیکھی تھی۔ اس
نے تہ خانے میں آتے ہی انسانی شکل اختیار کر لی اور بلند آواز
میں کہا:

"تم کون ہو!

تم کیا چاہتے ہو؟"

آہستہ آہستہ دیوار پر انسان کا ڈراؤنا چہرہ نمودار ہوا
اس کی آنکھیں اور منہ غائب تھا۔ سر پر سانپ کا پھن اٹھا ہوا
تھا۔ کستوری ناگن کو ایک عجیب سی گہرے کنوئیں سے
نکلتی آواز سنائی دی:

"کیا تم نہیں جانتیں کہ ناگ دیوتا کی شادی
نہیں ہو سکتی۔"

کستوری ناگن نے جواب دیا۔

"تم کون ہوتے ہو مجھے اس شادی سے روکنے
والے۔ میں ناگ دیوتا سے شادی کروں گی۔ اور
دنیا کے تمام سانپوں کی ملکہ بن جاؤں گی۔ تم
میرے راستے سے ہٹ جاؤ۔ نہیں تو میں تمہیں
پہاڑوں کی کھولتی ہوئی آگ میں ڈال دوں گی۔

ایک دم سے کئی عورتوں کے رونے کی آواز بلند ہو کر خاموش
ہو گئی۔ پھر ڈراؤنے انسان کی شکل اور گہری آواز بلند ہوئی۔

"تم نہیں جانتی ہو کہ کس سے بات کر رہی ہو۔ تم میری طاقت سے واقف نہیں ہو۔ تم نے ناگ دیوتا کی یادداشت غائب کر کے بہت بڑا جرم کیا ہے۔ تمہیں اس کی بھی سزا ملے گی۔ اب تم ہمیشہ کے لئے اس تہہ خانے میں قید کر دی گئی ہو۔ اب دوبارہ اس تہہ خانے سے تم کبھی بھی باہر نہیں نکل سکو گی۔"

اس کے ساتھ ہی عورتوں کے رونے کی آوازیں ایک بار پھر بلند ہو کر چپ ہو گئیں۔ تہہ خانے کی دیوار پر سے اس ڈراؤنے انسان کا چہرہ بھی غائب ہو گیا۔

کستوری ناگن نے نفرت سے کہا:

"میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گی۔"

کستوری ناگن نے سانپ کی شکل بدلی اور تہہ خانے کے دروازے کے سوراخ میں سے باہر جانے لگی تو دیکھا کہ سوراخ بند ہو چکا تھا۔ کستوری ناگن نے دروازے کو زور سے دھکا دیا۔ مگر دروازہ جیسے پتھر ہو گیا تھا۔ کستوری ناگن نے پھنکار ماری۔ اس کے منہ سے شعلہ نکل کر دروازے سے ٹکرایا مگر دروازہ تو پتھر بن چکا تھا۔ اس پر آگ کا کوئی اثر نہ ہوا۔ کستوری ناگن اب کچھ گھبرائی۔ اس نے ایک باریک سانپ کی شکل بدلی اور دروازے میں سے گذرنے کی کوشش کی۔ مگر دروازے میں کوئی چھوٹی سی درز بھی نہیں تھی۔

اس نے پھنکار مار کر دوبارہ انسانی شکل اختیار کر لی۔ مگر انسانی شکل میں آ کر بھی وہ دروازہ نہ کھول سکی۔ کیونکہ دروازہ بالکل پتھر کی سل بن چکا تھا۔

کستوری ناگن نے بلند آواز میں کہا:

"تم جو کوئی بھی ہو مجھے یہاں قید نہیں رکھ سکتے۔ جادوگرنی ناگن کی روح مجھے یہاں سے نکال لے گی۔"

کسی نے کوئی جواب نہ دیا۔

کستوری ناگن تہہ خانے میں بند سر پٹکتی رہ گئی۔ اسی ویران محل کی دوسری منزل میں ناگ اکیلا تخت پر بیٹھا کستوری ناگن کا انتظار کر رہا تھا۔ کہ اندھیرے میں سامنے والی دیوار پر وہی ڈراؤنا چہرہ ابھرا ناگ نے دیکھا کہ اس چہرے کے سر پر سانپ کا پھن اٹھا ہوا تھا اس کی آنکھیں اور منہ غائب تھا۔

ناگ نے حیرت سے پوچھا:

"تم کون ہو؟"

ڈراؤنے چہرے کی آواز آئی۔

"ناگ دیوتا! یہ عورت تمہیں اپنے جادو کے زور سے یہاں اٹھا کر لے آئی ہے۔ تم ناگ دیوتا ہو۔ تمہاری

شادی نہیں ہو سکتی۔"
ناگ کو یاد نہیں تھا کہ وہ ناگ دیوتا ہے۔
اس نے کہا:
"یہ تم کیا کہہ رہے ہو ڈراؤنے انسان! میں ناگ دیوتا
کہاں ہوں۔ میں تو ایک معمولی انسان ہوں۔ اور
ملکہ ناگن نے میرا نام ناگ رکھ دیا ہے۔ وہ میری
دلہن ہے۔ بتاؤ میری دلہن کہاں ہے؟"
پراسرار آواز نے کہا:
"تمہاری دلہن اس محل کے پچھواڑے ایک کنواں
ہے۔ اس کنوئیں پر وہ تیرا انتظار کر رہی ہے۔"
ناگ جلدی سے محل کے پچھواڑے آگیا۔ وہاں ایک کنواں
تھا۔ اس نے دیکھا وہاں کوئی کستوری ناگن نہیں تھی۔ اس
کی بجائے کنوئیں میں سے وہی ڈراونا چہرہ ابھرا۔ اس چہرے
کے سر کے اوپر سانپ کا پھن اوپر کو اٹھا ہوا تھا۔ ناگ اس
کی طرف دیکھ رہا تھا کہ ڈراونے چہرے کے ماتھے سے روشنی
کی ایک کرن نکل کر سیدھی ناگ کے ماتھے پر پڑی۔ ایک چکاچوند
سی ہوئی اور پھر اندھیرا چھا گیا۔
اس روشنی کی کرن سے ناگ کی ساری کھوئی ہوئی یادداشت
واپس آگئی۔ اس نے حیرانی سے آس پاس اور پھر ڈراؤنے

ے کو دیکھا۔ وہ فوراً سمجھ گیا کہ یہ تو ہرشش ناگ کا چہرہ ہے
ہرشش ناگ صرف دنیا کا ہی نہیں بلکہ سارے سیارے کے سانپوں
دیوتا تھا۔
ناگ نے فوراً ادب سے سلام کیا اور کہا:
"عظیم ہرشش ناگ کو میرا سلام پہنچے۔
میں یہاں کیسے آگیا ہوں؟"
تب ہرشش ناگ نے ناگ کو ساری بات بیان کی کہ اسے
کستوری ناگن شادی کرنے کے لئے وہاں سے آئی تھی۔
ناگ نے پوچھا:
"ہاں مجھے یاد آگیا۔ اس نے تھیوسانگ کی شکل میں
آکر مجھے چھوٹا کر کے بے ہوش کر دیا تھا۔ اب وہ
کہاں ہے؟"
ہرشش ناگ نے کہا:
"وہ اس سیارے کے محل کے تہہ خانے میں ہمیشہ
کے لئے قید کر دی گئی ہے۔ اب وہ تمہارا کچھ
نہیں بگاڑ سکتی۔"
ناگ نے پوچھا:
"یہ سیارہ کون سا ہے؟"
ہرشش ناگ نے کہا:

"تم اپنی زمین سے اتنی دور آگئے ہو کہ میلوں میں
اس فاصلے کو بتایا نہیں جا سکتا۔"
ناگ بولا:
"میں اپنے ساتھیوں عنبر ناگ کیٹی تھیو سانگ ماریا
اور جولی سانگ کے پاس واپس جانا چاہتا ہوں۔"
ہرشش ناگ نے کہا:
"تم ایک بار کستوری ناگن کی کینچلی سے گذر چکے ہو
اس لئے خلا میں روشنی کی رفتار سے سفر کر سکتے
ہو۔ تم اس جگہ سے عقاب کی شکل میں اوپر آسمان
کی طرف اڑ جاؤ۔ اڑتے اڑتے جب تمہیں اس سیارے
کی زمین نظر آنا بند ہو جائے گی تو سانپ کی شکل
اختیار کر لینا۔ پھر خلائی کشش تمہیں اپنے آپ
کھینچ کر روشنی کی رفتار میں تبدیل کر دے گی اور
تم واپس اپنی دنیا میں پہنچ جاؤ گے۔"
ناگ نے پوچھا:
"عظیم ہرشش ناگ:
میں اپنی دنیا میں کس مقام پر اتروں گا۔ کیا میں اپنے
دوستوں سے مل سکوں گا۔ یا مجھے ان کی تلاش میں
جنگلوں صحراؤں کی خاک چھاننی پڑے گی۔"

ہرشش ناگ نے کہا:
"یہ میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ تم اپنے دوستوں کے
قریب بھی اتر سکتے ہو اور اتنی دور بھی اتر سکتے ہو
کہ تمہیں ہزاروں میل کا سفر کر کے اپنے دوستوں کو
تلاش کرنا پڑے۔"
ناگ بولا!
"عظیم ہرشش ناگ!
میں تمہارا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اگر تم میری اس
وقت مدد نہ کرتے تو میں کستوری ناگن سے بیاہ
کر کے ناگ دیوتا کی بجائے ایک عام سانپ بن
چکا ہوتا۔"
ہرشش ناگ نے کہا:
"ہمیں ہر سیارے کے ناگ دیوتا کی حفاظت کرنی پڑتی
ہے۔ اب تم پرواز کر جاؤ۔"
ناگ نے ہرشش ناگ کو سلام کیا سانس لے کر زور سے
پھنکارا تو وہ سیاہ عقاب بن گیا۔ عقاب بنتے ہی اس نے اڑان
بھری اور آسمان کی طرف پرواز کر گیا۔ وہ بالکل سیدھا آسمان
کی بلندیوں کو چیرتا ہوا اوپر ہی اوپر اڑتا چلا جا رہا تھا۔ اس
کی رفتار خاصی تیز تھی۔ جب ناگ نے دیکھا کہ نیچے سیارے

کو زمین نظر نہیں آرہی ہے تو اس نے پھنکار ماری اور سانپ
کی شکل اختیار کر کے بالکل سیدھا ہو گیا۔ اب وہ روشنی کی رفتار
میں آگیا۔ اسے ایک دھکا لگا اور راکٹ کی طرح رات کی فضاؤں
میں گم ہو گیا۔

برشن ناگ نے اپنا فرض ادا کر دیا تھا۔ وہ کئی روز سے
اس ویران محل میں تھا۔ کیونکہ اسے علم ہو گیا تھا کہ کستوری
ناگن ناگ دیوتا کو اغوا کر کے وہاں لا رہی ہے اور ناگ دیوتا
کو بچانا برشن ناگ کی ذمے داری تھی۔ اس فرض کو ادا کرنے
کے بعد برشن ناگ بھی اس سیارے سے کوچ کر گیا۔ مگر کستوری
ناگن پر اس کا طلسم اسی طرح قائم رہا اور تہہ خانے میں ہی بند
پڑی رہی۔ دو روز بعد جادوگرنی ناگن کی روح کو علم ہوا کہ
کستوری ناگن کو برشن ناگ نے ویران محل کے تہہ خانے میں بند
کر دیا ہے۔ برشن ناگ کے وہاں سے جاتے ہی جادوگرنی ناگن
کی روح کو اپنے آپ پتہ چل گیا کہ یہ تو ساری کارستانی برشن
ناگ کی تھی۔ اس نے کستوری ناگن کو تہہ خانے سے باہر نکال
کر آزاد کرانے کا فیصلہ کر لیا۔ اگرچہ وہ برشن ناگ کے طلسم کا
مقابلہ نہیں کر سکتی تھی۔ لیکن کستوری ناگن کو بچانا بھی ضروری
تھا۔ کیونکہ وہ خود چاہتی تھی کہ کستوری ناگن کا ناگ دیوتا سے بیاہ
ہو جائے اور وہ دنیا کے سانپوں کی بھی ملکہ بن جائے جادوگرنی

ناگن کی روح اپنے گڑھے سے باہر نکل آئی تھی۔ اس نے
دھوئیں کی نظر نہ آنے والی لہر کی طرح ہوا کے دوش پر
اس ویران محل کی طرف بڑھنا شروع کیا۔ جس کے تہہ خانے
میں کستوری ناگن قید تھی۔ ناگن کی روح ویران محل کے دروازے
پر آکر رک گئی۔
آگے برشن ناگ کے جادو کی سرحد شروع ہو جاتی تھی۔

○

آگے کیا ہوا جاننے کے لیے پڑھیے

"تابوت میں آجاؤ" قسط نمبر ۱۶۳

میرے نام

پیارے انکل السلام علیکم

انکل پرسوں آپ کا خط ملا۔ لکھنے والے کوئی اور صاحب تھے۔ غالباً آپ کے سیکرٹری لگتے تھے۔ خیر جو بھی ہوں۔ بات یہ ہے کہ اُن صاحب نے آپ کی طرف سے لکھا تھا۔ کہ منکا جھوٹا تھا۔ برائے مہربانی میری بھی عرض سُن لیجیے۔ وہ منکا میں نے جس سے لیا تھا۔ پہلے تجربہ بھی کرایا تھا۔ یعنی زہریلے سانپ نے پہلے اِس شخص کو ڈسا تھا۔ اس کی انگلی بھی نیلی ہو گئی تھی۔ انکل یقین کریں۔ اُس نے منکا اپنی اُنگلی پہ رکھا۔ اور منکے نے سب زہر کھینچ لیا۔ منکا تھوڑا سا موٹا ہو گیا۔ پھر اُس شخص نے اِس کو ہاتھ سے نچوڑا تو سارا زہر باہر آگیا۔ میں اِس کی شکل بنا کر بھیجتا ہوں۔ درمیان میں زہر کھینچنے کے لیے سوراخ تھا۔ بے شک آپ کسی اور پیر سے پوچھ لیں۔ یہ ہے سب حقیقت۔ انکل میں نے آپ کو اپنا فوٹو بھی بھیجا تھا۔ اور یہ پوچھا تھا کہ آپ سے ملاقات ہو سکتی ہے کہ نہیں۔ انکل عنبر ناگ ماریا کی کتب بڑی دلچسپ اور سبق آموز ہیں۔ کوئی بھی آدمی اس سے سبق حاصل کر سکتا ہے۔ میں نے تو ایک ہی سبق حاصل کیا ہے۔ کہ

...ہوں اور مظلوموں کی مدد کرتے ہیں۔ خدا اُن کی مدد کرتا ہے۔ اور ...ندگی میں بھی ناکام نہیں ہوتے۔ انکل میں ہر مہینے آپ کی نئی کتابیں ...ہوں۔ اس مہینے کی کتابیں آج لاؤں گا۔ آپ کی تحریر نہایت شگفتہ ...ہے۔ انکل آپ کو میری طرف سے اور سب دوستوں بھائیوں کی ...سے حضور اکرمؐ کی ولادت باسعادت کی مبارک باد قبول ہو۔ شکریہ

والسلام آپ کا دوست و خیر خواہ

احمد علی میر مکان نمبر ۱۰۔ سیکٹر ۲/E میرپور آزاد کشمیر

مائی ڈیئر انکل اے حمید! السلام علیکم

اُمید ہے خیریت کے سمندر میں تیر رہے ہوں گے خوشیوں کی لہریں ...کی تعریف کے مدوجزر ناولوں سے بھری ہوئی کشتی اور ہمارے ...دل کے جیب ہماری نیک تمناؤں کی چھوٹی بڑی مچھلیاں ہوں گی جو نگلنے ...لیے بے تاب، لیکن آپ کے قلم کے ہتھیار کے آگے زیادہ دیر ٹھہر ...سکیں گی۔

انکل آپ کے دیسی آم کی طرح قد پر رشک آتا ہے۔ پتا نہیں آپ ...تربوز کی مانند سر میں کیا ہے۔ جو ہر ماہ تین ناول لکھ دیتا ہے۔ جیسے کوئی ...کیلے نگل رہا ہو۔ ماہ اگست کے ناولوں نے تہلکہ مچا دیا۔ طلسمی کتاب، مردہ ...اور کنکھجورا عورت بہت پسند آئے۔ اِن سے ہمارے دماغ کی تمام ...ٹ بلیٹیں صاف ہو گئیں۔ سوچا کچھ اور تھا اور نکلا کچھ اور آپ کی عادت

ہے کہ خربوزے کی طرح پتا نہیں چلنے دیتے کہ میٹھا بھی نکلے گا یا نہیں آپ کے ناول اسی طرح پکڑا کر رکھ دیتے ہیں جیسے کسی نے نگوڑا آلو بخارا نگل لیا ہو۔ ویسے آپ کے ناولوں میں سے کسی اچھی نسل کے تازہ ترین سیب کی لذت ملتی ہے انکل کمال کی خوبانی ہیں آپ بھی کہ خوبانی بھی کھاؤ اور بادام بھی حاصل کرو۔ یعنی آپ ناول بھی پڑھواتے ہیں اور ملک و دین نے مذہب کی تبلیغ بھی کرتے ہیں۔ یعنی ناول سبق آموز ہوتے ہیں۔ دعا ہے اللہ آپ پر سنگتروں کی بارش کرے تاکہ آسمانی سنگترے کھا کر آپ کا دماغ اور تیز ہو جائے اور آپ اپنا مشن جاری رکھیں۔ انکل اتنے سارے پھلوں کا بل میرے خط کا جواب ہے۔ امید ہے آپ بل ضرور ادا کریں گے "کنکھجورا عورت" میں نیا کردار بہت پسند آیا۔

خدا حافظ

نجم السحر۔ راولپنڈی

السلام علیکم انکل!

آپ کی لکھی ہوئی کہانی قسط نمبر ۱۱۲ پڑھی بہت اچھی لگی عنبر اور خلائی مخلوق پڑھی تو بہت مزا آیا۔ میں ساتویں جماعت میں پڑھ رہا ہوں۔ پڑھائی کا بہت شوق ہے میں فارغ وقت میں کہانیاں پڑھتا ہوں اور بہت سی کہانیاں پڑھی ہیں لیکن جتنا مزا آپ کی اس کہانی میں آیا۔ اتنا مزا کسی اور میں نہیں ہے اور اب مجھے یہ بتائیے کہ قسط نمبر ۱۱۳ کب آئے گی کیا آ گئی ہے یا اگلے ماہ آئے گی۔ مجھے آپ کے خط کا انتظار رہے گا۔ آپ کی جتنی تعریف کی جائے کم ہے۔

آپکا نیا دوست محمد شفیق رول نمبر ۱۸ جماعت ہفتم بی گورنمنٹ کوہ نور ہائی سکول راولپنڈی

عنبر ناگ ماریا
اور کیپٹن خلا میں
اے حمید
عنبر پبلیکیشنز

تابوت میں آجاؤ
PDFBOOKSFREE.PK
اے حمید

عنبر ناگ ماریا اور کیپٹن خلا میں

تابوت میں آجاؤ

اے حمید

قیمت ۵۰/۷ روپے

ناشر : عدنان سلیم
عنبر پبلی کیشنز، ۱۴/بی شاہ عالم مارکیٹ لاہور ۸
طابع : تاجدین پرنٹرز، لاہور

پیارے دوستو!
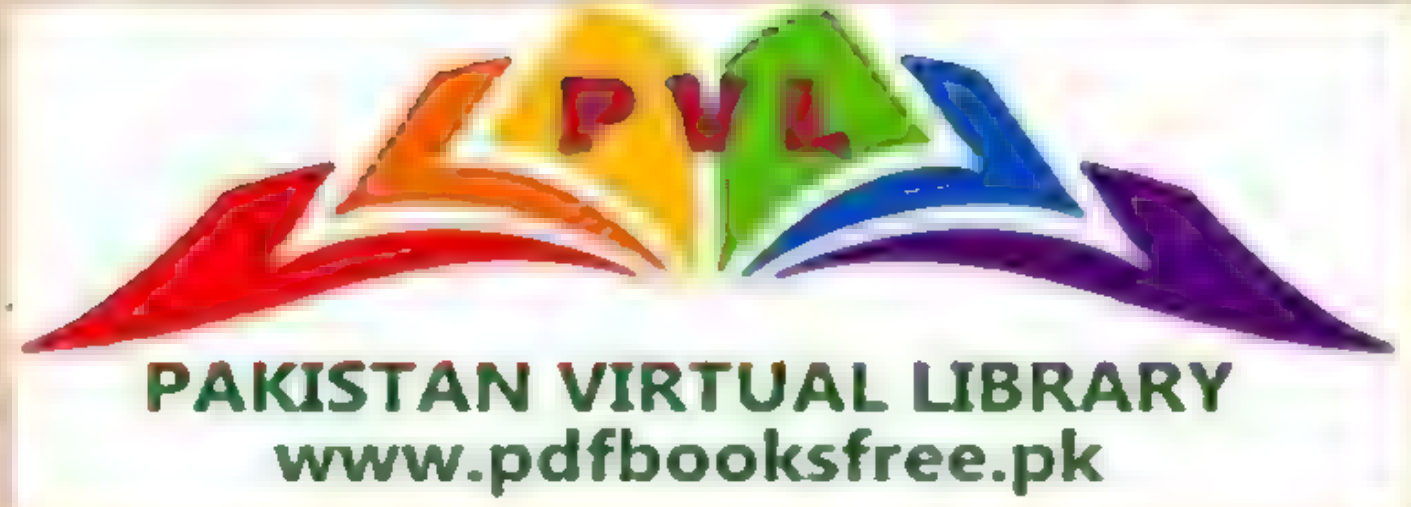
ناگ ایک پندرہ فٹ کے بھوت نما کھوپڑی والا آدمی کی مضبوط گرفت میں ایک بے بس سانپ کی طرح لٹک رہا ہے۔ جو اپنے قبیلہ کے لوگوں سے کہہ رہا ہے "میں تمہارا سردار ہوں، بڑے سردار کی روح کی شرط پوری ہوگئی۔ یہ مقدس سانپ اب میرے ساتھ رہے گا۔

اب ناگ اس عجیب وغریب کھوپڑی مخلوق کے چنگل سے فرار ہونے کے طریقے سوچ رہا ہے۔ لیکن اِس پندرہ پندرہ فٹ لمبی مخلوق کی قید سے رہائی اِسے ممکن نظر نہیں آ رہی ہے۔ کیونکہ ناگ کی طاقت چھن چکی ہے۔ ناگ اِس حادثہ سے کیسے دوچار ہوا یہ تو آپ کو پڑھ کر ہی معلوم ہوگا۔

آپ کا انکل
اے حمید
۴۵۴/این راہِ چمن سمن آباد لاہور

ترتیب

ناگن ہڈی

جادوگرنی ناگن کی روح ویران محل کے گیٹ پہ رُک گئی

ہرش ناگ وہاں سے جاتے ہوئے جادو کی لکیر کھینچ گیا تھا۔ مگر جادوگرنی ناگن کی روح اس لکیر کو پار کر گئی اگر ہرش ناگ وہاں خود موجود ہوتا تو جادوگرنی ناگن کی روح محل کے اندر داخل نہیں ہو سکتی تھی۔ لیکن ہرش ناگ وہاں سے جا چکا تھا اور تہہ خانے میں کستوری ناگن قید تھی۔ جادوگرنی ناگن کی روح نے ویران محل میں داخل ہوتے ہی کستوری ناگن کو آواز دی۔ یہ آواز تہہ خانے میں کستوری ناگن کو پہنچ گئی۔ کستوری ناگن نے وہاں سے آواز دی۔

"میں تہہ خانے میں ہوں خالہ! میں تہہ خانے میں ہوں"

جادوگرنی ناگن کی روح تہہ خانے میں آ گئی کستوری ناگن نے اسے دیکھتے ہی گھبرا کر کہا۔

"خالہ! مجھے یقین ہے وہ ہرش ناگ تھا اس نے ناگ دیوتا کو یہاں سے بھگا دیا ہے۔ میں ناگ دیوتا

سے انتقام لوں گی کیا تم مجھے یہاں سے نکال سکتی ہو؟
جادوگرنی کی روح نے کہا۔
"مجھے پہلے ہی شک تھا کہ یہ ہرش ناگ کے سوا
اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ خیر کوئی بات نہیں میں تمہیں
یہاں سے باہر لئے چلتی ہوں"
جادوگرنی ناگن نے کستوری ناگن کو اپنی روح کے دھوئیں
میں لپیٹ لیا اور پھر بلند آواز میں کہا۔
"کستوری ناگن ملکہ! تیری غائب ہونے کی طاقت
بھی تمہارے پاس آ گئی ہے۔ یہ طاقت ہرش
ناگ نے ختم کر دی تھی اب تم یہاں سے آسانی سے
نکل سکتی ہو"
کستوری ناگن نے زور سے پھنکار ماری۔ وہ غائب
ہو گئی وہ تیزی سے تہ خانے سے نکل کر ویران محل
کے باہر آ گئی جادوگرنی ناگن کی روح بھی اس کے ساتھ
تھی۔ دونوں جادوگرنیاں محل کے پچھواڑے گڑھے والے
درخت کے پاس آ کر بیٹھ گئیں۔
کستوری ناگن کہنے لگی۔
"ناگن جادوگرنی کی روح! ہرش ناگ سے میں بدلہ نہیں
لے سکتی۔ لیکن میں تمہارے سامنے قسم کھاتی ہوں کہ
ناگ سے بدلہ ضرور لوں گی اور اس بار دنیا میں جا کر اسے

ایسا مزہ چکھاؤں گی کہ وہ ساری عمر یاد کرے گا کیا
اب میں جا سکتی ہوں؟
جادوگرنی ناگن کی روح نے کہا۔
"کیوں نہیں؟ تم پر ہرش ناگ کا جادو ٹوٹ چکا
ہے اب تم جس سیارے پر چاہو جا سکتی ہو"
کستوری ناگن نے کہا۔
"میں سوائے دنیا کے اور کسی سیارے پر نہیں
جاؤں گی اس لئے کہ ناگ دنیا کے سیارے پر
ہی گیا ہو گا"
جادوگرنی ناگن کی روح نے کہا۔
"ناگن ملکہ! اس بات کا خیال رکھنا۔ جوں سانگ
کے پاس ایک تکونا خلائی ستارہ ہے جو تمہاری
موجودگی کو ظاہر کر دیتا ہے اگر تم اس کے پاس جاؤ
سب سے پہلے اس ستارے کو ضائع کر دینا
پھر وہ تم پر خلائی مخلوق ہونے کا شک نہیں کر
سکے گی"
کستوری ناگن نے جادوگرنی ناگن کا شکریہ ادا کیا اور ایک
سیکنڈ میں فضا میں پرواز کر گئی وہ دیکھتے دیکھتے خلاء میں
پہنچ گئی۔ اور روشنی کی رفتار کے ساتھ سفر کرنے لگی
ناگ کو بالکل علم نہیں تھا کہ اس دفعہ بھی کستوری ناگن ناگ

کے تعاقب میں اس کے پیچھے پیچھے دنیا میں داخل ہو رہی تھی۔
اس کا خیال تھا کہ وہ لوگ ابھی تک افریقہ میں
ہی کہیں ہوں گے۔ چنانچہ وہ شمالی افریقہ کے شہر سوڈان میں
اترنا چاہتی تھی مگر نیچے آتے ہی اسے زبردست آندھی کے
طوفان نے گھیر لیا اور ہوائیں اسے اٹھا کر کہیں سے کہیں لے
گئیں

جب طوفان تھما تو کستوری ناگن نے دن کی روشنی میں
دیکھا کہ وہ دریا کے کنارے چھوٹی سی بستی میں اتر آئی ہے
وہ غیبی حالت میں تھی۔ بستی کے کچھ بوڑھے آدمی جھونپڑیوں
کے آگے بیٹھے ٹوکریاں وغیرہ بنا رہے تھے جھونپڑیوں
کے باہر پٹاریاں بھی پڑی تھیں۔ عورتیں کھانا وغیرہ تیار
کر رہی تھیں غیبی حالت میں رہ کر کستوری ناگن ان لوگوں
سے معلومات حاصل نہیں کر سکتی تھی کہ یہ کونسا علاقہ ہے
اس لئے وہ ایک درخت کے پیچھے آئی اور فوراً اس نے ایک
سانولے رنگ کی دیہاتی قسم کی عورت کا روپ بدلا اور بستی
کی طرف چلی۔

بستی میں آتے ہی کستوری ناگن کو احساس ہو گیا کہ
یہ سپیروں کی بستی ہے
کستوری ناگن سانولی دیہاتی عورت کے روپ میں
بستی میں ایک بوڑھے کے پاس آکر بولی۔

"بابا! یہ کون سا گاؤں ہے؟"
بوڑھے نے آنکھیں اٹھا کر کستوری ناگن کو دیکھا اور
پوچھا "بی بی! تو کہاں جانا چاہتی ہے؟"
کستوری ناگن نے کہا۔
"بابا! میں اپنے قافلے کے ساتھ شہر سوڈان
جا رہی تھی کہ قافلے سے بچھڑ کر راستہ
بھول گئی ہوں"
بوڑھا کہنے لگا۔
"بی بی! تو بہت دور نکل آئی ہے سوڈان
تو یہاں سے بہت فاصلے پر ہے۔"
کستوری ناگن نے کہا۔
"کیا قریب کوئی ایسا شہر ہے۔ جہاں سے
مجھے سوڈان جانے والا قافلہ مل جائے؟
بوڑھے سپیرے نے اپنے بھائی سپیرے کو بلا لیا
دوسری عورتیں بھی وہاں آ گئیں۔ کستوری ناگن نے انہیں
اپنا نام رانی بتایا بوڑھے سپیرے نے اسے دودھ
پینے کے لئے دیا اور جھونپڑی میں بٹھایا پھر اسے
بتایا کہ وہاں سے قریب کوئی شہر نہیں ہے لیکن دس
کوس کے فاصلے پر ایک گاؤں ضرور ہے جہاں سے
مہینے میں ایک بار ایک آدمی گھوڑے لیکر شہر جاتا ہے اگر

تم چاہو تو اس کے ساتھ شہر جا سکتی ہو۔
اتنے میں بوڑھے کا جوان بھتیجا کہنے لگا۔
"چچا میں اگلے ہفتے سانپ لے کر شہر جا رہا ہوں۔ میں رانی کو شہر چھوڑ دوں گا"
"یہ میرا بھتیجا رامبو ہے یہ بڑا بہادر لڑکا ہے راستے میں اگر کوئی جنگلی جانور مل گیا تو یہ اسے پل بھر میں مار ڈالے گا تم بے فکر ہو کر اس کے ساتھ جا سکتی ہو"

کستوری ناگن نے ایک ہفتہ وہیں بسر کیا وہ خود بھی فضا میں اڑ کر جا سکتی تھی لیکن اسے صحیح راستے کا پتہ نہیں تھا اور اُسے خطرہ تھا کہ کہیں وہ اکیلی اڑتے ہوئے راستے سے بھٹک نہ جائے اور افریقہ میں اگر کوئی راستے سے بھٹک جائے تو بڑی مشکل سے اسے راستہ ملتا ہے اور کستوری ناگن کو اتنی جلدی بھی نہیں تھی وہ ایک ہفتہ اس بستی میں رہی پھر جوان سپیرے رامبو کے ساتھ گھوڑے پر بیٹھ کر شہر سوڈان کی طرف چل پڑی۔

سوڈان سے ایک میل پیچھے ہی سوداگر کی حویلی تھی جس کے پاس سپیرا سانپ بیچنے کے لئے جا رہا تھا وہ اکثر اس سوداگر کے پاس آتا رہتا تھا سپیرے کو معلوم تھا کہ یہ سوداگر عورتوں کی خرید و فروخت کا کام بھی کرتا

ہے اس زمانے میں مردوں کو غلام اور عورتوں کو لونڈیاں بنا کر فروخت کرنے کا رواج عام تھا
اس نے کستوری ناگن سے کہا۔
"رانی! میرے ساتھ سوداگر کی حویلی تک آؤ میں اسے سانپ دے کر تمہیں شہر میں خود چھوڑ آؤں گا تم بے شک حویلی کی ڈیوڑھی میں ہی بیٹھنا۔

کستوری ناگن نے سوچا کہ چلو نوجوان سپیرے کا دل رکھنے کے لئے مان لیتی ہوں۔ وہ حویلی کی ڈیوڑھی میں آ کر بیٹھ گئی۔ سپیرا سانپوں کی پٹاری لے کر سوداگر کے کمرے میں آ گیا اس نے سانپ بھی دے دیئے اور ایک شکار کی خوشخبری بھی سنائی۔

سوداگر نے کھڑکی کے خفیہ سوراخ میں سے کستوری ناگن کو دیکھا۔ تو خوش ہو کر سپیرے سے کہنے لگا۔
"شکار اچھا ہے۔ مگر میں تمہیں پچاس سکوں سے سوا ایک سکہ بھی نہیں دوں گا۔
سپیرے کو اور کیا چاہیئے تھا کہنے لگا۔
"لاؤ پچاس سکے" یہ عورت رانی اب تمہاری ہے اسے پکڑ کر اپنی قید میں رکھنا اب تمہارا کام ہے۔
یہ کہہ کر سپیرا حویلی کے دوسرے راستے سے باہر نکل گیا جب سپیرا چلا گیا۔ تو سوداگر ڈیوڑھی میں آ گیا۔ کستوری ناگن

کی طرف مسکرا کر دیکھنے لگا۔ کستوری ناگن کو بہت برا لگا
اس نے پوچھا۔

" وہ نوجوان سپیرا کہاں ہے۔ جو مجھے یہاں بٹھا کر تمہیں
سانپ دینے اندر گیا تھا؟"

سوداگر بولا۔

" وہ تو کب کا چلا گیا اب تم میری لونڈی ہو وہ
تمہیں میرے پاس پچاس سکوں میں فروخت کر
گیا ہے"

کستوری ناگن کو سخت غصہ آیا۔ سوداگر نے فوراً غلاموں
کو حکم دیا کہ اس عورت کو اٹھا کر اندر پچھلی کوٹھڑی میں بند
کر دو غلام کستوری ناگن کی طرف بڑھے تو وہ اٹھ کر
کھڑی ہو گئی۔ اس نے ہاتھ اٹھا کر کہا۔

" زبردستی کرنے کی کوئی ضرورت نہیں میں خود چلی جاتی
ہوں اندر"

سوداگر خوش ہو کر بولا۔

" شاباش! مجھے ایسی لونڈیاں بہت اچھی لگتی ہیں
جو میرا حکم مانیں"

اس نے غلاموں کے پیچھے جانے کا اشارہ کیا۔ کستوری ناگن
سوداگر کے ساتھ حویلی کے اندر آ گئی۔ سوداگر نے ایک کوٹھڑی
کی طرف اشارہ کیا۔

" اس کوٹھڑی میں جا کر آرام کرو۔ وہاں تمہیں ضرورت
کی ہر چیز مل جائے گی"

کستوری ناگن دو آدمیوں کو سزا چکھانا چاہتی تھی
ایک اس سوداگر کو جو معصوم عورتوں کو بھیڑ بکریوں کی
طرح خرید کر آگے بیچ دیتا تھا۔ اور دوسرے اس بدمعاش
سپیرے کو جو کستوری ناگن کو اس سوداگر کے پاس فروخت کر
گیا تھا اور جس نے نہ جانے کتنی اور معصوم لڑکیوں کی زندگیاں
برباد کی ہوں گی۔ وہ کوٹھڑی میں آ کر بیٹھ گئی۔ وہاں ایک
تخت پوش کے سوا کچھ نہیں تھا۔ اتنے میں سوداگر اندر
آ گیا۔ اس کے ہاتھ میں چمڑے کا ہنٹر تھا۔ اس نے ہنٹر کو
زور سے لہرایا۔ شڑاخ کی آواز پیدا ہوئی۔ سوداگر گرج کر
بولا۔

" میں جو لونڈی خریدتا ہوں سب سے پہلے اس
کی مرمت کرتا ہوں۔ تاکہ اس کا دماغ ٹھیک ہو
جائے اور وہ کبھی یہاں سے بھاگنے کی کوشش
نہ کرے۔ مار کھانے کے لئے تیار ہو جاؤ"

کستوری ناگن پہلے ہی غصے سے بھری بیٹھی تھی
کہا۔" میں تمہیں آخری بار خبردار کرتی ہوں کہ اس
برے کام سے توبہ کر لو۔ عورتوں کو خریدنا
اور بیچنا اچھا کام نہیں یہ ظلم ہے

سوداگر کو کیا معلوم تھا کہ وہ کس کے ساتھ بات
کر رہا ہے۔ اس نے ہنٹر کو لہرا کر کہا۔
" بدبخت! یہ الٹی سیدھی بکواس ابھی بند کرتا
ہوں تیری"
اور احمق سوداگر نے زور سے ہنٹر کستوری کے
ہنٹر کستوری کے کاندھے پر لگا وہ درد سے تڑپ
اٹھی۔ اس نے غصے میں آگ بگولا ہو کر ایک زبرد
پھنکار ماری اور پھر سوداگر کی آنکھوں کے سامنے عور
کی جگہ ایک زرد رنگ کا دس فٹ لمبا خطرناک سانپ
اپنا پھن اٹھائے پھنکاریں مار رہا تھا۔ اس کی سرخ آنک
سے چنگاریاں نکل رہی تھیں۔ اس کی دو شاخوں والی زبان
بار بار لہرا رہی تھی۔ سوداگر یہ طلسم دیکھ کر دہشت زدہ
ہو گیا۔ خوف سے اس کا جسم ٹھنڈا پڑ گیا پھر بھی اس نے
ہمت کر کے ہنٹر سے سانپ کو مارنے کے لئے ہاتھ
اٹھایا ہی تھا کہ کستوری ناگن نے پھنکار ماری اس کی پھ
شعلے ایسی تپش سے سوداگر کے کپڑوں میں آگ لگ گئی
وہ چیختا چلاتا باہر کو بھاگا۔
مگر کستوری ناگن اسے کب چھوڑنے والی تھی اس
نے وہیں سے چھلانگ لگائی اور سوداگر کی گردن پر
ڈس دیا۔ سوداگر وہیں بت بن کر رہ گیا۔

کستوری ناگن فوراً عورت کے روپ میں آگئی۔
اس کا زہر سوداگر کے جسم میں اپنا کام شروع کر چکا
تھا۔ سوداگر زمین پر گرا۔ پھر اس کا جسم موم
بتی کی طرح پگھل گیا۔ اس کے پگھلے ہوئے جسم پر
صرف دو آنکھیں ہی نظر آ رہی تھیں۔ جو آہستہ آہستہ
بند ہو رہی تھیں۔
کستوری ناگن نے نفرت سے کہا۔
" اب تو کسی کی بیٹی اور بہن پر ظلم نہ
کر سکے گا۔"
کستوری ناگن یہ کہہ کر مکان کی چھت پر آ گئی زور
سے پھنکاری اور بلبل بن کر فضا میں اڑنے لگی
وہ اب اس سپیرے سے انتقام لینا چاہتی تھی
جو اسے سپیرے کے پاس فروخت کر گیا تھا وہ سیدھی
سپیروں کی بستی میں پہنچ گئی اس نے دیکھا کہ وہ سپیرا
جو اُسے سوداگر کے پاس بیچ گیا تھا اب جھونپڑے
کے باہر بیٹھا بوڑھے سپیرے کے پاس باتیں کر رہا ہے
بوڑھے نے پوچھا۔
" تم اس عورت کو اس کے گھر چھوڑ آئے تھے نا؟"
سپیرا بولا۔
" ہاں بابا! میں اسے اس کے گھر پہنچا کر ہی آیا تھا۔"

کستوری ناگن درخت کی شاخ پر بلبل کی شکل میں
بیٹھی یہ سب کچھ سن رہی تھی۔ سپیرا جھوٹ بول رہا
تھا اس نے وہیں سے جھونپڑی کے اندر پٹاری میں بند
ناگن سانپ کو آواز دی کہ باہر آؤ پٹاری میں ایک ناگن
بیٹھی تھی وہ ناگن ملکہ کی آواز سن کر اسی وقت پٹاری
سے نکل کر باہر آگئی سپیرے نے ناگن کو باہر آتے دیکھا
تو گھبرا کر بولا۔

" بابا! یہ ناگن سانپ باہر کیسے آگئی"!

بوڑھا سپیرا گھبرا کر بولا۔

" پٹاری کھلی ہوگی۔ اس میں زہر ہے۔ ٹھہرو میں
اسے پکڑتا ہوں"

اور بوڑھے سپیرے نے بین بجانی شروع کردی
مگر ناگن سانپ پر بین کا کوئی اثر نہ ہوا۔ وہ تو ناگن
ملکہ کی آواز پر باہر آئی تھی۔ وہ اس درخت کے
نیچے کنڈلی مار کر پھن اٹھا کر بیٹھ گئی جس کی شاخ
پر کستوری ناگن بلبل کی شکل میں بیٹھی تھی۔

کستوری ناگن نے کہا۔

" سن اے ناگن! اس سپیرے نے میرے
ساتھ ظلم کیا ہے یہ دوسری عورتوں کے ساتھ
بھی اسی طرح ظلم کرتا رہا ہوگا۔ میں چاہتی ہوں

کہ تو اس سے میرا اور دوسری بے گناہ عورتوں
کا بدلہ لے"

ناگن سانپ نے کہا۔

" ناگن ملکہ! تو جیسے کہتی ہے ویسے ہی ہوگا
میں ابھی اسے ہلاک کر ڈالتی ہوں"

کستوری ناگن بولی۔

" نہیں اسے مارنا نہیں ہے اس کو ایسی سزا
دے کہ جس کو یہ ساری عمر یاد رکھے"

ناگن سانپ نے کہا!

" میں اس کے جسم میں اپنا خاص زہر داخل
کرتی ہوں جس کے اثر سے یہ بے ہوش
ہو جائے گا اور جب تک میں اسے
دوبارہ نہیں ڈسوں گا۔ یہ ہوش میں نہیں
آئے گا"

کستوری ناگن نے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ اس کی سزا یہی ٹھیک ہے"

سپیرا ناگن سانپ کے آگے بین بجا کر اسے اپنی طرف
بلا رہا تھا۔ ناگن سانپ اس کی طرف بڑھی اور اچھل کر
اس کے ہاتھ پر ڈس دیا۔ ڈستے ہی سپیرے کے ہاتھ
سے بین چھوٹ گئی اور وہ بے ہوش ہو کر گر پڑا۔

کستوری ناگن وہاں سے اڑی اور واپس سوڈان شہر کی
طرف پرواز کر گئی۔ وہ ناگ کی تلاش میں تھی۔ اسے یقین
تھا کہ ناگ کستوری ناگن کی سراغ لگانے کے سلسلے میں
اس کے سپیرے باپ کے گھر ضرور آیا ہو گا۔ کستوری ناگن
سیدھی اپنے پرانے گھر آ گئی۔

وہ بلبل کی شکل میں اپنے گھر کے آنگن والے درخت
کی شاخ پر بیٹھ گئی۔ اسے اپنا باپ دکھائی نہیں دے
رہا تھا۔ ماں اس کی پہلے ہی فوت ہو چکی تھی تھوڑی
دیر بعد ان کا نوکر لاٹھی ٹیکتا گھر میں داخل ہوا کستوری ناگن
کو خیال گزرا کہ کہیں اس کے باپ کا بھی انتقال نہ ہو گیا ہو!
وہ اڑ کر مکان کے پیچھے چلی گئی۔ وہاں اس نے اپنی عورت کی
شکل بدلی اور اپنے مکان میں داخل ہو گئی۔ بوڑھے نوکر
نے کستوری کو دیکھا تو بڑھ کر اس کے سر پہ ہاتھ پھیر کر
اس کا ماتھا چوما اور بولا۔

"بیٹی تم کہاں چلی گئی تھی۔ تیری جدائی میں تیرا
باپ مر گیا ماں بھی اگلی دنیا کو سدھار گئی"

کستوری ناگن کو بھلا اپنے ماں باپ کی کیا دلچسپی
ہو سکتی تھی۔ وہ تو ایک ناگن تھی اس نے بوڑھے نوکر
کے ساتھ اپنے باپ کی وفات کا دکھاوے کا افسوس
کیا اور پھر پوچھا۔

"بابا! تو نے کبھی کسی ایسے نوجوان کو تو نہیں دیکھا
جس نے اس گھر میں آ کر میری بابت پوچھا ہو!

بوڑھا ذہن پر زور دے کر بولا۔

"ہاں تیرے جانے کے کئی ماہ بعد ایک سانولے
رنگ کا گھنگھریالے بالوں والا نوجوان یہاں آیا تھا
وہ تیرا پوچھ رہا تھا"

کستوری ناگن نے پوچھا۔

"اس کی آنکھوں کا رنگ کیسا تھا؟

بوڑھے نے کہا۔

"نسواری رنگ تھا۔ مگر اس کی آنکھوں میں مجھے سانپ
کی آنکھوں کی کشش محسوس ہوتی تھی۔

کستوری ناگن سمجھ گئی کہ یہ ناگ کے سوا اور کوئی نہیں
ہو سکتا۔ اس نے بے تابی سے سوال کیا۔

"بابا! یہ کب کی بات ہے؟

بوڑھے نے بتایا کہ کافی دن ہو گئے ہیں کہ وہ نوجوان
وہاں آیا تھا۔ کستوری ناگن نے پوچھا کہ وہ کہاں جانے
کے متعلق کہہ رہا تھا۔

بوڑھے نے کہا۔

"یہ اس نے نہیں بتایا۔ وہ چپ چاپ چلا گیا
تھا۔ مگر بیٹی تم کیوں پوچھ رہی ہو۔ اتنی دیر بعد

آئی ہو آؤ بیٹھو۔ میں تمہارے لئے دودھ گرم کرتا ہوں"
کستوری ناگن نے کہا۔

"نہیں بابا! میں جلدی میں ہوں۔ پھر آؤں گی"
یہ کہہ کر کستوری ناگن باہر نکل آئی۔ مکان کے پچھواڑے
آتے ہی اس نے بلبل کی شکل بدلی اور فضا میں اڑ گئی
کستوری ناگن کو کسی طرف سے بھی ناگ یا اس کے ساتھیوں
کی خوشبو نہیں آ رہی تھی۔ اس بار کستوری ناگ دیوتا
سے زبردست بدلہ لینا چاہتی تھی۔ وہ کوئی ایسا
جادو کرنا چاہتی تھی کہ جس سے ناگ دیوتا ہمیشہ ہمیشہ
کے لئے اس کا قیدی اور غلام بن کر رہ جائے۔ کستوری
ناگن کو سوجھی کیوں نہ وہ اپنی پہلی ماں کی قبر پر جائے اور اس سے
امداد حاصل کرنے کی کوشش کرے۔ اسکی پہلی ماں بھی
ایک ناگن رہ چکی تھی اس کی مڑھی یعنی قبر۔ ہندو
لوگ پرانے زمانے میں بھی اپنے بزرگوں کی لاش جلا کر
اس کی راکھ تو دریا میں بہا دیتے تھے اور کچھ ہڈیاں کسی
مٹی یا کانسی کے برتن میں ڈال کر زمین میں دفن کر دیتے
تھے جہاں وہ یہ برتن دفن کرتے وہاں ایک چھوٹی سی
پکوڈی ڈھیری بنا کر اوپر ایک برجی تعمیر کر دیتے تھے اس
کو مڑھی کہا جاتا تھا آج بھی ہندو لوگ ہر مردے کے
ساتھ نہیں لیکن بعض بزرگ مردوں کی ہڈیاں اس طرح

زمین میں دفن کر کے اس کی مڑھی بنا دیتے ہیں۔
کستوری ناگن سیدھی ہندوستان کی طرف پرواز کر
گئی۔ اس کی رفتار بہت تیز تھی وہ شام ہونے کے
بعد جب اندھیرا چھا رہا تھا اپنے سینکڑوں سال پہلے
کے شہر میں پہنچ گئی اس شہر کے باہر تالاب کے
کنارے اس کی ناگن ماں کی مڑھی بنی ہوئی تھی جس
کے پتھر کئی جگہوں سے ٹوٹ پھوٹ گئے تھے اور
اونچی گھاس اگ آئی تھی کستوری ناگن اپنی ناگن ماں
کی مڑھی کے سامنے جا کر کھڑی ہو گئی اور منتر پڑھنے
لگی کچھ دیر تک وہ منتر پڑھتی رہی پھر اس نے مڑھی
کے گرد تین چکر لگائے اور بولی۔
"میری ناگن ماں کی روح! اگر تو آ گئی ہے
تو میری مدد کر"
اسے کھڑکھڑاتی ہوئی آواز سنائی ہوئی
"کستوری ناگن! تو جس لئے میرے پاس آئی ہے
میں جانتی ہوں۔"
کستوری ناگن نے کہا۔
"تو پھر مجھے بتا کہ ناگ دیوتا مجھے کہاں ملے گا
اور میں اسے کس طرح قابو کروں کہ وہ میری
قید سے کبھی نہ نکل سکے"

روح نے کہا۔
" ناگ دیوتا کے پاس ایک ایسی طاقت ہے
جس کا تو مقابلہ نہیں کر سکتی"
کستوری ناگن نے غصے میں کہا۔
" کیوں نہیں مقابلہ کر سکتی میں؟ میرے پاس بھی
زبردست طاقت ہے میں جو چاہے شکل اختیار
کر سکتی ہوں۔ میں غائب ہو سکتی ہوں۔
روح بولی۔ " مگر ناگ کے پاس نیکی اور انسانوں
کی بھلائی اور خدمت کی طاقت ہے
اس طاقت کے آگے بڑے سے بڑے
جادوگر کا زور نہیں چل سکتا اگر چلے گا
بھی تو تھوڑی دیر کے لئے اور ناگ پھر
آزاد ہو جائے گا"
کستوری ناگن نے اب اپنی ماں کی روح کی منتیں کرنی
شروع کر دیں اس نے روح کی اتنی خوشامد کی کہ روح
نے کہا۔
" تمہارے پاس ایک ہی راستہ ہے ناگ
کو اپنا قیدی بنانے کا اور وہ یہ کہ میری
قبر کھود کر مٹی کے برتن میں سے میرے
جسم کی کوئی چھوٹی سی ہڈی نکال لے اس

ہڈی کو اپنے پاس رکھ اور جب ناگ
تیرے سامنے آئے تو اس ہڈی کو اس
کے جسم کے ساتھ لگا دے"
کستوری ناگن نے جلدی سے پوچھا۔
" کیا وہ — کیا وہ پھر ہمیشہ کے لئے قیدی
غلام بن جائے گا
روح نے کہا۔
" یہ تم کو اپنے آپ معلوم ہو جائے گا
اب تو مجھے تنگ نہ کر اور یہاں سے ہڈی
لے کر چلی جا"
کستوری ناگن نے پوچھا ناگ اس وقت مجھے کہاں ملے گا؟
روح بولی۔
" وہ شمال میں تبت کی طرف تجھے ملے گا وہاں
اس کے ساتھی پہنچنے والے ہیں ناگ بھی کچھ دنوں کے
بعد وہاں پہنچ جائے گا تم اس کے دوستوں کے قریب
قریب رہنا اور وہاں تجھے اپنی شکل بدل کر جانا ہو گا تاکہ
وہ لوگ تمہیں پہچان نہ سکیں اب میں جا رہی ہوں
پھر مجھے پریشان نہ کرنا"
اور روح کی آواز غائب ہو گئی۔ کستوری ناگن نے فوراً
مٹی ادھر ادھر ہٹانی شروع کر دی۔ زمین کے اندر سے

کا ایک چھوٹا سا برتن اسے ملا۔ اس میں ناگن ماں کی
ہڈیاں تھیں۔ کستوری ناگن نے ان میں سے ایک ہڈی
نکال کر اپنے پاس رکھ لی اور قبر کو دوبارہ بند کر کے اوپر
پتھر جما دیئے اور خود شمال کی طرف پرواز کر گئی
وہ تبت جانا چاہتی تھی جہاں اس کی ناگن ماں کی رد
کے مطابق ناگ کے ساتھی یعنی عنبر ماریا، کیٹی تھیو
سانگ اور چولی سانگ پہنچنے ہی والے تھے اور کچھ
دنوں کے بعد ناگ کو بھی وہاں پہنچ جانا تھا۔
کستوری ناگن کو شکل سے سارے لوگ پہچانتے تھے
اس لئے وہ کسی دوسری شکل میں اس بار ان کے پاس جانا
چاہتی تھی۔ وہ تیز رفتار پرندے کی شکل میں برق رفتاری
سے اڑتی ہوئی ہندوستان کے دریاؤں پہاڑوں میدانوں
اور جنگلوں کے اوپر سے گزرتی ہوئی شمال میں کوہ ہمالیہ کی
پہاڑیوں میں آ کر۔ کستوری ناگن نیچے آ گئی۔ اس
کو تبت شہر کے لکڑی کے ڈھلانی چھتوں والے مکان نظر
آئے ان مکانوں کے درمیان ایک لکڑی کا محل تھا جو
ظاہر ہے تبت کے بادشاہ کا ہو سکتا تھا۔ تبت کے
بادشاہ شروع ہی سے فقیر یعنی راہب بادشاہ ہوتے
تھے۔ وہ بادشاہ بھی ہوتے اور مندر کے بڑے
پجاری بھی ہوتے تھے۔ کستوری ناگن کو شہر کے کونے

میں ایک ٹیلے پر برف پوش چھوٹا سا مندر بھی دکھائی دیا
اس مندر میں آسمانی بجلی بادل اور طوفان کے دیوتا کی
پوجا ہوتی تھی یہ گوتم بدھ کے زمانے سے پہلے کی
بات ہے۔ بعد میں تبت کے لاماؤں نے بدھ مذہب
اختیار کر لیا اور بدھ سٹ کہلانے لگے تھے۔
کستوری ناگن خاموشی سے مندر کے پیچھے اتر گئی۔
یہاں برف ہی برف چاروں طرف جمی ہوئی تھی
سردی اتنی زیادہ تھی کہ لوگ روئی کے لحافوں ایسے لبادے
پہنے چل پھر رہے تھے پھر بھی وہ سردی سے ٹھٹھر
رہے تھے مندر کے اندر نائب پجاری آگ جلا کر اس
سامنے بیٹھا اگنی دیوتا کی تعریف کے بھجن گا رہا تھا۔ چند
دوسرے عقیدت مند بھی پجاری کے اردگرد بیٹھے تھے
کستوری ناگن مندر کی ڈھلان پر برف کے درمیان آ کر کھڑی
ہو گئی کافی دیر ہوئی اس نے اسی شہر ہندوستان میں اپنے
گھر میں ایک ادھیڑ عمر عورت دیکھی تھی جو گھر کا کام
کاج کیا کرتی تھی۔ کستوری ناگن نے اس کی شکل اپنی
آنکھوں میں جمائی اور پھنکار مارتے ہی اس کی شکل میں
آ گئی اب وہ ایک ادھیڑ عمر عورت بن گئی تھی
جس نے نوکرانیوں ایسے موٹے کپڑے پہنے ہوئے تھے
کستوری ناگن خود کو نئی شکل میں دیکھ کر بہت خوش ہوئی۔

عنبر ناگ اور اس کے دوسرے ساتھیوں میں سے کوئی
بھی اسے نہیں پہچان سکتا تھا۔ کہ یہی کستوری ناگن ہے۔
وہ آہستہ آہستہ چلتی مندر کے دروازے پر آگئی اور پھر
مندر میں جا کر ان لوگوں کے ساتھ بیٹھ گئی جو پجاری کے ساتھ
بھجن گا رہے تھے۔ عیار پجاری نے ایک نظر کستوری پر
ڈالی۔ سمجھ گیا کہ یہ شہر میں ایک نئی عورت ہے وہ آنکھیں
بند کر کے اشلوک پڑھتا رہا۔ کچھ دیر کے بعد گانا وغیرہ
ختم ہو گیا۔ اور پجاری نے کستوری ناگن کی طرف دیکھ کر
پوچھا۔

"تو کس شہر سے آئی ہے بی بی"؟

کھوپڑی لوگ

کستوری ناگن نے کہا۔
"مقدس پجاری! میرا نام گومتی ہے اور میں غریب
بیوہ ہوں۔ میرا اس دنیا میں کوئی نہیں رہا مجھے
مندر میں نوکرانی رکھ لیں تاکہ زندگی کے جو تھوڑے
دن باقی رہ گئے ہیں وہ میں آپ کی خدمت اور
دیوتا کی پوجا کر کے گزار دوں"
پجاری کو اس ادھیڑ عمر کی عورت یعنی کستوری ناگن پر رحم
آگیا۔
اس نے کہا۔ "ٹھیک ہے گومتی۔ اگر تیرا اس سنسار میں
کوئی نہیں رہا تو پھر تو دیوتا کے مندر میں رہ کر
یہاں کی صفائی وغیرہ کا کام کیا کرنا اور پیچھے
ایک کوٹھڑی ہے وہاں سو جایا کرنا کھانا پینا
تمہیں مندر ہی سے مل جایا کرے گا"
کستوری ناگن یہی چاہتی تھی اس نے ہاتھ باندھ کر پجاری
کو سلام کیا اور اسی وقت جھاڑو لے کر مندر کے

فرش کو صاف کرنے لگی اب ہم کستوری ناگن کو
تبت کے اس مندر میں چھوڑ کر عنبر، ماریا، کیٹی
تھیوسانگ اور جولی سانگ کی طرف آتے ہیں۔ وہ
تبت کی طرف سفر کر رہے تھے جبکہ ناگ عقاب
کی شکل میں خلا میں پرواز کرتا دنیا کی فضا میں داخل
ہو گیا تھا ایک جگہ اسے سیاہ اونچی اونچی چٹانوں
کا سلسلہ نظر آیا یہ چٹانیں ایک گول دیوار کی شکل میں
ایک بہت بڑے میدان کو اپنے گھیرے میں لئے
ہوئے تھیں ان کے درمیان میدان میں ایک تالاب
بھی تھا جس کے کنارے سیڑھیاں تالاب میں اتر
گئی تھیں۔

یہ میدان کافی کھلا اور لمبا چوڑا تھا اس میں کہیں
کہیں چھوٹے چھوٹے چبوترے بنے ہوئے تھے کہیں
درختوں کے نیچے پتھر کے سیاہ تخت بچھے تھے کہیں
کسی شے کے ڈھیر لگے تھے ناگ اڑتا اڑتا نیچے آ گیا
اس نے دیکھا کہ یہ ڈھیر جانوروں کی ہڈیوں کے تھے
وہ حیران ہوا کہ یہاں جانوروں کی ہڈیاں کہاں سے آ گئیں؟
وہ اونچی لمبوتری چٹانوں میں گھیرے ہوئے اس میدان
میں اتر آیا۔
ناگ بڑا حیران ہوا کہ یہاں کون سی مخلوق رہتی ہے

کیونکہ دیواروں کے دروازے بڑے اونچے تھے
غاروں کے اندر جا کر ناگ نے دیکھا کہ سارے
کے سارے غار خالی تھے ان میں کہیں لوہے
کے ہتھوڑے کہیں چھرے کہیں کلہاڑے اور کہیں
پتھروں کو کھرچ کر بنائے ہوئے برتن اور بڑے بڑے
پتیلے پڑے تھے۔ ایک غار میں پانی کے بڑے
بڑے مٹکے رکھے تھے ناگ یہ تو سمجھ گیا کہ یہاں کوئی
قبیلے کے لوگ رہتے ہیں۔ مگر وہ لوگ اس وقت کہاں
تھے؟ ناگ غار سے باہر آ گیا۔

اچانک اس کی نظر کچھ فاصلے پر زمین میں گاڑے
ہوئے بانسوں پر پڑی یہ بانس ساتھ ساتھ زمین میں
گاڑے گئے تھے ناگ نے قریب جا کر
فوراً سانپ کی شکل بدلی اور زمین میں گڑھے
ہوئے بانسوں کے درمیان رینگنے لگا اس نے قریب
جا کر دیکھا کہ ہر بانس کے نیچے زمین میں ایک خوفناک
شکل والی کھوپڑی پڑی تھی ناگ حیرانی سے کھوپڑیوں
کو تکنے لگا۔ یہ کھوپڑیاں آدھی انسان کی اور آدھی کسی
جن بھوت کی لگتی تھیں یہ لمبوتری کھوپڑیاں تھیں
جن کی آنکھوں کے سوراخ بڑے بڑے تھے کھوپڑیوں
کے سر بھی عام انسانی سر سے تین گنا بڑے تھے

ہر کھوپڑی کے اُوپر نیچے دانتوں کی قطاریں چلی گئی تھیں یہ دانت لمبے لمبے تھے۔ ناگ رینگتا ہُوا ایک کھوپڑی کے پاس گیا اس کو محسوس ہُوا کہ کھوپڑی کے اندر کوئی شے حرکت کر رہی ہے۔

ناگ نے سوچا کہ اس معمّے کو حل کرنا چاہیئے کہ کھوپڑی کے اندر کیا چیز ہے۔ وہ رینگتا ہوا آہستہ سے آنکھ کے گول بڑے سوراخ میں سے کھوپڑی کے اندر داخل ہوگیا کھوپڑی اندر سے بھی بڑے تربوز سے بھی بڑی اور گول گنبد کی طرح تھی ناگ نے دیکھا کہ اندر کچھ بھی نہیں تھا۔ لیکن اسے کانوں میں ایسی آواز سنائی دی جیسے کہیں قریب ہی سمندر کی لہریں چٹانوں سے ٹکرا رہی ہوں۔ ناگ نے کوئی خیال نہ کیا اور کھوپڑی سے باہر نکلنے کے لئے کھوپڑی کی آنکھ کے سوراخ کی طرف رینگنے لگا۔ جونہی اس نے کھوپڑی کی آنکھ میں سے باہر جانے کی کوشش کی اسے ایک زبردست جھٹکا لگا۔ اور وہ تڑپ کر کھوپڑی کے اندر گر پڑا۔ ناگ جلدی سے اٹھا اس نے کھوپڑی کی دوسری آنکھ اور پھر اس کے کھلے منہ میں سے نکلنے کی کوشش مگر وہاں بھی اسے زبردست جھٹکے لگے۔ اور ناگ باہر نہ نکل سکا۔ ناگ نے پریشان ہو کر پھنکار ماری

چاہا کہ چڑیا بن کر وہاں سے اڑ کر نکل جاؤں مگر یہ دیکھ کر وہ خوف زدہ سا ہوگیا کہ وہ پرندہ نہیں بن سکا تھا۔ ناگ نے دوسری بار سانس چھوڑا کہ انسان کی شکل میں آجائے۔ مگر وہ اس میں بھی کامیاب نہ سکا۔ ناگ کی طاقت اس کا ساتھ چھوڑ گئی تھی ناگ نے خود غلطی کی کہ اس عجیب وغریب بھوت نما کھوپڑی میں داخل ہو گیا۔ ضرور یہ طلسمی کھوپڑی تھی۔ اس میں کوئی خاص طلسم کیا گیا تھا۔ یا طلسم کے اثرات پیدا ہو گئے تھے۔ اب ناگ کیا کرے! کیسے باہر نکلے؟

یہی سوچتے ہوئے کھوپڑی کی آنکھ کے سوراخ کے پاس پیچھے کی جانب بیٹھ گیا اور سانپ کی گردن اٹھا کر چٹانوں کی اس پراسرار وادی کے میدان کی طرف دیکھنے لگا۔

اسے ایسی آوازیں آنے لگی جیسے بہت سے درندے یا جانور وادی میں داخل ہو رہے ہیں۔ مگر یہ درندوں کی آوازیں نہیں تھیں کسی وقت کوئی اونچا قہقہہ بھی سنائی دے جاتا تھا۔ یہ قہقہہ انسانی قہقہے سے بہت مختلف تھا۔ یہ لمبا اونچا اور مسلسل تھا اور کسی جانور کی چیخ سے زیادہ ملتا تھا۔ سانپ کی نظریں

قریب ہی لگی تھیں جہاں دو اونچی اونچی ہیبت ناک
چٹانوں کے درمیان ایک راستہ بنا ہوا تھا یہ عجیب و
غریب آوازیں اسی طرف سے آ رہی تھیں پھر ناگ
نے جو کچھ دیکھا اس پر اسے یقین نہیں آ رہا تھا
چٹانوں کے درمیان سے ایک بھوت نما اونچے
انسانوں کا جلوس سا داخل ہوا ان میں سے سب
کے قد پندرہ پندرہ فٹ کے تھے۔ ان کے
سر بڑی بڑی کھوپڑیوں کی طرح تھے جن کی
آنکھیں اور ناک بھی تھے۔ گویا یہ زندہ کھوپڑیاں
تھیں۔ ان کی موٹی موٹی گردنیں سینے کے ساتھ ملی
ہوئی تھیں۔ بازو بڑے لمبے لمبے تھے انہوں نے
جسم پر صرف ایک دھوتی نما سہرا باندھ رکھا تھا
اتنے اونچے لمبے انسان نما بھوت یا بھوت نما انسان
ناگ نے اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھے تھے وہ دو
دو کے لمبے لمبے ہاتھ پکڑے چلے آ رہے تھے
ان میں بچے بھی تھے بچوں کے قد پانچ پانچ چھ چھ فٹ
کے تھے۔ ان سب کی پیچھے سے دُمیں نکلی ہوئی تھیں
جب وہ ناگ کے قریب سے گزرے۔ تو ناگ نے
دیکھا کہ ان کے سر بالکل کھوپڑیوں ایسے تھے فرق
صرف اتنا تھا کہ کھوپڑیوں کی آنکھیں اور ناک نہیں

ہوتے اور ان کے لمبے لمبے گدھوں کی طرح کے ناک
بھی تھے اور بھوتوں ایسی بڑی بڑی تربوز جتنی آنکھیں
بھی تھیں۔ ناگ سانپ کی شکل میں زمین پر پڑی
کھوپڑی کے اندر چھپ کر بیٹھا تھا۔ وہ یہ سمجھ رہا
تھا کہ اسے کوئی نہیں دیکھے گا۔ مگر جونہی یہ
کھوپڑی لوگ اس کے قریب سے گزرے ایک
کھوپڑی والا بھوت نما انسان وہیں رُک گیا اس نے
اپنے لٹکے ہوئے ہونٹ کو اوپر اٹھا کر اس کا پیالہ
سا بنایا۔ پھر بانسوں کی طرف دیکھا۔ جہاں لوگوں کی
کھوپڑیاں پڑی تھیں۔ ناگ کا دل زور سے دھڑکنے لگا
کھوپڑی والا آدمی اِسے اپنی لال لال آنکھوں سے گھور رہا
تھا۔ باقی مخلوق بھی وہیں رُک گئی اسی کھوپڑی والے
بھوت نما پندرہ فٹ اونچے لمبے انسان نے چلا کر
کھوپڑی کی طرف اشارہ کر کے ایک عجیب سی گونجدار
آواز نکالی اس آواز میں کوئی لفظ نہیں تھے صرف اونچی
نیچی آواز تھی۔ جس میں ایسا شور بھی تھا۔ جیسے پتھر
چٹانوں سے نیچے گِر رہے ہوں۔ مگر یہ ان کی اپنی بولی
تھی اور ناگ اس بولی کو سمجھ گیا تھا۔ کھوپڑی والے
آدمی نے کہا تھا۔

" وہ آگیا ہے۔ میں نے سب سے پہلے اِسے

دیکھا ہے۔ اب میں تمہارا سردار ہوں۔"

اس کے ساتھ ہی یہ پندرہ فٹ کا بھوت نما کھوپڑی والا آدمی لپک کر ناگ کے پاس آیا جھک کر اس نے کھوپڑی کو اٹھا لیا پھر ہاتھ اندر ڈال کر ناگ کو پکڑ لیا۔ ناگ نے اس کے ہاتھ پر ڈس دیا اور انتہائی طاقت والا خطرناک زہر اس کھوپڑی والی مخلوق کے جسم کے اندر پہنچا دیا۔ مگر اس آدمی پر کوئی اثر نہ ہوا۔ اس نے ناگ کو اپنی مٹھی میں پکڑ کر اوپر اٹھا کر لہرایا اور خوشی سے چلایا۔

"میں تمہارا سردار ہوں۔ بڑے سردار کی روح کی شرط پوری ہو گئی۔"

ناگ اس کے ہاتھ کی مضبوط گرفت میں ایک بے بس سانپ کی طرح لٹک رہا تھا۔ باقی کھوپڑی والی مخلوق نے سردار کے ہاتھ میں سانپ دیکھا تو فوراً دوزانو ہو گئے اور پھر اپنے سر جھکا کر ایک آواز ہو کر بولے۔

"تم ہمارے سردار ہو۔ تم نے سانپ کو قابو میں کر لیا ہے۔ یہ سانپ صرف دیوتاؤں نے تمہارے لیے یہاں بھیجا ہے۔"

ناگ نے تڑپ کر اپنے آپ کو کھوپڑی سردار کی گرفت سے چھڑانے کی کوشش کی مگر بہت جلد اسے احساس ہو گیا کہ اس کھوپڑی سردار کی طاقت کے مقابلے میں اس کی طاقت کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ کھوپڑی سردار نے ناگ کو ہاتھ میں تین چار بار لہرایا اور بولا۔

"یہ مقدس سانپ اب میرے ساتھ رہے گا۔"

وہ ناگ کو اپنے ہاتھ میں پکڑے آگے آگے چلا اور باقی کھوپڑی لوگ اس کے پیچھے پیچھے بڑے ادب سے منہ ہی منہ میں کچھ گنگناتے چل پڑے ان کھوپڑی لوگوں میں عورتیں بھی تھیں عورتوں کے قد بھی پندرہ پندرہ فٹ کے تھے اور ان کے سروں پر بال بالکل نہیں تھے ان کی کھوپڑیاں بھی بڑے حلوے کدو ایسی تھیں اور ناک بکرے کی طرح تھوتھنی کے ساتھ مل گئے تھے۔

یہ سارے لوگ ایک بہت بڑے غار میں داخل ہو گئے۔ اس غار میں آگے جا کر ایک کھلی جگہ پر ایک پتھر کا تخت بچھا ہوا تھا دیوار کے ساتھ ساتھ بھی پتھر کی بڑی بڑی

کرسیاں بنی ہوئی تھیں کھوپڑی سردار تخت
پر بیٹھ گیا۔ باقی کھوپڑی لوگ کرسیوں پر بیٹھ
گئے ان میں سے ایک کھوپڑی عورت اٹھ کر کونے
میں گئی۔ وہاں سے سنگ مرمر کا ایک تھال اٹھا
کر سردار کھوپڑی کے سامنے آکر بولی۔

"اے مقدس سردار! ہمیں اس تھال میں تمہارے
مقدس آنکھ کے موتی کی ضرورت ہے تاکہ
تمہاری بادشاہت ہمیشہ قائم رہے۔"

ناگ یہ سب کچھ حیرانی سے دیکھ رہا تھا وہ
ابھی تک کھوپڑی سردار کے ہاتھ میں تھا کھوپڑی
سردار نے اپنی ایک آنکھ تھال کے اوپر کر کے
زور سے چیخ ماری۔ ٹپا ٹپ اس کی آنکھ سے دو
کالے رنگ کے موتی نکل کر تھال میں گر پڑے
سب کھوپڑی مخلوق اٹھ کر زور زور سے تالیاں بجاتے
اور سردار زندہ باد۔ ہمارا بادشاہ زندہ باد کے نعرے
لگانے لگے۔

کھوپڑی سردار نے اشارہ کیا۔ ایک دوسری کھوپڑی
عورت بھاگ کر ایک کوٹھڑی میں گئی۔ کوٹھڑی میں
سے وہ باریک جالی کا ایک چھوٹا تھیلا لے کر
سردار کے پاس آئی۔ سردار نے ناگ کو اس

تھیلے میں ڈال دیا تھیلے کا منہ بند کیا اور
اس کی ڈوری کو اپنی گردن کے گرد باندھ لیا
اور بولا "یہ مقدس سانپ اب ہمیشہ میری گردن
میں لٹکتا رہے گا"

ایک بار پھر غار کھوپڑی لوگوں کی تالیوں اور
عجیب قسم کی ڈراؤنی آوازوں والے نعروں سے
گونج اٹھا ناگ سمجھ گیا کہ اب یہاں سے فرار
ابھی ناممکن ہے۔ ابھی تو وہ بھوت نما کھوپڑی
مخلوق کی دنیا میں قید ہو کر رہ گیا۔

ناگ کو ہم اس کھوپڑی مخلوق میں چھوڑتے
ہیں اور سیدھے عنبر ماریا کیپٹن حمید سانگ
اور جولی سانگ کی طرف چلتے ہیں یہ پانچوں
دوست ناگ کی تلاش میں تبت پہنچ گئے ہیں
یہ ایک چھوٹا سا گاؤں تھا۔ جہاں ایک مندر
اور بادشاہ یعنی تبت کے لاما کا لکڑی کا سادہ
سا محل بھی تھا۔

عنبر نے کہا۔

"یہاں کوئی کارواں سرائے تو دکھائی نہیں
دیتی میرا خیال ہے کہ ہمیں کسی برف پوش
پہاڑی کی قدرتی کھوہ یا غار میں ٹھکانہ بنانا

چاہیے۔
ماریا نے کہا۔
" مگر جولی سانگ اور تھیو سانگ سے پہلے یہ معلوم
کر لینا چاہیے کہ ہمیں یہاں کتنی دیر تک ٹھہرنا
ہو گا میرا مطلب ہے کہ کیا یہاں وہ
پرانا خلائی اڈہ مل جائے گا۔ جہاں ان کے
خیال کے مطابق کبھی خلائی مخلوق اپنے راکٹوں میں
اترا کرتی تھی۔"
کیٹی نے جواب میں کہا۔
" ان سے کیوں پوچھتی ہو۔ مجھ سے ہی پوچھو
آخر میں بھی خلائی مخلوق ہوں۔
جولی اور تھیو سانگ مسکرانے لگے۔ کیٹی نے عنبر اور
ماریا کو بتایا کہ اگرچہ خلائی مخلوق بہت عرصہ پہلے یہاں
تبت کے برف پوش میدانوں میں اترا کرتی تھی۔ اس
کی ایک وجہ یہ تھی کہ اوپر سے خلائی جہاز والوں کو
برف کے سفید میدان صاف نظر آجاتے تھے
مگر یہ سراغ لگانا ذرا مشکل ہے کہ کستوری ناگن ناگ
کو یہاں کس جگہ سے اپنے ساتھ خلا میں لے گئی
ہو گی۔
عنبر نے پوچھا۔

" کیا وہ خلائی جہاز کے بغیر بھی ناگ کو اوپر
اپنی دنیا میں لے جا سکتی ہے!
تھیو سانگ بولا۔
" ایسا ہو سکتا ہے!"
عنبر نے فوراً کہا۔
" تو پھر خلائی اڈہ تلاش کرنا بیکار ہے
کیونکہ کستوری ناگن تو اسے کسی بھی جگہ سے
اڑ کر لے جا سکتی ہے"
جولی سانگ نے کہا۔
" عنبر بھیا! اس کے باوجود خلائی مخلوق کو
چھوڑ کر اوپر جانے کے لیے کسی ایسی
جگہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ جہاں اس
کے ارد گرد کا ماحول بالکل صاف ہو
اور فضا میں کسی قسم کی رکاوٹ نہ ہو
ویسے میں یہ نہیں مانتی کہ کستوری ناگن
ناگ کو خلائی جہاز یا راکٹ کے بغیر
خلا میں لے گئی ہے۔ کیونکہ خلا میں
کوئی انسان کوئی مخلوق عام حالت میں
زندہ نہیں رہ سکتی"
ماریا نے پوچھا۔

"کیا وہاں ہوا نہیں ہوتی اس لئے؟"
جولی سانگ بولی۔

"ہوا بھی نہیں ہوتی اور خلا میں ہوا کا
دباؤ بھی نہیں ہوتا۔"
عنبر بولا۔

"تو پھر آپ سب لوگوں کی کیا رائے ہے"
تھیو سانگ کہنے لگا۔

"ناگ کو کستوری ناگن اگر یہاں کسی جگہ
سے اڑ کر لے گئی ہے تو برف پر ان کے
پاؤں کے نشان ضرور ہوں گے کیونکہ
ابھی یہاں تازہ برف گرنا شروع نہیں
ہوئی یہ سب پرانی برف ہے اور یہاں
برف کبھی نہیں پگھلتی چنانچہ برف پر جو
ایک بار نشان پڑ جاتا ہے وہ اگلی
برف باری تک ویسے ہی رہتا ہے
اس اعتبار سے ہمیں کچھ دیر تبت میں
ہی ٹھہرنا چاہیے۔"
کیمی نے چاروں طرف سانس لے کر کہا۔

"ناگ کی خوشبو بھی تو نہیں آ رہی ہے"
مگر وہیں مندر میں نوکرانیوں کا کام کرتی اور گوماتی کی

شکل میں موجود کستوری ناگن کو عنبر ماریا کیمی تھیو
سانگ اور جولی سانگ کی خوشبو آ گئی تھی۔ وہ
کام کرتے کرتے خوشی سے اچھل سی پڑی وہ
مندر سے باہر اس کے لکڑی کے برآمدے میں کوڑا
کرکٹ پھینکنے کے بہانے آئی اور جدھر سے ان
لوگوں کی خوشبو آ رہی تھی ادھر دیکھا خوشبو دور پہاڑی
ٹیلے کی جانب سے آ رہی تھی۔ اس کا مطلب تھا کہ
عنبر ماریا کیمی تھیو سانگ اور جولی سانگ آ گئے تھے
مگر ناگ ابھی تک نہیں آیا تھا کستوری ناگن نے اپنی
ناگن ماں کی ہڈی سنبھال کر رکھی ہوئی تھی

کستوری ناگن نے سوچا کہ اسے خود چل کر ان
لوگوں کا ٹھکانہ معلوم کرنا چاہیئے۔ اور اپنی تسلی
کرنی چاہیئے۔ کہ وہ آ گئے ہوئے ہیں۔ تھوڑی دیر
بعد کستوری ناگن نے تھیلا اٹھایا اور برف میں چھپی
جڑی بوٹیاں تلاش کرنے کے بہانے اس پہاڑی کی
طرف چل پڑی جدھر سے اسے عنبر ماریا کیمی
تھیو سانگ اور جولی سانگ کی برابر خوشبو آ رہی تھی
کستوری ناگن مندر کی نوکرانی گوماتی کی شکل میں
ہاتھ میں تھیلا پکڑے روئی کا لمبا جبہ کوٹ پہنے
سر پر روئی کی ٹوپی رکھے برف میں بنے ہوئے

راستے پر چلی جا رہی تھی جب پہاڑی قریب آ
گئی تو اس نے سانس بھر کر محسوس کیا کہ خوشبو پہاڑ
میں جو چھوٹا سا غار ہے اس کے اندر سے آ رہی
ہے کستوری ناگن غار کے بالکل قریب جا کر بیٹھ گئی اور
برف کھود کر یونہی جھوٹ موٹ جڑی بوٹیاں تلاش
کرنے لگی۔

اتنے میں ماریا غار سے باہر نکلی اس نے ایک عورت
کو برف پر بیٹھے دیکھا تو اڑتی ہوئی اس کے قریب
آ گئی۔ کستوری ناگن فوراً سمجھ گئی۔ کہ ماریا اس کے اِردگرد
موجود ہے۔ کیونکہ اِسے ماریا کی تیز خوشبو آ رہی تھی۔
مگر وہ اپنے کام میں لگی رہی ماریا نے کستوری ناگن
کے چاروں طرف گھوم پھر کر اسے غور سے دیکھا
چونکہ اس کی شکل دوسری تھی۔ اس لئے ماریا کو علم
نہ ہو سکا۔ کہ یہ کستوری ناگن ہے۔ ماریا اڑ کر غار
میں چلی گئی اور بولی۔

"باہر ایک اڈھیر عمر کی عورت برف کھود رہی
ہے"

عنبر اٹھ کھڑا ہوا۔ میں جا کر دیکھتا ہوں۔ ہو سکتا
ہے اس عورت سے ناگ کا کوئی سراغ مل جائے
عنبر باہر آ کر کستوری ناگن کے قریب آ گیا وہ بھی

کستوری ناگن کو نہ پہچان سکا۔ کستوری ناگن نے اِسے
پہچان لیا تھا۔ مگر عنبر کیسے پہچانتا کستوری ناگن کی
شکل ہی وہ نہیں تھی۔ اس نے کستوری ناگن سے
پوچھا۔

"تم یہاں کیا کر رہی ہو بہن؟"

کستوری ناگن عنبر کی طرف دیکھ کر مسکرائی اور بولی۔

"بھائی کیا کروں۔ مندر میں رہتی ہوں۔ یہاں جڑی
بوٹیاں تلاش کرنا بھی میرا فرض ہے۔"

عنبر بولا۔

"کیا برف میں بھی جڑی بوٹیاں ہوتی ہیں؟"

کستوری ناگن بولی۔

"ہاں بھائی! برف کے نیچے دبی ہوئی ہوتی ہیں
ہمارے مندر میں ان جڑی بوٹیوں کا مشروب
تیار ہوتا ہے۔ جو بخار کو ٹھیک کر دیتا ہے

عنبر بھی جڑی بوٹیوں کا ماہر تھا مگر اس وقت اسے ناگ
کے بارے میں کچھ معلومات چاہیئے تھیں۔ وہ بولا۔

"تمہارا نام کیا ہے؟"

کستوری ناگن نے کہا۔

"گوماتی۔ میرا نام گوماتی ہے۔ مگر تم کون ہو
اور کیا تم اس غار میں رہتے ہو؟ میں نے

پہلے تمہیں یہاں کبھی نہیں دیکھا۔

عنبر نے کہا۔

" میں یہاں اپنے کچھ بہن بھائیوں کے ساتھ مندر دیوتا کی یاترا کرنے آیا ہوں۔ یہاں کوئی جگہ نہیں ملی تو ہم نے غار میں ہی ڈیرہ جما لیا۔

کستوری ناگن نے برف کے نیچے سے گھاس کا گچھا توڑ کر نکالا اور اسے جھاڑنے کے بعد منہ میں رکھ لیا۔ پھر اٹھ کر چلنے لگی تو عنبر نے پوچھا۔

" گوماتی! میں نے سنا ہے کہ یہاں سانپ کی بھی پوجا ہوتی ہے۔ کیا یہاں کوئی سانپ مندر ہے؟

کستوری ناگن سمجھ گئی کہ عنبر ناگ کے بارے میں پوچھ رہا ہے اس کا مطلب تھا کہ ناگ ان کے پاس ابھی تک نہیں پہنچا۔ کیونکہ کستوری ناگن کو غار میں سے ناگ کی خوشبو بالکل نہیں آ رہی تھی۔ اس نے جھٹ موٹ کہہ دیا۔

" میں نے سنا ہے کہ کبھی یہاں سانپ کی پوجا ہوا کرتی تھی۔ جہاں آج کل ہمارے بادشاہ لاما کا محل ہے

اس کے قریب ہی کہتے ہیں ایک سانپ مندر ہوا کرتا تھا۔ لیکن اب وہ نہیں رہا۔ کیونکہ اب ہم لوگ سانپ کی پوجا نہیں کرتے۔ ہم بادل پانی ہوا اور آسمانی بجلی کے دیوتا کی پوجا کرتے ہیں۔

عنبر نے کہا۔

" کیا اس سانپ مندر کا اب کوئی کھنڈر بھی باقی نہیں ہے"؟

کستوری ناگن چاہتی تھی کہ یہ لوگ یہاں سے نہ جائیں کیونکہ ان کی موجودگی میں ناگ کے وہاں آنے کی امید زیادہ تھی۔ کیونکہ ناگ ان کی خوشبو پا کر وہاں ضرور آ جاتا۔ چنانچہ کستوری ناگن نے کہا۔

" کھنڈر تو کوئی نہیں ہے مگر میری دادی کہا کرتی تھی کہ یہاں سے شمال کی طرف ایک گہری گھاٹی ہے اس گھاٹی میں ایک پرانے مندر کے کھنڈر اب بھی باقی ہیں جہاں سنا ہے کہ چاند رات کو ایک سانپ آج بھی آ کر ناگ مورتی کے آگے کنڈلی مار کر بیٹھ جاتا ہے۔

عنبر چونکا۔ وہاں چل کر پتہ کرنا چاہیئے۔ ہو سکتا وہ ناگ ہی ہو۔ اس نے کستوری ناگن سے

پوچھا۔
"کیا تم ہمیں اس مندر کے کھنڈر تک لے جا
سکتی ہو۔ ہمیں سانپ مندر دیکھنے کا بہت
شوق ہے۔"
کستوری ناگن کے ذہن میں ان لوگوں کو وہیں ٹھہرائے
رکھنے کی ایک پوری اسکیم آگئی تھی۔ اسی اسکیم پر
عمل کرتے ہوئے کستوری ناگن نے کہا۔
"میں اس سانپ مندر میں نہیں جا سکتی
کیونکہ ہمارے خاندان میں سانپ مندر میں
جو کوئی بھی جاتا ہے مر جاتا ہے۔ مگر
میں دور سے تمہیں وہ مندر دکھا سکتی
ہوں۔"
عنبر خوش ہو کر بولا۔
"بس ٹھیک ہے۔ تم ہمیں دور ہی سے وہ مندر
دکھا دینا تمہاری بہت مہربانی ہوگی کیا تم
آج کس وقت ہمیں سانپ مندر تک
لے چلو گی؟"
کستوری ناگن کہنے لگی۔
"تمہیں وہاں تک جانے کے لئے گھوڑوں
کا انتظام کرنا ہوگا۔ کیونکہ وہ مندر دور

ہے ہم پیدل وہاں تک نہیں جا سکتے"
عنبر بولا۔
"بہتر ہے تم کل اسی وقت یہاں آجانا میں
نے گھوڑوں کا انتظام کر لیا ہوگا۔"
کستوری ناگن چلی گئی۔ مندر میں آتے ہی اس نے بلبل
کا روپ بدلا اور فضا میں پرواز کرتی ہوئی شمال کی
طرف نکل گئی۔ وہ کل عنبر اور اس کے ساتھیوں کو شمال
کی جانب فرضی سانپ مندر دکھانے جا رہی تھی اور
اُسے معلوم ہی نہیں تھا کہ ایسا کوئی مندر وہاں ہے
بھی کہ نہیں۔ کستوری ناگن نے یہی سوچا تھا کہ وہ
فضا میں پرواز کر کے علاقے کو دیکھے گی
جہاں اسے کوئی چھوٹا سا کھنڈر کھائی میں
نظر آیا وہ اس کو سانپ مندر بتا دے گی
چنانچہ جب وہ کچھ فاصلے پر ایک کھائی پر آئی
تو غوطہ لگایا اور نیچے کھائی میں آ کر دیکھنے لگی۔
اتفاق سے کھائی جہاں شروع ہوتی تھی وہاں ایک
گول چھت والی پرانی ٹوٹی پھوٹی کوٹھڑی اسے دکھائی
دی۔ کستوری ناگن فوراً وہاں اتر پڑی۔ دیکھا کہ یہ
ایک پرانی بوسیدہ کوٹھڑی ہے جہاں شاید کبھی
کوئی راہب بیٹھ کر عبادت کیا کرتا ہوگا اب

وہ کوٹھڑی اجڑ چکی تھی۔ اور پتھر ادھر اُدھر
بکھرے پڑے تھے۔
کستوری ناگن نے پتھروں کو جوڑ کر ایک نشانی
بنائی اور تیزی سے واپس اپنے مندر میں آ گئی
دوسری طرف عنبر نے ماریا کیٹی تھیو سانگ اور جولی
سانگ کو جا کر بتایا کہ مندر کی ایک شریف خاد
نے اِسے یہاں ایک سانپ مندر میں لے جانے کی
حامی بھری ہے۔
"اس کا کہنا ہے کہ وہاں چاند رات کو
کوئی پراسرار سانپ پوجا کو آتا ہے"
ماریا نے پوچھا۔
"کیا یہ سانپ مندر آباد ہے؟ کیونکہ یہاں
تبت میں تو سانپ کی پوجا نہیں ہوتی"
عنبر بولا۔
"سانپ کی پوجا اب واقعی یہاں نہیں ہوتی
مگر اس ملازمہ جسکا نام گوماتی ہے کا
کہنا ہے کہ کسی زمانے میں یہاں سانپوں
کی باقاعدہ پوجا ہوا کرتی تھی اور ان کے
مندر بھی تھے مگر اب صرف ایک ہی مندر
کے کھنڈر رہ گئے ہیں اور وہاں چاند رات

کو ایک سانپ پوجا کرنے آتا ہے"
کیٹی نے کہا۔
"کیا معلوم وہ ناگ بھیا ہی ہو"
جولی سانگ اور تھیو سانگ نے بھی کہا کہ انہیں
اس مندر کو چل کر دیکھنا چاہیئے ماریا نے جب
چاند رات کو کسی سانپ کے آنے کا سنا تو
وہ بھی راضی ہو گئی۔
عنبر بولا۔
"تمہیں گھوڑوں کا انتظام کرنا ہو گا کیونکہ
نوکرانی گوماتی پیدل نہیں چل سکتی"
ماریا نے کہا۔
"اتنے گھوڑے ہم یہاں کہاں سے لائیں گے
ایسا کرتے ہیں کہ عنبر اس عورت گوماتی کے
ساتھ چلا جائے۔ دو گھوڑوں کا انتظام
تو ہو سکتا ہے میں بھی ہوا میں اڑتی ہوئی ساتھ
جاؤں گی۔ تم لوگ یہیں غار میں رہنا"
اس تجویز پر سب نے اتفاق کر لیا۔ عنبر شہر میں
کرائے پر دو گھوڑے لینے چل دیا دوسرے روز
ٹھیک وقت پر کستوری ناگن نوکرانی گوماتی کے بھیس
اور شکل میں وہاں پہنچ گئی۔ عنبر گھوڑے لئے تیار

کھڑا تھا کستوری ناگن نے سب کی خوشبوئیں
لیں تھیں۔ اس نے عنبر سے کہا۔

"بھائی! میرے پیچھے پیچھے گھوڑا چلانا میں گھوڑا
تیز نہیں چلاؤں گی۔ ہاں۔ مجھے ڈر لگتا ہے"
عنبر بولا "تم بالکل نہ گھبراؤ۔ میں تمہاری حفاظت کر رہا
ہوں۔"

اور وہ دونوں گھوڑوں پر سوار ہو کر چل پڑے۔
کستوری ناگن گھوڑے پر سوار آگے آگے جا رہی تھی
برف پر ایک چھوٹا سا راستہ بنا ہوا تھا جو ایک پہاڑی
وادی سے دوسری وادی کی طرف جاتا تھا اسی طرح چلتے
چلتے کستوری ناگن گھاٹی کے کنارے اس جگہ پر
آ گئی۔ جہاں چند قدموں کے فاصلے پر ٹوٹی پھوٹی کوٹھڑی
واقع تھی۔ کستوری ناگن نے گھوڑے کو روک لیا اور
طرف اشارہ کر کے عنبر سے کہا

"وہ سانپ مندر ہے۔ میں آگے نہیں جاؤں گی
آگے گئی تو جل جاؤں گی۔ تم جا کر اسے دیکھ
آؤ۔ میں یہاں کھڑی ہوں"

عنبر گھوڑے سے اتر پڑا اور برف پر قدم اٹھاتا شکستہ
کوٹھڑی کی طرف بڑھا۔

چاندرات کا سانپ

کستوری ناگن دُور کھڑی عنبر کو تک رہی تھی
عنبر شکستہ کوٹھڑی کے اندر داخل ہو کر ایک ایک اینٹ
کو دیکھنے لگا۔ کوٹھڑی کی حالت کھنڈر ایسی تھی عنبر یہی
سمجھا کہ یہ سانپ مندر ہی ہو گا کبھی۔ واپس کستوری ناگن
کے پاس آ کر عنبر نے کہا۔

"پرسوں چاند رات ہے میں چاہتا ہوں کہ
چاند رات کو یہاں آ کر سانپ کے آنے
کا تماشہ دیکھوں۔"

کستوری ناگن کو معلوم تھا کہ عنبر چاند رات کو ضرور
سانپ دیکھنے آئے گا۔ کہ کہیں وہ ناگ ہی نہ ہو مگر
کستوری ناگن نے تو کو جھوٹ بولا تھا۔ وہاں چاند رات
کو کوئی سانپ نہیں آتا تھا۔ لیکن اس رات کستوری ناگن
نے خود سانپ بن کر شکستہ کوٹھڑی میں جانے کا فیصلہ کیا
ہُوا تھا۔ کستوری ناگن بولی

"تم ضرور آنا بھائی مگر میں نہیں آؤں گی کیونکہ

ہمارے خاندان والوں کو کسی بھی سانپ مندر
میں جانے کی اجازت نہیں ہے۔"
عنبر بولا۔

"مجھے بھی صرف سانپ کو دیکھنے کا شوق
ہے۔ ورنہ خاص طور پر آنے کی ضرورت
نہیں۔ گوماتی۔

عنبر واپس غار میں اور کستوری واپس مندر میں چلی گئی
عنبر نے ماریا کیٹی تھیو سانگ اور جولی سانگ کو
بتایا کہ یہاں سے دور واقعی ایک سانپ مندر کا
کھنڈر ہے جہاں چاند رات کو سانپ آتا ہے
پرسوں چاند رات ہے میں وہاں جا کر دیکھوں گا
کہ کہیں وہ ناگ ہی نہ ہو۔ ماریا نے کہا۔
"اگر ناگ ہوا تو اس کی خوشبو یہاں بھی آ جائے گی"
کیٹی نے کہا
"لیکن اگر ناگ کسی طلسم میں گرفتار ہو تو اس
کی خوشبو نہیں آیا کرتی"
تھیو سانگ بولا۔
"تو پھر ہم سب ساتھ چلیں گے"
جولی سانگ کہنے لگی۔
"سب کے جانے کی کیا ضرورت ہے

عنبر اور ماریا چلے جائیں اگر ناگ بھیا
ہوا تو اسے ساتھ لے آئیں گے"

آخر سب کے مشورے سے یہی طے پایا کہ عنبر اور
ماریا ہی چاند رات کو سانپ کے کھنڈر میں جا کر سانپ
کو دیکھیں گے اور اگر وہ ناگ ہوا تو اسے ساتھ لے
آئیں گے۔ اور اگر وہ ناگ نہ ہوا تو اس سے ناگ کے بارے
میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش کریں گے دوسری
طرف کستوری ناگن بھی بے تابی سے چاند رات کا انتظار
کر رہی تھی جب چاند رات آئی۔ تو کستوری ناگن بلبل کا
روپ بدل کر ہوا میں اڑتی ہوئی گھاٹی والی شکستہ کوٹھڑی
میں جا کر بیٹھ گئی۔ پورا چاند نکلا ہوا تھا۔ چاروں
طرف اس کی روشنی برف پر چمک رہی تھی۔ تھوڑی
دیر بعد کستوری ناگن کو عنبر کے ساتھ ماریا کی خوشبو
بھی آنے لگی۔ وہ سمجھ گئی کہ عنبر ماریا کو ساتھ
لے کر آیا ہے اس نے دیکھا کہ دور عنبر گھوڑے
پر سوار چاندنی رات میں چلا آ رہا تھا۔ کستوری ناگن
نے فوراً پھنکار مار کر ایک سیدھے سادے سانپ
کا روپ بدلا۔ اور کوٹھڑی کے پتھروں کے پیچھے چھپ
گئی۔

عنبر اور ماریا کوٹھڑی کے قریب آ کر رک گئے عنبر

گھوڑے سے اترا۔
ماریا نے کہا۔
" ہم دونوں کوٹھڑی میں چلتے ہیں "
کستوری ناگن ان کی باتیں صاف سُن رہی تھی اتنے میں
عنبر کوٹھڑی میں داخل ہو کر اِدھر اُدھر دیکھنے لگا اس
نے کہا۔
" ماریا چاندرات کا سانپ ابھی تک نہیں آیا "
ماریا نے کہا۔
" ہمیں اس جگہ بیٹھ کر اس کا انتظار کرنا چاہیئے
اس عورت گوماتی کو جھوٹ بولنے کی کیا
ضرورت تھی۔ سانپ ضرور آئے گا۔
عنبر کوٹھڑی کے باہر ایک طرف ہو کر بیٹھ گیا ماریا
بھی اس کے پاس ہی بیٹھ گئی کستوری ناگن کو دونوں
کی خوشبو آ رہی تھی اب اس نے اپنا ڈرامہ شروع
کر دیا اس نے زور سے پھنکار ماری اور پتھروں کے
پیچھے سے نکل کر ٹوٹے پھوٹے چھوٹے سے چبوترے پر
بیٹھ گئی۔
سانپ کی پھنکار کی آواز سن کر عنبر اور ماریا جلدی
سے کوٹھڑی میں آ گئے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ ایک سیاہ
رنگ کا سانپ چبوترے پر پھن اٹھائے بیٹھا جھوم رہا

ہے۔ کستوری ناگن نے سانپ کی شکل میں عنبر کو دیکھا
تو فوراً چبوترے سے اتری اور اس کے گرد چکر لگانے
شروع کر دیئے۔
عنبر نے ماریا سے کہا۔
" ماریا! ناگ کی خوشبو نہیں آ رہی تمہارا کیا خیال
ہے۔ یہ ناگ ہے یا نہیں؟
ماریا نے کہا۔
" ہو سکتا ہے یہ ناگ ہو اور اس پر کسی طلسم
کا اثر ہو جس کی وجہ سے اس کی خوشبو نہ آ رہی
ہو بہتر ہے کہ اس سے بات کر کے پوچھو "
عنبر نے سانپ کی زبان میں کہا۔
" اے کالے سانپ! کیا تو ناگ ہے؟ اگر
ناگ دیوتا ہے تو میں عنبر ہوں اور ماریا بھی
میرے ساتھ ہے۔
کستوری ناگن بولی۔
" عنبر اور ماریا میں ناگ دیوتا نہیں ہوں مگر
ناگ دیوتا کا غلام ضرور ہوں "
عنبر نے پوچھا۔
" کیا تمہیں معلوم ہے کہ ناگ دیوتا کہاں ہے؟
کستوری ناگن نے کہا۔

"ناگ دیوتا اس وقت اسی ملک میں کسی جگہ
پر ہے میں یہ نہیں بتا سکتا کہ وہ کس جگہ
پر ہے۔ مگر مجھے اتنا معلوم ہے کہ وہ اسی
طرف آ رہا ہے اور بہت جلد یہاں پہنچنے
والا ہے۔

ماریا اور عنبر کو خوشی ہوئی کہ ناگ اس ملک
میں ہے۔ اور جلد وہاں پہنچ جائے گا وہ سانپ
کی بات کو سچ سمجھ رہے تھے۔ انہیں کیا معلوم
تھا کہ یہ سانپ اصل میں کستوری ناگن ہے جو
ان لوگوں کو زیادہ سے زیادہ دیر اس جگہ رکھنا
چاہتی ہے تاکہ اپنے طور پر جب ناگ وہاں
آئے تو وہ اس کو اپنے قبضے میں لے کر وہاں
سے فرار ہو جائے۔ عنبر نے سانپ کی زبان
کہا۔

"کیا تمہیں اندازہ ہے کہ ناگ دیوتا کب تک
یہاں پہنچ جائے گا؟"

کستوری ناگن نے کہا۔

"یہ میں کچھ نہیں کہہ سکتا مگر اتنا جانتا
ہوں۔ کہ تم لوگوں کو اسی جگہ رہ کر
ناگ کا انتظار کرنا ہو گا اگر تم چلے گئے

تو پھر ناگ سے کبھی نہ مل سکو گے!"

عنبر نے جلدی سے کہا۔

"ہم یہاں سے کہیں نہیں جائیں گے"

کستوری ناگن نے کہا۔

"میرے جانے کا وقت ہو گیا ہے اب
میں جا رہا ہوں۔"

اور کستوری ناگن کوٹھڑی سے نکل کر سانپ کی
شکل میں دوسری طرف چلا گیا۔ وہ ایک جگہ برف
کے تودے کے پیچھے چھپ کر عنبر اور ماریا کی
باتیں سننے لگا۔ ماریا کہہ رہی تھی۔

"اب ہمیں اس غار میں ہی رہنا ہو گا۔ جب
تک ناگ یہاں نہیں آ جاتا۔"

عنبر بولا۔

"میں بھی یہی سوچ رہا تھا۔ چلو اب واپس
چل کر کیپٹن تھیو سانگ اور جولی سانگ کو
یہ خبر سناتے ہیں۔

اور وہ دونوں وہاں سے چلے گئے ان کے جانے کے
بعد کستوری ناگن نے بلبل کا روپ بدلا اور واپس
سانپ مندر والی اپنی کوٹھڑی میں آ گئی۔ اب ایک طرف
عنبر ماریا تھیو سانگ کیپٹن اور جولی سانگ غار میں

پڑاؤ ڈالے ناگ کا انتظار کر رہے تھے تو دوسری طرف
کستوری ناگن سانپ مندر میں گوماتی نوکرانی کے روپ
میں ناگ کی راہ دیکھ رہی تھی

دوسری طرف ناگ عجیب وغریب کھوپڑی مخلوق
کے جنگل میں پھنسا فرار ہونے کے طریقے سوچ رہا تھا
مگر ان بھوت نما بڑی بڑی کھوپڑیوں والی پندرہ پندرہ
اونچی لمبی مخلوق کی قید سے رہائی اِسے ممکن نظر نہیں آ
رہی تھی اس کی وجہ یہ تھی کہ ناگ کی طاقت چھین لی گئی
تھی۔ نہ وہ اپنی شکل بدل سکتا تھا۔ اور نہ وہاں سے
اڑ کر کہیں جا سکتا تھا۔ اسے کھوپڑی مخلوق کے سردار
نے جالی دار تھیلے میں ڈال کر اپنے گلے میں لٹکا رکھا
تھا۔ وہ ہر وقت اسے گلے میں لٹکائے رکھتا تھا
سوتے جاگتے ناگ اس کے ساتھ رہتا تھا۔

ایسی مخلوق ناگ نے پہلے کبھی نہیں دیکھی تھی۔ خدا
جانے یہ کس دنیا کے رہنے والے تھے اور یہاں کیسے
آ گئے تھے۔ وہ جنگل میں جا کر جانور اور درندے
شکار کر کے لاتے اور انہیں وہیں کاٹ کر کچا ہی کھا
جاتے۔ ان کے بچے بھی جن کے قد پانچ پانچ فٹ
کے تھے۔ کچا گوشت ہڑپ کر جاتے تھے۔ ان کی
عورتیں بھی اونچی لمبی اور خوفناک تھیں۔ اور جانور کو

ویسے ہی مروڑ کر کھا جاتی تھیں۔ ابھی تک ان میں
سے کسی کو یہ معلوم نہیں تھا کہ ناگ ان کی ساری گفتگو
سمجھ لیتا ہے۔ وہ اِسے ایک مقدس سانپ سمجھ کر
رکھے ہوئے تھے۔ شاید وہاں یہ رواج تھا اگر کوئی سانپ
ان کے کسی بزرگ کی کھوپڑی میں بیٹھا مل جائے تو جس کو
ملے گا۔ وہی قبیلے کا بادشاہ ہوگا۔

ناگ کی شامت اعمال کہ وہ اس وادی میں آگیا تھا
اب وہ بری طرح پھنس گیا تھا۔ اگرچہ ناگ کو وہاں
سے فرار ہونے کا کوئی راستہ نظر نہیں آ رہا تھا۔ پھر
بھی اس نے ہمت نہیں ہاری تھی۔ اور وہ برابر اس
کوشش میں تھا۔ کہ کوئی ترکیب ایسی نکل آئے کہ وہ
وہاں سے بھاگ سکے اور اس کی طاقت بھی واپس آ سکے
جس جالی دار تھیلی میں اِسے بند کیا گیا تھا۔ وہ بہت مضبوط
تھی۔ اگر ناگ کے پاس اس کی طاقت ہوتی تو وہ چٹان
کی دیوار توڑ کر بھی نکل سکتا تھا۔ مگر مصیبت یہ تھی
کہ اِس کے پاس اس کی طاقت نہیں تھی۔

اب وہاں ایک ایسا چکر چلا کر کھوپڑی سردار کا
ایک دشمن چاہتا تھا کہ وہ کسی طرح خود سردار بن
جائے۔ چنانچہ ایک رات جبکہ کھوپڑی سردار سو
رہا تھا۔ دشمن کھوپڑی مخلوق ہاتھ میں ایک لمبا

خنجر لئے اندر داخل ہوا۔ ناگ جالی دار تھیلی
بند سردار کھوپڑی لوگ کے گلے میں پڑا
دیکھ رہا تھا۔ دشمن نے آتے ہی سردار کے
میں خنجر اتار دیا۔ سردار اچھل کر اٹھا اور دونوں کی
شروع ہوگئی۔ اس ہاتھا پائی میں سردار کے گلے
تھیلی ٹوٹ گئی اور ناگ نیچے فرش پر گر پڑا
اندھیرا تھا۔ ناگ اندھیرے میں باہر کی طرف
سردار زخمی ہوگیا تھا۔ دوسرا دشمن بھی زخمی تھا
دونوں فرش پر گر پڑے اور آخری سانس لے
رہے تھے۔

دوسرے غاروں میں باقی لوگ سو رہے
ناگ غار میں سے نکل کر اندھا دھند میدان میں
طرف بھاگا۔ جس طرف دو چٹانوں کے درمیان
باہر کو راستہ جاتا تھا۔ دوڑتے دوڑتے ناگ
اس بھیانک چٹانی قید خانے سے باہر نکل گیا
سامنے ایک گھاٹی تھی۔ ناگ گھاٹی میں اتر گیا۔
کے نیچے ایک دریا بہہ رہا تھا۔ ناگ نے دریا میں چھلانگ
لگا دی اور ٹھنڈے پانی پر تیرتا آگے بڑھنے
وہ اس بھیانک مخلوق کے پنجے سے نکل آنے پر
خدا کا لاکھ لاکھ شکر ادا کر رہا تھا۔ اگرچہ اس

پاس اس کی طاقت نہیں تھی۔ مگر وہ آزاد تھا طاقت
کبھی نہ کبھی تو واپس آ ہی جائے گی۔ دریا کا پانی بہت
تیز تھا۔ دیکھتے دیکھتے ناگ گھاٹی سے نکل کر ایک
جنگل میں آگیا۔ دریا جنگل میں بل کھا کر گزرتا تھا
رات اندھیری تھی۔ آسمان پر ستارے جھلملا رہے
تھے۔ طاقت چھن جانے کی وجہ سے ناگ اندھیرے
میں اچھی طرح سے نہیں دیکھ سکتا تھا۔ پھر بھی
وہ دریا کی تیز رفتار موجوں پر بہا چلا جا رہا تھا۔
جب صبح کی روشنی چاروں طرف پھیلنے لگی تو
ناگ نے دیکھا۔ کہ دریا ایک قلعے کی بہت اونچی دیوار
کے ساتھ گھوم کر دوسری طرف جا رہا ہے ناگ
بھی قلعے کی دیوار کے ساتھ ہی دوسری طرف نکل گیا
آگے ایک چھوٹی سی بستی دریا کنارے آباد تھی بستی
میں کچے پکے مکان بھی تھے۔ اور دو دو منزلہ مکان
بھی تھے۔ ناگ دریا سے نکل کر کنارے پر آگیا صبح
کی ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی۔ ناگ نے سوچا کہ
کسی سانپ کو بلا کر اپنی طاقت کو آزمانا چاہیے
اس نے ایک جگہ جھاڑی کی اوٹ میں آ کر سانپ
کی زبان میں آواز دی مگر کوئی سانپ نہ آیا ناگ
نے کئی بار آوازیں دیں مگر ایسا لگتا تھا کہ اس کی

آواز کسی سانپ کے کان تک نہیں پہنچ رہی۔
ناگ کو یقین ہو گیا کہ اس کی تمام طاقتیں اس سے
چھین گئی ہیں وہ آہستہ آہستہ رینگتا ہوا ایک کچے
مٹی کے ڈھیر کی طرف آیا تو اچانک ایک بِل میں
سے سانپ نکل آیا اس نے اپنا پھن اٹھا کر ناگ
پر حملہ کر دیا یہ پہلا موقع تھا کہ کسی سانپ نے
ناگ پر حملہ کر دیا تھا۔ اس کی وجہ سوائے اس
کے اور کیا ہو سکتی تھی کہ سانپ کو معلوم ہی نہیں
تھا کہ جس پر وہ حملہ کر رہا ہے وہ ناگ دیوتا ہے
کیونکہ ناگ کے جسم سے ناگ دیوتا کی خوشبو نہیں
رہی تھی۔
ناگ نے سانپوں کی زبان میں کہا۔
"میں ناگ دیوتا ہوں"
مگر سانپ نے اس کی آواز بالکل نہ سُنی وہ سانپ
کی گردن کو پکڑنے کی کوشش کرنے لگا ناگ کو بھی
آ گیا وہ بھی لہرانے لگا۔ وہ سانپ سے پٹ گیا اور
اس کی گردن اپنے دانتوں میں پکڑ لی۔ سانپ کی گردن
منہ میں لیتے ہی ناگ کے جسم میں اچانک ایک تبدیلی
آ گئی ناگ کا جسم ایک دم گرم ہو گیا اس نے سانپ
کو منہ سے نکال کر پھینک دیا۔

سانپ نے منہ سے نکلتے ہی سر جھکا دیا اور بولا۔
"عظیم ناگ دیوتا! مجھے معاف کر دو۔ مجھے معاف
کر دو۔ مجھے معلوم نہیں تھا کہ تم ناگ دیوتا ہو"
ناگ نے حیرت سے پوچھا۔
"پہلے تو تم نے مجھ پر حملہ کر دیا تھا اب
کیا بات ہو گئی ہے۔ کہ تم نے مجھے پہچان
لیا؟"
سانپ بولا۔
"عظیم ناگ دیوتا! پہلے تمہارے جسم سے ناگ
دیوتا کی خوشبو نہیں آ رہی تھی جبکہ میرے
جسم کو منہ میں لینے سے میرے خون کی گرمی
نے تمہارے جسم پر کیا گیا طلسم توڑ دیا ہے
اور تمہاری خوشبو واپس آ گئی ہے"
ناگ نے سوچا کہ پھر تو میری دوسری طاقتیں بھی
واپس آ گئی ہوں گی۔ اس نے فوراً پھنکار ماری اور عقاب
بن کر ہوا میں اڑنا چاہا مگر وہ ایسا نہ کر سکا اس نے
دوسری پھنکار مار کر انسانی شکل میں آنا چاہا وہ
اس میں بھی کامیاب نہ ہو سکا۔ سمجھ گیا کہ ایک
ہی طاقت واپس آئی ہے۔ کہ اس کے جسم سے ناگ
دیوتا کی خوشبو آنے لگی ہے اور وہ سانپوں کی زبان

میں بات کر سکتا ہے۔
ناگ نے سانپ سے کہا۔
"مجھ پر ایک عجیب و غریب مخلوق نے جادو
کیا ہوا ہے۔ تمہارے جسم کی گرمی سے میری
خوشبو تو واپس آگئی ہے۔ لیکن میری باقی طاقتیں
ابھی تک مجھے نہیں مل سکیں۔"
سانپ کہنے لگا۔
"عظیم ناگ دیوتا! اس بستی میں ایک جادوگر رہتا
ہے ہو سکتا ہے وہ تمہاری مدد کر سکے میں
اس کے گھر میں جاتا رہتا ہوں میں نے جادوگر
کو کئی لوگوں کے جادو توڑتے دیکھا ہے۔"
ناگ مگر میں اِسے کیسے بتاؤں گا کہ مجھ پر جادو کیا گیا ہے۔
میں تو سانپ کی شکل میں ہوں اور جادوگر سانپ کی زبان نہیں
جانتا ہوگا۔ سانپ نے:
" تم اس کے پاس جا کر تو دیکھو۔ مجھے یقین
ہے کہ وہ اپنے جادو کی مدد سے تمہاری مشکل
کو سمجھ جائے گا۔"
ناگ نے سانپ سے جادوگر کے گھر کا پتہ معلوم
کیا اور وہاں سے روانہ ہوگیا۔ جادوگر کا مکان
بستی کے کونے پر ایک گندے نالے کے

کنارے پر واقع تھا۔ ابھی چونکہ دن نکلا ہی
تھا اس لئے مکان پر لوگ نہیں تھے ناگ
رینگتا ہوا چاروں طرف سے چوکس ہو کر جادو
گر کے مکان کے آنگن میں آگیا اس نے جادو
گر کو کمرے سے باہر نکلتے دیکھا۔ تو وہیں مٹی
کے ڈھیر کے پیچھے چھپ گیا جادوگر نے سانپوں
کی زبان میں آہستہ سے کہا۔
" ناگ دیوتا میں نے تمہیں دیکھ لیا ہے۔ مجھ
سے ڈرو نہیں۔ میرے پاس آجاؤ۔"
ناگ خوش ہوا کہ یہ واقعی پورا جادوگر ہے اور
اس کا علاج کر سکتا ہے۔ ناگ جلدی سے ڈھیر
کے پیچھے سے نکل کر سامنے آگیا جادوگر کالے رنگ
کا تھا اور سر منڈا ہوا تھا گلے میں سبز نیلے سرخ
منکوں کی مالا تھی۔ ہاتھ میں انسانی جسم کی کہنی کی ہڈی تھی۔
ناگ نے کہا۔
" میں تمہیں سلام کرتا ہوں۔ تم سچ مچ سچے جادوگر
ہو۔ کیا تم میری مدد کر سکتے ہو۔ کھوپڑی مخلوق
نے میری طاقتیں چھین لی ہیں۔"
جادوگر کے کان کھڑے ہو گئے کھوپڑی مخلوق
ایک ایسی مخلوق تھی جادوگر جس کی تلاش برسوں سے

کر رہا تھا۔ اس نے ناگ سے پوچھا۔

" یہ کھوپڑی مخلوق کہاں آباد ہے؟"

ناگ نے جادوگر کو بتایا کہ یہاں سے دُور پیچھے چٹان
کے بیچ میں ایک میدان تھا۔ کھوپڑی مخلوق اسی مید
میں غاروں کے اندر رہتی ہے۔ انسانوں او
جانوروں کا گوشت بڑے مزے سے کھاتی ہے
ساری نشانیاں ٹھیک تھیں۔ جادوگر نے ناگ سے کہا

" ہاں! میں کھوپڑی مخلوق کو جانتا ہوں۔ یہ اسی
مخلوق کا جادو ہے۔ جو تم پر کیا گیا ہے۔
میرے پاس اس جادو کا توڑ ہے۔ ناگ دیوتا!
تم فکر نہ کرو۔ بس تمہیں کچھ روز میرے پاس
رہنا ہوگا۔ کیونکہ مجھے کھوپڑی مخلوق کے جادو کے
توڑ کا چلہ کاٹنا ہوگا۔

ناگ بولا۔

" اگر آپ مجھے میری کھوئی ہوئی طاقت واپس
دلا دیں تو میں آپ کا بہت شکر گزار ہوں
گا۔"

جادوگر نے کہا۔

" بس میرا چلہ کاٹنے کی دیر ہے تمہاری ساری
طاقتیں واپس آ جائیں گی۔ یہ چلہ پندرہ دن کا

ہو گا۔ مجھے رات کو دریا میں کھڑے ہو کر
منتر پڑھنے ہوں گے۔ تم میرے مکان میں
رہ سکتے ہو۔"

ناگ بولا۔

" شکریہ! آپ کا۔ میں یہیں کسی جگہ پڑا رہوں
گا آپ چلہ کب شروع کر رہے ہیں؟"

جادوگر بولا۔

" میں آج رات ہی کو چلہ شروع کر دونگا"

ناگ وہیں جادوگر کے مکان کے ایک کونے میں بیٹھ
گیا۔ جادوگر نے کہا۔

" میں اپنے استاد جادوگر کے پاس تھوڑی
دیر کو جا رہا ہوں۔ تم مکان میں ہی رہنا۔"

اور جادوگر گھوڑے پر سوار ہو کر بستی سے نکل گیا
دریا کے دوسرے کنارے ایک ویران سرائے میں اس
کا ایک ساتھی جادوگر رہتا تھا جس کا
نام کاشان تھا۔ جادوگر نے کاشان کو جاتے ہی
کہا۔

" تمہیں مبارک ہو کاشان! ناگ دیوتا میرے
ہاتھ آ گیا ہے۔

کاشان بھی کالا کلوٹا جادوگر تھا خوشی سے اس

کی باچھیں کھل گئیں اس نے پوچھا

" کیا تم سچ کہہ رہے ہو دوست ! ناگ دیوتا
تمہارے ہاتھ کیسے لگا۔ اس کی تلاش میں تو
ہم دس برس سے مارے مارے پھر رہے
تھے"

جادوگر نے کہا۔

" بس یہ میری خوش قسمتی ہے کہ ناگ دیوتا خود
بخود میرے پاس آگیا اس پر کھوپڑی مخلوق
نے طلسم کر رکھا ہے۔ اس کی طاقت ختم
ہو چکی ہے۔ وہ صرف سانپ کی زبان بول
اور سمجھ سکتا ہے۔ باقی اس کے پاس کوئی
طاقت نہیں ہے۔

کاشان نے پوچھا۔

" اس وقت وہ کہاں ہے ؟

" وہ میرے مکان میں ہے۔

کہیں وہ بھاگ نہ جائے۔ تم اسے اکیلا کیوں چھوڑ
آئے ہو؟ کاشان نے خدشہ ظاہر کیا۔

جادوگر بولا۔

" وہ کبھی نہیں بھاگے گا۔ میں نے اسے
یقین دلایا ہے کہ میں اس پر کیا گیا جادو

چلہ کر کے توڑ دوں گا۔ کم از کم پندرہ دن
تک وہ میرے مکان سے کہیں نہیں جائے
گا۔"

کاشان اپنے دوست جادوگر کو کوٹھڑی میں لے گیا یہاں
ایک گول میز پر انسانی کھوپڑی کے اُوپر موم
بتی جل رہی تھی۔ کاشان کہنے لگا۔

"بس اب ہم اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائیں
گے۔ ہم موت پر قبضہ کر سکیں گے۔ موت
کو اپنا غلام بنا سکیں گے۔ موت ہمارے حکم
کی پابند ہوگی۔ ہم اس کو جس کو مارنے کا
حکم دیں گے وہ اس کو مار ڈالے گی۔ ہم
ساری دنیا پر قبضہ کر کے حکومت کریں گے"

کاشان اور دوسرا جادوگر بڑے جوش میں تھے۔ وہ بے
حد خوش تھے۔

کاشان بولا۔

" یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ ناگ دیوتا اپنے
آپ کھوپڑی مخلوق کے جادو کا اثر بھلا چکا
ہے۔ ورنہ ہمیں اسے وہاں سے لے جانا پڑتا۔"

جادوگر نے کہا۔

" میں اب دیر نہیں کرنا چاہتا تم فوراً موت

کو اپنے قبضے میں کرنے کا عمل شروع کر دو
تم اس کام میں کتنا وقت لگاؤ گے؟
کاشان بولا۔ "صرف ایک رات۔ آج کی رات میں
اپنا عمل پورا کر لوں گا۔ کل ہم ناگ دیوتا کو قتل کر
دیں گے" اس کے بعد موت ہماری غلام ہو گی۔
ہم سب سے پہلے موت کو حکم دیں گے کہ
ہمارے دشمنوں کو ختم کرے اس کے بعد حکم دیں
گے کہ وہ اس ملک کے بادشاہ اور اس کی
فوج کو ہلاک کر ڈالے تاکہ ہم تخت پر قبضہ
کر لیں۔"

کاشان قہقہہ مار کر ہنسنے لگا۔ جادوگر نے کہا۔
"ٹھیک ہے۔ تم آج رات اپنا عمل شروع
کر دو۔ میں کل صبح ناگ کو لے کر تمہارے
پاس آ جاؤں گا۔"

جادوگر واپس چل پڑا۔ کاشان جادوگر نے موت
پر قابو پانے کا طلسمی عمل شروع کر دیا آج تک دنیا
کے کسی جادوگر نے موت کو اپنا غلام بنانے کا
عمل نہیں کیا تھا۔ ان دونوں جادوگروں کو کہیں سے
خفیہ نسخہ مل گیا تھا جس میں موت کو غلام بنانے کا
طلسم اور اس کے عمل کی ترکیب درج تھی کیا یہ

ل موت کو اپنا غلام بنانے میں کامیاب ہو
ئے تھے۔ یہ تم آگے چل کر خود ہی پڑھ لوگے
شان ساری رات موت پر قبضہ کرنے کا عمل پڑھتا
رہا دوسرے دن اس کا ساتھی جادوگر اٹھ کر
ٹھڑی میں ناگ کے پاس گیا۔ اور بولا۔
"میں ساری رات دریا میں کھڑے ہو کر تمہارے
لئے چلّہ کرتا رہا ہوں۔ اب تجھے میرے
ساتھ میرے ایک جادوگر دوست کے پاس
جانا ہو گا۔ کیونکہ اس کے پاس ایک خاص
منتر ہے جس کو وہ تم پر پھونکے گا ایسا
کرنا تمہارے جادو کو توڑنے کے لئے بہت
ضروری ہے۔"

گ بے چارہ مشکل میں گرفتار تھا فوراً تیار ہو گیا۔
جادوگر نے اسے ایک چھوٹی پٹاری میں بند کیا اور
ڑے پر سوار ہو کر سیدھا اپنے ساتھی جادوگر کاشان
کے گھر پہنچ گیا۔ وہ اس کا انتظار کر رہا تھا ناگ
کی پٹاری انہوں نے زمین پر رکھ کر الٹ دی ناگ
سانپ باہر نکل کر کنڈلی مار کر بیٹھ گیا جادوگر
نے سانپ کی زبان میں کہا۔
"ناگ دیوتا! یہ میرا ساتھی کاشان ہے تمہارے

اوپر کیے گئے طلسم کو توڑنے کے لئے ضروری
ہے کہ یہ ایک خاص منتر پڑھ کر تم پر پھونکے
کیا تم اس کے لئے تیار ہو۔

ناگ بولا۔

"کیوں نہیں دوست! میں تو تمہارا شکر گزار ہوں
کہ تم میری طاقت واپس لانے کے لئے
اتنی تکلیف اٹھا رہے ہو۔

جادوگر کاشان کی طرف دیکھ کر مسکرایا اور بولا
"ناگ دیوتا! یہ تو ہمارا فرض ہے کہ تمہاری
مدد کریں
اب تم ایسا کرو کہ زمین پر بالکل سیدھے ہو کر
لیٹ جاؤ۔

ناگ نے ایسا ہی کیا۔ وہ سانپ تھا زمین پر بالکل
سیدھا ہو کر لیٹ گیا۔ کاشان نے منتر پڑھنا شروع
کر دیا دس منٹ تک وہ منتر پڑھتا رہا پھر
اس نے ناگ پر پھونک ماری تو ناگ ایک دم
بے ہوش ہو گیا۔ جادوگر اور کاشان نے جھک کر
ناگ کو دیکھا ناگ بے ہوش ہو چکا تھا دونوں قہقہے
لگا کر ہنس دیئے۔ جادوگر نے کہا۔

"اب جلدی سے ناگ دیوتا کے دو ٹکڑے کر دو

ہمیں سر والے ٹکڑے کی ضرورت ہے"

کاشان نے چارپائی پر رکھی ہوئی چھری اٹھائی اور ایک دم
سے ناگ کے جسم پر مار کر اس کے جسم کے دو ٹکڑے
کر دیئے۔ ناگ کو کچھ پتہ نہ چلا کہ اس کے جسم کے دو
ٹکڑے ہو گئے ہیں کاشان نے دم والا ٹکڑا ایک
مرتبان میں ڈال دیا۔ اور سر والا ٹکڑا اٹھا کر ایک
تھیلی میں رکھ دیا۔ اور اس پر سفید سفوف ڈالا ناگ
کے جسم کے ٹکڑے میں سے نیلے رنگ کا دھواں
اٹھنے لگا۔

کاشان بولا۔ "اب اسے کوٹھڑی میں بند رہنا ہوگا
آدھی رات کو [illegible] کر میں اس پر اپنی
زندگی کا سب سے بڑا عمل پڑھ کر پھونکوں
گا اور اس کے جسم کے اندر سے موت نکل
کر ہاتھ باندھے میرے سامنے آ کر کھڑی ہو
جائے گی"

جادوگر نے کہا۔ "تمہیں طلسم کا عمل یاد ہے نا!
"کیوں نہیں وہ تو مجھے زبانی یاد ہے۔ تم دیکھنا
آج آدھی رات کے بعد موت ہمارے سامنے
ہاتھ باندھے کھڑی ہو گی۔ اور ہم اس سے
اپنے دشمنوں کا صفایا کروانا شروع کر دیں"

گے ۔

کاشان اور اس کا ساتھی جادوگر کوٹھڑی کے باہر آ کر
بیٹھ گئے۔ اور باتیں کرنے لگے۔ کہ سب سے پہلے وہ
موت کو کس بادشاہ کی روح نکالنے کا حکم دیں گے
اور کس ملک پر قبضہ کریں گے۔ یہ بڑا خطرناک منصوبہ
تھا۔ انہیں کچھ خبر نہیں تھی۔ کہ اس کا انجام کیا ہونے
والا ہے۔

○

موت غائب ہو گئی

ناگ کا جسم دو ٹکڑے ہو چکا تھا
ناگ کے جسم کا ایک ٹکڑا کوٹھڑی کے مرتبان میں پڑا
تھا اور دوسرا ٹکڑا تھالی میں رکھا تھا اس میں سے
دھواں ابھی تک اُٹھ رہا تھا۔ کاشان جادوگر
اسی رات کو ناگ کے جسم کے دوسرے ٹکڑے کے سامنے
بیٹھ گیا اور اس نے اپنی زندگی کا سب سے بڑا اور
سب سے خطرناک منتر پڑھنا شروع کر دیا اس کا
ساتھی جادوگر اس کے قریب ہی بیٹھا تھا کاشان
اونچی آواز میں منتر پڑھ رہا تھا۔ ایک گھنٹے تک
وہ منتر پڑھتا رہا اب جو اس نے ناگ کے
جسم کے ٹکڑے پر پھونک ماری تو اس میں سے سبز
رنگ کا دھواں اُٹھنے لگا ساتھ ہی ایک چیخ کی
آواز بلند ہوئی۔ کاشان نے اپنی آواز بلند کر دی
وہ تیز تیز منتر پڑھنے لگا۔ پھر اچانک ایک
اور چیخ بلند ہوئی اور نیلے دھوئیں میں سے ایک کھوپڑی

نمودار ہوئی۔ پھر ایک جسم باہر نکل آیا۔ جس کے ہاتھوں
میں ایک کلہاڑا تھا سارا جسم سیاہ چادر میں ڈھکا
ہوا تھا۔ صرف کھوپڑی ہی نظر آ رہی تھی۔ یہ موت
تھی۔ کاشان نے کہا۔

" میرا عمل کامیاب ہو گیا۔ کیا تو موت ہے؟"

موت نے کہا

" ہاں میں موت ہوں۔ مگر تو نے میرا عمل کس
لئے پڑھا ہے"؟

کاشان بولا۔

" اس لئے کہ میں تجھے اپنا غلام بنا کر ساری
دنیا پر قبضہ کرنا چاہتا ہوں۔ میں تمہیں جس
کو مارنے کا حکم دوں گا تو اُسے مار دے
گی۔ اس لئے کہ تو اب میری غلام ہے۔

موت نے ایک قہقہہ لگایا اور بولی۔

" نادان جادوگر! کیا تجھے معلوم نہیں کہ میرا عمل
کرتے ہوئے تو ایک بات کو بھول گیا ہے"

کاشان نے تعجب سے پوچھا

" کون سی بات؟

موت نے کہا۔

" یہ بات کہ ناگ دیوتا کی رضا مندی کا
اس عمل میں شامل ہونا ضروری تھا مگر تو
نے ناگ دیوتا کی رضا مندی حاصل نہیں
کی اور اس کے جسم کے ٹکڑے کر ڈالے
اب میں تیری غلام نہیں ہوں"

کاشان اور دوسرے جادوگر کے ہاتھ پاؤں پھول گئے

کاشان نے کہا۔

" ایسا نہیں ہو سکتا۔ میں نے تیرا عمل کیا ہے
اب میری غلام ہے اور تجھے میرا حکم ماننا
پڑے گا"

موت نے ایک بھیانک قہقہہ لگایا اور بولی۔

" موت کبھی انسان کی غلام نہیں ہو سکتی
موت صرف خدا کے حکم کی پابند ہے
وہ صرف خدا کی غلام ہے۔ مجھے قابو کرنے
کے لئے جس نے بھی طلسم کیا وہ مارا گیا
اب تم بھی مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ
کیونکہ تمہارا آخری وقت آن پہنچا ہے"

کاشان اور جادوگر دونوں اٹھ کھڑے ہوئے
کاشان نے طلسم پڑھ کر موت پر پھونکا موت نے
قہقہہ لگا کر کہا

" موت پر کسی کے طلسم کا اثر نہیں ہو سکتا

دنیا میں بڑے بڑے جادوگر آئے مگر
آخر موت کے سامنے بے بس ہو گئے اور
میں نے اُنہیں قبر میں پہنچا دیا۔ تم بھی
قبر میں پہنچنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔"
کاشان اور اس کا ساتھی جادوگر باہر کی ط
دوڑے۔ جونہی انہوں نے دروازہ کھول کر باہر د
موت ان کے سامنے کھڑی تھی۔
"تم جہاں جاؤ گے مجھے اپنے سامنے پاؤ
گے۔ نیک آدمی مجھے یاد رکھتے ہیں اور
برائی سے بچے رہتے ہیں بدکار لوگ مجھ
سے ڈرتے رہتے ہیں اور آخر میں ایک دن
ان کو دبوچ لیتی ہوں۔ تمہارا بھی یہی انجام
ہو گا"
دونوں جادوگر ایک خاص طلسم کے ذریعے
پرواز کر گئے وہ ابھی زمین سے چند گز ہی
اُٹھے ہوں گے کہ موت نے ان دونوں کی گردنو
پکڑ کر نیچے کھینچ لیا۔ موت کا ہاتھ لگتے ہی دون
جادوگروں کے جسم بے جان ہو گئے۔ موت ان ک
قبض کر چکی تھی۔ دونوں مر چکے تھے۔ موت نے
کی لاشوں کو وہیں پھینک دیا۔ اور تالی میں

ہوئے ناگ دیوتا کے جسم کے ٹکڑے کو غور سے دیکھا
پھر موت مرتبان کے پاس آئی۔ اور ناگ کے جسم کا
دوسرا ٹکڑا بھی اس میں سے نکال کر دوسرے ٹکڑے
کے ساتھ لگا دیا۔ ناگ کے جسم کے دونوں ٹکڑے
ایک دوسرے کے ساتھ مِل گئے اور ناگ زندہ ہو
گیا۔ ناگ نے اپنے سامنے ایک کھوپڑی والے سیاہ
پوش کو ہاتھ میں کلہاڑا اٹھائے دیکھا تو بولا۔
"کیا میں بے ہوش ہو گیا تھا۔ تم کون ہو؟"
موت نے کہا۔
"میں موت ہوں۔ ان لوگوں نے تمہیں مار ڈالا
تھا اور میں نے خدا کے حکم سے تمہیں پھر
سے زندہ کر دیا ہے۔ کیونکہ ابھی تمہارا سفر
ختم نہیں ہوا اور سفر ختم ہونے سے پہلے
تم نہیں مرو گے۔
ناگ نے پھنکار ماری اور وہ ایک دم سے انسانی
شکل میں آ گیا۔ اس کی طاقت واپس آ گئی تھی اس نے
موت کی طرف دیکھا اور بولا۔
"کیا سچ مچ ان لوگوں نے مجھے مار ڈالا تھا؟"
موت نے کہا۔
"انہوں نے تمہارے جسم کے دو ٹکڑے کر دیئے تھے"

"مگر کس نے؟" ناگ نے پوچھا۔

موت نے کہا۔

" وہ مجھے غلام بنانے کا عمل کر رہے تھے
لیکن ان سے بھول ہو گئی اور میں نے انہیں
اگلی دنیا میں پہنچا دیا ہے۔

ناگ نے کہا۔

" میں تمہارا شکریہ ادا کرتا ہوں موت کہ تو نے
مجھے پھر سے زندہ کر دیا۔"

موت بولی۔

" میں زندہ نہیں کرتی۔ میں تو مارتی ہوں زندہ
خدا کرتا ہے۔ اسی کے ہاتھ میں زندگی اور
موت ہے۔ میں اسی کے حکم سے لوگوں کو مارتی
بھی ہوں۔"

ناگ نے پوچھا۔

" مجھ پر سارے جادو ختم ہو گئے ہیں کیا"؟
کیوں نہیں۔ تم پر اب کسی کا کوئی جادو
نہیں ہے۔ تم جہاں چاہے جا سکتے ہو۔

ناگ نے سوال کیا۔

" کیا تم مجھے بتا سکتی ہے کہ عنبر ماریا اور میرے
دوسرے ساتھی اس وقت کہاں ہوں گے"؟

موت نے کہا۔

" غیب کا علم سوائے خدا کی ذات کے اور
کسی کو معلوم نہیں ہے۔

ناگ بولا۔

" مگر بعض لوگ تو غیب کی باتیں بتا دیتے ہیں"

موت نے کہا۔

" بتا دیتے ہوں گے۔ مگر میں نہیں بتا سکتی۔ مجھے حکم
نہیں ہے۔ اچھا میں جاتی ہوں جب تمہارا
سفر ختم ہو گا۔ تو تمہیں ملوں گی۔"

یہ کہہ کر موت غائب ہو گئی ناگ کاشان کی کوٹھڑی
سے باہر نکل آیا۔ باہر اس نے کاشان اور جادوگر
کی لاشیں پڑی ہوئی دیکھیں۔ ناگ نے سانس کھینچ کر
چھوڑا۔ عقاب کی شکل اختیار کر کے اڑان بھری
اور شمال کی طرف پرواز کرنے لگا۔

دوسری طرف عنبر ماریا، کیٹی تھیوسانگ اور
جولی سانگ تبت شہر کے باہر برف پوش پہاڑی
غار میں بیٹھے ناگ کے آنے کا انتظار کر رہے
تھے کیونکہ سانپ مندر میں چاند رات کو آنے
والے سانپ نے انہیں کہہ دیا تھا کہ ناگ بہت
جلد وہاں پہنچنے والا ہے۔ حالانکہ یہ چاند رات کا سانپ

کستوری ناگن تھی۔ جو عنبر وغیرہ کو وہیں رکھنا چاہتی تھی
تاکہ ان کی خوشبو پا کر ناگ وہاں آ جائے اور وہ
اسے قابو میں کر لے۔ ایک ہفتہ گذر گیا تھا۔ مگر ناگ
نہ آیا۔ کستوری ناگن کو ایک روز دیوتا مندر کے پجاری
نے کہا۔

"کوماتی! تمہیں آج بڑے محل میں جانا ہے
یہاں ہمارے بادشاہ اور لاما کی خاص عبادت
کا دن ہے تم بھی محل میں جا کر عبادت
گاہ کی صفائی کر آنا۔"

کستوری ناگن جانا نہیں چاہتی تھی۔ مگر وہ انکار
بھی نہیں کر سکتی تھی۔ چنانچہ وہ بھی دوسرے نوکروں
اور نوکرانیوں کے ساتھ وہاں چلی گئی محل چھوٹا سا تھا
مگر بڑی سادگی سے سجا ہوا تھا۔ دن بھر وہ
لوگ وہاں صفائی وغیرہ کرتے رہے۔ شام کے
وقت کستوری ناگن لاما کے عبادت کرنے
والے کمرے میں جھاڑ پونچھ کر رہی تھی وہ
ایک اونچی الماری کے پیچھے جا کر صفائی کرنے
لگی۔ تو اسے دو آدمی باتیں کرتے سنائی دیئے
دونوں اندر آ گئے تھے۔ کستوری ناگن وہیں
رک گئی۔ ان میں سے ایک تبت کا لاما بادشاہ

تھا۔ دوسرا اس کا حکیم تھا۔ حکیم کہہ رہا تھا۔
"حضور! اس ڈبی میں جو سفوف بند ہے وہ
اتنا تیز ہے کہ آپ جہاں اسے تھوڑا سا
ڈال دیں گے۔ وہاں ایک پل کے اندر جتنے آدمی
ہوں گے فوراً بے ہوش ہو جائیں گے۔ اور انہیں اس
وقت تک ہوش نہیں آئے گا۔ جب تک
آپ ان کے منہ پر پانی کی چھینٹ نہیں ماریں
گے۔

لاما بولا۔

"بہت خوب۔ ہمیں اپنی سلطنت کے
دشمنوں سے نمٹنے کے لئے ایسے ہی
سفوف کی ضرورت تھی۔ اس ڈبی کو یہاں
الماری میں رکھ دو۔"

حکیم نے کہا۔

"حضور انور! یہ مت بھولیئے گا کہ اس ڈبی
کا رنگ نیلا ہے۔ کہیں اِدھر اُدھر نہ ہو جائے

لاما بولا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ تم اسے الماری میں
رکھ دو۔ اور چلو مجھے ابھی مندر بھی جانا ہے
اور دونوں باتیں کرتے ہوئے باہر نکل گئے۔

وہ چلے گئے اور کمرہ خالی رہ گیا تو کستوری
ناگن الماری کے پیچھے سے نکل آئی۔ اس نے الماری
کو کھول کر دیکھا۔ سامنے ایک چوکور چھوٹی سی
نیلی ڈبی پڑی تھی۔ کستوری ناگن نے نیلی ڈبی کو
کھول کر دیکھا۔ اس میں زرد رنگ کا سفوف بھرا
ہوا تھا۔ ایک تیز بو اس میں سے نکلی۔ کستوری
ناگن نے فوراً ڈبی بند کر دی۔ کستوری ناگن کے
ذہن میں فوراً ایک سکیم آگئی تھی۔ وہ چاہتی
تھی کہ جیسے بھی ہو۔ عنبر ماریا کیٹی تھیوسانگ
وغیرہ وہاں سے اس وقت تک نہ جائیں جب
تک کہ ناگ ان کی خوشبو لیتا وہاں نہ آجائے
ایسا ہو سکتا تھا۔ کہ عنبر ماریا وغیرہ کچھ روز
انتظار کر کے وہاں سے چلے جائیں
اور پھر ناگ وہاں کبھی نہ آئے۔ چنانچہ کستوری
ناگن نے سفوف کی نیلی ڈبی اپنی جیب میں رکھ لی
اور تیزی سے دوسری کوٹھڑی میں سے باہر باغ میں
چلی گئی۔ دیوتا کے مندر میں آتے ہی کستوری ناگن
نے چادر اوڑھی اور برف پوش پہاڑی کے غار
کی طرف چل دی بے ہوشی کے سفوف والی نیلی
ڈبی اس کے پاس ہی تھی۔

برف پوش پہاڑی کے قریب پہنچ کر کستوری
ناگن نے دونوں ہاتھ اوپر اٹھا کر منہ سے
زور دار پھنکار کی آواز نکالی۔ اور وہ غائب
ہو گئی اب وہ سب کچھ دیکھ رہی تھی مگر
کوئی اُسے نہیں دیکھ سکتا تھا۔ نیلی ڈبی ہاتھ
میں لے کر کستوری ناگن غیبی حالت میں عنبر
ماریا کے غار میں آگئی۔ اس نے دیکھا کہ وہاں
عنبر ماریا کیٹی تھیوسانگ اور جولی سانگ سب
موجود تھے۔ اور ناگ کے بارے میں باتیں
کر رہے تھے۔ کستوری ناگن خود غائب
ہو کر غیبی ماریا کو بھی دیکھ سکتی تھی۔ مگر
ماریا اسے نہیں دیکھ سکتی تھی۔ ماریا عنبر
کے قریب ہی بیٹھی تھی۔ کیٹی سامنے بیٹھی
تھی اور جولی سانگ اور تھیوسانگ سامنے غار کی دیوار
سے ٹیک لگائے بیٹھے تھے۔
جولی سانگ۔ کیٹی اور ماریا آپس میں باتیں کرتے ہوئے
کہہ رہے تھے کہ اب ناگ یہاں نہیں آئے گا۔ ہمیں اس
کی تلاش میں یہاں سے چل دینا چاہیئے۔
تھیوسانگ نے بھی اس کی تائید کی۔ عنبر سے پوچھا
گیا تو وہ بولا۔

"میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ اگر تم سب لوگوں کی یہی رائے ہے کہ یہاں سے چل دیا جائے تو ٹھیک ہے آج صبح یہاں سے چلے جائیں گے۔"

کستوری ناگن ان کے قریب ہی کھڑی یہ سب کچھ سن رہی تھی۔ وہ جانتی تھی۔ کہ اگر یہ لوگ یہاں سے چلے گئے تو ناگ کو ادھر آنا بھی بڑا تو نہیں آئے گا۔ اور کستوری ناگن کے لئے یہ بہترین موقع تھا کہ وہ ان سب کو غار میں ہی بے ہوش کر کے رکھ دے۔ تاکہ ناگ ان کی خوشبو پر ادھر آ جائے۔ اور وہ اسے قبضے میں کر لے

چنانچہ کستوری ناگن نے نیلی ڈبی کھول کر غار کے اندر ایک پتھر کے نیچے رکھ دی اور خود غار سے باہر آ کر کھڑی ہو گئی۔ ڈبی میں سے تیز لہریں نکلنا شروع ہو گئیں۔ سب سے پہلے کیٹی نے ان لہروں کو محسوس کیا۔ اور اپنے گلے پر ہاتھ رکھ کر بولی۔

"یہ میرا گلا کون دبا رہا ہے۔"

ملریا عنبر چونک پڑے۔ کیٹی اچانک گر پڑی اس کے ساتھ ہی جولی سانگ بھی لڑھک گئی عنبر انہیں

اٹھانے کے لئے لپکا تو وہ بھی وہیں گر گیا ملریا اور تھیو سانگ چلائے۔ یہاں کوئی طلسم ہے۔ وہ باہر کو بھاگے ہی تھے۔ کہ وہ بھی دھڑام سے گر پڑے۔ کستوری ناگن باہر کھڑی سارا منظر دیکھ رہی تھی۔ وہ اپنی کامیابی پر بہت خوش ہوئی تھی اس نے عنبر ملریا سب کو بے ہوش کر دیا تھا وہ خوشی خوشی دلیپ دیوتا کے مندر میں آ گئی۔ وہ رات کو کام سے فارغ ہو کر اپنی کوٹھڑی میں لیٹی ہی تھی کہ اچانک ایک گڑگڑاہٹ کی آواز سنائی دی۔ پھر زمین ہلنے لگی۔ یہ بھونچال تھا۔ بستی میں شور مچ گیا۔ زمین جھولے کی طرح ہل رہی تھی۔ کستوری ناگن تیزی سے باہر نکل کر پھنکار مار کر بلبل کی شکل میں ہوا میں غوطہ لگا گئی۔ ہلکی چاندنی میں بادشاہ کا محل، دیوتا مندر اور شہر کے مکان جھول رہے تھے۔ کئی مکان گر گئے پہاڑوں کی طرف سے ایسی گونج سنائی دی جیسے چٹانیں ٹوٹ ٹوٹ کر گر رہی ہیں۔ پھر زلزلہ رک گیا۔ ہر طرف سناٹا چھا گیا۔ صرف شہر کی طرف لوگوں کی ایک دوسرے کو پکارنے کی آوازیں آ رہی تھیں۔ کستوری ناگن نے دیکھا کہ شاہی محل اور دیوتا کے مندر کو کوئی نقصان نہیں پہنچا تھا وہ اڑتی ہوئی ان برف پوش پہاڑوں کی طرف گئی

جس کے غار میں عنبر ماریا، کیٹی تھیوسانگ اور جولی سانگ
بے ہوش تھے۔ کیا دیکھتی ہے کہ پہاڑی کے اوپر سے لڑھ
کر گرتے ہوئے پتھر نے غار کا منہ بند کر دیا ہے اور
غار میں جانے اور باہر آنے کا کوئی راستہ نہیں رہا اب
بھی پہاڑوں پر سے چھوٹے چھوٹے پتھر کنکریوں کی شکل
میں غار کے منہ کے آگے گر رہے تھے۔ کستوری
ناگن نے غار کے اوپر اور باہر جا کر فضا کو سونگھا
اندر سے عنبر ماریا کیٹی تھیوسانگ اور جولی سانگ
کی خوشبو اسی طرح آ رہی تھی۔ وہ بڑی خوش ہوئی
یہ لوگ غار میں بند ہو گئے تھے۔ اور ان کی خوشبو
بھی باہر آ رہی تھی۔ جس کا سراغ پا کر ناگ ادھر آ
سکتا تھا۔ اب تو ناگ کا ادھر آنا یقینی ہو گیا تھا
کیونکہ اسے سوائے اس پہاڑی بند غار کے اور کسی
جگہ سے اپنے ساتھیوں کی خوشبو نہیں آ سکتی تھی۔
کستوری ناگن واپس دیوتا مندر میں آ گئی۔

دوسرے دن کستوری ناگن پھر دن کی روشنی میں
برف پوش پہاڑی پر آ گئی۔ غار کا منہ پوری طرح بند
ہو چکا تھا۔ اور اندر سے عنبر ماریا کیٹی تھیوسانگ
اور جولی سانگ کی خوشبو تیزی سے باہر نکل رہی تھی
کستوری ناگن غائب ہو کر غار کے اندر چلی گئی۔ دیکھا

تو سب لوگ جس طرح بے ہوش ہو کر گرے ہوئے تھے
اسی طرح بے ہوش پڑے تھے۔ کستوری ناگن نے
سفوف کی ڈبی اٹھا کر اس کا ڈھکنا بند کیا اور ڈبیہ محل
میں لا کر لاما کے کمرے کی الماری میں رکھ دیا۔ وہ کمرے
سے غیبی حالت میں نکل کر باہر جا رہی تھی کہ لاما
اپنے وزیر کے ساتھ کمرے میں داخل ہوا۔
اچانک وزیر نے ناک سیکڑ کر فضا کو سونگھا اور بولا
"حضور! یہاں کوئی موجود ہے۔"
لاما نے کہا "یہاں ہم دونوں موجود ہیں"
وزیر بولا۔ "نہیں حضور۔ اس کے علاوہ بھی کوئی موجود ہے"
لاما مسکرایا۔ "تم شاید خواب میں باتیں کر رہے ہو۔
کیونکہ میں سوائے تمہارے اور اپنے
کسی کو نہیں دیکھ رہا۔"
کستوری ناگن چونکتی ہو گئی۔ وزیر نے کہیں اسے دیکھ تو نہیں
لیا؟ وہ جان بوجھ کر وزیر کے قریب جا کر اس کو غور
سے دیکھنے لگی۔ مگر وزیر نے کستوری ناگن کو دیکھا نہیں تھا
وہ کوئی جادوگر نہیں تھا۔ مگر اس کی حس بڑی تیز تھی
اس نے کستوری ناگن کے جسم کی خاص بو سونگھ لی تھی
جو کمرے میں موجود تھی۔ وہ بولا۔
"حضور! کسی کی بڑی تیز بو آ رہی ہے کوئی

یہاں موجود ہے۔"

لاما وزیر کا مذاق اڑانے لگا۔ کستوری ناگن جلدی سے باہر نکل گئی۔ اس کے باہر جانے کے بعد وزیر نے کہا۔

"اب وہ انسانی بو یہاں نہیں ہے معلوم ہوتا ہے کوئی روح یہاں موجود تھی۔جواب چلی گئی ہے۔"

لاما نے سنجیدہ ہو کر کہا۔

"ہاں! کبھی کبھی ہمارے بزرگوں کی روحیں ہمارا حال معلوم کرنے یہاں آ جاتی ہیں میرے ساتھ آؤ۔ تمہیں میں وہ خاص سفوف دکھاتا ہوں۔"

لاما وزیر کو الماری کے پاس لے گیا اسے نیلی ڈبی دکھائی اور بولا۔

"تم میرے اپنے آدمی ہو۔ مگر مجھے معلوم ہوا ہے کہ دیوتا مندر کا پجاری کچھ آدمیوں کو ساتھ ملا کر میرے خلاف سازش کر رہا ہے۔ یہ سفوف میں نے اس کے لئے تیار کر دیا ہے۔"

وزیر خوش ہو کر بولا۔

"یہ بڑی اچھی بات ہے حضور! ہم ان سب کو ماریں گے۔ نہیں مگر موت کی گہری نیند

ضرور سُلا دیں گے۔"

لاما بولا۔

"آؤ اب ذرا دیوتا مندر میں چلتے ہیں آج وہاں دیوتا کے درشن کرنے ضروری ہیں۔"

وزیر اور لاما دیوتا مندر کی طرف چل دیئے۔

اس وقت دیوتا مندر میں لوگ پوجا وغیرہ کر رہے تھے کستوری ناگن بھی گوماتی نوکرانی کی شکل میں جھاڑ پونچھ کر رہی تھی۔ کہ شور مچ گیا۔ بادشاہ لاما کی سواری آ رہی ہے اور وزیر بھی اس کے ساتھ ہے۔ لوگ جلدی جلدی مندر سے نکل گئے۔ اب وہاں کچھ نوکرانیاں، چند دیوداسیاں اور پجاری ہی رہ گیا تھا۔ پجاری واقعی کچھ درباریوں کے ساتھ مل کر لاما کو تخت سے اتار دینا چاہتا تھا مگر اوپر سے وہ لاما کی بے حد خوشامد کرتا تھا تاکہ اسے شک نہ ہو۔ آج بھی وہ لاما بادشاہ کے آگے بچھا جا رہا تھا۔ لاما وزیر کے ساتھ نوکرانیوں اور دیوداسیوں کے قریب سے ہو کر گذرا تو وزیر چونک کر آہستہ سے بولا۔

"حضور! یہاں وہی خوشبو آرہی ہے جو مجھے تھوڑی دیر پہلے آپ کے کمرے میں آئی تھی"

لاما نے مڑک کر آہستہ سے پوچھا

"یہ تم کس خوشبو کے بارے میں کہہ رہے ہو"؟
وزیر دھیمی آواز میں بولا۔

"حضور! آپ کے کمرے مجھے جو تیز انسانی بو
آئی تھی اور میں نے کہا تھا کہ یہاں کوئی
ہے۔ وہی تیز انسانی خوشبو مجھے یہاں بھی آ
رہی ہے"

لاما نے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ وہ انسان یہاں بھی ہے
جو میرے کمرے میں آیا تھا"

"جی ہاں حضور انور" وزیر نے جواب دیا۔
لاما کچھ پریشان ہو گیا۔ اس نے گردن گھما کر اردگرد دیکھا
وہاں پر نوکرانیاں اور دیوداسیاں ہی تھیں اور ایک
پجاری تھا۔

لاما نے وزیر کو ایک طرف لے جا کر کہا۔
"میں ایک ایک نوکرانی اور دیوداسی کو بلاتا ہوں تم
مجھے بتانا کہ کس کے پاس سے تیز انسانی بو آ
رہی ہے"

لاما نے ایک نوکرانی کو بلایا۔ وزیر نے اس کے قریب جا کر اسے
سونگھا۔ اور کہا۔ "نہیں حضور دوسری کو بلائیں" اور لاما
نے دوسری نوکرانی کو بلایا۔ یہ ماجرہ کستوری ناگن نے

دیکھا تو سمجھ گئی۔ کہ یہ لوگ ایک خاص بو کا سراغ لگا رہے
ہیں جو اس کے جسم سے اس وقت وزیر نے محسوس کی تھی
جب وہ غائب ہو کر لاما کے کمرے میں گئی تھی۔
کستوری ناگن نے فوراً ایک خاص منتر پڑھا۔ اور اس کے
جسم کی خوشبو بند ہو گئی۔ جب اس کی باری آئی تو وہ
لاما کے سامنے ادب سے کھڑی ہو گئی۔ وزیر نے کستوری
ناگن کو سونگھا اور سر ہلا کر بولا۔

"جی نہیں"

کستوری ناگن اطمینان کے ساتھ آگے چلی گئی۔
وزیر لاما کو ایک طرف لے گیا اور بولا۔

"حضور! مجھے شک ہے کہ وہ انسانی بو جو کل
آپ کے کمرے سے آ رہی تھی وہ ان ہی نوکرانیوں
یا دیوداسیوں میں سے کسی کی ہے"

لاما نے کہا۔ "تمہارا مطلب ہے کہ ان میں سے کوئی عورت
ایسی ہے جو غائب ہو سکتی ہے؟"

وزیر بولا۔ "جی ہاں حضور! مجھے یقین ہے۔ کہ ان میں سے
کوئی دیوداسی یا نوکرانی ایسی ہے۔ جو غائب ہو کر
ہمارے راز لے سکتی ہے"

لاما پریشان تھا وہ نہیں چاہتا تھا کہ وہ اپنے دشمنوں کے
بارے میں سازش کر رہا ہے اس کی کسی کو خبر ہو اور

غیبی عورت ہر جگہ پہنچ سکتی تھی اس نے وزیر سے کہا۔

"ہمیں کس طرح معلوم ہو کہ غیبی عورت کون ہے؟"

وزیر کچھ سوچ کر بولا۔ "حضور! اس سلسلے ہم سنالی راہبہ سے مدد لے سکتے ہیں۔ وہ ایک ایسا عمل جانتی ہے۔ جس کی مدد سے وہ روحوں کو بھی دیکھ لیتی ہے"

لاما نے کہا۔ "اسے فوراً میرے پاس لاؤ"

کستوری ناگن کو اس کا پتہ نہ چل سکا۔ دوپہر کے وقت سنالی راہبہ لاما کے خاص کمرے میں لائی گئی۔ وزیر اس کے ساتھ تھا۔ وزیر نے اسے سب کچھ سمجھا دیا تھا لاما نے راہبہ سے کہا۔

"ہم چاہتے ہیں کہ تم ہماری نوکرانیوں اور دیوداسیوں میں سے یہ دیکھ کر بتاؤ کہ ان میں ایسی کون سی عورت ہے جو غائب ہونے کی طاقت رکھتی ہے۔ کیا تم ایسا کر سکتی ہو؟"

سنالی راہبہ ایک بوڑھی عورت تھی۔ جس کے پاس روحوں کو بلانے کے منتر تھے۔ وہ روحوں کو دیکھ بھی لیتی تھی اور ان سے باتیں بھی کرتی تھی۔ اس نے لاما سے کہا۔

"حضور! مجھے موقعہ دیا جائے کہ میں اپنے طور پر ان دیوداسیوں اور نوکرانیوں کو ملوں"

لاما بولا۔ "تمہیں اس کی اجازت ہے"

سنالی راہبہ نے مندر میں عبادت کرنے کا بہانہ بنایا اور دوسرے ہی روز دیوتا مندر میں جاکر مورتی کے سامنے بیٹھ کر پوجا کرنے لگی۔ کستوری ناگن نے اسے دیکھا تو سوچنے لگی کہ یہ عورت کبھی مندر میں نہیں آئی۔ پھر کیا وجہ ہے کہ آج یہ خاص طور پر یہاں عبادت کرنے آگئی ہے اسے دال میں کچھ کالا کالا نظر آیا وہ سمجھ گئی کہ یہ عورت بھی اس کا سراغ لگانے آئی ہے۔

کستوری ناگن نے فوراً ایک خاص منتر پڑھ کر اپنے جسم کے چاروں طرف پھونکا اور اس کے جسم میں جو اصل کستوری ناگن چھپی ہوئی تھی اس کی لہریں دھندلی ہوگئیں۔ اب کوئی بڑے سے بڑا جادوگر بھی اس کے جسم میں جھانک کر یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ یہ کستوری ناگن ہے۔ وہ مطمئن ہو کر مندر کے کاموں میں لگ گئی۔ شام کو راہبہ سنالی نے اپنا عمل پورا کر لیا تو اس نے لاما کے حکم سے ہر نوکرانی اور دیوداسی سے الگ الگ ملاقات کی۔ جب کستوری ناگن کی باری آئی تو وہ ہاتھ باندھ کر جا کھڑی ہوئی۔

"تمہارا نام کیا ہے؟" راہبہ نے پوچھا۔

کستوری ناگن نے کہا۔ "جی میرا نام گوماتی ہے۔ میں یہاں نوکرانی ہوں جی"

راہبہ سنالی نے اپنی نگاہیں کستوری ناگن کے آر پار کر
دیں مگر اسے اس میں کوئی نئی بات نظر نہ آئی اس نے کستوری
ناگن کو جانے کی اجازت دے دی۔ کستوری ناگن بڑی خوش
ہوئی اور اپنی کوٹھڑی کی طرف چل دی۔ راہبہ نے لاما کو جاکر
بتایا کہ مندر کی کسی دیوداسی یا نوکرانی میں غائب ہونے کی طاقت
نہیں ہے۔ لاما کو اطمینان ہوگیا۔ مگر وزیر کہنے لگا "حضور! ہو
سکتا ہے۔ کوئی باہر کی غیبی عورت آگئی ہو۔"

لاما بولا۔ "اس کو بھی دیکھ لیں گے۔"

اس نے راہبہ سنالی کو حکم دیا کہ وہ چوبیس گھنٹے ہوشیار
رہے اور اگر وہ کسی بھی عورت یا مرد کو ہمارے ملک میں داخل
ہوتا دیکھے تو فوراً اس کی اطلاع کرے۔ راہبہ سنالی یقین دلا کر
چلی گئی کہ ایسا ہی ہوگا۔

کستوری ناگن کو ابھی کچھ دیر اسی مندر میں رہنا تھا اور
سنالی راہبہ اس کے پیچھے پڑ گئی تھی۔ یہ راہبہ اس کی پریشانی
کا باعث بن سکتی تھی۔ کستوری ناگن نے
راہبہ کو کچھ دیر کے لئے راستے سے ہٹانے کا فیصلہ کر لیا۔
ایک رات وہ اپنی کوٹھڑی سے نکل کر راہبہ کے مکان کی
طرف روانہ ہوگئی۔

○

تابوت میں آجاؤ

کستوری ناگن کو راہبہ کا مکان معلوم تھا
سردی بڑی سخت پڑ رہی تھی۔ ہر طرف برف ہی
برف جمی ہوئی تھی۔ مگر کستوری ناگن سردی گرمی سے بے
نیاز تھی وہ تبت کی بستی کی نیم تاریک گلیوں میں سے گذرتی
راہبہ سنالی کے مکان کی طرف جا رہی تھی۔ گلی کے کونے
میں لیمپ جل رہا تھا۔ اسی جگہ راہبہ کا مکان تھا گلی سنسان
تھی۔ کستوری ناگن نے پھنکار مار کر ایک سفید سانپ کا
روپ بدلا۔ اور راہبہ کے مکان کی طرف بڑھی جب
وہ مکان کی دیوار پر سے ہو کر راہبہ سنالی کے آنگن میں
اتری تو اسے راہبہ کے کمرے میں روشنی نظر آئی۔
راہبہ اس وقت خدا کی عبادت کر رہی تھی۔ کستوری
ناگن اس بات کو بھول گئی تھی۔ کہ راہبہ سنالی کوئی جادو
گرنی نہیں ہے۔ بلکہ ایک راہبہ ہے۔ یعنی ایک عبادت گذار

عورت ہے۔ جو نیک روحوں کی دوست ہے اور صرف
خدا کی عبادت کرتی ہے۔ وہ خود بھی بڑی نیک اور
پاکیزہ عورت تھی۔ راہبہ سنالی کبھی جھوٹ نہیں بولتی تھی
اپنے دل کو بُرے اور گندے خیالوں سے ہمیشہ پاک صاف
رکھتی تھی۔ غریبوں اور بیماروں کی خدمت کرتی تھی بتوں
کی پوجا کرنے کی بجائے صرف ایک خدا کی عبادت کرتی
تھی جو سارے جہانوں کا مالک ہے۔ ایسی عورت کے
اندر ایک ایسی روشنی اور طاقت پیدا ہو جاتی ہے۔ جو اُسے
اپنے دشمنوں سے محفوظ رکھتی ہے۔ جب انسان انسانوں سے
ڈرنے کی بجائے صرف خدا سے ڈرتا ہے تو اس کا کوئی
بھی دُشمن کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔

چنانچہ عبادت کرتے کرتے راہبہ کو محسوس ہوا کہ اس
کا دُشمن اس کی طرف بڑھ رہا ہے۔ اس نے آنکھیں کھول دیں
اس کے سامنے میز پر لیمپ روشن تھا۔ راہبہ سنالی کے چہرے
پر خدا کی عبادت کی روشنی تھی راہبہ کے دل نے اسے
بتایا کہ اس کا دشمن سانپ کی شکل میں اس کی طرف بڑھ
رہا ہے۔ راہبہ سنالی مسکرائی اس نے اپنے دل سے کہا
"میرا خدا میری حفاظت کرے گا"
اور ایسا ہی ہوا۔ کستوری ناگن سفید سانپ کی شکل میں

کمرے میں آگئی اس نے اپنا پھن اٹھا دیا اور زور زور سے
پھنکارنے لگی۔ راہبہ سنالی اپنی جگہ پر خاموش اور اطمینان
کے ساتھ بیٹھی خدا کو یاد کرتی رہی۔ کستوری ناگن نے لپک
کر راہبہ کے بازو پر ڈس دیا۔ کستوری ناگن کا خیال تھا کہ
اس کے زہر کے اثر سے راہبہ ایک لمحے میں پگھل کر مر جائے
گی مگر ایسا نہ ہوا۔ اس کی بجائے کستوری ناگن کو اپنا
جسم گرم ہوتا محسوس ہونے لگا۔ وہ پیچھے کو ہٹ گئی اس
نے دیکھا کہ راہبہ سنالی اپنی جگہ پر اسی طرح اطمینان سے
بیٹھی تھی۔ کستوری ناگن نے ایک بار پھر آگے بڑھ کر
اور زور سے راہبہ کے دوسرے ہاتھ پر ڈس دیا۔ اس بار بھی راہبہ
پر کستوری ناگن کے زہر کا کوئی اثر نہ ہوا۔ اس نے زبان سے
بھی کچھ نہ کہا۔ وہ سفید سانپ کی طرف مسکراتے ہوئے
دیکھ رہی تھی۔ کستوری ناگن اب گھبرا گئی۔ کیونکہ اس کے
جسم کی گرمی میں اضافہ ہو گیا تھا۔ یعنی جسم زیادہ گرم ہو
گیا تھا۔

اتنے میں ایک روح راہبہ کے سامنے ظاہر ہو گئی وہ
سفید بادل کی طرح تھی اور جسم پر چادر لپٹی ہوئی تھی اس
نے راہبہ سنالی سے کہا
"میں اس ناگن عورت کو اس کے گھناونے جرم کی سزا دونگی"

راہبہ سنالی نے کہا ''کیا تم اسے معاف نہیں کر سکتی ہو؟''
روح نے کہا '' جو انسان دوسرے انسان کی جان لینے کی کوشش کرتا ہے۔ اسے معاف کر دیا گیا تو پھر وہی کوشش کرے گا''

راہبہ سنالی بولی۔ '' اب میں کچھ نہیں کہوں گی صرف اس ناگن عورت کی جان بخشی کی درخواست کروں گی''

روح نے کہا۔ '' ایسا ہی ہو گا''

کستوری ناگن سفید سانپ کی شکل میں یہ ساری باتیں سن رہی تھی اس نے پھنکار مار کر بگلی بن کر وہاں سے بھاگ جانے کی کوشش کی مگر اس سے ایسا نہ ہو سکا اس نے دوسری بار انسانی شکل میں آ کر کوئی طلسم پڑھنا چاہا مگر اس میں بھی وہ ناکام رہی۔ اب تو کستوری ناگن کے ہاتھ پاؤں پھول گئے۔ یعنی وہ گھبرا گئی۔ سمجھ گئی کہ وہ کسی مصیبت میں پھنس گئی ہے۔ روح نے راہبہ سے کہا

'' اے نیک اور پاک دل والی راہبہ سنالی! میں اس انسان دشمن ناگن عورت کو ساتھ لئے جا رہی ہوں''

کستوری ناگن نے اچھل کر وہاں سے فرار ہونا چاہا مگر اس

کا جسم جیسے برف کی طرح سرد ہو کر وہیں جم گیا تھا وہ اپنی جگہ سے ذرا سی بھی حرکت نہ کر سکی۔ روح نے ہاتھ بڑھا کر کستوری ناگن کو اٹھا لیا۔ اور غائب ہو گئی۔ راہبہ سنالی پر یہ بات کھل چکی تھی۔ کہ یہی سانپ اصل میں وہ غیبی عورت تھی۔ جو لاما کے کمرے میں داخل ہو کر اس کا راز معلوم کرنا چاہتی تھی۔ مگر اس نے راہبہ سنالی کو ہلاک کرنا چاہا تھا۔ جو ایک جرم ہے۔ کسی انسان کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ محض اپنے فائدے کے لئے کسی دوسرے انسان کو ہلاک کر ڈالے۔ روح کستوری ناگن کو اس جرم کی سزا میں اٹھا کر اپنے ساتھ لے گئی تھی۔ کستوری ناگن سفید سانپ کی شکل میں تھی۔ اور اگرچہ اس کا جسم سن ہو چکا تھا مگر وہ ہوش میں تھی۔ سب کچھ سن سکتی تھی۔ دیکھ سکتی تھی۔ محسوس کر سکتی تھی۔ اس نے دیکھا کہ روح اسے لئے آسمان کی طرف پرواز کر رہی ہے۔ کستوری ناگن نے محسوس کیا کہ وہ روشنی کی رفتار سے بھی زیادہ تیز رفتار پر اڑتی جا رہی ہے۔ کستوری ناگن کا دل بیٹھنے لگا تھا۔ یہ روح اسے کہاں لئے جا رہی تھی؟ یہ سوال بار بار اس کے ذہن میں اٹھ رہا تھا۔ اور اس کا اس کے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔ روح بھی خاموش تھی۔

بادل نیچے ہٹتے جا رہے تھے۔ پھر ایک ستارہ دُور
سے نظر آنے لگا۔ اس ستارے کے قریب پہنچ کر روح
نے اس کے گرد ایک چکر لگایا اور اس کی دوسری طرف اتر
گئی۔ جہاں اندھیرا ہی اندھیرا تھا۔ اور سردی بہت زیادہ
تھی۔ ستارے کا یہ رُخ ہمیشہ سورج کی مخالف سمت کو
رہتا تھا۔ جس کی وجہ سے وہاں کبھی سورج کی روشنی نہیں
پہنچتی تھی۔ اس قدر سردی تھی۔ کہ کستوری ناگن کو بھی سردی
محسوس ہونے لگی۔ روح نے کستوری ناگن کو زمین پر
چھوڑ دیا اور بولی۔

"اب تو ہمیشہ اسی جگہ رہے گی۔ یہی تمہارا
گھر ہے۔

اور روح غائب ہو گئی۔ کستوری ناگن نے محسوس
کیا کہ اس کے جسم میں جان آ گئی ہے اس نے اپنی طاقت
آزمانے کے لئے سانس پھونک کر بُلبُل کا روپ بدلنا
چاہا مگر وہ ایسا نہ کر سکی۔ اس نے انسانی شکل میں آنا
چاہا تو وہ انسانی شکل میں آ گئی۔ اب اس کی شکل اصلی
کستوری ناگن کی شکل تھی اور اسے بہت سردی لگ رہی
تھی اس قیامت کی سردی سے بچاؤ کے لئے ان کے پاس
صرف گرم ردائی کی صدری ہی تھی۔ جو کافی نہیں تھی۔

کستوری ناگن نے ایک طرف چلنا شروع کر دیا وہ
خود بھی دنیا کی رہنے والی تھی۔ وہ اندازہ لگانے
لگی کہ اس سیارے کی آب و ہوا اور فضا کیسی ہے۔ اور
یہاں کیا کوئی مخلوق ہو بھی سکتی ہے کہ نہیں؟

بہت جلد اسے محسوس ہو گیا۔ کہ اس سیارے کی آب و ہوا
زمین کی آب و ہوا جیسی ہی ہے۔ چنانچہ اس بات کا امکان تھا
کہ یہاں زمین ایسی مخلوق آباد ہو گی۔ مگر سوال یہ تھا کہ
اس سیارے پر کون سا دَور گذر رہا ہے؟ کیا یہاں کا
انسان غاروں کے دَور میں ہے۔ پتھر کے زمانے میں
ہے۔ یا ترقی یافتہ دور میں زندگی بسر کر رہا ہے کستوری
ناگن کو اس بات کا بے حد دُکھ تھا۔ کہ وہ ناگ کے
قریب پہنچ کر اس سے جدا کر دی گئی تھی اور اب نہ
جانے اسے کب دوبارہ زمین پر جانا نصیب ہو وہ ان سب
پچھتاوؤں کو بھول کر نئی جدوجہد میں لگ گئی۔ کہ پہلے معلوم
کیا جائے کہ یہاں کون سی مخلوق آباد ہے اور پھر یہاں
سے زمین کے سیارے پر پہنچنے کی کوشش کی جائے۔

کستوری ناگن کے پاس اس وقت کوئی طاقت نہیں
تھی اس نے انسانی شکل میں آ کر دوبارہ سانپ کی شکل
بدلنی چاہی مگر وہ اس میں کامیاب نہ ہو سکی۔ اس نے

غائب بھی ہونا چاہا مگر وہ غائب بھی نہ ہو سکی۔ اب وہ صرف
ایک عورت تھی۔ عام عورت اور اس میں فرق صرف اتنا
تھا کہ خلائی مخلوق ہونے کی وجہ سے وہ بھوک پیاس سے
بے نیاز تھی اور اسے سردی بھی زیادہ نہیں لگتی تھی دوسری
بات یہ تھی کہ وہ اس وقت تک مر بھی نہیں سکتی تھی
جب تک کہ کوئی اسے بھڑکتی ہوئی زبردست آگ میں نہ
ڈال دے۔ اس کی وجہ اس کا خلائی مخلوق ہونا تھا کستوری
ناگن چلتے چلتے ایسے میدان میں آگئی جہاں چھوٹے
بڑے بے شمار پتھر بکھرے ہوئے تھے یہاں سردی
کم ہو گئی تھی۔

اس نے دور نگاہ ڈالی۔ افق کے پاس اسے عمارت
کا مینار دکھائی دیا۔ آسمان پر ہلکے ہلکے بادل چھائے ہوئے
تھے اور سورج ان کے پیچھے چھپا ہوا تھا۔ بات اصل میں
یہ تھی۔ کہ جس طرح ہمارے نظام شمسی میں ہماری زمین
سورج سے ایک خاص فاصلے پر آنے کی وجہ سے انسانوں
کی رہائش کے قابل ہو گئی تھی۔ اس طرح اس سیارے
کی زمین بھی سورج سے اسی فاصلے پر تھی۔ اور یہاں کی
آب و ہوا بھی صدیاں گذر جانے کے بعد صاف اور
اس لائق ہو گئی تھی۔ کہ انسان اس میں سانس لے سکے۔

ابھی تک کستوری ناگن کو کوئی درخت وغیرہ نظر نہیں آیا
تھا۔ وہ پتھروں کے بکھرے ہوئے خشک میدان میں
سے گذرتی جب عمارت کے قریب پہنچی تو دیکھا کہ یہ ایک اہرام
مصر کی طرح کا تکونا مینار ہے۔ جو زمین سے کافی بلندی تک
چلا گیا ہے۔ کستوری ناگن نے اس کے گرد چکر لگایا یہ اہرام
کافی بڑا تھا۔ اس قسم کے اہرام کستوری ناگن نے زمین پر
جا کر پرانے مصر میں دیکھے تھے۔ تو کیا یہاں کے لوگ قدیم
مصر کی تہذیب میں زندگی گذار رہے ہیں؟

وہ یہی سوچتی ہوئی اہرام کے گرد یہ دیکھنے کے لئے
چکر لگانے لگی کہ کیا وہاں اندر جانے کا کوئی راستہ
ہے؟ اہراموں میں اندر جانے کا کوئی راستہ ایسا نہیں
ہوتا کہ وہ عام آدمی کو نظر آ جائے۔ اہراموں کے
راستے ہمیشہ خفیہ رکھے جاتے ہیں۔ اور جب وہاں
کسی بادشاہ یا ملکہ کو دفن کر دیا جاتا تو اس کے خفیہ
دروازے کو بھی پتھروں سے بند کر دیا جاتا تھا تاکہ
کوئی اندر داخل ہو کر لاش کی بے حرمتی نہ کرے اور
سونا اور جواہرات چرا کر نہ لے۔ کستوری ناگن کو بھی کوئی
راستہ نظر نہ آیا۔ وہ تھک کر وہیں بیٹھ گئی۔ دن کی روشنی آہستہ
آہستہ کم ہونے لگی۔ پھر بادل بھی ہٹ گئے اور جب

سورج غروب ہوا۔ تو نیلے آسمان پر ستارے اُبھر کر چمکنے لگے۔ کستوری ناگن نے غور سے ستاروں کو دیکھا یہ ایک دوسرے نظام شمسی کے ستارے تھے۔ ان کے بُرج اور قطبی ستارہ مختلف تھا۔ اور ان کی چمک بھی کچھ مدھم تھی۔ کستوری ناگن نے خلائی مخلوق ہونے کی وجہ سے اندازہ لگایا کہ یہاں کی زمین ابھی اپنے ابتدائی دور میں ہے۔ یعنی اس زمین پر سے ہلاکت خیز گیس اور بخارات کو صاف ہوئے دس بارہ ہزار برس ہی گذرے ہیں

پیارے دوستو! دنیا کی ترقی میں دس بارہ ہزار سال کوئی اہمیت نہیں رکھتے۔ جب شروع شروع میں ہماری دنیا دہکتی ہوئی آگ کا ایک گولا تھی۔ تو اسے سیاہ ہونے میں کئی لاکھ سال لگ گئے۔ یعنی ہماری زمین گیس کے گولے سے آگ کا گولا بنی۔ پھر آگ کا گولا پگھلتے ہوئے لاوے کی شکل اختیار کر گیا۔ اور یہ حالت بھی لاکھوں سال تک رہی۔ پھر یہ گولا ٹھنڈا ہو کر سخت ہونا شروع ہو گیا لاکھوں سال کے بعد ہماری زمین کی اوپر کی سطح ٹھنڈی ہو گئی۔ ہماری زمین کے ٹھنڈی ہونے کی سب سے بڑی وجہ یہ تھی۔ کہ ہماری زمین سورج کے گرد جس فضا یعنی خلا میں چکر لگا رہی تھی۔ وہاں اسقدر ٹھنڈ ہوتی ہے۔

کہ ہم اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ اس فضا کو انگریزی زبان میں ایتھر کہتے ہیں۔ چنانچہ آج بھی ایتھر کی ٹھنڈی پھوار ڈال کر ڈاکٹر مسوڑوں کو سُن کر کے دانت نکال لیتے ہیں اب تم ضرور سوچو گے کہ اگر اتنی سرد فضا میں ہماری زمین ٹھنڈی ہو گئی تھی تو پھر سورج کیوں نہیں ہوتا۔ آخر وہ بھی تو اسی فضا میں چکر لگا رہا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ ہماری زمین سورج کے مقابلے میں بہت چھوٹی ہے۔ اس لئے یہ جلدی ٹھنڈی ہو گئی۔ سورج بھی ایتھر یعنی بلائی خلا کی فضا کی زبردست سردی کی وجہ سے ٹھنڈا ہو رہا ہے۔ مگر چونکہ وہ بہت بڑا ہے۔ اس لئے ٹھنڈا ہونے کا عمل بہت سست ہے اور اسے ٹھنڈا ہونے میں ابھی نہ جانے کتنے ارب بلکہ اس سے بھی زیادہ سال لگ جائیں۔

اس کے بعد ہماری زمین ٹھنڈی ہو کر اوپر سے سخت ہو گئی مگر اس کے اندر پگھلا ہوا لاوا برابر کھول رہا ہے جو آج بھی کھول رہا ہے۔ بہر حال یہ باتیں ہم آپ کو تفصیل کے ساتھ آگے چل کر اس کتاب میں بتائیں گے مختصر بات یہ کہ پھر زمین پر سے ہلاکت خیز گیسیں اور بخارات اٹھ کر اس کے اردگرد چھا گئے جس میں کاربونک ایسڈ گیس بہت بڑی مقدار میں تھی پھر زمین پر عجیب و غریب

قسم کے درخت اَور بڑے بڑے جانور نمودار ہوئے
ان کی خوراک ہی کاربونک ایسڈ گیس تھی۔ قیامت خیز
زلزلوں کی وجہ سے یہ پہاڑوں جتنے بڑے درندے
تو زمین میں دھنس گئے۔ مگر درخت برابر اگتے رہے
درختوں میں ایک خاص اَور فائدہ مند بات یہ تھی کہ
ان کی خوراک ہی کاربونک ایسڈ گیس تھی یہ اس گیس کو کھا
کر پرورش پاتے۔ اور اس کے بدلے میں آکسیجن خارج
کرتے۔ لاکھوں سال کے بعد ان ابتدائی عجیب و غریب
درختوں نے ہماری زمین کے گرد جو کاربونک ایسڈ گیس کا
مہلک لحاف پھیلا ہوا تھا۔ اس کو ہضم کر لیا اَور اس کی
جگہ آکسیجن گیس پھیلا دی۔ یوں ہم پر ان پرانے درختوں
کا بھی بڑا احسان ہے۔ کہ انہوں نے ہمارے لئے اس
زمین کی فضا کو صاف کر کے رہنے کے قابل بنایا تھا
پھر وہ درخت جو کروڑوں ٹن کاربونک ایسڈ گیس ہضم
کر چکے تھے۔ زلزلوں کے باعث زمین کی گہرائیوں میں دفن
ہو گئے اور وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ قدیم ڈائنا
سورس قسم کے عفریتوں کے ساتھ وہ بھی پتھر بن گئے
پیارے دوستو! آج وہی ہمارے پرانے درخت اور عفریت
پتھر کے کوئلے کی شکل میں کھدائی کرنے پر نکل رہے ہیں

جب ہم پتھر کے کوئلے کو جلاتے ہیں تو اس میں سے
وہی کاربونک ایسڈ گیس زیادہ نکلتی ہے۔ جو آج سے
اربوں سال پہلے ہماری زمین کے گرد لپٹی ہوئی تھی۔ اس
کے بعد پھر نباتات شروع ہوئے اور پھر حیات پیدا
ہوئی اور ہمارے آباؤ اجداد نے جنم لیا۔

بہر حال کستوری ناگن نے اہرام دیکھ کر یہ درست
اندازہ لگایا تھا کہ یہاں کی تہذیب اپنے ابتدائی دور میں
ہے یعنی انسان نے اس سیارے پر اتنی ترقی ضرور کر لی ہے
کہ وہ بڑے بڑے اہرام تعمیر کر سکتا ہے۔ وہ یہ معلوم
کرنا چاہتی تھی کہ یہاں انسان کی آبادی کہاں پر واقع ہے
مگر رات کا اندھیرا چھانے کی وجہ سے کستوری ناگن نے
فیصلہ کیا کہ وہ دن نکلنے پر آگے جا کر کسی شہر یا بستی کا
سراغ لگانے کی کوشش کرے گی۔ وہ اہرام کے پتھروں
سے ٹیک لگا بیٹھ گئی۔ اسے نیند تو نہیں آتی تھی مگر
اس نے آنکھیں بند کر لیں۔ اور سوچنے لگی اگر یہاں کوئی انسانی
سوسائٹی اسے مل گئی۔ تو وہ کس طرح وہاں سے نکل کر زمین پر
واپس جانے کی کوشش کرے گی۔ کیونکہ اسے ہر حالت میں
وہاں سے نکل کر زمین پر جانا اور ناگ کو اپنے قبضے میں
کرنا تھا۔ ناگن ماں کی ہڈی اس کے پاس نہیں تھی یہ ہڈی

اس نے تبت کے مندر میں واقع اپنی کوٹھڑی میں زمین کے
اندر دفن کر رکھی تھی۔

کستوری ناگن دیر تک آنکھیں بند کیے بیٹھی رہی چاروں
طرف گہری خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ اس خاموشی میں کبھی کبھی
ہوا کے چلنے کی سرسراہٹ سنائی دے جاتی تھی۔ ابھی تک
کستوری ناگن کو وہاں کا کوئی درندہ، پرندہ، جانور یا رینگنے والا
کیڑا بھی نظر نہیں آیا تھا۔ اس نے سوچا کہ یہاں کسی ناگن
سانپ کو آواز دینی چاہیئے۔ ہو سکتا ہے اس کی یہ طاقت
ابھی اس کے پاس ہو۔ اور اگر کوئی ناگن سانپ آس پاس
موجود ہو تو آ جائے۔ کستوری ناگن نے فوراً آنکھیں کھول
دیں اور پھنکار مار کر سانپ کی آواز میں کہا۔

"اگر آس پاس کوئی ناگن سانپ ہے تو میرے سامنے
آئے۔ میں خلائی ناگن بول رہی ہوں۔"

کستوری ناگن بڑی حیران بھی ہوئی اور خوش بھی کہ ایک
نیلی پیلی دھاریوں والا سانپ اہرام کے پتھروں میں سے
نکل کر اس کے سامنے آگیا۔ اندھیرے میں اس کی کھال پر
بنی ہوئی نیلی اور پیلی دھاریاں چمک رہی تھیں یہ دو فٹ
لمبا سانپ تھا اور اس کے تکونے سر پہ گول دھاریاں بنی
ہوئی تھیں۔ سانپ نے آتے ہی اپنا پھن کھول کر اوپر اٹھایا

ر دو بار جھکایا۔ پھر بولا۔

"میں ناگن سانپ ہوں۔ تمہاری آواز سن کر آیا ہوں۔"
ستوری ناگن نے پوچھا۔ "کیا تمہیں معلوم ہے میں کون ہوں؟"
ن سانپ بولا۔ "ہاں میں جانتا ہوں کہ تم خلائی ناگن ہو۔
تمہارا سیارہ یہاں سے دو کروڑ میل دور ہے
یہاں کی تمام ناگنوں پر فرض ہے کہ وہ تمہاری
آواز پر سامنے آئیں اور اگر تمہیں مدد کی ضرورت
ہو تو تمہاری مدد کریں۔"

توری ناگن بہت خوش ہوئی۔ اسے اندھیرے میں روشنی
رن نظر آ رہی تھی۔ اس نے پہلا سوال یہ کیا کہ یہ کون سا
رہ ہے جس کی فضا زمین کے سیارے ایسی ہے۔ اور یہاں
سی مخلوق آباد ہے۔ ناگن سانپ نے کہا۔

"ناگن ملکہ! آپ نے یہاں آ کر بڑی غلطی کی ہے کیونکہ یہ
ایک آنکھ والی مخلوق کا شہر ہے یہاں اگر کوئی ایسا شخص آ
جائے جس کی دو آنکھیں ہوں تو یہ لوگ اُسے زندہ نہیں
چھوڑتے اور طرح طرح کی اذیت دے کر مار ڈالتے ہیں
ستوری ناگن کو فکر لگی کہ اس کے پاس تو کوئی طاقت بھی نہیں ہے
ہیں بیچ میں وہ ہلاک ہی نہ ہو جائے۔ اگرچہ اسے خنجر تلوار سے
لاک نہیں کیا جا سکتا تھا۔ لیکن یہ لوگ اسے آگ میں جھونک

کر مار سکتے ہیں۔ کستوری ناگن نے کہا
" کیا تم سچ کہہ رہے ہو ناگن سانپ؟
ناگن سانپ بولا۔ " ہاں ناگن ملکہ! میں اسی شہر میں پیدا
ہوا ہوں میرے سامنے کسی دنیا سے ایک ایسی عورت
آگئی تھی جس کی دو آنکھیں تھیں ان لوگوں نے اسے پکڑ
لیا پہلے تو اس کی خوب آؤ بھگت کی۔ پھر اس کے جسم کی
کھال اتار کر اس میں گھاس بھر دیا۔ اور زندہ دفن کر دیا
میں آپ کو یہی مشورہ دوں گا کہ آپ یہاں سے چلی جائیں"
کستوری ناگن نے کہا۔ " میرے پاس ایسا کوئی ذریعہ نہیں کہ جا
سکوں۔ مجھے یہاں ایک روح پھینک گئی ہے۔
ناگن سانپ بولا۔ " تو پھر آپ اس اہرام کے اندر چھپ
جائیں کیونکہ ایک آنکھ والی مخلوق کے سپاہی یہاں رات
کو بھی گشت لگاتے رہتے ہیں۔ مگر ناگن ملکہ آپ تو
جو چاہے روپ بدل سکتی ہے۔
کستوری ناگن نے اسے صاف صاف بتا دیا کہ میری طاقت
کسی وجہ سے چھین لی گئی ہے اور میں نہ تو غائب ہو سکتی ہوں
نہ سانپ بن سکتی ہوں اور نہ کوئی پرندہ جانور بن کر اڑ سکتی
ہوں۔ ناگن سانپ نے کہا۔
تو پھر آپ اس اہرام میں چھپ جائیں۔ نہیں تو یہ مخلوق آپ

آپ کو زندہ نہیں چھوڑے گی "
کستوری ناگن نے کہا۔ " کیا تم میری مدد نہیں کر سکتے؟"
ناگن سانپ بولا۔ " میں آپ کی اس سے زیادہ مدد نہیں کر سکتا
کہ آپ کو اہرام میں جان بچا کر چھپ جانے کا مشورہ دوں
کیونکہ میرے پاس کوئی ایسی جگہ نہیں جہاں آپ کو چھپا
سکوں"
کستوری ناگن نے اہرام کی طرف دیکھ کر کہا۔
" اس کا کوئی دروازہ مجھے نظر نہیں آتا "
ناگن سانپ نے کہا۔ " میرے پیچھے آئیں مجھے اس کے خفیہ
دروازے کا پتہ ہے۔
ناگن سانپ آگے آگے چلنے لگا۔ کستوری ناگن اس کے پیچھے
چل رہی تھی۔ ناگن سانپ ایک خفیہ دروازے میں سے
کستوری ناگن کو اہرام کے اندر لے گیا۔ اس اہرام کے
اندر ایک تنگ و تاریک گلی تھی۔ آگے ایک ڈیوڑھی بنی
ہوئی تھی اس ڈیوڑھی میں نیچے ایک زینہ یعنی سیڑھی جاتی
تھی ناگن سانپ نے سیڑھی کی طرف اشارہ کر کے کہا "
ناگن ملکہ! یہ سیڑھیاں نیچے ایک تہہ خانے میں جاتی ہیں مجھے
معلوم ہے کہ یہاں سینکڑوں برس سے کوئی نیچے نہیں گیا آپ یہاں
جب تک چاہیں رہ سکتی ہیں۔

کستوری ناگن نے کہا۔
" لیکن میں کب تک یہاں پڑی رہوں گی ؟
میں اس دنیا سے نکلنا چاہتی ہوں۔ تم کوئی
ایسی تدبیر سوچو کہ جس سے میں یہاں سے فرار ہو
کر اپنی جان بچا سکوں "
ناگن سانپ بولا۔ " ناگن ملکہ! میں کوشش کروں گا آپ
اطمینان سے کچھ وقت گذاریں۔ میں آتا جاتا رہوں گا
ممکن ہے اس دوران میں کوئی ایسی ترکیب نکل آئے
کہ آپ یہاں سے واپس اپنی دنیا میں چلی جائیں اب میں
جاتا ہوں "
ناگن سانپ جب چلا گیا تو کستوری ناگن سوچنے لگی کہ
وہ بہت بری طرح سے پھنس گئی ہے اب خدا جانے کب
اسے وہاں سے نکلنا نصیب ہو گا مڑ کر دیکھا۔ وہاں کوئی بھی
نہیں تھا۔
کستوری ناگن جلدی سے باہر نکل آئی۔ وہ واپس
اپنے پہلے والے تہہ خانے میں آگئی یہاں اس نے ایک
طرف جگہ صاف کی اور دیوار سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئی
اب اُسے یہی امید تھی۔ کہ شاید ناگن سانپ اس کے لیئے
کوئی تدبیر پیدا کرے کہ وہ وہاں سے فرار ہو سکے خدا

جانے یہ ایک آنکھ والی مخلوق یہاں کہاں سے آگئی تھی
کستوری ناگن ہر حالت میں اپنی جان بچانا چاہتی تھی وقت
کا وہاں اسے کوئی احساس نہیں تھا۔ چاروں طرف اندھیرا
ہی اندھیرا تھا اس اندھیرے میں صرف کستوری ناگن یا کوئی
دوسرا سانپ ہی دیکھ سکتا تھا۔ باہر دن گذر گیا تھا شام
کے بعد رات کا اندھیرا ہر طرف پھیل گیا تھا۔ اچانک کستوری
ناگن کو گھوڑوں کے ٹاپوں کی آواز سنائی دی۔ اس نے اس آواز
پر کان لگا دیئے۔ گھوڑے اہرام کے اردگرد چکر لگا رہے
تھے۔
کستوری ناگن کو یاد آگیا۔ کہ ناگ سانپ نے کہا تھا کہ ایک
آنکھ والی مخلوق کے سپاہی رات کو بھی گشت لگاتے ہیں
اور یہ گشت لگانے والے سپاہی ہوں گے۔ وہ اطمینان
سے بیٹھی رہی۔ اسے یقین تھا کہ خفیہ دروازے کا ان کو
علم نہیں ہے اور وہ اندر نہیں آئیں گے پھر گھوڑوں کی
ٹاپوں کی آواز رک گئی اور آدمیوں کے باتیں کرنے کی آوازیں
آنے لگیں۔ یہ تین چار آدمی تھے۔ جو ایک ایسی خلائی زبان میں
باتیں کر رہے تھے۔ جو کستوری ناگن بھی بڑی مشکل سے سمجھ رہی
تھی۔ ان کی آوازیں ایسی تھیں۔ جیسے آدمی سوتے میں خراٹے لے
رہا ہو۔ وہ خراٹوں کی زبان میں باتیں کر رہے تھے ان میں سے

ایک نے کہا۔

" انسانی قدموں کے نشان اہرام کے اندر جا رہے ہیں "

کستوری ناگن کانپ اٹھی۔ ایک آنکھ والی مخلوق کے سپاہی اس کے قدموں کے نشان لیتے خفیہ دروازے پر پہنچ گئے تھے کستوری ناگن سے سخت غلطی ہو گئی تھی کہ وہ اپنے قدموں کے نشان نہیں مٹا سکی تھی وہ جلدی سے تہہ خانے سے نکل کر گلی میں بھاگی کہ اس تہہ خانے میں جا کر چھپ جائے جہاں چھت سے تابوت لٹک رہا تھا۔ دوسری طرف سپاہی خفیہ دروازے میں سے اندر آ گئے۔ یہ ایک آنکھ والے اونچے لمبے تڑنگے آدمی تھے۔ جن کے ہاتھوں میں لمبی لمبی تلواریں تھیں ان کے چہروں پر صرف ایک آنکھ تھی۔ یہ آنکھ سرخ تھی اور ماتھے پر لگی ہوئی تھی۔ اس آنکھ میں سے روشنی نکل رہی تھی۔ یہ چار سپاہی تھے۔ وہ ڈیوڑھی میں آ کر اِدھر اُدھر دیکھنے لگے۔ پھر تہہ خانے میں گھس گئے۔ ادھر کستوری ناگن تابوت والے تہہ خانے میں اتر کر کونے میں چھپ کر بیٹھ گئی۔ اسے خطرہ تھا کہ سپاہی یہاں بھی ضرور آ جائیں گے۔ وہ پریشان بھی تھی اور گھبرائی ہوئی بھی تھی۔

اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ کہاں چھپے اسے آدمیوں کے قدموں کی آوازیں آنے لگیں۔ سپاہی اہرام کی گلی میں سے گزر کر تابوت والے تہہ خانے کی طرف آ رہے تھے کستوری ناگن مڑ کر دروازے کی سیڑھیوں کی طرف گئی۔ اب اسے سپاہیوں کی کھڑاؤں والی آوازیں صاف صاف سنائی دے رہی تھیں کستوری ناگن اب بہت زیادہ گھبرا گئی۔ اچانک اس نے دیکھا کہ چھت کے ساتھ لٹکتا ہوا تابوت آہستہ سے نیچے آگیا ہے اور اس کا ڈھکنا اپنے آپ کھل گیا اور اس میں سے کسی نے ٹھنڈے سانس ایسی آواز میں کہا۔

" تابوت کے اندر آ جاؤ! "

کستوری ناگن کو جان بچانے کی پڑی تھی۔ وہ سوچے سمجھے بغیر تابوت کی طرف بڑھی۔ اس نے دیکھا کہ تابوت خالی تھا۔ وہ جلدی سے اس میں اتر کر لیٹ گئی۔ جونہی وہ تابوت میں لیٹی۔ تابوت کا ڈھکنا بند ہو گیا۔ اور تابوت اپنے آپ اوپر چلا گیا اب وہ پہلے کی طرح فرش سے چھ سات فٹ اونچا چھت سے لٹک رہا تھا اتنے میں ایک آنکھ والے سپاہی تہہ خانے میں آ گئے انہوں نے تہہ خانے میں مشعل کی روشنی میں چاروں طرف دیکھا وہاں کوئی نہیں تھا ایک سپاہی بولا۔ " وہ یہاں سے بھاگ گیا ہے "

دوسرے نے کہا " ہم اسے جلد پکڑ لیں گے۔ ہمارے طلسمی تھال نے بتایا تھا کہ یہاں دو آنکھ والا کوئی انسان وارد ہوا ہے اور طلسمی تھال کبھی جھوٹ نہیں بولتا آؤ ہم باہر چل کر اسے تلاش کرتے ہیں "

اور سپاہی تہہ خانے سے نکل گئے۔ جب چاروں طرف گہرا سناٹا
چھا گیا تو کستوری ناگن نے تابوت میں گردن اٹھا کر دیکھا۔ تابوت
بالکل اس کے سائز کا تھا اب اسے اس ٹھنڈی سانس جیسی پراسرار آواز کا
خیال آیا۔ جس نے اسے تابوت کے اندر بلایا تھا۔ کستوری ناگن نے اٹھ کر
بیٹھنا چاہا۔ مگر تابوت کا ڈھکنا مضبوطی سے بند تھا اور وہ اٹھ کر بیٹھ
نہیں سکتی تھی۔ کستوری ناگن نے آہستہ سے کہا۔

"کیا تو کوئی نیک روح ہے جس نے میری جان بچائی"

اسے کوئی جواب نہ ملا۔ کستوری ناگن نے ایک بار پھر کہا۔ تمہارا شکریہ!
اے نیکدل روح۔ تیری وجہ سے میری جان بچ گئی۔ مگر اب مجھے تابوت
سے بھی باہر نکال۔ نہیں تو میں یہاں پڑے پڑے ایک دن مر جاؤنگی"

اس بار بھی کوئی جواب نہ ملا۔ کستوری ناگن گھبرائی کہ کہیں وہ ہمیشہ
کے لئے تابوت میں بند ہو کر تو نہیں رہ گئی اس نے دونوں ہاتھوں
سے تابوت کے ڈھکنے کو اوپر اٹھانے کی کوشش کی مگر تابوت کا
ڈھکنا اتنی مضبوطی سے بند کیا گیا تھا کہ وہ ذرا سا بھی نہ ہلا۔ کستوری
ناگن نے غصے میں کہا۔

"تم نے مجھے یہاں کیوں بند کر دیا ہے؟"

اب اسے ٹھنڈے سانس والی آواز سنائی دی۔

"یہ تابوت ایک مدت سے تمہارا انتظار کر رہا تھا اب
تم قیامت کے دن ہی باہر نکلو گی"

کستوری لرز گئی۔ وہ موت سے بچنے کی کوشش میں موت
کے تابوت میں چلی گئی تھی۔ اس نے زور زور سے تابوت کے
ڈھکنے کو لاتیں مارنی شروع کر دیں۔ ٹھنڈی سانس والی آواز آئی

"تھوڑی دیر بعد تمہیں نیند آ جائے گی۔ پھر تم ہاتھ پاؤں
نہیں ہلا سکو گی"

اور ایسا ہی ہوا۔ تھوڑی دیر بعد کستوری ناگن پر غنودگی چھانے
لگی وہ بڑی کوشش کر کے آنکھیں کھولتی مگر نیند کی وجہ سے وہ دوبارہ
بند ہو جاتیں اس کا جسم بھی سست پڑنے لگا اور پھر اسے نیند آ گئی۔
یہ اتنی گہری نیند تھی کہ کستوری ناگن کو پھر ہوش نہ رہا۔

ایک آنکھ والے سپاہی واپس محل میں چلے گئے۔ اس محل پر
ایک سنگدل جلاد حکومت کرتا تھا جس کی ایک آنکھ تھی جب اس
کو سپاہیوں نے بتایا کہ دو آنکھ والی عورت اہرام میں کہیں نہیں ملی تو
وہ غصے سے بولا۔

"میرا طلسمی تھال کیا غلط بات نہیں کرتا۔ جاؤ اور
اہرام کے اردگرد اس عورت کو تلاش کرو ہم خود
اس کی کھال اتار کر اس میں بھس بھرنا چاہتے
ہیں"

جب سپاہی چلے گئے تو ایک آنکھ والا جلاد دوسرے کمرے
میں آیا یہاں ایک تانبے کا تھال دیوار کے ساتھ لگا تھا

جلّاد بادشاہ اس کے سامنے جاکر کھڑا ہوگیا اور بولا۔
"خلتاش! دو آنکھ والی عورت میرے آدمیوں کو
نہیں ملی وہ کہاں ہے اس وقت"؟
تلسبے کے تھال پر اہرام کی تصویر ابھر آئی اس کا مطلب
تھا کہ وہ عورت اہرام کے اندر ہی ہے۔ جلّاد بادشاہ نے کہا
"مگر میرے آدمیوں نے تو سارا اہرام چھان مارا ہے وہ
کہتے ہیں کہ عورت کہیں نہیں ہے۔
تھال پر اہرام دھندلا ہوکر غائب ہوگیا اور ایک بار پھر
ابھر آیا اس کا مطلب تھا کہ عورت اہرام کے اندر ہی ہے جلّاد
بادشاہ نے فوراً تالی بجا کر اپنے محافظوں کو بلایا اور حکم دیا
"ابھی جاکر اہرام کی تلاشی لو۔ ہماری دشمن عورت
وہیں کہیں چھپی ہوئی ہے۔
محافظ فوراً گھوڑوں پر سوار ہوکر اہرام کی طرف دوڑے
اہرام میں وہی سناٹا اور اندھیرا چھایا تھا۔ وہ مشعلیں روشن
کرکے اہرام کے خفیہ دروازے سے اندر گئے اور انہوں نے
ایک ایک تہہ خانے کو دیکھ ڈالا۔ مگر عورت انہیں کہیں بھی
نہ ملی۔ ایک محافظ نے کہا۔
"اس تابوت میں کیا ہے اسے بھی اتار کر دیکھو"۔
دوسرا محافظ کہنے لگا۔ "یہ اہرام کی ڈراؤنی بدروح کا تابوت ہے جو

ہمارے دادا پڑدادا کے زمانے سے یہاں لٹکا ہوا
ہے۔ اسے آج تک کوئی نہیں کھول سکا اس میں
وہ عورت کیسے جاکر چھپ سکتی ہے۔
پہلا محافظ بولا۔ "پھر بھی ہمارا فرض ہے کہ ہم تابوت کو
کھول کر دیکھیں۔ ممکن ہے دو آنکھوں والی عورت
اسی تابوت میں چھپی بیٹھی ہو"
اسی وقت تابوت کو نیچے کھینچ لیا گیا اس کا ڈھکنا نہیں کھل رہا
تھا بڑی مشکل سے تلواروں کی مدد سے انہوں نے تابوت کا ڈھکنا
اٹھا دیا۔ کیا دیکھتے ہیں کہ اندر سے تابوت بالکل خالی ہے وہ
ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے۔ ...... محافظ بولا۔
"میں نے کہا تھا کہ اندر سوائے تابوت کی روح کے اور
کچھ نہیں ہے اب اسے جلدی سے بند کردو کہیں ہم
پر کوئی مصیبت نازل نہ ہو جائے۔"
انہوں نے تابوت کو جلدی جلدی بند کرکے اسی طرح چھت
کے ساتھ لٹکا دیا اور انہوں نے جلّاد بادشاہ کو جاکر بتایا کہ حضور
ہم نے اہرام کے تابوت کو بھی کھول کر دیکھ لیا ہے وہاں کہیں بھی
دو آنکھوں والی عورت نہیں ہے۔ جلّاد بادشاہ نے ایک بار
پھر طلسمی تھال کے سامنے جاکر کہا کہ اے طلسمی تھال!
اے خلتاش ہمیں بتا کہ وہ عورت کہاں چھپی ہوئی ہے۔

تھال پر ایک بار پھر اہرام کی تصویر ابھر آئی اور تھوڑی دیر رہ کر
غائب ہو گئی۔ جلاد بادشاہ عجیب پریشانی میں پھنس گیا اس نے
حکم دے دیا کہ اہرام کی چوبیس گھنٹے نگرانی کی جائے دو آنکھوں
والی عورت وہیں کہیں موجود ہے۔ وہ باہر نکلے گی تو اسے وہیں پکڑ
لیا جائے۔

اہرام کے گرد ایک آنکھ والی مخلوق کا پہرہ لگ گیا
دوسرے دن آدھی رات کو ناگن سانپ ناگن ملکہ کا حال
احوال معلوم کرنے اہرام کے پاس آیا تو دیکھا کہ وہاں مشعلیں
جل رہی ہیں اور سپاہی جگہ جگہ بیٹھے پہرہ دے رہے
ہیں ناگن سانپ اندھیرے میں رینگتا ہوا خفیہ دروازے
سے اہرام کے اندر داخل ہو گیا۔ وہ سیدھا ڈیوڑھی والے
تہہ خانے میں پہنچا۔ وہاں ناگن ملکہ موجود نہیں تھی ناگن سانپ
کو حیرانی ہوئی کہ وہ تو ناگن ملکہ کو اسی تہہ خانے میں ٹھہرے
رہنے کا کہہ کر گیا تھا۔ پھر وہ کہاں چلی گئی۔

وہ رینگتا ہوا دوسرے اور پھر تیسرے تہہ خانے میں آ گیا
اس نے سارے ہی تہہ خانے دیکھ لیے ناگن ملکہ کہیں بھی نہیں تھی
اب صرف کونے والا تہہ خانہ رہ گیا تھا جہاں تابوت لٹک رہا
تھا ناگن سانپ اس تہہ خانے میں آ گیا اس نے چھت کے ساتھ لٹکتے
ہوئے تابوت کو دیکھا تو سوچ میں پڑ گیا کہ ناگن ملکہ اس تابوت میں

نہیں جا سکتی تھی۔ پھر وہ آخر کہاں چلی گئی؟ ناگن سانپ
نے فوراً سانپ کی زبان میں ناگن ملکہ کو آواز دی۔ جواب
میں ناگن ملکہ کی آواز نہ آئی۔ سانپ نے تین چار بار اسے پکارا
مگر ہر بار جواب میں خاموشی چھائی رہی۔ آخر سانپ نے فیصلہ کیا
کہ تابوت کے اندر جھانک کر دیکھنا چاہیئے۔ وہ دیوار پر رینگتا
ہوا چھت کے ساتھ جا لگا۔ وہاں سے رینگ کر وہ زنجیر پر سے
ہوتا ہوا تابوت کے اوپر آ گیا۔ تابوت کے چاروں طرف گھوم
کر دیکھا صرف ایک جگہ چھوٹا سا سوراخ تھا ناگن سانپ نے
اپنی گردن سوراخ میں سے اندر کی تو یہ دیکھ کر تعجب کرنے لگا
کہ ناگن ملکہ یعنی کستوری ناگن تابوت میں ایک مُردے کی طرح بالکل
سیدھی پڑی ہے۔

ناگن سانپ تابوت کے اندر داخل ہو گیا اس نے کستوری
ناگن کے منہ کے پاس جا کر غور سے دیکھا کستوری ناگن کا سانس
چل رہا تھا اس کا مطلب تھا کہ وہ مری نہیں تھی زندہ تھی
مگر وہ بے ہوش تھی۔ ناگن سانپ نے ناگن ملکہ کے چہرے پر
زور سے پھنکار ماری مگر کستوری ناگن کی نیند نہ ٹوٹی سانپ
نے بہت جتن کیئے کہ کسی طرح ناگن ملکہ کو ہوش آ جائے مگر
وہ اس میں کامیاب نہ ہوا۔ سانپ تابوت میں سے نکل کر اہرام
کی تنگ و تاریک گلی میں سے گذرتا ہوا باہر نکل گیا وہ سیدھا پہنچے

قبیلے میں جا پہنچا۔ وہاں ایک بوڑھا سانپ اپنے غار میں ہر
وقت لیٹا رہتا تھا۔ ناگن سانپ نے اَدب سے اس کے پاس
جاکر سلام کیا۔ اور سارا ماجرہ سنایا بوڑھے سانپ
نے آہستہ سے سر اٹھایا اَور بولا۔

" ناگن ملکہ اب تابوت کی بد روح کے قبضے میں ہے
وہ تو اب کبھی اس تابوت سے باہر نہیں نکلے گی
تابوت کی بد روح نے اُسے اپنے قبضے میں لے
لیا ہے "

ناگن سانپ نے کہا۔ دادا کیا کوئی ایسا طریقہ نہیں ہے کہ
جس سے میں ناگن ملکہ کو زندہ تابوت میں
دفن ہونے سے بچا سکوں؟ ناگن آخر ملکہ ہے
اسے بچانا ہمارا فرض ہے "

بوڑھا سانپ تھوڑی دیر سوچتا رہا۔ پھر بولا۔

" صرف ایک طریقہ ہے۔ اور وہ یہ کہ خلتاش کی وادی میں
اژدہا والے کنوئیں پر آدھی رات کو جاؤ۔ وہاں اژدہا کی روح
آدھی رات کو اپنا ڈھانچہ دیکھنے آتی ہے۔ جب وہ آئے تو اُسے
میرا سلام کہنا۔ وہ تمہیں ناگن ملکہ کو تابوت سے زندہ نکالنے کی
تدبیر بتا دے گا۔ اس کے سوا اَور کوئی راستہ نہیں ہے۔"

ناگن سانپ دوسرے دن آدھی رات کو خلتاش وادی میں

اژدہا کے کنوئیں پر جاکر بیٹھ گیا۔ یہ کنواں خشک تھا اور اس کے نیچے کوڑے
کرکٹ میں ایک اژدھا کا بہت بڑا ہڈیوں کا ڈھانچہ پڑا تھا۔ ناگن سانپ
ڈھانچے کے پاس ایک طرف ہو کر بیٹھ گیا جب رات آدھی سے
کچھ اوپر گذر گئی تو اچانک سانپ کو ایک اژدھا کی پھنکار کی آواز
سنائی دی۔ وہ ہوشیار ہوگیا۔ اس نے دیکھا کہ کنوئیں کے اوپر سے
ایک بہت بڑے اژدہا کی روح نیچے اتر رہی تھی اژدہا کی روح نے
ایک زندہ سانپ کو وہاں دیکھا تو آگ بگولہ ہوگیا بولا۔

" تیری جرأت کیسے ہوئی یہاں آنے کی؟"

ناگن سانپ نے ادب سے سلام کیا اَور بولا۔

" حضور! مجھے دادا سانپ نے آپ کو سلام دے کر
بھیجا ہے "

اژدہا کی روح ایک دم پُر سکون ہوگئی۔ دادا سانپ اس کا
دوست رہا تھا۔ اس نے پُوچھا

" بول تجھے میرے دوست نے کس لئے بھیجا ہے"؟

تب ناگن سانپ نے سارا قصہ بیان کیا اَور اس سے اِمدَاد
چاہی۔ اژدہا کی روح نے کہا۔

" سُن! تو واپس ناگن ملکہ کے تابوت میں اتر کر اس کے ٹخنے
پر ہلکا سا ڈس۔ اس کے جسم میں صرف ایک قطرہ زہر
داخل کر ناگن ملکہ ہوش میں آجائے گی "

سانپ نے پوچھا۔ "مگر میں ناگن ملکہ کو وہاں سے نکالوں گا کیسے!
اژدہا کی روح نے کہا۔ "جب تو ناگن ملکہ کو ڈسے گا تو وہ
ہوش میں آجائے گی اور اس کے ساتھ ہی اس کی کوئی
طاقت بھی اسے واپس مل جائے گی۔ پھر وہ غائب ہو کر اپنے
آپ تابوت سے باہر نکل آئے گی۔"
ناگن سانپ یہ سن کر بڑا خوش ہوا۔ اور اژدہا کی روح
کا شکریہ ادا کر کے وہاں سے تیز تیز اہرام کی طرف چلا۔ اہرام
کے باہر مشعلیں روشن تھیں۔ اور ایک آنکھ والے سپاہی پہرہ دے
رہے تھے۔ ناگن سانپ خفیہ دروازے سے اہرام کے اندر چلا
گیا وہاں وہ سیدھا تابوت والے تہہ خانے میں آگیا۔ تابوت کے
سوراخ میں سے تابوت کے اندر داخل ہو کر اس نے فوراً ناگن ملکہ
کے ٹخنے پر ڈس دیا مگر اس کے جسم میں اپنے زہر کا صرف ایک
قطرہ ہی داخل کیا۔ اس کے ڈستے ہی ناگن ملکہ یعنی کستوری ناگن
کو ہوش آگیا۔ اس نے آنکھیں کھول دیں۔ ناگن سانپ کو اپنے قریب
دیکھا تو پوچھا۔ مجھے ہوش کیسے آگیا؟ ناگن سانپ نے اسے سب کچھ
بتا دیا اور کہا۔ "اژدہا کی روح نے کہا تھا کہ میرے ڈسنے
سے تمہاری ساری طاقتیں واپس آجائیں گی۔"
کستوری ناگن بڑی خوش ہوئی اس نے فوراً پھنکار ماری اور سانپ
کی شکل اختیار کر کے دوسرے سانپ کے ساتھ تابوت سے نکل کر باہر
آگئی کستوری ناگن اپنی طاقت واپس مل جانے پر بے حد خوش تھی وہ سانپ

کی شکل میں اپنے ساتھی سانپ کے ہمراہ اہرام کے باہر آگئی۔ اس نے دیکھا
کہ باہر واقعی ایک آنکھ والے سپاہی پہرہ دے رہے ہیں۔
باہر آتے ہی کستوری ناگن نے سانپ سے پوچھا۔
"تمہیں ٹھنڈے سانس ایسی آواز سنائی دی؟"
سانپ بولا۔ "نہیں تو ناگن ملکہ! میں نے تو کوئی آواز نہیں سنی۔ کستوری ناگن نے
آواز سنی تھی۔ یہ آواز تابوت کی بد روح کی تھی۔ وہی جسم کے رونگٹے کھڑے
کر دینے والی ٹھنڈے سانس ایسی آواز۔ تابوت کی بد روح نے کستوری
ناگن سے کہا تھا
"تو مجھ سے بچ کر نہ جا سکے گی ناگن ملکہ! میں ہر جگہ تیرا
پیچھا کروں گی۔"
کستوری ناگن نے سانپ سے کہا "یہاں سے نکل چلو"
اور وہ دونوں سانپ اہرام سے دور ہوتے گئے۔ وہ بڑی تیز
رفتاری سے ریت پر دوڑ رہے تھے سانپ ناگن ملکہ کو لے کر دادا
سانپ کے غار میں آگیا۔ دادا سانپ نے ناگن ملکہ کو دیکھ کر کہا
"ناگن ملکہ! اس غار میں تجھے کوئی بد روح نقصان نہیں پہنچا سکے گی
مگر تجھے اس غار سے ابھی باہر نہیں جانا چاہیئے۔" غار کے باہر فضا میں
تابوت کی روح لٹکی ہوئی تھی اور کستوری ناگن کے باہر نکلنے کا انتظار کر
رہی تھی۔

○

آگے کیا ہو جاننے کے لیے
قسط نمبر ۱۴۳ "ہم شکل ناگ" پڑھئے۔

میرے نام

پیارے انکل اے حمید صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ
میں یہاں خیریت سے ہوں اور آپ بھی خدا کے فضل سے خیریت سے ہوں گے۔ پیارے انکل میں "عنبر ناگ ماریا" بہت شوق سے پڑھتا ہوں اور میرے دوست بھی "عنبر ناگ ماریا" کو شوق سے پڑھتے ہیں۔ میرا خط لکھنے کا یہ مطلب تھا کہ آپ کے قلم میں پتہ نہیں کون سا جادو ہے۔ جو آپ اتنے اتنے اچھے ناول لکھتے ہیں۔ میں نے ناول نمبر ۲۵۔ ۹۹ سیڑھیوں کا راز سلور جوبلی پڑھا۔ مجھ کو یہ ناول بہت اچھا لگا۔ انکل میں نے "عنبر ناگ ماریا" کے تو تقریباً سارے قصے پڑھے ہیں۔ آپ عنبر ناگ ماریا کیٹی خلاء میں بہت اچھے ناول لکھتے ہیں۔ آپ نے عنبر ناگ ماریا کیٹی خلاء میں کا صرف ایک خاص نمبر بھیجا ہے۔ انکل میں آپ سے گذارش کرتا ہوں کہ آپ عنبر ناگ ماریا کیٹی خلا میں کا اور خاص نمبر لکھیے۔ خاص نمبر مجھ کو بڑا اچھا لگتا ہے۔
انکل آپ اس خط کا جواب ضرور دیجئے گا۔ میں خط کا انتظار کروں گا۔ اب آپ سے اجازت چاہتا ہوں۔ خدا حافظ۔

کیلاش کمار کلاس IX A گورنمنٹ ہیڈ ٹسلائیڈ ، بوائز ہبا، اسکول شہداد پور

PDFBOOKSFREE.PK

قیمت ۔۔۔ روپے

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

بار اول : ۱۹۸۸ء

ناشر : عدنان سلیم
عنبر پبلی کیشنز ۲۳۰/۱ بی شاہ عالم مارکیٹ لاہور ۸

مطبع : عابدین پرنٹرز، لاہور

پیارے دوستو!

کستوری ناگن اور ناگ میں بدستور کشمکش جاری ہے کستوری ناگن ناگ کو اغوا کرنا چاہتی ہے اور ناگ کستوری ناگن کو ہمیشہ کے لیے ختم کر کے اس عذاب سے اپنی جان بچانا چاہتا ہے۔ کستوری ناگن جانتی ہے کہ ناگ کی تلاش میں اس کے دوست عنبر، جولی سانگ، تھیوسانگ اور کیٹی وغیرہ تبت کے علاقے میں موجود ہیں وہ یہ بھی جانتی ہے کہ ان کی خوشبو پہ ناگ یہاں ضرور آئے گا۔ ان سب کو قید کرنے کے لیے اُس نے ان سب کو بے ہوش کر کے ایک غار میں بند کر رکھا ہے اور صرف ان کی خوشبو باہر آنے کے لیے تھوڑا سا راستہ کھلا رکھا ہے۔

کیا ناگ ان کی خوشبو پا سکا۔ یا کستوری ناگن اسے اغوا کر لی یا اس کے ہاتھوں ہمیشہ کے لیے ختم ہو گئی جلدی سے پڑھ کر دیکھیں۔

آپ کا انکل
اے حمید

۲۵۴/۲ این واو چمن سمن آباد ۔۔۔۔ لاہور

ترتیب

عفریت مکھی

تابوت کی بدروح غار کے باہر فضا میں موجود تھی
کستوری ناگن کو غار میں دادا سانپ کے پاس پہنچے
دو دن گذر گئے تو کستوری ناگن نے کہا کہ میں اس
دنیا سے نکل کر اپنی دنیا میں جانا چاہتی ہوں۔ تم بزرگ
سانپ ہو۔ کوئی ایسا گر بتاؤ کہ واپس اپنی دنیا میں
پہنچ سکوں۔

دادا سانپ نے کہا
"تمہاری طاقت تمہیں واپس مل گئی ہے ناگن
ملکا مگر اس ایک آنکھ والی مخلوق کی دنیا سے
فرار اتنا آسان کام نہیں ہے۔"
کستوری ناگن کہنے لگی
"کوئی رستہ معلوم کرو دادا سانپ، میں یہاں
ساری زندگی نہیں گذار سکتی۔"
دادا سانپ بولا
"تابوت کی بدروح غار کے باہر موجود ہے

تمہیں نقصان پہنچانا چاہتی ہے۔ وہ تمہیں اپنے
قبضے میں کر کے تمہیں اپنا غلام بنا کر رکھنا چاہتی
ہے۔ تمہیں اس سے بھی بچنا ہے۔ میں اتنی
دیر میں کنوئیں والے اژدہا کی روح سے کوئی
مشورہ لیتا ہوں۔"

اسی روز دادا سانپ نے دوسرے سانپ کو ایک
بار پھر اژدہا کی روح کے پاس یہ پیغام دے کر بھیجا
کہ ناگن ملکہ اس دنیا سے کیسے اپنی دنیا میں پہنچ سکتی
ہے۔ سانپ نے آدھی رات کو کنوئیں پر جا کر اژدہا
کی روح کو یہ پیغام دیا تو اس نے کہا:

"دادا سانپ کو جا کر کہہ دے کہ میں کل رات
خود اس کے پاس آ کر بات کروں گا۔"

دوسری رات غار میں دادا سانپ اور کستوری ناگن
اژدہا کی روح کا انتظار کرنے لگے۔ آدھی رات کے
بعد اژدہا کی روح غار میں آ گئی۔ اس نے آتے ہی کہا:

"یا ماہر تابوت کی بدروح کس لئے کھڑی ہے؟"

دادا سانپ نے کہا:

"وہ ناگن ملکہ کو اپنا قیدی بنانا چاہتی ہے۔ آپ
کے تشریف لانے سے میری عزت افزائی
ہوئی ہے۔"

اژدہا کی روح نے کہا:

"میں ناگن ملکہ کو دیکھ رہا ہوں یہ ہماری
قوم کی ملکہ ہے اگرچہ کسی دوسرے سیارے
پر رہتی ہے۔"

کستوری ناگن نے کہا:

"مجھے کوئی ایسا راستہ بتائیے کہ میں اس سیارے
سے فرار ہو کر اپنی زمین پر پہنچ سکوں۔"

اژدہا کی روح نے کہا:

"اس سیارے کے اردگرد ایک ایسی زہریلی فضا
کے بادل ہیں کہ اس میں سے ناگن ملکہ گذرتے
ہی ہلاک ہو جائے گی۔"

دادا سانپ بولا:

"اسی لئے تو ہم نے آپ کو زحمت دی ہے
کہ ہمیں کوئی ایسی تدبیر بتائیے کہ ناگن ملکہ
اس زہریلی فضا میں سے گذر کر اپنی دنیا میں
واپس پہنچ جائے۔"

اژدہا کی روح کہنے لگی:

"یہاں کے ایک آنکھ والے جلاد بادشاہ کے
پاس ایک چھوٹا سا ذاتی خلائی جہاز ہے۔ اس
خلائی جہاز کی خاص چابی جلاد بادشاہ ہر

وقت اپنے پاس رکھتا ہے۔"
کستوری ناگن بولی:
"میں غائب ہو کر اس کی جیب سے خلائی
جہاز کی چابی نکال لوں گی۔"
اژدہا کی روح نے کہا:
"تم ایسا کرو گی تو وہ تمہیں زندہ نہیں چھوڑے
گا۔ اس لئے کہ جلّاد بادشاہ کے پاس ایک
ایسا جادو ہے جس کی مدد سے وہ ہر غیبی
شے کو دیکھ لیتا ہے۔ وہ تمہیں فوراً دیکھ
لے گا اور طلسمی تھیلا بھی اسے تمہارے
بارے میں بتا دے گا۔ وہ پہلے ہی تمہاری
تلاش میں ہے۔"
کستوری ناگن خاموش ہو گئی۔
دادا سانپ نے کہا:
"کیا کوئی ایسا طریقہ نہیں ہے کہ جلّاد بادشاہ
سے وہ چابی لے لی جائے؟"
اژدہا سانپ کی روح کچھ سوچنے کے بعد بولی:
"صرف ایک ہی طریقہ ہے کہ ناگن ملکہ خود
سانپ بن کر جلّاد بادشاہ کے خاص کمرے
میں رات کو جائے جب وہ سو رہا ہو اور

پھر اس کی جیب سے چابی نکالنے کی کوشش
کرے۔ مگر یہ بات نہیں بھولنا چاہئے کہ اگر
جلّاد بادشاہ کی آنکھ کھل گئی تو وہ اسی
لمحے اسے مار ڈالے گا۔ اور [illegible] سے
بھی پتہ چل سکتا ہے۔"
کستوری ناگن نے کہا:
"میں یہاں سے فرار ہونے کے واسطے سر دھڑ
کی بازی لگا سکتی ہوں۔ لیکن خلائی جہاز کہاں
پر کھڑا ہے؟"
اژدہا کی روح بولی:
"وہ محل کی چھت پر ایک مینار کے اوپر
ہر وقت موجود رہتا ہے۔ ایک بار تم اس
میں بیٹھ کر اسے اڑا لو گی تو پھر یہ مخلوق
تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکے گی۔"
دادا سانپ نے کہا:
"مگر یہ بھوت-تابوت کی روح اس کے پیچھے پڑ
گئی ہے۔ اس کو کیسے راستے سے ہٹایا جائے؟"
اژدہا کی روح نے کہا:
"میں اپنا خاص منکا ناگن ملکہ کو دیتا ہوں وہ
رومال میں لپیٹ کر اسے اپنے بازو سے

باندھ لے۔ تابوت کی بدروحیں اس کے قریب بھی
نہیں پھٹکیں گی۔"

اژدہا کی روح نے ایک سبز رنگ کا چھوٹا سا منکا
کستوری ناگن کی طرف لڑھکا دیا۔ کستوری ناگن انسانی
شکل میں آ گئی تھی۔ اس نے یہ منکا اپنے بازو کے
ساتھ باندھ لیا۔ اژدہا کی روح چلی گئی تو کستوری نے
دادا سانپ سے کہا:

"دادا! میں اسی وقت جلاد بادشاہ کے محل میں
جا کر اپنی قسمت آزمانا چاہتی ہوں۔ اگر میں
خلائی جہاز کی کنجی حاصل کرنے میں کامیاب
ہو گئی تو میں خلائی جہاز میں بیٹھ کر یہاں سے
نکل جاؤں گی اور تمہارا ابھی سے دلی شکریہ ادا
کرتی ہوں۔ اگر میں ابھی نہ نکل سکی تو صبح پھر تمہارے
پاس آ جاؤں گی۔"

ناگ راجہ نے کستوری ناگن کے ساتھ جانے کی خواہش
کا اظہار کیا تو کستوری ناگن نے کہا:

"تمہیں میرے ساتھ جانے کی ضرورت نہیں یہ مرحلہ
میں خود ہی طے کر لوں گی۔"

یہ کہہ کر کستوری ناگن انسانی شکل میں ہی غار سے باہر
نکل گئی۔ باہر تابوت کی بدروحوں کی ایک چیخ بلند ہوئی اور

وہ ہائے ہائے کرتی وہاں سے بھاگ گئی۔ یہ اژدہا
کے منکے کا اثر تھا۔ کستوری ناگن نے ایک پھنکار ماری
اور بلبل بن کر اڑتی ہوئی جلاد بادشاہ کے محل کی طرف
اڑ گئی۔ جلاد بادشاہ کے محل میں کہیں کہیں روشنی
ہو رہی تھی۔ کستوری ناگن وہیں سے پھنکار مار کر غائب
ہو گئی۔ اب وہ غیبی شکل میں جلاد محل میں اتر آئی۔

کستوری ناگن نے سوچا کہ سب سے پہلے مینار
پر جا کر خلائی جہاز دیکھنا چاہیے۔ کستوری ناگن اڑتی ہوئی
محل سے دور واقع ایک مینار کی طرف آئی تو
مینار پر چھت نہیں تھی۔ اوپر سے کھلا تھا۔ کستوری
ناگن مینار میں اتر گئی۔ یہ ایک باہر کو نکلے ہوئے کنوئیں
کی طرح کا مینار تھا۔ مینار کی تہہ میں آنکھ کی شکل کا
ایک خلائی جہاز پڑا تھا۔ کستوری ناگن نے اس کے اندر
جانے کی کوشش کی مگر وہ نہ جا سکی۔ وہ کسی [illegible]
تھی کہ کستوری غیبی حالت میں بھی اس کے اندر نہ جا
سکی۔ اس نے دیکھ کر خلائی جہاز کے باہر "تالا" [illegible]
بھی وہ تالا تھا جس کی چابی جلاد بادشاہ کے پاس
تھی۔ کستوری ناگن وہاں سے واپس جلاد محل میں [illegible]
مختلف کمروں میں گھومنے کے بعد کستوری ناگن کو آخر
ایک کمرے میں جلاد بادشاہ نظر آ گیا

اس کے پاس ہی اس کا محافظ بھی تھا۔ جلاد بادشاہ
تھال کی طرف دیکھ رہا تھا۔ کستوری ناگن بھی ایک طرف
خاموشی سے کھڑی ہو گئی۔ جلاد بادشاہ کہہ رہا تھا۔
"تھال جی۔ دو آنکھ والی عورت ہمیں نہیں مل رہی
کیا تو بتا سکتا ہے کہ وہ کس جگہ پر ہے؟"
کستوری ناگن بھی تھال کی طرف دیکھنے لگی۔ اتنے میں
تھال پر جلاد بادشاہ کے محل کی تصویر ابھر آئی۔ جلاد
بادشاہ نے چونک کر اپنے محافظ کی طرف دیکھا اور کہا:
"یہ کیا دیکھ رہا ہوں میں؟ ہماری دشمن عورت
ہمارے ہی محل میں موجود ہے" اس نے زور
سے پاؤں زمین پر مارا اور چیخ کر کہا:
"محل کا چپہ چپہ چھان مارو۔ ہماری دشمن ہمارے
محل میں موجود ہے"
اسی وقت سارے محل کے سپاہی جاگ اٹھے اور
انہوں نے محل کی تلاشی لینی شروع کر دی۔ عورتوں کے
کمروں کی تلاشی لونڈیاں لے رہی تھیں۔ جلاد بادشاہ اپنے
کمرے میں آ کر تخت پر بیٹھ گیا۔ کستوری ناگن اس کے
قریب کھڑی بڑے غور سے اس کی جیبوں کو تک رہی
تھی۔ اس نے دو ایک بار جلاد بادشاہ کی جیب میں
ہاتھ ڈالنے کی کوشش کی مگر ہر بار اسے ایک جھٹکا سا

لگتا تھا۔ وہ حیران تھی کہ یہ کوئی طلسم ہے یا کسی
کیمیاوی تبدیلی کی وجہ سے ایسا ہوتا ہے۔ تیسری بار
جب کستوری ناگن نے ہاتھ بڑھایا تو اسے پھر جھٹکا لگا
اور جلاد بادشاہ بھی چونکا۔ وہ بولا:
"یہ کون ہے یہاں جو میری طرف بڑھ کر
پیچھے ہٹ جاتا ہے؟"
محافظ نے کہا:
"حضور! یہاں سوائے آپ کے اور میرے کوئی
نہیں ہے"
جلاد بادشاہ نے چیخ کر کہا:
"تم بکواس کرتے ہو۔ یہاں کوئی ہے؟ فوراً
خردلی کو بلاؤ"
اسی وقت ایک بوڑھا اندر آ گیا جس کی لمبی داڑھی
تھی۔ ماتھے پر ایک آنکھ تھی۔ اس نے آتے ہی
جھک کر سلام کیا اور بولا:
"حضور نے یاد فرمایا تو بندہ حاضر ہے"
کستوری ناگن سمجھ گئی کہ یہ بوڑھا کوئی جادوگر ہے
ممکن ہے وہ اسے دیکھ لے۔ اس لئے کستوری ناگن
ایک ستون کے پیچھے ہو گئی۔ جلاد بادشاہ نے کہا:
"خردلی! دیکھ کر بتاؤ یہاں کوئی نہیں شخص موجود ہے؟"

خردملی نے آنکھ بند کر کے کوئی منتر پڑھا پھر آنکھ
کھول کر چاروں طرف دیکھا اور بولا :

"حضور! یہاں تو کوئی غیبی انسان نہیں ہے"

جلاد بادشاہ نے گرج کر کہا :

"غور سے دیکھو خردملی! اس غیبی انسان نے ہماری
طرف ہاتھ بڑھایا تھا۔ وہ ہم پر حملہ کرنا چاہتا
تھا۔ غور سے دیکھو!"

خردملی نے دوبارہ آنکھ بند کر کے منتر پڑھا اور آنکھ
کھول کر ایک بار پھر دیکھا۔ اب کستوری ناگن اس کے
سامنے آگئی۔ وہ یہ دیکھنا چاہتی تھی کہ کیا سچ مچ خردملی
بوڑھا غیبی انسان کو دیکھ سکتا ہے یا نہیں۔ خردملی اپنی
اکیلی آنکھ سے چاروں طرف غور سے دیکھ رہا تھا۔ بولا :

"حضور! میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہاں کوئی
نہیں ہے۔"

جلاد بادشاہ کا پارہ چڑھ گیا وہ چیخ کر بولا :

"تو ہم جھوٹ بولتے ہیں۔ یہ ہمارا خاص نجومی
جھوٹ بولتا ہے؟ تم بکواسی ہو۔"

اس نے اپنے محافظ سے کہا :

"اس بڈھے خردملی کو لے جا کر بند کر دو کل
صبح ہم خود اس کی گردن اڑاؤں گا"

خردملی بوڑھا جلاد بادشاہ سے رحم کی بھیک مانگنے
لگا۔ مگر جلاد بادشاہ نے زور سے اسے ایک لات
ماری۔ بے چارہ بوڑھا خردملی دور جا گرا۔ محافظ اسے
گھسیٹ کر دوسرے کمرے میں لے گیا۔ کستوری ناگن
اس کے پیچھے گئی۔ اسے بوڑھے پر رحم آگیا تھا
کستوری ناگن ساتھ ساتھ تھی۔ خردملی بوڑھے کو ایک تنگ و
تاریک کوٹھڑی میں بند کر دیا گیا۔ کستوری ناگن کوٹھڑی میں
آگئی۔ وہ جونہی غیبی حالت میں اندر داخل ہوئی بوڑھے
خردملی نے اس کی طرف اپنی اکلوتی آنکھ سے دیکھا۔
کستوری ناگن ٹھٹھک گئی کہ یہ اسے کہیں دیکھ تو نہیں
رہا۔ وہ ابھی یہ فیصلہ نہ کر سکی تھی کہ خردملی بوڑھا بولا :

"بیٹی کیا اب بھی تو میری مدد نہیں کرے گی۔"

کستوری ناگن تو اپنی جگہ پر اچھل سی پڑی۔ کیا یہ
شخص اسے دیکھ رہا تھا؟

خردملی بوڑھا بولا :

"بیٹی! میں نے کمرے میں آتے ہی تمہیں ستون
کے پیچھے چھپے ہوئے دیکھ لیا تھا۔ تم محسن تھیں۔
بھرم رکھنے کے لئے میں نے تمہارا بھید نہیں
کھولا تھا اب یہ ظالم جلاد بادشاہ میری گردن
اڑانے کا فیصلہ کر چکا ہے۔ کیا تو مجھے اس کے

ظلم سے نہیں بچا سکے گی؟ اس جلاد بادشاہ نے
تمہارے بہن بھائیوں یعنی دو آنکھوں والی
مخلوق پر بے پناہ ظلم کئے ہیں۔ جب کبھی کوئی
دو آنکھوں والا آدمی یا عورت اس سیارے
پر آ جاتی ہے تو یہ جلاد بادشاہ اس پر طرح
طرح کے ظلم ڈھانے کے بعد اس کی کھال کھینچ
دیتا تھا۔ یہ تمہارے ساتھ بھی یہی سلوک کرنے
کا ارادہ رکھتا ہے۔ مگر تم غائب ہو گئیں۔ میں
نے اپنے منتروں سے پتہ چلا لیا تھا کہ تم
کمرے میں موجود ہو۔"
کستوری ناگن نے کہا:
"خروطی! تمہیں بچانا اب میرا فرض ہے
میں تمہیں ضرور بچاؤں گی مگر مجھے یہ بتاؤ کہ
میں تمہیں یہاں سے نکال کر کہاں لے جاؤں
۔ جلاد تو اپنے علم نجوم کے ذریعے ہمارا
پتہ چلا لے گا۔"
خروطی بوڑھا بولا:
"پہلے تم بتاؤ کہ تم یہاں سے کہاں جاؤ گی؟"
اب کستوری ناگن نے خروطی کو صاف صاف بتا
دیا کہ وہ خلائی جہاز میں بیٹھ کر واپس زمین پر جانا

چاہتی ہے اور اسی غرض سے محل میں آئی تھی کہ جلاد
بادشاہ کے پاس جہاز کی جو کنجی ہے وہ اڑاؤں۔
بوڑھا خروطی بولا:
"میں بھی تمہارے ساتھ خلائی جہاز میں بیٹھ کر
یہاں سے نکل جاؤں گا۔ خلا میں تھوڑی دور
ایک اور سیارہ ہے۔ میں اس سیارے پر جا کر
آباد ہو جاؤں گا۔ تم مجھے راستے میں وہاں
چھوڑ جانا۔"
کستوری ناگن نے کہا:
"مگر ہم خلائی جہاز کی چابی کیسے حاصل کر سکتے
ہیں۔ میں غیبی حالت میں بھی جہاز کے اندر
داخل نہیں ہو سکی۔ چابی جلاد بادشاہ کی جیب
میں ہوتی ہے اور میں نے جتنی دفعہ ہاتھ
اس کی جیب کی طرف بڑھایا مجھے شدید جھٹکا لگا۔"
بوڑھے خروطی نے کہا:
"اس کے لئے میں ایک خاص عمل کروں گا۔
لیکن تم مجھے یہ بتاؤ کہ خلائی جہاز چلا لو گی؟"
کستوری ناگن نے کہا:
"میں اپنے سیارے کی ملکہ ہوں۔ میں خلائی
جہاز بنا بھی سکتی ہوں اور چلا بھی سکتی ہوں۔"

خروطی نے لاش کے سر کا ایک بال اکھاڑ لیا۔ اس کے ساتھ ہی لاش ایک بار پھر بے جان ہو کر زمین پر پیوست گئی۔ خروطی لاش کو واپس اس کی قبر میں چھوڑ آیا۔ واپس آ کر اس نے لاش کا بال کستوری ناگن کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا:

"تم اس کو اپنے پاس رکھو اور اب جلاد بادشاہ کے پاس جا کر اس کی جیب میں سے چابی نکال کر لے آؤ۔ اسے تمہارا پتہ نہیں چلے گا۔ میں اسی جگہ بیٹھا تمہارا انتظار کروں گا۔"

کستوری ناگن اسی وقت فضا میں پرواز کر گئی اور سیدھی جلاد بادشاہ کے محل میں جا پہنچی۔ جلاد بادشاہ اس وقت اپنے محافظوں کے درمیان تخت پر بیٹھا تھا اور طلسمی تھال اس کے سامنے دیوار پر لگا تھا۔

کستوری ناگن بادشاہ کے بالکل قریب آ گئی تھی۔ اس نے بادشاہ کی جیب میں ہاتھ ڈال کر خلائی جہاز کی چابی نکال لی۔ جلاد بادشاہ کو ذرا خبر نہ ہوئی۔ نہ ہی کستوری ناگن کو کوئی جھٹکا لگا۔ جونہی چابی کستوری ناگن کے ہاتھ میں آئی طلسمی تھال اپنی جگہ پر لرزنے لگا۔ جلاد بادشاہ گھبرا کر اٹھا اور بولا:

"کوئی خطرناک واقعہ ہو گیا ہے۔ محل میں دیکھو

دشمن نے حملہ تو نہیں کر دیا؟"

کستوری ناگن چابی لے کر خروطی کے پاس آ گئی۔ خروطی چابی کو دیکھ کر خوش ہوا اور بولا:

"بس آج آدھی رات کو ہم یہاں سے فرار ہو جائیں گے۔"

دوسری طرف بوڑھے خروطی کے فرار کا پتہ چلا تو محل میں شور مچ گیا۔ جلاد بادشاہ خود فوج کے سپاہی لے کر خروطی کو تلاش کرنے نکل کھڑا ہوا۔ وہ گہرے کھڈ والی غار میں سے ہو کر قبرستان بھی پہنچ گیا۔ مگر خروطی جس خفیہ تہہ خانے میں بیٹھا تھا وہاں وہ نہ آیا۔ کستوری ناگن بھی خروطی کے ساتھ ہی وہاں موجود تھی۔ سارا دن انہوں نے وہیں گزار دیا۔ جب رات ہو گئی اور قبرستان میں چاروں طرف اندھیرا چھا گیا تو خروطی نے کستوری ناگن کو ساتھ لیا اور اندھیرے راستوں سے گزرتا ہوا خلائی جہاز والے مینار کے پاس آ گیا۔ خلائی مینار کے باہر ایک آنکھ والے سپاہی پہرہ دے رہے تھے۔

خروطی نے کستوری ناگن سے کہا:

"اب ان کو ٹھکانے لگانا تمہارا کام ہے۔ میں یہیں بیٹھتا ہوں۔"

محل کے ہر طرف اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ جہاز برفانی پہاڑوں کے اوپر سے ہوتا ہوا برف پوش وادی میں ایک جگہ اتر گیا۔ کستوری ناگن جہاز کے دروازے کی طرف بڑھی۔ اس نے دروازہ کھولا اور باہر نکل آئی۔ اور وہ دیوتا مندر کی طرف چل دی۔

کستوری ناگن اب کماری کی شکل میں نہیں تھی۔ کیونکہ وہاں راہبہ سالی اس کو پہچان چکی تھی اور وہ اسے لاما کے حوالے کر سکتی تھی۔ چنانچہ کستوری ناگن ایک عام سانولی سی لڑکی کی شکل میں تبتی لڑکیوں ایسے لباس میں ملبوس ہاتھوں میں پھول لئے دیوتا مندر میں داخل ہوئی۔ پجاری اور دیوداسیاں سو رہی تھیں۔ کستوری ناگن نے پھول دیوتا کے آگے رکھ دیئے اور خود ایک طرف ہو کر بیٹھ گئی۔

جب دن نکلا تو پجاری نے اسے دیکھ کر پوچھا:

"تو کہاں سے آئی ہے بیٹی؟"

کستوری ناگن نے کہا:

"مہاراج میرا نام تنوجہ ہے۔ میں یتیم لڑکی ہوں۔ میرا دنیا میں کوئی نہیں"

اور کستوری ناگن نے آنسو بہانے شروع کر دیئے۔ پجاری کو اس پر رحم آگیا۔ اس نے کہا:

"کوئی بات نہیں بیٹی اٹھو اس مندر میں رہ سکتی ہو یہاں دوسری دیوداسیاں بھی رہتی ہیں۔ جاؤ سامنے والی کوٹھڑی میں جا کر آرام کرو۔"

کستوری ناگن یہی چاہتی تھی۔ وہ کوٹھڑی میں جا کر چارپائی پر لیٹ گئی۔

○

سے فوراً سانپ کی شکل بدلی اور ٹھٹھرے ہوئے سانپ
کے جسم پر اپنے منہ سے گرم پھنکار نکال کر ماری۔
سانپ کے جسم کی حرارت واپس آگئی۔ اس نے ناگ
دیوتا کو پہچان لیا تھا۔ وہ سر جھکا کر بولا:

"ناگ دیوتا کا احسان میں کبھی نہیں بھلاؤں گا۔
اگر آپ اس موقع پر نہ آتے تو میں مر چکا تھا۔"

ناگ نے پوچھا:

"تمہارا گھر کہاں ہے؟ چلو میں تمہیں وہاں چھوڑ
آتا ہوں۔"

ناگ نے سانپ کو ساتھ لیا اور وہاں سے دو
کوس دور ایک پہاڑی غار میں آگیا جہاں سانپ
کی ماں ناگن بیٹھی پریشانی کے عالم میں اپنے بچے سانپ
کی راہ دیکھ رہی تھی۔ اپنے بچے سانپ کے ساتھ ناگ
دیوتا کو دیکھ کر ماں ناگن نے جھک کر ناگ کو سلام کیا۔
جب اس کے بچے سانپ نے ماں کو بتایا کہ ناگ دیوتا
اس کی مدد نہ کرتے تو وہ کبھی زندہ واپس نہیں آسکتا
تھا تو ماں ناگن ناگ دیوتا کے آگے ادب سے لیٹ
گئی اور اپنا سر زمین پر رکھ دیا۔

ناگ نے کہا:

"میں نے اپنا فرض ادا کیا تھا۔ اس سانپ بچے

کہ میری مدد کی ضرورت تھی اور میں نے اس
کی مدد کر دی۔"

پھر ناگ نے ماں ناگن سے پوچھا:

"کیا تم نے یہاں کبھی میرے دوستوں کو دیکھا ہے؟"

ناگ نے اسے اپنے دوستوں کے حلیے بتائے۔

ناگن ماں بولی:

"نہیں ناگ دیوتا! میں نے ایسی شکلوں والوں
کو پہلے کبھی نہیں دیکھا۔"

ناگ وہاں سے جانے لگا تو ناگن ماں بولی:

"ناگ دیوتا! مجھے فضا میں ایک دوسری بو ضرور
محسوس ہو رہی ہے۔"

ناگ وہیں رک گیا۔ وہ انسانی شکل میں آگیا تھا
اور سانپوں کی زبان میں ناگن ماں سے بات کر رہا
تھا۔ اس نے پوچھا:

"یہ دوسری بو کس کی ہے! مجھے تو محسوس
نہیں ہو رہی۔"

ناگن ماں بولی:

"یہ بو صرف ناگن ہی محسوس کر سکتی ہے۔"

ناگ نے زور دے کر کہا:

"غور سے سونگھ کر بتاؤ کہ یہ خاص بو کس

عظیم ناگ دیوتا نے میرے بچے کی جان بچائی
ہے۔ میں وہی کروں گی جو ناگ دیوتا کہے گا۔
ناگ نے فوراً سانپ چھوڑ کر ایک چھوٹے پرندے
کی شکل اختیار کی اور فضا میں اڑ گیا۔ اس نے وادی
میں چکر لگانا شروع کر دیا۔ وہ اس بار کستوری ناگن
کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دینا چاہتا تھا تاکہ یہ مصیبت
ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے۔ اس وقت کستوری ناگن
بھی بلبل کی شکل میں فضا میں چکر لگا رہی تھی۔ مگر وہ
پریشان تھی۔ کیونکہ ناگ کی بُو آنی بند ہو گئی تھی۔
ناگ نے ایک بلبل کو پریشانی کی حالت میں وادی کی
پہاڑیوں کے درمیان چکر لگاتے دیکھا تو سمجھ گیا کہ یہ کستوری
ناگن کے سوا اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ وہ اس کے پیچھے
لگ گیا۔ ناگ ہر حالت میں کستوری ناگن سے ہمیشہ
کے لئے چھٹکارا حاصل کرنا چاہتا تھا۔

فضا میں اڑتے اڑتے ناگ نے سیاہ بڑے عقاب
کی شکل بدلی اور بلبل پر جھپٹا مارا۔ کستوری ناگن بلبل
کی شکل میں تھی۔ اس نے اپنے اوپر ایک عقاب کو
حملہ کرتے دیکھا تو ایک سیکنڈ میں غائب ہو گئی۔ غائب
ہو کر وہ عقاب کے اوپر آ گئی اور غور سے اسے
دیکھنے لگی کہ کہیں یہ ناگ تو نہیں ہے؟ عقاب میں

سے ناگ کی بُو بالکل نہیں آ رہی تھی۔ ناگ نے کستوری
ناگن کی بُو سونگھ لی تھی۔ وہ سمجھ گیا کہ وہ غیبی حالت
میں اس کے آس پاس ہی ہے اور اس کا جائزہ لے
رہی ہے کہ کہیں وہ ناگ تو نہیں؟ ناگ فضا میں
پرواز کرتا ہوا ایک چٹان کی چوٹی پر جا کر بیٹھ گیا۔
کستوری ناگن غیبی حالت میں اس کے آس پاس ہی
منڈلا رہی تھی۔ وہ یہ دیکھنا چاہتی تھی کہ اگر یہ ناگ ہے
تو ضرور اپنی شکل بدلے گا۔ ناگ بھی کستوری ناگن کی بُو
سونگھ رہا تھا۔ وہ بڑے آرام سے چٹان پر بیٹھا رہا۔
جب کستوری ناگن کو یقین ہو گیا کہ یہ ناگ نہیں ہے تو
وہ وہاں سے پرواز کر گئی۔

کستوری ناگن کی بُو غائب ہوئی تو عقاب سمجھ گیا کہ
وہ چلی گئی ہے۔ اس نے فضا میں اڑان بھری اور
ایک چھوٹے سے پرندے کی شکل اختیار کر لی اور تیزی
سے فضا میں ادھر اُدھر اڑنا شروع کر دیا۔ وہ کستوری
ناگن کی بُو پانا چاہتا تھا۔ وہ تبت شہر کے مندر کے
اوپر سے گزرا تو اسے کستوری ناگن کی بُو آئی۔ یہ بُو
اسے پہلے اس لئے نہیں آئی تھی کہ کستوری ناگن جب
خلا سے زمین پر آئی تھی تو کچھ دیر تک کے لئے
زمین کی فضا نے اس کے جسم سے اٹھنے والی بُو کو

محسوس نہیں کیا تھا۔ لیکن ایک خاص وقت گزرنے کے بعد کستوری ناگن کے جسم کی خاص بو فضا میں پھیلنا شروع ہو گئی تھی۔ یہ بات ناگ کے لئے بڑی فائدہ مند تھی۔ کیوں کہ اس طرح سے وہ کسی بھی بھیس میں کستوری ناگن کو پہچان سکتا تھا۔ دوسری طرف کستوری ناگن ناگ کو نہیں پہچان سکتی تھی کیونکہ اس کے جسم سے بو نہیں نکل رہی تھی۔ اپنی خوشبو کو ناگ نے خود ہی بند کر دیا ہوا تھا۔

کستوری ناگن نے ناگ کو اس کی انسانی شکل میں دیکھا ہوا تھا۔ یہ بات ناگ کو بھی معلوم تھی چنانچہ وہ اپنی اصلی انسانی شکل میں اس کے سامنے نہیں جا سکتا تھا۔ ناگ نے اپنی اصلی شکل کے سوا دوسری کوئی انسانی شکل کبھی نہیں بدلی تھی۔ اس نے سوچا کہ کیوں نہ وہ کسی دوسرے انسان کی شکل بدلنے کی کوشش کرے۔ اس کے لئے ضروری تھا کہ ناگ کسی ایسے انسان کی شکل بدلے جس کو اس نے کبھی دیکھا ہو تاکہ وہ اس کا تصور ذہن میں کر کے سانس اندر کو کھینچ کر چھوڑے اور پھر اس کی شکل اختیار کرے۔ ناگ ابھی چھوٹے پرندے کی شکل میں دیوتا مندر کے اوپر اڑ رہا تھا اور اسے اس مندر کے اندر سے کستوری ناگن

کی بو آ رہی تھی۔ ناگ نیچے اتر آیا اور مندر کی ڈھلانی چھت پر بیٹھ گیا۔

صحن میں ایک پجاری چڑیوں کو دانہ ڈال رہا تھا۔ ناگ بھی اتر کر دوسری چڑیوں کے ساتھ دانہ چگنے لگا۔ اس نے محسوس کیا کہ کستوری ناگن کی بو سامنے والی کوٹھڑی سے آ رہی تھی۔ وہ وہیں خاموشی سے دانہ چگتا رہا۔ اچانک ایک سانولی سی تیلتی لڑکی کوٹھڑی میں سے باہر نکلی۔ اس کے ہاتھ میں پانی سے بھرا ہوا پیالہ تھا۔

پجاری نے اس کی طرف دیکھ کر کہا:

"لاؤ بیٹی منوجہ۔ چڑیوں کو پانی کی بڑی ضرورت ہے۔"

ناگ غور سے اس لڑکی کو تکنے لگا۔ جب لڑکی پیالہ لے کر قریب آئی تو ناگ کو اس کے جسم سے کستوری ناگن کی تیز بو آتی محسوس ہوئی۔ وہ سمجھ گیا کہ یہ کستوری ناگن ہے جو ایک عام تیلنی لڑکی کا بھیس بنا کر وہاں رہ رہی ہے اور یقینی بات تھی کہ وہ ناگ کے انتظار میں تھی۔ ناگ چھوٹی چڑیا کی شکل میں وہاں سے اڑ گیا۔ اس نے کستوری ناگن کو پہچان لیا تھا۔ اب وہ اسے ٹھکانے لگانا چاہتا تھا اور اس کی ترکیبیں سوچنے لگا۔ وہ اڑتا بھی جا رہا تھا

اور سوچ بھی رہا تھا۔ وہ کستوری ناگن کو ڈس کر ہلاک
نہیں کر سکتا تھا۔ وہ اسے اپنی پھنکار سے آگ بھی
نہیں لگا سکتا تھا۔ کیوں کہ کستوری ناگن خلائی عورت
تھی اور اس کے جسم کو آگ نہیں لگتی تھی۔ وہ اس
کے جسم کے ٹکڑے بھی نہیں کر سکتا تھا۔ کیوں کہ یہ
ٹکڑے آپس میں دوبارا جڑ جاتے۔ ناگ کو ایک ترکیب
سوجھی۔ وہ وادی میں اتر آیا۔

وہاں سے سیدھا ناگن ماں کے غار میں پہنچا اور
اسے بتا دیا کہ میں نے کستوری ناگن ملکہ کو دیکھ لیا ہے
اب میں اس سے ہمیشہ کے لئے چھٹکارا حاصل کرنا
چاہتا ہوں۔ کیوں کہ وہ میری دشمن ہے اور مجھے
اس دنیا سے اغوا کر کے اپنی دنیا میں لے جانا چاہتی
ہے۔ تم مجھے یہ بتاؤ کہ کیا یہاں پہاڑوں میں کوئی آتش
فشاں پہاڑی بھی ہے؟

ناگن ماں نے کہا:

"ہاں شمال کی طرف وادی میں ایک چھوٹی پہاڑی
ہے جس کے اندر دور نیچے ہر وقت لاوا
کھولتا رہتا ہے۔ کیا تم ناگن ملکہ کو اس کھولتے
لاوے میں گرانا چاہتے ہو؟"

"ہاں" ناگ نے کہا "اس سے نجات حاصل
کرنے کا صرف یہی ایک طریقہ ہے۔"

ناگن ماں بولی:

"مگر ہو سکتا ہے وہ کھولتے لاوے میں بھی زندہ
رہے کیوں کہ میں نے بزرگوں کی زبانی سن رکھا
ہے کہ خلا میں ایک ناگنوں کا ملک ہے جہاں
کی ناگنوں پر آگ اثر نہیں کرتی۔"

ناگ نے کہا:

"جو ہو گا دیکھا جائے گا۔ مگر میں اسے آتش فشاں
پہاڑ میں ایک بار ضرور گراؤں گا۔"

ناگن ماں کہنے لگی:

"مگر تم اسے وہاں تک کیسے لے جاؤ گے
ناگ دیوتا؟"

ناگ بولا "یہ ترکیب میں نے سوچ لی ہوئی
ہے۔ تم اب مجھے یہ بتاؤ کہ یہاں کچھ سانپ
مل جائیں گے نا؟"

ناگن ماں نے ناگ کو بتایا کہ وادی کے نیچے جو
کھڈ ہے وہاں کچھ سانپ رہتے ہیں۔ ناگ فوراً وادی
کے نیچے کھڈ کی طرف پرواز کر گیا۔ سب سے پہلے
وہ جنوب کی پہاڑیوں کی طرف گیا۔ وہاں اس نے ایک
پہاڑی دیکھی جس میں سے دھواں اٹھ رہا تھا۔ ناگ اڑتا

ہوا اس کے اوپر آیا تو دیکھا کہ یہ آتش فشاں پہاڑی
کا دہانہ تھا۔ اور اس کے نیچے سرخ رنگ کا لاوا
دہک رہا تھا۔ ناگ یہاں سے نیچے وادی میں آ
گیا اور کھنڈ کے پاس آکر اس نے اپنی اصلی انسانی
شکل اختیار کی اور سانپوں کو آواز دی۔

ناگ دیوتا کی خوشبو پا کر اور آواز سن کر چار
سانپ اپنے بلوں سے نکل آئے۔ ناگ کو سلام کیا
اور ادب سے ایک طرف کنڈلی مار کر بیٹھ گئے۔

ناگ نے کہا:

"میں نے صرف تم لوگوں کے لئے اپنے جسم
کی خوشبو تھوڑی دیر کے لئے چھوڑی ہے۔
اب میں اس خوشبو کو پھر بند کر رہا ہوں۔
مجھے تین سانپ چاہئیں۔ مگر خبردار یہ راز
کسی پر ظاہر نہ کرنا کہ میں ناگ دیوتا ہوں۔
میں ایک عام سپیرے کی شکل میں تمہیں اپنی
پٹاری میں بند کر کے اپنے ساتھ رکھوں گا۔
جب میں تمہیں کسی جگہ بھی نکالوں تو تم نے
ہرگز مجھے ناگ دیوتا سمجھ کر سلام نہیں کرنا۔
تمہیں ایک ناگن ملکہ کی بو بھی آئے گی۔ اگر وہ
تم سے سانپوں کی زبان میں یہ پوچھے کہ ناگ

دیوتا کہاں ہے تو خبردار اسے بھی بتانا کہ تم
ناگ دیوتا کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔ تم
میری بات سمجھ گئے ہو؟"

چاروں سانپوں نے کہا:

"سمجھ گئے ہیں عظیم ناگ دیوتا!"

ناگ بولا: "تو پھر تم میں سے ایک سانپ
چلا جائے۔ صرف تین سانپ میرے ساتھ
چلیں گے۔"

ناگ نے تین سانپوں کو اٹھا کر اپنی گردن کے
گرد لپیٹا اور وہاں سے پرواز کر کے دیوتا مندر
سے تھوڑے فاصلے پر آکر ایک پرانے خالی مکان
کے لکڑی کے برآمدے میں اتر آیا۔ اس نے سانپوں
کو الگ کر کے فرش پر بٹھا دیا۔ پھر بولا:

"اب میں ایک سپیرے کی شکل بدلنے لگا ہوں۔
اس کے ساتھ ہی میرے جسم سے ناگ دیوتا کی
خوشبو نکلنا بھی بند ہو جائے گی۔"

ناگ نے ایک بار جنوبی ہندوستان میں ایک سپیرے
کو دیکھا تھا۔ اس نے اس سپیرے کی شکل کو اپنے
ذہن میں بٹھایا اور سانس کھینچ کر چھوڑا تو وہ ناگ
سے جنوبی ہند کا کالا کلوٹا پتلا، دبلا سپیرا بن گیا۔

ناگ نے سانپوں کی زبان میں اپنے تینوں سانپوں
سے کہا :

"ایک اور بات یاد رکھنا۔ مجھ سے کبھی بھول
کر بھی سانپ کی زبان میں بات نہ کرنا۔ بس
مجھے ایک عام سپیرا سمجھنا اور اگر ناگن ملکہ تم
سے سانپوں کی زبان میں میرے بارے میں
کچھ پوچھے تو یہی بتانا کہ میں ایک سپیرا ہوں
اور جنوبی ہند سے یہاں روزی کمانے آیا ہوں
اور بس۔ سمجھ گئے تم؟"

تینوں سانپوں نے کہا :

"بالکل سمجھ گئے ہیں ناگ دیوتا!"

ناگ نے انہیں جھڑک کر کہا :

"خبردار جو پھر مجھے ناگ دیوتا کہا۔ میں تمہارا
سپیرا ہوں۔ صرف سپیرا ہوں۔"

تینوں سانپ سہم گئے۔ انہوں نے وعدہ کیا کہ
اب وہ کبھی اسے ناگ دیوتا کے نام سے نہیں پکاریں
گے۔ ناگ نے سانپوں کو پٹاری میں ڈال کر کاندھے سے
لٹکایا اور دیوتا مندر کی طرف چل پڑا۔ اسی مندر کی ایک
کوٹھڑی میں کستوری ناگن تنوجہ نام کی لڑکی کی شکل میں

رہتی تھی۔ ناگ دیوتا مندر کے باہر برآمدے میں ایک
طرف بیٹھ گیا۔ جب پجاری سامنے سے گزرا تو ناگ
نے اسے ادب سے سلام کیا اور بولا :

"مہاراج! میں پردیسی ہوں۔ جنوبی ہندوستان کا
سپیرا ہوں۔ کیا یہاں کچھ کھانے کو مل جائے گا
صبح سے کچھ نہیں کھایا۔"

پجاری نے کہا :

"تم یہاں بیٹھو۔ میں تمہارے لئے چاول لاتا ہوں۔"

پجاری اندر گیا اور پیالے میں ابلے ہوئے چاول
لے کر آ گیا۔ ناگ نے چاول کھانے شروع کر دیئے۔
وہ اس کوٹھڑی کی طرف دیکھ رہا تھا جس کے اندر
سے کستوری ناگن کی خوشبو آ رہی تھی اور جس کا دروازہ
بند تھا۔ چاول کھا کر ناگ نے پجاری کا شکریہ ادا
کیا اور بولا :

"مجھے سردی لگ رہی ہے۔ کیا یہاں کوئی
کمبل مل جائے گا؟"

پجاری نے اندر سے ایک کمبل لا کر ناگ کو دے
دیا اور کہا :

"اب یہ مت کہنا کہ تمہارے پاس رات کو

سونے کے لئے جگہ نہیں اور تم مندر میں سونا
چاہتے ہو؟
ناگ بولا: "نہیں مہاراج! میں شہر میں کسی جگہ پڑ
رہوں گا۔ آپ کی مہربانی ہے کہ آپ نے مجھے
کھانا کھلایا۔ کمبل دیا۔ کیا آپ کو سانپوں کا تماشا
دکھاؤں؟"
اور اس سے پہلے کہ پجاری کچھ کہے ناگ نے پٹاری
میں سے تینوں سانپ نکال کر برآمدے کے فرش پر
الٹ دیئے اور بولا:
"چلو میرے بچو، ذرا ناچ دکھاؤ اپنا۔"
اور ناگ کے اشارے پر سانپوں نے ناچنا شروع
کر دیا۔ ناگ بلند آواز میں کہے جا رہا تھا:
"ناچو میرے بچو! ناچو میرے سانپو! پجاری جی
تمہارے ناچ سے خوش ہو کر تمہیں دودھ پلائیں گے۔"
شور سن کر کستوری ناگن کوٹھڑی سے باہر آ گئی۔
پجاری نے اس کی طرف دیکھ کر کہا:
"آؤ بیٹی تنوجہ۔ تم بھی سانپوں کا ناچ دیکھو۔"
کستوری ناگن نے دیکھا کہ ایک کالا کلوٹا دبلا پتلا
سپیرا سانپوں کو نچوا رہا ہے اور ساتھ بولے بھی جاتا

ہے۔ کستوری ناگن کو بھلا سانپوں کے ناچ سے کیا دلچسپی
ہو سکتی تھی۔ وہ بولی:
"مہاراج! مجھے تو شہر جانا ہے۔ سانپوں کے
ناچ سے مجھے کوئی دلچسپی نہیں۔"
ناگ نے کستوری ناگن کی طرف دیکھ کر کہا:
"بہن جی! آپ کہیں تو آپ کو یہاں سانپوں کے
بادشاہ ناگ دیوتا کا بھی ناچ دکھا سکتا ہوں۔"
کستوری ناگن جاتے جاتے وہیں رک گئی۔ مگر اپنے
دل کی بے تابی کو چھپاتے ہوئے بولی:
"اچھا۔ تو کیا تمہارے پاس ناگ دیوتا بھی ہے؟"
ناگ ہنس کر بولا:
"بہن جی، ناگ دیوتا میرے پاس تو نہیں
ہے۔ مگر میں نے ایک بار اس کا ناچ دیکھا تھا۔"
کستوری ناگن وہیں بیٹھ گئی۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ
پجاری یا سپیرے کو یہ شک پڑے کہ وہ ناگ دیوتا
کی تلاش میں ہے۔ کہنے لگی:
"چلو پھر اپنے سانپوں سے کہو کہ ناگ دیوتا کا
ناچ دکھائیں۔"
ناگ بولا: "بہن جی! یہ ناگ دیوتا کا ناچ کیسے

سکتے ہیں ناگ دیوتا تو بہت بڑا دیوتا ہے۔
اس کی نقل کوئی نہیں کر سکتا۔ ہاں۔ یہ دوسرا
ناچ ناچیں گے۔"

اور ناگ نے چھڑی اوپر اٹھائی اور تینوں سانپوں
نے گول دائرہ بنا کر لہرا لہرا کر ناچنا شروع کر دیا۔ پجاری
بہت خوش ہوا۔ مگر کستوری ناگن کے دل میں وہی بات
اڑ گئی تھی کہ اس سپیرے کو ضرور ناگ دیوتا کا پتہ
ہے۔ وہ اب اس سے کسی طریقے سے ناگ دیوتا کے
بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہتی تھی۔ پجاری تھوڑی
دیر بیٹھ کر چلا گیا۔ اب ناگ اور کستوری ناگن وہاں اکیلے
رہ گئے۔ ناگ خوب جانتا تھا کہ اب کستوری ناگن
اس سے ناگ دیوتا کے بارے میں پوچھے گی۔ ناگ
سپیرا بنا لہک لہک کر بول رہا تھا۔

"وارے میرے سانپو! ناچو! خوب ناچو!"
کستوری ناگن نے سپیرے کو چاندی کا سکہ نکال کر
دیا اور بولی :

"تم نے ناگ دیوتا کا ناچ کہاں دیکھا تھا؟"
ناگ نے ایک سانپ کو پکڑ کر پٹاری میں ڈالا اور
بولا "بی بی! یہ ایک راز ہے۔ کوئی سپیرا اسے

نہیں بتایا کرتا۔"
اب تو کستوری ناگن کو یقین ہو گیا کہ اس سپیرے کو
معلوم ہے کہ ناگ دیوتا کہاں ہے۔ اس لئے جیب
سے چاندی کا ایک اور سکہ نکال کر ناگ کو دیا
اور بولی :

"تم میرے بھائی ہو۔ میں تم سے کچھ نہیں
چھپاؤں گی۔ بات یہ ہے کہ تم مجھے ایک
بیماری لگ گئی ہے۔ میرے پیٹ میں ہر
وقت ہلکا ہلکا درد رہتا ہے۔ جس کی وجہ
سے میں سوائے دودھ کے کچھ کھا پی نہیں
سکتی۔ کبھی چاول کھا لوں تو بستر سے اٹھ نہیں
سکتی۔ مجھے کسی حکیم نے کہا تھا کہ اگر تو
ناگ دیوتا کو ایک نظر دیکھ لے تو تیری بیماری
ہمیشہ کے لئے دور ہو جائے گی۔ اب تو مجھ
پر ترس کھا اور مجھے ناگ دیوتا کا دیدار کرا
دے تا کہ اس بیماری سے نجات پاؤں اور
تجھے دعائیں دوں۔"
ناگ دل میں ہنسا۔ خوب کہانی گھڑی ہے اس عیار
کستوری ناگن نے، کہنے لگا۔

"بی بی! میرا ایک بزرگ رشتے دار پہاڑوں میں
رہتا ہے [اس] نے ناگ دیوتا کو دیکھا ہے اور
وہ جانتا ہے کہ ناگ دیوتا اس وقت کہاں ہے
میں اس سے پوچھ کر تمہیں بتاؤں گا۔"
کستوری ناگن نے پوچھا!
"تمہارا کیا خیال ہے ناگ دیوتا اسی وادی میں
کہیں ہو گا؟"
ناگ نے کہا:
"سنا تو یہی ہے کہ وہ اسی وادی میں کسی جگہ موجود ہے۔"
اب کستوری ناگن نے کہا!
"لیکن مجھے میرے حکیم نے بتایا تھا کہ جس جگہ
ناگ دیوتا ہو وہاں اس کی خوشبو پھیلی رہتی ہے
کیا تم کو اس وادی میں ناگ دیوتا کی خوشبو
[آ]تی ہے؟"
ناگ فوراً چوکس ہو گیا۔ اسے معلوم تھا کہ کستوری نا[گن]
بھی ناگ دیوتا کی خوشبو سونگھ سکتی ہے۔ چنانچہ اگر اس نے
یہ کہا کہ ہاں ناگ دیوتا کی خوشبو آ رہی ہے تو وہ سمجھ
جائے گی کہ سپیرا جھوٹ بول رہا ہے۔ کیونکہ اسے تو ناگ
دیوتا کی خوشبو بالکل نہیں آ رہی۔ پس ناگ نے کہا،

"ہمارے بڑے بزرگ جو پہاڑی غار میں رہتے ہیں
کہا تھا کہ ناگ دیوتا آج کل کسی زبردست دشمن
سے بچتے پھرتے ہیں۔ اس لئے انہوں نے اپنی
خوشبو کو جسم کے اندر بند کر لیا ہے۔ پس ان کی
خوشبو اب کسی کو محسوس نہیں ہوتی۔"
کستوری ناگن کو پکا یقین ہو گیا کہ یہ سپیرا سچا ہے
اور ناگ نے کستوری ناگن سے بچنے کے لئے اپنے جسم
کی خوشبو کو بند کر دیا ہے۔ یہ ایک نئی بات اسے سپیرے
کی زبانی معلوم ہوئی تھی۔ یہ بڑی مفید بات تھی۔ اس نے
ناگ کے پاؤں پکڑ لئے "بھائی! میں تمہارے پاؤں پڑتی ہوں
مجھے ناگ دیوتا کے درشن کرا دے۔ مجھے بیماری سے نجات
مل جائے گی۔ تمہیں دعائیں دوں گی" اور کستوری ناگن جھوٹے
آنسو بہانے لگی۔

ہم شکل ناگ

ناگ نے کستوری ناگن کو حوصلہ دیتے ہوئے کہا:
"بی بی! تو گھبراتی کیوں ہے۔ میں آج ہی اپنے
بزرگ رشتے دار کے پاس پہاڑوں میں جاتا ہوں
اور ناگ دیوتا کا پورا پتہ پوچھ کر آتا ہوں"
کستوری ناگن نے ناگ کے ہاتھ جوڑے اور کہا:
"بھائی! کیا مجھے اپنے بزرگ رشتے دار سے
نہ ملاؤ گے؟"
ناگ ابھی کستوری ناگن کو پہاڑ پر نہیں لے جانا
چاہتا تھا۔ وہ پہلے ایک تو اپنی تسلی کر لینا چاہتا تھا
دوسرے وہ کستوری ناگن کے شوق کو اور زیادہ بھڑکانا
چاہتا تھا۔ بولا:
"تمہارے جانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے بی بی
میں خود ہی پتہ کر کے کل آ جاؤں گا۔ تم مجھے
اسی جگہ ملنا"
اور ناگ سانپوں کی پٹاری کاندھے پر ڈال کر شہر کی طرف

چل پڑا۔ اس بات کو وہ خوب جانتا تھا کہ کستوری ناگن
غیبی حالت میں ضرور اس کا پیچھا کرے گی اور ایسا ہی
ہوا۔ وہ شہر میں داخل ہوا ہی تھا کہ اسے کستوری ناگن
کی بو آنے لگی۔ وہ غائب ہو کر ناگ کا پیچھا کر رہی
تھی جس کو وہ ابھی تک سپیرا ہی سمجھ رہی تھی۔ ناگ بھی
اپنی طرف سے کوئی ایسی غلطی نہیں کرنا چاہتا تھا کہ
کستوری ناگن کو جس سے شک پڑ جائے۔ شہر اتنا آباد
نہیں تھا۔ کئی ٹوٹے پھوٹے مکان خالی پڑے تھے۔ ناگ
ایک خالی مکان میں جا کر لکڑی کے فرش پر کمبل ڈال
کر لیٹ گیا۔
کستوری ناگن کی خوشبو ابھی تک آ رہی تھی۔ ناگ نے
جان بوجھ کر آسمان کی طرف منہ اٹھا کر کہا:
"ناگ دیوتا۔ اگر تو سچ مچ اس وادی میں ہے
تو ہماری بہن متوبہ کو اپنا دیدار کرا دے تاکہ
اس کی بیماری دور ہو۔ بے چاری کے پیٹ
میں ہر وقت درد رہتا ہے"
کستوری ناگن نے جب سپیرے (ناگ) کو اپنے
لئے یوں دعا کرتے دیکھا تو اب اسے کوئی شک ہی
نہ رہا۔ یہ یقین ہو گیا کہ اس سپیرے نے ضرور ناگ
کے درشن کئے ہوئے ہیں اور یہ ناگ دیوتا سے اسے

ضرور ملوا دے گا۔ کستوری ناگن وہاں سے واپس
گئی۔ دوسرے دن ناگ سیدھا کستوری ناگن کے پاس
آ گیا۔ وہ سپیرے کا انتظار ہی کر رہی تھی۔ سپیرے کو
دیکھ کر باہر آ گئی۔ بے تابی سے بولی:
"کیوں بھائی! ناگ دیوتا کا کچھ سراغ ملا؟"
ناگ ہر طرح سے تیار ہو کر آیا تھا۔ کہنے لگا:
"بی بی! پتہ تو چل گیا ہے مگر وہ راستہ بڑا دشوار
گذار ہے۔ وہاں تک تم جا نہ سکو گی!"
یہ کیسے ہو سکتا تھا کہ کستوری ناگن اس کے ساتھ نہ
جاتی۔ اور ناگ بھی اسے ضرور لے جانا چاہتا تھا مگر وہ
اس کے شوق کو اور زیادہ تیز کر رہا تھا۔ آخر وہ مان
گیا۔ طے یہ پایا کہ تیسرے پہر وہ وہاں سے نکل
کر اوپر پہاڑیوں کی طرف چلیں گے۔ ناگ کستوری ناگن
کو آتش نشاں پہاڑ تک اس وقت لے جانا چاہتا تھا
جب شام کا اندھیرا پھیل گیا ہو۔ اس نے کستوری
ناگن کو یہی بتایا کہ بزرگ نے بتایا ہے کہ ناگ دیوتا
آتش نشاں پہاڑی کے اوپر ایک قدرتی کھوہ میں رہتا
ہے۔ ناگ تیسرے پہر یعنی جب دن ڈھل رہا ہوتا ہے
آنے کا کہہ کر چلا گیا۔
کستوری ناگن بہت خوش تھی کہ آج ناگ دیوتا کو

وہ اپنے قبضے میں کر کے رہے گی۔ ناگن ماں کی ہڈی
اس نے خاص طور پر اپنی جیب میں چھپا کر رکھ
لی تھی۔ اس کو بس یہ چھوٹی سی ہڈی ناگ دیوتا کے
اوپر پھینکنی تھی۔ باقی کام ہڈی نے خود ہی کرنا تھا۔
وہ گھڑیاں گن رہی تھی۔ آخر دن ڈھلنا شروع ہو گیا۔
کستوری ناگن مندر سے باہر آ کر کھڑی ہو گئی۔ سامنے
سے ناگ بھی سپیرے کی شکل میں وہاں آ گیا۔ اس کے
پاس دو گھوڑے تھے۔ وہ گھوڑوں پر سوار ہو گئے اور
اپنا سفر شروع کر دیا۔ یہ گھوڑے لمبے لمبے بالوں والے
تھے اور انہیں پہاڑی برف پوش راستوں پر چلنے کی
بڑی مہارت تھی۔
ناگ کستوری ناگن کو آتش نشاں پہاڑی کی طرف
لیے جا رہا تھا۔ کتنی دیر تک وہ چلتے چلے گئے۔
آخر دور سے وہ پہاڑی نظر آئی جس کے دہانے سے
دھواں اٹھ رہا تھا۔ یہ ہلکا ہلکا سفید رنگ کا دھواں تھا
جب پہاڑی سے کھولتے لاوے کی بھاپ اٹھ رہی ہو۔
کستوری ناگن نے کسی قدر تعجب سے پوچھا:
"ناگ دیوتا نے اپنے رہنے کے لئے آتش فشاں
پہاڑ کا دہانہ کیوں چنا ہے بھائی؟"
ناگ بولا: "ناگ دیوتا کے پیچھے اس کا جو دشمن

لگا ہے نا۔ بس اسی کی وجہ سے ناگ دیوتا
نے ایسی جگہ ٹھکانہ بنایا ہے۔ ویسے سنا ہے کہ
ناگ دیوتا ایک ایسا عمل کر رہا ہے کہ اس
کا دشمن زندہ نہیں بچے گا۔"

کستوری دل میں ہنس دی اور بولی!

"خدا ہمارے ناگ دیوتا کے دشمن کو غارت کرے۔"

اب ناگ دل میں ہنس دیا کہ دیکھو یہ مکار عورت
کس قدر جھوٹ بول رہی ہے۔ کستوری ناگن کو بالکل
علم نہیں تھا کہ جس ناگ دیوتا کو وہ پکڑنے جا رہی ہے
وہ مچھیرے کے بہروپ میں خود اس کے ساتھ ساتھ
چل رہا ہے۔ جب وہ آتش فشاں پہاڑی پر چڑھنے لگے
تو کستوری ناگن نے کہا!

"آگ کی تپش یہاں تک محسوس ہوتی ہے۔"

ناگ بولا: "ہاں بی بی! مگر ناگ دیوتا کا دیدار کرنا ہے
تو اتنی تپش برداشت کرنی ہی پڑے گی۔"

کستوری ناگن نے ذرا کہا!

"بھائی میری تو جان بھی ناگ دیوتا پر قربان ہے۔"

ناگ نے دل میں کہا میں جانتا ہوں تو کس طرح جان
قربان کرنا چاہتی ہے۔ چلتے چلتے وہ آخر آتش فشاں پہاڑ
کے دہانے کے قریب پہنچ گئے۔

کستوری ناگن نے کہا!

"بھائی! ناگ دیوتا کہاں رہتے ہیں۔ ہم تو
آتش فشاں کے منہ پر آ گئے ہیں یہاں کافی
گرمی ہے۔"

ناگ بولا: "بس اوپر جو کنارہ ہے جوالا مکھی
کا اس کے ساتھ ہی ایک ہی پتھر ہے اس
کے اندر کھوہ میں ناگ دیوتا رہتا ہے۔ میں
وہاں جا کر ناگ دیوتا کو آواز دوں گا۔ وہ
باہر آ جائیں گے۔ تم ان کے درشن کر لینا۔"

کستوری ناگن ادھر اُدھر دیکھ رہی تھی۔ آخر وہ
آتش فشاں کے کنارے پر پہنچ گئے۔

ناگ نے کہا!

"یہاں آ کر دیکھو بی بی! وہ سامنے جو پتھر ہے اس
کے نیچے کھوہ ہے وہاں ناگ دیوتا رہتا ہے۔"

کستوری ناگن جھک کر پتھر کو دیکھنے لگی۔ ذرا ہی
ناگ پیچھے ہوا اور اس نے ایک سیکنڈ میں کستوری ناگن
کو آتش فشاں کے دہانے میں دھکا دے دیا۔ ایک
لمحے کے اندر کستوری ناگن سب کچھ سمجھ گئی کہ
اس کے ساتھ دھوکا ہوا ہے۔ گرتے ہی اس نے
پھنکار ماری اور غائب ہو کر ایک دم اوپر کو اٹھی

چلی گئی۔ ناگ اوپر جھکا ہوا تھا۔ اس نے آتش فشاں
پہاڑی کے اندر کستوری ناگن کو غائب ہوتے دیکھ لیا
تھا۔ فوراً سمجھ گیا کہ اس کا بھید کھل گیا ہے اور وہ
غائب ہو کر بچ گئی ہے۔ ناگ نے ایک دم سے
پہاڑی کی دوسری طرف چھلانگ لگا دی۔ چھلانگ لگاتے
ہی وہ پہاڑی کے نیچے وادی کے خلا میں گرتا چلا گیا۔
وہ اصل میں کستوری ناگن کے حملے سے بچنا چاہتا تھا
خلا میں گرتے ہی ناگ نے پھنکار مار کر چھوٹے
سفید پرندے کی شکل اختیار کر لی۔

سفید پرندہ برف میں بہت کم دکھائی دیتا ہے۔
ناگ غوطہ لگا کر ایک طرف کو نکل گیا۔ اس نے
فضا میں سونگھا۔ فضا میں کستوری ناگن کی بو ملی ہوئی تھی
وہ آتش فشاں پہاڑی کے اوپر آ گئی۔ اس نے دیکھا
کہ سپیرا وہاں پر نہیں تھا۔ اسے یقین ہو گیا تھا کہ
یا تو یہ سپیرا خود ناگ دیوتا ہے جس نے سپیرے کا
بھیس بدلا ہوا تھا اور یا یہ ناگ دیوتا کا آدمی ہے
جو کستوری ناگن کو ہلاک کرنے کے لئے وہاں آیا تھا
کستوری ناگن سب سے پہلے اس سپیرے کو ہلاک
کرنا چاہتی تھی مگر وہ اسے کہیں دکھائی نہیں دے
رہا تھا۔ پہاڑی کے نیچے ان کے دونوں گھوڑے

اسی طرح بندھے ہوئے تھے۔ جب سپیرا اسے کہیں
نظر نہ آیا تو کستوری ناگن کو یقین ہو گیا کہ وہ خود
ناگ دیوتا تھا جو اسے دھوکا دینے کے بعد غائب
ہو گیا ہے۔ کستوری ناگن ناگ کو ساری وادی میں تلاش
کرتی پھر رہی تھی۔ مگر اسے ناگ یا سپیرا کہیں نظر
نہیں آ رہا تھا۔ ناگ وہاں سے اڑ کر دور اوپر ایک
پہاڑی کے برف پوش درخت کی ایک ٹہنی پر بیٹھ
گیا تھا اسے ابھی تک کستوری ناگن کی ہلکی ہلکی بو آ رہی
تھی۔ اس کا مطلب تھا کہ وہ وادی میں موجود ہے۔
کستوری ناگن شام ہونے تک سپیرے یا ناگ کو
وادی میں تلاش کرتی رہی اور جب اسے وہ کہیں
نہ مل سکا تو واپس اپنے مندر والی کوٹھڑی میں آ گئی
وہاں سے وہ رات کے وقت غیبی حالت میں
برف پوش پہاڑی کی طرف گئی۔ جہاں عنبر ماریا تھیوڈر
جولی سانگ اور کیٹی بے ہوشی کی حالت میں غار میں
بند پڑے تھے۔ جس وقت کستوری ناگن برف پوش
پہاڑی پر آئی اتفاق سے اسی وقت ناگ بھی سفید
چڑیا کی شکل میں ایک درخت میں چھپا بیٹھا تھا۔ جب
کستوری ناگن کی بو آئی تو وہ چونکا۔ بو تیز تھی کہ
لگتا تھا کستوری ناگن وہیں کہیں قریب ہی ہے۔ مگر

ناگ کستوری ناگن کو دیکھ نہیں سکتا تھا کیوں کہ
وہ غائب تھی اور اب برف پوش پہاڑی کے
اندر بند غار میں داخل ہو گئی تھی۔

ناگ نے محسوس کیا کہ کستوری ناگن کی بو ایک
دم بہت ہلکی ہو گئی ہے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ
کستوری ناگن پہاڑی کے اندر چلی گئی تھی۔ اس نے
اندر جاتے ہی دیکھا کہ سفوف کی ڈبیا کھلی پڑی
تھی اور عنبر، ماریا، کیپٹی، تھیوسانگ اور جولی سانگ
اسی طرح بے ہوش تھے۔ کستوری ناگن وہاں ایک
طرف کھڑی ہو کر سوچنے لگی کہ اب اسے کیا کرنا
چاہیے۔ ناگ اگرچہ اسی وادی میں تھا مگر وہ چوکس
ہو گیا تھا اور چھپ گیا تھا۔ مصیبت یہ تھی کہ
کستوری ناگن کو ناگ کی خوشبو بھی نہیں آ رہی تھی۔
کستوری ناگن ہر حالت میں ناگ کو اپنے قبضے میں
لے کر اس دنیا سے جانا چاہتی تھی۔ اس نے وہیں
کھڑے کھڑے فیصلہ کر لیا کہ وہ اسی شہر میں چھپ
کر رہے گی اور ناگ کی تلاش جاری رکھے گی۔

ایک بات کا اسے احساس تھا کہ ناگ اپنے
ساتھیوں کی خوشبو پر ان کے پاس ضرور آئے گا۔ ناگ
کے ساتھی غار میں بند ہو کر رہ گئے تھے جس کی

وجہ سے ان کی خوشبو بھاری پتھروں کے اندر دب کر
رہ گئی تھی۔ کستوری ناگن نے غار میں ایک طرف
سے سوراخ کر دیا تاکہ عنبر، ماریا وغیرہ کی خوشبو باہر
جائے اور ناگ جہاں کہیں بھی ہو ان کی خوشبو پا کر
وہاں آ جائے۔ کستوری ناگن غار سے باہر آ گئی۔ باہر
آتے ہی اوپر برف کی چٹان پر بیٹھے ہوئے پرندے
کی شکل میں ناگ کو کستوری ناگن کی بو آنے لگی۔
وہ چوکنا ہو گیا۔

لیکن بہت جلد یہ بو غائب ہو گئی۔ کیوں کہ
کستوری ناگن وہاں سے دیوتا مندر میں چلی گئی تھی۔
یہ دیکھنے کہ کہیں ناگ ادھر تو نہیں گیا۔ ناگ چٹان
پر سے اڑنے ہی والا تھا کہ اچانک اسے عنبر، ماریا،
کیپٹی، تھیوسانگ اور جولی سانگ کی خوشبوئیں آنے
لگیں۔ یہ خوشبوئیں بہت ہلکی تھیں۔ ناگ جلدی سے
چٹان پر سے نیچے آ گیا۔ خوشبو پہاڑی کے اندر سے
آ رہی تھی۔ ناگ نے فوراً سانپ کا روپ بدلا اور
خوشبو کے پیچھے پیچھے ایک سوراخ میں سے پہاڑی
کے اندر آ گیا۔ پہاڑی کے اندر آتے ہی اس نے
دیکھا کہ عنبر، کیپٹی، جولی سانگ اور تھیوسانگ بے ہوش
پڑے ہیں۔ ماریا بھی ضرور وہیں تھی کیونکہ ناگ، کو

اس کی بھی خوشبو آ رہی تھی۔ ایک دم سے ناگ کا
دم بھی گھٹنے لگا۔ اس کی نظر ڈبی کے سفوف پر پڑ
گئی۔ سمجھ گیا کہ یہ بے ہوشی کا سفوف ہے۔ ناگ
نے ڈبی کو بند کیا اور اسے منہ میں لے کر پہاڑی
سے باہر لا کر وادی میں پھینک دیا۔ وہ دوبارا غار
میں گھس گیا۔

اس نے غار کے منہ پر سے پتھروں کو ادھر ادھر
ہٹانا شروع کر دیا۔ وہ انسانی شکل میں آ کر یہ کام
کر رہا تھا۔ بند غار میں تازہ ہوا آئی تو قنبر ماریا کیپٹی
تھیوسانگ اور جولی سانگ کو ہوش آ گیا۔ انہوں نے
ناگ کو اپنے سامنے دیکھا تو حیرت سے آنکھیں
ملنے لگے۔

ماریا نے کہا:

"خدا کا شکر ہے ناگ بھیا تم آ گئے۔"

کیپٹی تھیوسانگ اور جولی سانگ نے بھی ناگ
کے آنے پر خوشی کا اظہار کیا۔ تب ناگ نے انہیں
بتایا کہ کسی نے بے ہوشی کے سفوف کی ڈبیا کھول
کر وہاں رکھ دی تھی جس کی وجہ سے وہ بے ہوش
ہو گئے تھے۔

قنبر نے ادرگرد دیکھ کر کہا:

"یہ غار زلزلے کی وجہ سے بند ہو گیا ہو گا۔"

جولی سانگ نے کہا:

"مگر ہمیں بے ہوش کس نے کیا تھا؟"

کیپٹی کہنے لگی:

"ضرور یہاں ہمارا کوئی دشمن پہنچ گیا ہے۔"

ناگ نے انہیں بتایا کہ کستوری ناگن اس کی تلاش
میں یہاں پہنچ چکی تھی اور یہ بے ہوشی کا ڈ...
ضرور اسی نے غار میں ڈال دیا ہو گا تاکہ ...
بے ہوش ہو جاؤ اور میں تمہاری خوشبو پا کر ...
یہاں آؤں تو وہ مجھے اپنے قابو میں کر سکے ...
ساتھی کستوری ناگن کے دوبارا آ جانے پر بہت حیر...
ہوئے۔ تھیوسانگ نے کہا:

"اس کم بخت نے ابھی تک ... پیچھا نہیں چھوڑا"

ناگ نے کہا:

"میں نے تو اسے آتش فشاں پہاڑ میں گرانے
کی بھی کوشش کی تھی مگر وہ بڑی چالاک نکلی
اور گرتے ہی غائب ہو گئی۔ اس وقت وہ
اسی وادی میں ہے اور میری تلاش میں ہے۔"

ماریا نے کہا:

"اس کا مطلب ہے کہ وہ یہاں بھی ضرور آئے گی

کیٹی نے پوچھا:
"مگر ناگ بھیا تمہاری خوشبو کیوں نہیں آ رہی؟"
ناگ نے انہیں بتایا کہ اس نے جان بوجھ کر
اپنے جسم کی خوشبو کو باہر نکلنے سے روک دیا ہے
تاکہ کستوری ناگن اسے محسوس نہ کرے۔
"میں تو پرندے کی شکل میں باہر گھوم پھر
رہا تھا۔ کیوں کہ کستوری ناگن بھی غیبی حالت
میں اسی وادی میں ہے۔"
ماریا کہنے لگی:
"میں چاہتی ہوں کہ اگر وہ مجھے نظر آ جائے تو
اس کی گردن مروڑ ڈالوں۔"
ناگ بولا: "یہ کام نہ کرنا۔ کیوں کہ کستوری ناگن
کے پاس بہت طاقت ہے۔ میں اس کی طاقتوں
کو دیکھ چکا ہوں۔ وہ گردن مروڑنے سے
مر بھی نہیں سکتی۔"
جولی سانگ نے کہا:
"ہمیں خطرہ ہے کہ وہ یہاں آ جائے گی۔ اس
لئے پہلے تو ہمیں یہاں سے نکل کر کسی محفوظ
مقام پر جا کر چھپ جانا چاہیے۔"
ہیتو سانگ بولا: "ہمیں اس بار کستوری ناگن کا

کام ہمیشہ کے لئے تمام کر دینا چاہیے تاکہ
اس بک بک سے ہمیشہ کے واسطے نجات
مل جائے۔"
ناگ نے کہا:
"یہ کام اتنا آسان نہیں ہے۔ اس کے لئے
ہمیں دادا سانپ سے مدد لینی ہو گی۔ چلو
ہم سب اسی کے غار میں جا کر چھپ جاتے
ہیں۔"
ماریا نے کہا:
"کم بخت کستوری ناگن غائب بھی ہو جاتی ہے
وہ ہماری بُو بھی محسوس کر رہی ہو گی اور
ہمارے پیچھے پیچھے دادا سانپ کے غار
میں پہنچ جائے گی۔"
عنبر بولا: "یہاں سے تو نکلو دوستو!"
کیٹی کہنے لگی:
"کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ کچھ دیر کے لئے ہمارے
جسم کی خوشبو بھی باہر نکلنے سے رُک جائے
اس طرح سے کستوری ناگن ہمارے پیچھے غار
میں نہیں آ سکے گی۔"
ناگ نے چٹکی بجا کر کہا:

"بڑا اچھا خیال ہے۔ یہ کام میں کر سکتا ہوں۔"
اور ناگ نے فوراً سانپ بن کر باری باری تمام
ساتھیوں کے جسم پر پھنکاریں ماریں۔ یہ خاص قسم
کی پھنکاریں تھیں، جن کے اثر سے ان سب کے
جسموں سے خوشبو نکلنا بند ہو گئی۔ اس کام سے فارغ
ہو کر ناگ نے انہیں غار سے باہر نکالا اور دوسری
پہاڑی کی طرف لے کر چلا جہاں دادا سانپ کا غار
تھا۔ دادا سانپ نے ناگ دیوتا کو دیکھ کر اس کی
تعظیم کی۔ ناگ نے دادا سانپ سے اپنے سارے
ساتھیوں کا تعارف کرایا اور سارا ماجرا بیان کیا اور
اس سے کستوری ناگن کو ٹھکانے لگانے کے لئے
مدد کی درخواست کی۔

دادا سانپ سوچ میں پڑ گیا پھر کہنے لگا۔
"عظیم ناگ دیوتا! میں اس کا حل مراقبے میں
جا کر ہی تلاش کرنے کی کوشش کر سکتا ہوں۔"
ناگ نے اسے مراقبے میں جانے کی اجازت دے
دی۔ دادا سانپ نے اسی وقت آنکھیں بند کر کے اپنا
دھیان ایک طرف لگا لیا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے
آنکھیں کھول دیں۔ ناگ، عنبر، کبھی، جولی، مائیکل، ماریا اور
جمشید سب ہی اسے بے تاب ہو کر تک رہے تھے

کہ وہ کیا مشورہ دیتا ہے۔
ناگ نے پوچھا:
"دادا سانپ! تم نے کوئی حل تلاش کیا؟"
دادا سانپ بولا:
"ہاں ناگ دیوتا! میں نے حل تلاش کر لیا ہے"
ناگ نے پوچھا:
"وہ مجھے بتاؤ تاکہ میں کستوری ناگن سے نجات
حاصل کر سکوں۔"
دادا سانپ نے کہا:
"عظیم ناگ دیوتا! میرے خیال کے مطابق کستوری
ناگن کو مار ڈالنا مناسب نہیں ہوگا کیوں کہ وہ
تمہاری جان نہیں لینا چاہتی۔ وہ صرف تم کو
اپنی دنیا میں لے جا کر تم سے شادی کرنا
چاہتی ہے اور یہ کوئی جرم نہیں ہے۔ اس
لیے میں نے یہ حل ڈھونڈا ہے کہ ہم سب
دیوتا کا ایک ہم شکل سانپ بنا کر کستوری ناگن
کے حوالے کر دیں گے۔ وہ اصلی ناگ نہیں
ہو گا بلکہ نقلی ناگ ہو گا۔ کستوری ناگن بڑی
خوشی سے اسے اپنے ساتھ لے کر دنیا سے
ہمیشہ کے لئے چلی جائے گی۔ وہ ساری زندگی

یہ معلوم نہ کر سکے گی کہ جس سے اس نے
شادی کی ہے وہ اصلی ناگ نہیں بلکہ نقلی
ناگ ہے۔ یوں تمہیں اس نجات بھی مل
جائے گی۔"

سب ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگے۔
ناگ نے حیران ہو کر سوال کیا۔
"مگر دادا سانپ! میرا ہم شکل کہاں سے
آئے گا؟"

دادا سانپ نے کہا۔
"اس کا انتظام میں کروں گا۔ کئی برسوں کی
محنت سے میں نے ایسی طاقت حاصل کر
لی ہے کہ میں کسی سانپ کا ہم شکل تیار کر
سکوں میں اس ناگ کو ہو بہو ناگ دیوتا کی
طرح کا بنا دوں گا۔ اس میں اور تم میں صرف
اتنا فرق ہوگا کہ اسے یہ یاد نہیں ہوگا کہ
وہ ناگ دیوتا ہے۔ اس کے اندر تمہاری شکل
اختیار کرنے کی طاقت بھی ہوگی۔ اس کے جسم
میں سے تمہاری خوشبو بھی آئے گی۔ مگر یہ
خوشبو صرف کستوری ناگن کو ہی محسوس ہوگی
اور کسی سانپ کو اس میں سے ناگ دیوتا کی

خوشبو نہیں آئے گی۔ چنانچہ کوئی سانپ اسے
ناگ دیوتا سمجھ کر اس کو ادب سے سلام
نہیں کرے گا۔"

عنبر نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"دادا سانپ نے بڑی عمدہ ترکیب نکالی ہے۔"
ماریا بولی۔ "اس ترکیب پر عمل کرنے سے کستوری
ناگن سے ہمارے ناگ بھیا کو چھٹکارا مل جائے گا۔"
کیٹی جولی سانگ اور مخیو سانگ نے بھی اس ترکیب
کو بہت پسند کیا۔

دادا سانپ نے کہا۔ "میں نقلی ناگ تیار کرتا ہوں۔ اس
لئے فوراً ایک سانپ کو بلایا ایک کالا سانپ آکر ادب
سے کنڈلی مار کر بیٹھ گیا۔ دادا سانپ نے منتر پڑھ کر
اس پر پھونکنا شروع کر دیا۔ سب آنکھیں کھولے سانپ
کو تک رہے تھے۔ تھوڑی دیر بعد کالا سانپ لیٹ
گیا۔ پھر زور زور سے تڑپنے لگا۔ جب وہ تڑپتے
تڑپتے تھک گیا تو جنگلار، ماری اور عنبر ناگ ماریا وغیرہ
کو اس سانپ کے جسم سے ناگ کی خوشبو آنے لگی۔
"اس کے جسم سے ناگ بھیا کی خوشبو آرہی ہے۔"
کیٹی نے چلا کر کہا۔
دادا سانپ بولا۔

"ناگ کا ہم شکل تیار ہو گیا ہے۔ اب دیکھنا
یہ انسان کی شکل میں آ رہا ہے۔"
کالے سانپ نے پھنکار ماری اور سب کے سب
یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ ان کے سامنے ایک
دوسرا ناگ موجود تھا۔ اس کی شکل اور ناگ کی شکل
میں کوئی فرق نہیں تھا۔ مگر ناگ کے ہم شکل کو
یہ معلوم نہیں تھا کہ عنبر ماریا وغیرہ کون ہیں۔
دادا سانپ نے کہا:
"ناگ کے ہم شکل ناگ! کیا تم عنبر ماریا اور
کیٹی وغیرہ کو پہچانتے ہو؟"
ناگ کے ہم شکل نے کہا:
"نہیں دادا سانپ! میں نے انہیں پہلے کبھی
نہیں دیکھا۔ مگر یہ میری شکل کا ناگ کہاں
سے آ گیا ہے؟"
دادا سانپ بولا:
"تم اس کو بھی بھول جاؤ اور جاؤ تمہاری
کستوری ناگن دیوتا مندر میں تمہاری راہ دیکھ
رہی ہے۔"
ناگ کے ہم شکل ناگ نے ادب سے سب کو
سلام کیا اور غار سے باہر نکل کر دیوتا مندر کی طرف

چل پڑا۔ دادا سانپ نے اپنے منتروں سے ہم شکل
ناگ کے ذہن میں یہ بات بٹھا دی تھی کہ وہ ناگ
دیوتا ہے اور اپنی مرضی سے کستوری ناگن سے شادی
کر کے اس کی دنیا میں جانا چاہتا ہے۔
ماریا نے کہا:
"ناگ بھیا! تم میرے ساتھ چلو۔ ہم دیوتا مندر
میں چل کر دیکھتے ہیں کہ کستوری ناگن پر کیا
اثر ہوتا ہے۔ چونکہ ہماری خوشبو نہیں آ رہی
اس لئے کستوری ناگن کو ہماری موجودگی کا
احساس نہیں ہوگا۔"
عنبر کیٹی جولی سانگ اور چھوسانگ نے کہا:
"ہم سارا واقعہ سننے کے لئے اسی جگہ تمہاری
راہ دیکھیں۔ جلدی آ کر ہمیں بتانا کہ کستوری ناگن
ناگ کو آتا دیکھ کر کیا کرتی ہے۔"
ناگ نے اسی وقت چھوٹے سفید بونے کی شکل
بدلی اور ماریا کے ساتھ غار [illegible] نکل کر [illegible]
[illegible] کر لیا۔ انہیں ہم شکل نقلی ناگ کی خوشبو [illegible]
صاف آ رہی تھی۔ انہوں نے دیکھا کہ نقلی ناگ اصلی ناگ
کی انسانی شکل میں دیوتا مندر کی طرف بڑھتا چلا جا رہا

ہے۔ اتفاق سے کستوری ناگن غیبی حالت میں مندر سے
نکل کر چلی آ رہی تھی کہ اسے ناگ کی خوشبو آئی پھر
اس نے جب ناگ کو انسانی شکل میں مندر کی طرف
جاتے دیکھا تو لپک کر اس کے پاس آ گئی۔ مادہ سانپ
کے منہ دل کی وجہ سے نقلی ناگ کو کستوری ناگن کی
بو آ گئی۔ اس نے کہا: "ناگن ملکہ! میں اپنی مرضی سے
تمہارے ساتھ شادی کرنے آیا ہوں۔ میرے سامنے ظاہر
ہو جاؤ۔ میں سب کو چھوڑ کر تمہاری دنیا میں جانے
کو تیار ہوں۔"
کستوری ناگن نے یہ سنا تو خوشی سے حیران ہو کر
رہ گئی۔
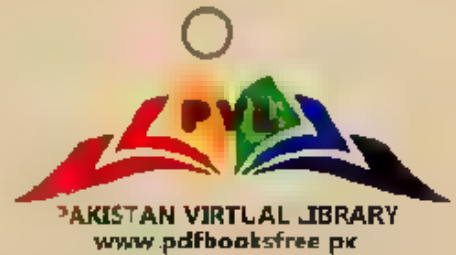
لاش اُٹھ بیٹھی

وہ ایک دم ہم شکل ناگ کے سامنے ظاہر ہو گئی۔
وہ عورت کی شکل میں ناگ کے سامنے آ گئی۔
ناگ نے اسے دیکھتے ہی کہا:
"ناگن ملکہ! اب پچھلی باتوں کو بھول جا۔ آج سے
میں تمہارا ہوں۔ چلو۔ تمہاری دنیا میں چل کر ہم
شادی کر لیتے ہیں۔ میں نے اپنے سارے
دوستوں کو چھوڑ دیا ہے۔"
کستوری ناگن نے کہا:
"ناگ! یہ تبدیلی تمہارے اندر کیسے آ گئی؟"
ہم شکل ناگ نے کہا:
"اپنے آپ میرا دل بدل گیا ہے۔ اب مجھے بھی
تم سے محبت ہو گئی ہے۔ میں بھی چاہتا
ہوں کہ اس روز روز کی جھنجھٹ سے نجات ملے
اور میں تمہارا بن کر رہوں۔"

اس کے ساتھ ہی ہم شکل ناگ نے سانپ کی شکل اختیار کر لی۔ کستوری ناگن بھی زرد سانپ بن گئی۔ دونوں کچھ دیر زمین پر ناچتے رہے۔ پھر کستوری ناگن نے انسانی شکل بدلی۔ ہم شکل ناگ کو اٹھا کر اپنی کلائی کے ساتھ لپیٹا اور ایک دم سے فضا میں اڑ گئی۔

یہ سارا منظر ماریا اور ناگ غور سے دیکھ رہے تھے۔ جب کستوری ناگن ہم شکل ناگ کو لے کر چلی گئی تو ماریا نے کہا:

"چلو ناگ بھیا! تمہارے سر سے تو بلا ٹل گئی آؤ اب عنبر کیپٹن کو چل کر بتاتے ہیں۔"

وہ سیدھے دادا سانپ کے غار میں آ گئے۔ وہاں عنبر کیپٹن جولی سانگ اور تھیوسانگ کو سارا ماجرا بیان کیا وہ بھی بڑے خوش ہوئے کہ ناگ کے سر سے کستوری ناگن کی مصیبت دور ہوئی۔ ناگ نے دادا سانپ سے پوچھا:

"دادا! یہ لوگ پھر تو اس دنیا میں نہیں آئیں گے!"

دادا سانپ بولا:

"اب انہیں یہاں آنے کی کیا ضرورت ہے ناگ بیٹا! وہ شادی کر کے ناگ دنیا ہی خوش و خرم رہیں گے

اب تمہیں کوئی اندیشہ نہیں کرنا چاہیے۔"

سب نے مل کر دادا سانپ کا شکریہ ادا کیا۔ اس کے بعد ناگ نے خاص پھنکاروں کی مدد سے عنبر ماریا کیپٹن تھیوسانگ جولی سانگ کے جسموں کی اور اپنے جسم کی خوشبو کو پھر سے جاری کر دیا۔

دادا سانپ نے کہا:

"اب تم لوگوں کا کدھر جانے کا ارادہ ہے؟ میرا مطلب تھا کہ تم لوگ اب جنوب کی طرف جاؤ۔ کیوں کہ مجھے اپنے مراقبے میں اس بات کا بھی پتہ چلا تھا کہ جنوب کی طرف جانے سے تمہیں فائدہ ہوگا۔"

عنبر بولا: "اگر آپ کی یہی خواہش ہے تو ہم جنوب کی طرف ہی جاتے ہیں۔ ہمیں کسی نہ کسی طرف تو جانا ہی ہے۔"

انہوں نے دادا سانپ کو سلام کیا۔ وہ غار سے نکل کر وادی میں سے گزرتے ہوئے جنوبی ہندوستان کی طرف روانہ ہو گئے۔

ادھر کستوری ناگن ہم شکل ناگ کو لے کر خلا میں ایک ایسے سیارے پر پہنچ گئی جو چھوٹا سا سیارہ تھا

یہاں زمانہ دریا بہتے تھے اور ہر طرف جنگل اور سبزہ پھیلا ہوا تھا۔ کستوری ناگن نے جاتے ہی ایک جگہ دریا کنارے اپنے لئے شاندار مکان بنوایا۔ ہم شکل ناگ سے شادی کی اور ہنسی خوشی رہنے لگی۔ سانپ والے سیارے سے کئی سانپ ناگن ملکہ کا سن کر اس کی زمین پر آ گئے اور ناگن ملکہ کی خدمت کرنے لگے۔

عنبر ناگ ماریا کیٹی تھیوسانگ اور جولی سانگ کا جنوب کی طرف سفر جاری تھا۔ چلتے چلتے یہ لوگ شمال کے برفانی علاقوں سے نکل کر جنوب کے ہرے بھرے جنگلوں اور سرسبز میدانوں والے علاقے میں پہنچ گئے۔ اس زمانے میں زیادہ آبادیاں نہیں ہوا کرتی تھیں دنیا کی آبادی بہت کم تھی۔ چھوٹے چھوٹے شہروں کی ریاستیں ہوا کرتی تھیں۔ ہر ریاست پر ایک راجہ حکومت کرتا تھا۔ ان میں ظالم اور بے انصاف راجہ بھی ہوتے تھے اور نیک اور رحم دل راجہ بھی ہوتے تھے۔ یہ آج سے تین چار ہزار سال پہلے کی بات ہم کر رہے ہیں۔ عنبر ناگ ماریا کیٹی جولی سانگ اور تھیوسانگ۔ ہمارے دوست ایک مدت بعد اکٹھے ہونے پر بہت خوش تھے۔ یہ سفر کرتے کرتے ایک دریا پر پہنچ گئے۔ یہاں

ایک گھاٹ تھا جہاں سے مسافر کشتی پر دریا پار کرتے تھے یہ لوگ جب دریا پر پہنچے تو وہاں کچھ لوگ ایک ارتھی (ہندو لوگ اپنے مردے کو بانس کے بنے ہوئے جس کھاٹ پر لٹا کر جلانے کے لئے مرگھٹ لے جاتے ہیں اسے جنازہ نہیں بلکہ ارتھی کہتے ہیں۔ مرگھٹ وہ جگہ ہوتی ہے جہاں ہندو لوگ اپنے مردوں کو جلاتے ہیں۔

ارتھی میں ایک لڑکی کی لاش رکھی ہوئی تھی جس کو گوٹے کناری والے کیسری کپڑے پہنا رکھے گئے تھے۔ لڑکی کا چہرہ ننگا تھا۔ لوگ رہے تھے۔ ایک آدمی نے عنبر کے پوچھنے پر بتایا کہ لڑکی چونکہ کنواری مر گئی ہے اس لئے اسے دلہن کی طرح سجا کر مرگھٹ لے جایا جا رہا ہے یہ لوگ دوسرے کنارے پر گئی ہوئی کشتی کا انتظار کر رہے تھے جو مسافروں کو اتارنے گئی ہوئی تھی۔

ماریا نے ناگ سے کہا

"ناگ بھیا کتنی پیاری ہے مردہ لڑکی۔ بے چاری نوجوانی ہی میں مر گئی"

ناگ بھی افسوس کرنے لگا۔ کیٹی جولی سانگ اور تھیوسانگ بھی افسوس کرنے لگے۔

تھیوسانگ نے کہا

"تمہاری دنیا میں لوگ جوان ہی مر جاتے ہیں
جب کہ ہماری خلائی دنیا میں لوگ بڑی دیر دیر
تک زندہ رہتے ہیں۔"
عنبر بولا: "ابھی یہاں دنیا نے اتنی ترقی نہیں کی کہ
ہم بیماریوں کے خلاف مقابلہ کر سکیں۔ لوگ دوا
نہ ملنے کی وجہ سے بھی مر جاتے ہیں۔"
یہ اسی قسم کی باتیں کر رہے تھے کہ دوسرے کنارے
سے کشتی آ کر گھاٹ پر لگ گئی۔ اداس غمزدہ لوگوں نے
لڑکی کی ارتھی کو کشتی میں رکھا۔ عنبر ناگ ماریا وغیرہ بھی
کشتی میں سوار ہو گئے اور کشتی دریا میں دوسرے کنارے
کی طرف بہنے لگی۔ مرگھٹ دریا کے دوسرے کنارے پر تھا
اس وقت آسمان پر کالی گھٹا چھا گئی۔ ٹھنڈی ہوا چلنے لگی
اور ہلکی ہلکی بوندا باندی بھی شروع ہو گئی۔ کشتی دوسرے
کنارے پر پہنچی تو ارتھی والوں نے ارتھی کو چتا کے
پاس ایک طرف درخت کے نیچے رکھ دیا۔ کیونکہ بارش
شروع ہو گئی تھی یہ لوگ خود دوسرے درخت کے
نیچے [illegible] کرنے اور بارش کے رکنے کا انتظار
کرنے لگے کیونکہ بارش میں لڑکی کے مردے کو جلانا
مشکل تھا۔

عنبر ناگ ماریا کیپٹن جیتو ساگ اور جولی ساتھ بھی بارش
کے رکنے کے انتظار میں دریا کنارے ایک مٹی کے ٹیلے
کے نیچے اوٹ میں بیٹھ گئے۔ پھر شام کا اندھیرا پھیلنے لگا
اور بارش رکنے کا نام نہیں لیتی تھی۔ لوگوں نے کہا کہ بارش
نہیں تھمے گی اور اوپر سے رات ہو رہی ہے۔ لڑکی کے
مردے کو چتا پر رکھ کر جیسے بھی ہو آگ لگا کے واپس
چلو۔ آخر کب تک یہاں بیٹھے رہیں گے عنبر ناگ [illegible]
وغیرہ بھی [illegible]
بیٹھے ہوئے تھے [illegible]
اس لئے وہاں [illegible]
اتنے میں لوگوں نے لڑکی کی لاش [illegible]
رکھا اور چتا کے نیچے جو لکڑیاں ذرا ابھی خشک [illegible]
[illegible]
[illegible]
دوسرے کنارے کی طرف چل دیں
ناگ نے کہا،
"عجیب [illegible]
لاش کو وہیں چھوڑ کر چلے گئے ہیں۔"
ماریا بولی "معلوم ہوتا ہے [illegible]

ساتھ نہیں تھا۔ نہیں تو وہ ساری رسمیں ادا
کر کے جاتے۔"

تھیوسانگ چتا کی طرف دیکھ رہا تھا۔ جس پر لڑکی
کی لاش پڑی تھی۔ رات کا اندھیرا بڑھتا چلا آ رہا تھا۔
ناگ اور کیٹی ایک دوسرے کے پاس بیٹھے پرانی باتیں
کر رہے تھے۔ عنبر جول سانگ سے کہہ رہا تھا،

"یہ بارش رات کو بھی نہیں رکے گی۔"
جول سانگ نے کہا،

"تب تو ہم رات بھر یہیں آرام کریں گے۔"
کیٹی بولی، "ایک عرصے بعد تو ہم لوگ ملے ہیں، اتنی
جلدی کیا ہے۔ رات اسی جگہ گزار دیتے ہیں۔
صبح ہوتی تو اپنے سفر پر روانہ ہو جائیں گے۔"

بارش ہو رہی تھی۔ رات کا اندھیرا دریا کے آس پاس
پھیل رہا تھا۔ تھیوسانگ کی آنکھیں چتا پر لگی تھیں۔ آگ
بارش کی وجہ سے بجھ کر سلگ رہی تھی اور چتا میں
سے دھواں اٹھنے لگا تھا۔ اچانک تھیوسانگ کو ایسا
لگا جیسے چتا پر سے انسانی سایہ اٹھ کر بیٹھ گیا ہے۔
پہلے تو وہ اسے دھواں سمجھا مگر جب انسانی سائے نے
ادھر ادھر سر کو گھمایا اور تھیوسانگ نے عنبر سے کہا،

"وہ دیکھو عنبر بھائی چتا پر کوئی بیٹھا ہے۔"
عنبر کے ساتھ اب ناگ ماریا کیٹی تھیوسانگ اور
جول سانگ بھی چتا کی طرف دیکھنے لگے۔ وہاں مردہ
لڑکی کی لاش اٹھ کر بیٹھی ہوئی تھی۔ اس نے اپنے
اوپر پڑی ہوئی کیسری چادر اتار کر پرے پھینک دی۔
کیٹی نے ماریا سے کہا،

"ماریا! جا کر دیکھو یہ کیا معاملہ ہے۔"
ماریا چونکہ غائب تھی اس لئے فوراً اڑ کر چتا کے
اوپر پہنچ گئی۔ کیا دیکھتی ہے کہ جو لڑکی ابھی مردہ تھی
اب زندہ ہو کر چتا کی لکڑیوں کے اوپر بیٹھی اپنی ٹانگوں
پر بندھی ہوئی رسی کھول رہی ہے۔ ماریا نے واپس
آ کر سب کو بتایا کہ مردہ لڑکی زندہ ہو گئی ہے۔
ناگ نے کہا،

"مردہ زندہ نہیں ہوئی بلکہ وہ مری نہیں ہو گی
اسے سکتہ ہو گیا ہو گا۔ آگ کی حرارت پہنچی
تو اٹھ کر بیٹھ گئی ہے۔ چلو اسے یہاں لے آتے ہیں"
یہ سارے ساتھی اٹھ کر بارش میں چتا کے پاس
چلے گئے۔ لڑکی کے کالے سیاہ بال بارش میں بھیگ
رہے تھے۔ وہ اپنی ٹانگوں پر بندھی ہوئی رسی کھول

جگی تھی۔ اس نے اپنے قریب کچھ انسانوں کو دیکھا تو
چیخ مار کر بولی:

"میں زندہ ہوں۔ میں مُردہ نہیں ہوں۔ مجھے آگ
نہ لگاؤ"

عنبر نے اسے حوصلہ دیتے ہوئے کہا:

"گھبراؤ نہیں بہن۔ ہم تمہیں نقصان پہنچانے نہیں
آئے بلکہ تمہاری مدد کرنے آئے ہیں"

ناگ بولا: "ہمیں معلوم ہے کہ تم مری نہیں
تھیں بلکہ تمہیں سکتہ ہو گیا تھا۔ تمہیں تمہارے
گھر چھوڑ آتے ہیں"

جولی سانگ نے کہا:

"تمہارے گھر والے تمہیں زندہ دیکھ کر بہت خوش ہوں گے۔"

لڑکی نے ہاتھ جوڑ کر کہا:

"بھگوان کے لیے مجھے ان لوگوں کے پاس مت
لے جانا۔ انہوں نے ہی تو مجھے مارا تھا۔"

"یہ تم کیا کہہ رہی ہو؟" تھیوسانگ نے کہا "کیا
تمہارا گھر والے نہیں تھے؟ تمہارے ماں باپ
بہن بھائی نہیں تھے؟"

لڑکی درخت کے سایہ سے نیچے اتر آئی۔ وہ بارش

میں بھیگ رہی تھی۔ کہنے لگی:

"درخت کے نیچے چل کر بتاتی ہوں۔"

عنبر ناگ ماریا کیپٹن تھیوسانگ اور جولی سانگ
لڑکی کو درخت کے نیچے لے آئے۔ لڑکی نے ابھی تک
ماریا کی آواز نہیں سنی تھی۔ لڑکی نے درخت کے نیچے
بیٹھتے ہوئے کہا:

"میرا نام داسی ہے۔ میں یتیم لڑکی ہوں۔ میں
دریا کے دوسرے کنارے ایک گاؤں میں ایک
جاگیردار کی حویلی میں نوکرانی کا کام کرتی تھی۔ وہاں
سے مجھے دو وقت کی روٹی اور کپڑے مل جاتے
تھے۔ میرا ایک چھوٹا بھائی بھی ہمارے گاؤں میں
چچا کے پاس ہی تھا۔ اس کا نام موہن ہے۔ وہ
چچا کے ظلم سے بھاگ کر میرے پاس آ کر
جاگیردار کی حویلی ہی میں رہنے لگا۔ موہن کی
عمر بارہ تیرہ برس کی ہے۔ ایک روز ایسا ہوا کہ
جاگیردار کی دو گائیں مر گئیں۔ اس نے برہمن
کو بلایا کہ پتہ کر کے بتائے اس کی گائیں کیوں
مر گئی ہیں۔ برہمن نے کہا کہ تم پر دیوی کا سایہ
ہو گیا ہے۔ اگر تم نے کسی نوجوان زندہ لڑکے کی

قربانی رانی دیوی کے آگے نہ دی تو ایک ایک
کر کے تمہارے سارے ڈھور ڈنگر مر جائیں گے
اور پھر تم بھی مر جاؤ گے۔ جاگیردار نے اسی وقت
میرے چھوٹے بھائی کو پکڑ کر رسیوں سے باندھ
کر کوٹھڑی میں قید کر دیا تاکہ پورن ماشی کی
رات کو اسے رانی دیوی کی مورتی کے آگے زندہ
قربان کر دیا جائے۔ میں بہت روئی چلائی کہ
میرے بھائی کو چھوڑ دو۔ راجہ کے حکم سے رانی
مورتی کے آگے انسان کی قربانی کی مناہی ہے۔
جب میں نے دھمکی دی کہ میں راجہ کے دربار
میں جا کر دہائی دوں گی تو انہوں نے مجھے بھی
پکڑ کر باندھ دیا۔ پھر برہمن کی مدد سے جاگیردار
نے میرے کان میں ایک ایسا زہر ڈال دیا جس
سے میرا سارا جسم پتھر ہو گیا۔ اب جب ہوش
آیا تو میں اس چتا پر پڑی تھی۔"

عنبر ناگ ماریا اور دوسرے ساتھی اس لڑکی کی
دکھ بھری کہانی بڑے غور سے سن رہے تھے۔ ناگ نے کہا:
"وہ تمہیں مردہ سمجھ کر یہاں دریا کنارے جلانے
کے لیے لے آئے تھے۔ ہم بھی اتفاق سے اسی

کشتی میں سفر کر کے کنارے پر اترے جس میں
تمہاری ارتھی رکھی تھی۔ تمہیں آگ کی تپش نے
پھر سے زندہ کر دیا ہے۔ تمہارے بدن میں
جو زہر داخل کیا گیا تھا اس کا اثر بارش اور
چتا کی دھوئیں سے ختم ہو گیا ہے۔ تم فکر نہ کرو
ہم تمہارے چھوٹے بھائی کو بچا لائیں گے۔"

لڑکی داسی رونے لگی۔

"جاگیردار کے نوکر بڑے ظالم ہیں۔ وہ تلواریں لے
ہر وقت کوٹھڑی کے باہر پہرہ دیتے ہیں۔ تم
ان کا مقابلہ نہ کر سکو گے وہ میرے پیارے بھائی
کو مار ڈالیں گے۔ کل پورن ماشی کی رات ہے
کل میرے پیارے بھائی موہن کو رانی مورتی
کے آگے قتل......"

اور لڑکی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ عنبر، مقصود، سانگ
اور کیٹی جولی ماریا نے اسے حوصلہ دیا۔

ناگ نے کہا:

"ہمیں بتاؤ جاگیردار کا مکان کہاں ہے اور اس
مکان میں وہ کوٹھڑی کس جگہ پر ہے جس میں
تمہارا بھائی قید ہے۔"

داسی نے ناگ کو سب کچھ سمجھا دیا۔ عنبر، تھیوسانگ
جولی سانگ اور کیٹی ماریا بھی یہ سب کچھ سن رہے
تھے۔ کیٹی نے کہا:

"ناگ بھیّا! تم عنبر کو ساتھ لے کر جاؤ اور اس
بے چاری کے معصوم بھائی کو وہاں سے نکال
کر یہاں لے آؤ۔"

لڑکی بولی: "جاگیردار کے سپاہی اور غلام تمہیں بھی زندہ
نہیں چھوڑیں گے۔ وہ میرے بھائی کو بھی ختم کر
دیں گے۔"

تھیوسانگ نے کہا:

"بہن! تم گھبراؤ نہیں۔ سب ٹھیک ہو جائے گا۔ چلو
ہم سب اکٹھے چلتے ہیں۔"

لڑکی نے ہاتھ جوڑ دیے اور گھبرا کر بولی:

"نہیں نہیں۔ میں نہیں جاؤں گی۔ وہ لوگ مجھے
دیکھتے ہی مار ڈالیں گے۔"

عنبر بولا: "تھیوسانگ تم میرے ساتھ چلو۔ ناگ
بھیّا! تم اور جولی سانگ ماریا اور کیٹی اسی جگہ
لڑکی کے پاس رہو۔"

پھر انہوں نے لڑکی داسی کو بہت حوصلہ دیا اور

اسے جولی سانگ ماریا کیٹی اور ناگ کے حوالے کر کے
خود جاگیردار کی حویلی کی طرف روانہ ہو گئے۔ انہوں نے
تیر کر دریا پار کیا۔ جاگیردار کا گاؤں وہاں سے سات
کوس کے فاصلے پر تھا۔ تھیوسانگ اور عنبر پیدل ہی
چلے جا رہے تھے۔ دور انہیں ایک گاؤں کی اونچی
حویلی دکھائی دی۔ تیرھویں رات کا چاند نکلا ہوا تھا۔ اس
کی چاندنی میں گاؤں کی اونچی حویلی سب سے الگ نظر
آ رہی تھی۔ عنبر نے کہا:

"یہی جاگیردار کی حویلی ہے۔ ابھی چل کر اسے اس
ظلم کا مزا چکھاتے ہیں۔ تھیوسانگ! تم ذرا محتاط
رہنا کیوں کہ تم پر حملہ ہو گیا تو ایک بار تو تمہاری
گردن کٹ جائے گی۔ یہ الگ بات ہے کہ
میں اسے دوبارہ جوڑ دوں گا۔"

تھیوسانگ ہنسا۔ کہنے لگا:

"ایسا وقت ہی نہیں آئے گا عنبر بھائی!"

اسی طرح باتیں کرتے وہ گاؤں کے بازار میں پہنچ
گئے۔ رات ہو جانے کی وجہ سے بازار سنسان پڑا تھا۔
اس زمانے میں لوگ جلدی دکانیں وغیرہ بند کر کے سو
جاتے تھے۔ کہیں کسی مکان میں دیا روشن تھا۔ باقی مکانوں

پر تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ جاگیردار کی حویلی کی دوسری منزل
میں جگہ جگہ روشنی ہو رہی تھی۔ حویلی کے گیٹ پر
دو سپاہی پہرہ دے رہے تھے۔ عنبر اور تھیوسانگ کو
دیکھتے ہی ایک کتا ان کی طرف بھونکتا ہوا لپکا۔ جونہی
وہ ان کے قریب آیا تھیوسانگ نے اس کی گردن
پر اپنی سیدھی انگلی اپنے خاص ارادے سے رکھ دی
اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ کتا ایک دم سے ایک چوہے
سے بھی چھوٹا ہو کر باریک آواز میں چاؤں چاؤں کرتا
ایک طرف کو دوڑ پڑا۔ اب اس کی آواز بالکل کم
سنائی دیتی تھی۔ کتا گھبرا کر خدا جانے کہاں بھاگ گیا تھا۔
عنبر نے حویلی کے قریب پہنچ کر تھیوسانگ سے کہا:
"ہمیں بہانہ بنا کر حویلی میں داخل ہونا ہو گا۔ اگر
جاتے ہی جنگ شروع کر دی تو ممکن ہے
جاگیردار لڑکے کو ختم کر دے تاکہ وہ اس
کے خلاف راجہ کے دربار میں گواہی نہ دے سکے۔"
تھیوسانگ بولا: "ہم مسافر بن کر جاتے ہیں۔"
حویلی کے باہر گیٹ کی دونوں طرف مشعلیں جل رہی
تھیں۔ ان کی روشنی میں دو پہرے دار نیزے ہاتھوں میں
لے کر چل پھر کر پہرہ دے رہے تھے۔ جونہی ان کی

نظر عنبر اور تھیوسانگ پر پڑی انہوں نے وہیں سے
نیزے تان لیے اور للکار کر کہا:
"جو کوئی بھی ہو وہیں رک جاؤ۔"
عنبر اور تھیوسانگ وہیں رک گئے۔ عنبر نے بڑی
نرم زبان میں کہا:
"بھائی ہم مسافر ہیں۔ گاؤں میں آ کر رات پڑ
گئی ہے بھوک بھی لگی ہے۔ برسات بھی لگی
ہوئی ہے۔ ہم نے جاگیردار صاحب کی سخاوت
کی بہت تعریف سن رکھی ہے اس لیے حاضر
ہوئے ہیں کہ ہمیں رات گزارنے کے لیے کہیں
پڑ جانے کی اجازت مل جائے تو سب کو دعائیں
دیں گے۔"
ایک سپاہی نے نیزہ عنبر کی گردن میں چبھو کر کہا:
"جانتا ہے کہ نیزہ گردن سے پار کر دوں؟"
تھیوسانگ نے کہا:
"بھائی ہم نے تو جاگیردار کی بڑی تعریف سنی تھی
اور یہاں ہمارے ساتھ الٹا سلوک ہو رہا ہے۔"
اوپر کھڑکی کے پیچھے کھڑا جاگیردار یہ سارا ماجرا دیکھ
رہا تھا۔ اس نے اوپر ہی سے آواز دی:

"انہیں اندر آنے دو"
جاگیردار کی آواز سنتے ہی چوکیدار نے نیزہ پرے ہٹا
لیا اور تھیوسانگ اور عنبر کو حویلی میں جانے کی اجازت
دے دی۔ جاگیردار انہیں دالان میں آ کر حویلی کے اندر
لے گیا۔ اس کے ساتھ دو حبشی محافظ غلام بھی تھے جنہوں
نے ننگی تلواریں اٹھا رکھی تھیں۔ عنبر اور تھیوسانگ نے
جاتے ہی اسے سلام کیا اور عنبر نے کہا:
"ہم مسافر ہیں۔ کیا ہمیں آپ کے ہاں رات گذارنے
کو جگہ مل جائے گی؟"
جاگیردار بولا "وہ سامنے والی کوٹھڑی خالی ہے۔ اندر
پلنگ بچھے ہیں جا کر سو جاؤ۔ تم کو بھوک لگی
ہو تو بتا دو"
عنبر نے کہا:
"جی نہیں شکریہ۔ ہم نے ایک جگہ کھانا کھا لیا تھا"
عنبر اور تھیوسانگ سامنے والی کوٹھڑی میں داخل ہو
گئے۔ انہوں نے دروازہ بند کر لیا۔ عنبر نے سوراخ میں
سے باہر دیکھا۔ مشعل کی روشنی میں اس نے دیکھا کہ
جاگیردار اپنے غلاموں میں سے ایک غلام کو کچھ رازداری
سے کہہ رہا تھا۔ جب جاگیردار سیڑھیاں چڑھتا ہوا اوپر

والی منزل کی طرف چلا گیا تو ایک ہٹا کٹا حبشی غلام
اس کوٹھڑی کے باہر آ کر پہرہ دینے لگا جس کوٹھڑی میں
عنبر اور تھیوسانگ تھے۔ عنبر نے پیچھے ہٹ کر تھیوسانگ
سے سرگوشی میں کہا:
"جاگیردار نے ہمارے باہر پہرہ لگا دیا ہے"
تھیوسانگ نے جواب میں کہا:
"اس کا مطلب ہے جاگیردار بڑا چالاک آدمی ہے
مگر پہرے دار حبشی کو میں ابھی اٹھا کر یہ کونے
میں پڑی ہوئی ہنڈیا میں ڈال دیتا ہوں"
تھیوسانگ نے دروازہ کھول کر حبشی پہرے دار سے کہا:
"بھائی! ذرا میرے ساتھ یہ چارپائی سیدھی کرا دو گے،
چارپائی بھاری ہے"
حبشی غلام اندر آ گیا۔ جونہی وہ اندر آیا۔ تھیوسانگ
نے اس کی گردن کی طرف اشارہ کر کے کہا:
"یہ تمہاری گردن پر کیسا نشان ہے؟"
غلام نے اپنی گردن پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا:
"کون سا نشان؟"
تھیوسانگ نے اس کی گردن پر انگلی رکھ دی اور
کہا "یہ نشان" انگلی رکھتے ہی حبشی غلام انگلی کے برابر

ہو گیا اور زمین پر اِدھر اُدھر پھدکنے لگا۔ تھیوسانگ نے اسے اٹھا کر کونے میں رکھی ہنڈیا میں ڈال کر اوپر ڈھکن دے دیا۔ عنبر ہنس کر بولا!

"یہ بھی کیا سوچ رہا ہو گا"

تھیوسانگ نے کہا!

"اب ہمیں اس کمرے میں جانا چاہیئے جہاں داسی کا بھائی موہن قید ہے"

عنبر نے تھیوسانگ کو مشورہ دیا کہ وہ چھوٹا بن کر خود جائے اور پہلے دیکھ آئے کہ لڑکا وہاں پر موجود ہے کہ نہیں۔ چنانچہ تھیوسانگ نے اپنے آپ کو انگلی کے برابر کیا اور کوٹھڑی سے نکل کر لڑکی داسی کے بتائے ہوئے راستے سے ہوتا پہلی منزل کے کونے والی کوٹھڑی کے پاس آ گیا۔ کوٹھڑی کا دروازہ کھلا تھا۔ وہ اندر چلا گیا۔ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ اندر وہ نہیں تھا۔ ایک طرف زنجیر زمین پر پڑی تھی۔ تو کیا جاگیردار نے اسے کسی دوسری جگہ پہنچا دیا ہے؟ تھیوسانگ نے سوچا اور پھر اس نے حویلی کے سارے کمروں میں گھوم پھر کر دیکھ لیا۔ لڑکا کہیں بھی نہیں تھا۔

تھیوسانگ بھاگ کر عنبر کے پاس آ گیا۔ اسے ساری

بات بتائی۔ عنبر بولا!

"یہ تو معاملہ خراب ہو گیا ہے۔ کہیں یہ ظالم جاگیردار لڑکے کو رانی موتی پر قربان ہی نہ کر دے۔ اس کا فوراً پتہ چلانا پڑے گا۔ چلو رانی موتی کے مندر میں چلتے ہیں۔ لڑکے کو ضرور انہوں نے اسی جگہ کسی تہہ خانے میں رکھا ہو گا"

رانی موتی والے مندر کا راستہ بھی لڑکی داسی نے عنبر تھیوسانگ کو بتا دیا تھا۔ یہ مندر وہاں سے تھوڑی دور جنگل میں ایک پہاڑی ٹیلے کے دامن میں واقع تھا۔ عنبر اور تھیوسانگ اپنی کوٹھڑی کی پچھلی کھڑکی میں سے کود کر باہر نکل گئے اور رانی موتی کے مندر کی طرف تیز تیز چلنے لگے۔ عنبر نے کہا!

"کہیں آج پورن ماشی کی رات تو نہیں ہے؟ مجھے تو یہ چمکتا ہوا چاند پورنیوں کا چاند لگ رہا ہے"

تھیوسانگ بولا! "کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ ہو سکتا ہے یہ پورن ماشی ہی کی رات ہو۔"

عنبر نے کہا! "اگر یہ پورن ماشی کی رات ہے تو پھر جاگیردار اور برہمن لڑکے کی قربانی کرنے

والے ہوں گے۔ ہمیں جلدی چلنا چاہیے۔"

انہوں نے تیز تیز بھاگنا شروع کر دیا۔ آخر وہ رانی مورتی کے مندر کے پاس پہنچ گئے۔ انہیں وہاں مدھم روشنی نظر آئی جو مندر کے ادھ کھلے دروازے میں سے باہر آ رہی تھی۔

وہ بھاگ کر مندر میں آ گئے۔ مگر وہاں کوئی نہیں تھا۔ رانی مورتی کے آگے پتھر کی ایک لمبی سل رکھی تھی جس پر ایک کلہاڑا اور سیندور پڑا تھا۔ عنبر نے کہا،
"میرے خدا! یہ تو انسانی قربانی کی ساری تیاریاں ہو چکی ہیں۔ مگر سوال یہ ہے کہ لڑکا اور برہمن کہاں ہیں؟"

چھیو سانگ نے پتھر کی سل کو جھک کر غور سے دیکھا اور کہا "یہاں انسانی خون کا نشان کہیں نہیں ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ ابھی قربانی نہیں دی گئی۔"

اتنے میں انہیں لڑکے کی چیخوں کی آواز سنائی دی۔ وہ کہہ رہا تھا،
"مجھے نہ مارو، مجھے نہ مارو، مجھے چھوڑ دو۔"
عنبر نے چونک کر کہا،
"وہ لوگ لڑکے کو قربانی کے لئے لا رہے ہیں۔"

چھیو سانگ بولا: "تم فوراً سامنے والے ستون کے پیچھے چھپ جاؤ۔ میں مورتی کے پیچھے چھپ جاتا ہوں۔"

انہوں نے ایسا ہی کیا۔ عنبر ستون کے پیچھے اور چھیو سانگ رانی مورتی کے پیچھے چھپ گیا۔ مندر کے چھوٹے سے کمرے میں لوبان سلگ رہا تھا اور دیوار کے طاق میں دیا روشن تھا۔ رانی مورتی کا رنگ سیاہ تھا۔ اور اس کے ایک ہاتھ میں تلوار اور دوسرے ہاتھ میں خنجر تھا۔ اس کی آنکھیں لال لال خونخوار قسم کی تھیں۔ لڑکے کے رونے کی آوازیں قریب آ رہی تھیں۔ کوئی اس کے منہ پر ہاتھ رکھ کر بار بار اس کی آواز بند کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ پھر بارہ تیرہ برس کے ایک سہمے ہوئے گھبرائے بڑے پریشان حال اور روتے ہوئے لڑکے کی گردن میں رسی ڈالے برہمن دروازے پر نمودار ہوئے۔ ان کے پیچھے پیچھے ایک موٹا تازہ آدمی جس نے بدن پر تیل کی مالش کر رکھی تھی چلا آ رہا تھا۔ برہمن منتر پڑھ رہا تھا۔ عنبر نے سوچا کہ ان برہمنوں نے اب تک نہ جانے کتنے بے گناہ انسانوں کو پتھر کی بے جان مورت پر قربان کر ڈالا ہے۔ کوئی انہیں پوچھنے والا نہیں۔ مگر میں یہ ظلم نہیں ہونے دوں گا۔

جاگیردار نے رانی مورتی کے سامنے سر جھکا دیا اور ہاتھ باندھ کر بولا:

"رانی ماتا! تیری قربانی کو میں ایک نوجوان لڑکا لایا ہوں۔ میری قربانی کو قبول کر اور میری گایوں کی جان بخشی کر دے۔"

برہمن نے تازہ دھوپ مورتی کے آگے سلگا دیا اور ہاتھ باندھ کر منتر پڑھنے لگا۔ تیسرے ہٹے کٹے آدمی نے لڑکے کی گردن میں کس کر رسی باندھ دی تھی اور وہ بول نہیں سکتا تھا۔ اس کی آنکھیں باہر کو نکل آئی تھیں اور حلق سے غرغر کی آوازیں آ رہی تھیں۔ برہمن نے اشارہ کیا کہ لڑکے کو پتھر کی سل پر لٹا دیا جائے۔ ہٹے کٹے آدمی نے لڑکے کو پتھر کی سل پر لٹا کر اس کو رسی سے اچھی طرح باندھ دیا۔ اب لڑکا بے چارہ حرکت نہیں کر سکتا تھا۔ اس کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ جاگیردار نے کہا:

"مہاراج، قربانی شروع کرو۔ دیر ہو رہی ہے۔"

چڑیل سانپ

برہمن اور جاگیردار پیچھے ہٹ گئے۔

تیسرے آدمی نے آگے بڑھ کر کلہاڑا ہاتھ میں مضبوطی سے پکڑ لیا۔ لڑکے کی آنکھیں خوف کے مارے سفید ہو گئیں۔ عین اس وقت عنبر ستون کے پیچھے سے نکل کر اچانک سامنے آ گیا۔ اس نے گرج دار آواز میں کہا:

"رک جاؤ۔"

برہمن، جلاد اور جاگیردار نے غصے بھری آنکھوں سے عنبر کو دیکھا کہ یہ کہاں سے ٹپک پڑا ہے۔ جاگیردار نے بلند آواز میں کہا:

"اس کو بھی رانی ماتا پر قربان کر دو۔"

جلاد نے کلہاڑے کا بھرپور وار عنبر کے سر پر کر دیا۔ سب کو یقین تھا کہ عنبر کی کھوپڑی دو ٹکڑے ہو جائے گی۔ مگر وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ کھوپڑی کے دو ٹکڑے ہونے کی بجائے کلہاڑا ٹوٹ کر دو ٹکڑے

ہو گیا۔ برہمن کو شبہ ہوا کہ یہ شخص کوئی غیر انسانی
طاقت رکھتا ہے۔ وہ اسے حیرت سے تکنے لگا۔
جاگیردار چلایا

"اسے خنجر سے ہلاک کر دو۔"

اور جاگیردار نے اپنا خنجر نکال کر جلاد کی طرف پھینکا۔ عنبر نے
ان کی کوئی پروا نہ کی اور جلدی سے لڑکے کی گردن کی
رسی کھول دی۔ پھر اس کے جسم کی دوسری رسیاں کھولنے
لگا۔ اتنے میں جلاد نے عنبر کی پیٹھ پر خنجر کا بھرپور وار
کر دیا۔ مگر خنجر عنبر کے جسم سے ٹکرا کر ٹوٹ گیا۔ جلاد
ڈر گیا کہ معاملہ گڑبڑ ہے۔ یہ ضرور کوئی جادوگر ہے۔
وہ باہر کو بھاگنے لگا تو عنبر نے آواز دی:

"تھیوسانگ! اس جلاد کو جانے مت دینا۔ اس
نے نہ جانے کتنے بے گناہ انسانوں کا خون بہایا ہے۔"

جلاد باہر کو بھاگا، مگر تھیوسانگ نے سامنے
آکر اس کی گردن پر [illegible]
ہکا بکا ہو گئے۔ کیونکہ جلاد غائب ہو گیا تھا۔ [illegible] غائب
نہیں ہوا تھا [illegible] ہی چھوٹا ہو کر زمین پر [illegible]
[illegible] رہا تھا۔ تھیوسانگ نے اسے اٹھا کر اپنی
جیب میں ڈال لیا۔ اب عنبر نے برہمن اور جاگیردار کو

گھیر لیا۔ جاگیردار نے ان کو پہچان لیا تھا کہ یہ وہی
آدمی ہیں جو مسافروں کے بھیس میں اس کے گھر رات
گزارنے کے لئے ٹھہرے تھے۔ برہمن کا دل کہہ رہا
تھا کہ یہ دونوں انسان زبردست آسمانی طاقت رکھتے
ہیں۔ جاگیردار نے کہا:

"تم نے رانی ماتا کی قربانی میں رکاوٹ ڈالی ہے۔
رانی ماتا تم سے اس گستاخی کا بدلہ لے گی۔"

تھیوسانگ نے کہا:

"اور رانی ماتا تمہیں کچھ نہیں کہے گی جو ایک یتیم
بہن کے بھائی کو یہاں اس کے آگے قربان
کرنے والا تھا!"

جاگیردار نے کہا:

"ہم رانی ماتا کی قربانی اسی طرح دیا کرتے ہیں۔"
تھیوسانگ بولا۔ "تو پھر اپنے بچے کی قربانی کیوں
نہیں دیتے دوسروں کی اولاد کو کیوں قربان کرتے ہو"
عنبر بولا: "اور میں تمہاری رانی ماتا کی بھی
خبر لیتا ہوں"

یہ کہہ کر عنبر نے رانی ماتا کی مورتی کو ہلا کر فرش
سے اکھاڑا۔ اسے دونوں ہاتھوں پر اٹھایا اور اپنی پوری

سے دیوار کے ساتھ دے مارا کہ وہ پاش پاش ہوگئی
اب رانی ماتا نے مجھ سے بدلہ کیوں نہیں لیا؟
عنبر نے جاگیردار کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر پوچھا
پھر تھیوسانگ سے کہا:
تھیوسانگ اس جاگیردار کو بھی وہاں پہنچا دے
جہاں تم نے جلاد کو پہنچایا ہے۔
تھیوسانگ نے لپک کر جاگیردار کی گردن پر اپنی انگلی
رکھ دی جس کے ساتھ وہ ننھی سی انگلی جتنا ہو گیا۔
تھیوسانگ نے اسے بھی اٹھا کر اپنی جیب میں رکھ لیا۔
اب تو برہمن کو یقین ہو گیا تھا کہ یہ دونوں یا تو بہت
بڑے جادوگر ہیں اور یا ان کے پاس دیوتاؤں کی طاقتیں
ہیں۔ اس نے بڑی چالاکی سے کام لیتے ہوئے فوراً عنبر
کے آگے سجدہ کر دیا اور گڑگڑا کر بولا:
آپ ہر لوک کے دیوتا ہیں۔ مجھے معاف کر دیں
مجھ سے بھول ہو گئی کہ آپ کو پہچان نہ سکا۔
تھیوسانگ نے پوچھا:
"اس برہمن کا کیا کریں عنبر بھائی؟"
عنبر بولا: "اگر یہ آئندہ ایسے بھیانک کام سے
توبہ کرے تو اسے معاف کر دیں گے۔"

برہمن نے زمین پر ماتھا رگڑا اور بولا:
"حضور! مہاراج! میرے دیوتا! میں توبہ کرتا ہوں
میں کان پکڑتا ہوں۔ آئندہ کبھی ایسا کام نہیں
کروں گا۔ میری توبہ میرے باپ کی بھی توبہ
میری جان بخش کر دیں۔"
عنبر نے اسے جھڑک کر کہا:
"دفع ہو جا یہاں سے اور پھر کبھی جاگیردار کی حویلی
یا رانی کے مندر کا رخ نہ کرنا۔ نہیں تو ہم تمہیں
زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ ہمیں فوراً پتہ چل جائیگا
کہ تم کسی انسان کی قربانی کرنے والے ہو۔ ہم وہیں
پہنچ کر تیری گردن اڑا دیں گے۔"
برہمن نے ایک بار پھر کان پکڑ کر توبہ کی اور وہاں
سے بھاگ گیا۔ وہ بھاگا نہیں تھا۔ اصل میں مندر کے
باہر ایک جگہ چھپ گیا تھا۔ جب عنبر اور تھیوسانگ
لڑکے کو لے کر مندر سے باہر نکلے تو برہمن نے بھی
چاندنی رات میں درختوں کے پیچھے پیچھے چلتے ہوئے ان
کا پیچھا کرنا شروع کر دیا۔ وہ یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ
اصل میں یہ لوگ کون ہیں اور کہاں سے آئے ہیں کیا یہ
کوئی دیوتا لوگ ہیں یا جادوگر ہیں؟

عنبر اور تھیوسانگ نے راستے میں ایک گڑھے میں
جیب سے چھوٹے چھوٹے جاگیردار اور جلاد کو نکال کر
پھینک دیا۔ برہمن نے وہ جگہ ذہن میں یاد کر لی اور
عنبر تھیوسانگ کا پیچھا کرتا گیا۔ عنبر تھیوسانگ چاندنی
رات میں لڑکے کو لے کر دریا پار کر گئے۔ برہمن بھی
ان کے پیچھے تعاقب میں تھا۔ وہ بھی دریا پار کر کے
دوسرے کنارے پر پہنچ گیا۔ عنبر تھیوسانگ دریا کی دوسری
جانب ٹیلے کے نیچے آ گئے جہاں لڑکے کی بہن داسی
نے اپنے بھائی کو دیکھا تو روتی ہوئی اس سے لپٹ گئی

برہمن ایک درخت کے پیچھے چھپ کر یہ تماشہ دیکھ
رہا تھا۔ چاندنی میں اس نے داسی کو پہچان لیا۔ یہ جاگیردار
کے گھر میں کام کرنے والی وہی لڑکی داسی تھی جس کو
ابھی شام کو چتا پر آگ لگائی تھی۔ جس کے کان میں
زہر ڈال کر اسے ہلاک کر دیا گیا تھا۔ لیکن یہ دوبارہ
کیسے زندہ ہو گئی؟ ضرور یہ بھی ان دونوں جادوگروں کا کرشمہ
ہوگا۔ وہ ایسی جگہ پر چھپا ہوا تھا جہاں سے اسے عنبر
تھیوسانگ، لڑکی داسی، جولی سانگ کیٹی اور ناگ کے باتیں
کرنے کی آواز صاف سنائی دے رہی تھی۔ ان کی گفتگو
سے انہوں نے اندازہ لگایا کہ وہ داسی لڑکی اور اس

کے بھائی کو دوسرے شہر رتنا پور میں چھوڑنے جا رہے
ہیں۔ رتنا پور وہاں سے آگے پچاس کوس کے فاصلے پر
تھا اور وہاں کا راجہ بڑا رحم دل اور رعایا سے پیار کرنے
والا تھا۔ ان کی باتوں سے برہمن کو یہ بھی معلوم ہوا کہ
یہ لوگ آپس میں گہرے دوست ہیں اور رتنا پور کی سرائے
میں ایک ہفتہ قیام کریں گے۔ تاکہ اس پُر فضا شہر کی
سیر کر سکیں۔

برہمن وہاں سے فوراً واپس مڑا۔ دریا پار کر کے اسی
مقام پر آیا جہاں عنبر تھیوسانگ نے جاگیردار اور جلاد کو
پھینک دیا تھا۔ برہمن گڑھے میں اتر گیا۔ اسے وہاں جلاد
تو دکھائی نہ دیا۔ وہ کہیں افراتفری میں گھبرا کر بھاگ گیا
تھا۔ البتہ وہاں جاگیردار ضرور بے ہوش پڑا تھا۔ برہمن
کو جلاد سے کوئی دلچسپی بھی نہیں تھی۔ اس نے جاگیردار
کو اٹھا کر اپنی صدری کی جیب میں سنبھال کر رکھ لیا
اور تیز تیز قدموں سے شہر کی دیوار کے قریب سے گزرتا
اس چھوٹی سی سڑک پر گھوم گیا جو جنگل کے کنارے
کنارے ایک بے آباد ویران علاقے میں جاتی تھی۔
یہاں آگے چل کر ایک خشک تالاب تھا۔

رات آدھی سے زیادہ گزر چکی تھی۔ بلکہ اب تو صبح

ہونے والی تھی۔ برہمن تالاب کی سیڑھیاں اتر کر اس کی اندر والی دیوار کے ساتھ ساتھ چلنے لگا۔ تالاب پہلے پانی سے بھرا رہتا تھا۔ مگر اب خشک ہو گیا ہوا تھا۔ کیوں کہ کئی سالوں سے وہاں بارش نہیں ہوئی تھی۔ تالاب کے اندر والی دیوار جو پہلے پانی میں ڈوبی رہتی تھی اب صاف نظر آ رہی تھی۔ اس دیوار میں پتھر کی مورتیاں تراشی گئی تھیں۔ یہ پتھر کے چوکھٹے تھے جن میں مورتیاں بنی ہوئی تھیں۔ کوئی مورتی رقص کر رہی تھی تو کوئی مورتی سو رہی تھی۔ ان چوکھٹوں میں سے پتھر کے ایک چوکھٹے کی مورتی غائب تھی۔ وہاں چوکھٹے میں ایک شگاف پڑا ہوا تھا۔ چاندنی رات میں ہر طرف سناٹا چھایا تھا۔ برہمن اس شگاف میں سے دیوار کے اندر چلا گیا۔

دوسری طرف ایک بہت ہی اندھیری اور تنگ سرنگ تھی۔ برہمن اس سرنگ میں جھک کر چل رہا تھا۔ چند قدم چلنے کے بعد وہاں ایک پتھر کی مورتی کا سر زمین میں سے باہر نکلا ہوا تھا۔ برہمن نے اس مورتی کے سر کے آگے جا کر ہاتھ باندھے۔ سر جھکایا اور بولا:

راکھشی ماتا! میں نے آج ان دو جادوگروں کو دیکھ لیا ہے جن کی تو نے مجھے خبر دی تھی

اور کہا تھا کہ جس روز یہ دونوں آدمی تجھے ملے تیری خواہش پوری ہونے کا وقت آ جائے گا۔ اب میری خواہش پوری کر دے راکھشی ماتا۔"

مورتی کے اندر سے آواز آئی۔ کسی پتھر کی مورتی کے اندر سے آواز نہیں آیا کرتی۔ پتھر کے بت بے جان ہوتے ہیں اور ہم انہیں جب چاہیں اٹھا کر گلی میں پھینک سکتے ہیں۔ اصل میں جو لوگ بتوں پر عقیدہ رکھتے ہیں ان کے ذہن اور خیالات بھی اس طرح کے ہو جاتے ہیں۔ پھر جب وہ کسی بت کو پکارتے ہیں تو ان کے اپنے اندر سے بت جواب دیتا ہے۔ یہ بت ان لوگوں کے اندر جا کر بیٹھ جاتے ہیں اور ساری عمر انہیں غلط راستوں پر چلاتے رہتے ہیں۔ ایسے بت پرست لوگ زندگی بھر بھٹکتے پھرتے ہیں اور انہیں سیدھا راستہ نہیں ملتا۔ جو لوگ بتوں کو طاقت ور سمجھتے ہیں اصل میں وہ خود کمزور ہوتے ہیں۔ خدا پر ان کا عقیدہ پکا نہیں ہوتا۔ جن کا ایک خدا پر ایمان پختہ ہوتا ہے ان کے سامنے بت کیا ہر شے ذرّہ ہے۔ یہی وجہ تھی کہ جب محمود غزنوی کو بتایا گیا کہ سومنات کے بت پر جو حملہ کرے گا وہ آگ میں جل کر راکھ ہو جائیگا

تو محمود غزنوی نے کہا تھا کہ اللہ کے نام پر میں اس
بت کو خود پاش پاش کروں گا۔ چنانچہ وہ خود گرز
ہاتھ میں لے کر سومنات کے بت کے سامنے گیا اور
گرز مار مار کر اس کے ٹکڑے اڑا دیئے۔ یہی نہیں
بلکہ اس کا سر رسی سے اپنے گھوڑے کی زین کے
ساتھ باندھا اور اسے شہر تک سڑک پر گھسیٹتا ہوا
لیتا گیا۔ چنانچہ اس برہمن کے دل میں بھی بتوں کا شرک
بیٹھ چکا تھا اور وہ غلط راستے پر تھا۔ پس جب اس
نے مورتی کو پکارا تو خود اس کے ضمیر نے مورتی کی
آواز میں اسے کہا:

"اے برہمن! تو خوش قسمت ہے کہ آخر تیرے
دل کی مراد بر آئی۔ سن! آج جن دو آدمیوں کو
تو نے دیکھا ہے ان میں سے ایک کا نام عنبر
ہے۔ اس پر تیر تلوار کا اثر نہیں ہوتا اور دوسرے
کا نام مختیوسانگ ہے وہ جس کو انگلی سے چھو
دے وہ چھوٹا سا بن جاتا ہے تو نے عنبر
کو اپنے قبضے میں کرنا ہے، جب تو اسے
اپنے قبضے میں کرے گا تو تیرے دل کی خواہش
پوری ہو جائے گی۔"

اب دوستو تم ضرور پوچھو گے کہ اگر یہ برہمن کے
اپنے بڑے اور بھٹکے ہوئے ضمیر کی آواز تھی تو برہمن
کو عنبر اور مختیوسانگ کے رازوں کے بارے میں کیسے
پتہ چل گیا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ انسان کا لاشعور
قدرت کا ایک حیرت انگیز خزانہ بلکہ طلسم خانہ ہے۔
ہمارے لاشعور میں دنیا کی ہر شے اور دنیا کی ہر شے
کا علم موجود ہے۔ اچھا علم بھی اور برا علم بھی۔
جو لوگ نیک ہوتے ہیں وہ خدا کی عبادت سے اچھا
علم حاصل کر لیتے ہیں اور جو برے ہوتے ہیں وہ برا
علم حاصل کرتے ہیں۔ چنانچہ اس برہمن نے بھی مورتی
پوجا سے برا علم حاصل کیا ہوا تھا اور جب وہ
مورتی کو پکارتا تھا، اس سے کچھ پوچھتا تھا تو برہمن
کا لاشعور اسے ایسی باتیں بتا دیتا تھا جس کا برہمن
کو پتہ نہیں تھا۔ یہ باتیں تم بڑے ہو کر کتابوں میں
تفصیل کے ساتھ پڑھو گے۔ اس علم کو سائیکالوجی یعنی
نفسیات کا علم کہتے ہیں۔ اسی لئے اللہ کا فرمان ہے۔
کہ ہمیشہ ذہن میں اچھی باتیں سوچا کرو۔ کبھی بری بات
کو ذہن میں داخل نہ ہونے دو۔ اس طرح تمہارا ذہن
نیک بن جائے گا اور تمہارے دل میں نورانی علم پیدا

ہو گا۔ برہمن کا ذہن نیک نہیں تھا۔ وہ تعویذ گنڈے سے بڑی خواہشات پوری کرنا چاہتا تھا چنانچہ وہ نورانی علم سے محروم تھا اور کالے علم کے پنجے میں گرفتار تھا۔ برہمن نے مورتی سے کہا :

"راکھشی ماتا! میں اس عنبر کو کیسے اپنے قبضے میں کر سکتا ہوں کہ میرے دل کی خواہش پوری ہو۔"

راکھشی ماتا نے کہا :

"اس کے لئے تم یہ کرو کہ آدھی رات کو کسی مرگھٹ میں جا کر بیٹھ جاؤ۔ جب وہاں کسی ہندو عورت کی لاش جلانے کے لئے لائی جائے تو اس کے جلنے کا انتظار کرو۔ جب اس کے رشتے دار چلے جائیں تو جلتی ہوئی لاش کی کھوپڑی کاٹ کر ایک طرف لے جاؤ۔ اس پر پانی ڈال کر اسے ٹھنڈا کرو۔ جب کھوپڑی ٹھنڈی ہو جائے تو کھوپڑی کا تھوڑا سا مغز نکال کر کھا جاؤ۔ اس کے بعد اس کھوپڑی کو گود میں رکھ کر کالے علم کا منتر ایک ہزار بار پڑھو۔ جب تمہارے منتر کی گنتی ختم ہو گی تو کھوپڑی تمہاری گود سے خود بخود چل کر اپنے

جسم کے ڈھانچے کے ساتھ جا کر لگ جائے گی اس کے بعد تم میرے پاس آنا۔ تب میں تمہیں وہ خفیہ کالا منتر بتاؤں گی جس کی مدد سے تم اپنی خواہش کو پورا کر سکو گے۔"

برہمن نے کہا :

"جے ہو راکھشی ماتا کی! میں ابھی مرگھٹ میں جا کر چھپ جاتا ہوں۔"

برہمن نے مورتی کو سجدہ کیا اور تنگ و تاریک سرنگ سے نکل کر باہر خشک تالاب کی دیوار کے ساتھ چلتا گاؤں کے باہر جو مرگھٹ تھا اس طرف روانہ ہو گیا۔ وہ ساری رات مرگھٹ میں بیٹھا رہا۔

چھوٹی انگلی کے برابر جاگیردار ابھی تک اس کی جیب میں تھا۔ اس نے اسے باہر نکال کر دیکھا۔ جاگیردار مر چکا تھا۔ برہمن نے اسے وہیں زمین کے نیچے دبا دیا۔ رات گزر گئی مگر کسی ہندو عورت کی لاش کا جنازہ یعنی ارتھی وہاں نہ آئی۔ دوسرے دن برہمن اپنے گاؤں والے مکان میں آ گیا۔ جب رات ہوئی پھر مرگھٹ یعنی ہندوؤں کے قبرستان کی طرف چل دیا۔

رات کو چاند نکل آیا۔ مگر یہ چاندنی مرگھٹ میں بڑی

ڈراؤنی لگ رہی تھی۔ مرگھٹ کے چھوٹے سے میدان میں
ایک مٹی کا چبوترہ تھا اس چبوترے پر لاشوں کو رکھ کر
جلایا جاتا تھا۔ برہمن چبوترے سے ہٹ کر ایک کیکر
کے درخت کے پیچھے چھپ کر بیٹھا تھا۔ جب رات
آدھی سے زیادہ گزر گئی تو برہمن کو دور سے ایسے اشلوک
پڑھنے کی آوازیں سنائی دیں جو ہندو لوگ ارتھی کے ساتھ
ساتھ پڑھتے ہیں۔ برہمن نے دیکھا کہ دور سے ایک ارتھی
آ رہی ہے جس کے ساتھ لوگ مشعلیں اٹھائے اشلوک
پڑھتے چلے آ رہے ہیں۔ وہ چوکس ہو کر بیٹھ گیا۔ ارتھی مرگھٹ
میں لا کر رکھ دی گئی۔ چبوترے پر لوگوں نے ریڑھے
میں سے لکڑیاں نکال کر چن دیں۔ پھر اس کے اوپر لاش
کو رکھ دیا۔ برہمن یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ یہ ہندو عورت
کی لاش ہے یا مرد ہندو کی۔ وہ درخت کے پیچھے سے
نکل کر ان لوگوں میں شامل ہو گیا۔ اس نے ایک بڈھے
ہندو سے کہا:

"بے چارے کو کیا بیماری تھی؟"

بڈھے نے کہا:

"بے چاری کہو بھائی۔ یہ عورت کی لاش ہے
اس کو سانپ نے کاٹ لیا تھا۔ بس دیکھتے دیکھتے

مر گئی۔"

برہمن بڑا خوش ہوا کہ آخر اس کے دل کی مراد بر
آئی اور ارتھی عورت کی نکلی۔ وہ دور ہٹ کر اندھیرے
میں ایک جگہ بیٹھ گیا اور انتظار کرنے لگا کہ کب یہ لوگ
لاش کو آگ لگا کر وہاں سے جاتے ہیں۔ جب چتا پر
لکڑیاں اور لاش رکھ دی گئی تو لکڑیوں پر گھی ڈالا گیا اور
پھر لکڑیوں کو آگ لگا دی گئی۔ دیکھتے دیکھتے آگ بھڑک
اٹھی اور لاش بھی لکڑیوں کے ساتھ جلنے لگی۔ لاش کے
رشتے دار کچھ دیر وہاں بیٹھے اپنے منتر پڑھتے رہے۔
جب انہیں یقین ہو گیا کہ لاش جل چکی ہے تو وہ وہاں
سے چلے گئے۔ ان لوگوں کو دوسرے دن جب چتا ٹھنڈی
ہو جاتی ہے تو لاش کی راکھ اور ہڈیاں اکٹھی کرنے آنا
تھا۔ برہمن غور سے چتا کو دیکھ رہا تھا۔ آگ ابھی تک
جل رہی تھی۔ پھر آہستہ آہستہ آگ کے شعلے غائب ہو
گئے اور وہاں صرف دہکتے ہوئے انگارے ہی رہ گئے۔
رات کے پچھلے پہر یہ انگارے بھی راکھ کی تہہ کے نیچے
دب گئے۔ اب برہمن اپنی جگہ سے اٹھا اور لاش کے
سرہانے کی طرف آ گیا۔ اس کے ہاتھ میں درخت کی
ایک چھڑی تھی۔

اس نے چھڑی کی مدد سے لاش کی کھوپڑی باہر کھینچ لی۔ کھوپڑی پر ابھی جلا ہوا گوشت باقی تھا۔ کھوپڑی کا رنگ سیاہ پڑ چکا تھا۔ وہ بڑی ڈراؤنی لگ رہی تھی۔ اس کے ہونٹ ناک آنکھیں جل چکی تھیں۔ آنکھوں ناک اور منہ کی جگہ سوراخ پڑ گئے تھے۔ برہمن نے چھڑی کھوپڑی کے منہ میں ڈلی اور اسے اٹھا کر پرے پانی کے حوض میں لے گیا۔ کھوپڑی کو حوض کے پانی میں ڈالا تو برہمن کو جیسے سانپ کے پھنکار کی آواز سنائی دی۔ مگر اس نے کوئی خیال نہ کیا۔ وہ سمجھا کہ گرم شے کو پانی میں ڈالو تو شوں کی آواز آیا ہی کرتی ہے۔ اسے یہ یاد ہی نہیں رہا تھا کہ اس عورت کی موت سانپ کے کاٹنے سے ہوئی ہے۔

جب کھوپڑی ٹھنڈی ہو گئی تو برہمن نے اسے حوض سے باہر نکال لیا پھر اس کی گردن کے پیچھے سوراخ میں انگلی ڈال کر اس کا پکا ہوا تھوڑا سا مغز نکال کر کھا لیا۔ یہ مغز انتہائی بدذائقہ اور کڑوا کڑوا سا تھا۔ اس مغز میں سانپ کے زہر کا اثر تھا جس کا برہمن کو خیال ہی نہیں تھا۔ مغز کھانے کے بعد برہمن نے کھوپڑی کو اپنی گود میں رکھا اور بیٹھ کر کالے علم

کا خاص منتر پڑھنا شروع کر دیا۔

اس منتر کو برہمن نے ایک ہزار بار پڑھا۔ جب وہ منتر ختم کر چکا تو اس کی گود میں رکھی کھوپڑی میں حرکت پیدا ہوئی اور وہ اس کی گود سے نکل کر اپنے آپ زمین پر رینگتی ہوئی چتا کی طرف چلنے لگی۔ پھیکی چاندنی میں برہمن اسے برابر دیکھ رہا تھا۔ عورت کی کھوپڑی اچھل کر چتا پر چڑھی اور عورت کے جسم کے جلے ہوئے ڈھانچے کی گردن کے ساتھ جا کر لگ گئی۔ برہمن اٹھ بیٹھا۔ وہ بہت خوش تھا۔ اس کا عمل پورا ہو گیا تھا۔ وہ وہیں سے راکھشی مورتی کی سرنگ کی طرف چل پڑا۔ صبح ہونے میں تھوڑی دیر ہی تھی کہ برہمن خشک تالاب کی دیوار کے شگاف سے گذر کر سرنگ میں آ کر راکھشی مورتی کے آگے ہاتھ جوڑ کر بیٹھ گیا اور بولا:

"راکھشی ماتا! میں نے تیرا عمل پورا کر دیا ہے۔ میں نے مردہ ہندو عورت کی جلی ہوئی کھوپڑی کا مغز کھا لیا ہے۔ میں نے ایک ہزار بار منتر بھی پڑھا۔ کھوپڑی میری گود سے اپنے آپ اٹھ کر اپنی لاش کے ڈھانچے کے ساتھ جا لگی ہے۔ اب میری خواہش پوری کرنے کا آخری منتر مجھے بتا۔"

راکھشی مورتی خاموش رہی۔ اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ برہمن پریشان ہو کر بولا :

"راکھشی ماتا! تو بولتی کیوں نہیں۔ میں نے تیرا کالا عمل پورا کر دیا ہے۔ اب مجھے آخری منتر کیوں نہیں بتاتی کہ میرے دل کی سب سے بڑی خواہش پوری ہو۔"

راکھشی مورتی اب بھی خاموش تھی۔ پھر بولی :

"میرا دھیان کسی اور طرف تھا۔ اب میں تمہیں آخری منتر بتاتی ہوں۔ غور سے سن کر اسے یاد کر لے اور رات کو جب چاروں طرف اندھیرا چھا جائے تو اسے دریا کنارے بیٹھ کر ایک ہزار بار پڑھ۔ تیرے دل کی خواہش اسی وقت پوری ہو جائے گی۔"

اور راکھشی مورتی نے برہمن کو آخری منتر بتا دیا۔

برہمن نے کچھ بے چین سا ہو کر کہا :

"راکھشی ماتا، کسی وقت میرا سر چکرانے لگتا ہے آنکھوں کے آگے سُرخی چھانے لگتی ہے۔"

راکھشی مورتی کو معلوم تھا کہ اس کے ساتھ ایسا کیوں ہو رہا ہے۔ اس نے بدقسمتی سے ایک ایسی ہندو عورت

کی لاش کی کھوپڑی کا مغز کھا لیا تھا جس کو ایک چڑیل سانپ نے کاٹا تھا۔ یہ سانپ دن کو سانپ ہوتا تھا اور رات کو چڑیل بن کر ویران علاقوں، ایسے کھنڈروں اور خالی مکانوں میں چلا جاتا تھا۔ برہمن کے ساتھ کیا ہونے والا تھا اس کی اسے خبر نہیں تھی مگر راکھشی مورتی کو سب پتہ تھا لیکن وہ اسے کسی طریقے سے بتانا چاہتی تھی۔ اس نے کہا :

"اے برہمن! یہ منتروں کی گرمی کا اثر ہے اب جا کر دریا کنارے بیٹھ اور آخری منتر ایک ہزار بار پڑھ پھر تجھے میرے پاس آنے کی ضرورت نہیں ہو گی۔ تیرے اندر اتنی طاقت آ جائے گی کہ تو دن کے وقت ایک ایسا سانپ بن جایا کرے گا جو غیبی سانپ ہو گا۔ تم کسی کو نظر نہیں آؤ گے مگر تم سب کو دیکھ سکو گے۔ پھر تم عنبر کو جا کر صرف ایک بار ڈس دینا۔ تمہارے ڈسنے سے عنبر کی ساری طاقت تیرے جسم میں آ جائے گی۔ عنبر کو ڈسنے کے دو دن بعد تو پھر سے دن کے وقت انسان بن جائے گا پھر تو سانپ نہیں بنے گا۔ اس کے بعد تم موت

پر قابو پالو گے۔ موت تیری لونڈی بن جائے گی۔
تو جس کے بارے میں حکم کرے گا۔ موت اسے
جا کر ہلاک کر دے گی!"
برہمن بڑا خوش ہوا اور سر جھکانے کے بعد سرنگ
سے نکل گیا۔ اس کے جانے کے بعد راکھشی
مورتی نے اپنے آپ سے کہا!
"اس برہمن کی بدنصیبی کے دن شروع ہو گئے ہیں۔
اس میں عنبر کو ڈسنے سے عنبر کی طاقت ضرور آ جائے
گی مگر وہ اس کے لئے بیکار ہو گی۔ کیونکہ برہمن
پھر کبھی انسانی شکل میں نہیں آ سکے گا۔ کیوں کہ
اس نے چڑیل سانپ کی ڈسی ہوئی ہندو عورت
کی کھوپڑی کا مغز کھا لیا ہے۔ اب یہ ساری
زندگی دن کے وقت غیبی سانپ رہے گا اور
رات ہوتے ہی چڑیل بن جایا کرے گا۔"
اس کے بعد راکھشی مورتی غائب ہو گئی۔
برہمن نے دن بھر اپنے مکان پر آرام کیا۔ مگر
اسے ہر پندرہ منٹ کے بعد چکر آتا اور آنکھوں کے
آگے سرخی چھا جاتی۔ وہ یہ کہہ کر اپنے آپ کو تسلی
دیتا کہ یہ منتر کی گرمی کا اثر ہے۔ جب رات کا اندھیرا

چھا گیا تو وہ برہمن سیدھا دریا کے کنارے جا کر بیٹھ گیا۔
اور راکھشی مورتی کا بتایا ہوا آخری منتر پڑھنے لگا۔ جب
اس نے ایک ہزار بار منتر پڑھ لیا تو اچانک اسے
ایک جھٹکا لگا اور وہ الٹ کر دور جا گرا۔ اس نے
اٹھ کر اپنے جسم کا جائزہ لیا۔ راکھشی ماتا نے کہا تھا کہ
تم دن کے وقت غیبی سانپ بن جاؤ گے اور رات
کے وقت آدمی بن جایا کرو گے۔ دو دن کے بعد تم
دن کے وقت بھی آدمی بن جاؤ گے۔ برہمن نے سوچا
کہ شاید اسے یہ جھٹکا اس لئے لگا ہے کہ وہ دن
کے وقت سانپ بننے والا ہے۔ وہ اس کے لئے
تیار تھا۔ وہ جلدی جلدی چلتا اپنے گاؤں والے مکان پر
آ گیا۔ کیوں کہ صبح اسے غیبی سانپ بن جانا تھا۔
وہ کوٹھڑی کا دروازہ اندر سے بند کر کے بیٹھ گیا۔ جب
رات گزر گئی اور سورج نکلا تو برہمن کی بے چینی بڑھنے
لگی۔ اسے ایک اور جھٹکا لگا اور اب جو اس نے اپنے
آپ کو دیکھا تو وہ سانپ بن چکا تھا مگر اسے اپنا
جسم سائے کی طرح نظر آ رہا تھا۔ برہمن کو بتایا گیا
تھا کہ وہ دن کے وقت سانپ بن جایا کرے گا اور
رات کو پھر اپنی انسانی شکل میں واپس آ جائے گا۔

حالت دو چار دن تک رہے گی پھر وہ دن کے وقت
سانپ بھی نہیں بنے گا۔ برہمن اپنے کالے عمل میں
کامیاب ہو چکا تھا۔

وہ بڑا خوش ہوا اور یہ معلوم کرنے کے لئے کہ
واقعی وہ غائب ہے کوٹھڑی سے باہر نکل آیا۔ مکان
کے صحن میں دن کی سنہری دھوپ پھیلی ہوئی تھی۔ برہمن
سانپ کی شکل میں رینگتا ہوا مینڈک کے قریب آ گیا
عام طور پر سانپ کو دیکھتے ہی مینڈک بھاگ جایا کرتا
ہے مگر یہ مینڈک اپنی جگہ پر ہی بیٹھا رہا۔ برہمن سانپ
اس کے بالکل سامنے آ گیا۔ مگر مینڈک اب بھی اپنی
جگہ پر مزے سے بیٹھا رہا۔ برہمن سانپ سمجھ گیا کہ مینڈک
اسے نہیں دیکھ رہا۔ وہ پوری طرح غائب ہو چکا ہے یعنی
غیبی سانپ بن گیا ہے اور اب اسے کل شہر رتنا پور
جا کر عنبر کو ڈسنا ہے۔ جس کے بعد جیسا کہ راکھشش عورت
نے بہت پہلے اسے بتایا تھا کہ جونہی وہ عنبر کو ڈسے گا
عنبر کی طاقتیں اس کے پاس آ جائیں گی، اور عنبر ایک دم
سے غائب ہو جائے گا۔ یہ برہمن موت پر فتح حاصل کر
کے ساری دنیا کے انسانوں کو اپنا غلام بنانا چاہتا تھا
اور اپنے دشمنوں کو موت کی مدد سے ایک ہی پل میں

موت کے حوالے کر دینا چاہتا تھا۔

برہمن مکان سے باہر آ گیا۔ باہر گلی میں بچے کھیل
رہے تھے۔ برہمن سانپ ان کے درمیان چلا گیا۔ کسی
بچے نے اسے نہ دیکھا۔ وہ اپنی دھن میں ویسے ہی
کھیلتے رہے۔ برہمن سانپ کو بے حد خوشی ہوئی کہ اس
کا عمل کامیاب رہا ہے۔ وہ چھلانگ لگا کر ہوا میں
اچھلا اور اس نے غیبی حالت میں اڑنا شروع کر دیا
اس کا رخ رتنا پور شہر کی طرف تھا جہاں عنبر ناگ ماریا
کیتھی اور جولی سانگ تھیوسانگ شہر کی کاروان سرائے
رہ رہے تھے۔ داسی لڑکی اپنے بھائی کے ساتھ چلی
گئی تھی۔ عنبر ناگ اور ان کے سارے ساتھی رتنا پور
کے خوب صورت شہر کی سیر کے لئے وہاں دو تین
روز کے لئے رک گئے تھے۔

برہمن سانپ کی شکل میں اڑتا ہوا سیدھا رتنا پور
شہر میں پہنچ گیا۔ یہ شہر وہاں سے پچاس کوس کے
فاصلے پر تھا۔ عنبر ناگ ماریا کیتھی جولی سانگ اور تھیوسانگ
اس شہر کی کاروان سرائے میں اترے ہوئے تھے۔
برہمن سانپ اڑتا ہوا بہت جلد رتنا پور پہنچ گیا اس
شہر سے برہمن سانپ خوب واقف تھا۔ وہ سیدھا اس

سرائے میں پہنچ گیا۔ اس وقت وہاں عنبر نہیں تھا۔
برہمن سانپ شکل سے صرف عنبر اور چھیوسانگ کو
جانتا تھا۔ اس نے دیکھا کہ چھیوسانگ ایک کوٹھڑی کے
باہر برآمدے میں بیٹھا باتیں کر رہا ہے۔ چھیوسانگ کے
ساتھ اس وقت ناگ، کیٹی، جولی سانگ اور ماریا بھی
تھے۔ برہمن سانپ چونکہ خود غائب تھا اس لئے وہ
ماریا کو بھی غیبی حالت میں دیکھ رہا تھا۔ وہ سمجھ گیا
کہ یہ لوگ عنبر اور چھیوسانگ کے ساتھی ہیں جن
کے بارے میں رکشی ماتا نے اسے بتایا تھا۔

ان لوگوں سے برہمن سانپ کو کوئی دلچسپی نہیں
تھی۔ اسے صرف عنبر کی تلاش تھی۔ عنبر اس وقت
شہر کے بازار میں ایک موتی فروخت کرنے گیا ہوا
تھا تاکہ ان کے پاس کچھ رقم آ جائے۔ برہمن سانپ
وہیں کارواں سرائے کی چھت پر بیٹھ گیا۔ یہاں سے
اسے عنبر ناگ کی کوٹھڑی صاف نظر آ رہی تھی۔ کافی
دیر گذر گئی۔ پھر اسے عنبر دکھائی دیا۔ عنبر کو دیکھ کر
غیبی برہمن سانپ کی آنکھیں چمک اٹھیں۔ وہ اپنی
جگہ پر ہوشیار ہو گیا۔ عنبر کے ہاتھ میں چھوٹی سی
تھیلی تھی جس میں چاندی کے کچھ سکے تھے۔ اس نے سکے

کیٹی کے حوالے کرتے ہوئے کہا:
"لو بھئی یہ کافی سکے ہیں۔ آگے پھر دیکھا جائے گا۔"
چھیوسانگ اور جولی سانگ عنبر کی طرف دیکھ کر
مسکرائے۔ ماریا نے کہا:
"موتی زیادہ قیمتی تھا عنبر بھائی"
ناگ بولا: "بھئی عنبر بھیا بڑا بھولا ہے۔ یہ
کاروبار نہیں جانتا۔ صراف نے جو دے دیا
وہی ٹھیک ہے۔"
عنبر سر کھجاتے ہوئے کہنے لگا:
"ارے بھئی ایک ہزار چاندی کے سکے لایا
ہوں موتی اس سے زیادہ قیمتی تو نہیں تھا۔"
کیٹی ہنس کر بولی:
"بالکل نہیں تھا۔ چلو عنبر بھیا تم اندر جا کر
منہ ہاتھ دھو لو۔ یہ لوگ تو خواہ مخواہ مذاق
کر رہے ہیں تمہیں۔"
ناگ جولی سانگ چھیوسانگ اور ماریا بھی ہنسنے
لگے۔ عنبر منہ ہی منہ میں بڑبڑاتا غسل خانے میں چلا
گیا۔ برہمن سانپ اس کے اکیلا ہونے کا ہی انتظار کر
رہا تھا جونہی عنبر غسل خانے میں گیا برہمن سانپ بھی

جھپٹ۔ منہ دھونے اندر غسل خانے میں گیا۔ برہمن
سانپ کا وار عمل کچھ ایسا زبردست تھا کہ عنبر، ناگ،
ماریا، کیٹی، ٹیمٹوسانگ اور جولی سانگ میں سے کسی کو
بھی برہمن سانپ کی موجودگی کا علم نہ ہو سکا۔ برہمن
سانپ غائب تھا تو کیا ہوا۔ اس کی بُو تو انہیں آ
سکتی تھی مگر کسی کو برہمن سانپ کی بُو بھی نہ آئی اس
نے اندر جا کر دیکھا کہ عنبر منہ دھو رہا تھا۔

برہمن سانپ کے لئے یہ سنہری موقع تھا۔ اس
نے زمین پر اترتے ہی عنبر کی گردن پر ڈس دیا۔ برہمن
سانپ نے اپنا پورا زہر عنبر کے جسم میں داخل کر دیا۔ یہی
اسے راکھشی مورتی نے کہا تھا۔ مگر اس نے برہمن سانپ
کو یہ نہیں بتایا تھا کہ عنبر کو ڈسنے کے بعد برہمن
دن کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے سانپ بن جایا کرے گا
اور رات کو چڑیل بن جایا کرے گا۔ عنبر پر برہمن
سانپ کے زہر کا یہ اثر ہوا کہ وہ پیچھے کو ہٹا اور
پھر نظر آنا بند ہو گیا۔ مگر وہ غسل خانے ہی میں تھا
مگر کسی کو نظر نہیں آ رہا تھا۔ اس نے اپنے جسم
کو غور سے دیکھا۔ عنبر کو اپنا جسم نظر نہیں آ
رہا تھا۔ اس نے غسل خانے کے دروازے کو کھول

دیا اور اپنی گردن پر ہاتھ پھیرا اسے اپنی گردن پر
کسی کے دانتوں کی چبھن محسوس ہوئی تھی۔ اس نے
ناگ کو آواز دی۔

یہ محسوس کر کے عنبر کانپ اٹھا کہ اس کے حلق
سے آواز بھی نہیں نکل رہی تھی۔ اس کی آواز بند
ہو چکی تھی مگر وہ دوسرے کی آواز سن سکتا تھا۔ عنبر
باہر نکل آیا۔ باہر برآمدے میں ناگ، ٹیمٹوسانگ،
جولی سانگ، کیٹی اور ماریا موجود تھے۔ حیرانی کی بات
یہ بھی تھی کہ خود غائب ہو کر عنبر ماریا کو صاف
دیکھنے لگا تھا۔ یہ لوگ دری پر بیٹھے ڈلے انہیں چن
رہے تھے۔ عنبر نے انہیں باری باری آوازیں دیں
مگر کسی نے آنکھ اٹھا کر بھی اس کی طرف نہ دیکھا۔
وہ لپک کر ناگ کے پاس آیا اور اس کو کندھے
سے پکڑ کر جھنجھوڑنا چاہا۔ مگر ناگ کے کندھے کو
وہ نہ جھنجھوڑ سکا۔ اس کا ہاتھ نظر نہ آنے والے
سائے کی طرح ناگ کے کندھے سے نکل کر پھسل
گیا تھا۔ عنبر نے باری باری ماریا، ناگ، ٹیمٹوسانگ
جولی سانگ اور کیٹی کو پکڑ کر جھنجھوڑنا چاہا۔ انہیں
آوازیں دیں مگر عنبر نہ تو ان لوگوں سے باتوں کو

ہاتھ لگا سکا اور نہ ہی اس کے حلق سے آواز
ہی نکل سکی۔ عنبر گویا ایک غیبی سایہ بن چکا تھا
جو فضا میں تیر رہا تھا مگر جو نہ تو کسی کو آواز
دے سکتا تھا اور نہ کسی کو چھو سکتا تھا۔ سایہ کبھی
کسی کو آواز نہیں دے سکتا اور کسی کو چھو کر اپنی
طرف متوجہ بھی نہیں کر سکتا۔

عنبر سر پیٹ کر رہ گیا۔ اس کی سمجھ میں نہیں
آتا تھا کہ اسے کس نے گردن پر کاٹ کر ایک نظر
نہ آنے والے سائے میں تبدیل کر دیا ہے۔ برہمن
سانپ عنبر کو کاٹتے ہی وہاں سے جا چکا تھا اور
عنبر کی ساری طاقت بھی اپنے ساتھ لے گیا تھا۔
اور عنبر کو ایک نظر نہ آنے والے سائے میں تبدیل
کر گیا تھا۔ دوسری خطرناک بات یہ ہو گئی تھی
اس کے ساتھ کہ وہ سرائے کی اس کوٹھڑی سے
باہر نہیں جا سکتا تھا جس میں برہمن سانپ نے
اسے ڈسا تھا۔ اس نے کوٹھڑی سے باہر نکلنے کی کوشش
کی مگر اسے ایک شدید جھٹکا لگا اور وہ وہیں پیچھے
کو ہٹا دیا گیا۔

ناگ نے سکے گن کر تھیلی میں ڈالتے ہوئے کہا:

"عنبر غسل خانے سے ابھی باہر نہیں نکلا۔"
اچانک کیٹی نے گھبرا کر کہا:
"ناگ بھیا! عنبر کی خوشبو نہیں آ رہی ہے۔"
ناگ، تھیوسانگ، جولی سانگ، کیٹی اور ماریا غسل خانے
کی طرف دوڑے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ غسل خانے کا
دروازہ چوپٹ کھلا ہے مگر عنبر غائب ہے۔
ناگ نے ماریا سے کہا:
"ماریا! تو جلدی سے باہر نکل کر عنبر کو دیکھ
کوئی خطرناک بات ہو گئی ہے۔"
ماریا اچھل کر فضا میں بلند ہوئی اور باہر نکل [illegible]
میدان میں ادھر اُدھر عنبر کو دیکھنے لگی اسے کہیں سے
عنبر کی خوشبو نہیں آ رہی تھی۔ عنبر بھی کہیں نہیں
تھا۔ دن کی روشنی چاروں طرف پھیلی تھی۔ وہ اندر
آ کر بولی:
"عنبر بھیا باہر بھی نہیں ہے۔"
ناگ، جولی سانگ، تھیوسانگ اور کیٹی تو ایک
دوسرے کا منہ تکنے لگے کہ اچانک عنبر کہاں غائب
ہو گیا؟ دوسری طرف عنبر کو اپنے ساتھیوں کی آواز
اسی طرح آ رہی تھی۔ عنبر ان کے پاس ہی اندر [illegible]

اُسے وہ سائے کی طرح موجود تھا۔ مگر اسے کوئی
نہ تو دیکھ سکتا تھا اور نہ محسوس کر سکتا تھا نہ
اس کی آواز سن سکتا تھا۔ عنبر چیخ چیخ کر کہہ رہا
تھا۔ میں یہاں ہوں۔ میں تمہارے پاس ہوں۔ مگر عنبر
کی آواز ہی نہیں نکل رہی تھی۔ سارے ساتھی پریشانی
کی حالت میں [illegible] سرائے کے اردگرد
عنبر کو تلاش کرتے رہے۔ پھر وہ الگ الگ ہو کر
شہر کی طرف نکل گئے۔ انہوں نے سارا شہر چھان
مارا مگر عنبر کا کہیں نشان تک نہ ملا۔ نہ ہی کہیں
سے اس کی خوشبو آتی محسوس ہوئی۔

ناامید ہو کر ناگ، تھیوسانگ، کیٹی، ماریا اور
ملی سانگ واپس سرائے میں آ گئے جہاں عنبر دیوار
کے ساتھ لگ کر اداس کھڑا انہیں غمگین نظروں
سے اپنی تلاش میں پریشان ہوتے دیکھ رہا تھا

ماریا کہنے لگی:

"میرا خیال ہے ہمیں شہر سے باہر جنگل اور
صحرا کا ایک چکر لگا کر آنا ہوگا۔ ہو سکتا
ہے عنبر وہاں ہو یا وہاں کوئی سراغ مل جائے"

تھیوسانگ غسل خانے کی طرف دیکھ کر بولا:

"سوال یہ ہے کہ پہلے غسل خانے میں چل کر دیکھنا
چاہیے کہ وہاں کوئی طلسم تو نہیں کیا گیا کسی نے؟"

وہ سب غسل خانے میں آ گئے۔ غسل خانے میں
سوائے لکڑی کی بالٹی اور پانی کے بھرے ہوئے ایک
ٹب، ڈونگے اور چوکی کے اور کچھ نہیں تھا۔ وہاں ابھی
تک وہ پانی گرا ہوا تھا جس سے عنبر نے اپنا منہ دھویا تھا۔
جولی سانگ نے زمین کو دیکھا اور بولا:

"عنبر بھیا کے پاؤں کے نشان یہاں موجود ہیں۔"

ناگ نے جھک کر عنبر کے پاؤں کے نشان دیکھے اور
بولا: "یہ نشان صرف غسل خانے کے دروازے تک
ہی ہیں اس کے بعد غائب ہیں۔ لگتا ہے کہ
عنبر جب غسل خانے سے باہر نکلا تو اس کے
پاؤں زمین پر نہیں لگے۔"

تھیوسانگ نے کہا:

"کہیں وہ غائب تو نہیں کر دیا گیا جادو سے؟"

ماریا بولی:

"ہاں یہاں کسی پر جادو کرنے والا موجود
ہو سکتا ہے۔"

کیٹی نے کہا:

"ماریا بہن! ہم پر کسی بھی جگہ کوئی بھی جادو
کر سکتا ہے۔ ہمارے ساتھ ایسا ہوتا رہا ہے۔"
جولی سانگ نے کہا:
"سوال یہ ہے کہ اگر کسی نے عنبر پر
جادو کیا تو کیا وہ اسے غائب کر کے ساتھ
لے گیا ہے؟"
ناگ بولا:
"ظاہر ہے وہ ساتھ ہی لے گیا ہو گا۔ یہی
وجہ ہے کہ ہمیں عنبر کی خوشبو نہیں آ
رہی اگر وہ یہاں ہوتا تو اس کی خوشبو
ضرور آتی۔"
عنبر نے ایک بار پھر چلا کر کہا:
"خدا کے لئے میری طرف دیکھو۔ میں یہاں
ہوں میں اسی کوٹھڑی میں ہوں۔"
مگر کسی نے اس کی طرف توجہ نہ کی۔ کیونکہ عنبر کے
حلق سے آواز ہی نہیں نکل سکی تھی۔
تھیوسانگ نے کہا:
"میرا تو خیال ہے کہ ماریا کو آس پاس کے
علاقے میں ایک چکر لگا کر دیکھ آنا چاہیے

ہو سکتا ہے۔ اسے کوئی سراغ مل جائے۔"
کیٹی بولی:
"اور اگر ماریا کسی طلسم میں خود پھنس گئی تو
کیا ہو گا! اس سے پہلے ہمارے ساتھ ایسا
ہی ہوتا رہا ہے۔ جب ہی ہم الگ ہوئے
کسی نہ کسی مشکل میں پھنس گئے۔"
ناگ نے کہا:
"لیکن اب تو ہم اکٹھے ہی تھے کہ عنبر
کسی مصیبت میں پھنس گیا ہے۔ ایسی بات
نہیں ہے کیٹی کہ ہم الگ ہو کر مشکل
میں پھنستے ہیں ہم پر تو کسی بھی جگہ کچھ
بھی ہو سکتا ہے۔ ہم تاریخ کے طویل ترین
سفر پر نکلے ہوئے ہیں اور ہمارے ساتھ ناقابل
یقین حادثات ہو سکتے ہیں۔ اب ہمیں ٹھنڈے
دل سے یہاں بیٹھ کر عنبر کا کچھ دیر انتظار
کرنا ہو گا۔ اس کے بعد اگر عنبر نہ آیا تو
ہم اپنے سفر پر روانہ ہو جائیں گے خدا نے
چاہا تو عنبر کسی نہ کسی مقام پر تاریخ کے
کسی نہ کسی موڑ پر ایک بار پھر ہمیں

آن ملے گا:

ناگ نے ماریا سے کہا کہ وہ احتیاط کے ساتھ
آس پاس کے علاقے میں جا کر عنبر کا کھوج لگائے
اور جلدی آنے کی کوشش کرے۔ ماریا اسی وقت
فضا میں اڑ گئی۔ دن ڈھلنے تک ماریا نے رتنا پور
کے آس پاس کا سارا علاقہ چھان مارا۔ سرسبز وادیاں،
صحرا، جنگل، پہاڑ اور میدان دیکھ ڈالے مگر عنبر اسے
کہیں نہ ملا۔ کسی جگہ سے اس کی خوشبو بھی نہ آئی۔
جب ماریا مایوس ہو کر واپس آ گئی تو ناگ نے کہا:

"اب میں کسی سانپ سے پوچھتا ہوں۔ ہو
سکتا ہے اسے عنبر کے بارے میں کوئی خبر ہو"

ناگ نے اسی وقت کوٹھڑی میں آواز دے کر
سرائے کے بل میں رہنے والے سانپ کو طلب
کر کے پوچھا کہ وہ عنبر کے بارے میں اگر کچھ
جانتا ہے تو بتائے کہ وہ کہاں ہے۔ سانپ نے
ناگ کو ادب سے سلام کیا اور بولا:

"عظیم ناگ دیوتا! مجھے سوائے آپ کے اور
آپ کے ان دوستوں کے اور کسی جگہ سے،
کسی طرف سے آپ کی خوشبو نہیں آ رہی

ہیں آپ کے ساتھی دوست عنبر کو کہیں نہیں
دیکھ رہا۔"

ناگ نے کہا:

"سرائے کی چھت پر جا کر ایک نظر ڈالو۔"

سانپ اسی وقت چھت پر چلا گیا۔ اس نے لمبا
سانس بھر کر اور بار بار اپنی پتلی زبان تیزی سے باہر
نکال نکال کر فضا کو سونگھا اور واپس آ کر ناگ
کو بتایا:

"عظیم ناگ دیوتا! مجھے اس شہر میں سے
اور اس کے آس پاس کسی طرف سے بھی
عنبر کے جسم سے نکلنے والی آپ کی خوشبو
نہیں آ رہی ہے۔"

ناگ سمجھ گیا کہ سانپ عنبر کا سراغ لگانے میں ناکام
رہا ہے۔ اس نے سانپ کو واپس بھیج دیا۔ اس وقت
بھی عنبر نظر نہ آنے والے سائے کی طرح ان کے قریب
ہی کھڑا تھا مگر نہ اسے کوئی دیکھ سکتا تھا اور نہ اس
کی آواز ہی انہیں اپنی طرف متوجہ کر سکتی تھی اور نہ
عنبر ان میں سے کسی کو چھو سکتا تھا۔ ناگ، ماریا، کیٹی
تھیوسانگ اور جوگی سانگ نے آپس میں صلاح مشورہ

عنبر، ناگ، ماریا (۳۵)
ڈراؤنی ٹاور کا راز
PDFBOOKSFREE.PK
اے حمید
۱۶۵

عنبر ناگ ماریا اور کیپٹی خلا میں

ڈراؤنی آواز کا راز

اے حمید

قیمت ۵۰/۔ روپے

بار اول : ۱۹۸۷ء
ناشر : عدنان سلیم
عنبر پبلی کیشنز ۱۴/ بی شاہ عالم مارکیٹ لاہور-۸
مطبع : تاجدین پرنٹرز، لاہور

پیارے دوستو!

عنبر ناگ ماریا کے اس ہولناک سفر میں ایک پُراسرار چینی جوتی سانگ کو میڈل کے ساتھ چھپا کر چین کی طرف لے جا رہا ہے۔ تھیو سانگ، ناگ اور کیپٹن اس کی تلاش میں میں بھٹک رہے ہیں۔ ماریا بھی جوتی سانگ کی تلاش میں نکلی تو ایک حادثہ میں اپنے ساتھیوں سے بچھڑ چکی ہے۔ لیکن عنبر جو پہلے ہی دوستوں سے بچھڑا ہوا ہے۔ اسی پُراسرار چینی کے جہاز میں نائب کپتان کے طور پر کام کر رہا ہے۔ جس کو بالکل علم نہیں کہ جن دوستوں کی وہ تلاش میں بھٹک رہا ہے اُن میں سے ایک میڈل کی صورت میں اس پُراسرار چینی کے قبضہ میں ہے۔ کیا عنبر پر جوتی سانگ کا راز کھلا۔ جاننے کے لیے اس کہانی کو پڑھیے۔

آپ کا انکل

اے حمید

۲۵۴/ این، راہِ چمن سمن آباد لاہور

ترتیب

ہانڈی میں بند ہوجا

برہمن سانپ ابھی تک راکھشنی مورتی کے انتظار میں کنڈلی مارے سرنگ کے اندر بیٹھا تھا۔ جب اسے احساس ہونے لگا کہ اب وہ راکھشنی مورتی شاید واپس نہیں آئے گی۔ تو وہ رینگتا ہوا سرنگ سے باہر سوکھے تالاب میں آگیا۔ وہ سانپ کی شکل میں تھا۔ اور راکھشنی مورتی نے اسے کہا تھا کہ عنبر کو ڈسنے کے بعد اس میں عنبر کی ساری طاقت آجائے گی۔ اور پھر وہ دن کو غیبی سانپ بن جائے گا اور رات کو اپنی انسانی شکل میں آجائے گا۔ اور اس کے پاس عنبر کی ساری طاقت ہوگی اور وہ ساری دنیا کا فاتح بن جائے گا لیکن برہمن سانپ نے کالا عمل کرنے کے بعد ایک ایسی ہندو عورت کے مغز کو کھا لیا تھا جس کو سانپ نے ڈسا ہوا تھا۔ اس لئے برہمن سانپ کو اب رات کے وقت انسان کی بجائے چڑیل بن جانا تھا۔ برہمن سانپ اپنے انجام سے بے خبر تھا۔ وہ یہی سمجھے ہوئے تھا۔ کہ رات کو وہ انسانی شکل میں آجائے گا اور دو دن بعد وہ دن کے وقت بھی سانپ نہیں بنا کرے گا بلکہ انسان کی شکل میں واپس آجائے گا۔

برہمن سانپ کی شکل میں سوکھے تالاب کی دیوار کے ساتھ
ساتھ رینگتا ہوا تالاب کی سیڑھیوں پر سے ہو کر باہر نکل آیا۔ وہ
سانپ تھا اور غیبی حالت میں تھا۔ اسے کوئی نہیں دیکھ سکتا تھا
جبکہ وہ ہر ایک کو دیکھ رہا تھا۔ اب شام ہو گئی تھی اور رات
کا اندھیرا آہستہ آہستہ پھیل رہا تھا۔ برہمن سانپ شہر کی طرف
چلا تاکہ جب وہ انسان کی شکل میں واپس آئے تو رانی ماتا کے
مندر کے قریب ہو جہاں سے وہ جاگیردار کے گھر واپس چلا جائے۔
جب رات ہو گئی تو رینگتے رینگتے برہمن سانپ نے محسوس
کیا کہ اس کے جسم میں تبدیلی پیدا ہو رہی ہے۔ وہ بڑا خوش
ہوا کہ اب وہ انسان بن جائے گا۔ برہمن سانپ ایک ویران سے
اندھیرے کھیت میں سے گذر رہا تھا۔ جب وہ کیکر کے ایک ڈراؤنے
درخت کے پاس پہنچا تو اچانک وہ ایک چڑیل بن گیا۔ اس کے
لمبے لمبے دانت نکل آئے۔ پاؤں الٹے ہو گئے۔ بال لمبے ہو
گئے۔ آنکھیں ڈراؤنی ہو گئیں۔ انگلیوں کے ناخن نوکیلے ہو
گئے۔ چہرے سے وحشت ٹپکنے لگی۔ برہمن سانپ نے اپنے
جسم کی یہ حالت دیکھی تو خوف کے مارے اس کے حلق سے چیخ
نکل گئی۔ اس کی چیخ کی آواز سن کر کیکر کے درخت پر سوئے
ہوئے پرندے پھڑپھڑا کر اڑ گئے۔

برہمن سانپ سمجھ گیا کہ اس کے عمل میں کہیں گڑبڑ ہو گئی ہے
جس کی وجہ سے وہ انسان کی بجائے چڑیل بن گیا ہے۔ اس کے

جسم میں جیسے آگ سی لگ رہی تھی اسے پیاس محسوس ہوئی وہ ایک
تالاب کے کنارے جا کر رک گیا۔ ستاروں کی روشنی میں تالاب کا
پانی اسے صاف نظر آ رہا تھا۔ اس نے پانی کی سطح سے منہ لگا
کر کتنا ہی پانی غٹاغٹ پی لیا۔ پھر غور کرنے لگا کہ اس کے ساتھ
یہ تبدیلی کیوں آئی ہے؟ مگر اس کا ذہن بھی ایک چڑیل کا
ذہن بن چکا تھا۔ وہ زیادہ غور نہ کر سکا اور حلق سے ایک
چیخ نکالی۔

پھر وہ زمین پر چلتا جاگیردار کی حویلی کی طرف چلا حویلی کے باہر
چوکیدار بیٹھا اب بھی پہرہ دے رہا تھا جب کہ جاگیردار وہاں نہیں تھا
حویلی میں جاگیردار کے نوکر اور ایک رشتہ دار رہ رہا تھا۔ برہمن سانپ
کو اب ہم برہمن چڑیل کہہ کر پکاریں گے۔ کیونکہ اب رات کو وہ ایک
چڑیل بن جایا کرے گا۔ برہمن چڑیل چوکیدار کے قریب گئی۔ برہمن
یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ اسے کوئی دیکھتا ہے کہ نہیں۔ مگر چوکیدار نے
اسے دیکھ لیا تھا۔ وہ چیخ مار کر وہیں بے ہوش ہو گیا۔ برہمن
چڑیل نے اسے اٹھا کر زور سے ہوا میں اچھال دیا۔ پھر وہ حویلی
کے اندر داخل ہو گئی۔ حویلی میں داخل ہوتے ہی برہمن چڑیل
نے ایک بھیانک چیخ بلند کی۔ وہاں افراتفری مچ گئی۔ نوکر
اور جاگیردار کے رشتہ دار بھاگے۔ مگر برہمن چڑیل نے دو تین
آدمیوں کو وہیں ہڑپ کر لیا۔ اور جنگل میں جا کر غائب ہو گئی۔
دن نکلا تو برہمن چڑیل پھر غیبی سانپ بن گیا۔ سانپ بن کر وہ

راستے میں آکر بیٹھ گیا۔ ایک کسان ادھر سے گزرا تو اس
نے اسے ڈس دیا۔ بے چارہ وہیں گرا اور مر گیا۔ برہمن سانپ
اب نیم پاگل ہو گیا تھا۔ اس نے دن میں سانپ بن کر اور رات
کو چڑیل بن کر لوگوں کو ہلاک کرنا شروع کر دیا تھا۔ شہر میں شور
مچ گیا۔

عنبر غیبی سائے کی حالت میں سرائے کی کوٹھڑی میں اسی
طرح موجود تھا۔ ناگ، تھیوسانگ کیٹی جولی سانگ اور ماریا۔ بیچارے
عنبر کو کچھ روز اس شہر رتنا پور میں تلاش کرنے کے بعد وہاں
سے آگے روانہ ہو گئے تھے۔ وہ ہندوستان کے جنوب کے شہر
منگلور کی طرف جا رہے تھے۔ عنبر۔ برہمن سانپ کے ڈسنے سے
ایسا غیبی بن گیا تھا۔ جس کی نہ خوشبو اٹھتی تھی اور نہ وہ آواز ہی
نکال سکتا تھا۔ کوئی اسے دیکھ بھی نہیں سکتا تھا۔ اور وہ کسی کے
جسم کو چھو بھی نہیں سکتا تھا۔ عنبر کی ایسی حالت کبھی نہیں ہوئی
تھی۔ مگر وہ خود سب کچھ دیکھ بھی سکتا تھا اور سن بھی سکتا تھا۔
عنبر کے سامنے ناگ ماریا تھیوسانگ کیٹی اور جولی سانگ اس
کو تلاش کرتے کرتے ہندوستان کے جنوب کی طرف روانہ ہو گئے
تھے۔ جب سرائے میں سے بھی مسافر چڑیل اور سانپ کے خوف
سے بھاگنے لگے تو عنبر نے اس چڑیل کے ظلم و ستم سے لوگوں
کو نجات دلانے کا فیصلہ کیا۔ مگر وہ خود بے بس تھا اور کوٹھڑی
سے باہر تک نہیں نکل سکتا تھا۔ وہ ذرا کوٹھڑی سے باہر نکلتا تو

اسے ایک جھٹکا لگتا اور وہ واپس کوٹھڑی میں آ جاتا تھا۔ عنبر نے
سرائے کے مالک کو بات کرتے سن لیا تھا کہ شہر میں ایک چڑیل
اور غیبی سانپ آ گئے ہیں۔ چڑیل رات کو آدمیوں کو ہڑپ کر
جاتی ہے اور سانپ دن کے وقت مسافروں کو ڈس کر ہلاک کر
دیتا ہے۔

عنبر کو لوگوں کی اس افسوس ناک حالت پہ سخت دکھ ہو
رہا تھا۔ اس نے سرائے میں لوگوں کی زبانی سنا تھا کہ چڑیل اور
سانپ نے کئی بچوں کو بھی ہلاک کر ڈالا ہے۔ عنبر سرائے کی
کوٹھڑی میں بے بسی کی حالت میں فضا میں تیر رہا تھا۔ اس
نے دل ہی دل میں خداوند کریم سے بڑی عاجزی سے دعا کی
کہ اے میرے پروردگار! مجھے اتنی طاقت عطا فرما کہ میں تیری
مخلوق کو اس چڑیل اور غیبی سانپ کے ظلم سے نجات دلا سکوں
اب ایسا اتفاق ہوا کہ سرائے جب خالی ہو گئی تو عنبر کی کوٹھڑی
میں ایک مسافر رہنے کے لئے آیا جس کے پاس ایک کالی ہانڈی
تھی۔ ہانڈی کے منہ پر کپڑا بندھا ہوا تھا۔ یہ آدمی اچھی خاصی عمر
کا تھا۔ اور اس کی لمبی داڑھی تھی۔ عنبر کوٹھڑی کی چھت سے
سائے کی طرح لگا خاموشی سے اس آدمی کو تک رہا تھا۔
وہ آدمی چارپائی پر ہانڈی سامنے رکھ کر بیٹھ گیا اور منہ ہی
منہ میں کچھ پڑھنے لگا۔

رات ہو گئی تھی۔ اچانک باہر چڑیل کی چیخ بلند ہوئی۔ اس

آدمی نے پڑھتے پڑھتے اٹھ کر کوٹھڑی کا دروازہ کھول دیا۔ دروازہ کھلنے کے ساتھ ہی برہمن چڑیل اندر آگئی۔ وہ آدمی چارپائی پر بیٹھ گیا۔

ہانڈی کے منہ پر سے کپڑا ہٹا کر بولا:

"انسانوں پر ظلم کرنے والی چڑیل۔ اب تیرا انجام آن پہنچا ہے۔"

آدمی نے زور سے پھونک ماری۔ برہمن چڑیل کے منہ سے ایک بھیانک آواز نکلی۔ وہ باہر کی طرف دوڑی مگر وہیں جم کر رہ گئی۔ پھر اپنے آپ واپس مڑی اور دیکھتے دیکھتے اس کا سارا جسم دھوئیں کے ایک ستون میں تبدیل ہوگیا اور وہ سانپ کی طرح بل کھاتی اپنا پھن لہراتی ہانڈی میں آکر سما گئی۔ جونہی وہ ہانڈی میں بند ہوئی بزرگ آدمی نے کچھ پڑھ کر ہانڈی میں پھونک ماری۔ ہانڈی کے اندر سے ایک چیخ کے ساتھ شعلہ بلند ہوا اور پھر ہانڈی خالی تھی۔ اب بزرگ آدمی نے چھت کی طرف منہ اٹھا کر کہا:

"عنبر! خدا نے تیری آرزو میرے ہاتھوں پوری کرادی ہے۔ انسانوں کو اس برہمن چڑیل سے نجات مل گئی۔ جس نے تجھے سانپ بن کر ڈسا تھا۔ اور تیری یہ حالت ہوگئی ہے۔ اب تو ایسا کر کہ خدا کے حکم سے اس ہانڈی میں آکر بند ہوجا۔ میں اس ہانڈی کو دریا کی لہروں میں بہا دوں گا۔ یہ ہانڈی تجھے لے کر ایک ایسی جگہ پہنچے گی جہاں دو دریا آپس میں مل رہے ہوں گے اس مقام کو سنگم کہتے ہیں۔ سنگم کے مقام پر دریا کے اندر سے ایک چٹان ابھری ہوئی ہے۔ ہنڈیا اپنے آپ اس چٹان سے ٹکرا کر ٹوٹ جائے گی۔ پھر تو ہانڈی سے غیبی سانپ کی شکل میں اپنے آپ باہر نکل آئے گا۔ لیکن ابھی تیری طاقت تیرے پاس نہیں ہوگی تم اس چٹان کے غار میں بیٹھ کر طوفانی رات کا انتظار کرنا۔ طوفانی رات کو بادل گرجیں گے۔ موسلا دھار بارش ہوگی بجلی چمکے گی۔ اس کے ساتھ ہی وہاں ایک انسان کا سنہری سایہ گزرے گا۔ تیرے پاس آکر وہ سنہری سایہ رک جائے گا۔ وہ تجھ سے جو کچھ کہے گا اسے غور سے سننا اور اس پر عمل کرنا۔ تب تیری کھوئی ہوئی طاقت تجھے واپس مل جائے گی۔"

اس کے ساتھ ہی دھوئیں کی پتلی لکیر بن کر عنبر ہانڈی میں آکر سما گیا۔ بزرگ آدمی نے ہانڈی کے منہ پر کپڑا لپیٹا اسے اٹھایا اور سرائے سے نکل کر دریا کی طرف چل دیا۔ دریا وہاں سے زیادہ دور نہیں تھا۔ بزرگ آدمی نے دریا پر جا کر ہانڈی کو لہروں کے حوالے کر دیا۔ دریا کا بہاؤ بڑا تیز تھا۔ لہریں ہانڈی کو بہا کر دور لے گئیں۔ عنبر ہانڈی میں بند تھا۔

ساری رات ہانڈی عنبر کو لے کر دریا میں بہتی رہی۔ جب سورج کی روشنی نمودار ہوئی تو دوسری طرف سے ایک اور دریا آکر اس دریا میں شامل ہوگیا۔ جہاں دو دریا ملتے ہیں اس جگہ

کو سنگم کہا جاتا ہے۔ یہی وہ سنگم کا مقام تھا۔ جس کے بارے میں
بزرگ آدمی نے عنبر کو کہا تھا۔

یہاں ایک سیاہ چٹان دریا میں سے باہر کو نکلی ہوئی تھی۔ عنبر جس ہانڈی میں بند تھا وہ لہروں پر بہتی ہوئی آئی اور چٹان کے پتھروں سے زور سے ٹکرائی اور ٹوٹ گئی۔ ہانڈی کے ٹوٹتے ہی عنبر ایک غیبی سانپ کی شکل میں ہوا میں بلند ہو گیا۔ کیا دیکھتا ہے کہ چٹان میں ایک غار بنا ہوا ہے۔ بزرگ کی ہدایت کے مطابق عنبر سانپ کی شکل میں غار کے منہ پر آکر بیٹھ گیا۔ سارا دن وہیں بیٹھے بیٹھے گذر گیا۔ اسے رات ہونے کا انتظار تھا۔ جب رات ہوئی تو اچانک آسمان پر کالے کالے بادل چھا گئے۔ بجلی چمکنے لگی بادل گرجنے لگے۔ زور کی آندھی چلنے لگی۔ بجلی کے کڑاکے گونجنے لگے۔ اور موسلا دھار بارش شروع ہو گئی۔ عنبر غار کے دہانے یعنی منہ پر ایک طرف ہو کر کنڈلی مار کر بیٹھا رہا۔ آدھی رات تک زبردست بارش ہوتی رہی۔ آدھی رات کے بعد جا کر کہیں بارش تھمی۔ پھر عنبر کو عجیب سی پیاری پیاری خوشبو آنے لگی۔ اس نے دیکھا کہ دائیں جانب سے ایک سنہری انسانی سایہ چلا آرہا ہے۔ یہ خوشبو اسی انسانی سائے کی تھی۔

پیارے دوستو!

جب انسان برائی کو چھوڑ کر۔ برے برے خیالات کو چھوڑ کر نیک اور پاکیزہ باتیں سوچنے لگتا ہے۔ نیکی کے کام کرنے لگتا ہے تو اس کی روح سے ایک خاص خوشبو نکلنا شروع ہو جاتی ہے یہ خوشبو اس کی شخصیت میں اتنی زبردست کشش پیدا کر دیتی ہے کہ ہر انسان اس کی طرف کھنچا چلا آتا ہے اور اللہ کے حکم سے نیکی کے فرشتے ایسے نیک آدمی کی حفاظت کرنا شروع کر دیتے ہیں۔

ایسی ہی خوشبو اس وقت اس سنہری سائے سے اٹھ رہی تھی۔ جس کو عنبر نے سانپ کی شکل میں صرف محسوس کر لیا تھا۔ سنہری سایہ آہستہ آہستہ چلتا ہوا عنبر کے پاس آکر رک گیا۔ عنبر اس سنہری سائے میں تھا۔ عنبر کو ایک عجیب روحانی خوشی کا احساس ہونے لگا اچانک اسے ایک میٹھی آواز سنائی دی۔

"عنبر: تیرے دل میں ہمیشہ انسان کی بھلائی کا خیال رہتا ہے۔ اسی لئے قدرت ہر جگہ تیری حفاظت کرتی ہے۔ اور تجھے اندھیرے میں بھی راستہ دکھاتی ہے۔ میں خدا کے حکم سے تیری مدد کو آیا ہوں۔ سُن: اس دریا کے آگے ایک پتھروں کا پرانا پل ہے۔ اس پل کے پار دوسرے کنارے پر ایک ہزاروں سال پرانا مکان بنا ہوا ہے۔ اس مکان میں ایک جادوگر نے دو معصوم بہنوں کو اپنی قید میں ڈال رکھا ہے۔ جا! اور جا کر ان کو جادوگر کی قید سے آزاد کرا۔"

عنبر نے غیبی سانپ کی آواز میں کہا!

میری طاقت میرے پاس نہیں ہے۔ میں ان بہنوں کی
کیسے مدد کر سکوں گا! جادوگر تو مجھ پر بھی جادو کر دیگا۔
سنہری سائے نے کہا!

"جب تو دریا کے دوسرے کنارے پر پہنچے گا تو تیری
ساری طاقت تجھے واپس مل جائے گی۔ اور ہزاروں
برس پرانے آسیبی مکان میں داخل ہونے سے پہلے پانچ
بار دل میں خدا کو مدد کے لئے پکارنا اور دل کو مضبوط
رکھنا۔ پھر تم پر کسی جادو کا اثر نہیں ہوگا۔ جادو کا اثر
کمزور لوگوں پر ہوتا ہے اور تو طاقتور انسان ہے عنبر!
تجھ کو خدا پر مکمل بھروسہ ہے۔ خدا پر ایمان ہے۔ جادو
تیرا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ جاکر ان دونوں بہنوں کو اس
ظالم جادوگر کے پنجے سے آزاد کرا۔ وہ آدھی رات کو
ایک سونے کا مرتبان لے کر آتا ہے جس کے اندر دونوں
بہنیں بند ہوتی ہیں۔ آگے تجھے اپنی عقل سے کام لینا
ہوگا۔ میں تجھے جتنا بتا سکتا تھا بتا دیا۔"

سنہری سایہ آگے بڑھ گیا۔ اس کے جاتے ہی عنبر سانپ نے
دریا میں چھلانگ لگا دی۔ وہ پانی پر تیر رہا تھا۔ ستاروں کی
روشنی میں عنبر نے دور ایک پل کا سایہ دیکھا۔ یہ پل بہت پرانا
تھا۔ اور پتھروں سے بنایا گیا تھا۔ جب پل قریب آیا تو عنبر
پل پر چڑھ گیا۔ وہ رینگتا ہوا دریا کے دوسرے کنارے پر

پہنچ گیا۔ اس نے دیکھا کہ دریا کے کنارے کچھ فاصلے پر
ایک اکیلا مکان بنا ہوا تھا۔ جس کی چھت ایک طرف کو جھکی ہوئی
تھی۔

یہی وہ آسیبی مکان تھا۔ جہاں اس جادوگر نے دو بہنوں کو
اپنی قید میں ڈال رکھا تھا۔ اور جن کو عنبر نے آزاد کرانا تھا۔ عنبر
ابھی تک سانپ کی شکل میں تھا۔ جونہی وہ آسیبی مکان کے قریب
پہنچا اس کے جسم میں تبدیلی پیدا ہوگئی اور وہ سانپ سے اپنی
اصلی انسانی شکل میں آگیا۔ عنبر نے اپنے جسم کو دوبارہ دیکھا تو
وہ بہت خوش ہوا۔ اسے اب دریا کی لہروں اور ہوا کی آواز
سنائی دے رہی تھی۔ اس نے آہستہ سے آواز نکالی۔ عنبر بول
بھی سکتا تھا۔ اس کی طاقت اسے واپس مل گئی تھی۔ مگر وہ اس
طرح سے غائب تھا کہ وہ خود تو اپنے آپ کو دیکھ سکتا مگر دوسرا
کوئی اسے نہیں دیکھ سکتا تھا۔ اس کا احساس عنبر کو اس وقت
ہوا جب ایک ہرن اس کے قریب آکر بیٹھ گیا۔

ہرن انسان سے بہت ڈرتا ہے مگر چونکہ اسے عنبر نظر نہیں آ
رہا تھا۔ اس لئے ہرن بڑے سکون سے بیٹھا رہا۔ عنبر نے ہرن کے
قریب اپنا چہرہ کیا مگر ہرن کو پھر بھی احساس نہ ہوا۔ عنبر کو شک
ہوا کہ وہ ابھی تک غائب ہے۔ اس خیال سے کہ شاید اس میں
بھی کوئی مصلحت ہو۔ عنبر خاموشی سے آسیبی مکان کی طرف بڑھا۔
مکان بے حد پرانا اور بوسیدہ تھا۔ اس کی دیواروں کا پلستر اکھڑ

چکا تھا۔ چھت ایک طرف کو جھکی ہوئی تھی۔ دروازہ بند تھا۔ عنبر نے
دروازہ کھولا تو عجیب سی ڈراؤنی آواز پیدا ہوئی۔ عنبر مکان میں
داخل ہو گیا۔ یہاں فرش لکڑی کا تھا۔ دیواروں پر جانوروں
کے سر لٹکے ہوئے تھے۔ آتش دان کے اوپر ایک اُلّو رکھا
تھا۔ جس کی کھال میں بھُس بھری ہوئی تھی۔

ابھی تھوڑی رات باقی تھی۔ کمرے میں گھپ اندھیرا تھا۔ مگر چونکہ عنبر
کی ساری طاقتیں واپس آ چکی تھیں۔ اس لئے وہ اندھیرے میں بھی
دیکھ سکتا تھا۔ عنبر آتش دان کے پاس ایک طرف ہو کر چھوٹی
سی کرسی پر بیٹھ گیا۔ باہر بارش کی آواز سنائی دے رہی تھی۔
اچانک کمرے کا پرانا دروازہ اپنے آپ بند ہو گیا اور اس دروازے
میں سے ایک انسانی ہاتھ جس کی انگلیوں پر لمبے لمبے بال تھے
چٹکی بجاتا نمودار ہوا اور کمرے میں آکر آتش دان کے اوپر لٹک
گیا اور چٹکی بجانے لگا۔ عنبر اسے تعجب سے تک رہا تھا۔ یہ ہاتھ
صرف کہنی تک تھا۔ باقی انسانی جسم غائب تھا۔ عنبر اٹھ کر دیوار
کے ساتھ لگ گیا۔ اس کے بعد بند دروازے میں سے دو فل
بوٹ نکل کر اپنے آپ چلتے چلتے کمرے کے درمیان میں آ
کر رک گئے۔ یہ دو فل بوٹ تھے۔ جو پنڈلیوں تک پہنے جاتے
ہیں۔ مگر ان میں انسانی پنڈلیاں نہیں تھیں۔ خالی فل بوٹ تھے
جو اپنے آپ چل کر کمرے کے درمیان میں آکر رک گئے تھے۔
آتشدان کے اوپر لٹکتے ہاتھ نے چٹکی بجائی۔ فل بوٹ نے ڈانس
کرنا شروع کر دیا۔ یہ ایسے ڈانس کر رہا تھا جیسے کوئی انسان
ڈانس کرتا ہے۔ کٹا ہوا ہاتھ چٹکی بجائے جا رہا تھا۔

پھر بند دروازے میں سے ایک انسانی سر داخل ہوا۔ اس
سر کی بڑی بڑی دو گول آنکھیں تھیں ناک طوطے کی چونچ کی
طرح آگے سے مڑی ہوئی تھی۔ تھوڑی اندر کو دھنسی ہوئی
تھی۔ اور دو دانت ہونٹوں سے تھوڑے باہر نکلے
ہوئے تھے۔ سر کے بال پھولے ہوئے تھے۔ یہ سر ہنستا ہوا
اور قہقہے لگاتا کمرے میں آکر چکر لگانے لگا۔ پھر وہ آتشدان
کے پاس جو گول میز رکھا تھا۔ اس پر آکر گیند کی طرح ٹک گیا۔
فل بوٹ بھی میز کے ساتھ آکر لگ گئے۔ کٹا ہوا ہاتھ بھی میز
پر انسانی سر کے اوپر آکر لٹکنے لگا۔ عنبر دیوار کے ساتھ لگ کر
یہ سارا کچھ حیرانی سے تک رہا تھا۔ تعجب کی بات یہ بھی تھی کہ
ابھی تک کسی کی نگاہ اس پر نہیں پڑی تھی۔ کسی نے
اسے نہیں دیکھا تھا۔ بات اصل میں یہ تھی کہ عنبر کسی کو نظر بھی
نہیں آ رہا تھا۔ یہ غار والے سنہری سائے کا اثر تھا کہ عنبر
ابھی تک غائب تھا۔

کمرے میں خاموشی چھا گئی۔ گول گیند ایسا سر آتشدان کے
سامنے والی میز پر ٹکا تھا۔ کٹا ہوا ہاتھ اس کے اوپر لٹک
رہا تھا۔ فل بوٹ میز کے ساتھ لگے تھے۔ پھر ایک خالی کرسی
اپنے آپ کمرے میں داخل ہوئی۔ اس پر کوئی نہیں بیٹھا

تھا۔ وہ کسی نے اٹھائی ہوئی بھی نہیں تھی۔ وہ اپنے آپ ہوا
میں اڑتی ہوئی آئی اور آتش دان کے سامنے زمین کے سا
لگ گئی۔ عنبر اسے غور سے دیکھ رہا تھا۔ ایک دم سے کٹا ہ
ہاتھ آگے بڑھا۔ اس نے چٹکی بجائی اور اس کے ہاتھ م
ایک گلاس آگیا۔ جس میں چائے تھی۔ وہ گلاس کرسی کے پا
لے گیا۔

کسی نے گلاس پکڑ کر پی لیا۔ پیتے ہی ایک آدمی کا
کرسی پر نمودار ہو گیا۔ یہ ایک گول مٹول پہلوان قسم کا آدمی
جس کے سر کے عین درمیان میں سینگ تھا۔ عنبر نے سوچا ک
جادوگر ہو سکتا ہے۔ جادوگر نے چٹکی بجائی اور اشارہ
فوراً کٹا ہوا ہاتھ دروازے میں سے باہر نکل گیا۔ جب و
آیا تو اس کے ہاتھ میں سونے کا ایک گول پنجرہ تھا۔
میں دو بلبلیں تھیں۔ جادوگر نے دونوں بلبلوں کو پنجرے
سے نکال کر زمین پر رکھ دیا۔ اور چٹکی بجائی تو بلبلیں دو ل
بن گئیں۔ یہ وہی دو معصوم بہنیں تھیں جن کو جادوگر نے
کر رکھا تھا۔ اور جن کو آزاد کرانے کے لئے عنبر وہاں آیا
جادوگر بھی عنبر کو ابھی تک نہیں دیکھ سکا تھا۔

دونوں بہنیں پورے انسانی قد جتنی ہو گئی تھیں اور وہ
ہوئی نظروں سے جادوگر کو دیکھ رہی تھیں۔
ان میں سے ایک لڑکی نے کہا!

" ہمیں چھوڑ دو۔ ہم تمہارے پاؤں پڑتی ہیں۔ ہمیں
اپنے گھر جانے دو۔"

جادوگر نے قہقہہ لگایا۔ نل بوٹ بھی اچھلنے لگے۔ کٹا ہوا ہاتھ
بھی چٹکی بجاتا فضا میں رقص کرنے لگا۔ گول سر بھی قہقہے لگا رہا
تھا۔

جادوگر نے کہا!
" اپنے گھر کو بھول جاؤ۔"
جادوگر چیخ رہا تھا۔
" انہیں ابھی گھر یاد آتا ہے۔ میں ان کی گردن کاٹ کر
انہیں ہمیشہ کے لئے اپنے پاس رکھوں گا۔"
دونوں بہنیں ڈر کر بیٹھ گئیں۔
جادوگر نے کہا!
" ان کی گردنیں ایک ایک کر کے اتار دو۔"

اسی وقت نل بوٹ ہوا میں اچھل کر نیچے آئے تو وہاں ایک
شکاری قسم کا آدمی ظاہر ہو گیا۔ جس کے ہاتھ میں تلوار تھی۔ عنبر
نے یہ معاملہ دیکھا تو شکاری جلاد کی طرف بڑھا۔ نل بوٹ والے
شکاری نے تلوار ایک لڑکی کو مارنے کے لئے اٹھائی ہی تھی کہ
عنبر نے پیچھے سے اس کی گردن پر اتنے زور سے مکا مارا
وہ منہ کے بل آگے گرا اور اس کی گردن ٹوٹ کر ایک طرف
لٹکنے لگی۔ جادوگر نے جب اپنے ساتھی کو مرتے دیکھا تو

غصّے سے لرزنے لگا۔ اس نے ایک چیخ ماری اور کوئی منتر پڑھ
کر زور سے پھونکا۔ جہاں عنبر کھڑا تھا وہاں آگ کا شعلہ بلند
ہوا مگر نہ تو عنبر کو کچھ ہوا اور نہ عنبر کسی کو دکھائی ہی دیا۔
اس سے عنبر کا حوصلہ بڑھ گیا۔ اسے یوں محسوس ہوا۔ جیسے
سنہری سایہ اس کے ساتھ تھا۔ وہ اب گول مٹول جادوگر کی
طرف بڑھا۔

جونہی وہ جادوگر کی کرسی کے قریب آیا اسے ایک جھٹکا لگا۔
اور وہ اچھل کر پیچھے کو گرا۔ عنبر سمجھ گیا کہ اس جادوگر نے اپنی
کرسی کے گرد طلسم کا ایک دائرہ کھینچ رکھا ہے۔ جادوگر اٹھ
کر چلایا۔

"میں تمہیں جلا کر بھسم کر دوں گا۔ تم کوئی بھوت ہو۔
میں جانتا ہوں تم ان لڑکیوں کو اغوا کرنے کے
لئے آئے ہو۔ مگر میں تمہیں ایسا نہیں کرنے دوں
گا۔"

اور گول مٹول جادوگر نے دونوں سہمی ہوئی لڑکیوں کو دوبارا
بلبلیں بنا کر پنجرے میں بند کر دیا اور کٹا ہوا ہاتھ اسے اڑا کر کمرے
سے باہر لے گیا۔ اور غائب ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی جادوگر
بھی غائب ہو گیا۔ فل بوٹ والا شکاری بھی غائب ہو گیا۔ گول
سر ہی وہاں رہ گیا تھا۔ اس نے چیختے ہوئے کمرے کا ایک
چکر لگایا اور وہ بھی غائب ہو گیا۔ عنبر کمرے میں اکیلا رہ

گیا۔ دیوار میں ایک چھوٹا دروازہ تھا۔ عنبر نے اسے کھولا تو
دوسری طرف ایک گہرا کنواں تھا۔ عنبر نے جھک کر دیکھا۔ کنوئیں
کے نیچے سے لڑکیوں کے رونے کی ہلکی ہلکی آواز آ رہی تھی۔ عنبر
کنوئیں میں اتر گیا۔ کنوئیں کی تہہ میں پانی نہیں تھا۔ وہاں پتھر ہی
پتھر پڑے تھے۔ کنوئیں کی دیوار میں نیچے جا کر ایک چھوٹی سی کھڑکی
تھی۔ یہ کھڑکی کھلی تھی۔ کھڑکی کی دوسری طرف گھپ اندھیرا چھایا تھا
عنبر کھڑکی کی دوسری طرف آ گیا۔ لڑکیوں کے رونے کی آواز جدھر
سے آ رہی تھی وہ ادھر کو چلا۔ اندھیرے میں چلے تو اسے کچھ نظر نہ
آیا۔ پھر ایک تنگ سا جنگلی راستہ دکھائی دیا۔ جس کی دونوں جانب
درختوں نے اپنا سایہ کر رکھا تھا۔ یہ درخت ایسے تھے کہ ان پر
ایک پتہ بھی نہیں تھا۔ شاخیں کانٹوں سے بھری ہوئی تھیں عنبر نے
ایک شاخ کو ہاتھ سے پرے کیا تو شاخ میں سے ہلکی سسکی کی آواز
آئی۔ عنبر رک گیا۔

شاخ نے کہا:

"یہاں سے جان بچا کر چلے جاؤ۔ یہ لوگ تمہیں زندہ نہیں
چھوڑیں گے۔ تمہیں کانٹوں بھرا درخت بنا کر یہاں گاڑ
دیں گے۔ بھاگ جاؤ۔ بھاگ جاؤ۔"

عنبر نے کہا:

"میں قیدی بہنوں کو یہاں سے نکالنے آیا ہوں
مجھے بتاؤ وہ کہاں ہیں۔"

درخت کی کانٹوں بھری شاخ خاموش ہوگئی۔ اب لڑکی
کے رونے کی آواز بھی نہیں آرہی تھی۔ عنبر نے جب اپنا جملہ
دہرایا تو درخت کی کانٹوں بھری شاخ نے سرگوشی میں کہا:

"اگر تمہیں اپنی جان پیاری نہیں ہے تو جاؤ۔ اندھیرے
میں ایک باؤلی ہے۔ باؤلی میں ایک لاش تیر
رہی ہے۔ اس کے ہاتھ میں کالے زمرد کی انگوٹھی
ہے۔ اگر تو وہ انگوٹھی نکالنے میں کامیاب ہو گیا
تو پھر سمجھ لینا کہ تجھے سب کچھ مل جائے گا جس
کی تمہیں تلاش ہے۔"

عنبر وہاں سے آگے چلا۔ اندھیرے میں چلتے چلتے اسے ایک
جگہ پتھروں کے درمیان بنی ہوئی باؤلی نظر آئی۔ اس نے
جھک کر باؤلی میں دیکھا۔ اندھیرے میں ہی اسے نیچے باؤلی کے
پانی میں ایک لاش تیرتی ہوئی دکھائی دی۔ عنبر تیزی سے
باؤلی میں اتر گیا۔ لاش ایک عورت کی تھی۔ اس کے بال
پانی میں پھیلے ہوئے تھے۔ لاش پھولی ہوئی اور ڈراؤنی ہوگئی
تھی۔ عنبر نے اس کے ہاتھ کو دیکھا۔ اس کی ایک انگلی میں سیاہ
زمرد کی انگوٹھی تھی۔ عنبر نے ہاتھ بڑھا کر انگوٹھی اتاری تو لاش
نے دونوں ہاتھ عنبر کی گردن میں ڈال کر ایک ایسی بھیانک چیخ
ماری کہ اگر عنبر کی جگہ کوئی کمزور دل انسان ہوتا تو وہ وہیں
مر جاتا مگر عنبر ایک بہادر نوجوان تھا۔ اسے خدا پر بھروسہ

ڈراؤنی آواز کا راز

روشنی قریب آتی گئی۔

عنبر ابھی تک فضا میں ہی اڑتا چلا آرہا تھا۔ اس نے دیکھا
کہ یہ روشنی ایک دریا کے درمیان سے ایک شعلے کی شکل میں نکل
رہی ہے۔ اب اسے پہلی بار آسمان دکھائی دیا۔ جس پر سیاہ رنگ
کے ستارے چمک رہے تھے۔ عنبر دریا کے کنارے اتر آیا۔ دریا
کے درمیان میں سے شعلے اس طرح بلند ہو رہے تھے۔ جیسے دریا
کے نیچے آتش فشاں پہاڑ کا لاوا کھول رہا ہو۔ وہ دریا کے کنارے
کنارے چلتا گیا۔ کافی دور جاکر اس نے دریا کی طرف دیکھا۔ شعلے بہت
پیچھے رہ گئے تھے۔ روشنی بھی کم ہوگئی تھی۔ اور ایک بار پھر
اندھیرا پھیلنے لگا تھا۔ عنبر سوچنے لگا کہ یا اللہ میں کہاں آگیا
ہوں! یہ کونسی دنیا ہے؟

اب اس کے سامنے دریا پر ایک پل بنا تھا۔ پل اسی رنگ
کے پتھر کا تھا جس رنگ کے پتھر کی عنبر نے انگوٹھی پہن رکھی تھی
وہ پل کے دروازے پر کھڑا ہو کر سوچنے لگا کہ پل پار کرنا چاہئے
یا نہیں۔ اس کے دل نے جیسے کہا کہ پل پار کر جاؤ۔ ابھی تک عنبر

کو پل کے پار سوائے سیاہ کالی دھند کے اور کچھ نظر نہیں آ رہا
تھا۔ عنبر پنجرہ لئے پلٹتا گیا

پل کی دوسری جانب آکر وہ سیاہ دھند میں ڈوب گیا۔ اس دھند میں
اسے کچھ نظر نہیں آ رہا تھا۔ پھر بھی وہ پھونک پھونک کر قدم رکھتا
چلا جا رہا تھا۔

دھند ختم ہونے میں نہ آتی تھی۔ عنبر نے فضا میں اوپر اڑان بھری
اور اوپر ہی اوپر اٹھنے لگا۔ دھند اب بھی ختم نہیں ہو رہی تھی۔
اچانک دھند چھٹ گئی۔ اب عنبر نے اپنے اوپر آسمان دیکھا
جو کالی سیاہ گھٹاؤں میں چھپا ہوا تھا۔ سامنے دور میدان میں ایک
شہر کی فصیل اور مکان نظر آ رہے تھے۔ عنبر بڑا خوش ہوا کہ خدا کا
شکر ہے کسی شہر کی آبادی کی شکل تو نظر آئی۔ وہ شہر کی طرف بڑھا
شہر کے قریب آکر وہ زمین پر آگیا اور آگے بڑھا تو دیکھا کہ شہر کا بڑا
پھاٹک کھلا تھا۔ عنبر شہر میں داخل ہو گیا۔

اس کی حیرانی کی کوئی انتہا نہ رہی۔ جب اس نے دیکھا کہ
شہر کے بازار لوگوں سے خالی تھے۔ سنسان تھے۔ ہر طرف سناٹا
چھا رہا تھا۔ دکانیں کھلی تھیں مگر نہ وہاں دوکاندار تھے اور نہ گاہک
تھے۔ راہ گیر بھی نہیں تھے۔ سارے بازار ویران پڑے ہوئے تھے
مکانوں کے دروازے بھی کھلے تھے۔ عنبر ایک مکان میں داخل ہو گیا
مکان میں چارپائیاں بچھی تھیں۔ برتن لگے تھے۔ قالین اور چاندنیاں
بچھی تھیں مگر گھر میں کوئی انسان کوئی مرد۔ کوئی عورت کوئی بچہ

میں تھا۔

اچانک پنجرے میں بند دونوں بہنوں کے رونے کی آواز آنے لگی
ر نے پنجرہ اوپر کیا اور پوچھا:

"تم کیوں رو رہی ہو؟"

دونوں قیدی بہنیں بلبلوں کی شکل میں تھیں۔ ان کے رونے کی
از انسانوں جیسی ضرور تھی مگر وہ بول نہیں سکتی تھیں۔ اس لئے
روتی رہیں۔ مگر انہوں نے عنبر کے سوال کا کوئی جواب نہ دیا۔ عنبر
ی مکان سے باہر آگیا۔ لڑکیوں کے رونے کی آواز پھر بند ہو گئی۔
بر خالی خالی بازاروں اور سنسان گلیوں میں پھرنے لگا۔ کہیں بھی کوئی
سان یا جانور تک نظر نہیں آ رہا تھا۔ خدا جانے اس شہر پر کیا آفت
ئی تھی کہ سارے کی ساری آبادی غائب ہو گئی تھی۔
یہی کچھ سوچتا عنبر ایک گلی میں سے گذر رہا تھا۔ کہ اچانک ایک
ورت اسے دیکھ کر ڈر گئی۔ اور تیزی سے ایک مکان میں گھس
ئی۔ عنبر نے اسے آواز دی مگر عورت نے کوئی جواب نہ دیا۔
عنبر بھی اس کے پیچھے مکان میں گھس گیا۔ مکان خالی پڑا تھا۔
رف ایک کوٹھڑی کا دروازہ بند تھا۔ عنبر سمجھ گیا کہ عورت
سی کوٹھڑی میں داخل ہوئی ہے۔ اس نے دروازے کو
آہستہ سے کئی بار کھٹکھٹایا اور عورت کو آوازیں دیں مگر اندر
ے کسی نے کوئی جواب نہ دیا۔ عنبر نے دروازے کو دھکا دیا
دروازے کی کنڈی اندر سے ٹوٹ گئی۔ عنبر کمرے کے اندر

داخل ہوا تو ایک چیخ کی آواز بلند ہوئی۔ اور عنبر نے دیکھا
وہی عورت جو گلی میں اس سے ڈر کر بھاگی تھی۔ کمرے کے
قالین پر ڈری ہوئی بیٹھی ہے۔ عنبر حیران تھا کہ وہ تو غائب
ہے۔ پھر وہ اسے دیکھ کر کیوں بھاگی تھی؟ کیسے بھاگی تھی
کیا وہ اسے دیکھ سکتی ہے؟۔

عنبر نے پوچھا: "کیا تم مجھے دیکھ رہی ہو؟"
لڑکی نے سہمی ہوئی آواز میں کہا:
"کیوں نہیں۔ تم تو مجھے صاف نظر آرہے ہو"
اب عنبر کو یقین ہو گیا کہ وہ غائب نہیں رہا۔ وہ ظاہر ہو
چکا ہے۔ اس نے آزمانے کے لئے اپنے آپ کو ہوا میں اچھالا
کہ شائد وہ اڑے مگر وہ ایسا نہ کر سکا۔ عنبر کی ساری طاقتیں
واپس آچکی تھیں اور وہ ظاہر ہو چکا تھا۔
اب اس لڑکی سے عنبر نے پوچھا:
"تم کون ہو اور اس شہر کے لوگ کہاں چلے گئے ہیں؟
یہ شہر ویران کیسے ہو گیا ہے؟"
لڑکی بولی:
"میرا نام شازلی ہے۔ میں یہاں آج صبح ہی اپنے
بھائی سے ملنے کے لئے آئی تھی۔ دیکھا کہ شہر خالی پڑا
ہے اور سب لوگ غائب ہیں۔ میں پریشان ہو کر
گلی میں پھر رہی تھی کہ تم نظر آئے۔ میں نے تمہیں

جادوگر سمجھا اور ڈر کر یہاں آگئی"
عنبر اس کے پاس بیٹھ گیا اور کہنے لگا:
"شازلی بہن: میں بھی تمہاری طرح ایک مسافر ہی
ہوں۔ مجھے خود معلوم نہیں کہ اس شہر پر کیا آفت
نازل ہوئی ہے"
شازلی نے سونے کے پنجرے کی طرف اشارہ کرتے
ہوئے پوچھا:
"یہ بلبلیں تم کہاں سے لائے ہو۔؟"
عنبر اصل بات کو چھپا گیا اور بولا:
"مجھے بلبلیں پالنے کا شوق ہے۔ یہ میں نے پالی ہوئی
ہیں۔ اور ان کو ساتھ لے کر شہروں کی سیر کرتا پھر
رہا ہوں"
پھر عنبر نے کھڑکی سے باہر ویران گلی میں دیکھا اور
پلٹ کر شازلی سے پوچھا:
"کیا تم پہلے بھی اس شہر میں آتی رہی ہو شازلی؟"
"ہاں" شازلی نے کہا۔
عنبر بولا:
"میرا نام عنبر ہے۔ مجھے اپنا بھائی سمجھو اور یہ بھی بتاؤ
کہ کیا کبھی اس شہر کی آبادی پہلے بھی گم ہوئی تھی۔
شازلی نے کہا:

"میں مہینے میں ایک بار اپنے بھائی سے ملنے اس
گھر ضرور آتی ہوں۔ اس سے پہلے میں نے اس شہر
کی حالت ایسی کبھی نہیں دیکھی۔ جب بھی آئی اس شہر
کو آباد ہی پایا۔ آج نہ جانے اس شہر کو کیا ہو گیا ہے
سمجھ میں کچھ نہیں آتا۔ کوئی انسان کیا جانور پرندہ تک
نظر نہیں آ رہا۔"

عنبر نے بلبلوں والے پنجرے کو ایک طرف میز پر
اتنے میں پنجرے میں قید دونوں بہنیں رونے لگیں۔ شا
چونک کر بلبلوں کی طرف دیکھا اور خوف زدہ ہو کر بو

"یہ... یہ بلبلیں تو عورتوں کی طرح روتی ہیں۔
اف! یہ چڑیلیں ہیں۔ یہ چڑیلیں ہیں۔"

اور شازلی باہر کو بھاگی۔ عنبر نے آگے بڑھ کر اس
سے تھام لیا اور کہا:

"شازلی! گھبراؤ نہیں۔ میں تم سے اب یہ راز نہیں
چھپانا چاہتا۔ سنو! یہ دونوں بلبلیں اصل میں دو
بہنیں ہیں۔ جن کو ایک جادوگر نے بلبلیں بنا کر ا
پنجرے میں قید کر دیا ہوا ہے۔ میں کسی ایسے طلسم
تلاش میں ہوں۔ جس کی مدد سے ان بہنوں کو پھر
انسان بنا سکوں۔ کیا اس سلسلے میں تم میری کچھ
کر سکتی ہو؟"

شازلی پھٹی پھٹی آنکھوں سے پنجرے میں بند بلبلوں کو دیکھ
رہی تھی۔ جن کے رونے کی آواز سے دل پر دہشت طاری ہو رہی
تھی۔ بلبلوں نے اچانک رونا بند کر دیا۔

شازلی نے کہا:

"میں نے ایسا طلسم پہلے کبھی نہیں دیکھا۔ سنا ضرور تھا کہ
جادوگر اپنے جادو سے انسان کو جانور یا پرندہ بنا دیتے
ہیں۔ مگر آج اپنی آنکھوں سے دیکھ رہی ہوں۔"

وہ عنبر کی طرف دیکھنے لگی اور بولی:

"بھائی عنبر! کیا ان دو بہنوں کی وجہ سے تو اس شہر پر
جادو کا اثر نہیں ہو گیا؟"

عنبر کہنے لگا:

"ان بہنوں کا اس شہر سے کوئی تعلق نہیں ہے۔
میں ان کے اس پنجرے کو یہاں سے کوسوں
دور ایک ویران کھنڈر سے نکال کر لایا ہوں۔"

شازلی نے کہا:

"میرے بھائی کا گھر خالی ہے آؤ وہاں چل کر بیٹھتے
ہیں اور سوچتے ہیں کہ ہمیں کیا کرنا چاہئے۔"

عنبر اور شازلی اسی گلی کے ایک دوسرے گھر میں آ گئے۔ شازلی
نے عنبر کو تخت پوش پر بٹھا دیا اور خود پانی لانے کے لئے ساتھ
والے دوسرے کمرے میں گئی تو اس کی چیخ بلند ہوئی۔ عنبر جاگ

کمرے میں گیا دیکھا کہ شازلی پنڈلی کو پکڑے فرش پر بیٹھی ہوئی کراہ رہی ہے۔

کیا ہوا شازلی!؟ عنبر نے لپکتے ہوئے پوچھا:

شازلی نے کمزور آواز میں کہا "سانپ نے ڈس لیا ہے۔ اف! میرا حلق خشک ہو رہا ہے۔"

عنبر نے شازلی کو وہیں لٹا دیا۔ اسے پانی پلایا۔ پھر کہا:

"شازلی بہن! تم بالکل فکر نہ کرو۔ میں ابھی تمہیں اچھا کر دیتا ہوں۔ مجھے سانپ کا منتر آتا ہے۔ سانپ خود بخود آکر تمہارا زہر چوس لے گا۔"

اس کے ساتھ ہی عنبر نے سانپوں کی زبان میں اسی سانپ کو آواز دی جس نے شازلی کو ڈسا تھا۔ عنبر کی آواز پر سانپ فوراً حاضر ہو گیا اس سانپ کے حلق پر سبز رنگ کی دھاریاں تھیں۔ یہ بڑا زہریلا سانپ تھا۔ شازلی بے ہوش ہو گئی تھی۔

عنبر نے سانپ سے کہا:

"میں ناگ دیوتا کا بھائی ہوں اور تمہیں ناگ دیوتا کے نام پر حکم دیتا ہوں کہ اس عورت کے جسم میں جو زہر تم نے ڈالا ہے اسے فوراً باہر نکال دو۔"

سانپ کو عنبر کے جسم سے برابر ناگ دیوتا کی خوشبو آ رہی تھی۔

اس نے کہا:

"جو حکم عظیم ناگ دیوتا کے بھائی۔"

اور سانپ نے شازلی کی پنڈلی پر اسی جگہ اپنا منہ رکھ دیا جہاں اس نے ڈسا تھا۔ چند لمحوں میں سانپ نے شازلی کے جسم کا سارا زہر چوس لیا۔

عنبر نے سانپ سے کہا:

"اب مجھے یہ بتاؤ کہ اس شہر کے لوگ کہاں غائب ہو گئے ہیں۔؟"

شازلی کے جسم سے زہر نکل گیا تھا۔ مگر ابھی اسے پوری طرح ہوش نہیں تھی۔

سانپ نے کہا:

"ناگ دیوتا کے بھائی! اس شہر کا ہر آدمی اپنی اپنی جگہ موجود ہے مگر غائب ہے۔ کوئی اسے نہ تو دیکھ سکتا ہے نہ چھو سکتا ہے۔ دکانوں پر دکاندار۔ گھروں میں عورتیں بازاروں میں راہ چلتے لوگ۔ سب اپنی اپنی جگہ موجود ہیں مگر وہ غائب ہیں اور بے ہوش ہیں۔ نہ وہ اپنی جگہوں سے ہل سکتے ہیں اور نہ انہیں کوئی چھو سکتا ہے۔ اور نہ دیکھ سکتا ہے۔"

عنبر نے پوچھا:

"یہ سب کیسے ہو گیا!؟"

سانپ نے کہا:

"ناگ دیوتا کے بھائی! اس شہر میں آدمی رات کو ایک

عجیب آواز بلند ہوتی ہے۔ سوائے سانپوں کے جو
چرند پرند انسان اس آواز کو سنتا ہے۔ اپنی جگہ پر
کھڑے کھڑے غائب ہو جاتا ہے۔ یہ آواز دس راتوں
سے آرہی ہے۔"

عنبر نے سانپ سے پوچھا:

"مگر تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ اس شہر کے لوگ
غائب ہو گئے ہیں۔ جبکہ ان کو تو کوئی بھی نہیں
دیکھ سکتا۔"

سانپ بولا:

"ناگ دیوتا کے بھائی!

"میری نگاہ سانپ کی نگاہ ہے اور سانپ کی نگاہ
انہیں دیکھ سکتی ہے۔ میں اس وقت بھی شہر کے
بازاروں اور مکانوں میں لوگوں کو غیبی حالت میں
دیکھ رہا ہوں کہ وہ بے ہوش ہیں۔"

اتنے میں شازلی کو ہوش آگیا۔

اس نے عنبر سے کہا:

"بھائی! تم کس سے بات کر رہے ہو؟ تمہارے
منہ سے ہلکی ہلکی سی سی کی آوازیں نکل رہی ہیں۔
اور یہ سانپ ——" شازلی نے ڈر کر چیخ ماری۔

عنبر نے کہا:

"گھبراؤ نہیں شازلی۔ یہ وہی سانپ ہے جس نے
تمہیں ڈسا تھا۔ میں نے اسے اپنے منتر سے یہاں
بلایا ہے۔ اور اس نے تمہارے جسم کا سارا زہر
چوس لیا ہے۔ اب تمہیں کچھ نہیں ہوگا۔"

شازلی کو تسلی ہو گئی۔ کہنے لگی:

"تو کیا تم اس سانپ سے باتیں کر رہے ہو؟"

عنبر نے کہا:

"ہاں! مجھے سانپوں سے باتیں کرنا آتا ہے۔ اس
سانپ نے مجھے بتا دیا ہے کہ اس شہر میں آدھی
رات کے وقت کوئی عجیب سی ڈراؤنی آواز آتی
ہے۔ جس کو سن کر شہر کے لوگ اپنی اپنی جگہوں پر
بے ہوش ہو گئے ہیں۔"

پھر عنبر نے شازلی کو ساری تفصیل بیان کر دی۔ یہ سن
کر شازلی حیرت میں گم ہو گئی کہ شہر کے لوگ اپنی اپنی جگہ موجود
ہیں مگر کسی کو نظر نہیں آرہے۔ وہ بولی:

"اس سانپ سے پوچھو کہ یہ لوگ دوبارہ کس طرح
زندہ ہو سکتے ہیں؟"

عنبر کے پوچھنے پر سانپ نے کہا:

"یہ مجھے بھی معلوم نہیں ہے۔ میں آپ سے بھی یہی
کہوں گا کہ آپ رات ہونے سے پہلے پہلے یہاں سے نکل

جائیں۔ ورنہ آدھی رات کے وقت ڈراؤنی آواز بلند
ہوئی تو آپ بھی غائب ہو کر بے حس ہو جائیں
گے اور پھر اس شہر سے کبھی باہر نہیں نکل سکیں
گے۔"

عنبر نے کہا:

"تم جا سکتے ہو۔ تمہارا شکریہ۔ اگر تمہارے مشورے
کی ضرورت ہوئی تو میں تمہیں بلا لوں گا۔"

سانپ چلا گیا۔

شازلی نے عنبر سے پوچھا: "سانپ نے کیا کہا تھا؟"

عنبر بولا:

"سانپ نے کہا ہے ہم کو بھی اپنی جان بچا کر یہاں
سے بھاگ جانا چاہئے۔ ورنہ آدھی رات کو آواز بلند
ہوتے ہی ہم بھی غائب ہو کر ختم ہو جائیں گے۔"

شازلی ڈر گئی۔ کہنے لگی:

"سانپ ٹھیک کہتا ہے ہمیں اس منحوس شہر سے
بھاگ جانا چاہئے۔ مگر ۔۔۔ مگر میرے بھائی کا
کیا بنے گا۔؟ میں اپنے بھائی کو زندہ سلامت دیکھنا
چاہتی ہوں۔"

عنبر نے مسکرا کر کہا:

"تمہیں اپنے بھائی کی فکر ہے اور مجھے شہر کے

سارے بھائی بہنوں کی فکر ہے اور ان دو بہنوں
کی بھی جو پنجرے میں قید ہیں۔ میرے ساتھ آؤ۔"

عنبر نے شازلی کو ساتھ لیا اور شہر سے باہر نکل کر پتھریلے
میدان میں ایک طرف چلنے لگے۔

عنبر نے کہا:

"میں چاہتا ہوں کہ تم کو اور ان دو قیدی بہنوں کو کسی
ایسے غار میں چھپا دوں جہاں تم اس ڈراؤنی آواز کو
نہ سن سکو۔ اور میں خود شہر میں جا کر کھوج لگاؤں گا
کہ یہ ڈراؤنی آواز کس کی ہے۔"

شازلی نے فکر مند ہو کر کہا:

"مگر بھائی! وہ آواز تم نے سن لی تو تم بھی غائب
ہو جاؤ گے۔ نہیں نہیں تم اپنی جان خطرے میں
نہ ڈالو۔"

عنبر بولا:

"خطرہ مول لئے بغیر کوئی کامیابی نہیں ملتی۔ مجھے
جانا ہی ہو گا۔ ویسے تم میری فکر نہ کرو۔ مجھے خدا
کے فضل سے کچھ نہیں ہو گا۔"

آخر انہیں میدان میں ایک ایسا غار مل گیا جس کے باہر ایک
آبشار گر رہی تھی۔ آبشار کی آواز اتنی بلند تھی کہ شہر کی ڈراؤنی
آواز یہاں کسی کو بھی سنائی نہیں دے سکتی تھی۔

عنبر نے شازلی سے کہا:

"تم ان دونوں بلبلوں کی شکل میں قیدی بہنوں کے پنجرے کو لے کر اس غار میں بیٹھو۔ ہرگز ہرگز یہاں سے باہر مت نکلنا۔ میں شہر میں جاتا ہوں اور رات وہیں رہوں گا۔ کل آکر تمہیں بتاؤں گا کہ ڈراؤنی آواز کا راز کیا ہے۔"

عنبر نے شازلی کے پاس بلبلوں کا پنجرہ رکھ دیا۔ شازلی غار میں جاکر چھپ گئی اور عنبر شہر کی طرف چل پڑا۔ شہر میں آکر وہ شہر کی سنسان اور ویران گلیوں اور بازاروں میں پھرنے لگا۔ اس طرح پھرتے پھراتے اسے رات ہو گئی۔ شہر میں گھپ اندھیرا چھا گیا۔ کیونکہ وہاں لیمپ اور چراغ جلانے والا کوئی بھی نہیں تھا۔ عنبر خالی دوکانوں کے آگے سے گذر رہا تھا۔

عنبر کو معلوم تھا کہ آدھی رات کو وہ آواز بلند ہوگی۔ اسے دل میں ایک خطرہ بھی تھا کہ کہیں اس پر بھی آواز کا اثر نہ ہو جائے۔ مگر اسے یہ یقین بھی تھا کہ اس پر آواز کا اثر نہیں ہوگا۔

اندھیرا گہرا ہو گیا۔ رات بھی گہری ہو گئی۔ شہر پر موت ایسی خاموشی چھا گئی۔ عنبر ایک بازار کے چوک والے مکان کی کھڑکی میں چھپ کر بیٹھ گیا۔ یہاں سے اسے شہر کے سارے بازار اندھیرے میں بھی دھندلے دھندلے نظر آرہے تھے۔ پھر آدھی رات ہو گئی

اچانک ہوا چلنے لگی۔ ہوا تیز ہو گئی۔ مکانوں کے دروازے اور کھڑکیاں بجنے لگیں۔ یہ آندھی تھی۔ آندھی رک گئی۔ اس کے ساتھ ہی عنبر نے دیکھا کہ دور بازار کی نکڑ سے چار آدمی چلے آرہے ہیں انہوں نے ایک تابوت کاندھوں پر اٹھا رکھا ہے۔ تابوت پر ایک کفن پوش مردے کا ہڈیوں کا ڈھانچہ بیٹھا تھا۔ جس نے اپنی ہتھیلی پر ایک کھوپڑی رکھی ہوئی تھی اور وہ بلند آواز میں ایک چیخ مار کر بولا:

"مر جاؤ۔ مر جاؤ۔ میں آگیا ہوں۔ جو سامنے آیا میں اسے تابوت میں بند کر دوں گا!"

عنبر کے کانوں میں یہ آواز پڑی تو اسے دو تین بار جھٹکا لگا۔ مگر وہ غائب نہ ہوا۔ اس پر اس مردے کی آواز کا اثر نہیں ہوا تھا۔ وہ بڑا خوش ہوا۔ اب وہ غور سے تابوت پر بیٹھے ہوئے مردے کو تکنے لگا۔ تابوت شہر کے چوک میں آکر رک گیا۔ جن آدمیوں نے تابوت اٹھایا ہوا تھا۔ وہ بھی سفید کفن پہنے ہوئے تھا۔ تابوت زمین پر رکھ دیا گیا۔ تابوت پر بیٹھے ہڈیوں کے ڈھانچے نے چاروں طرف دیکھا اور اس کی نگاہیں اچانک عنبر پر آکر رک گئیں۔

اس نے کھڑکی میں چھپے ہوئے عنبر کو دیکھ لیا تھا۔ عنبر کو دیکھتے ہی مردے نے ایک بھیانک چیخ ماری اور اپنی ہتھیلی پر رکھی ہوئی کھوپڑی کو ہوا میں اچھال کر کہا:

"جا: اپنے شکار کو ہلاک کر۔ کھوپڑی ہوا میں اڑتی ہوئی سیدھی

عنبر کے پاس آگئی۔ کھڑکی میں سے گذر کر کھوپڑی بڑے زور سے عنبر
کے سر سے ٹکرائی۔ عنبر کو کچھ نہ ہوا۔ کھوپڑی لڑکھڑا کر نیچے گر
پڑی۔ عنبر نے کھوپڑی کو اٹھا کر دبوچ لیا۔ اس کے اندر
سے عورت کے کراہنے کی آواز آئی۔

عنبر نے کہا:

"بتا تو کون ہے۔ اور اس شہر کے لوگوں کو کیسے
زندہ کیا جا سکتا ہے۔ جلدی بتا نہیں تو میں تجھے
پاش پاش کر دوں گا۔"

کھوپڑی کے اندر سے عورت کی آواز آئی۔

"جادوگروں کے بادشاہ! میری جان بخش دے
مگر میں جس مُردے کے قبضے میں ہوں وہ تجھ
سے بڑا جادوگر ہے۔"

عنبر نے کھوپڑی کو دبایا تو اس کے اندر سے عورت کی
چیخ نکل گئی۔

"مجھے نہ مارنا! مجھے نہ مارنا! اگر تو وعدہ کرے کہ
مجھے بھی اس طلسم سے آزاد کرائے گا تو میں تجھے
مُردے کی موت کا راز بتا سکتی ہوں۔ لیکن تو یہاں
کہیں چھپ جا۔ میں مردے کو یہی کہوں گی کہ میں
نے تمہیں ہلاک کر دیا ہے۔ پھر میں رات کے تیسرے
پہر تیرے پاس آؤں گی۔"

عنبر نے کہا:

"میں وعدہ کرتا ہوں کہ اگر تو نے مجھے اس مُردے
کی موت کا راز بتا دیا تو میں تجھے بھی اس کھوپڑی
سے آزاد کرا دوں گا۔"

اس کے ساتھ ہی عنبر کھڑکی سے نیچے ہو کر چھپ گیا۔

کھوپڑی نے کہا:

"اب میں جاتی ہوں۔ دو گھنٹے بعد آؤں گی۔ خبردار
تم کوئی آواز مت نکالنا۔"

یہ کہہ کر کھوپڑی کھڑکی میں سے اڑ کر واپس تابوت پر
بیٹھے مُردے کے پاس آگئی اور بولی:

"دشمن کو مار دیا گیا ہے۔"

تابوت والے مُردے نے خوش ہو کر کھوپڑی کو ہاتھ میں
اٹھا لیا اور بولا:

"چلو مجھے میری قبر میں لے چلو۔ میرے محل میں لے
چلو۔ آج کی سیر پوری ہو گئی ہے۔ شہر مر گیا ہے میں
خوش ہوں۔"

تابوت کے مُردے نے ایک بلند چیخ مار کر خوشی کا نعرہ لگایا۔
کفن پوشوں نے تابوت کو کاندھے پر اٹھا لیا اور یہ جلوس واپس روانہ
ہو گیا۔ جب وہ نگاہوں سے اوجھل ہو گئے تو عنبر کھڑکی سے ذرا
پیچھے ہٹ گیا۔ وہ بے چینی سے اب کھوپڑی کا انتظار کرنے لگا۔

شہر پہ ایک بار پھر ڈرا دینے والا موت کا سناٹا طاری ہو
عنبر خالی مکان میں اکیلا کھڑکی کے پاس بیٹھا باہر دیکھ رہا
جب دو گھنٹے گذر گئے تو اسے فضا میں سیٹی کی آواز سنائی
اس کے ساتھ ہی کھوپڑی کھڑکی میں سے گذر کر عنبر کے پاس
آ گئی۔

عنبر نے پوچھا:
"اب بتاؤ یہ کیا راز ہے۔ اور اس شہر کے لوگوں کو
دوبارہ کیسے زندہ کیا جا سکتا ہے۔"
کھوپڑی کی عورت نے کہا:
"تابوت کا مُردہ ایک بہت بڑے جادوگر کی بدروح
ہے۔ یہ بدروح دوبارہ اب کبھی انسانی جسم میں
نہیں آ سکتی۔ مگر اس نے لوگوں سے اس کا یوں بدلہ
لیا ہے کہ انہیں اپنی آواز سے غائب کر دیا ہے۔
سارے شہر کے لوگ غائب ہو گئے ہیں۔"
عنبر نے کہا:
"یہ تو میں بھی جانتا ہوں۔ تم مجھے یہ بتاؤ کہ شہر کے
لوگوں کو پھر سے کیسے زندہ کیا جا سکتا ہے۔"
کھوپڑی نے کہا: "کیا تیرے اندر اتنی طاقت ہے
کہ تو جادوگر مُردے کا مقابلہ کر سکے۔"
عنبر نے کہا: "تم مجھے بتاؤ کہ مجھے کیا کرنا ہوگا۔"

کھوپڑی نے کہا:
"تو پھر سنو: جادوگر مُردے کی بدروح یہاں سے
دو کوس دور ایک پرانے محل کے کھنڈر کی قبر
میں رہتی ہے۔ اس کے تابوت اٹھانے والے
بھی مُردہ بدروحیں ہیں۔ وہ بھی اس کے ساتھ
ہی اس قبر میں رہتی ہیں۔ اس قبر میں جادوگر مُردے
کو صرف ایک ہی طریقے سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے
ختم کیا جا سکتا ہے کہ قبر کے اوپر جو ہزاروں من
وزنی چھت ستونوں کے سہارے کھڑی ہے۔ وہ
کسی طرح قبر کے اوپر گرا دی جائے۔ ایسا کرنے سے
قبر بند ہو جائے گی اور جادوگر مُردے کی بدروح ہمیشہ
کے لئے اس میں دب کر رہ جائے گی اور شہر پر اس
کا طلسم ختم ہو جائے گا۔"
عنبر بولا:
"مجھے اس قبرستان میں لے چلو۔ میں یہ کام کر
سکتا ہوں۔"
کھوپڑی نے کہا:
"ایک بار پھر سوچ لو۔ اگر تم ہزاروں من وزنی
چٹان ایسی چھت کو قبر پر نہ گرا سکے تو جادوگر مُردہ
تمہیں زندہ نہیں چھوڑے گا۔"

عنبر کہنے لگا۔!

"تم مجھے قبر پر لے چلو۔"

کھوپڑی نے عنبر کو ساتھ لیا اور شہر سے نکل کر ویرانے
میں آگئی۔ یہاں وہ ہوا میں عنبر کے ساتھ ساتھ چل رہی تھی۔
کوس دور عنبر کو اندھیرے میں ایک اونچی ستونوں والی چٹانی
ایسی چھت نظر آئی۔ اس چھت کو چار ستون سہارا دیئے ہوئے
تھے۔ اس کے نیچے ایک قبر بنی ہوئی تھی۔ کھوپڑی ہوا میں رک
گئی۔ کہنے لگی!

"یہی وہ قبر ہے جس کے اندر جادوگر کی بدروح پڑی
ہوئی ہے۔"

عنبر نے کھوپڑی کو ایک طرف کھڑے رہنے کو کہا اور خود
چٹانی چھت کے ایک ستون کے پاس آگیا۔ اس نے ستون
کو دونوں ہاتھوں سے پکڑا اور اسے ایک دم سے جھٹکا دیا۔
عنبر کی طاقت بے پناہ تھی۔ اس کا اندازہ کھوپڑی کو نہیں
جھٹکے کے ساتھ ہی ستون اپنی جگہ سے ہل گئے اور چھت
واقعی ایک چٹان کی طرح تھی۔ دھڑام سے قبر کے اوپر
گری۔ چھت اس قدر وزنی تھی کہ قبر میں کئی فٹ اندر تک دھنس
گئی۔ قبر کے اندر سے بدروح مُردے کی آخری چیخ بلند ہوئی
اور پھر چاروں طرف گہری خاموشی چھا گئی۔

عنبر نے پلٹ کر دیکھا۔ کھوپڑی کی جگہ ایک ایسی عورت کھڑی

تھی۔ جس کے سر پر کھوپڑی تھی باقی جسم بالکل ٹھیک تھا۔
اس نے پکار کر کہا!

"تم بہت بڑے جادوگر ہو۔ اب اپنا وعدہ پورا کرو
اور مجھے پھر سے زندہ کر دو۔ میری کھوپڑی پر ہاتھ
رکھ دو۔ میری کھوپڑی زندہ ہو جائے گی۔"

عنبر نے آگے بڑھ کر عورت کی کھوپڑی پر ہاتھ رکھ دیا۔
ہاتھ رکھنے کی دیر تھی کہ کھوپڑی عورت کا خوبصورت سر بن
گیا۔ عورت نے عنبر کے آگے ہاتھ باندھ لئے اور بولی!

"تم عظیم جادوگر ہو۔ میں تمہارے نام کو سلام کرتی ہوں۔"

اتنا کہہ کر عورت بلند ہوئی اور فضا میں غائب ہو گئی۔ عنبر
سمجھ گیا کہ یہ بھی کوئی آسیبی عورت ہی تھی۔

عنبر بدروح کی قبر کو ختم کرنے کے بعد شہر کی طرف چلا۔
دور سے اسے شہر کی روشنیاں نظر آئیں۔ شہر کے لوگ زندہ ہو کر
ظاہر ہو گئے تھے اور ہر طرف رونق تھی۔ بازاروں میں لوگ ایکدم
سے ظاہر ہو کر پھر سے چلنے پھرنے لگے تھے۔ دوکانوں پر بھی لوگ
ظاہر ہو گئے تھے۔ مکانوں میں عورتوں اور بچوں نے خوش ہو کر
رقص کرنا شروع کر دیا۔

عنبر نے شہر کو بالکل پھر سے زندہ اور خوش دیکھا تو اسے بے حد
خوشی ہوئی۔ وہ شہر کو ہنستا ہوا چھوڑ کر سیدھا دریا کے کنارے والے
غار میں پہنچا۔ وہاں شازلی اور دونوں قید بہنیں بلبل کے روپ میں

موجود تھیں۔ شازلی نے جب سنا کہ شہر کے لوگ زندہ ہو گئے
اور شہر والوں کی رونقیں واپس آگئی ہیں تو وہیں سے
میں اپنے بھائی سے ملنے دوڑ پڑی۔ عنبر بھی اس کے پیچھے پیچھے
میں آگیا۔ وہ رات عنبر نے شازلی کے بھائی کے گھر پر بسر کی
حیرانی کی بات یہ تھی کہ شہر کے کسی آدمی کو یہ احساس تک
تھا کہ وہ کئی روز تک غائب رہے ہیں۔

دوسرے دن عنبر نے رخصت چاہی تو شازلی کے بھائی نے
پنجرے میں قید بلبلوں کی طرف دیکھ کر کہا:

"بھائی! یہ بلبل تم ہمارے پاس کیوں نہیں فروخت کر
دیتے؟ مجھے بلبل بہت پسند ہیں۔"

شازلی تو جانتی تھی کہ یہ بلبلیں نہیں ہیں بلکہ دو بہنیں ہیں
اس نے بھائی سے کہا:

"عنبر بھائی ان بلبلوں سے بہت پیار کرتے ہیں۔ وہ
انہیں اپنے سے الگ نہیں کر سکتے۔"

بھائی نے کہا: "ٹھیک ہے۔"

عنبر نے شازلی سے اجازت لی اور اسی روز ان کے گھر سے نکل
کر شہر میں آگیا۔ سونے کا پنجرہ اس کے ہاتھ میں تھا۔ یہاں سے
اس نے ایک گھوڑا خریدا اور خدا کا نام لے کر شہر کے بڑے دروازے
سے نکل کر ایک جانب روانہ ہو گیا۔ سارا دن عنبر میدانوں میں سفر
کرتا رہا۔ جب شام ہوئی تو وہ ایک صحرا میں پہنچ گیا۔

سانپوں والا گڑھا

صحرا میں کہیں کہیں پہاڑی ٹیلے بھی تھے۔
عنبر بلبلوں یعنی دو بہنوں والا سونے کا پنجرہ لئے گھوڑے
سوار ان بنجر ٹیلوں کے درمیان سے گذر رہا تھا۔ کہ اچانک ایک
ٹیلے کے پیچھے سے نکل کر ایک گھوڑ سوار اس کے سامنے آگیا۔ عنبر
اپنا گھوڑا روک لیا۔

گھوڑ سوار نے سلام کیا اور کہا

"بھائی! میں راستہ بھول گیا ہوں۔ مجھے شہر منگور
جانا ہے۔"

عنبر بولا:

"بھائی میں خود مسافر ہوں اور کسی قریبی شہر میں
جانا چاہتا ہوں۔"

گھوڑ سوار نے کہا:

"اچھا ہوا تم مل گئے بھائی۔ اب میں اکیلا نہیں ہوں
گا۔ شہر کا راستہ تلاش کر ہی لیں گے۔"

گھوڑ سوار نے اپنا نام رامکا بتایا اور کہا کہ وہ پاٹلی پتر کے

شہر سے واپسی پر قافلے سے بچھڑ گیا تھا۔ عنبر کو اتنا پتہ چل
کہ وہ ملک ہندوستان میں ہی ہے اور ناگ ماریا کیٹی تھیور
اور جولی سانگ سے اس کی ملاقات کہیں نہ کہیں ضرور
جائے گی۔ کیونکہ وہ بھی ملک ہندوستان میں ہی سفر
رہے تھے۔ مگر ابھی تک عنبر کو ان میں سے کسی کی خوش
نہیں آئی تھی۔ رامکا گھوڑ سوار عنبر کے ساتھ ساتھ چلے
اس نے بلبل کے پنجرے کی طرف اشارہ کر کے کہا:

"تمہیں بلبل بہت پسند ہیں بھائی"

عنبر نے مسکرا کر کہا:

"ہاں یہ دونوں بلبلیں مجھے بہت پسند ہیں۔ یہ
میں نے پال رکھی ہیں۔ میں بھی مسافر ہوں اور منگو
شہر کی طرف ہی جا رہا ہوں"

رامکا بولا:

"مگر بھائی! راستے میں ہمیں رات ہو جائے گی۔
بہتر ہو گا کہ ہم راہ میں کوئی اچھی سی جگہ دیکھ کر وہاں
رات بسر کر لیں۔ کیونکہ میں نے سن رکھا ہے کہ اس
ویرانے میں رات کو جن بھوت پھرتے رہتے ہیں اور
اکیلے دوکیلے مسافر کو پکڑ لیتے ہیں"

عنبر کو جن بھوتوں کا کوئی ڈر نہیں تھا۔ یہ سن کر بو

"مگر یہاں تو رات بسر کرنے کی کوئی جگہ نظر نہیں آتی"

گھوڑ سوار رامکا کہنے لگا:

"ہو سکتا ہے راستے میں کوئی ایسی جگہ مل جائے"

صحرائی ٹیلوں میں سے گزرتے گزرتے جب اندھیرا گہرا ہو گیا
تو گھوڑ سوار رامکا نے ایک طرف اشارہ کیا اور بولا:

"بھائی! وہ دیکھو۔ ادھر ایک ٹیلے کے نیچے روشنی ہو
رہی ہے۔ میرا خیال ہے وہاں کوئی سرائے ہو گی چلو
وہاں چل کر رات بسر کرتے ہیں"

جب وہ روشنی کے قریب پہنچے تو عنبر نے دیکھا کہ وہ ایک
پرانا اونچا سا مکان تھا جس میں صرف ایک ہی دروازہ اور اوپر
ایک روشن دان تھا۔

عنبر نے کہا: "یہ کیسی سرائے ہے بھائی؟"

رامکا گھوڑے سے اتر پڑا۔ بولا:

"جیسی بھی ہو بھائی۔ رات تو بسر کریں گے۔ صبح
یہاں سے نکل چلیں گے۔ آؤ میرے ساتھ۔

عنبر نے کہا "مگر یہاں تو کوئی انسان دکھائی نہیں دیتا"

گھوڑ سوار بلند آواز میں پکارا: "کیوں بھائی کوئی ہے۔"

ایک ہٹا کٹا آدمی چراغ ہاتھ میں لئے دروازے سے
نکلا اور بولا: "کیا بات ہے؟"

گھوڑ سوار نے کہا:

"بھائی! ہم مسافر ہیں۔ ہمیں رات بسر کرنے کو یہاں

تھوڑی سی جگہ مل جائے گی؟"

چراغ والے آدمی نے کہا:

"میرے پیچھے پیچھے آجاؤ۔ گھوڑوں کو باہر باندھ دو۔"

عنبر اور رامکا نے گھوڑوں کو وہیں ایک پتھر کے ساتھ باندھا اور اجنبی آدمی کے پیچھے پیچھے مکان میں داخل ہو گئے۔ مکان کے اندر دیواروں کا رنگ بالکل سیاہ تھا اور چراغ کی روشنی بھی پھیکی پڑ رہی تھی۔ آدمی ان دونوں کو ایک تنگ و تاریک سی راہداری سے گذار کر ایک کمرے میں لے گیا۔ اس کمرے کی دیواروں کا رنگ بھی سیاہ تھا۔ یہاں دو پلنگ بچھے تھے اور ایک پانی کا مٹکا رکھا ہوا تھا۔

چراغ والے آدمی نے کہا:

"یہاں آرام کرو۔ صبح ہوتے ہی چلے جانا۔"

یہ کہہ کر اس نے چراغ وہیں طاق میں رکھ دیا۔ اور خود چلا گیا۔

عنبر نے کہا:

"عجیب سرائے ہے رامکا بھائی۔ نہ کوئی کھڑکی نہ چھت نہ کھانے پینے کا انتظام نہ کوئی دوسرا مسافر ہی یہاں دکھائی دیتا ہے۔"

رامکا پلنگ پر لیٹے ہوئے بولا: "بھائی اب تو آرام کرتے ہیں۔ صبح ہو گی تو دیکھا جائے گا۔"

عنبر کو آرام کی ضرورت نہیں تھی۔ پھر بھی وہ رات کے اندھیرے میں سفر نہیں کرنا چاہتا تھا۔ دن کی روشنی میں سفر کرنے میں آسانی ہوتی ہے۔ اس نے سونے کا پنجرہ ایک طرف رکھا اور دوسرے پلنگ پر لیٹ گیا۔ اتنے میں وہی اجنبی آدمی دروازہ کھول کر اندر آیا۔ اس کے ہاتھوں میں دو پیالے تھے۔ ایک پیالہ اس نے رامکا کو دیا اور دوسرا پیالہ عنبر کی طرف بڑھا کر بولا: "یہ دودھ پی لو بھائی۔"

دودھ میں سے الائچی کی خوشبو اٹھ رہی تھی۔ رامکا نے تو غٹا غٹ دودھ پی لیا۔ عنبر نے بھی ایک گھونٹ پیا۔ دودھ واقعی میٹھا تھا اور خوشبودار تھا۔ وہ سارا دودھ پی گیا۔

رامکا نے کہا:

"اب سو جاتے ہیں بھائی۔ بہت تھکان ہو گئی ہے۔"

دودھ والا آدمی چلا گیا۔ رامکا پلنگ پر سیدھا لیٹ گیا۔ عنبر بھی لیٹ گیا۔

پندرہ بیس منٹ گذرے ہوں گے کہ دروازہ آہستہ سے کھلا۔ عنبر نے چراغ کی روشنی میں دیکھا کہ وہی اجنبی جو دودھ لایا تھا۔ دبے پاؤں اندر داخل ہو رہا ہے۔ عنبر نے اپنے آپ کو سویا ہوا ہی ظاہر کیا۔ وہ یہ پتہ کرنا چاہتا تھا کہ یہ آدمی کس لئے آیا ہے۔

وہ اجنبی آدمی جو نوکر لگتا تھا۔ رامکا کے پلنگ کے پاس

جاکر آہستہ سے بولا: "رامکا: جاگ رہے ہو۔"

رامکا نے کہا: "جاگ رہا ہوں۔

یہ دیکھو کہ مسافر بے ہوش ہوا ہے کہ نہیں!؟"

اس آدمی نے کہا!

"کیسے نہیں بے ہوش نہیں ہوگا۔ اس کے دودھ میں میں نے اتنی دوائی ملادی تھی کہ ہاتھی بھی کھا لے تو فوراً بے ہوش ہو جائے۔

رامکا نے کہا: اٹھاؤ اس تازہ شکار کو۔"

تازہ شکار؟

عنبر چونکا:

"اب وہ یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ یہ لوگ کون ہیں اور بھولے بھالے مسافروں کو پھانس کر یہاں لاتے ہیں۔ تو ان کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہیں۔ انھوں نے عنبر کے پلنگ کے پاس آکر اسے ہلایا جلایا۔

عنبر نے اپنے آپ کو بے ہوش ہی ظاہر کیا۔ دونوں نے عنبر کو اٹھایا اور ڈولی ڈنڈا کرتے کمرے کے اندر ہی تاریک سیڑھیاں اتر کر ایک تہہ خانے میں آگئے۔ جہاں پہلے ہی سے طاق میں ایک چراغ جل رہا تھا۔ عنبر نے ذرا سی آنکھ کھول کر دیکھا کہ وہاں فرش پر چٹائی بچھی ہوئی ہے۔ عنبر کو وہاں چٹائی پر ڈال دیا گیا تھا۔

رامکا نے کہا:

"اس کو بارہ گھنٹے سے پہلے ہوش نہیں آئے گا۔

چلو! گورو کو چل کر خوش خبری سناتے ہیں شکار حاضر ہے۔ اب جلدی آکر اس پر اپنا تجربہ کریں۔

وہ تہہ خانے سے باہر نکلے ہی تھے کہ ایک بھاری بھرکم آواز آئی۔

"گورو خود تمہارے پاس اپنے تازہ شکار کا معائنہ کرنے آگیا ہے۔"

نیم روشن فضا میں عنبر نے آنکھوں کے کنارے سے دیکھا کہ ایک لمبے لمبے بکھرے ہوئے بالوں والا موٹا تازہ آدمی لمبے کرتے میں دروازے میں کھڑا ہے۔ اس کے ہاتھ میں ایک نیزہ تھا۔ دونوں آدمی اس کے آگے ادب سے جھک گئے

گورو نے پوچھا!

"اس کو بے ہوش کر دیا ہے؟"

"ہاں گورو"

عنبر حیران تھا کہ یہ کس قسم کے لوگ ہیں اور انسانوں کو پھانس کر یہ کس قسم کے تجربے کرتے ہیں۔!

عنبر اس معمے کو حل کرنا چاہتا تھا۔ تاکہ آگے کوئی بھی بے گناہ انسان ان کا شکار نہ بن سکے۔ گورو آگے بڑھ کر عنبر کے پاس آگیا۔ اس نے جھک کر عنبر کو دیکھا۔

"ہوں ! بے ہوش ہے۔ چلو اسے اٹھا کر سانپوں والے
گڑھے کے پاس لے چلو:"

انہوں نے ایک بار پھر عنبر کو اٹھایا اور تہہ خانے سے نکل
کر تاریک راہداری میں آ گئے۔ وہاں ایک دوسری کوٹھڑی
کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئے تو اندر سے سانپوں کی
پھنکاریں سنائی دیں۔

گورو نے کہا:

"اس کو سانپوں کے گڑھے کے کنارے رکھ دو:"

عنبر کو سانپوں کے گڑھے کے پاس ہی رکھ دیا گیا۔ عنبر آنکھیں
بند کئے لیٹا تھا۔ مگر وہ ذرا سی آنکھ کھول کر گورو اور رامکا کو دیکھ
لیتا تھا۔ گورو نے بین اٹھا کر بجانی شروع کر دی۔

بین کی آواز پر سانپوں کی پھنکاریں اور تیز ہو گئیں۔ تھوڑی
دیر بین بجانے کے بعد گورو نے رامکا سے کہا:

"ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہمیں اس ویرانے میں
ایک نوجوان شکار مل گیا ہے۔ اب ہم اس کو سانپوں
کے گڑھے میں گرا دیں گے۔ یہ سارا دن سانپوں کے
گڑھے میں پڑا رہے گا۔ سارے سانپ اس کو دن بھر کاٹتے
رہیں گے۔ تمام سانپوں کا زہر اس کے جسم
کے خون میں شامل ہو جائے گا۔ پھر جب ہم اسے باہر
نکالیں گے تو اس کی لاش سیاہ ہو چکی ہوگی۔ یہ سارے

کا سارا زہر بن گیا ہو گا۔ اس کے بعد ہم اس کو
کڑاہی میں ڈال کر آگ پر رکھ دیں گے۔ دو روز تک
یہ آگ پر پکتا رہے گا۔ اس کا جسم چھوٹی سی ایک
سیاہ ڈلی بن جائے گا۔ پھر ہم اس کالی ڈلی کو کڑاہی
میں سے نکال لیں گے۔ اس کے بعد اس انسانی ڈلی
میں ایسی تاثیر آ گئی ہو گی کہ ہم اس ڈلی کو جس چیز
سے رگڑیں گے۔ وہ سونا بن جائے گی۔ اور ہم دولت
میں مالا مال ہو جائیں گے۔ ہم اس ساری پہاڑی
کو اس سارے مکان کو سونے کا مکان بنا دیں گے
اور ہماری دولت کا مقابلہ دنیا کا کوئی بڑے سے بڑا
بادشاہ بھی نہیں کر سکے گا:"

اب عنبر سمجھ گیا کہ ان کا منصوبہ کیا ہے۔ وہ بھی خاموشی سے
بے ہوش ہو کر پڑا رہا۔

رامکا نے کہا:

"گورو پھر دیر کس بات کی۔ ہمیں اس نوجوان کو ابھی
سانپوں کے گڑھے میں گرا دینا چاہیئے:"

گورو نے کہا:

"ہاں میں نے بین بجا کر سانپوں کو ڈسنے کے لئے بالکل
تیار کر دیا ہے۔ وہ سخت غصّے کی حالت میں ہیں۔ اسے
اٹھا کر گڑھے میں لڑھکا دو:"

براہما اور دوسرے آدمی نے شیطانی گرو کے اشارے پر
عنبر کو اٹھا کر سانپوں کے گڑھے میں پھینک دیا۔ گڑھے میں
گرتے ہی پہلے تو عنبر کے ساتھ کتنے ہی سانپ لپٹ گئے۔ پھر جب
انہیں عنبر کے جسم سے ناگ دیوتا کی ہلکی ہلکی خوشبو نکلتی محسوس
ہوئی تو ایک دم سے پرے ہٹ گئے۔ گڑھے کے اوپر کھڑے
گورو اور اس کے ساتھی نیچے گڑھے میں جھانک رہے تھے۔ عنبر
ان پر یہ ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا کہ سانپوں نے اسے ڈسا نہیں
عنبر نے فوراً سانپوں کی زبان میں آہستہ سے سانپوں سے کہا:

"مجھ سے چمٹ جاؤ اور یہ ظاہر کرو کہ تم مجھے ڈس
رہے ہو۔"

ایک سانپ نے کہا:

"مگر تمہارے جسم سے ناگ دیوتا کی خوشبو آرہی ہے۔
ہم تمہیں کیسے ڈس سکتے ہیں۔"

عنبر نے کہا:

"تم ڈس بھی لوگے تو مجھے کچھ نہیں ہوگا۔ میں ناگ
دیوتا کا بھائی عنبر ہوں۔ مگر اس وقت ضرورت اس
بات کی ہے کہ تم ڈسنے کی اداکاری کرو۔"

سب سانپوں نے عنبر کے حکم پر عمل کرتے ہوئے اس کے
منہ پر منہ مارنے شروع کر دئے۔ وہ اسے ڈس نہیں رہے
تھے۔ بس منہ مار رہے تھے۔ اوپر گورو نے جب یہ منظر دیکھا

قہقہہ لگا کر بولا:

"بس اب شام کو آکر اس کی زہر بھری لاش کو گڑھے
سے باہر نکال کر لے چلیں گے۔"

گورو اور اس کے ساتھی وہاں سے چلے گئے۔ جب تہہ خانے
کے دروازے کے بند ہونے کی آواز آئی تو عنبر نے سانپ کی آواز
میں کہا:

"تم کب سے یہاں پر ہو اور کیا تم نے پہلے بھی کسی کو
یہاں اس طرح ڈسا ہے۔"؟

بڑے کالے سانپ نے جو سب سانپوں کا سردار تھا کہا:

"عظیم ناگ دیوتا کے بھائی! ہم کو یہ آدمی تین چار روز
ہوئے جنگل اور صحرا سے پکڑ کر یہاں لائے ہیں۔ اس
سے پہلے ہم نے یہاں کسی آدمی کو نہیں ڈسا۔ ہم
تو خود باہر جانے کو بے تاب ہیں مگر ان لوگوں نے دیوار
پر ایسے کیل لگا رکھے ہیں کہ ہم ان میں سے رینگ
کر باہر نہیں نکل سکتے۔ مگر آپ یہاں کیوں آگئے؟"
آپ تو ناگ دیوتا کے بھائی ہیں۔ آپ کے پاس تو
بے پناہ طاقت ہے۔"

عنبر نے کہا:

"میں یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ یہ شیطانی لوگ کیا
کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اب یہ آج شام کو میری

لاش نکالنے یہاں آئیں گے۔"

بڑے سانپ نے کہا:

"عظیم ناگ دیوتا کے بھائی! اگر آپ ہمیں یہاں
سے اس گڑھے سے باہر نکال دیں تو ہم ان بدمعاش
لوگوں سے ایسا بدلہ لیں گے کہ مرنے کے بعد بھی ان
کی بدروحیں ادھر آتے ہوئے بھی لرز اٹھیں گی۔"

عنبر بولا:

"ابھی نہیں، تھوڑا صبر کرو۔ یہ خود ہی مجھے اس
گڑھے سے باہر نکال لیں گے۔ اتنی دیر میں ان
سانپوں کو باہر نکال دیتا ہوں۔ مگر خبردار! ابھی
کسی کو کچھ نہیں کہنا۔ جب میں باہر جا کر تم کو
اشارہ کروں تو حملہ کر دینا۔ ابھی تم سب سانپ
باہر نکل کر کوٹھڑی کے کونوں میں اور چھت کے
ساتھ لگ کر چھپے رہنا۔"

اور عنبر نے اٹھ کر سانپوں کو پکڑ پکڑ کر گڑھے کے باہر اچھا
شروع کر دیا۔ سارے سانپ گڑھے سے باہر نکل گئے تو عنبر
کھڑے ہو کر بڑے سانپ سے کہا:

"تمام سانپوں کو لے کر کوٹھڑی میں کسی جگہ بکھر کر
چھپ جاؤ۔ جب میں اشارہ کروں تو حملہ کر دینا۔
اس سے پہلے خاموش رہنا۔"

بڑے سانپ نے کہا:

"ایسا ہی کریں گے عظیم ناگ دیوتا کے بھائی۔"

بڑے سانپ نے گڑھے سے باہر آ کر تمام سانپوں کو حکم
یا کہ وہ کوٹھڑی میں اندھیرے کونوں اور چھت کے شہتیروں
چھپ جائیں۔ سارے سانپ تیزی سے ادھر ادھر بھاگے
ر کوٹھڑی میں چھپ گئے۔ لگتا تھا کہ وہاں کبھی کوئی سانپ
ں آیا۔ عنبر گڑھے میں ہی تھا۔ اس کو اچانک دو قیدی
وں کا خیال آ گیا۔ اس نے بڑے سانپ کو اس کی زبان
آواز دے کر کہا:

"اس مکان کے پہلے کمرے میں ایک پنجرہ رکھا ہے
اس پنجرے میں دو بلبلیں بند ہیں۔ تم کسی سانپ
کو حکم دو کہ وہ وہاں جا کر ان بلبلوں کی حفاظت
کرے۔"

بڑے سانپ نے اسی وقت ایک نیلے سانپ کو حکم دے
ر کہا:

"پہلے کمرے میں جاؤ۔ وہاں بلبل کا پنجرہ رکھا ہوگا
اس کی حفاظت کرو۔ خبردار! اپنی جان قربان کر دینا
مگر پنجرے کو کوئی ہاتھ نہ لگائے۔"

نیلا سانپ اسی وقت رینگتا ہوا پراسرار مکان کے پہلے کمرے
آ گیا۔ اس نے دیکھا کہ کوٹھڑی کے کونے میں ایک پنجرے

میں بلبلیں بند پڑی تھیں۔ سانپ کو دیکھ کر دونوں بلبلیں ز
پھڑ پھڑائیں۔ نیلا سانپ جلدی سے ایک طرف چھپ
مگر وہ پنجرے پر برابر نظر رکھے ہوئے تھا۔ دوسری طر
عنبر گڑھے میں خاموش لیٹ گیا۔ جب شام کے اندھیر
باہر ٹیلوں پر چھانے لگے تو گورو اپنے دونوں ساتھیوں
ساتھ لے کر کوٹھڑی میں داخل ہوا۔ اس نے جھانک
گڑھے میں دیکھا تو یہ دیکھ کر اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی ر
کہ گڑھے میں عنبر کی لاش تو پڑی تھی مگر سانپ ایک بھی
تھا۔ گورو نے چیخ مار کر کہا!

"رامکا! سانپ کہاں چلے گئے؟"

اب رامکا نے بھی جھانک کر دیکھا۔ بولا!

"گورو! لاش تو پڑی ہے۔ ہوسکتا ہے سارے کے سارے سانپ اس لاش کے پیٹ میں گھس گئے ہوں اس کی کھوپڑی میں چلے گئے ہوں۔ کیونکہ سانپ کبھی کبھی انسان کو مار کر اس کی کھوپڑی میں بھی گھس جایا کرتا ہے۔"

گورو حیرانی سے نیچے دیکھ رہا تھا۔ بولا!

"ایسا کبھی نہیں ہوتے دیکھا۔ بہرحال اب لاش کو باہر نکالو۔"

وہ اپنے ساتھ بانس اور رسّے بھی لائے تھے۔ انہوں

بانس اور رسے ڈال کر عنبر کی لاش کو گڑھے سے باہر نکال لیا۔
اب روشنی میں گورو نے عنبر کی لاش کو دیکھا۔ لاش کو دیکھ کر
غضبناک ہو کر بولا!

"اس کی لاش تو بالکل ٹھیک ہے۔ اس پر سانپ کے زہر کا کوئی اثر نہیں۔ یہ میں کیا دیکھ رہا ہوں؟"

رامکا نے نیزہ اٹھا لیا اور بولا!

"گورو اس لاش کے پیٹ میں ضرور سانپ ہیں۔ میں ابھی اس کا پیٹ پھاڑ کر اس میں سے سانپوں کو باہر نکالتا ہوں۔"

اور رامکا نے عنبر کے پیٹ میں زور سے نیزہ مارا۔ نیزہ عنبر کے پیٹ میں جانے کی بجائے اوپر ہی سے پھسل گیا۔ رامکا نے دوسری بار نیزہ مارا۔ اس بار نیزہ ٹوٹ گیا۔

گورو نے غصّے میں کہا!

"خنجر مجھے دو۔ میں اس کا پیٹ پھاڑتا ہوں۔"

رامکا نے گورو کو تیز خنجر دیا۔ گورو نے عنبر کے پیٹ پر زور سے خنجر مارا۔ خنجر عنبر کے پیٹ سے لگتے ہی ٹوٹ کر دو ٹکڑے ہو گیا۔

اب گورو پر خوف چھا گیا۔

وہ بوکھلاہٹ میں بولا!

"یہ ـــ یہ لاش پتھر ہو گئی ہے یا یہ کوئی طلسم ہے؟"

عنبر نے آنکھیں کھول دیں اور کہا:

"لاش پتھر ہو گئی ہے گورو۔"

گورو نے لاش کو بولتے دیکھا تو اچھل پڑا۔ رامکا اور
کا دوسرا ساتھی بھی گھبرا کر پیچھے ہٹ گیا۔ عنبر اٹھ کر بیٹھ گیا۔
اس نے گورو سے کہا:

"گورو! یہ خوش قسمتی کی بات ہے کہ تمہارا پہلا شکار
میں تھا۔ اگر میری جگہ کوئی دوسرا ہوتا تو تم اسے
ہلاک کر چکے ہوتے۔"

رامکا اور دوسرا آدمی خوف سے کانپ رہے تھے۔
گورو نے کہا: "تم کوئی جادوگر ہو گیا؟"
عنبر اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے کہا:

"نہیں میں جادوگر نہیں ہوں۔ میں جادوگروں کا
باپ ہوں۔ مگر اب تم اپنے انجام سے نہیں بچ سکو
گے۔"

گورو، رامکا اور اس کا تیسرا ساتھی باہر کو بھاگے۔ اس
عنبر نے سانپوں کو آواز دی۔

"یہ قاتل لوگ ہیں۔ انہیں دبوچ لو۔"

سارے کے سارے سانپ کونوں سے نکل کر، چھت
چھلانگیں لگا کر دوڑے اور انہوں نے تینوں آدمیوں کو
کنڈلیوں میں جکڑ لیا۔

عنبر نے کہا:

"تمہیں مجھ پر رحم نہیں آیا تھا۔ اب میں تم پر بھی
رحم نہیں کھاؤں گا۔ کیونکہ اگر میں نے تمہیں زندہ
چھوڑ دیا تو تم یہاں سے بھاگ کر کسی دوسری جگہ جا کر
ایسا ہی گڑھا بناؤ گے۔ اس میں تم سانپ پکڑ کر ڈالو
گے اور کسی غریب بے گناہ انسان کو اس میں ڈال کر
اس کی زہریلی ڈلی بنا لو گے۔"

اس کے ساتھ ہی عنبر نے سانپوں کو اشارہ کیا۔ سارے کے
سارے سانپوں نے ان تینوں شیطان صفت انسانوں کو ڈسنا شروع
کر دیا۔ دیکھتے دیکھتے ان کی لاشیں سیاہ ہو گئیں۔ عنبر نے سانپوں
کو الگ ہو جانے کا حکم دیا اور تینوں کی لاشیں اٹھا کر ان کو گڑھے
میں پھینک دیا۔ پھر وہ تمام سانپوں کو لے کر اس کوٹھڑی میں آ گیا
جہاں قیدی بہنوں کا پنجرہ پڑا ہوا تھا۔ اور ایک سانپ پہرہ دے
رہا تھا۔

عنبر نے بڑے سانپ سے کہا:

"یہ تم دو بلبلیں پنجرے میں دیکھ رہے ہو۔ یہ اصل
میں دو انسان ہیں۔ یہ دو بہنیں ہیں۔ میں انہیں پھر
سے انسانی شکل میں لانا چاہتا ہوں۔ کیا تم اس سلسلے
میں میری کچھ مدد کر سکتے ہو؟"

بڑے سانپ نے غور سے بلبلوں کو دیکھا۔ اور کہا:

"عظیم ناگ دیوتا کے بھائی!

میں نے بزرگوں سے سن رکھا ہے کہ یہاں سے جنوب
میں ایک پہاڑ ہے جس کا رنگ سرخ ہے۔ اس سرخ
پہاڑ کے اندر پتھروں کے درمیان ایک سنہری پھول
کھلا ہوا ہے۔ آدھی رات کو اس پھول میں سے
ایک خوشبو نکلتی ہے۔ جس پر کوئی طلسم کیا گیا ہو
اگر وہ اس پھول کی خوشبو سونگھ لے تو طلسم جاتا
رہتا ہے۔ آپ کوشش کر کے دیکھ لیں۔ ہو سکتا
ہے ان قیدی بہنوں پر کیا گیا طلسم بھی اس سنہری
پھول کی خوشبو سے ٹوٹ جائے۔"

عنبر نے پنجرہ اٹھایا۔ سانپوں کا شکریہ ادا کیا اور گھوڑے
پر سوار ہو کر جنوب کی طرف سرخ پہاڑ کی تلاش میں روانہ
ہو گیا۔ وہ ایک دن ایک رات تک میدانوں صحراؤں اور
میں سفر کرتا رہا۔ آخر ایک روز جب سورج ڈوب رہا تھا
سے سرخ پہاڑ کی جھلک نظر آئی۔ ——
سرخ پہاڑ تھا۔ جس کی عنبر کو تلاش تھی۔ سرخ پہاڑ کے پاس
کر عنبر نے گھوڑے کو باہر باندھا اور غار میں داخل ہو گیا۔
غار میں کسی قسم کی کوئی خوشبو نہیں تھی۔ غار کے اندر عنبر نے
وہ سنہری پھول تلاش کر لیا جس کی پنکھڑیاں سمٹی ہوئی
یہ سنہری پھول بند تھا۔ عنبر نے بلبلوں کے پنجرے کو بند پھول

پاس ہی رکھ دیا اور آدھی رات ہونے کا انتظار کرنے لگا۔ کیونکہ
آدھی رات کو اس پھول کو کھلنا تھا۔ رات گہری ہوتی گئی۔ اور
پھر جب آدھی رات گذر گئی تو عنبر نے غور سے دیکھا کہ سنہری
پھول کی پنکھڑیاں آہستہ آہستہ کھلنے لگی تھیں۔ جب پھول
پوری طرح سے کھل گیا تو اس میں سے بڑی تیز خوشبو نکلنا
شروع ہو گئی۔ اس پھول کی خوشبو کسی خاص عطر سے ملتی جلتی
تھی۔ پنجرے میں بند بلبلوں تک یہ خوشبو پہنچی تو وہ بے چینی
سے ادھر اُدھر چہکنے لگیں۔ عنبر کی نگاہیں بلبلوں پر جمی ہوئی
تھیں۔ اچانک پنجرے کی کھڑکی کھل گئی اور دونوں بلبلیں پنجرے
سے باہر آگئیں۔

تھوڑی دیر بعد ان کے جسم میں تبدیلی آنے لگی اور پھر
عنبر کی آنکھوں کے سامنے دونوں بلبلیں لڑکیاں بن گئیں ان
لڑکیوں کے بال سنہرے تھے اور آنکھیں نیلی تھیں۔ دونوں بہت
خوبصورت تھیں اور ان کے چہرے بے حد معصوم اور پاکیزہ تھے۔
انسانی شکل میں آتے ہی دونوں بہنوں نے عنبر کا شکریہ ادا کیا
اور کہا کہ اگر وہ ان کی مدد نہ کرتا تو وہ دوبارہ کبھی انسانی شکل
اختیار نہیں کر سکتی تھیں۔

عنبر نے کہا!

"تم خدا کی مرضی سے پھر انسانی شکل میں آئی ہو۔ مجھے
خوشی ہوئی ہے۔ اب یہ بتاؤ کہ تمہارا گھر کہاں ہے

تاکہ میں تمہیں تمہارے گھر تمہارے ماں باپ کے
پاس پہنچا دوں۔"
ایک بہن نے کہا:
"بھائی عنبر!
ہمارا گھر ملک ہندوستان کے ایک شہر ایلورا میں
ہے۔ ہمارا باپ ایلورا شہر کے راجہ کا سپہ سالار ہے۔
ہم دونوں بہنیں ایک روز مندر میں گئیں تو وہاں
ایک جادوگر نے ہم پر جادو کر کے ہمیں بلبلیں بنا دیا
اور اپنے ساتھ لے گیا۔"
دوسری بہن بولی:
"ہمارے ماں باپ ہمیں دیکھ کر کتنے خوش ہوں
گے۔ بھائی عنبر! ہمیں جتنی جلدی ہو سکے ہمارے
ماں باپ کے پاس پہنچا دے۔"
یہ دونوں بہنیں عنبر کا نام تو جانتی تھیں لیکن عنبر کی [illegible]
سے بے خبر تھیں۔ انہیں یہ معلوم نہیں تھا کہ عنبر میں کس [illegible]
طاقت ہے۔
عنبر نے کہا:
"میں ابھی تمہیں لے کر تمہارے ماں باپ کے گھر
کی طرف روانہ ہو جاتا ہوں۔"
گھوڑا ایک تھا۔ عنبر نے دونوں بہنوں کو گھوڑے پر ب[illegible]

دیا اور خود پیدل ہی اس کے ساتھ چل پڑا۔ دوپہر تک وہ جنگل
میں سفر کرتے رہے۔ دوپہر کو انہوں نے ایک جگہ آرام کیا۔
جنگلی پھل کھائے۔ اس کے بعد پھر اپنے سفر پر روانہ ہو گئے۔
دوسرے روز انہوں نے ایک دریا عبور کیا۔ تیسرے دن وہ
دونوں بہنوں کے شہر ایلورا پہنچ گئے۔ لڑکیاں عنبر کو اپنے
گھر لے گئیں۔ لڑکیوں کے ماں باپ نے اپنی بچیوں کو دیکھا تو
خوشی سے ان کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔
انہوں نے عنبر کی بہت آؤ بھگت کی۔ لڑکیوں کا باپ
سپہ سالار تھا۔ وہ ایک شاندار حویلی میں رہتے تھے جہاں آرام
کی ہر شے موجود تھی۔ عنبر نے وہاں دو روز آرام کیا۔ اس شہر
میں آتے ہی عنبر نے محسوس کر لیا تھا کہ وہاں اس کے ساتھیوں
ناگ، ماریا، کیٹی، تھیو سانگ اور جولی سانگ کی خوشبو نہیں ہے۔
اب وہ آگے کسی دوسرے شہر میں جا کر اپنے دوستوں کا کھوج
لگانا چاہتا تھا۔ عنبر تیسرے روز سپہ سالار کی حویلی سے رخصت
ہونے کی تیاریاں کر رہا تھا کہ اس نے سپہ سالار کو اپنی بیوی
سے باتیں کرتے سنا۔ سپہ سالار بہت پریشان تھا۔ اس
کی بیوی یعنی دونوں بہنوں کی ماں کی آنکھوں میں آنسو تھے۔
عنبر بڑا حیران ہوا کہ ان پر کون سی مصیبت ٹوٹ پڑی
ہے کہ یہ اس قدر غمگین ہیں۔ اس وقت سپہ سالار کی دونوں
بیٹیاں وہاں موجود نہیں تھیں۔ عنبر نے کھڑکی کے ساتھ کان

لگا کر سنا۔

سپہ سالار کہہ رہا تھا:

"تم میری بچیوں کو یہی بتانا کہ میں راجہ کے حکم سے
کسی دوسرے شہر جنگ لڑنے کے لئے چلا گیا ہوں
پھر کچھ عرصے کے بعد انہیں بتا دینا کہ میں جنگ میں
لڑتے لڑتے مارا گیا تھا۔"

بیوی نے آنسو پونچھتے ہوئے کہا:

"لیکن مجھے صبر کیسے آئے گا! میں تمہارے بغیر کیسے
زندہ رہوں گی!"

سپہ سالار نے کہا!

"چپاوُنی: یہ راجہ کا حکم ہے کہ شہر سے دور جو پرانا
قلعہ ہے۔ مجھے وہاں لے جا کر لکڑی کے تابوت میں
زندہ بند کر دیا جائے۔ ساری رات تابوت قلعے کے
تہ خانے میں رکھا جائے۔ پھر اسے اٹھا کر دریا میں
پھینک دیا جائے۔" چپاوُنی رونے لگی:

سپہ سالار نے اسے حوصلہ دیتے ہوئے کہا:

"میری قسمت میں ایسے ہی مرنا لکھا ہے۔ اگر تم نے حوصلہ
ہار دیا تو میں بہادری سے نہ مر سکوں گا۔ اور پھر میری
بچیوں کی دیکھ بھال کون کرے گا۔ تمہیں حوصلے سے
کام لینا ہے چپاوُنی۔"

عنبر کا کارنامہ

سپہ سالار کی بیوی چپاوُنی نے آنسو پونچھتے ہوئے کہا:

"لیکن راجہ کو ہم پر ترس نہیں آیا۔ وہ تمہیں معاف
بھی کر سکتا تھا۔ آخر تم اس کی فوج کے بڑے
سپہ سالار ہو۔"

سپہ سالار بولا!

"اسی لئے تو وہ مجھے معاف نہیں کر سکتا۔ اسے
ڈر ہے کہ اگر میں زندہ رہا تو فوج کو اپنے ساتھ
ملا کر اس کے تخت پر قبضہ کر لوں گا۔"

چپاوُنی نے کہا!

"تم اب بھی فوج سے مدد لے سکتے ہو۔ سپاہی
تمہارے وفادار ہیں۔ وہ تمہیں یوں مرتے کبھی
نہیں دیکھ سکیں گے۔"

سپہ سالار نے کہا!

"مجھے فوج سے دور کر دیا گیا ہے۔ فوج میں کسی
سپاہی کو معلوم نہیں کہ راجہ نے مجھے ہلاک کر دینے

کا حکم دے دیا ہے۔ میری بھی زبردست نگرانی ہو
رہی ہے۔ اس وقت بھی راجہ کی خاص فوج کا ایک
دستہ ہمارے گھر سے دور موجود ہے۔ میں خاص
اجازت لے کر تمہیں ملنے آیا ہوں۔ میرے پاس وقت
نہیں ہے۔ تم ایسا کرنا کہ میرے جانے کے بعد
دونوں بچیوں کو لے کر دریا پار اپنے آبائی گاؤں
میں چلی جانا۔ میری بچیوں کو میری موت کے بارے
میں ابھی کچھ نہ بتانا۔ جیسا میں نے کہا ہے ویسے
ہی کرنا۔ جب میں کافی دن گذرنے پر بھی گھر نہ آیا
تو بچیوں کو کہہ دینا کہ میں لڑائی میں لڑتا ہوا مارا
گیا ہوں۔ اب میں جاتا ہوں۔ کیونکہ پہلے ہی کافی
دیر ہو گئی ہے۔ راجہ کی خاص فوج کے سپاہی
میرا انتظار کر رہے ہیں۔"

سپہ سالار کی بیوی پر غم کا پہاڑ ٹوٹ چکا تھا۔ وہ بڑی
مشکل سے اپنے آنسو تھامنے کی کوشش کر رہی تھی۔ اتنے
میں باہر ایک سپاہی گھوڑے پر آیا اور بولا:

"سپہ سالار اعظم!
آپ کو راجہ نے طلب کیا ہے۔"

سپہ سالار جلدی سے کمرے سے نکل گیا۔ عنبر بھی پیچھے
ہٹ گیا۔ سپہ سالار کی بیوی نے اپنے خاوند کو سپاہیوں کے
ساتھ جاتے دیکھا تو اس کی چیخ نکل گئی۔

عنبر جلدی سے اس کے پاس گیا اور بولا:

"کیا بات ہے بہن خیریت تو ہے۔ آپ بہت زیادہ
پریشان ہیں۔"

سپہ سالار نے اپنی بیوی کو تاکید کر دی تھی کہ اس کی
موت کے بارے میں کسی کو کچھ نہ بتائے۔ راجہ اس کی
موت کو رازداری میں رکھنا چاہتا تھا۔ سپہ سالار کو ڈر تھا
کہ اگر اس نے اپنی موت کے بارے میں کسی کو بتا دیا اور یہ
راز کھل گیا تو ممکن ہے راجہ بعد میں اس کی بچیوں اور بیوی
کو بھی مروا ڈالے۔

سپہ سالار کی بیوی نے کہا:

"کچھ نہیں بھائی! میں گر پڑی تھی اس لئے
چیخ نکل گئی ہے۔"

عنبر سب کچھ جانتا تھا۔ سب کچھ سمجھتا تھا۔ اس نے ساری
بات سن لی تھی۔ اس لئے خاموشی سے کمرے سے باہر چلا گیا اتنے
میں دونوں بہنیں بھی بازار سے کچھ چیزیں خرید کر آ گئیں۔ آتے
ہی ایک بہن نے ماں سے پوچھا کہ ابا جان کہاں ہیں؟

ماں نے کہا:

"وہ۔۔۔ وہ محل میں گئے ہیں۔ راجہ نے بلایا ہے
شاید راجہ اسے کچھ دنوں کے لئے کسی دوسرے

ملک بھیج رہا ہے۔ اس لئے بہتر ہے کہ ہم کچھ دنوں
کے لئے دریا پار والے اپنے پرانے مکان میں
چلی جائیں۔"

دونوں بہنیں بڑی حیران ہوئیں۔ کیونکہ اس سے پہلے
ان کے ماں باپ نے کبھی اس پرانے مکان کا ذکر تک نہیں
کیا تھا۔

ایک بہن نے کہا:

"مگر امی جان وہ مکان تو بڑی خراب حالت میں
ہوگا۔ ہم کیسے وہاں جاکر رہیں گے۔ اس حویلی
میں رہنے میں کیا حرج ہے"؟

ماں نے انہیں ڈانٹ دیا:

"تمہیں جب کہہ دیا کہ ہم اپنے آبائی مکان میں
چل کر رہیں گے۔ لیکن تم اس پر اعتراض کیوں
کرتی ہو"

دونوں بہنوں نے ماں کا ہاتھ تھام لیا اور بڑی
بہن نے کہا:

"امی جان! آپ کا حکم سر آنکھوں پر۔ ہم وہی
کریں گی جو آپ حکم دیں گی"

عنبر یہ ساری گفتگو سن رہا تھا۔ اس نے سپہ سالار کے
خاندان کو تباہی سے بچانے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ سپہ سالار کا

کوئی جرم نہیں تھا۔ بلکہ راجہ محض اپنے شک کی وجہ سے
سپہ سالار کو دشمن سمجھ کر اپنے راستے سے ہٹا رہا تھا۔
عنبر نے صورت حال پر خوب اچھی طرح سے غور و فکر کیا
اور پوری سکیم بنا لی کہ اسے کیا کرنا ہوگا۔ اور سپہ سالار
کے خاندان کو تباہی سے کیسے بچانا ہوگا۔

جب اس نے سپہ سالار کی بیوی کو سامان باندھتے دیکھا
تو پوچھا کہ وہ کہاں جا رہے ہیں۔ سپہ سالار کی بیوی نے
کہا: کہ اس کا خاوند راجہ کے حکم سے کسی دوسرے ملک
جنگ پر گیا ہے۔ اس لئے وہ اپنی بچیوں کو ساتھ لے کر
دریا پار اپنے آبائی گاؤں جا رہی ہے۔

عنبر نے کہا:

"میرے لائق کوئی خدمت ہو تو بتائیے"

سپہ سالار کی بیوی نے کہا:

"تم نے میری بچیوں کی زندگی بچائی ہے۔ تمہارا
پہلے ہی مجھ پر بہت بڑا احسان ہے تمہارا شکریہ میں
بچیوں کو لے کر اپنے دریا پار والے مکان پر چلی
جاؤں گی۔ کچھ روز بعد جب ان کے والد آجائیں
گے تو پھر اس حویلی میں آجائیں گے"

عنبر کو معلوم تھا کہ اصل بات کیا ہے۔ مگر اس نے اسے
ظاہر نہ کیا اور بولا:

"اچھا تو مجھے اجازت دیجئے۔ مجھے آگے اپنے بھائیوں کی تلاش میں جانا ہے۔"

دونوں بہنیں کچھ اداس اداس ایک طرف پلنگ پر بیٹھی ہوئی تھیں۔ عنبر نے ان کے سر پر باری باری ہاتھ رکھا اور کہا:

"خدا نے چاہا تو تمہاری پریشانیاں جلدی ہی دور ہو جائیں گی۔"

یہ کہہ کر عنبر باہر چلا گیا۔ گھوڑے پر سوار ہوا اور گھوڑا دوڑاتا سیدھا شہر سے باہر پرانے قلعے کی طرف رخ کر لیا اس نے یہ قلعہ پہلے نہیں دیکھا ہوا تھا۔ مگر وہ پوچھتے پوچھتے وہاں پہنچ گیا۔ دیکھا کہ وہاں ایک اونچی اونچی دیواروں والا پتھروں کا بنا ہوا پرانا قلعہ پہاڑوں کے اوپر موجود ہے اس کی ایک جانب دریا بہہ رہا تھا۔ باقی دونوں جانب پانی سے بھری ہوئی کھائی تھی۔ تاکہ دشمن آسانی سے قلعے میں داخل نہ ہو سکے۔ قلعے کے پھاٹک تک ایک پتلی سڑک پہاڑی کے اوپر جاتی تھی۔ قلعے کے پھاٹک پر پہرے دار کھڑے تھے۔ عنبر گھوڑے کو قلعے کے پیچھے کی جانب دریا کے کنارے لے آیا۔

گھوڑے کو اس نے ایک درخت کے ساتھ باندھا اور خود زمین پر بیٹھ کر علاقے کے سانپ کو آواز دی۔ تھوڑی

ایک ہرنئی رنگ کا سانپ وہاں آگیا۔

عنبر نے کہا:

"میں ناگ دیوتا کا بھائی ہوں۔"

سانپ نے بھی اپنی زبان میں کہا:

"اس کا ثبوت یہ ہے کہ تمہارے جسم سے عظیم ناگ دیوتا کی دھیمی دھیمی خوشبو آرہی ہے۔ بتاؤ میں تمہاری کیا خدمت کر سکتا ہوں۔"

عنبر نے کہا:

"میں چاہتا ہوں کہ تم اس پرانے قلعے میں جا کر لوگوں میں افراتفری مچا دو۔ تم کسی کو ڈسنا مت لیکن وہاں اپنی پھنکاروں سے خوف پھیلا دینا۔ اور تم وہیں کسی کوٹھڑی میں چھپ کر بیٹھ جانا پھر جب میں آؤں تو میرے بلانے پر میرے پاس آ جانا۔ بس تمہیں اب صرف اتنا کام ہی کرنا ہے۔"

سانپ نے کہا:

"اے عظیم ناگ دیوتا کے بھائی! میں حاضر ہوں۔ کیا میں ابھی قلعے میں جاؤں؟"

عنبر بولا:

"نہیں! جب شام ہو جائے تو پھر تم جانا۔ میں

اسی جگہ بیٹھا ہوں۔ سورج غروب ہونے کے
بعد تم قلعے میں داخل ہو کر اپنی پھنکاروں سے دہشت
پھیلا دینا۔ مگر کسی کے ہاتھ مت آنا۔ کسی کو کاٹنا
بھی نہیں۔ میں بغیر کسی وجہ کے کسی کو موت کے
گھاٹ نہیں اتارنا چاہتا۔"

سانپ بولا:

"آپ کا حکم سر آنکھوں پر۔ میں سورج غروب ہونے
کے بعد قلعے میں داخل ہو جاؤں گا۔"

سانپ سلام کر کے چلا گیا۔ عنبر دریا کے کنارے بیٹھ کر سورج
غروب ہونے کا انتظار کرنے لگا۔

اسے معلوم تھا کہ شام کو سپہ سالار گرفتار کر کے پرانے قلعے
میں لایا جائے گا۔ اور پھر اسے زندہ تابوت میں بند کر دیا جائے گا
اور تابوت کو کوٹھڑی میں رکھ دیا جائیگا۔ ساری رات وہ تابوت
بند پڑا رہے گا۔ اور پھر صبح ہونے سے پہلے تابوت کو دریا میں
پھینک دیا جائے گا۔ سپہ سالار نے اپنی غمزدہ بیوی کو
بتایا تھا۔ عنبر دریا کے کنارے ادھر ادھر گھومتا پھرتا رہا۔
جب سورج غروب ہونے لگا تو سانپ اس کے پاس
دوبارہ آیا اور بولا:

"عظیم ناگ دیوتا کے بھائی! میں قلعے میں جا رہا ہوں"

عنبر نے کہا:

"ہاں تمہارے جانے کا وقت آگیا ہے۔"

سانپ سلام کر کے رخصت ہو گیا اور سیدھا قلعے کی طرف
چل پڑا۔ عنبر بھی تھوڑی دیر بعد قلعے کو جانے والی سڑک کے
کنارے کنارے اوپر پھاٹک کی طرف چلنے لگا۔ وہ قلعے سے
تھوڑی دور ایک چٹان کے پیچھے چھپ کر بیٹھ گیا۔ سانپ کافی
دیر بعد قلعے کے اندر پہنچا۔ اس نے جاتے ہی سب سے
پہلے ڈیوڑھی میں موجود سپاہیوں کے سامنے آکر پھن اٹھا کر
پھنکار ماری تو وہاں شور مچ گیا۔ سانپ فوراً قلعے کے اندر کو
نکل گیا۔ اب دوسری طرف سے بھی سانپ سانپ کا شور
ہوا۔ قلعے میں افراتفری مچ گئی۔ ہر سپاہی تلوار نیزہ لے کر
سانپ کو مارنے کے لئے اس کے پیچھے لگ گیا۔ مگر سانپ کسی
کے ہاتھ نہیں آ رہا تھا۔ قلعے میں شور مچ گیا کہ ایک طلسمی سانپ
آگیا ہے۔ جو پھنکار مار کر غائب ہو جاتا ہے۔ قلعے کے کوتوال
نے حکم دیا کہ فوراً کسی سپیرے کو بلا کر سانپ کو پکڑا کر مار دیا
جائے۔ کیونکہ آج رات کو راجہ قلعے میں آ رہا ہے۔ راجہ کو قلعے
میں آنا ہی تھا۔ کیونکہ وہ اپنے سامنے سپہ سالار کے تابوت کو
دریا میں پھنکوانے والا تھا۔ کوتوال کے حکم پر فوراً دو سپاہی
قلعے سے نکل کر باہر کو دوڑے۔ عنبر اسی لمحے کا انتظار کر رہا
تھا۔ اس نے سپاہیوں کو گھوڑے پر آتے دیکھا تو انہیں روک
کر پوچھا کہ وہ کہاں جا رہے ہیں۔ اور گھبرائے ہوئے کیوں ہیں

سپاہیوں نے عنبر کو بتایا کہ قلعے میں ایک جادو کا سانپ
ہے۔ جس نے وہاں کہرام مچا رکھا ہے۔ ہم کسی سپیرے کی
تلاش میں جا رہے ہیں۔ تاکہ وہ اسے پکڑ کر مار ڈالے۔
عنبر نے کہا:
"میں سانپ پکڑ سکتا ہوں۔ تم مجھے لے چلو۔"
سپاہیوں نے شکر کیا کہ سپیرا جلدی مل گیا۔ وہ عنبر کو لے
کر قلعے میں آ گئے۔ عنبر نے یونہی دکھانے کے لئے قلعے
میں سانپ کی تلاش شروع کر دی۔ کوتوال اس کے
ساتھ تھا۔
عنبر نے کہا:
"یہ سانپ کوئی بے حد زہریلا سانپ ہے۔ لیکن اس
نے ابھی تک کسی سپاہی کو نہیں کاٹا۔ اس بات سے
ظاہر ہوتا ہے کہ وہ رات ہونے کا انتظار کر رہا ہے
کیونکہ ایسے سانپ صرف رات کے وقت ہی ڈستے ہیں
اور اس کے ڈسنے سے انسان فوراً ہی مر جاتا ہے۔"
کوتوال نے کہا:
"تم جتنی جلدی ہو سکے اس سانپ کو پکڑ دو۔"
عنبر نے کہا:
"میں ایک شرط پر سانپ پکڑنے کو تیار ہوں اور وہ
شرط یہ ہے کہ میں اس سانپ کو ماروں گا نہیں کیونکہ

یہ ایک طلسمی سانپ ہے۔ میں اسے قلعے کی دیوار سے
دریا میں پھینک دوں گا۔ اور میں تم لوگوں کو یقین دلاتا
ہوں کہ یہ سانپ پھر کبھی اس قلعے کا رخ نہیں کرے
گا۔ میں منتر پڑھ کر قلعے کی دیوار پر پھونک دوں گا۔"
کوتوال بولا:
"مجھے منظور ہے تمہاری شرط۔ اب جس طرح بھی ہو
سکے اس کم بخت سانپ کو پکڑ دو۔"
اتنے میں شام کا اندھیرا چاروں طرف پھیل گیا تھا۔ عنبر قلعے
کے بڑے دالان میں آکر بیٹھ گیا۔ کوتوال اور قلعے کے سپاہی
دور دور کھڑے ہو گئے۔ عنبر نے یونہی جھوٹے منتر پڑھنے
شروع کر دیئے۔
پھر سانپ کی آواز میں کہا:
"اب آجاؤ۔"
اس کے ساتھ ہی عنبر نے بلند آواز میں کوتوال سے کہا:
"سانپ آ رہا ہے۔ خبردار! کوئی اس کو مارنے کی
کوشش نہ کرے۔ یہ جادوئی سانپ ہے یہ تو مرے
گا نہیں لیکن جو اسے مارنے کی کوشش کرے
گا اس کے سارے خاندان سانپ تباہ و برباد کر
دیں گے۔"
کوتوال نے حکم دے دیا کہ سانپ کو کوئی مارنے کی کوشش نہ

کرے۔ سب عنبر کی طرف دیکھ رہے تھے۔ دالان میں جگہ جگہ پر
ستونوں کے ساتھ مشعلیں روشن تھیں۔ اتنے میں ایک سرمئی
سانپ پھن اٹھائے رینگتا ہوا عنبر کے سامنے آکر رک گیا۔ کوتوال
اور سپاہی سانپ کو دیکھتے ہی ایک طرف ہٹ گئے۔ وہ سب
سانپ سے ڈرے ہوئے تھے۔ کہ جادو کا سانپ ہے اور رات
بھی ہو رہی ہے کہیں اڑ کر کسی کو ڈس نہ دے۔

عنبر نے منتر پڑھتے پڑھتے بلند آواز میں سانپ سے کہا:

"میرے پاس آجاؤ۔ خبردار! کسی کو کچھ نہ کہنا۔ یہ سب
میرے دوست ہیں"

ساتھ ہی سانپ کی زبان میں عنبر نے سانپ سے کہا:

"اب میرے پاس آجاؤ"

کوتوال اور سپاہی یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ سانپ نے اپنا پھن
سکیڑ لیا اور چپکے سے عنبر کے پاس آگیا۔ عنبر نے اسے پکڑ کر اپنی
جیب میں ڈال لیا اور کوتوال سے بولا:

"اب میں اسے دریا میں پھینکنے لگا ہوں"

عنبر نے جیب سے سانپ نکال کر ہاتھ میں پکڑ لیا اور قلعے کی
فصیل پر آگیا۔ کوتوال اور سپاہی پیچھے پیچھے تھے۔

عنبر نے سانپ سے آہستہ سے کہا:

"تمہارا کام اب ختم ہو گیا ہے" تو واپس چلا جا اور اس
قلعے کا رخ نہ کرنا"

[illegible]ب نے کہا:

"[illegible] حکم عظیم ناگ دیوتا کے بھائی"

عنبر نے سب کے سامنے سانپ کو زور سے دریا کی طرف اچھال دیا۔
[illegible]ب کی آنکھوں کے سامنے سانپ دریا میں دور جا گرا۔ سپاہیوں
[illegible]نے خوشی سے نعرے لگائے۔ کوتوال نے آگے بڑھ کر عنبر کا شکریہ
[illegible]ادا کیا۔

عنبر نے کہا:

"اب مجھے ساری رات اس قلعے میں بیٹھ کر ایک
خاص طلسمی منتر پڑھنا ہوگا جس کے اثر سے کوئی
سانپ کبھی بھی اس قلعے میں داخل نہیں ہوگا"

کوتوال نے کہا:

"بھائی سپیرے! سارا قلعہ تمہاری خدمت پر ہے۔ مگر
آج رات کے پچھلے پہر مہاراجہ یہاں آنے والے ہیں
اس نے ایک خاص رسم ادا کرنی ہے۔ اس لئے
تم سامنے والی کوٹھڑی میں بیٹھ کر منتر پڑھنا"

عنبر بولا:

"لیکن مجھے منتر پڑھنے کے بعد قلعے کی ساری
کوٹھڑیوں میں جا کر پھونکیں مارنی پڑیں گی ورنہ
سانپ تھوڑی دیر بعد پھر واپس آجائے گا"

کوتوال نے جلدی سے کہا:

"ٹھیک ہے ٹھیک ہے تم بے شک ساری کوٹھڑیوں میں جا کر منتر پھونک دینا۔ راجہ تو پچھلے پہر آئے گا۔ تب تک تم ضرور فارغ ہو جاؤ گے۔"

عنبر بولا:

"میں آدھی رات تک فارغ ہو جاؤں گا۔"

اور عنبر نے دالان کی ایک طرف کوٹھڑی کے باہر بیٹھ کر منتر پڑھنے شروع کر دیئے۔ اس کی نظریں قلعے کے پھاٹک کی طرف لگی تھیں۔ جہاں سپاہیوں کا ایک خاص دستہ کھڑا کر دیا گیا تھا۔ کیونکہ سپہ سالار کو لایا جا رہا تھا۔

جب رات ہو گئی تو پھاٹک میں سے گھوڑ سواروں کا ایک دستہ گذر کر قلعے میں آ گیا۔ کوتوال بھی وہاں موجود تھا۔ اس کے بعد دوسرا دستہ آیا۔ اس دستے میں سپہ سالار بھی موجود تھا۔ عنبر نے دیکھا کہ سپہ سالار کو زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے اور وہ سر جھکائے گھوڑے پر بیٹھا ہے۔ سپاہی اور کوتوال سپہ سالار کو اپنی حراست میں لے کر سامنے والی کوٹھڑی میں داخل ہو گئے۔ تھوڑی ہی دیر بعد اندر سے ایسی آوازیں آنے لگیں جیسے لکڑی کے تختے جڑے جا رہے ہوں۔ ٹھک ٹھک ہوتی رہی۔ عنبر سمجھ گیا کہ سپہ سالار کو تابوت میں زندہ بند کر کے اوپر تختے جڑے جا رہے ہیں۔

واپس ہو گیا۔ چند لمحوں بعد کوتوال اور سپاہی کوٹھڑی سے نکل کر ایک طرف چلے گئے۔ کوتوال نے تمام سپاہیوں کو حکم دے دیا تھا کہ جب سپیرا کسی کوٹھڑی میں منتر پھونکنے جائے تو اسے بالکل نہ روکا جائے۔ سامنے والی کوٹھڑی کے باہر ایک سپاہی پہرے پر کھڑا ہو گیا تھا۔ عنبر منتر پڑھتے پڑھتے اٹھا اور کوٹھڑی کی طرف چلا۔ وہ تابوت کے تختے کو اکھاڑ دینا چاہتا تھا۔ تاکہ سپہ سالار تابوت میں دم گھٹنے سے نہ مر جائے اور اسے تازہ ہوا آتی رہے۔

کوٹھڑی کے پاس جا کر عنبر نے سپاہی سے کہا:

"میں اندر منتر پھونکنے جانا چاہتا ہوں۔"

سپاہی کو چونکہ حکم تھا اس لئے اس نے کوئی اعتراض نہ کیا۔ اور عنبر کو جانے کی اجازت دے دی۔ عنبر کوٹھڑی میں داخل ہو گیا۔ وہ یونہی ادھر ادھر منتر پڑھ پڑھ کر پھونکنے لگا۔ سپاہی نے دروازہ بند کر دیا تھا۔ منتر پھونکتے پھونکتے عنبر تیزی سے تابوت کے پاس گیا۔ لکڑی کا بڑا تابوت سامنے والی دیوار کے ساتھ لگا تھا۔ عنبر نے جاتے ہی تابوت کی پیٹی ایک طرف سے ذرا سی اوپر اٹھا دی۔ اور تابوت کے ساتھ منہ لگا کر کہا:

"سپہ سالار! میں عنبر ہوں۔ میں تمہاری جان بچانے آیا ہوں۔ یہ میں نے تازہ ہوا کے لئے تختہ ذرا

سا اکھاڑ دیا ہے۔ میں آدھی رات کے بعد آپ کے
پاس پھر آؤں گا۔"

یہ کہہ کر عنبر کوٹھڑی سے باہر نکل آیا۔

سپہ سالار نے جب تابوت کے اوپر کا تختہ ایک طرف
سے کھسکتا دیکھا اور عنبر کی آواز سنی تو دل میں اس کا شکریہ
ادا کیا۔ اور اس کی سادگی پر مسکرایا کہ بے چارہ میری کیا مدد
کر سکے گا بھلا۔ مگر وہ اس بات پر حیران بھی ہوا کہ عنبر اس
قلعے میں داخل کیسے ہو گیا۔ اگر وہ قلعے میں داخل ہو کر اس کی
کوٹھڑی میں آسکتا ہے تو ممکن ہے اس کی جان بچانے میں بھی
کامیاب ہو جائے۔ تابوت کے اندر تازہ ہوا آنے سے سپہ سالار
کو سانس لینے میں آسانی ہو گئی تھی۔ ورنہ اس سے پہلے اس کا
دم گھٹنے لگا تھا۔ دوسری طرف عنبر دوبارہ سامنے والے دالان
میں بیٹھ کر منتر پڑھنے لگا۔ پھر وہ اٹھ کر دوسری کوٹھڑی کی
طرف گیا۔ وہاں بھی پھونکیں ماریں اور واپس اپنی جگہ پر آکر
بیٹھ گیا۔

عنبر نے دیکھ لیا تھا کہ جس کوٹھڑی میں سپہ سالار کا تابوت
پڑا تھا اس کی دیوار میں چھت کے قریب ایک روشندان بنا
ہوا تھا۔ جس کی دوسری طرف دریا بہہ رہا تھا۔ چاروں طرف
گھپ اندھیرا تھا۔ رات بہت ہی تاریک تھی۔ عنبر موقع کے انتظار
میں تھا۔ ایک گھنٹے بعد پہرے پر جو سپاہی کھڑا تھا۔ وہ چلا

گیا اور اس کی جگہ دوسرا سپاہی آگیا۔ اس سپاہی کو بھی معلوم
تھا کہ عنبر سپیرا طلسمی سانپ کے لئے منتر پڑھ رہا ہے۔ عنبر
اٹھ کر اس پہرے دار کے پاس گیا اور بولا۔

"میں ایک بار پھر اندر منتر پھونکنے جا رہا ہوں۔ میں ایک
زبردست طلسمی عمل کر رہا ہوں۔ اگر میں واپس زندہ
نکل آیا تو کوئی بات نہیں۔ لیکن اگر میں کوٹھڑی
سے باہر نہ نکلا تو سمجھ لینا کہ طلسمی سانپ کے ساتھ میں
میں بھی سانپوں کی دنیا میں چلا گیا ہوں۔ میری طرف
سے کوتوال صاحب کو کہہ دینا کہ اب کوئی سانپ قلعے
میں نہیں آئے گا۔"

سپاہی پریشان سا ہو کر عنبر کو تک رہا تھا۔ عنبر اسے پریشان
چھوڑ کر کوٹھڑی میں داخل ہو گیا۔ اندر جاتے ہی اس نے تابوت
کے اوپر والے تختے کو اکھاڑ دیا۔ تابوت میں سپہ سالار لیٹا تھا۔
اسے رسیوں سے باندھ دیا گیا تھا۔ عنبر نے اسے خاموش
رہنے کا اشارہ کیا اور اس کی رسیاں کھول کر تابوت سے
باہر نکالا۔ پھر اس نے کان میں سرگوشی کی۔

"اس روشن دان میں سے نیچے دریا میں کود جاؤ۔"

عنبر دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑا ہو گیا۔ سپہ سالار نے
اس کے کندھوں پر پاؤں رکھا اور اوپر روشن دان میں
چڑھ گیا۔ اس نے دوسری طرف جھانک کر دیکھا۔ نیچے دریا

اندھیری رات میں ٹھاٹھیں مار رہا تھا۔ سپہ سالار کے لئے
جان بچانے کا اس سے زیادہ سنہری موقع اور کبھی نہیں مل
سکتا تھا۔ چنانچہ اس نے دریا میں چھلانگ لگا دی۔ ایک
ہلکے سے شور کے ساتھ سپہ سالار دریا میں جا گرا۔ وہ نیچے ہی
نیچے اترتا چلا گیا۔ پھر اس نے اندر ہی اندر تیرنا شروع کر
دیا۔ تیرتا تیرتا وہ بہت دور نکل گیا۔

دوسری طرف عنبر تابوت میں لیٹ چکا تھا۔ اس نے ڈھکنا
اوپر ڈال کر تختے کی میخوں کو اندر سے زور سے کھینچا اور تختہ
پوری طرح تابوت کے اوپر بیٹھ گیا۔ یہ کام صرف عنبر ہی اپنی
خاص طاقت سے کر سکتا تھا۔ باہر پہرے دار خاموش کھڑا تھا۔
سوچ رہا تھا کہ ابھی تک سپیرا باہر نہیں نکلا۔ جب آدھا گھنٹہ
گذر گیا تو اس نے دروازہ کھول کر کوٹھڑی میں دیکھا۔ کوٹھڑی
میں سپہ سالار کا تابوت موجود تھا مگر عنبر غائب تھا۔

پہرے دار سپاہی کا رنگ اڑ گیا۔ اتنے میں قلعے کے بڑے
دروازے پر شور اٹھا کہ راجہ کی سواری آگئی ہے۔ پہرے دار
سپاہی نے سوچا کہ اسے اس معاملے کو یہیں دبا دینا چاہیئے۔
یقینی طور پر سپیرا سانپوں کی دنیا میں چلا گیا ہے۔ وہ خود بھی
کہہ رہا تھا۔ اب اگر اس نے کوتوال کو یہ بات بتا دی تو وہ اسے
نوکری سے نکال دے گا۔ بلکہ ہو سکتا ہے اسے قتل بھی کروا دے
چنانچہ جب اس نے کوتوال کو اپنی طرف آتے دیکھا تو اس نے

بڑی سے آگے بڑھ کر کہا !

"حضور! سپیرا آپ کو سلام کہتا تھا۔ وہ تمام کوٹھڑیوں
میں منتر پھونک کر چلا گیا ہے۔ کوتوال کو کچھ تعجب مزید
ہوا کہ ..... لیکن چونکہ راجہ کی سواری قلعے میں پہنچ چکی
تھی اس لئے کوتوال نے سپیرے پر کوئی خاص توجہ نہ دی
اور وہ راجہ کی طرف دوڑا۔

راجہ نے کوتوال سے پوچھا !

"سپہ سالار کا تابوت تیار ہے !"

کوتوال نے کہا !

"جی ہاں! حضور عالی!
تابوت بالکل تیار ہے۔"

راجہ اوپر قلعے کی فصیل پر جا کر بیٹھ گیا۔ اس نے حکم دیا
کہ تابوت اٹھا کر وہاں لایا جائے۔ اسی وقت چار حبشی غلام گئے
اور کوٹھڑی میں سے تابوت اٹھا کر لے آئے۔ اب اسی تابوت
میں عنبر لیٹا ہوا تھا۔ راجہ نے تابوت کو ایک نظر دیکھا۔
اور بولا !

"اسے دریا میں پھینک دو۔"

چار حبشی غلاموں نے تابوت اٹھایا اور اس تابوت کو دریا میں پھینک
دیا۔ تابوت دریا میں گرتے ہی کھل گیا مگر لہریں اسے بہا کر دور
لے گئیں۔ دریا پر گہرا اندھیرا ہونے کی وجہ سے کسی کو پتہ نہ چل

سکا کہ تابوت ٹوٹ چکا ہے۔ بہر حال جب راجہ کی سواری واپس اپنے محل میں چلی گئی تو کوتوال نے پہرے دار سپاہی سے پوچھا کہ سپیرا کہاں ہے! تب بھی پہرے دار نے یہی جواب دیا کہ جناب وہ منتر پھونکنے کے بعد چلا گیا ہے اور کہہ گیا ہے کہ کوتوال کو میرا سلام کہہ دینا اور کہنا کہ اب کوئی سانپ اِدھر کا رخ نہیں کرے گا۔

کوتوال مسکرایا۔

بڑا نیک اور تجربہ کار سپیرا تھا۔

دریا میں آگے آگے سپہ سالار تیرتا جا رہا تھا اور پیچھے پیچھے عنبر چلا آرہا تھا۔ اگرچہ دونوں کے درمیان کافی فاصلہ تھا۔ سپہ سالار چاہتا تھا کہ بجائے دریا سے باہر نکلنے کے بہتر ہے کہ وہ دریا میں تیرتا ہوا اس شہر کے علاقے سے بہت دور نکل جائے۔ وہ بڑے سکون سے تیر رہا تھا۔ عنبر کی رفتار بہت تیز تھی۔ یہ طوفانی رفتار تھی۔ وہ سپہ سالار کے پاس پہنچنا چاہتا تھا۔ چنانچہ اندھیری رات میں عنبر تھوڑی ہی دیر بعد سپہ سالار کے پاس آگیا جو دریا میں بڑی نقاہت سے تیر رہا تھا۔ عنبر نے اسے نیچے سے اوپر اٹھا لیا۔ سپہ سالار نے اندھیرے میں بھی عنبر کو پہچان لیا۔

○

عنبر کا کارنامہ

عنبر نے پانی میں سپہ سالار کی گردن کو پانی سے باہر اٹھا رکھا تھا۔

عنبر طوفانی رفتار سے دریا میں تیرتا کافی دور نکل گیا۔ پھر وہ دریا کے کنارے پر آگئے۔ کیونکہ آگے دریا میں چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں آگئی تھیں۔

سپہ سالار نے دریا سے نکلنے کے بعد عنبر سے پوچھا:

" دوست! تمہارے پاس ضرور کوئی جادو ہے۔ جس کی مدد سے تم نے میری بچیوں کے طلسم کو بھی توڑ دیا اور اب تابوت میں اتنی بلندی سے گرانے کے بعد بھی زندہ ہو۔"

عنبر نے کہا:

" ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ میں بھی آپ کی طرح کا ایک عام انسان ہوں۔ آپ یہ بتائیں کہ یہاں سے آپ کا آبائی گاؤں کتنی دور ہے۔ کیونکہ آپ کی

بیوی چمپاوٗنی اور دونوں لڑکیاں وہاں پہنچ گئی ہوئی
ہیں۔"

سپہ سالار نے اپنی جان بچانے پر عنبر کا بے حد دلی شکریہ ادا
کیا اور یہ سن کر اسے اور زیادہ خوشی ہوئی کہ ان کی بیوی اور
لڑکیاں آبائی گاؤں چلی گئی ہیں۔

وہ بولا:

"مجھے یقین ہے کہ راجہ کو ایسا کوئی شک نہیں ہوگا کہ
تابوت میں میں نہیں تھا۔"

عنبر نے کہا:

"اسے کیسے شک ہو سکتا ہے۔ اس نے تابوت کھلوا
کر بالکل نہیں دیکھا۔ تابوت میں بند تھا۔ وہ یہی
سمجھ رہا تھا کہ اس میں سپہ سالار ہے۔ وہ تو بالکل
مطمئن ہے کہ اس نے سپہ سالار کو ختم کروا دیا
ہے۔"

سپہ سالار بولا:

"راجے راجاؤں کی دوستی اور دشمنی۔ دونوں اچھی
نہیں ہوتیں۔"

پھر سپہ سالار نے بتایا کہ اس کا گاؤں یہاں سے ایک دن
کے فاصلے پر ہے۔ وہ دریا کے دوسرے کنارے پر آ بھی چکے ہیں۔

بڑھا تو انہوں نے اپنا سفر شروع کر دیا۔ شام کو وہ اپنی
زل پر پہنچ گئے۔ سپہ سالار کی بیوی چمپاوٗنی اپنے خاوند کو
ر کر بہت خوش ہوئی۔ اب اس نے اپنی دونوں بیٹیوں کو
س بات بتا دی۔ لڑکیاں تو ہکا بکا ہو کر رہ گئیں۔ انہوں
ے عنبر کا بہت بہت شکریہ ادا کیا۔

عنبر کا دل اب کیٹی ناگ ماریا کے لئے بہت اداس ہو رہا تھا۔
س نے سپہ سالار کے گاؤں والے گھر میں صرف ایک روز قیام
اور اگلے روز وہ اپنے اصلی دوستوں یعنی ناگ ماریا کیٹی اور
و سانگ جولی سانگ کی تلاش میں روانہ ہو گیا۔ اس وقت کیٹی
ماریا تھیو سانگ اور جولی سانگ جنوبی ہندوستان کے ایک
نے شہر تیخور پہنچ چکے تھے۔ یہ شہر آج سے دو اڑھائی سو سال
ے بہت ترقی کر چکا تھا۔ یہ شہر جنوبی ہندوستان کے چولا
جاؤں کا دارالحکومت تھا۔ یہاں بڑے بڑے مندر تھے۔ اور
روں میں بھی مورتیاں تراشی گئی تھیں۔ بازار کشادہ تھے۔ مگر
ن دو منزلہ ہی تھے۔ جن کی چھتیں ڈھلوان تھیں کیونکہ اس
لاقے میں بارش بہت ہوتی ہے۔

ناگ ماریا کیٹی تھیو سانگ اور جولی سانگ شہر کی ایک پرانی
رائے میں اترے۔ یہ سرائے ایک تالاب کے کنارے تھی اس
کو ٹھڑیاں تنگ و تاریک تھیں۔ ہر کوٹھڑی میں دن کے وقت

بھی چراغ روشن رہتا تھا۔ تالاب کی دوسری طرف سرائے
سامنے ایک چھوٹا سا مندر تھا۔ جہاں ششیش ناگ کے بت
پوجا ہوتی تھی۔ اس علاقے میں لوگ سانپ کو مقدس دیو
سمجھتے تھے۔ چنانچہ انہیں مارتے نہیں تھے۔ سانپ اگر
میں آجاتا تھا تو گھر والے اسے دودھ پلاتے تھے اور
آرام پہنچاتے تھے۔ حالانکہ سانپ کو کیا معلوم کہ یہ کون لو
ہیں۔ وہ تو آخر سانپ ہوتا ہے۔ اور سانپ کبھی کسی کا دو
نہیں ہوتا۔ چنانچہ کبھی کبھی یہ سانپ غصے میں آکر ڈس
دیتے تھے۔ اور لوگ مر جاتے تھے۔ یہ گمراہ لوگ یہ سمجھتے
سانپ دیوتا نے اس آدمی کو اپنے پاس بلا لیا ہے۔ ہندو
آج سے ہزار برس پہلے بھی ایسی ہی توہم پرست اور
پس ماندہ تھی۔ یعنی ترقی سے پیچھے رہی ہوئی تھی۔ پس ما
اس آدمی کو کہتے ہیں جو پیچھے رہ جائے۔ چنانچہ اس زما
میں بھی جنوبی ہندوستان کے گمراہ لوگ سانپوں کی پوجا کر
تھے۔ ان کے ہاتھوں مارے بھی جاتے تھے مگر باز نہیں آتے
تھے۔ سانپوں کو دودھ پلاتے، شہد کھلاتے تھے۔ سانپ
ان کے گھروں میں پھرا کرتے۔ چونکہ یہ سانپ کو چھیڑتے
تھے۔ اسی لئے سانپ انہیں کچھ نہیں کہتے تھے۔ اور گھر
میں چلنے پھرنے کے عادی ہو گئے تھے۔ لیکن جونہی کسی

ے اوپر آجاتا تو وہ تڑپ کر اسے ڈس دیتے
یہ سانپ کی فطرت ہے۔ اس لئے سانپ کو
اپنا دوست نہیں سمجھنا چاہئے۔ وہ جہاں نظر آجائے
ختم کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

ناگ کی خوشبو جب سامنے والے مندر میں پہنچی تو وہاں
دوچار سانپ مندر کے صحن میں چلتے پھرتے رہا کرتے تھے
ناگ دیوتا کو سلام کرنے سرائے میں آگئے۔ لوگوں کا ہجوم
گیا کہ یہ مندر کے سانپ سرائے میں کس سے ملنے آئے ہیں
نے دور ہی سے سانپوں کو ان کی زبان میں ڈانٹ
کہا!

"جدھر سے آئے ہو ادھر ہی واپس چلے جاؤ۔
خبردار!
جب تک میں نہ بلاؤں کسی کو ادھر آنے کی جرأت نہ ہو۔"
سانپ اسی وقت الٹے پاؤں واپس چلے گئے۔

ماریا نے ہنس کر کہا!
"آنے دیتے انہیں ناگ بھیا! ذرا رونق ہی رہتی۔"

ناگ نے کہا:
"یہاں خواہ مخواہ تماشا بن جاتا۔ ہم تو عنبر کی تلاش
میں یہاں آئے ہیں ہمیں اپنے کام سے کام رکھنا

چاہیے۔"

کیٹی نے فضا میں سونگھ کر کہا!

"مجھے تو فضا میں عنبر کی خوشبو نہیں ملتی۔"

جولی سانگ تھیوسانگ اور ناگ ماریا نے بھی کیٹی کے خیال کی تصدیق کرتے ہوئے کہا! کہ معلوم ہوتا ہے عنبر اس شہر میں ابھی تک نہیں پہنچا۔ ہمیں اس سرائے میں رہ کر عنبر کا انتظار کرنا چاہیے۔

جولی سانگ کہنے لگی۔!

"ہم ضرور اس سرائے میں کچھ وقت گزاریں گے۔ لیکن ماریا کو شہر کا چکر لگانے کے لئے نکل جانا چاہیے۔ ہو سکتا ہے شہر میں کوئی سراغ مل جائے۔

کیٹی اور تھیوسانگ نے اس کی تائید کی۔

ماریا بولی!

"میں تو خود جانے کو تیار تھی۔ میں بھی عنبر بھیا کو جلد از جلد اپنے درمیان دیکھنا چاہتی ہوں۔ میں شہر کا چکر لگانے جا رہی ہوں۔ تھوڑی دیر بعد واپس آجاؤں گی۔"

سب نے ماریا کو ہدایت کی کہ وہ زیادہ دور نہ جائے ماریا کے جانے کے بعد ناگ نے جولی سانگ کو ساتھ لیا اور

منے والے مندر کی طرف سیر و تفریح کرنے نکل گیا۔ سرائے یں پیچھے کیٹی اور تھیوسانگ رہ گئے تھے۔ ناگ اور جولی سانگ مندر میں گئے۔ دیکھا کہ شیش ناگ کی مورتی بنی ہوئی ہے اور ل آکر اس کی پوجا کر رہے ہیں۔

ناگ نے جولی سانگ سے کہا!

"یہ لوگ گمراہ ہیں۔ بھلا پتھر کے سانپ کی مورتی سے انہیں کیا مل سکتا ہے۔"

جولی سانگ کہنے لگی۔

"میں حیران ہوں کہ یہ لوگ اس خدا کی عبادت کو چھوڑ کر جس نے ساری کائنات بنائی ہے پتھر کے بتوں کی پوجا کیوں کرتے ہیں۔؟"

ناگ بولا!

"بھٹکے ہوئے لوگ ہی ایسا کرتے ہیں۔ جن کا ایمان خدا پر پختہ ہے وہ ایسا کبھی نہیں کرتے۔ وہ تو بتوں کو توڑ دیتے ہیں۔"

یونہی باتیں کرتے کرتے ناگ اور جولی سانگ ایک ستون کے پاس جا کر بیٹھ گئے۔ مندر کے سانپوں نے ناگ دیوتا کو دیکھ لیا تھا۔ مگر چونکہ ناگ نے انہیں قریب آنے سے منع کر دیا تھا۔ اس لئے وہ اس کے پاس نہیں آرہے تھے اتنے

میں ایک آدمی جسم پر نیلے رنگ کا لبادہ اوڑھے مندر میں داخل ہوا۔ اس کے سر کے بال جھالروں کی طرح اس کی گردن پر پڑے تھے۔ ماتھے پر زرد رنگ کا تلک لگا تھا۔ اس کے ہاتھ میں پھولوں کا ہار تھا۔ اس نے آتے ہی شیش ناگ کے بت پر ہار ڈالا۔ ہاتھ جوڑ کر پرنام کیا اور ایک طرف ہٹ کر بیٹھ گیا۔ اس آدمی کی عمر پچاس برس کے قریب تھی۔ جسم بھاری بھاری تھا۔ آنکھوں کا رنگ زرد تھا اور ان میں بڑی تیز چمک تھی۔

یہ آدمی اِدھر اُدھر دیکھ رہا تھا۔ اچانک اس کی نظر جولی سانگ پر پڑی۔ وہ اسے دیکھتا رہ گیا۔ جولی سانگ نے اتفاق سے اس کی طرف دیکھا تو اسے گھورتے ہوئے پا کر ناگ سے کہنے لگی۔

"یہ نیلے لبادے والا آدمی کون ہے یہ میری طرف بڑے غور سے دیکھ رہا ہے۔"

ناگ نے نیلے لبادے والے آدمی کی طرف دیکھا تو اب اس نے اپنا منہ دوسری طرف کر لیا تھا۔ ناگ اسے پہچان نہ سکا کہ اس آدمی کے دل میں کیا ہے۔ اور وہ اصل میں کون ہے ناگ نے اس پر ایک نگاہ ڈالنے کے بعد کہا!

"یہ تو کوئی پجاری قسم کا آدمی ہے۔"

جولی سانگ بولی:

"مجھے تو کسی دوسری دنیا کا آدمی لگتا ہے۔ دیکھو اس کا رنگ یہاں کے لوگوں کی طرح کالا نہیں ہے بلکہ زرد ہے۔ اور آنکھیں بھی چین کے لوگوں کی طرح کی ہیں۔"

ناگ نے کہا!

"ہو سکتا ہے کوئی سیاح ہو اور ہندوستان کی سیر و سیاحت کرنے آیا ہو۔ یہاں ہر سال ہزاروں سیاح آتے ہیں۔ اور یہاں کی سیر کر کے واپس چلے جاتے ہیں۔"

ایک چھوٹی لڑکی بھاگتی ہوئی جولی سانگ کے پاس آگئی وہ مسکرا رہی تھی۔ اس کے ہاتھ میں چھوٹا سا پھولوں کا ہار تھا۔ اپنی توتلی زبان میں بولی:

"یہ ہار میرے گلے میں باندھ دو۔"

جولی سانگ اور ناگ کو یہ لڑکی بڑی پیاری لگی۔ جولی سانگ نے ہار لڑکی کے گلے میں ڈال کر پیچھے سے دھاگا باندھ دیا۔ لڑکی نے مسکرا کر شکریہ ادا کیا۔ اور بھاگ گئی۔

کتنی پیاری بچی تھی!

جولی سانگ نے کہا:

ناگ بولا!

"بچے فرشتے ہوتے ہیں۔ بچوں میں انسان کو انسانیت
کی سچی جھلک مل جاتی ہے۔ بچے منافقت نہیں کرتے
جو دل میں ہوتا ہے وہی زبان پر ہوتا ہے۔"

مگر جولی سانگ اس ستون کی طرف دیکھ رہی تھی۔ جہاں
تھوڑی دیر پہلے نیلے لبادے والا چینی زرد آدمی بیٹھا تھا
اب وہ آدمی وہاں نہیں تھا۔

جولی سانگ نے کہا!

"ناگ بھیا!

وہ چینی قسم کا آدمی جو مجھے گھور رہا تھا۔ اب
نہیں ہے۔ چلا گیا ہے۔

کہاں چلا گیا ہوگا؟"

ناگ بولا:

"تمہیں اس بارے میں کوئی دلچسپی نہیں ہونی چاہئے۔
ایسے تو ہزاروں آدمی تمہیں ہمارے ساتھ سفر
کرتے ہوئے ملیں گے۔ جس کو تم اچھی لگو گی وہ تم
سے باتیں کرنے کی کوشش کریں گے۔ تمہاری
جان بوجھ کر تعریف کریں گے۔ مگر جن لڑکیوں
کے دل پاک ہوتے ہیں اور جن کی زندگی کا اونچا

مقصد ہوتا ہے۔ وہ کسی آدمی کی اس قسم کی باتوں
پر دھیان نہیں دیتیں۔"

جولی سانگ خاموش ہوگئی۔

ناگ نے اٹھتے ہوئے کہا:

"چلو اب مندر کے پیچھے جو باغ ہے۔ اس کی سیر
کرتے ہیں۔ یہ باغ کافی خوبصورت ہے۔"

ناگ اور جولی سانگ باغ میں آگئے۔ اس باغ میں ناریل
اور کیلے کے درختوں کے جھنڈوں کے جھنڈ اُگے ہوئے تھے۔
بیچ میں ایک تالاب تھا۔ جس میں فوارہ چل رہا تھا۔ تالاب کے
کنارے کنارے سفید اور سبز پتھر کے بنچ رکھے تھے۔ جولی
سانگ اور ناگ اس بنچ پر بیٹھ گئے۔ مندر ان کے پیچھے کی
جانب رہ گیا تھا۔

وہی زرد آنکھوں اور نیلے لبادے والا آدمی درختوں کے
ایک جھنڈ کے پیچھے چھپ کر کھڑا جولی سانگ کو غور سے دیکھ
رہا تھا۔ اس نے اپنے لبادے کے اندر ہاتھ ڈال کر قمیض کی
جیب میں سے ایک چھوٹی سی ڈبیا نکال کر اسے دیکھا۔ اس
میں سے تانبے کا ایک چوکور میڈل نکال کر اسے دیکھا۔ میڈل
پر جولی سانگ کی تصویر کھدی ہوئی تھی۔ چینی نے تانبے کا
میڈل ڈبیا میں بند کر کے اپنی جیب میں رکھ لیا اور درختوں کے

پیچھے چھپ کر بیٹھا رہا۔ جب ناگ اور جولی سانگ باتیں کرتے
اٹھ کر سرائے کی طرف گئے تو چینی ان کے پیچھے پیچھے چلنے لگا۔
ناگ اور جولی سانگ سرائے میں آ گئے۔ چینی دور ایک طرف
چھپ کر کھڑا جولی سانگ کو تھیو سانگ اور کیٹی سے باتیں کرتا
دیکھ رہا تھا۔ وہ سمجھ گیا کہ یہ لڑکی اسی سرائے میں اپنے
دوستوں کے ساتھ اتری ہوئی ہے۔ چینی وہاں سے تیزی سے
ایک طرف چلا گیا۔ وہ پرانے باغ میں سے گزر کر ایک ویران
کچی سڑک پر آگیا جو دور اونچے ٹیلوں کی طرف چلی گئی تھی۔
پر اسرار چینی سیاح سڑک پر چلتا گیا۔ دور ٹیلے کی ایک طرف
چھوٹی سی جھونپڑی بنی ہوئی تھی۔ اس جھونپڑی کے باہر
ایک پرانا تخت پوش بچھا تھا۔ پر اسرار چینی جھونپڑی میں داخل
ہو گیا۔ جب باہر آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک سفید کبوتر تھا۔

پر اسرار چینی سیاح نے کبوتر کو تخت پوش پر بٹھا کر آگے
دانا ڈال دیا۔ پھر ایک کاغذ پر یہ سطریں لکھیں۔

"جس کی تلاش تھی وہ مل گئی ہے۔ میں اسے لے
کر جلدی آ رہا ہوں۔ جہاز کو سمندر میں بالکل تیار
رکھو۔"

یہ کاغذ تہہ کر کے اس نے کبوتر کے پاؤں کے
ساتھ باندھ دیا۔ پھر کبوتر کا منہ مشرق کی طرف کر کے زور

سے ہوا میں اچھال دیا۔

قاصد کبوتر تھا۔ اسے سدھایا ہوا تھا۔ وہ پیغام لے کر اپنی
منزل کی طرف روانہ ہو گیا۔ اس کی منزل وہاں سے بیس میل
دور سمندر کا کنارہ تھی۔ جہاں ویران علاقے میں سمندر کے کنارے
ایک بادبانی جہاز لنگر ڈالے ہوئے تھے۔ جہاز کے ملاح زمین
پر بیٹھے آرام کر رہے تھے۔ جہاز کا لنگڑا چینی کپتان عرشے پر
آرام کرسی ڈالے بیٹھا کافی پی رہا تھا۔ کہ اچانک کبوتر اس
کے کاندھے پر آ کر بیٹھ گیا۔ لنگڑے کپتان نے کبوتر کو ہاتھوں میں
لے لیا۔

اس نے اس کی ٹانگ پر لپٹا ہوا خط نکال کر کھولا۔ اسے
پڑھا تو اس کے چہرے پر خوشی کی لہریں چمکنے لگیں۔ جس مقصد
کو لے کر وہ طوفانی سمندروں کا مقابلہ کر کے ہندوستان کے
ساحل پر آئے تھے۔ اور ایک سال سے ہندوستان میں بھٹکتے
پھر رہے تھے۔ آخر وہ اس مقصد کو حاصل کرنے میں کامیاب
ہو گئے۔ اس نے فوراً جوابی خط لکھا۔

"ہم تیار ہیں ڈاموگ دیوتا کا کہا سچ نکلا۔ تم
اس لڑکی کو لے کر یہاں پہنچو ہم جہاز کا لنگر
اٹھانے اور بادبان کھولنے کے لیے بالکل تیار
بیٹھے ہیں۔"

قاصد کبوتر ایک گھنٹے سے بھی کم وقت میں رقعے کا جواب لے کر
واپس پراسرار چینی کے پاس آگیا۔ پراسرار چینی نے لنگڑے کپتان
کا خط پڑھا تو اسے پھاڑ کر دریں پھینک دیا اور بہت خوش ہوا۔
دوسری طرف ماریا شہر کے اوپر کئی چکر لگا چکی تھی۔ اسے
عنبر کا کوئی سراغ نہیں ملا تھا۔ اس کی خوشبو بھی کہیں سے نہیں
آرہی تھی۔ سارے ساتھی سر جوڑ کر بیٹھ گئے۔ کہ اب انہیں کیا کرنا
چاہیئے۔ تھیوسانگ نے کہا کہ میرے خیال میں ہمیں اس ملک
کو چھوڑ کر شمال کی طرف ملک بخارا کی طرف نکل جانا چاہیئے۔ مجھے
امید ہے کہ عنبر ہمیں شمال کے کسی ملک میں ہی ملے گا۔ یہاں اس
کے ملنے کی امید نظر نہیں آتی۔
کیٹی اور ناگ نے بھی ایسے ہی خیال کا اظہار کیا۔ جولی سانگ
سے پوچھا گیا کہ تمہارا کیا خیال ہے:
اس نے کہا:
"تھیوسانگ بھائی کا خیال ٹھیک معلوم ہوتا ہے۔
لیکن ماریا سے بھی مشورہ ضروری ہے۔"
ناگ نے ماریا سے پوچھا تو وہ بولی:
"یہاں رہنا ویسے تو بے کار ہی لگتا ہے۔ کیونکہ
عنبر کا یہاں دور دور تک نشان نہیں ملتا۔ لیکن پھر
بھی میں چاہتی ہوں کہ جیسا ہم اکثر کرتے آئے

ہیں۔ اس شہر میں ہمیں کم از کم دو تین دن ضرور رکنا
چاہیئے۔ ممکن ہے عنبر اس دوران کہیں سے اِدھر
آنکلے۔"
ناگ نے تھیوسانگ کیٹی اور جولی سانگ سے مشورہ کیا تو
انہوں نے بھی ماریا کے خیال کی تائید کی۔ یعنی ماریا کے خیال
کی حمائت کی اور کہا کہ ماریا کے کہنے کے مطابق ہمیں دو دو روز اس
سرائے میں ہی ٹھہرنا چاہیئے۔
چنانچہ وہ سرائے میں ہی ٹھہرے رہے۔ اسی شام کا ذکر
ہے کہ عنبر جنوبی ہندوستان کے مشرقی ساحل پر اس جگہ
پہنچ گیا جہاں سے تھوڑے فاصلے پر سمندر میں پراسرار چینی اور
لنگڑے کپتان کا بادبانی جہاز کھڑا تھا۔ عنبر جگہ جگہ شہر شہر گاؤں
گاؤں ناگ ماریا کیٹی تھیوسانگ جولی سانگ کو تلاش کرتا چلا آ
رہا تھا۔ مگر ان میں سے کوئی بھی اسے نہیں مل سکا تھا۔
آخر اس نے سوچا کہ وہ اس ملک کو چھوڑ کر کسی دوسرے
ملک چلا جائے۔ اس نے دور سمندر میں ایک بادبانی جہاز کھڑا
دیکھا تو اس کے پاس جا کر بولا:
"کپتان میں بہترین کھانا پکا سکتا ہوں۔ چٹان دیکھ
کر بتا سکتا ہوں کہ اس کے اندر چاندی ہے سونا ہے
کہ جواہرات چھپے ہوئے ہیں۔"

یہ عنبر نے یونہی کہہ دیا تھا۔ لنگڑے کپتان نے عنبر کی
طرف گھور کر دیکھا۔

"کیا تم سچ کہہ رہے ہو"؟

عنبر بولا:

"کیوں نہیں کپتان۔ مجھے جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت
ہے"

لنگڑے کپتان نے بے تابی سے کہا:

"تو بتاؤ پھر اس سامنے والی چٹان کے اندر
کیا ہے"

عنبر نے جہاز کے اوپر سے ساحل کے پاس اُگی ہوئی
ایک چٹان کو دیکھا۔ لنگڑا کپتان اسی چٹان کی طرف ہی
اشارہ کر رہا تھا۔

اس نے کہا:

"میں ابھی ٹیلے سے پوچھ کر بتاتا ہوں"

عنبر نے جہاز سے اتر کر سامنے والی چٹان کے پاس جا کر ایک
سانپ کو بلایا اور اس سے پوچھا کیا تم بتا سکتے ہو کہ اس چٹان
کے اندر کیا ہے؟

سانپ نے کہا:

"اس چٹان کے شروع میں ہی چند پتھر اکھاڑنے کے بعد

اندر ایک سرخ عقیق ملے گا۔ باقی چٹان میں کچھ نہیں ہے"

عنبر نے لنگڑے کپتان کو جا کر بتا دیا کہ چٹان کے شروع میں ایک
سرخ عقیق صدیوں سے پڑا ہے۔ لنگڑے کپتان نے فوراً ملاحوں
کو حکم دیا کہ چٹان کو آگے سے توڑا جائے۔ ملاح گینتیاں اور
ہتھوڑے لے کر چٹان کو آگے سے توڑنے لگے۔ لنگڑا کپتان اور
عنبر پاس ہی کھڑے تھے۔ عنبر کو یقین تھا کہ سرخ عقیق ضرور
نکلے گا۔ ملاحوں نے شور مچا دیا کہ سرخ عقیق نکل آیا ہے۔ اور
ایک ملاح نے عقیق لا کر لنگڑے کپتان کو دکھایا۔ کپتان نے غور سے
دیکھا واقعی یہ ایک بڑا قیمتی اصلی عقیق تھا۔

لنگڑا کپتان عنبر کو اپنے ساتھ جہاز پرے گیا اور بولا:

"میں تمہیں اپنے جہاز پر نائب کپتان بنا کر رکھ لیتا ہوں
مگر تمہیں میرے ساتھ ایک عہد کرنا ہوگا کہ تم سوائے میرے
یہ راز کسی کو نہیں بتاؤ گے۔ صرف مجھے ٹیلوں اور
چٹانوں میں چھپے خزانوں کا پتہ بتاؤ گے"

عنبر کو کسی دوسرے ملک کا سفر کرنا تھا۔ اس کو کیا ضرورت
تھی کہ کسی دوسرے کو یہ راز بتاتا۔

اس نے کہا:

"میں وعدہ کرتا ہوں کہ سوائے تمہارے اور کسی
کو یہ راز نہیں بتاؤں گا۔ اور کسی کو چٹان میں چھپے

بوئے خزانے کا پتہ نہیں بتاؤں گا۔ لیکن یہ جہاز پہلے
کہاں جا رہا ہے۔؟"
لنگڑے کپتان نے کہا:
"ہم ابھی ملک چین جا رہے ہیں۔ وہاں سے کسی
دوسرے ملک کو جائیں گے۔"
عنبر نے سوچا کہ چلو پہلے چین چل کر کیپٹن ناگ ماریا کو تلاش
کرتے ہیں اگر وہ وہاں نہ ملے تو پھر کسی دوسرے ملک کی راہ لوں
گا۔ لنگڑے کپتان نے عنبر کو نائب کپتان کی وردی دی جو اس
نے پہن لی۔ لنگڑے کپتان نے اعلان کر دیا کہ عنبر آج سے ہمارا
نائب کپتان ہے۔
عنبر نے پوچھا:
"یہ جہاز کب چین کی طرف روانہ ہوگا۔"
لنگڑا کپتان کہنے لگا:
"یہاں ایک قریبی شہر میں میرا ایک ساتھی کچھ ضروری
چیزیں لینے گیا ہوا ہے۔ جونہی وہ آگیا جہاز یہاں
سے لنگر اٹھا دے گا۔"
لنگڑے کپتان کا وہی پراسرار چینی ساتھی تھا۔ جو جولی سانگ
کو اٹھا لے جانے کی فکر میں سرائے کے چکر کاٹ رہا تھا۔ وہ
فقیر کا بھیس بدل کر سرائے کے باہر ایک طرف بیٹھ گیا تھا۔

اس نے اتنی مہارت سے بھیس بدلا تھا کہ جولی سانگ اور
عنبر بھی اسے نہیں پہچان سکتے تھے۔
اسی شام کا ذکر ہے کہ جولی سانگ کوٹھڑی کے باہر چبوترے
پر بیٹھی اپنے بالوں میں کنگھی پھیر رہی تھی۔ پراسرار چینی فقیر
کے بھیس میں اسے غور سے دیکھ رہا تھا۔ اسے اسی گھڑی کا
انتظار تھا کہ کب جولی سانگ اپنے بالوں میں کنگھی پھیرتی ہے
کنگھی پھیرنے کے بعد جولی سانگ نے سر کے بالوں کا چھوٹا
سا گچھا چبوترے کی ایک طرف پھینک دیا۔ اور بالوں کو جھٹک
کر ایک طرف کوٹھڑی میں چلی گئی۔
اب پراسرار چینی اپنی جگہ سے اٹھا۔ وہ فقیر کے بھیس میں تھا۔
اس نے چبوترے کے پاس جا کر جہاں جولی سانگ کے بال گرے
تھے وہاں اپنا تھیلا گرا دیا۔ جھک کر تھیلا اٹھاتے ہوئے اس
نے جولی سانگ کے سر کے بال بھی اٹھا لئے۔ جلدی جلدی یہ چینی
پراسرار آدمی سرائے سے باہر نکل گیا۔ جولی سانگ کے بالوں کا
گچھا اس نے تھیلے میں رکھ لیا۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتا آبادی سے
دور جنگل میں آگیا۔ یہاں اس نے اپنی صدری کی جیب سے
تانبے کا میڈل ایسا ٹکڑا نکال کر اسے غور سے دیکھا۔ اس چوکور
میڈل پہ جولی سانگ کا میڈل بنا ہوا تھا۔ اس شکل میں جولی
سانگ غور سے دیکھ رہی تھی۔ پراسرار چینی نے میڈل صدری

میں چھپا لیا اور جنگل میں چلتے چلتے ایک ٹیلے کے اندر بنی ہوئی
چھوٹی سی سرنگ میں داخل ہو گیا۔

سرنگ کے اندر دو گھوڑے بندھے تھے۔ زمین پر ایک بڑا
سا ٹوکرا پڑا تھا۔ جس کے اوپر بانس کا ڈھکنا چڑھا ہوا تھا۔ یہ
ٹوکرا خالی تھا۔ پراسرار چینی نے یہاں اپنا فقیروں ایسا لباس اور
موچھیں اتار کر پھینک دیں اور پھر وہی پیلے رنگ کا لبادہ اوڑھ
لیا۔ وہ سرنگ کے باہر آکر آسمان کو دیکھنے لگا۔ اس وقت
سورج غروب ہو رہا تھا۔ پراسرار چینی کو رات ہونے کا انتظار
تھا۔ وہ کچھ دیر بیٹھا رہا۔ پھر اٹھ کر ادھر اُدھر ٹہلنے لگا۔ اس
نے لنگڑے کپتان کو کبوتر کے ذریعے پیغام بھجوا دیا تھا اور اس
کا جواب بھی اسے مل گیا تھا۔ مغربی ساحل پر سمندر میں لنگڑے
کپتان کا بادبانی جہاز تیار کھڑا تھا۔

جب رات ہو گئی تو پراسرار چینی نے سرنگ کے اندر آگ
روشن کر لی۔ پتھروں میں لکڑیاں لگا کر اس نے آگ جلائی
اور اس کے سامنے دوزانوں ہو کر بیٹھ گیا۔ اس نے آنکھیں
بند کر لیں اور منہ ہی منہ میں کوئی منتر پڑھنا شروع کر دیا۔ آدھے
گھنٹے تک وہ منتر پڑھتا رہا۔ اس کے بعد وہ اٹھا اور آگ
کے گرد چکر لگانے لگا۔ ایک سو چکر پورا ہوا تو وہ دوبارہ آگ
کے سامنے بیٹھ گیا۔ اور منتر پڑھنے شروع کر دیئے۔ جب رات

ندر گئی تو پراسرار چینی نے تھیلے میں سے جولی سانگ کے سر
لوں کا گچھا نکال کر آگ کے سامنے رکھ دیا۔ اب وہ ایک
گچھے میں سے نکالتا اور منتر پڑھ کر اسے آگ میں ڈال دیتا۔

دوسری طرف جولی سانگ سرائے کی کوٹھڑی میں پلنگ پر
ار سے لیٹی تھی کہ اچانک اس کی طبیعت بے چین ہو گئی۔
وقت پراسرار چینی نے جولی سانگ کا صرف ایک بال آگ
ڈالا تھا۔ جولی سانگ اٹھ بیٹھی۔ اس کا دوسرا بال آگ میں
ا تو جولی سانگ کے ذہن پر دھند سی چھانے لگی۔ اسے یوں
جیسے وہ ایک وسیع صحرا میں اکیلی کھڑی ہے۔ پراسرار چینی نے
لی سانگ کے آدھے بال جب آگ میں ڈال دیئے تو جولی سانگ
یادداشت غائب ہو گئی تھی۔ اسے بالکل یاد نہیں تھا کہ وہ ناگ
بر ماریا کیٹی تھیو سانگ کے ہمراہ سرائے میں رہ رہی ہے اور یہ
عنبر کی کھوج لگا رہے ہیں۔

جب پراسرار چینی نے جولی سانگ کے پورے بالوں کا گچھا آگ
ڈال دیا تو جولی سانگ کا ذہن پرانی یادوں سے بالکل صاف ہو
تھا۔ وہ کوٹھڑی سے نکل کر سرائے کے صحن میں آ گئی۔ اس
ذہن میں آگ سی لگی تھی اور وہ جنگل کی طرف جانا چاہتی تھی
طرح سے اسے ٹھنڈے پانی کی بو آ رہی تھی وہ سمجھ رہی تھی کہ
ٹھنڈے پانی میں بھی ...

کچھ گھوڑے بندھے ہوئے تھے۔ اندھیرا پھیلا ہوا تھا۔ صرف
سرائے کے باہر ایک لیمپ روشن تھا۔ ناگ ماریا کیٹی تھیوسانگ
ساتھ والی کوٹھڑی میں آرام کر رہے تھے۔ جولی سانگ کو بالکل
یاد نہیں تھا کہ عنبر ناگ کیٹی ماریا تھیوسانگ اس کے ساتھی ہیں۔
اسے تو صرف جنگل میں جانے کی لگن لگی ہوئی تھی۔ وہ سرائے سے
نکلی اور جدھر سے اسے ٹھنڈے پانی کی ہوا آرہی تھی ادھر کو
چل پڑی۔ وہ اندھیرے میں آبادی سے دور ہوتی گئی۔ پھر جنگل
شروع ہو گیا۔ اس جنگل میں سے جولی سانگ بڑی جلدی سے
گذر گئی۔ اس کے جسم میں گرمی پیدا ہو رہی تھی۔ اب سامنے
اسے ٹھنڈی ہوا آنے لگی تھی۔ وہ اس ٹھنڈی ہوا کی طرف
دوڑی جا رہی تھی۔ جب وہ ٹیلے والی سرنگ کے پاس آگئی
تو پر اسرار چینی اس کے سامنے کھڑا تھا۔ وہ مسکرا رہا تھا۔ جولی
سانگ کو دیکھتے ہی اس نے دونوں بازو بلند کئے اور بولا:

"شہزادی جولی کا آنا مبارک ہو۔"

جولی سانگ نے چینی کی طرف دیکھ کر کہا:

"مجھے آگ لگی ہے۔ پانی کہاں ہے۔ پانی کہاں ہے۔"

پر اسرار چینی اسے چشمے پر لے گیا۔ جولی سانگ نے چشمے کے
ٹھنڈے پانی میں چھلانگ لگا دی۔ وہ چشمے کے پانی میں غوطہ لگا
گئی۔ چشمے میں نہانے سے اس کی روح کو سکون مل گیا وہ چشمے

کے پانی سے باہر نکلی تو پر اسرار چینی نے کہا:

"شہزادی جولی!
میرے ساتھ سرنگ میں آجاؤ۔ تمہاری کنیزیں تاج لئے
تمہاری راہ دیکھ رہی ہیں۔"

جولی سانگ شہزادیوں کی طرح چلتی ہوئی چینی کے ساتھ سرنگ
میں داخل ہو گئی۔ سرنگ میں آگ کا الاؤ بجھ چکا تھا۔ جولی سانگ
بجھی ہوئی آگ کے پاس بیٹھ گئی۔ اس نے آنکھیں بند کر لیں
اور کہا:

"میرا تاج کہاں ہے۔ میرا محل کہاں ہے۔ میرا تخت کہاں
ہے مجھے میرے شاہی محل میں لے چلو۔"

پر اسرار چینی نے بجھی ہوئی آگ میں سے تھوڑی سی راکھ نکالی
اور جولی سانگ کے جسم پر چھڑک دی۔ جولی سانگ کا جسم چھوٹا
ہونا شروع ہو گیا۔ چینی نے جیب سے چوکور تانبے کا میڈل نکال کر
جولی سانگ کو ہتھیلی پر اٹھا لیا۔ پھر اسے میڈل پر چپکا دیا۔ جولی
سانگ ایک ابھری ہوئی تصویر کی طرح میڈل پر چپک گئی۔ چینی
نے ہلکا سا قہقہہ لگایا اور میڈل جیب میں رکھ لیا۔ ٹوکرا ایک گھوڑے
پر لادا اور دوسرے گھوڑے پر خود سوار ہو کر مغربی ساحل کی طرف
روانہ ہو گیا۔

ساری رات اور سارا دن وہ جنگل اور ویران میدانوں میں سفر

کرتا رہا۔ دوسرے روز شام ہونے سے پہلے وہ ساحل سمندر پر پہنچ گیا
اس نے دیکھا کہ لنگڑے کپتان کا بادبانی جہاز سمندر میں لنگر ڈالے
کھڑا ہے۔

پراسرار چینی گھوڑے سے اتر کر سمندر کے کنارے آگیا۔ لنگڑا
کپتان اسے دیکھ کر جہاز سے اتر کر نیچے آگیا۔ وہ چینی کو ایک طرف
لے گیا اور رازداری سے بولا!

"کیا تم شہزادی کو اغوا کرنے میں کامیاب ہو گئے ہو؟"

پراسرار چینی نے فاتحانہ مسکراہٹ کے ساتھ کہا!

"شہزادی جولی میری جیب میں ہے۔"

پھر اس نے جیب سے تانبے کا میڈل نکال کر دکھایا جس کے دونوں
جانب جولی سانگ کی شکل ابھری ہوئی تھی۔

پراسرار چینی بولا!

"اس میں سے ایک جولی شہزادی زندہ ہے۔"

اب بادبان کھول دو۔ ہمیں چین کی طرف جانا ہے۔"

لنگڑا کپتان اور پراسرار چینی جہاز پر چڑھ گئے۔ کپتان نے
حکم دیا۔

"لنگر اٹھا کر بادبان کھول دو۔ ہم اپنے سفر پر روانہ
ہو رہے ہیں۔"

اسی وقت جہاز کا لنگر کھینچ لیا گیا۔ ستونوں کے ساتھ لپٹے

ہوئے بادبان کھول دیئے گئے۔ بادبانوں میں ہوا بھر گئی۔ لنگڑا
کپتان وہیل کے سامنے کھڑا ہوگیا۔ وہ وہیل گھما کر جہاز کو سمندر
میں ایک طرف لے جانے لگا۔ جہاز آہستہ آہستہ ساحل سے
دور ہونا شروع ہوگیا۔ پراسرار چینی بھی وہیں موجود تھا کہ
نیچے سے عنبر نائب کپتان کی وردی پہنے اوپر آگیا۔

اور بولا!

"کپتان!

ہم کتنے دنوں میں چین پہنچیں گے۔؟"

لنگڑے کپتان نے کہا!

"دو مہینے لگ جائیں گے۔"

پراسرار چینی نے عنبر کو دیکھا تو پوچھا!

"یہ نوجوان کون ہے! کپتان۔ اس سے پہلے میں نے
اسے جہاز پر نہیں دیکھا۔

لنگڑا کپتان بولا!

"یہ نائب کپتان عنبر ہے۔ میں نے اسے نائب کپتان بنا
دیا ہے۔"

پراسرار چینی نے تعجب سے کہا!

"اس کی کیا ضرورت تھی کپتان؟"

لنگڑا کپتان چینی ساتھی کو ایک طرف لے گیا اور بولا!

"یہ زمین اور ٹیلے کو دیکھ کر بتا دیتا ہے کہ اس کے اندر خزانہ دفن ہے۔"

پھر اس نے سرخ عقیق نکال کر چینی کو دکھایا۔ اور کہا:

"یہ سرخ عقیق اس عنبر نے ایک چٹان میں سے نکالا ہے۔ اس نے کہا: چٹان کے شروع میں ہی ایک قیمتی عقیق موجود ہے۔ ہم نے چٹان کو توڑا تو یہ سرخ عقیق نکل آیا۔ یہ آدمی ہمارے بڑے کام آئے گا۔ ہم اس کی مدد سے پرانے کھنڈرات اور محلات میں دبے ہوئے خزانے نکال سکیں گے۔"

پراسرار چینی بولا:

"لیکن اس کو شہزادی جولی اور اپنے خاص راز کے بارے میں کچھ نہ بتانا۔"

لنگڑا کپتان بولا:

"میں اتنا احمق نہیں ہوں۔ چین میں اس سے کسی پرانے اور بڑے خزانے کا پتہ پوچھ کر ہم اسے قتل کر دیں گے۔"

دونوں مسکرائے۔ پھر پراسرار چینی نیچے اپنے چھوٹے کیبن میں آ گیا۔ اس نے جولی سانگ کی شکل والا میڈل اپنی جیب

میں ہی رکھا اور برتھ پر لیٹ گیا۔ جہاز کھلے سمندر میں چین کی طرف بڑھتا جا رہا تھا۔

پیچھے جب رات گذر گئی تو ماریا نے کیٹی ناگ اور ٹیو سانگ سے کہا:

"اب ہمیں مل کر شہر کا ایک چکر لگانا چاہیے۔ ہو سکتا ہے عنبر کا کوئی کھوج مل جائے۔"

کیٹی بولی:

"جولی سانگ ساتھ والی کوٹھڑی میں ہے۔ اسے بھی ساتھ لئے چلتے ہیں۔"

ماریا نے کہا:

"میں اسے لاتی ہوں۔"

پھر اچانک سانس لے کر بولی:

"لیکن ــــ لیکن مجھے جولی سانگ کی خوشبو نہیں آ رہی کیا تمہیں آ رہی ہے؟"

اب جو ان سب نے سانس لیا تو گھبرا گئے۔ کیونکہ ان میں سے کسی کو جولی سانگ کی خوشبو نہیں آ رہی تھی۔ وہ دوڑ کر ساتھ والی کوٹھڑی میں گئے۔ کوٹھڑی خالی پڑی تھی۔ جولی سانگ وہاں نہیں تھی۔ وہ پریشان ہو گئے۔

جولی سانگ کہاں چلی گئی؟

سب کے دل میں ایک ہی سوال تھا۔
ناگ بولا:
"میرا خیال ہے۔ اس کے ساتھ کوئی حادثہ ہو گیا ہے۔
وہ اس شہر میں نہیں ہے۔ اگر شہر میں ہوتی تو اس کی
خوشبو ضرور آتی۔"
کیٹی نے باہر نکل کر دیکھا اور بولی:
"دن نکلنے پر اس کے پاؤں کے نشان دیکھنے
چاہئیں۔"
تھیو سانگ برآمدے میں جھکا زمین کو غور سے دیکھ رہا تھا۔
ناگ نے پوچھا:
"تمہیں کچھ نظر آیا تھیو سانگ؟"
تھیو سانگ بولا۔
"یہاں جولی سانگ کے پاؤں کے نشان ہیں۔ یہ نشان
صحن میں جا رہے ہیں۔ میرے ساتھ آؤ۔"
کیٹی ناگ تھیو سانگ اور ماریا صحن میں آ گئے۔ تھیو سانگ نے
سب کو جولی سانگ کے پاؤں کے نشان دکھائے۔ جو رات کے اندھیرے
میں یہی لوگ دیکھ سکتے تھے۔ صحن سے نکل کر پاؤں کے نشان
شہر کے دروازے کی طرف چلے گئے۔ وہ جولی سانگ کے پاؤں
کے نشان کے ساتھ ساتھ چلتے شہر سے نکل کر جنگل میں داخل ہو گئے۔

اب یہاں زمین پر گھاس اُگی ہوئی تھی۔ اس گھاس پر جولی سانگ
کے پاؤں کے نشان ڈھونڈنا مشکل تھا۔ پھر بھی یہ لوگ جنگل میں
سیدھے چلتے گئے۔
جنگل ختم ہوا تو ایک ٹیلہ آ گیا۔ اس ٹیلے میں ایک سرنگ
تھی۔ ماریا سب سے پہلے سرنگ میں داخل ہوئی۔ اس نے
واپس آ کر بتایا کہ سرنگ کے اندر بجھی ہوئی آگ کا نشان
ہے۔ راکھ ابھی گرم ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ آگ ابھی ابھی
بجھی ہے۔
ناگ نے پوچھا:
"یہاں آگ کس نے جلائی ہو گی؟"
کیٹی بولی:
"یہاں کوئی بھی مسافر آ کر آگ جلا سکتا ہے۔"
تھیو سانگ نے کہا:
"لیکن مسافر رات کے وقت ہی کدھر چلا گیا؟ اگر
وہ رات بسر کرنے کے لئے سرنگ میں آیا تھا تو
اسے صبح کو جانا چاہئے تھا۔ اور ابھی رات ہے
صبح نہیں ہوئی۔"
ماریا کہنے لگی:
"یہ نقطہ سوچنے کا ہے۔ میرے خیال میں ضرور

اس میں کوئی راز ہے۔ ممکن ہے جولی سانگ کو کوئی
شخص بے ہوش کر کے یہاں لے آیا ہو۔"
تھیو سانگ نے سرنگ سے باہر جا کر زمین کو غور سے دیکھا
اور بولا:
"یہاں دو انسانوں اور دو گھوڑوں کے قدموں کے
نشان ہیں۔"
سب سرنگ کے باہر آ گئے۔ اندھیرے میں بھی انہیں دو
گھوڑوں اور دو انسانوں کے پاؤں کے نشان نظر آ رہے تھے
ناگ جھک کر بیٹھ گیا اور تھیو سانگ سے کہنے لگا:
"کیا ان میں جولی سانگ کے پاؤں کے نشان بھی
ہیں؟"
تھیو سانگ سر اٹھا کر بولا:
"ہاں: ایک نشان جولی سانگ کے قدموں کا ہے میں
اسے صاف پہچان لیتا ہوں۔
یہ دیکھو:
"یہ دونوں پاؤں کے نشان جولی سانگ کے ہیں۔ یہاں
سے نشان آگے جاتے ہیں۔"
وہ نشانوں کے پیچھے پیچھے اس چشمے تک آ گئے۔ جس میں
جولی سانگ نے غسل کیا تھا۔ وہاں سے نشان پھر سرنگ کی طرف

تے تھے۔ اس کے بعد انسانی قدموں کے نشان غائب ہو گئے۔
ر گھوڑوں کے سموں کے نشان شروع ہو جاتے تھے۔
تھیو سانگ نے کہا:
"یہاں جولی سانگ کو گھوڑے پر سوار کر کے
لے جایا گیا ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے
کہ یہ گھوڑ سوار کون تھا؟ کہاں سے آیا تھا؟
جولی سانگ یہاں کیسے آئی؟ اور وہ جولی سانگ
کو کہاں لے گیا ہے؟"
ماریا نے کہا:
"وہ جو کوئی بھی تھا۔ ہمیں جولی سانگ کا پیچھا
کر کے اسے ہر حالت میں اس آدمی سے
نجات دلانی ہو گی۔ ظاہر ہے اس نے
جولی سانگ پر کوئی طلسم کیا ہو گا۔"
ناگ بولا:
"جولی سانگ کے پاؤں کے نشان صاف بتا رہے
ہیں کہ جولی سانگ اپنے پاؤں پر چل رہی تھی
وہ بے ہوش نہیں تھی۔ اس سے یہ
بات ثابت ہو جاتی ہے کہ اس پر کوئی
طلسم کر کے اس کے ذہن کو بدل دیا گیا ہے

طلسم کے ذریعے اس کی یادداشت غائب کر دی
گئی ہے۔ اور وہ اپنے اغوا کرنے والے کے ساتھ
ساتھ چل رہی ہے۔"
کیٹی اور ماریا نے بھی اس خیال کی تائید کی۔
تھیوسانگ بولا:
"ہمیں گھوڑے کے کھروں کے ساتھ ساتھ چلنا
ہوگا۔ جولی سانگ جہاں بھی گئی ہوگی اس کا
پتہ چل جائے گا۔"
ماریا نے گھوڑوں کے کھروں کے نشانوں کو جھک کر
غور سے دیکھا۔
اور بولی:
"گھوڑوں کا رخ جنگل میں مشرق کی طرف ہے۔
ہمیں اسی طرف چلنا چاہیے۔"
کیٹی نے مشورہ دیا کہ ماریا فضا میں اڑ کر آگے
جائے اور دیکھے کہ آگے کیا ہے۔ ناگ نے ماریا
سے کہا کہ کیٹی کا مشورہ اچھا ہے۔ تم جا کر دیکھو کہ
اس جنگل کے آگے کیا ہے؟ اور کیا جہاں جنگل
ختم ہوتا ہے۔ وہاں بھی گھوڑوں کے کھروں کے
نشان ہیں۔؟

کیٹی نے کہا:
"مگر تم جلدی واپس آ جانا۔ ہمیں تمہاری بھی
فکر لگی رہے گی۔"
ماریا نے کیٹی تھیوسانگ اور ناگ سے کہا:
"تم لوگ اسی جگہ ٹھہر کر میرا انتظار کرو۔ میں
پتہ کر کے آتی ہوں۔"
اتنا کہہ کر ماریا فضا میں بلند ہوئی اور مشرق کی
طرف اڑنے لگی۔ وہ بڑی تیزی سے اڑ رہی تھی۔ اور
دیکھتے دیکھتے وہ جنگل کے درختوں کو پیچھے چھوڑ گئی
جنگل ختم ہوا تو آگے سمندر کا کنارہ آ گیا۔ ماریا غوطہ
لگا کر نیچے آ گئی۔ جہاں جنگل ختم ہوتا تھا وہاں سے
ایک راستہ سمندر کے کنارے کی طرف جاتا تھا۔ ماریا
نے جھک کر ریت پر دیکھا۔ ریت پر دونوں گھوڑوں
کے نشان موجود تھے۔ یہ نشان سمندر کے کنارے تک
چلے گئے تھے۔ یہاں ماریا نے دو آدمیوں کے پیروں
کے نشان دیکھے۔ یہ نشان بھی سمندر میں جا کر ختم
ہو جاتے تھے۔ صاف معلوم ہو رہا تھا کہ یہاں سے یہ
لوگ جہاز پر سوار ہو گئے ہیں۔

ماریا پلٹ کر فضا میں بلند ہوئی۔ اور تیز رفتاری سے اڑتی ہوئی واپس تھیو سانگ کیٹی اور ناگ کے پاس آگئی۔ اس نے آتے ہی اسے ساری بات شروع سے اخیر تک بیان کر دی۔

تھیو سانگ بولا!

"ضرور جولی سانگ کو وہاں سے جہاز پر بٹھا کر لے جایا گیا ہے۔ ہمیں ساحل سمندر پر پہنچنا ہوگا۔"

اور وہ تیز تیز قدموں سے جنگل کی طرف بڑھے۔ صبح ہو رہی تھی۔ یہ لوگ جنگل سے نکل کر سمندر کے کنارے آگئے۔ ماریا نے انہیں زمین پر گھوڑوں اور انسانوں کے پاؤں کے نشان دکھائے۔ تھیو سانگ اور ناگ غور سے ان نشانوں کو دیکھنے لگے۔ ان میں جولی سانگ کے قدموں کے نشان نہیں تھے۔ آدمیوں کے قدموں کے نشان موجود تھے۔ مگر جولی سانگ کے قدموں کے نشان کہیں نہیں تھے۔ تھیو سانگ اور کیٹی بڑے حیران ہوئے کہ غار کے باہر جولی سانگ کے قدموں کے نشان موجود تھے۔ پھر یہاں آکر کیوں غائب ہو گئے۔ جب کہ ان گھوڑوں کے کھروں کے نشان بھی وہاں ریت پر موجود تھے۔ جن پر جولی سانگ کو

سوار کروا کر لایا گیا تھا۔

ناگ کہنے لگا!

"ممکن ہے یہاں جولی سانگ کو بے ہوش کر کے کسی جہاز میں سوار کرایا گیا ہو۔"

کیٹی نے ماریا سے کہا!

"ماریا!

تم سمندر میں آگے جا کر دیکھو کہ کیا کوئی سمندری جہاز سفر کر رہا ہے۔ اگر جہاز سفر کر رہا ہو تو اس میں جولی سانگ کا پتہ کرو۔"

ناگ بولا!

"ہاں ماریا!

تم سمندر میں دور تک ایک چکر لگا کر آؤ۔ ہم یہیں بیٹھے ہیں۔"

ماریا فضا میں بلند ہوگئی اور سمندر کے اوپر پرواز شروع کر دی۔ اس وقت تک لنگڑے کپتان کا جہاز سمندر میں تیز ہواؤں کی وجہ سے کافی آگے نکل چکا تھا۔ ماریا کھلے سمندر میں آگئی تھی۔ اس نے اپنا رخ مشرق کی طرف کر رکھا تھا مگر کھلے سمندر میں آتے ہی بڑے زور کی آندھی چلنے

لگی۔ بادل چھا گئے اور موسلا دھار بارش شروع
ہو گئی۔ بارش سے ماریا کو کوئی رکاوٹ نہیں ہوتی
تھی۔ مگر آندھی کی وجہ سے سمندر پر چاروں طرف
نہ جانے کدھر سے آکر دھند چھا گئی اور ماریا رستے
سے بھٹک گئی۔

وہ دھند میں سے نکلنے کے لئے اوپر کو اٹھنے لگی۔
دھند کافی بلندی تک چھائی ہوئی تھی۔ ماریا اوپر
ہی اوپر اٹھتی چلی گئی۔ جب وہ دھند سے پار
ہوئی تو آگے بادل آگئے۔ جن میں بجلیاں چمک
رہی تھیں۔ ماریا ان بادلوں میں گھس گئی۔ وہ
بادلوں سے بھی اوپر اٹھنے لگی۔ کافی بلندی پر جانے
کے بعد بادل بھی ختم ہو گئے۔ اب روشنی میں آ
کر ماریا نے نیچے دیکھا تو اسے سینکڑوں میل دور
تک بادلوں کی گہری سیاہ چھت پھیلی ہوئی نظر
آ رہی تھی۔ سمندر کا نام و نشان کہیں نظر نہیں
آ رہا تھا۔ اس وجہ سے ماریا کو بادبانی جہاز بھی کہیں
دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ جس میں عنبر اور جولی
سانگ موجود تھے۔

ماریا کافی دیر تک ان بادلوں میں چکر لگاتی رہی

جب اسے یقین ہو گیا کہ وہ کسی بھی جہاز کو تلاش
نہ کر سکے گی۔ تو وہ اڑتی ہوئی واپس چلی۔ اب
واقعی ماریا سمندر میں راستہ بھول گئی تھی۔ وہ
بادلوں سے نکل کر دھند میں آگئی۔ دھند سے
نکل کر سمندر کے پاس آئی تو اسے دھند کی وجہ
سے سمندر کی سطح بھی نظر نہیں آ رہی تھی۔ اس
نے سانس کھینچ کر سونگھا۔ تیز ہواؤں کی وجہ سے
اسے ناگ کیٹی اور تھیو سانگ کی خوشبو بھی نہیں
آ رہی تھی۔

ماریا کو یہ بھی احساس نہیں رہا تھا کہ وہ شمال
کی طرف جا رہی ہے کہ جنوب کی طرف جا رہی ہے
کیونکہ دھند اور بادلوں کی وجہ سے اسے سورج
کہیں بھی دکھائی نہیں دے رہا تھا۔

فضا میں ناگ کیٹی تھیو سانگ کی خوشبو نہ آنے کا
مطلب یہ تھا کہ وہ ان لوگوں سے بہت دور نکل
آئی ہے۔ اپنے خیال کے مطابق ماریا اپنے ان
بچھڑے ہوئے ساتھیوں کی طرف پرواز کرتی ہوئی
جا رہی تھی جو سمندر کے کنارے بیٹھے اس کا انتظار
کر رہے تھے۔ مگر اسے اس حقیقت کا احساس
نہیں تھا کہ وہ جنوب کی طرف اڑی چلی جا رہی ہے

جب وہ کافی دور نکل آئی تو دھند آہستہ آہستہ
غائب ہونے لگی۔ بادل بھی چھٹ گئے۔ سورج نکل
آیا۔ سورج کی روشنی میں ماریا نے دیکھا کہ اس
کے چاروں طرف سمندر ہی سمندر ٹھاٹھیں مار رہا ہے
اس نے سورج کے حساب سے ناگ کیٹی تھیوسانگ
کی طرف اڑنا شروع کر دیا۔ مگر خدا جانے کیا بات
تھی کہ وہ دوپہر تک سمندر کے اوپر اڑتی رہی۔ نہ
سمندر ختم ہوا اور نہ اسے ناگ تھیوسانگ اور کیٹی
کا کچھ پتہ چلا۔ ماریا کو تو رونا آگیا کہ وہ تھیوسانگ
کا پتہ کرنے نکلی تھی اور وہ خود بھٹک گئی ہے۔
خدا جانے یہ سمندر کتنا بڑا تھا کہ ختم ہونے میں
ہی نہیں آتا تھا۔ ماریا سمندر سے پچاس فٹ
بلند ہو کر اڑی جا رہی تھی۔ اسے اب بھی امید
تھی کہ وہ ناگ تھیوسانگ اور کیٹی کے پاس ضرور
پہنچ جائے گی۔ مگر قدرت اسے کہاں لے جا رہی ہے
اس کا ماریا کو کوئی علم نہیں تھا۔

○

آگے کیا ہوا! جاننے کے لئے
قسط نمبر ۱۶۶
"بدروحوں کی چٹان" پڑھیں۔

میرے نام

پیارے انکل اے حمید! خدا آپ کو بہاروں کی سی خوشیاں دے، آمین،
السلام علیکم! انکل آپ کی محفل میں پہلی دفعہ شریک ہو رہا ہوں۔ واپسی
جواب کا شرف حاصل کرنے کا امیدوار ہوں۔ انکل میری عمر ۲۰ سال ہے مگر میں
عنبر ناگ ماریا سیریز بڑے شوق سے پڑھتا ہوں۔ انکل جب میں چھٹی کلاس
میں تھا تو اس وقت مجھے آپ کا ایک رسالہ بس میں پڑا ہوا ملا۔ میں نے
پڑھا مجھے بہت پسند آیا۔ پھر میں نے سوچا کہ پہلے حصے پڑھوں مگر جیب
نہیں مانی۔ چند ماہ بعد میرے والد صاحب باہر چلے گئے میں F.A میں آگیا۔
میں آگے نہ پڑھ سکا۔ اور ہم لاہور سے گوجرانوالہ شفٹ ہو گئے۔ یہاں
میں نے جنرل سٹور کھول لیا۔ تو مجھے عنبر ناگ ماریا کی سیریز یاد آگئی۔ میں نے
اُن کی پوری ۲۰۰ قسطیں مکمل ہوتی ہیں۔ اور عمران سیریز وغیرہ۔ بھی جنرل سٹور
کے ساتھ لائبریری بنالی ہے۔ انکل میں خلائی شیطان پڑھ رہا ہوں یقین
کریں اس سے مزیدار سیریز میں نے آج تک نہیں پڑھی۔ انکل ایک بات
ہے آپ کے رسالوں میں کئی جگہوں پر بہت غلطیاں ہیں مثلاً واپسی کی قسط
۱۰۰ میں تھیوسانگ عنبر کو چھوٹا کر دیتا ہے۔ اور ماریا اُسے اُٹھاتی ہے۔
مگر جب ماریا کا جادو ٹوٹتا ہے تو وہ تھیوسانگ کو ملتی ہے تو تھیوسانگ
کو یہ خیال کیوں آتا ہے کہ عنبر کی بہن ماریا نہ ہو۔ کیونکہ اُس نے اس کا ذکر
سُنا ہے۔ بلکہ اُسے تو پہلے پتہ تھا کیونکہ وہ ماریا سے مل چکا ہوتا ہے
اور ایک رسالے میں کیٹی کا جن دوست اُسے بیٹی بنانے ونا ہے

مگر وہ چٹکی بجا کر شکل بدل لیتی ہے۔ برائے مہربانی انکل ایسی غلطیوں کا خیال رکھا کریں؟

میرے خط کا جواب ضرور دیں۔ انکل مجھے عنبر ناگ ماریا سے ملنے کا شوق ہے کیا آپ مجھے اُن سے ملا سکتے ہیں۔ کیونکہ جب میں اُن کی داستان پڑھتا ہوں تو ذہن میں ایسے تصور آتا ہے جیسے پیچ مچ اُن کو فلم کی طرح دیکھ رہا ہوں۔ اگر آپ دوسروں کی طرح مجھے بھی کہانی میں اُن سے ملوا دیں۔ تو مجھے بہت خوشی ہوگی۔ انکل آپ کو خدا لمبی زندگی دے تاکہ آپ ہمارے لیے اچھی اچھی کتابیں لکھیں۔ آپ کی کتابوں سے ہر وہ چیز مجھے ملی ہے۔ جو تاریخ سائنس میں موجود ہے۔ میری طرف سے آپ کو آپ کے پرستاروں کو سلام۔ آپ کا پرستار

پرنس عامر سہیل

سہیل جنرل سٹور۔ گلی مرزا حاکم بیگ۔ بیری والا چوک۔ گوجرانوالہ۔

پیارے انکل اے حمید صاحب السلام علیکم! اس ماہ کی طلسمی کتاب۔ مُردہ دیوتا، کنکھجورا عورت پڑھیں۔ بہت اچھی لگیں۔ اور عنبر ناگ ماریا کو چھٹا ساتھی جوگی سانگ کی خوبیاں بھی بہت اچھی ہیں۔ اور آپ عنبر ناگ ماریا کے سفر کو تاریخ میں ہی رکھیں۔ کمپیوٹر کے دَور میں نہ لائیں۔ اس لیے ہمیں تاریخ کے واقعات سے معلومات اور سبق ملتا ہے۔ آپ مجھے عنبر ناگ ماریا کے سفر کی فہرست ارسال کر دیں۔ شکریہ۔ اللہ سے دعا ہے کہ آپ کا قلم اسی طرح شادمان و کامران چلتا رہے۔ اور ہمیں آپ کے قلم سے معلومات حاصل ہوتی رہیں۔
فقط آپ کے ناولوں کا شوقین

عبدالجبار ۲۶۳ بلاک ۳ فیڈرل بی ایریا کریم آباد ——— کراچی۔
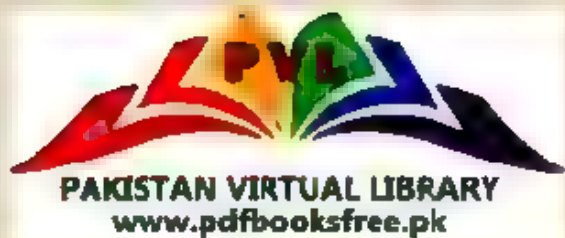
PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

عنبر ناگ ماریا اور کیپٹن خلا میں
بدروحوں کی چٹان

اے حمید

قیمت ۵۰/۔ روپے

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

بار اوّل : ۱۹۸۸ء

ناشر : عدنان سلیم
عنبر پبلی کیشنز ۲۰ بی شاہ عالم مارکیٹ لاہور

مطبع : گوہری پرنٹرز، لاہور

پیارے دوستو!

چبوترے کے تخت پر ہندوستان، حبشہ اور دوسرے ملکوں سے اغوا کی ہوئی حسین عورتیں خوب صورت لباس پہنے کھڑی ہیں۔ خریدنے والے دولت مند انسان ان کی بولیاں لگا رہے ہیں۔ اور بڑھی سے بڑھی بولی دے کر خرید کرتے جا رہے ہیں۔ اور اسی طرح ان مظلوم عورتوں کے مالک ان کو فروخت کرنے کے لیے زور شور سے اُن کی خوبیاں بیان کر رہے ہیں۔

اتنے میں ایک بے رحم کپتان نے بھی .... کو نئے کپڑے پہنائے اور اُسے لونڈیوں کے چبوترے پر لے جا کر کھڑا کرتے ہوئے کہا۔ "ملک کوہ قاف کی یہ عورت سب سے زیادہ حسین ہے۔ کون ہے جو اس کو خریدتا ہے۔ میں اس کی قیمت ایک ہزار سونے کے سکے لگاتا ہوں" ایک بھینگی آنکھ والے سوداگر نے دس ہزار سونے کے سکوں کے عوض اس عورت کو خرید لیا۔ یہ پڑھ کر دیکھیں کہ یہ کیلی ۔ نا ۔۔ جل سانگ میں سے کون تھی، جو سونے کے سکوں کے عوض بیچ دی گئی۔

آپ کا انکل

اے حمید

۲۵۴ راین راو چمن سمن آباد لاہور

ترتیب

ماریا کا انتقام

ماریا سمندر کے اوپر اُڑی جا رہی تھی۔

اچانک اُسے دُور سمندر میں اُبھرا ہوا ایک سیاہ دھبہ دکھائی دیا۔ وہ اس کی طرف بڑھی کہ شاید یہ سمندر کا وہی کنارہ ہو جہاں وہ ناگ کیٹی اور تھیوسانگ کو چھوڑ آئی تھی لیکن جب وہ قریب آئی تو معلوم ہوا کہ یہ ایک چھوٹا سا جزیرہ ہے۔ جس میں گھنا جنگل ہے۔ ماریا جزیرے پہ اُتر آئی۔

اس نے جزیرے میں گھوم پھر کر دیکھا۔ یہ جزیرہ غیر آباد تھا۔ کنارے پہ سمندر کے نزدیک لکڑیوں کے ٹکڑے اور کچھ پھٹے ہوئے کپڑے بکھرے پڑے تھے۔ یہ چیزیں ریت میں آدھی پھنسی ہوئی تھیں۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس جزیرے پر کچھ عرصہ گزرے کچھ لوگ آئے تھے اور پھر چلے گئے۔ ماریا کو یہاں اپنے دوستوں میں سے کسی کی خوشبو نہیں آ رہی تھی۔

ماریا نے سوچا کہ وہ تھوڑی دیر اس بے آباد جزیرے میں گھوم کر اس کا جائزہ لے گی اور پھر سورج کے

حساب سے فضا میں پرواز کر کے ایک بار پھر ناگ کیپٹن
اور تھیوسانگ کے پاس پہنچنے کی کوشش کرے گی۔ وہ غیبی
حالت میں تھی۔ وہ پیدل چلتی جنگل کے درمیان آ گئی۔

ماریا کو گھنے جنگل میں درختوں کے درمیان ایک پرانا
غار نظر آیا۔ اس نے سوچا کہ غار کے اندر چل کر دیکھنا
چاہیئے کہ اندر کیا ہے۔ وہ غار کی طرف بڑھی۔ غار کے
باہر کسی مکڑی نے جالا تان رکھا تھا۔ ماریا جالے میں
سے گزرنے کے خیال سے آگے بڑھی۔ جونہی وہ جالے
سے ٹکرائی اس کے جسم کو بجلی کے کرنٹ جیسا جھٹکا لگا۔
اور وہ مکڑی کے جالے میں الجھ کر نیم بے ہوش ہو
گئی۔ اس کی زندگی کا پہلا موقع تھا کہ وہ کسی مکڑی کے
جالے میں پھنس گئی تھی۔ ورنہ وہ تو پتھر کی دیواروں
میں سے گزر جاتی تھی۔ ماریا نے پورا زور لگایا کہ وہ
جالے میں سے نکل جائے۔ مگر ایک تو اس پر بے
ہوشی طاری ہونے لگی تھی۔ دوسرے وہ جتنا زور لگاتی
اتنا ہی جالے میں پھنستی گئی۔

اس نے دیکھا کہ غار کے اندر سے ایک بہت بڑی
کالی سیاہ مکڑی اپنی لمبی لمبی ٹانگیں چلاتی دوڑتی ہوئی
وہاں آئی اور اس نے ماریا کو اپنے منہ سے نکلتی تاریں
لپیٹنا شروع کر دیں۔ مکڑی کے منہ سے تار نکل رہا تھا۔

اور مکڑی اپنی دونوں ٹانگوں سے اس تار کو ماریا کے جسم
کے اردگرد لپیٹتی جا رہی تھی۔ حیرانی کی بات یہ ہوئی کہ
ماریا کے جسم کے گرد مکڑی کے تار لپیٹتے ہی اس کا جسم
ظاہر ہو گیا اور سب نظر آنے لگا۔ پھر ماریا بے ہوش
ہو گئی۔

مکڑی نے ماریا کو اپنا شکار سمجھ کر جالے میں اچھی
طرح سے لپیٹ کر وہیں لٹکے رہنے دیا اور اب اپنی لمبی
تھوتھنی کی سوئی ماریا کے جسم میں داخل کرنے کی کوشش
کی تاکہ وہ اس کا خون پیئے۔ لیکن مکڑی کی لمبی سوئی ماریا
کے جسم میں داخل نہیں ہوتی تھی۔ مکڑی نے بہت کوشش
کی مگر ماریا کا جسم جیسے پتھر کا بن گیا تھا۔ مکڑی کے منہ
کی سوئی زخمی ہو گئی۔ اب مکڑی نے اسے کھانے کی کوشش
کی مگر ماریا کے جسم پر اس کے منہ کے باریک دانتوں
کا بھی کوئی اثر نہ ہوا۔ مکڑی گھبرا کر غار کے اندر جانے
کی بجائے جنگل میں بھاگ گئی۔ ماریا غار کے منہ میں
جالے میں لپٹی لٹک رہی تھی اور دوسری طرف گہرے
کھلے سمندر میں عنبر اور جولی سانگ کے نقش کو لیے لنگڑے
کپتان اور پُراسرار چینی کا جہاز سفر کر رہا تھا۔ تیسری
جانب ناگ کیپٹن اور تھیوسانگ سمندر کے کنارے بیٹھے
ماریا کا انتظار کر رہے تھے۔ انہیں ماریا کی خوشبو بھی

نہیں آ رہی تھی۔ جب انہیں بیٹھے بیٹھے کافی دیر ہو گئی تو تھیوسانگ نے فکر مند لہجے میں کہا۔

"ہم عنبر اور جولی سانگ کو ڈھونڈھ رہے تھے اور یہاں ماریا بھی گئی۔"

کیٹی اور ناگ بھی غمگین اور پریشان تھے۔ ماریا کو اب تک واپس آ جانا چاہیئے تھا۔ رات گزر گئی تھی۔ دن بھی کافی گزر گیا تھا۔ مگر ماریا کا دور دور تک نشان نہیں مل رہا تھا۔ ناگ بولا۔

"میں اُڑ کر جاتا ہوں اور ماریا کا پتہ لگاتا ہوں۔"

تھیوسانگ نے ناگ کو روک لیا اور بولا۔

"ہم اب کسی کو اکیلے نہیں جانے دیں گے۔ ہم سب تمہارے ساتھ چلتے ہیں۔"

اب وہ سر جوڑ کر بیٹھ گئے کہ آگے کیا کرنا چاہیئے۔ کیٹی نے کہا۔

"اگر جولی سانگ کو اس جگہ سے جہاز پر سوار کرایا گیا ہے تو یہاں سے آگے سب سے بڑا ملک چین ہی کا ہے۔ جولی سانگ یقیناً چین ہی گئی ہو گی۔ اور ماریا بھی اس طرف گئی ہے ظاہر ہے کہ وہ بھی چین ہی کے علاقے کی طرف بھٹک گئی ہو گی۔ بس ہمیں بھی کسی جہاز میں بیٹھ کر چین ہی کی طرف کوچ کرنا چاہیئے۔ ممکن ہے ماریا عنبر اور جولی سانگ ایک ساتھ ہمیں چین کے ملک میں ہی مل جائیں۔"

یہ تجویز سب کو پسند آئی۔ وہاں سے وہ مشرقی ساحل کی بندرگاہ کی طرف چل پڑے۔ بندرگاہ وہاں سے زیادہ دور نہیں تھی۔ اس بندرگاہ سے ہفتے میں ایک بار بادبانی جہاز مسافروں کو لے کر چین کی طرف جاتا تھا۔ جس روز ناگ کیٹی اور تھیوسانگ بندرگاہ پر آئے جہاز اسی رات کو وہاں سے چلنے والا تھا۔ انہوں نے کرایہ ادا کر دیا اور جہاز میں جا کر بیٹھ گئے۔ رات کو جہاز نے لنگر اٹھایا اور سمندر میں ملک چین کی طرف روانہ ہو گیا۔

جولی سانگ اور عنبر والا لنگڑے کپتان اور بڈھے سوداگر چینی کا بادبانی جہاز آگے آگے جا رہا تھا۔ اس کے بہت پیچھے دوسرا بادبانی جہاز سمندر میں سفر کر رہا تھا۔ جس میں ناگ کیٹی اور تھیوسانگ سوار تھے۔ دوسری طرف ماریا سمندر کے گمنام جزیرے میں غار کے منہ پر مکڑی کے جالے میں لپٹی بے ہوش پڑی تھی۔ وہ غیبی حالت میں نہیں تھی بلکہ صاف دیکھی جا رہی تھی۔ یہ شاید مکڑی کے جالے کا اثر تھا کہ وہ نظر آنے لگی تھی سارا دن ماریا کو سی حالت گزر گیا۔ مکڑی جنگل میں چلی گئی تھی کیونکہ وہ ماریا کو کھا نہیں سکتی تھی۔ ماریا جالے میں لپٹی بے ہوش تھی۔ دن گزر گیا۔ پھر رات آ گئی جزیرے پر گہرے بادل چھا گئے۔ بجلی چمکنے لگی۔ اور پھر موسلا دھار بارش شروع ہو گئی۔ ماریا کو کچھ خبر نہیں تھی۔ وہ

بے ہوشی کی حالت میں مکڑی کے جالے میں پھنسی غار کے منہ پر لٹک رہی تھی۔

ساری رات بارش ہوتی رہی۔ تیز ہوائیں چلتی رہیں۔ جب دن چڑھا تو بارش کا طوفان ختم گیا۔ ہوا بھی مدھم پڑ گئی۔ مگر آسمان پر بادل اسی طرح چھائے ہوئے تھے۔ عین اسی وقت جزیرے کے جنوب کی جانب ایک جڑ سے اکھڑا ہوا درخت سمندر کی لہروں پر تیرتا ہوا نظر آیا۔ سمندری لہروں نے اس درخت کو اٹھا کر ساحل پر پھینک دیا۔ اس درخت کی شاخوں سے ایک سبز دھاریوں والا سانپ چمٹا ہوا تھا۔ سانپ درخت کی شاخ کو چھوڑ کر ریت پر اتر آیا۔ اور رینگتا ہوا درختوں کی طرف چلا۔ یہ سانپ قریب ہی ایک چھوٹے سے جزیرے میں رہتا تھا۔ رات کو سمندر میں طوفان آیا تو سانپ درخت پر چڑھ گیا۔ مگر سمندر کی زبردست موجوں نے درخت کو جڑ سے اکھاڑ کر سمندر میں پھینک دیا۔ ساری رات سانپ درخت سے چمٹا ہوا سمندر کی لہروں پر سفر کرتا رہا تھا۔ آخر لہروں نے اسے اس جزیرے پر لا پھینکا تھا۔ سانپ جان بچ جانے پر بہت خوش تھا اور اب جزیرے میں کے لیے کسی مناسب جگہ کی تلاش میں تھا وہ درختوں کے نیچے سے گزرتا جب سیاہ ٹیلے کے پاس پہنچا تو اچانک اسے ناگ دیوتا کی ہلکی ہلکی خوشبو آئی وہ ناگ دیوتا کی خوشبو کی طرف چلا۔

یہ خوشبو ٹیلے کے غار کے "دہانے" پر سے آرہی تھی جہاں ماریا مکڑی کے جالے میں لپٹی بے ہوش پڑی تھی۔ ماریا کے جسم سے اگرچہ ناگ دیوتا کی خوشبو بہت دھیمی تھی مگر اس سبز دھاری والے سانپ کی سونگھنے کی حس بے حد تیز تھی۔ وہ گھاس جھاڑیوں میں رینگتا ہوا ٹیلے والے غار کے پاس آگیا۔ اس نے دیکھا کہ ایک نوجوان لڑکی مکڑی کے جالے میں لپٹی غار کے منہ پر لٹک رہی ہے۔ سانپ قریب آیا تو اس لڑکی کے جسم میں سے ناگ دیوتا کی خوشبو آرہی تھی۔ سانپ سمجھ گیا کہ یہ لڑکی ناگ دیوتا کی بہن کے سوا اور کوئی نہیں ہو سکتی۔ سانپ نے ماریا کے نیچے جا کر ایک طرف پھنکار ماری۔ مکڑی کا جالا ایک طرف سے ٹوٹ گیا۔ ماریا نیچے گر پڑی۔

سانپ ماریا کے منہ کے پاس اپنا پھن لے آیا۔ اس نے دیکھا کہ لڑکی بے ہوش ہے۔ سانپ نے ماریا کے پاؤں کی طرف آکر اس کے ٹخنے کے پاس منہ لگا دیا۔ سانپ کے منہ سے گرم بھاپ والا سانس نکل کر ماریا کے جسم سے ٹکرایا تو اس کے خون کی گردش تیز ہو گئی اور اس نے آنکھیں کھول دیں۔ ماریا نے اپنے آپ کو مکڑی کے جالے میں لپٹا ہوا پایا۔ ایک سانپ کو دیکھا کہ اس کے پاؤں کی طرف کنڈلی مارے پھن اٹھائے بیٹھا تھا۔ ماریا نے سانپ کی زبان میں پوچھا۔

"کیا تم مجھے ہوش میں لائے ہو؟"

سبز دھاری دار سانپ نے ذرا تعظیم کرتے ہوئے کہا۔
"مجھے معلوم تھا کہ تم ناگ دیوتا کی بہن ہی ہو۔ اسی
لیے تم سانپوں کی زبان بھی جانتی ہو۔ اور تمہارے جسم
سے ناگ دیوتا کی خوشبو بھی آرہی ہے۔"
ماریا نے کہا "ہاں! میں ناگ دیوتا کی بہن ماریا ہوں؟"
سانپ بولا۔
"عظیم ناگ دیوتا کی بہن! میں ہی تمہیں ہوش میں لایا
ہوں۔"
ماریا نے جلدی جلدی اپنے جسم کے گرد لپٹے ہوئے جالے کو
توڑ پھوڑ دیا اور سانپ کی طرف دیکھ کر بولی۔
"میں عظیم ناگ دیوتا سے بچھڑ گئی تھی۔
میں اس کی تلاش میں اس
جزیرے پر آئی تو ایک مکڑی نے مجھے اپنے پنجے میں لے
کر بے بس کر دیا۔ پھر مجھے اپنے جالے میں جکڑ کر یہاں
لٹکا دیا۔ میری طاقت جواب دے گئی۔ اور میں بے ہوش
ہو گئی۔"
سانپ نے کہا۔
"ماریا بہن! اب تو تمہاری طاقت واپس آگئی ہے ناں
ہم اکٹھے ناگ دیوتا کو تلاش کریں گے۔"
ماریا بولی۔

"سبز سانپ! میری اصل طاقت ابھی واپس نہیں آئی۔
میں ماریا ہوں اور میں غیبی عورت ہوں۔ میں کسی کو نظر
نہیں آیا کرتی۔ مگر جب سے مکڑی نے مجھے اپنے
جال میں الجھا کر یہاں لٹکایا ہے میری یہ طاقت مجھ سے
جدا ہو گئی ہے۔ اور میں تمہیں دکھائی دینے لگی ہوں۔"
سبز دھاری دار سانپ خاموش رہا۔ تھوڑی دیر کے بعد بولا۔
"ماریا بہن! ہم اس مکڑی کو تلاش کریں گے۔ اگر وہ مکڑی
مل گئی تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ تمہاری یہ غیبی طاقت بھی
تمہیں واپس مل جائے گی۔ کیا تمہیں معلوم ہے کہ مکڑی
اس غار میں کس وقت آتی ہے؟"
ماریا نے کہا۔
"وہ یہاں شاید نہیں آئے گی۔ کیونکہ ممکن ہے اس نے
مجھے کھانے کی کوشش کی ہو لیکن اس میں ناکام رہی ہو اور
پھر جنگل میں کسی دوسری جگہ چلی گئی ہو۔"
سبز دھاری دار سانپ نے پوچھا۔
"ماریا بہن! کیا تم اس مکڑی کو پہچان سکتی ہو؟"
"کیوں نہیں" ماریا نے جواب دیا۔ سانپ نے کہا تو پھر چلو جزیرے
میں اس مکڑی کو تلاش کرتے ہیں۔ اور ماریا سبز سانپ کے ساتھ
جزیرے میں مکڑی کی تلاش میں نکل کھڑی ہوئی۔ اگرچہ آسمان پر
بادل تھے مگر دن کی روشنی جزیرے میں پھیلی ہوئی تھی۔ ماریا

ظاہری حالت میں سانپ کے ساتھ ساتھ چل رہی تھی۔ وہ ایک درخت کے قریب سے گزری تو اچانک ایک مکڑی اپنے تار کے ساتھ درخت کی شاخ سے نیچے لٹک کر آگئی۔ سانپ نے اس سے پوچھا۔

"جس مکڑی نے ناگ دیوتا کی بہن کو اپنے جال میں پھانسا تھا وہ کہاں ہے! کیا تم بتا سکتی ہو؟"

مکڑی بولی۔

"وہ مکڑی عظیم ناگ دیوتا کی بہن سے خوف کھا کر یہاں سے بھاگ گئی ہے۔ میں نے خود اسے سمندر میں چھلانگ لگاتے دیکھا تھا"

سانپ نے مکڑی سے کہا۔

"اچھا ہوا کہ وہ گستاخ مکڑی یہاں نہیں ہے۔ ورنہ میں اسے زندہ نہ چھوڑتا"

ماریا بھی ان کی گفتگو سن رہی تھی۔ اس نے مکڑی سے پوچھا۔

"کیا وہ کوئی طلسمی مکڑی تھی کہ جس کے سانس کے ٹکرانے سے میرا جسم جو غائب تھا ظاہر ہو گیا؟"

مکڑی نے جواب دیا۔

"عظیم ناگ دیوتا کی بہن! وہ طلسمی مکڑی نہیں تھی۔ مگر وہ اس جزیرے کی سب سے پرانی مکڑی تھی اور اس کے سانس میں یہ گرمی پیدا ہو گئی تھی کہ اگر کوئی شے غائب ہوتی تو اس کے سانس کی گرمی سے ظاہر ہو جاتی تھی"

سانپ نے سوال کیا۔

"کیا تم کوئی ایسی ترکیب بتا سکتی ہو کہ عظیم ناگ دیوتا کی بہن کی کھوئی ہوئی طاقت واپس آجائے اور وہ پھر سے غائب ہو کر چل پھر سکے؟"

مکڑی نے کہا۔

"اس جزیرے کے جنوب میں جدھر تم جا رہے ہو، وہاں ایک ناگ پھنی کا پودا ہے۔ اس کے ساتھ سرخ رنگ کا ایک چھوٹا سا پھل لگتا ہے۔ اگر عظیم ناگ دیوتا کی بہن وہ پھل کھا لے تو ٹھیک ایک ہفتے کے بعد یہ پھل اپنا اثر دکھائے گا اور وہ پھر سے غائب ہو جائے گی اور اسے اپنی کھوئی طاقت واپس مل جائے گی۔ یہی اس پرانی مکڑی کے سانس کا توڑ ہے"

ماریا نے مکڑی سے اپنی تسلی کے لیے پوچھا۔

"کیا تمہیں یقین ہے کہ ناگ پھنی کا پھل مجھے میری کھوئی ہوئی طاقت واپس دلا دے گا"

مکڑی نے کہا۔

"عظیم ناگ دیوتا کی بہن! اصل طاقت تو خدا کے پاس ہے۔ وہی طاقت چھینتا اور عطا کرتا ہے۔ ناگ پھنی کا پھل

خدا ہی کے حکم سے تمہاری طاقت کو بحال کر دے گا۔"

ماریا نے اپنے دل میں تھوڑی سی شرمندگی محسوس کی کہ وہ خدا کی رحمت کو کیوں بھلا بیٹھی تھی۔ اس نے فوراً کہا۔

"تم نے بالکل ٹھیک کہا مکڑی! خدا مجھے معاف کرے میں اسے تھوڑی دیر کے لیے بھول گئی تھی۔ میں جانتی ہوں اور میرا یہ ایمان ہے کہ اس کائنات کی ہر شے خدا کے حکم کے مطابق عمل کرتی ہے اور میری طاقت بھی اسی کے حکم سے واپس ملے گی شکریہ۔ ہم ناگ پھنی کے پودے کی تلاش میں جاتے ہیں!"

مکڑی نے کہا۔

"ناگ پھنی کا پودا یہاں سے تھوڑی دور ناریل کے ایک کمان کی طرح جھکے ہوئے درخت کے نیچے ملے گا۔"

سانپ اور ماریا نے مکڑی کا شکریہ ادا کیا۔ اور آگے چل دیئے۔ کچھ دور جنگل میں چلنے کے بعد انہیں ناریل کا ایک درخت نظر آیا۔ جو کمان کی طرح جھکا ہوا تھا۔ سانپ نے کہا۔

"ماریا بہن! یہی وہ درخت ہے۔"

وہ درخت کے قریب گئے تو دیکھا کہ اس کے نیچے زمین میں ناگ پھنی کا پودا اگا ہوا تھا۔ اور اس کی ٹہنیوں کے ساتھ سرخ آلوچوں ایسا پھل لگا تھا۔ سانپ بولا۔

"ماریا بہن! یہی وہ پھل ہے جو خدا کے حکم سے تمہاری کھوئی ہوئی طاقت ایک ہفتے بعد بحال کر دے گا۔"

ماریا نے ناگ پھنی پودے پر سے پھل توڑ کر کھا لیا اور بولی "یہ کڑوا تھا۔"

سانپ نے کہا۔

"مگر خدا نے چاہا تو اس کی وجہ سے تمہاری طاقت تمہیں واپس مل جائے گی۔"

ماریا نے جنگل میں ادھر ادھر نگاہ دوڑائی۔

"مجھے کم از کم سات روز تک اسی جزیرے میں رہنا ہوگا۔ پھر جب میری طاقت واپس آ جائے گی اور میں غائب ہو کر ہوا میں اڑ سکوں گی تو یہاں سے اپنے بھائی ناگ عنبر کی تلاش میں نکل کھڑی ہوں گی۔"

سبز دھاریوں والا سانپ بولا۔

"میرے خیال سے تمہیں اسی غار میں رہنا چاہئے جہاں میں نے تمہیں پہلی بار دیکھا تھا۔"

ماریا نے بھی یہی فیصلہ کیا کہ وہ اسی غار میں سات دن گزارے۔ سات دنوں کے بعد ناگ پھنی کے پھل نے اپنا اثر دکھانا تھا اور ماریا کو پھر سے غائب ہو جانا تھا۔ سانپ ماریا کے

ساتھ ساتھ تھا۔ وہ غار میں آ گئے۔ ماریا نے غار کے اندر
جگہ صاف کر کے وہاں پتے اور گھاس بچھا دی اور گھاس
اور پتوں کے بستر پر بیٹھ گئی۔ اس نے سبز سانپ سے
پوچھا۔
"کیا اس جزیرے میں کوئی اور سانپ نہیں ہے؟"
دھاریدار سانپ بولا۔
"ماریا بہن! اگر اس جزیرے پر کوئی سانپ ہوتا
تو وہ تمہاری بھلی خوشبو پا کر یہاں ضرور آتا۔ میرا مطلب
ہے تمہارے جسم سے جو ناگ دیوتا کی دھیمی دھیمی
خوشبو نکل رہی ہے وہ ہم جزیرے کے سانپوں تک
ضرور پہنچ جاتی ہے۔ جزیرے میں رہنے والے سانپوں
کی سونگھنے کی حس بہت تیز ہوتی ہے۔"
ماریا نے کہا۔
"اور اب تک جو کوئی سانپ نہیں آیا اس کا مطلب
ہے کہ یہاں کوئی سانپ نہیں ہے۔"
سبز سانپ نے کہا
"تم جا کر دیکھ لو ماریا بہن۔"
ماریا نے یونہی اپنی دلچسپی کے لیے سانپوں کی زبان میں سانپ
کو آواز دی۔ اس نے تین چار بار ایسا کیا۔ مگر کوئی سانپ نہ
آیا۔ سبز سانپ نے بھی اپنی زبان میں سانپوں کو پکارا مگر کسی

طرف سے نہ کوئی جواب آیا اور نہ ہی کوئی سانپ سامنے آیا۔ سبز
دھاریدار سانپ بولا۔
"اس جزیرے میں لگتا ہے کہ کوئی سانپ نہیں ہے۔"
ماریا نے کہا۔
"مجھے ایک ہفتہ اس غار میں رہنا ہو گا۔ کیونکہ ایک ہفتے
کے بعد ہی اس جنگل کے پھل کا اثر ظاہر ہو گا اور میں اس وقت
واپس آ جاؤں گی۔"
سبز سانپ بولا۔ "ماریا بہن۔ میں تمہارے ساتھ ہوں تمہیں کوئی
غم فکر نہیں کرنا چاہیے۔"
ماریا ہنس دی۔
"بہت بہت شکریہ! ویسے جب کبھی میری طاقت مجھ سے
وقتی طور پر چھن جاتی ہے تو میں واقعی ایک کمزور عورت
بن جاتی ہوں۔ اور مجھے کسی ایسے آدمی کی ضرورت ہوتی
ہے جو میری حفاظت کر سکے۔"
سبز سانپ غار کے باہر کنڈلی مار کر بیٹھ گیا۔ وہ پہرہ دینے
لگا۔ دن گزرتا چلا گیا۔ دوپہر کو ماریا جنگلی پھل کھا کر اپنی تھوڑی بہت
بھوک مٹاتی۔ اس کی طاقت اس کے پاس نہیں تھی اس وجہ سے
اسے بھوک لگنے لگی تھی۔ اور نیند بھی آنے لگی تھی۔ دوپہر کو
کھانا کھانے کے بعد ماریا کو نیند آ گئی اور وہ سو گئی۔ سبز سانپ اسی
طرح باہر پہرہ دیتا رہا۔ رات کو بھی ماریا غار میں سو گئی اور سبز

سانپ باہر پہرے پر چوکس ہو کر بیٹھ گیا۔

اسی طرح دو دن گزر گئے۔ تیسرے دن صبح کے وقت سبز دھاری دار سانپ نے ماریا سے کہا۔

"ماریا بہن! میں سمندر کے کنارے تک جاتا ہوں۔ آج میرا دل سمندر کا پانی پینے کو چاہ رہا ہے۔ میں ابھی واپس آ جاؤں گا۔"

ماریا نے سانپ کو جانے کی اجازت دے دی۔ وہ چلا گیا۔ ماریا غار میں خاموش بیٹھی عنبر ناگ، کیٹی اور تھیو سانگ و جون سانگ کے بارے میں سوچتی رہی۔ تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ سبز سانپ واپس آگیا۔ وہ کچھ پریشان تھا۔ کہنے لگا۔

"ایک بادبانی جہاز آ کر کنارے پر لگا ہے۔ مجھے وہ بحری لٹیروں کا جہاز لگتا ہے۔ جہاز سے لٹیرے تلواریں لیے جزیرے میں اتر آئے ہیں۔"

ماریا بھی کچھ پریشان ہوئی۔ کہنے لگی۔

"تم یہیں رہنا۔ یہ بحری قزاق بڑے بے رحم ہوتے ہیں۔"

سبز سانپ نے کہا۔

"تم فکر نہ کرو ماریا بہن! میری خواہ جان چلی جائے۔ مگر تم پر کوئی آنچ نہیں آنے دوں گا۔"

اتنے میں ماریا نے قہقہوں کی آوازیں سنیں۔ یہ بحری قزاقوں کے قہقہے تھے جو جزیرے کے جنگل میں پھل اور کھمبیاں وغیرہ اکٹھی کر رہے تھے۔ ماریا غار کے اندر چلی گئی۔ سبز سانپ باہر چھپ کر پہرہ دینے لگا۔ سات بحری ڈاکو یا بحری قزاق سروں پر رومال باندھے، کانوں میں بالیاں ڈالے ہاتھوں میں تلواریں لیے، کاندھوں پر تھیلے اٹھائے غار کے قریب آ گئے۔ انہوں نے غار کی طرف دیکھا۔ ایک قزاق نے کہا۔

"اس غار میں ضرور کوئی خزانہ دبا ہوا ہے۔ چلو چل کر خزانہ نکالتے ہیں۔"

ساتوں کے ساتوں بحری قزاق غار کی طرف بڑھے۔ جب وہ غار میں داخل ہونے لگے تو ایک دم سے سبز سانپ گھاس میں سے نکل کر سامنے آگیا۔ اس نے لپک کر ایک قزاق کو ڈس دیا۔ وہ وہیں گرا اور مر گیا۔ باقی قزاق تلواریں لے کر سانپ پر ٹوٹ پڑے۔ سانپ ایک طرف بھاگا۔ مگر قزاقوں نے اسے جا لیا اور تلواریں مار مار کر اس کے ٹکڑے کر دیئے۔ ایک قزاق بولا۔

"ہمارا ایک ساتھی مارا گیا ہے۔ مگر یہ بات ثابت ہو گئی ہے کہ غار میں خزانہ ہے۔ کیونکہ اس کے باہر سانپ پہرہ دے رہا تھا۔"

دوسرا قزاق چلایا۔

"وہاں خزانوں پر سانپ پہرہ دیا کرتے ہیں۔"

ماریا یہ سب کچھ سہمی ہوئی سن رہی تھی۔ اس نے سبز سانپ

کو مرتے بھی دیکھ لیا تھا۔ وہ غار میں اندر دوڑی مگر غار تک جا
کر بند ہو گئی تھی۔ چھ قزاق اپنے ساتھی کو وہیں ایک گڑھے
میں پھینک کر غار میں گھس گئے۔ غرض نے لی جگہ یہیں غار میں ماریا
مل گئی۔ ایک جوان سہمی ہوئی لڑکی کو دیکھ کر سارے قزاق خوشی
سے اچھل پڑے اور بولے کہ یہی وہ خزانہ تھا جس کی حفاظت ناگ
کر رہا تھا۔ اس لڑکی کو پکڑ کر کپتان کے پاس لے چلو۔ کپتان اسے
بیچ کر بہت مال کمائے گا۔ اور ہمیں بھی حصہ ملے گا۔

ماریا کے پاس اس کی طاقت نہیں تھی۔ وہ مجبور اور بے بس
تھی۔ قزاقوں نے اسے پکڑ لیا اور کھینچتے ہوئے غار سے باہر لے
آئے۔ دن کی روشنی میں انہوں نے ماریا کو غور سے دیکھا تو ایک
قزاق بولا۔

"یہ بڑی خوبصورت لڑکی ہے۔ اس کا بڑا مال ملے گا۔ اسے
ابھی کپتان کے پاس لے چلو۔"

وہ ماریا کو اٹھا کر سمندر کے ساحل پر آ گئے۔ جہاں ان کا بادبانی
جہاز سمندر میں لنگر ڈالے کھڑا تھا۔ جہاز کا کپتان جس کی شکل
ہی بتا رہی تھی کہ وہ ایک بے رحم اور سنگدل انسان ہے سمندر
کے کنارے کرسی پہ بیٹھا خنجر سے ناریل کاٹ رہا تھا اس
نے ماریا کو دیکھا تو ناریل ہاتھ سے پھینک کر غرایا۔

"ہونہہ! یہ جنت کی حور کہاں سے مل گئی تمہیں؟"

قزاقوں نے بتایا کہ جزیرے کے ایک غار میں چھپی بیٹھی تھی کپتان
اٹھ کر ماریا کے قریب آیا اس نے گھور کر ماریا کو دیکھا پھر
اس کو بالوں سے پکڑ کر ایک جھٹکا دیا۔ ماریا زمین پر گر پڑی۔ کپتان
نے ماریا کو ٹھوکر مار کر حکم دیا: "اٹھو۔ اٹھو اور مجھے سلام کرو۔ آج
سے میں تمہارا مالک ہوں اور تم میری لونڈی ہو۔" ماریا کو غصہ بہت آیا
مگر وہ کچھ نہیں کر سکتی تھی۔ مجبوراً دل پہ پتھر رکھ کر اٹھی اور اس نے
کپتان کو سلام کیا۔ کپتان قہقہہ مار کر ہنسا اور بولا

"اسے جہاز پہ لے جا کر میرے کیبن میں بند کر دو۔"

قزاق ماریا کو اٹھا کر جہاز پر لے گئے۔ اور جہاز کے اندر ایک
چھوٹے سے کیبن میں بند کر کے باہر تالا لگا دیا۔ ماریا [illegible] کو
واپس آنے میں ابھی چار دن باقی تھے۔ ماریا کے دل میں یہ
دھڑکا بھی لگا تھا کہ اگر ناگ منی کا پھل بے اثر ہو اور اسے
اس کی طاقت واپس نہ ملی تو وہ کیا کرے گی؟ نہ جانے یہ سنگدل
کپتان اسے کس شہر میں لے جا کر کس کے پاس فروخت کر دے
پھر وہ کبھی عنبر ناگ کبھی کو نہ مل سکے گی۔ کیونکہ اس زمانے میں
لونڈیاں بازاروں میں بکتی تھیں اور لونڈیوں کو گھروں میں [illegible]
میں رکھا جاتا تھا۔ خاص طور پر خوب صورت لونڈیوں کو [illegible]
سے باہر نکلنے کی اجازت نہیں ہوتی۔

ماریا نے کیبن کو چاروں طرف دیکھا۔ ایک تخت
دو کرسیاں اور ایک میز پڑی تھی۔ دیوار میں [illegible]

تھا، جس پر بڑا موٹا شیشہ چڑھا ہوا تھا۔ ماریا نے شیشے کو ہاتھ سے
دبا کر دیکھا۔ اس شیشے کو وہ نہیں توڑ سکتی تھی۔ لاچار ہو کر بستر
پر بیٹھ گئی اور غور کرنے لگی کہ وہ اس جہاز سے کیسے فرار ہو سکتی
ہے۔ وہاں سے بھاگنے کا صرف ایک ہی طریقہ تھا کہ جب بھی اسے
جہاز کے عرشے پر جانے کا موقع ملے تو وہ سمندر میں چھلانگ لگا دے
... اور کمزور عورت تھی سمندر میں وہ مر بھی سکتی تھی۔ وہ اکیلی
سمندر میں کب تک تیر سکتی تھی۔ اسے باہر دور بحری قزاقوں کے
قہقہوں اور ایک دوسرے سے باتیں کرنے کی آوازیں آ رہی تھیں
جہاز کے اوپر بھی ملاح عرشے کو بالٹیاں ڈال کر دھو رہے تھے۔ دن
ڈھل رہا تھا کہ بے رحم کپتان اندر آ گیا۔

اس کے ہاتھ میں چمڑے کا ہنٹر تھا۔ اس نے آتے ہی ہنٹر
کو اتنی زور سے پٹخا کہ ماریا ڈر کر اچھل پڑی۔ کپتان نے خوفناک قہقہہ
لگا کر کہا۔

"فکر نہ کرو۔ اگر تم میرے حکم پر عمل کرتی رہو گی تو
تمہیں کچھ نہیں کہوں گا نہیں تو میں گردنیں بڑے آرام سے
کاٹ بھی دیا کرتا ہوں۔ اب تک کئی عورتوں کی گردنیں
کاٹ چکا ہوں۔ بولو۔ کیا تم میرے حکم پر عمل کرو گی؟"
ماریا نے مجبور ہو کر کہا "ہاں"
"مجھے بتاؤ اور یہ بھی بتاؤ کہ تم یہاں کیسے آ گئیں؟"
ایک فرضی کہانی گھڑ کر سنا دی کہ وہ جہاز میں اپنے
ماں باپ کے ساتھ سفر کر رہی تھی کہ جہاز طوفان میں ڈوب گیا۔ وہ
بڑی مشکل سے ایک تختے پر بیٹھ کر سفر کرتی رہی اور پھر اس جزیرے
پر پہنچ گئی۔ کپتان نے کہا۔

"بس اب تم میری ہو۔ میں چاہوں تمہیں آگے بیچ ڈالوں
چاہے تم سے شادی کر لوں۔ یہ مجھے فیصلہ کرنا ہوگا
اب تم آرام کرو۔ میں تمہارے لیے کھانا بھجوا رہا ہوں"

رات کو ماریا کھانا کھا کر بستر پر لیٹ گئی۔ جہاز نے جزیرے
سے خوراک، جڑی بوٹیاں اور پانی کا ذخیرہ لاد لیا تھا۔ شروع
رات میں ہی جہاز نے لنگر اٹھا دیا اور کھلے سمندر کی طرف روانہ
ہو گیا۔ ساری رات جہاز ہچکولے کھاتا سمندر میں آگے بڑھتا
گیا۔ ماریا کو کچھ معلوم نہیں تھا کہ اس کی منزل کون سا شہر ہے۔
اسے یہ بھی معلوم نہیں تھا کہ یہ سمندر کون سا ہے۔ اور آگے
کون کون سے شہروں کی بندرگاہیں آتی ہیں۔ سمندر میں اسی طرح سفر
کرتے دو دن گزر گئے۔ تانگ چینی کے اتھر دکھانے میں اب صرف
دو دن باقی رہ گئے تھے۔ اس روز کپتان ماریا کے پاس آیا اور بولا
"کل ہم برازیل کی بندرگاہ سے دور ایک ٹاپو میں لنگر
ڈالیں گے۔ وہاں لونڈیوں کا بازار لگے گا۔ میں وہاں تمہیں بھی
فروخت کر دوں گا۔ اگر تم نے شور مچایا تو یاد رکھو۔ یہ جو
غلام ہیں اسی وقت تمہیں خنجر مار کر ہلاک کر دیں گے۔"
کپتان نے زور سے ماریا کے بال کو جھنجھوڑ کر

تھے۔ وہ سر جھکائے خاموش بیٹھی صبح کا انتظار کرتی رہی۔ اس
کی نظریں کوٹھڑی کے روشندان پر لگی تھیں۔ روشندان پہ
رات کی تاریکی چھائی تھی۔ پھر آہستہ آہستہ تاریکی ختم ہو گئی
اور اس کی جگہ دھیمی دھیمی روشنی نمودار ہونے لگی۔ اور جب دن
نکل آیا تو ماریا کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا۔ یہ وقت اس
کی طاقت کے واپس آنے کا تھا۔ مگر ابھی تک اس کی طاقت واپس
نہیں ملی تھی۔ ماریا گھبرا کر ادھر ادھر دیکھنے لگی۔ وہ سخت بے چینی
محسوس کر رہی تھی پھر اچانک سب سے پہلے اس کے پاؤں
غائب ہو گئے۔ ماریا نے جھک کر دیکھا۔ اسے اپنے پاؤں دھند
کی شکل میں نظر آ رہے تھے۔ خوشی سے ماریا اچھل پڑی۔ جونہی وہ
اچھلی اس کا سارا جسم غائب ہو گیا۔ اور وہ ہوا میں بلند ہو کر چھت کے ساتھ
جا لگی۔ اس کی طاقت واپس آ گئی تھی۔

ماریا غائب ہو چکی تھی۔ اس نے اپنی طاقت آزمانے کے لیے کوٹھڑی
میں پڑی ہوئی [illegible] کو اٹھایا۔ یہ زنجیر اس کے پاؤں میں باندھی گئی تھی۔ ماریا
نے زنجیر کو جھٹکا مارا تو [illegible] کی مضبوط زنجیر کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ ماریا کا چہرہ
خوشی سے سرخ ہو گیا [illegible] وہ انتقام لینا چاہتی تھی۔ ان لوگوں سے
[illegible] ان پر ظلم کئے تھے اور جو ہر عورت پر اسی طرح ظلم کرتے
تھے۔ ماریا نے پہلے مدینہ کے ٹیڑھی آنکھ والے سوداگر سے بدلہ
[illegible] جس نے اسے خریدا تھا۔ اور جو دو روز سے روزانہ
[illegible] مار رہا تھا ماریا بند کوٹھڑی میں سے بڑی آسانی

سے باہر آ گئی۔ اس نے دیکھا کہ حویلی والے نوکر چاکر اپنے اپنے
کام میں لگے تھے۔ ناشتہ کرنے کی تیاریاں ہو رہی تھیں۔ ظالم
سوداگر حویلی کے چھوٹے سے باغیچے میں کرسی پہ بیٹھا انناس کا
جوس پی رہا تھا۔ دو نوکر اس کے پیچھے کھڑے آہستہ پنکھا جھل
رہے تھے۔ ماریا اس کے پاس جا کر کھڑی ہو گئی۔ ٹوٹی ہوئی زنجیر کا ایک
ٹکڑا ابھی تک ماریا کے ہاتھ میں تھا۔ سوداگر نے ماریا کو نہیں دیکھا
تھا۔ وہ اسے دیکھ بھی نہیں سکتا تھا۔

وہ انناس کا رس پیتے ہوئے ایک غلام سے مخاطب ہو کر بولا
"نئی لونڈی کو جا کر سوکھی روٹی کے ٹکڑے پانی میں
بھگو کر دے آؤ۔ ابھی ایک ہفتہ اسے یہی غذا ملے گی
تاکہ اس کے ہوش ٹھکانے آ جائیں۔"

ماریا نے سوداگر کے ہاتھ سے اس کا گلاس چھین کر فرش پہ پھینک
دیا۔ سوداگر ایک دم اٹھ کھڑا ہوا اور غضبناک ہو کر بولا
"میرا گلاس کس نے پھینک دیا؟"

غلام اور کنیزیں سہم کر رہ گئیں۔ انہوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا
تھا کہ گلاس جس میں انناس کا رس تھا، سوداگر کے ہاتھ سے اپنے
آپ اوپر کو اچھلا اور پھر تڑاخ سے فرش پہ گر کر لڑھک گیا تھا۔ یہ
چاندی کا گلاس تھا۔ غلام نے جلدی سے گلاس اٹھا لیا اور ادب سے
بولا۔

"حضور آپ کے ہاتھ سے چھوٹ گیا ہو گا گلاس۔"

سوداگر کچھ پریشانی کے عالم میں اِدھر اُدھر دیکھنے لگا۔ کیونکہ
اسے باقاعدہ محسوس ہوا تھا کہ کسی نے اس کے ہاتھ سے گلاس
چھین کر پھینکا تھا۔ اس نے حکم دیا کہ دوسرا گلاس پیش کیا جائے
فوراً ایک غلام بھاگ کر شراب کے ڈبے سے بھرا ہوا دوسرا گلاس لے
آیا۔ سوداگر نے دائیں بائیں غور سے دیکھا اور پھر گلاس کو مضبوطی
سے تھام لیا۔ اسے ہونٹوں کے پاس لے جانے ہی لگا تھا کہ ماریا نے
دوسری بار گلاس کو زور سے ہاتھ مار کر پرے گرا دیا۔ ماریا سخت غصے
میں تھی۔ سوداگر تڑپ کر اٹھ کھڑا ہوا۔ اور غضبناک ہو کر چلایا "کون بدتمیز
ہے یہاں؟" اب ماریا نے اس کی گردن کو اپنے دونوں ہاتھوں میں
لے کر دبایا اور غراتے ہوئے کہا

"یہاں تمہاری موت کھڑی ہے!"

اب تو سوداگر تھر تھر کانپنے لگا۔ وہ اپنی گردن پر فولادی ہاتھوں
کی سخت گرفت محسوس کر رہا تھا۔ اس کا گلا داب دیا تھا مگر
اسے کسی کے ہاتھ دکھائی نہیں دے رہے تھے۔ وہ ان ہاتھوں کو
اپنے ہاتھوں سے مس بھی نہیں کر سکتا تھا۔ کنیزوں اور غلاموں نے
ایک غیبی آواز سنی تو چیخ مار کر وہاں سے بھاگ گئے۔ ماریا نے سوداگر
کی گردن چھوڑ دی۔ پھر زنجیر اس کی گردن میں ڈال کر بولی۔

"میں تمہاری وہی لونڈی ہوں جس کو تم نے خریدا اور میں
دو روز سے ظلم کرتے رہے ہو اسے زنجیروں سے
مارتے رہے ہو، اسے ہنٹر سے مارتے رہے ہو۔ اسے گالیاں
دیتے"

باندھ رکھتے تھے۔ میں ماریا ہوں۔ تمہاری وہی لونڈی اور
تمہاری موت ماریا"

ماریا نے سوداگر کی گردن میں زنجیر کو باندھا اور اسے گھسیٹتی
ہوئی اس کوٹھڑی میں لے گئی جس میں تھوڑی دیر پہلے وہ خود
قید تھی۔ سوداگر کی تو دہشت کے مارے گھگھی بندھ گئی تھی۔ اس کا
رنگ اڑ گیا تھا۔ اس کا جسم تھر تھر کانپ رہا تھا۔ ماریا نے اسے
کوٹھڑی میں لا کر زور سے نیچے پھینک دیا۔ ظالم سوداگر فرش پر
گرتے ہی ہاتھ باندھ کر پکار اٹھا۔

"مجھے معاف کر دو بہن! مجھے معاف کر دو۔ مجھ سے
بھول ہو گئی۔ مجھے کیا معلوم تھا کہ تم ایک جن ہو"

ماریا نے دوسری زنجیر زور سے سوداگر کے جسم پر ماری۔ سوداگر
کی چیخ نکل گئی۔ اور کمر سے خون بہنے لگا۔ ماریا نے کہا۔

"تم مجھے اسی طرح پیٹا کرتے تھے۔ میرے ہونٹوں سے بھی
خون نکل آتا تھا مگر تمہیں مجھ پر ذرا رحم نہیں آیا کرتا تھا۔ جو
کسی پر رحم نہیں کرتا اس پر بھی رحم نہیں کرنا چاہیے"

اور ماریا نے زنجیر سے سوداگر کو پیٹنا شروع کر دیا۔ سوداگر کی
چیخوں سے ساری حویلی گونج اٹھی۔ سارے نوکر کنیزیں اور غلام بھاگ
کر باغ میں جمع ہو گئے۔ نہیں معلوم تھا کہ ان کے مالک کو ایک جن نے
پکڑ لیا ہے اور وہ اسے اس کے ظلم کی سزا دے رہا ہے۔

پُراسرار چینی فقیر

غلام اور کنیزیں دل میں بڑی خوش تھیں۔

کیونکہ یہ سوداگر اُن پر بھی بہت ظلم کرتا تھا ذرا ذرا سی بات پر مار مار کر اُن کی کھال ادھیڑ ڈالتا تھا اور انہیں تنخواہ بھی نہیں دیتا تھا وہ خوش تھے کہ ایک جن ونڈی کی شکل میں اس کے گھر آیا اور اس کو ایسی سزا مل رہی ہے کہ اس کی چیخیں نکل رہی ہیں۔ لیکن منہ رکھنے اور دکھاوے کے لیے انہوں نے شور مچا دیا کہ گھر میں جن آ گیا ہے مالک کو بچاؤ۔ مالک کو بچاؤ۔ مگر جن کا نام سن کر محلے میں کسی کو کوٹھڑی کی طرف جانے کی جرأت نہ ہوئی۔ ماریا سوداگر کو اٹھا اٹھا کر زمین پر مار رہی تھی۔ ظالم اور بدکردار آدمی کو اس کے ظلم کی سزا مل رہی تھی۔ جب سوداگر ختم ہو گیا تو ماریا وہاں سے فضا میں پرواز کر گئی۔

اس کا رُخ سمندر کی طرف تھا۔ اب اُسے بحری قزاقوں کے کپتان سے جا کر اپنے اوپر کئے گئے ظلم کا بدلہ لینا تھا ماریا اُڑتی سمندر کے اوپر آ گئی۔ اس زمانے میں بادبانی جہاز ہوا کی وجہ سے چلتے تھے۔ ان کی رفتار بہت ہلکی ہوتی تھی اور کہ سمندر

میں ہوا بند ہو تو جہاز درمیان سمندر میں لنگر ڈال کر کئی کئی روز کھڑے رہتے تھے۔ برازیل کے ساحل سے چلنے کے بعد بحری قزاقوں کے جہاز کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا۔ ابھی وہ ساحل سے دور سمندر میں پہنچے ہی تھے کہ ہوا بند ہو گئی۔ جہاز کے بادبان سکڑ گئے اور جہاز رک گیا۔ بحری قزاقوں کے کپتان نے حکم دے دیا کہ جہاز کا لنگر ڈال دیا جائے جہاز کا لنگر ڈال دیا گیا۔ ماریا سمندر میں ابھی تھوڑی دور ہی آئی تھی کہ اسے بحری قزاقوں کا جہاز نظر پڑا۔ وہ اس جہاز کو کیسے بھول سکتی تھی جس کے کیبن میں اس پر ہنٹر برسائے گئے تھے اس کے بالوں کو نوچا گیا تھا۔ اسے طمانچے مارے گئے تھے۔ یہ سارے ظلم بحری قزاقوں کے کپتان نے اس پر توڑے تھے۔ ماریا فضا میں غوطہ لگا کر جہاز کے اوپر آ گئی۔ جہاز خاموش کھڑا تھا اور سمندر کی لہریں پُرسکون تھیں۔ اتنی سی ہوا بھی نہیں تھی کہ جہاز اپنی جگہ سے حرکت کر سکے۔ ماریا نیچے آ گئی۔

اس نے دیکھا کہ جہاز کے ڈیک یعنی عرشے پر دوسرے ڈاکو تو موجود تھے مگر وہ کپتان نہیں تھا۔ جس کی ماریا کو تلاش تھی اور جس نے ماریا کو سوداگر کے پاس فروخت کیا تھا۔ ماریا نیچے عرشے پر آ گئی۔ قزاق ہنسی مذاق کی باتوں میں مشغول تھے طرح طرح کے کھیل کھیل رہے تھے۔ ماریا کو ان سے کوئی دشمنی نہیں تھی۔ مگر وہ ان ڈاکوؤں کی تلاش میں ضرور تھی۔ جنہوں نے اسے جزیرے کے غار سے اغوا کیا تھا اور کپتان کے پاس گھسیٹتے ہوئے لے گئے تھے۔ ان میں سے یہ جو قزاق اسے وہیں بیٹھے ہوئے نظر آ گئے۔ مگر ماریہ سب سے پہلے

بے رحم کپتان کو اس کے مظالم کی سزا دینا چاہتی تھی اس دنیا میں جو کسی پہ ظلم کرتا ہے۔ اس کو ظلم کا بدلہ مل کر رہتا ہے۔

ماریہ کو کوئی دیکھ نہیں سکتا تھا۔ وہ اس جہاز کے کیبن سے واقف تھی۔ وہ عرشے پہ قزاقوں کے درمیان چلتی ہوئی سیڑھیاں اُتر کر نیچے کیبن میں آگئی۔ کیبن خالی تھا۔ دوسرے کیبن میں گئی۔ وہ بھی خالی تھا۔ تیسرے کیبن میں اسے بے رحم کپتان نظر آگیا۔ وہ اپنے ایک ساتھی ڈاکو کے پاس بیٹھا سامنے صندوق کھولے سونے کے سکے اور جواہرات کی لوٹی ہوئی تھیلیاں گن رہا تھا۔ یہ سارا مال اس نے لوٹ مار کر کے بے گناہ لوگوں کو قتل کر کے لُوٹا تھا

اگرچہ کیبن کا دروازہ اندر سے بند تھا۔ مگر ماریا بند دروازے میں سے داخل ہو گئی اب وہ پہلے والی کمزور اور بے بس ماریا نہیں تھی کہ کپتان اسے ٹھوکریں مارے۔ ہنٹروں سے پیٹے اور وہ روتی جائے۔ اب اس کی طاقت خدا کے حکم سے اس کے پاس تھی۔ اسے خوب معلوم تھا کہ یہ سارے کے سارے قزاق ڈاکو اور خونی ہیں اور ہر ایک نے کئی کئی خون کیے ہوئے ہیں۔ کپتان ان کا سرغنہ تھا اور اس کے سر پہ تو سینکڑوں عورتوں بچوں اور جوانوں کے خون تھے۔ کپتان اور اس کے ساتھی کو بالکل پتہ نہ چلا کہ ماریا اس کیبن میں آچکی ہے۔ انہیں پتہ لگ ہی کیسے سکتا تھا؟ ماریا ان کو دکھائی تھوڑی دیتی تھی؟ ماریا نے کیبن کا جائزہ لیا۔ کیبن کی سامنے والی دیوار کے ساتھ جو میز لگا تھا اس پہ کپتان اور اس کے ساتھی کی تلواریں

پڑی تھیں۔ وہ دونوں جواہرات اور سونے کے سکے گن گن کے بے حد خوش ہو رہے تھے۔ کپتان سکے تھیلی میں پھینک کر دوہراتا تھا "دس ہزار۔ دس ہزار ایک۔ دس ہزار دو۔ دس ہزار تین۔ دس ہزار چار۔۔۔۔۔۔۔"

جب اس نے پانچواں سکہ تھیلی میں ڈالا تو ماریہ نے آہستہ سے کہا۔ "دس ہزار پانچ۔۔۔"

کپتان ایک دم ٹھٹک گیا۔ اس نے اِدھر اُدھر دیکھا۔ پھر اپنے ساتھی قزاق سے پوچھا۔ "یہ تم بولے تھے؟"

ساتھی قزاق نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"نہیں کپتان۔ میں تو نہیں بولا۔ آواز تو میں نے بھی سنی تھی"

کپتان نے سر کھجاتے ہوئے ایک بار پھر دائیں بائیں دیکھا اور بولا۔

"میرا خیال ہے ہمارا وہم تھا۔ یہاں اور کون ہو سکتا ہے سوائے ہمارے۔ میں پھر سے گنتا ہوں"

جب وہ دس ہزار دس بولا اور ایک سکہ اُٹھا کر تھیلی میں ڈال تو ماریا نے آہستہ سے کہا۔ "دس ہزار گیارہ۔۔۔۔۔"

اب تو کپتان نے چونک کر ساتھی کی طرف دیکھا اور بولا۔ "یہ تم بولے ہو" "تم کہتے کیوں نہیں کہ تم بولے ہو" ساتھی قزاق نے بھی ماریا کی آواز اس بار صاف سنی تھی۔ وہ کچھ گھبرا سا گیا تھا۔ یہ جو

بدمعاش اور بدکردار ظالم لوگ ہوتے ہیں۔ ان کا ضمیر بہت کمزور ہوتا ہے اور وہم پرست ہوتے ہیں یہ بہت جلد بھوت پریت سے ڈر جاتے ہیں۔ کیونکہ ان کا اپنا ضمیر ہر وقت ملامت کرتا رہتا ہے اس لیے وہ موت کے خوف میں مبتلا رہتے ہیں۔

ساتھی نے کہا۔

"میں بالکل نہیں بولا کپتان مگر یہاں کوئی ہمارے علاوہ بھی موجود ہے"

کپتان نے تھیلی میز پر رکھ دی اور بولا۔

"ہمارے علاوہ کون ہو سکتا ہے؟"

وہ ادھر ادھر تکنے لگا۔ اس کی آنکھوں میں صاف خوف جھلک رہا تھا۔ ماریا نے اب ایسا کیا کہ سامنے میز پر رکھی ہوئی جواہرات کی تھیلیوں میں سے دو تھیلیاں اٹھا لیں تھیلیاں ماریا کے ہاتھ میں آتے ہی غائب ہو گئیں۔ ساتھی قزاق خوف سے چلایا۔

"کپتان! کپتان! تھیلیاں۔ دو تھیلیاں غائب ہو گئی ہیں"

کپتان نے بھی جواہرات کی تھیلیوں کو غائب ہوتے دیکھ لیا تھا اور اس کا جسم خوف سے ٹھنڈا پڑنے لگا تھا اس نے اپنے ساتھی قزاق کی طرف دیکھ کر آہستہ سے کہا۔

"یہ کوئی آسمانی بلا ہے۔ باہر —— باہر بھاگو"

اب ماریا نے جواہرات کی تھیلیاں اس کے آگے پٹخ کے دے ماریں اور نفرت بھری آواز میں کہا۔ "کپتان! باہر بھاگنے کا

وقت اب تمہارے پاس نہیں ہے"

کپتان کی آنکھیں دہشت کے مارے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ وہ ایک ایسی عورت کی آواز سن رہا تھا جو اسے نظر نہیں آ رہی تھی۔ اس کا خون خشک کرنے کے لیے اتنا ہی کافی تھا۔ دوسرا قزاق بھی اپنی جگہ پر خوف سے کانپنے لگا۔ ماریا نے گرج کر۔

"کپتان! تم نے میری آواز سے ابھی مجھے پہچانا نہیں سنو! سنو! میں وہی ماریا ہوں۔ جس کو تمہارے ڈاکو ساتھی جزیرے سے اغوا کر کے تمہارے پاس لائے تھے۔ جس کو تم نے سخت اذیتیں دی تھیں مارا تھا۔ ہنٹروں سے مارا تھا۔ ٹھوکریں ماری تھیں اور پھر منڈی میں دس ہزار سکوں کے عوض فروخت کر دیا تھا۔ اب تم نے مجھے پہچان لیا کیا؟"

کپتان نے مرتی ہوئی آواز میں کہا۔ "مجھے مجھے معاف کر دو ماریا کی روح۔ مجھے معاف کر دو"

ماریا نے غیض کے ساتھ کہا۔

"میں ماریا ہوں ماریا کی روح نہیں ہوں۔ میں مری نہیں ہوں زندہ ہوں مگر غائب ہوں۔ جب تم مجھ پر طرح طرح کے ظلم ڈھا رہے تھے تو اس وقت میری طاقت میرے پاس نہیں تھی۔ اب میری طاقت مجھے واپس مل گئی ہے۔ اور میں تم سے بدلہ لینے نہیں بلکہ تمہیں تمہارے بد

اعمال کی سزا دینے آئی ہوں۔ تیری گردن پر نہ جانے کتنے
معصوم لوگوں کا خون ہے۔ نہ جانے تم نے اور تمہارے آدمیوں
نے کتنے ہنستے بستے گھروں کو لوٹا ہے۔ کتنے گھروں کے چراغ
گل کیے ہیں۔ کتنے بچوں کو یتیم اور کتنی عورتوں کو بیوہ بنا کر
بازار میں فروخت کر دیا ہے۔"

کپتان کے ہونٹ خشک ہو گئے تھے۔ ماتھے پر پسینہ آگیا تھا
وہ کانپ رہا تھا۔

"اے آسمانی روح مجھے معاف کر دے۔" ماریا نے میز پر سے
تلوار اٹھائی اور کپتان کی گردن پر رکھ کر کہا۔

"میں نے تمہیں معاف کر دیا تو ان سینکڑوں بچوں کو کیا
جواب دوں گی جن کے ماں باپ کو تم نے ان کی آنکھوں
کے سامنے قتل کر دیا۔ ان عورتوں کو کیا منہ دکھاؤں گی جن
کے بچوں کو تم نے سنگینوں پر اچھالا اور ان کے گھروں کو آگ
لگا دی۔ تیرے لیے معافی کہیں نہیں ہے۔ میں تمہیں اور تمہارے
ساتھیوں کو ختم کر کے ظلم اور شر کے اس سلسلے کو یہیں ختم
کر دینا چاہتی ہوں۔ تم اس کے بعد کسی سے ظلم کا ذکر نہ کر سکو گے۔"
اور ماریا نے تلوار کے ایک وار سے بے رحم کپتان کا ایک بازو
کاٹ دیا۔ کپتان ایک بھیانک چیخ مار کر باہر کی طرف بھاگا۔ اس کا ساتھی
بھی دروازے کی طرف دوڑ پڑا۔ ماریا نے ساتھی قزاق کو جانے دیا
لیکن بے رحم کپتان کو اس نے دروازے کے قریب سے پکڑ کر واپس کھینچ لیا۔

اور تلوار کے دوسرے وار سے اس کا دوسرا بازو کاٹ کر رکھ دیا۔
کپتان فرش پر گر کر تڑپنے لگا۔ ماریا نے تلوار اس کے سینے میں اتار دی
اور کیبن سے نکل کر اوپر عرشے پر آگئی۔ وہاں کپتان کے بھاگ کر
آنے والے ساتھی نے پہلے ہی شور مچا دیا تھا کہ نیچے کیبن میں کوئی چڑیل
آگئی ہے جس نے کپتان کو ہلاک کر دیا ہے۔ عرشے پر بھگدڑ
مچی ہوئی تھی۔ کوئی نیچے بھاگ رہا تھا کوئی کہیں چھپنے کی جگہ
تلاش کر رہا تھا۔ ماریا اوپر آئی تو قزاق چوہوں کی طرح ادھر ادھر
بھاگ رہے تھے۔ یہ وہ خونی لوگ تھے جنہوں نے نہ جانے
کتنے لوگوں، کتنے بچوں، کتنی عورتوں کو ہلاک کر ڈالا تھا۔ ان کا زندہ رہنے
کا مطلب یہ تھا کہ یہ اور زیادہ عورتوں بچوں کو ہلاک کریں گے۔ ماریا نے
فیصلہ کیا کہ اس جہاز کو ہی ڈبو دینا چاہیے۔

چنانچہ ماریا نے کسی دوسرے قزاق کو بالکل کچھ نہ کہا۔ وہ
سیدھی نیچے جہاز کے باورچی خانے میں آگئی جہاں آگ جل رہی تھی
اور کھانا پکایا جا رہا تھا۔ ماریا نے ایک مشعل کو آگ دکھا کر جلایا اور
اسے نیچے لے جا کر اس کوٹھڑی میں پھینک دیا جس میں بارود رکھا
ہوا تھا۔ آگ کے پہنچتے ہی ایک بھیانک دھماکہ ہوا اور آدھا جہاز
فضا میں اڑ گیا۔ ماریا بھی اس کے ساتھ فضا میں اچھل گئی۔ اس نے
دیکھا کہ آدھا جہاز اڑ گیا ہے اور باقی جہاز کو آگ لگ گئی ہے
اور وہ بھی تیزی سے سمندر میں غرق ہو رہا ہے۔ سمندر میں خونی
قزاقوں کی لاشیں تیر رہی تھیں۔ دیکھتے دیکھتے سارے کا سارا جہاز

ڈوب کر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے سمندر کی تہہ میں اتر گیا۔

اب وہاں ظلم کا کوئی نشان باقی نہیں رہا تھا۔ ظلم و ستم کرنے
والوں کو ان کے گناہوں کی سزا مل چکی تھی۔ ماریا نے اطمینان کا سانس
لیا اور سمندر میں آگے جانے کی بجائے واپس ساحل سمندر کی
طرف پرواز کر گئی۔ واپس وہ ٹاپو والے چھوٹے شہر میں جانے کی
بجائے برازیل ملک کی بندرگاہ ڈی منگو میں آ گئی۔ اس کے دل میں
ہلکا سا خیال تھا کہ شاید ناگ کیٹی اور تھیو سانگ وغیرہ اس ملک کی
طرف نکل آئے ہوں۔ برازیل اس زمانے میں بہت ترقی کر چکا تھا
اور بڑا خوشحال ملک تھا مگر اس کے جنگلوں میں ایسے وحشی اور خونخوار
قبیلے آباد تھے کہ جو کوئی باہر سے وہاں جاتا یہ وحشی لوگ اسے پکڑ کر اس
کا سر کاٹ لیتے اور ایک خاص ترکیب سے اس کے سر کو چھوٹے گیند
جتنا بنا کر بڑی خوبصورتی سے آگے لگا دیتے۔ ڈی منگو شہر میں دور دور
سے لوگ کاروبار کرنے آتے تھے۔ بندرگاہ پر ملک ملک کے جہاز
آ کر ٹھہرتے اور تاجر اپنا مال فروخت کر کے وہاں سے مال لیکر اپنے
وطن روانہ ہو جاتے تھے۔ یہ بڑی معروف بندرگاہ تھی۔ ماریا نے
سوچا کہ یہاں کچھ دن رک کر دیکھنا چاہیئے۔ ہو سکتا ہے ناگ
کیٹی جولی سانگ اور تھیو سانگ ادھر آ نکلیں۔ اگرچہ وہ اسے ملک
چین میں جانے کا کہہ کر گئے تھے۔ ماریا نے فیصلہ کیا کہ وہ چند
روز انہیں یہاں دیکھے گی اور اگر یہاں عنبر اور جولی سانگ کا بھی کوئی
سراغ نہ ملا تو وہاں سے کسی ایسے جہاز میں سوار ہو جائے گی جو ملک

چین جا رہا ہو۔

دوسری طرف پر اسرار چینی بھی منگول کے کپتان کے جہاز میں
جولی سانگ کا سر [illegible] کر تانبے کے میڈل پر چھاپ جہاز میں چین کی طرف
جا رہا تھا۔ اس جہاز پر عنبر بھی ماسٹ کپتان کے روپ میں سفر کر رہا تھا۔
رستے بھی اب ماریا کو تھیو سانگ اور جولی سانگ کی تلاش تھی۔ اسے یہ
بالکل معلوم نہیں تھا کہ اسی جہاز میں جولی سانگ بھی سفر کر رہی ہے۔
پراسرار چینی کی جیب میں رکھے تانبے کے میڈل پہ چھپ کر سفر کر رہی
ہے۔ ان کے پیچھے کافی فاصلے پر ناگ اور کیٹی، تھیو سانگ بھی ایک ہوائی
ڈے بحری جہاز میں سفر کر رہے تھے۔ یہ جہاز بھی ملک چین کی طرف
جا رہا تھا۔ ابھی ان جہازوں کو ایک مہینے کا سفر باقی تھا۔ ان کو ہم سمندر میں
ہی چھوڑتے ہیں اور ابھی ماریا کے ساتھ ہی رہتے ہیں اور دیکھتے ہیں
اس پر کیا گزرتی ہے۔

ماریا یقین ہے اپنی پوری طاقت کے ساتھ زندہ تھی۔ وہ برازیل
ملک کی مشرقی ساحل کی بندرگاہ ڈی منگو کے شہر میں سیر کر رہی
تھی۔ اس نے شہر میں جگہ جگہ سونگھ کر دیکھ لیا تھا کہ وہاں عنبر، ناگ
کیٹی اور جولی سانگ، تھیو سانگ میں سے کسی کی بھی خوشبو نہیں ہے
پھر بھی وہ دو چار روز تک وہیں رہ کر ان کی تلاش جاری رکھنا
چاہتی تھی۔ اس زمانے میں برازیل کے جنگل بہت گھنے ہوتے تھے۔ دریائے
ایمیزن ان جنگلوں کے بیچ میں سے گزرتا تھا۔ یہ جنگل جنگلی درندوں،
سانپوں، زہریلے بچھوؤں اور خطرناک دلدلوں سے بھرے ہوئے تھے

اگر کوئی شکاری یا مسافر ان جنگلوں میں راستہ بھول جاتا تو پھر اس کی لاش بھی نہیں ملتی تھی اگر وہ سانپ بچھوؤں جنگلی درندوں اور سر کاٹ کر جمع کرنے والے وحشی جنگلیوں سے بچ نکلنے میں کامیاب ہو جاتا تو دریائی مگرمچھ اور آدم خور جونکیں اس پر ٹوٹ پڑتیں اور دیکھتے دیکھتے اسے چٹ کر جاتیں۔ ان جنگلوں میں صرف وحشی قبیلوں کے لوگ ہی رہ سکتے تھے۔ وہ اپنے جسم پر لال پیلا رنگ ملتے۔ یہ رنگ وہ مگرمچھ کی چربی میں گھول کر بناتے تھے۔ کمر کے گرد وہ درختوں کی چھال کی جھالر باندھتے۔ ان کی عورتیں بھی مردوں کی طرح وحشی اور خونخوار ہوتی تھیں اور باہر کے کسی آدمی کو دیکھتے ہی تلوار مار کر اس کا سر کاٹ کر الگ کر دیتی تھیں۔ ان لوگوں میں جادو ٹونے کا بھی بہت بہت رواج تھا اور یہ اپنے مرنے والوں کو جلانے یا زمین میں دفن کرنے کی بجائے مردے کو آدھا زمین میں گاڑ دیتے۔ مردہ وہیں پنجر بن جاتا تھا۔ ایک قبیلے کی دوسرے قبیلے سے دشمنی ہو جاتی تو وہ ایک دوسرے کے آدمیوں اور عورتوں کو قتل کر کے سر کاٹتے پھر ان کے سر کاٹ کر اپنے خاص طریقے سے انہیں سکیڑ کر ناشپاتی جتنا بنا کر اپنے گھر کے آگے لٹکا دیتے اور دشمن کے دل دہل کر رہ جاتے۔ یہ وحشی، جنگلی اور غیر مہذب قبیلے تھے تہذیب اور شائستگی ان کو چھو کر بھی نہیں گئی تھی۔ ان کے اپنے بت خانے تھے جن میں وہ مگرمچھوں کے لکڑی کے بت بنا کر ان کی پوجا کرتے تھے۔ ہر قبیلے کا اپنا ایک پجاری اور جادوگر ہوتا تھا۔ جادوگر بیماریوں کا علاج

جادو سے کرتا تھا۔ اور مردوں کو بھی جلانے کا دعویٰ کرتا تھا۔

ماریا اس سے پہلے بھی عنبر ناگ کیٹی تھیو سانگ کے ساتھ ان جنگلوں سے گزر چکی تھی۔ اسے ان جنگلوں میں کبھی رہنے کا موقع نہیں ملا تھا اور نہ وہ ایسے خطرناک جنگلوں میں رہنا ہی چاہتی تھی۔ ماریا غیبی حالت دریائے ایمیزن کے کنارے ایک جنگل میں درختوں کے اوپر اوپر اُڑتی ہوئی گزر رہی تھی۔ وہ درختوں سے پندرہ بیس فٹ کی بلندی پر آہستہ آہستہ اُڑتی چلی جا رہی تھی ابھی تک اسے کسی طرف سے بھی عنبر ناگ کیٹی اور تھیو سانگ، جولی سانگ کی خوشبو نہیں آئی تھی۔

ماریا جنگل کا ایک چکر لگا کر واپس مڑنے ہی والی تھی کہ اسے دور سے ڈھول بجنے کی آواز سنائی دی۔ یہ ڈھول بڑے زور زور سے بج رہا تھا اور آواز قریب سے قریب آ رہی تھی۔ ماریا یہ دیکھنے کے لیے کہ شاید جنگلی لوگ رقص کر رہے ہیں۔ درختوں کے درمیان سے گزر کر نیچے آ گئی۔ کیا دیکھتی ہے کہ دور سے جنگلی وحشیوں کی ایک ٹولی ڈھول بجاتی رقص کرتی چلی آ رہی ہے۔ ہر جنگلی کے ہاتھ میں چمکتا نیزہ تھا۔ انہوں نے ایک خوب صورت نوجوان کو رسیوں سے باندھ رکھا تھا اور اسے ڈھول بجاتے ہوئے اپنے سردار کے پاس لے جا رہے تھے۔

ماریا کو اس نوجوان پر بہت رحم آیا۔ وہ نیچے آ گئی۔ اب وہ جنگلی لوگوں کے سروں کے اوپر ان کے ساتھ ساتھ چل رہی تھی۔ درختوں کے درمیان گھاس کا ایک چھوٹا سا میدان آ گیا جہاں چھوٹی چھوٹی کئی

جھونپڑیاں بنی ہوئی تھیں۔ جنگلی لوگوں کے ڈھول کی خوفناک آواز سن کر جھونپڑیوں میں سے عورتیں بچے اور مرد باہر نکل آئے۔ انہوں نے ایک گورے چٹے نوجوان شکاری کو دیکھا تو خوشی سے نعرے لگانے لگے۔ ان کا سردار بھی اپنے جھونپڑے سے باہر آ گیا۔ باہر آتے ہی اس نے حکم دیا کہ نئے شکار کو تختے کے ساتھ باندھ دیا جائے۔ میں خود اس کا سر کاٹوں گا۔ اسی وقت بد قسمت نوجوان کو درمیان میں لا کر لکڑی کے تختے کے ساتھ اس طرح باندھ دیا گیا کہ اس کی گردن تختے سے باہر تھی اور باقی جسم تختے کے پیچھے چھپا ہوا تھا۔ ماریا سے جب یہ ظلم کب برداشت ہو سکتا تھا۔ وہ غوطہ لگا کر نیچے گھاس پر اتر آئی۔ کوئی اسے نہیں دیکھ سکتا تھا۔ ادھر جنگلی قبیلے کا سردار چھرا ہاتھ میں لیے ڈھول تاشوں کے شور میں بد قسمت شکاری نوجوان کی طرف بڑھ رہا تھا۔ ماریا نوجوان کے بالکل سامنے آ کر کھڑی ہو گئی۔ جنگلی سردار قریب آ گیا۔ قریب آ کر وہ رک گیا۔ اس کے اور نوجوان کے درمیان ماریا کھڑی تھی۔ جس کو سردار نہیں دیکھ سکتا تھا۔ ایک دم ڈھول تاشے بند ہو گئے۔ سردار نے چھرے والا ہاتھ اوپر اٹھایا۔ ہر طرف سناٹا چھا گیا۔ سردار نے ایک چیخ ماری اور چھرے کا وار کر دیا۔ مگر سب یہ دیکھ کر دنگ رہ گئے کہ چھرا سردار کے ہاتھ سے اچھل کر دور جا گرا تھا۔

○

بہن کی روح

سردار نے قبیلے کے جادو ٹونہ کرنے والے کو آواز دی۔
جاکش! یہاں کوئی بد روح آ گئی ہے۔ اسے قابو کرو۔"
ایک لمبی داڑھی والا جنگلی چھلانگ لگا کر سردار کے پاس آ گیا۔ اس کی گردن میں ہڈیاں لٹک رہی تھیں۔ ایک ہاتھ میں انسانی بازو کی ہڈی تھی۔ اس نے رقص کرنا شروع کر دیا۔ پھر چیخ کر بولا۔
"سردار! یہاں کوئی بد روح نہیں ہے۔"
ماریا ہنس پڑی۔ یہ نقلی جادوگر ماریا کو نہیں دیکھ سکتا تھا۔ سردار نے ایک بار پھر چھرا اٹھا کر نوجوان کی گردن کاٹنے کے لیے اس پر حملہ کیا اس بار ماریا نے سردار کے ہاتھ سے چھرا چھین لیا۔ ماریا کے ہاتھ میں آتے ہی چھرا غائب ہو گیا۔ اب سردار ہکا بکا ہو گیا۔ سب جنگلی بھی چپ ہو کر ڈر گئے کہ یہاں ضرور کوئی دیوی دیوتا کی روح آ گئی ہے۔ جو اس نوجوان کو بچانا چاہتی ہے۔ جنگلی جادوگر نے کہا۔
"سردار! چھرا اس نوجوان کے جادو سے غائب ہوا ہے۔ یہ جادوگر ہے۔ اس کو فوراً آگ میں ڈال

کر جلا دو۔"

سردار نے اسی وقت حکم دیا کہ نوجوان قیدی کے ارد گرد لکڑیاں ڈال کر آگ لگا دی جائے۔ ایک لکڑی کو آگ لگی تو مایا نے اسے اُٹھا کر دُور پھینک دیا۔ اب سردار نے چلا کر کہا۔

"چاکش! تم کوئی اپنا منتر کیوں نہیں پڑھتے؟ اس بدروح کو ہلاک کر ڈالو۔"

چاکش ایک بار پھر رقص کرنے لگا۔ مایا نے آگے بڑھ کر جنگلی جادوگر کو اُٹھا کر دُور پھینک دیا۔ وہ تو وہیں سہم کر بیٹھ گیا۔ سارے جنگلی ڈر کر بھاگ گئے۔ وہاں صرف سردار ہی رہ گیا۔ مایا نے آواز کو بھاری بنا کر کہا۔

"تم مسافروں کو قتل کرتے ہو۔ تم قاتل ہو آج تمہاری گردن کاٹ دی جائے گی۔"

سردار نے کسی غیبی روح کی بھاری آواز سُنی تو دہشت سے تھر تھر کانپنے لگا۔

مایا نے کہا۔

"اس نوجوان کو آزاد کر دو پھر تم سے بات ہوگی۔"

سردار نے جلدی سے نوجوان کو کھول دیا۔ گورے چٹے خوش شکل نوجوان نے خدا کا شکر ادا کیا۔ وہ بھی مایا کی آواز سن رہا تھا اور حیران تھا کہ یہ کون روح ہے جو اس کی جان بچانے وہاں آگئی ہے۔ وہ وہاں سے جانے لگا تو مایا نے کہا۔

"نوجوان! تم ابھی ٹھہرو۔"

نوجوان وہیں رُک گیا۔ سردار نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔

"اے دیوتاؤں کی روح۔ مجھے معاف کر دو۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ آئندہ کسی مسافر کی گردن نہیں کاٹوں گا۔ جو مسافر یہاں آئے گا اس کی خدمت کروں گا۔"

مایا بولی۔

"اگر تم نے اپنے عہد کو توڑا تو یاد رکھو۔ میں ایک لمحے میں یہاں واپس آکر تمہاری گردن اُڑا دوں گی۔"

سردار نے کہا۔

"ایسا کبھی نہیں ہوگا نیک روح! میں وعدہ کرتا ہوں۔ اگر میں نے اپنا وعدہ توڑا تو تم مجھے چاہے جو سزا دے دینا۔"

مایا کہنے لگی۔

"ٹھیک ہے۔ میں تمہاری بات پر یقین کر لیتی ہوں۔ لیکن اگر تم اپنے وعدے سے پھر گئے تو تمہاری گردن کاٹ کر اسی طرح تمہارے دروازے پر لٹکا دوں گی۔"

سردار نے نوجوان کی طرف دیکھ کر پوچھا۔

"بھائی! اگر تمہیں کسی چیز کی ضرورت ہو تو مجھے بتاؤ۔ میں تمہاری ہر خدمت کرنے کے لیے تیار ہوں۔"

نوجوان سیاح نے کہا۔

"میں جنگل میں راستہ بھول گیا تھا۔ میں شکاری نہیں سیاح ہوں اور ایک ضروری کام کے سلسلے میں ملک چین جا رہا ہوں۔ مجھے صرف تم یہ بتا دو کہ یہاں سے برازیل کی مشرقی بندرگاہ کون سی ہے جہاں مجھے چین جانے کے لیے کوئی جہاز مل جائے گا؟"

سردار نے کہا۔

"میں تمہارے ساتھ ایک آدمی کر دیتا ہوں۔ وہ تمہیں اس جنگل سے نکال کر بندرگاہ تک پہنچا دے گا کیونکہ یہ جنگل خطرناک دلدلوں، درندوں اور زہریلے سانپوں سے بھرا ہوا ہے۔ تم اکیلے سفر نہیں کر سکو گے۔"

نوجوان سیاح نے کہا۔

"اے نیک دل روح! میں تمہارا بھی شکر گزار ہوں کہ نہ صرف تمہاری وجہ سے میری جان بچی بلکہ مجھے راستہ بھی مل گیا۔"

ماریا خاموش رہی۔ سردار نے کہا۔

"بس دا، دیوی کی روح شاید چلی گئی ہے۔"

جاکش جنگلی جادوگر آہستہ سے بولا۔

"میں بھی جاتا ہوں سردار۔"

جاکش جنگلی جادوگر اپنی جھونپڑی کی طرف چل دیا۔ سردار نے نوجوان سیاح کے ساتھ اپنا ایک خاص آدمی کر دیا جو اسے لے کر جنگل میں ایک طرف روانہ ہو گیا۔ ماریا کے دل میں خیال آیا کہ اس نوجوان کی حفاظت کرنی چاہیئے۔ ہو سکتا ہے راستے میں یہ جنگلی اسے ہلاک کر دے اور اس کا سر کاٹ کر لے جائے چنانچہ ماریا بھی اس کے اوپر اوپر چلنے لگی۔

وہ جنگل میں سے گزر رہے تھے۔ آگے جا کر جنگل بہت گھنا ہو گیا۔ جنگلی سے دلدلوں سے بچا کر چل رہا تھا۔ ماریا بھی ساتھ ساتھ تھی۔ اس نے سوچا کہ وہ برازیل کے مشرقی ساحل تک جاتی ہے اور وہاں عنبر ناگ تھیو سانگ کیٹی اور جوزی مانگ کا سراغ لگانے کی کوشش کرے گی۔ نوجوان سیاح اپنے جنگلی رہنما کے ساتھ سارا دن جنگل میں سفر کرتا رہا۔ ان میں سے کسی کو یہ علم نہیں تھا کہ ماریا بھی ان کے ساتھ ساتھ سفر کر رہی ہے۔ رات کو جنگلی رہنما جنگل میں سے ایک ہرن مار کر لے آیا۔ انہوں نے وہیں آگ جلا کر ہرن کو بھون کر کھایا اور نوجوان سیاح سو گیا۔

جنگل میں اگرچہ اندھیرا تھا مگر ماریا جنگل کو اچھی طرح سے دیکھ سکتی تھی۔ وہ اس کے قریب ہی ایک درخت کے نیچے بیٹھی تھی۔ جنگلی کچھ دیر خاموش بیٹھا رہا پھر اس نے ادھر ادھر دیکھا اور آہستہ سے اپنا خنجر نکال لیا۔ ماریا چونک پڑی۔ وہ لپک کر اس کے پاس

آگئی۔ جنگلی کے ارادے نیک نہیں تھے۔ وہ دبے پاؤں نوجوان سیاح کی طرف بڑھا۔ وہ اُس کا سر کاٹ ڈالنا چاہتا تھا۔ اس سے پہلے کہ ماریا جنگلی کا ہاتھ پکڑ کر اُسے پیچھے کھینچ [illegible] اچانک نوجوان سیاح کی آنکھ کھل گئی۔ اس نے جنگلی کو [illegible] ہاتھ میں تھامے اپنی طرف آتے دیکھا تو اُچھل کر دوسری طرف ہو گیا۔ جنگلی نے وار کر دیا

ماریا نے جنگلی کو گردن سے پکڑ کر ایک طرف گرا دیا

نوجوان سیاح اُٹھ کر جنگلی کے اوپر گرا اور اسے دبوچ کر بولا

"تم نے اپنے سردار سے جو وعدہ کیا تھا اس کے خلاف جاتے ہوئے میرا سر کاٹنا چاہتے تھے۔ مگر میں تمہیں معاف کرتا ہوں۔ اس لیے کہ میں جس مقدس کام کے لیے جا رہا ہوں۔ اس کے سفر میں مجھ پر کسی کو نقصان پہنچانا منع ہے"

جنگلی نے ہاتھ باندھ کر کہا۔

"مجھے معاف کر دو مگر تو نیک روح کا شکریہ [illegible] ادا کرو گا۔ جس نے مجھے تم [illegible] نے دیا۔ اور ایک طرف گرا دیا"

نوجوان سیاح نے اندھیرے میں ادھر اُدھر دیکھا پھر [illegible] میں نیک روح کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں اور میں تمہاری قسمت کا فیصلہ نیک روح پر ہی چھوڑتا ہوں

ماریا نے اب اپنی اصلی آواز میں کہا۔

"تم نے اسے معاف کر دیا ہے۔ ٹھیک ہے میں نے بھی معاف کر دو۔ مگر یہ تمہیں جنگل میں راستہ ضرور دکھائے گا۔ پھر یہ واپس چلا جائے گا"

ماریا نے جنگلی کی گردن کو دبوچا تو اس کی چیخ نکل گئی۔ ماریا نے کہا۔

"اب اگر تو نے ایسی کوئی حرکت کی تو میں تمہیں وہیں ہلاک کر ڈالوں گی"

جنگلی کو پسینے آ رہے تھے بولا۔

"دیوی! میری جان بخشی کر دے۔ میں اب کبھی ایسا سوچوں گا بھی نہیں"

ماریا نے نوجوان سیاح سے کہا۔

"اب تم آرام کر سکتے ہو۔ میں [illegible] حفاظت کروں گی"

نوجوان سیاح سو گیا۔

دوسرے دن انہوں نے اپنا سفر دوبارہ شروع کر دیا۔ اس طرح سفر کرتے کرتے یہ تینوں [illegible] کی بندرگاہ پر جا پہنچے۔ [illegible] وہاں جہاز [illegible] چین کی طرف جاتے تھے۔ یہاں سے جنگلی کو واپس بھیج دیا گیا۔ اب ماریہ نے نوجوان سیاح سے پوچھا وہ کون سے مقدس سفر پر چین جا

رہا ہے؟ نوجوان سیّاح نے ایک آہ بھر کر کہا۔
"اے نیک روح! میرا نام ماشان ہے۔ میں برازیل کے ایک شہر میں سوداگری کرتا ہوں۔ میرے ماں باپ بچپن ہی میں فوت ہو گئے تھے۔ صرف ایک چھوٹی بہن ماگی تھی۔ باپ سے ورثے میں ہمیں کافی جائیداد اور کاروبار ملا۔ ہم بڑے ہوئے تو ہم نے کاروبار سنبھال لیا۔ میں اپنی چھوٹی بہن ماگی کے ساتھ ہنسی خوشی رہ رہا تھا اور اس کی شادی کی تیاریاں کر رہا تھا کہ ایک روز ہمارے گھر ایک عورت آئی جس نے ماگی کو پیار کیا اور کہا وہ اس کی قسمت کا حال بتا سکتی ہے۔ ماگی کو بڑا شوق ہوا وہ اس سے اپنی قسمت کا حال پوچھنے بیٹھ گئی۔ عورت نے کہا چلو باغ میں چل کر بیٹھتے ہیں۔ وہ ماگی کو گھر کے پچھواڑے باغ میں لے گئی۔ میں نے کوئی خیال نہ کیا۔ میں اپنے کام میں لگ گیا۔ تھوڑی دیر بعد ماگی کو دیکھنے گیا تو وہ وہاں پر نہیں تھی۔ عورت بھی غائب تھی۔ مجھے فکر لگی۔ نوکروں کو اس کی تلاش میں بھیجا۔ مگر ماگی اور عورت کہیں نہ ملی میں غم سے نڈھال ہو گیا۔ مجھے اپنی چھوٹی بہن ماگی سے بہت پیار تھا۔ میری ایک ہی بہن تھی اور دو

روز بعد اس کی شادی ہونے والی تھی ہفتے اور پھر مہینے گزر گئے اور میری بہن ماگی کا کچھ پتہ نہ چلا۔ میں نے بڑی دولت خرچ کی اور دوسرے ملکوں میں جاسوس بھجوائے کہ وہ میری بہن کو جہاں کہیں وہ ہو تلاش کریں۔ سب ملکوں سے جاسوسوں نے واپس آکر بتایا کہ انہیں ماگی کہیں نہیں ملی۔ لیکن چھ ماہ بعد ملک چین سے میرا ایک جاسوس آیا تو اس نے مجھے یہ خبر دی کہ میری بہن ماگی کو ایک عورت اور اس کے ساتھی برازیل سے اٹھا کر ملک چین لے گئے تھے۔ وہاں وہ مر گئی اور چین کے ایک شہر کاشان کے باہر دریائے زرد کے کنارے ایک جنگل میں اس کی قبر موجود ہے۔ جہاں اسے دفن کیا گیا تھا۔ مجھے بہت صدمہ ہوا۔ جب غم ہلکا ہوا تو مجھے خیال آیا کہ ایک بار میری چھوٹی بہن نے مجھے کہا تھا کہ میرے پیارے بھائی ماشان! اگر کبھی میں مر جاؤں اور تم مجھ سے بات کرنا چاہو تو کسی چاندنی رات کو میری قبر پر آکر مقدس کتاب کے اشلوک ایک سو بار پڑھنا۔ پھر میری روح اپنی قبر سے نکل کر تمہارے پاس آکر تم سے باتیں کرے گی۔ چنانچہ اب میں اپنی بہن کی روح سے ملاقات کرنے جا رہا

جاؤں۔ یہ میری کہانی ہے۔"

ماریا نے پوچھا۔

"کیا تمہیں خبر ہے کہ تمہاری بہن کی قبر کس جگہ پر ہے؟"

ماشان بولا۔

"ہاں، ایک جاسوس اس قبر کو دیکھ کر آیا ہے۔ اس نے مجھے سارا پتہ بتا دیا ہے۔ جاسوس نے یہ بھی بتایا تھا کہ میری بہن کو چین کے ایک ایسے خطرناک اور پُراسرار گروہ نے اغوا کیا تھا۔ جن کے آدمی ملک ملک پھر کر ایسی لڑکیاں اغوا کر کے لاتے ہیں۔ جن کی شادی ہونے والی ہوتی ہے پھر وہ ان لڑکیوں کو دلہن بنا کر ان پر کوئی عمل کرتے ہیں اور اس کے بعد انہیں ہلاک کر کے دفن کر دیتے ہیں۔"

ماریا کہنے لگی۔

"تمہاری کہانی تو بہت پُراسرار ہے۔ میں تمہارے ساتھ تمہاری بہن کی قبر پر جاؤں گی۔"

ماشان نے آہ بھر کر کہا۔

"اے نیک روح، تمہارا شکریہ۔ اگر تم میری جان نہ بچاتیں تو میں زندگی میں کبھی بھی بہن کی قبر پر نہ جا سکتا تھا۔ مگر مجھے یہ بتاؤ کہ تم جنگل میں کیسے آ گئی تھیں؟"

ماریا نے کہا۔

"پہلی بات تو یہ ہے کہ میں روح نہیں ہوں۔"

نوجوان ماشان حیرانی سے تکنے لگا۔ اسے ماریا دکھائی نہیں دے رہی تھی مگر جدھر سے ماریا کی آواز آ رہی تھی۔ وہ ادھر ہی دیکھ رہا تھا۔ کہنے لگا۔

"اگر تم روح نہیں ہو تو پھر تم غائب کس طرح ہو۔"

ماریا نے کہا۔

"یہ ایک راز ہے جس کو تم راز ہی رہنے دو تو بہتر ہے۔ بہرحال میں تمہاری مدد کرنا چاہتی ہوں اور تمہیں تمہاری بہن کی قبر پر پہنچانا چاہتی ہوں مگر چین ملک بہت دور ہے۔ تم کو وہاں پہنچتے پہنچتے کئی مہینے لگ جائیں گے۔"

نوجوان ماشان بولا۔

"میں کسی اور طرح سے سفر بھی نہیں کر سکتا مجھے اسی طرح بادبانی جہاز میں ہی سفر کرنا پڑے گا۔"

ماریا نے کہا۔

"اگر میں چاہوں تو تمہیں ایک دن میں چین پہنچا سکتی ہوں۔"

نوجوان ماشان حیرانی سے بولا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے بہن؟"

ماریا نے کہا۔

"میرا نام ماریا ہے۔ تم مجھے ماریا کے نام سے پکارا کرو۔ تمہاری پیاری بہن کی موت کی وجہ سے مجھے تم سے ہمدردی ہو گئی ہے۔ ہاں، تو میں تمہیں اس طرح لے جا سکتی ہوں کہ تم میرے کاندھے پر بیٹھ جاؤ گے اور میں تمہیں لے کر اُڑ جاؤں گی۔"

ماشان ہنس پڑا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے ماریا بہن؟"

ماریا نے کہا۔

"یہ اس طرح ہو سکتا ہے کہ میں تمہیں اپنے کاندھے پر بٹھا لوں گی۔ اس وقت تمہارا کوئی وزن نہیں ہوگا۔ تم نظر بھی نہیں آؤ گے اور میں تمہیں لے کر اڑنا شروع کر دوں گی۔"

ماشان کہنے لگا۔

"مجھے جھجک سی لگتی ہے۔ ایک بار غائب ہو کر کیا میں دوبارہ انسانی شکل میں آ جاؤں گا؟"

ماریا نے کہا۔

"کیوں نہیں۔ جب میں تمہیں اپنے کاندھے سے اتار کر زمین پر رکھوں گی تو تم نظر آنے لگو گے۔"

ماشان کہنے لگا۔

"یہ تو بڑی اچھی بات ہے۔ پھر میں تیار ہوں۔ اس طریقے سے میں اپنی بہن مالی کی قبر پر جلدی پہنچ جاؤں گا۔ تم مجھے اپنے کاندھے پر اٹھا لو بہن ماریا!"

ماریا نے کہا۔

"تو پھر تیار ہو جاؤ!"

اور ماریا نے ماشان کو اٹھا کر اپنے کاندھے پر بٹھا لیا۔ ماریا کے کاندھے پر بیٹھتے ہی ماشان اپنی نظروں سے بھی غائب ہو گیا۔ بڑے جوش کے ساتھ بولا۔

"ماریا بہن! میں غائب ہو گیا ہوں۔ میں غائب ہو گیا ہوں"

ماریا ہنس کر بولی۔

"اب میں اڑنے لگی ہوں!"

اور ماشان نے محسوس کیا کہ وہ زمین سے بلند ہو گیا ہے اور درختوں میں گزر کر بلند ہوتا جا رہا ہے۔ اسے سنائی بھی دے رہا تھا۔ دکھائی بھی دے رہا تھا۔ ماریا نے ہوا میں اڑان بھری اور بلند سے بلند تر ہوتی گئی۔ چند لمحوں میں ماشان نے نیچے دیکھا تو جنگل اور اس کے ہرے بھرے درخت بہت نیچے چھوٹے چھوٹے نظر آ رہے تھے۔ ماشان نے آنکھیں بند کر لیں، اور ماریا کے ساتھ چمٹ گیا۔ کہنے لگا۔

"بہن ماریا! میں تو ہوا میں اُڑ رہا ہوں!"

ماریا نے کہا۔

"ہم اسی طرح اُڑتے رہیں گے اور ہم شام ہونے
تک ملک چین پہنچ جائیں گے۔ مجھے معلوم ہے ملک
چین جنوب مشرق کی طرف ہے۔ ہم اس وقت
سمندر کے اوپر آگئے ہیں"

ماشان نے دیکھا کہ نیچے چاروں طرف سمندر ہی سمندر تھا
ماشان نے اپنی آنکھیں بند کرلیں۔ اسے محسوس ہو رہا تھا کہ
وہ فضا میں بڑی تیزی سے اُڑ رہا ہے۔ اس وقت ان
کے پیچھے سورج سمندر میں غروب ہو رہا تھا۔ ماشان کو کچھ
اندازہ نہیں تھا کہ وہ کب تک ماریا کے کندھے پر بیٹھا فضا
میں اڑتا رہا پھر اس نے محسوس کیا کہ ماریا نیچے غوطہ لگا رہی
ہے۔ اس نے پوچھا کہ "کیا ہم اپنی منزل پر پہنچ گئے ہیں؟" ماریا
نے کہا۔

"میں بہت مدت ہوئی ایک بار چین کے ملک میں آئی
تھی۔ اب میں اسے پہچانتی نہیں ہوں۔ لیکن مجھے
سمندر کے پار ایک ملک کی زمین دکھائی دے رہی ہے۔
میں وہاں اترتی ہوں۔ کسی سے پتہ کریں گے کہ یہ
کون سا ملک ہے"

ماشان نے نیچے دیکھا تو وہاں اسے جگہ جگہ روشنی نظر آ
رہی تھی۔ شاید یہ کوئی چھوٹا قصبہ تھا۔ ماریا اس قصبے کے باہر

زمین پر اتر گئی۔ یہاں اندھیرا ہونے لگا تھا رات کا پہلا پہر
شروع ہو رہا تھا۔ زمین پر اترتے ہی ماشان پھر سے نظر
آنے لگا وہ حیران ہو کر اپنے آپ کو دیکھ رہا تھا۔

"ماریا بہن! یہ تجربہ مجھے ساری زندگی یاد رہے
گا۔ اب میں کسی سے پوچھتا ہوں کہ یہ کون سا ملک
ہے۔ کون سا قصبہ ہے۔ تم میرے ساتھ ہو نا؟"

ماریا نے کہا۔

"تم فکر نہ کرو۔ میں تمہارے ساتھ ہی رہوں گی"

قصبے کے مکان چینی طرز کے تھے۔ ہر گھر میں لالٹینیں جل
رہی تھیں بازار میں کچھ دکانیں کھلی تھیں۔ لوگوں کی شکلیں بھی
چینی تھیں۔ ماشان نے ماریا سے کہا

"ماریا بہن! یہ لوگ چینی ہیں۔ ہم ملک چین میں
آگئے ہیں؟"

ماریا نے کہا۔

"کسی سے پوچھو کہ یہ کون سا قصبہ ہے اور کاشان نام کا شہر
کہاں پر واقع ہے"

ماشان نے ایک راہگیر سے پوچھا۔

"بھائی یہ کون سا قصبہ ہے اور ملک کون سا ہے؟"

اس آدمی نے تعجب سے ماشان کو دیکھا اور بولا۔

"تم مجھے کسی دوسرے ملک کے مسافر لگتے ہو۔"

ملک چین کا قصبہ ہیوانگ ہے۔ تم کہاں جانا چاہتے ہو؟"

ماشان نے کہا۔

"مجھے دریائے زرد کے کنارے جو کاشان نام کا شہر ہے وہاں جانا ہے"

چینی نے کہا۔

"کاشان یہاں سے ایک رات کے سفر پر جنوب کی طرف ہے۔ تم رات قصبے میں میرے مکان پر گزارو کل صبح یہاں سے ایک قافلہ کاشان جانے والا ہے تم اس کے ساتھ چلے جانا"

ماشان کو پتہ تھا کہ وہ تو اڑ کر بھی کاشان جا سکتا ہے اس نے کہا۔

"بھائی کیا تم مجھے اندازے سے بتا سکتے ہو کہ کاشان یہاں سے کس سمت کو ہے؟"

چینی نے ہنس کر مذاق سے پوچھا۔

"کیوں؟ کیا تم وہاں اڑ کر جاؤ گے؟"

ماشان ہنس دیا، بولا۔

"نہیں، لیکن میں اپنی تسلی کے لیے پوچھنا چاہتا ہوں"

چینی نے جنوب کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

"یہاں سے جنوب کی طرف ایک بہت بڑا صحرا ہے

اس صحرا کے بعد ایک جنگل آتا ہے۔ جب جنگل ختم ہو جائے گا تو پھر دریائے زرد آئے گا اس دریا کا پانی زرد رنگ ہے اس کے دوسرے کنارے پر پرانے زمانے کا شہر کاشان آباد ہے"

یہ ماریا بھی سن رہی تھی۔ جب چینی چلا گیا تو ماریا نے ماشان سے کہا۔

"ماشان! بہتر یہ ہے کہ تم اسی جگہ سے میرے کاندھے پر بیٹھ جاؤ اور اڑن کھٹولے پر بیٹھ کر کاشان کی طرف روانہ ہو جاتے ہیں۔ ہم ساری رات وہاں پہنچ جائیں گے"

ماشان بولا۔

"یہی ٹھیک رہے گا۔ تم مجھے اٹھا کر کاندھے پر بٹھا لو" ماریا نے ماشان کو اپنے کاندھے پر بٹھا لیا اور اب کاشان کی طرف پرواز کر رہی تھی۔ اتفاق سے چاندنی رات تھی۔ تھوڑی دیر بعد پورا چاند نکل آیا۔ جس سے نیچے کے جنگل روشن ہو گئے۔ ماشان نے کہا۔

"ماریا بہن! یہ چاندنی رات ہے۔ ہم آج رات ہی ماگی بہن کی قبر پر پہنچ کر اس کی روح سے باتیں کر سکتے ہیں" ماریا بولی۔

"کیوں نہیں میں تمہیں تھوڑی دیر میں کاشان شہر

پاس کھڑی رہی۔ وہ چاہتی تھی کہ ماشان اپنی بہن کے غم کا غبار نکال کر دے۔ جب ماشان کا دل ہلکا ہوا تو اس نے آنسو پونچھے اور بولا۔

"ماریا بہن، کیا تم یہاں موجود ہو؟"

ماریا نے کہا۔

"ہاں ماشان بھائی۔ میں تمہارے قریب ہی ہوں"

ماشان نے آنسو خشک کرتے ہوئے کہا۔

"مجھے اپنی چھوٹی بہن بہت پیاری تھی۔ دو روز بعد اس کی شادی ہونے والی تھی۔ مگر خدا کو یہی منظور تھا۔"

پھر آہ بھر کر اس نے اپنی بہن کی قبر پر لگے ہوئے پتھر کے کتبے کو دیکھا اور بولا۔

"اب میں چاہتا ہوں کہ اپنی بہن کی روح سے بات کروں۔ یہ اس کی بھی خواہش تھی۔ اور اب میری بھی خواہش ہے۔ چاندنی رات بھی ہے۔ تم میرے پاس ہی رہنا ماریا بہن۔ مجھے مقدس کتاب کے اشلوک یاد ہیں۔ رات جا رہی ہے۔ میں پڑھنا شروع کرتا ہوں۔"

ماریا نے کہا۔

"تم اطمینان سے اشلوک پڑھو۔ میں تمہارے پاس سے کہیں نہیں جاؤں گی۔"

ماشان بولا۔

"اگر میری بہن کی روح نے تمہارے بارے میں پوچھا تو میں اسے بتا دوں گا کہ یہ میری بہن ماریا ہے اور کسی وجہ سے دکھائی نہیں دیتی۔ کیا تم مجھے اتنا کہنے کی اجازت دیتی ہو؟"

ماریا نے کہا کہ تمہیں میری طرف سے یہ کہنے کی اجازت ہے۔

ماشان نے قبر کے ایک طرف جگہ صاف کی اور وہاں بیٹھ کر مقدس کتاب کے اشلوک پڑھنے لگا۔ وہ ایک ایک اشلوک بڑی تسلی اور توجہ سے پڑھ رہا تھا۔ جب اس نے پورے اشلوک پڑھ لیے تو اس نے قبر پر پھونک ماری اور کہا۔

"میری پیاری بہن ماگی! میں نے تیرے کہنے کے مطابق اشلوک پڑھ دیئے ہیں۔ اب تو قبر میں سے روح کی شکل میں آکر مجھ سے باتیں کر۔"

ماریا اور ماشان بڑے غور سے قبر کو تک رہے تھے جو چاندنی رات میں بڑی پُراسرار لگ رہی تھی۔

چھتری والی قبر

قبر میں سے کوئی روح نہ نکلی۔

ماشان نے اپنی بہن کی روح کو چھ سات بار آواز دی۔ ہر بار پھونک ماری مگر ماشان کی بہن موگی کی روح باہر نہ آئی۔ ماریا نے کہا۔

"تم نے اشلوک پورے پڑھے تھے؟"

"ہاں" ماشان نے کہا۔ "جتنی بار ماشان نے مجھے کہا تھا میں نے اتنی ہی بار اشلوک پڑھے تھے"

"پھر اس کی روح باہر کیوں نہیں آئی؟" ماریا نے تعجب سے کہا۔

ماشان نے ٹھنڈا سانس بھر کر مایوسی سے کہا۔

"معلوم ہوتا ہے میری بہن کی روح جنت میں بہت دور نکل گئی ہے"

ماریا کے ذہن میں ایک خیال آیا۔ اس نے ماشان سے کہا۔

"ماشان تم یہیں بیٹھنا۔ میں ذرا قبر کے اندر جا کر دیکھتی

ہوں"

ماریا ایک لمحے میں قبر کے اندر اتر گئی۔ وہ یہ دیکھ کر دنگ رہ گئی کہ قبر خالی پڑی تھی۔ قبر میں کوئی لاش نہیں تھی۔ ماریا تیزی سے قبر سے باہر آگئی اور ماشان سے کہا۔

"ماشان، قبر میں تو کوئی لاش نہیں ہے، پھر روح کہاں سے آئے گی"

ماشان تو یہ سن کر اپنی جگہ پر ہل گیا۔ اسے ماریا کی بات کا اعتبار نہیں آرہا تھا۔ اس نے کہا۔

"ماریا بہن! کیا تم نے قبر میں اچھی طرح دیکھا تھا؟"

ماریا بولی۔

"یہ تم کیسے کہہ رہے ہو؟ تم کو شک ہے تو قبر کھول کر دیکھ لو۔ ٹھہرو۔ میں قبر کو کھولے دیتی ہوں"

اور ماریا نے بڑی تیزی سے اپنی طاقت سے کام لیتے ہوئے قبر کی مٹی ہٹانی شروع کر دی۔ دیکھتے دیکھتے قبر کھل گئی۔ ماشان نے قبر میں جھانک کر دیکھا۔ وہاں اس کی بہن کی لاش نہیں تھی۔ وہ قبر میں اتر گیا۔ چاندنی میں قبر بالکل خالی تھی۔ کسی لاش کی ہڈی تک وہاں نہیں مل رہی تھی۔ اب تو ماشان کو حیرت بھی ہوئی اور خوشی بھی۔ خوشی اس لیے کہ ہو سکتا ہے اس کی بہن زندہ ہو۔ وہ قبر سے باہر آگیا

اس نے کہا۔

"ماریا بہن! اس کا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ میری بہن
کو انہوں نے یا تو کسی دوسری جگہ دفن کیا ہے۔ اور
لوگوں کو دھوکہ دینے کے لیے قبر کے کتبے پر میری بہن
کا نام "ماگی" لکھ دیا ہے۔ اور یا پھر اسے دریا میں
ڈبو دیا گیا ہے۔"

ماریا بولی۔

"یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ تمہاری بہن زندہ ہو۔"

ماشان جس طرف سے ماریا کی آواز آئی تھی اس طرف دیکھتا
رہ گیا۔ ٹھیک اس وقت جیسے کسی غیبی آواز نے اس کے کان
میں سرگوشی کی کہ تمہاری بہن زندہ ہے۔ ساتھ ہی اس پہیلی
نے حملہ دیا اور اس نے سر جھکا دیا۔ پھر کہنے لگا۔

"ماریا بہن! دل میں کوئی کہہ رہا ہے کہ میری بہن زندہ
ہے۔ مگر سوچتا ہوں کہ میری بہن اتنی دیر بڑے
ہی خطرناک اور جرائم پیشہ لوگوں کے پاس تھی وہ
کہاں زندہ رہی ہوگی۔"

ماریا نے کہا۔

"ماشان! زندگی اور موت صرف خدا کے ہاتھ میں
ہے۔ اگر خدا کی مرضی یہ ہے کہ تمہاری بہن ماگی

زندہ رہے تو وہ ہر حالت میں زندہ رہے گی۔"

ماشان کہنے لگا۔

"اگر وہ زندہ ہے تو کہاں ہوگی؟"

ماریا نے جواب دیا۔

"اس کا سراغ لگانا ہوگا۔ اس کے لیے ہمیں جاسوسی
کرنی ہوگی۔ یہ کوئی بڑا ہی خطرناک اور خفیہ قسم
کا گروہ ہے۔ جن کی سرگرمیاں انتہائی ناقابلِ یقین
اور انسانیت سوز ہیں۔ ان کا سراغ لگانا آسان کام
نہیں۔ مگر ہم کوشش ضرور کریں گے۔"

ماشان اور ماریا چلتے ہوئے قبرستان میں بنی ہوئی پتھر کی
ایک چھتری کے نیچے آ گئے۔ یہ پتھر کی سیاہ چھتری ایک قبر
کے اوپر بنی تھی۔ قبر پہ جنگلی گھاس کے خوشے اُگے ہوئے
تھے۔ ماریا نے کہا۔

"ہم قبر کو کھلا ہی چھوڑ آئے ہیں۔ یہ ہم نے غلط کام
کیا ہے۔ ٹھہرو۔ میں قبر کو پھر سے بند کر کے
آتی ہوں۔"

ماریا تیزی سے قبر کی طرف چلی گئی۔ اس نے جلدی جلدی
قبر میں مٹی ڈالنی شروع کر دی۔ اس کے پیچھے ماشان
چاندنی رات میں سیاہ چھتری والی قبر کے پاس چپ چاپ

بیٹھا سوچ رہا تھا کہ میری پیاری بہن اگر زندہ ہے تو کہاں ہو گی۔
اپنی بہن کی قبر خالی دیکھ کر اُسے خوشی ہوئی تھی۔ اور دل میں
یہ اُمید پیدا ہو گئی تھی کہ ماں زندہ ہو گی اور اگر وہ زندہ ہے
تو اُسے ضرور تلاش کروں گا۔ اس کے ارد گرد قبرستان میں
خاموشی تھی۔ قبرستان میں خاموشی نہیں ہو گی تو اور کہاں ہو
گی بھلا۔ باہر سے بھی کسی جانور کے بولنے یا بیل گاڑی کے چلنے
کی آواز نہیں آ رہی تھی۔ آسمان پر چاند چمک رہا تھا اور برگد
کے بڑے بڑے درختوں کے اُوپر جھک آیا تھا۔

ماشان بے خیالی میں چھتری والی قبر پہ اُگی ہوئی گھاس کی طرف
دیکھ رہا تھا کہ اسے گھاس میں کوئی چیز حرکت کرتی محسوس ہوئی۔
اس نے غور سے دیکھا۔ قبر کی گھاس میں سے ایک جگہ مٹی ادھر
ادھر ہٹ رہی تھی۔ ماشان تیزی سے اُٹھا اور ایک طرف
ہٹ کر بیٹھ گیا۔ ماریا نے ماں کی قبر پہ پھر سے کتبہ لگایا۔
قبر پہ گھاس پھوس اور خشک پتے ڈال دیئے۔ جب وہ واپس
چھتری والی قبر کے پاس آئی تو دیکھا
کہ ماشان وہاں نہیں ہے۔
وہ اسے آواز دینے ہی لگی تھی کہ ماشان اِسے قبر کے پیچھے ایک
جھاڑی کی اوٹ میں بیٹھا نظر آ گیا۔ وہ اِس کے پاس آ کر بولی
”تم یہاں کیوں چھپے ہوئے ہو؟“

ماشان نے آہستے سے کہا۔
”ماریا بہن! قبر کی مٹی اوپر سے ہٹ رہی ہے“
ماریا کو تعجب ہوا۔ اس نے سرگوشی میں کہا۔
”یہاں سے اُٹھ کر پیچھے اِس بڑے درخت کے
پاس چلو“
ماریا نے ماشان کو ساتھ لیا اور قبر سے دُور ایک بڑے
درخت کے پیچھے بٹھا دیا اور کہا۔ ”تم اسی جگہ چھپے رہو۔ میں
دیکھتی ہوں قبر کی مٹی کہاں سے ہٹ رہی ہے“ یہ کہہ کر ماریا
تیزی سے چھتری والی قبر کے پاس گئی۔ وہ ایک دو قدم پیچھے ہٹ
کر غور سے قبر کو تکنے لگی۔ چاندنی میں قبر بالکل صاف نظر آ رہی تھی۔
قبر کے درمیان سے واقعی مٹی اِدھر اُدھر ہٹ رہی تھی پھر قبر کے
اندر سے بانس کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا باہر نکل آیا۔ بانس کا ٹکڑا تھوڑی
دیر اپنی جگہ پہ ساکت رہا پھر دائیں بائیں گھوم گیا۔ ایسا معلوم ہو رہا
تھا کہ جیسے کوئی قبر کے اندر بیٹھا بانس کے سوراخ کی مدد سے باہر
دیکھ رہا ہے کہ قبرستان میں کوئی دوسرا آدمی تو نہیں ہے؟ ماریا
زمین پر سے اُٹھ کر فضا میں بلند ہوئی اور قبر کے اوپر آ گئی بانس
کا ٹکڑا فوراً قبر کے اندر چلا گیا۔ ماریا کو شک ہوا کہ
کہیں قبر کے اندر بانس کی مدد سے کسی نے
اسے دیکھ تو نہیں لیا؟ وہ فضا میں تھوڑا نیچے آ گئی اب وہ قبر

سے میں اوپر کوئی چار فٹ بلند تھی۔ اس کی تعویں قبر پر بچھی ہوئی تھیں۔
اچانک قبر میں ایک طرف سے کھڑکی کھل گئی۔ یہ کھڑکی مٹی میں چھپی ہوئی تھی۔ کھڑکی کھلی تو اس کے اندر سے ایک ناٹے قد کا آدمی نکلا جس کے ہاتھ میں لمبی تلوار تھی۔ وہ قبر کے ایک طرف ہو کر بیٹھ گیا اور قبرستان کے پرانے دروازے کی طرف دیکھنے لگا۔ چاند اب برگد کے گھنے درختوں کے پیچھے ہو گیا تھا۔ اور قبرستان میں اندھیرا چھا گیا تھا۔ ماریا لپک کر ماشان کے پاس گئی کہ کہیں وہ گھبرا نہ جائے۔ اس کے کان میں سرگوشی کر کے اسے بتایا کہ ایک آدمی قبر کے اندر سے نکل کر قبر کی ایک طرف بیٹھ گیا۔ ہے اور قبرستان کے دروازے کی طرف تک رہا ہے۔ تم گھبرانا نہیں۔ یہاں کوئی پُراسرار بات ہونے والی ہے۔ میں پتہ کر کے آتی ہوں۔

ماریا یہ کہہ کر واپس قبر کے پاس آ گئی۔ ماشان نے اپنے آپ کو درختوں کے پیچھے جھاڑیوں میں اچھی طرح سے چھپا لیا۔ اس نے قبر سے ایک آدمی کو نکل کر قبر کی ایک طرف بیٹھتے دیکھ لیا اور واقعی ڈر رہا تھا کہ یہ کوئی بھوت تو نہیں ہے۔ ماریا کے بتانے سے اس کا خوف دور ہو گیا۔ اب وہ بڑی دلچسپی دیکھنے لگا کہ آدمی قبر سے کیسے باہر نکلا اور باہر نکل کر یہاں بیٹھا کس کا انتظار کر رہا ہے۔ اور اس قبر کے اندر کیا ہے؟

ماریا بھی اس معمے کو حل کرنا چاہتی تھی۔ وہ لپک کر قبرستان کے پرانے دروازے کی طرف گئی کہ دیکھنا چاہیئے وہاں کیا ہے جو یہ آدمی اس طرف اندھیرے میں گھور رہا ہے۔

قبرستان کا دروازہ پرانا چینی طرز کا دروازہ تھا جس کی چھوٹی سی ڈیوڑھی بھی تھی۔ اس ڈیوڑھی میں ماریا نے دو سایوں کو داخل ہوتے دیکھا۔ انھوں نے ایک چارپائی اٹھا رکھی تھی۔ ماریا نے جھک کر دیکھا۔ چارپائی پر ایک لڑکی لیٹی ہوئی تھی جو یا تو بے ہوش تھی یا سو رہی تھی۔ کیونکہ ماریا نے اس کے دل کو دھڑکتے دیکھ لیا تھا۔ لڑکی نے دلہنوں ایسے چمکیلے ریشمی کپڑے پہن رکھے تھے۔ گلے میں سونے کا ہار اور ہاتھوں میں سونے کی انگوٹھیاں تھیں۔ سر میں افشاں چھڑکی ہوئی تھی۔

یہ دونوں آدمی دلہن کی چارپائی کو قبر کے پاس لے آئے۔ چارپائی انھوں نے قبر کے پاس رکھ دی۔ قبر کے باہر بیٹھے تلوار والے آدمی نے پوچھا۔

"اس کی نقلی قبر بنا دی تھی؟"

چارپائی والے ایک آدمی نے کہا "ہاں۔ اس پر کتبہ بھی اس کے نام کا لگا دیا تھا۔ اب کوئی یہ نہیں کہہ سکے گا کہ یہ اس لڑکی کی قبر نہیں ہے"

ناٹے قد کے تلوار والے آدمی نے کہا۔

"چلو اب اسے نیچے لے چلو۔ ملی ٹانگ تمہارا انتظار کر رہا ہے۔ تم نے اتنی دیر کہاں لگا دی؟"
دوسرے آدمی نے کہا۔

"بڑی مشکل سے دُلہن کو وہاں سے اغوا کیا ہے۔ اس کی برات تو باہر آ کر بیٹھی تھی۔ ڈولی بالکل تیار تھی۔ بہت سے لوگ وہاں تھے۔"
ناٹے قد کے آدمی نے کہا۔

"اب زیادہ باتیں نہ کرو۔ دُلہن کو لے کر قبر میں آؤ۔ اور تم اس چارپائی کو قبرستان کے باہر لے جا کر کھڈ میں پھینک آؤ۔ جلدی کرو۔"

پہلا آدمی چارپائی کو اُٹھا کر قبرستان کے دروازے کی طرف بڑھا۔ بے ہوش دلہن کو انہوں نے قبر کی کھڑکی کے پاس زمین پر ڈال دیا تھا۔ ماریا بھاگ کر ماشان کے پاس گئی اور اسے سارا ماجرا سنایا اور کہا۔

"میں قبر کے اندر جا رہی ہوں۔ یہ دیکھنے کے لیے کہ یہ معمّہ کیا ہے اور یہ لوگ دُلہن کو کیوں اغوا کر کے لائے ہیں۔ ضرور انہوں نے ہی تمہاری بہن ماگی کو اغوا کیا ہے کیونکہ انہوں نے اس دُلہن کی قبر بھی نقل بنا کر اوپر اس کے نام کا کتبہ لگا دیا ہے۔ تم اسی جگہ رہنا۔ ماؤ، بالکل نہیں۔ میں اسی جگہ واپس آؤں گی۔"

ماریا قبر کے پاس واپس آئی تو وہ لوگ قبر میں جا چکے تھے۔ اور قبر کی کھڑکی بند ہو چکی تھی۔ مگر ماریا بڑی آسانی سے قبر کے اندر داخل ہو گئی۔ پہلے تو اسے قبر کے اندر کچھ بھی نظر نہ آیا۔ اس قدر گھُپ اندھیرا تھا کہ ایسا اندھیرا ماریا نے پہلے کہیں نہیں دیکھا تھا۔ پھر اسے آہستہ آہستہ اندھیرے میں دکھائی دینے لگا۔ اس نے دیکھا کہ قبر کے اندر ایک تنگ سا راستہ سرنگ کی طرح بنا ہوا ہے۔ کافی اندر جا کر سرنگ کشادہ ہو گئی۔ پھر وہاں روشنی ہونے لگی ماریا آگے گئی تو ایک دالان آ گیا۔ دالان میں ستونوں کے ساتھ لیمپ روشن تھے۔ دالان میں سیڑھیاں نیچے جاتی تھیں۔ ماریا نیچے گئی تو آگے ایک کھلا کمرہ تھا۔ جس کی چھت پر نیلے ستارے بنے ہوئے تھے۔ درمیان میں ایک پلنگ بچھا تھا۔ یہ پلنگ کالے پتھر کا تھا جس کے اوپر چھت پڑی تھی۔ پلنگ کی چھت میں ہیرے جواہرات کے بنے ہوئے انگوروں کے گچھے لٹک رہے تھے۔ پلنگ پر اطلس کے بستر پر ایک انسانی ہڈیوں کا ڈھانچہ بالکل سیدھا پڑا تھا۔

پلنگ کے پایوں کے پاس چار آدمی تلواریں لیے کھڑے تھے۔ یہ سب کے سب زرد رنگ کے چھوٹی آنکھوں والے

تھے۔ جس دلہن کو یہ لوگ قبر کے اندر لائے تھے وہ دو آدمیوں
نے اٹھا رکھی تھی۔ دلہن ابھی تک بے ہوش تھی۔ وہاں ایک
دوسری چارپائی لائی گئی۔ دلہن کو اس پر لٹا دیا گیا۔ چھوٹے
قد کا تلوار والا آدمی بھی وہاں آ گیا۔ اس کے ساتھ دو چینی
عورتیں بھی تھیں۔ ان عورتوں کی کمروں میں خنجر لٹک رہے
تھے۔ انہوں نے بے ہوش دلہن کو غور سے دیکھا اور سر ہلایا
کہ بالکل ٹھیک ہے۔ دیوار میں چھوٹے چھوٹے دروازے
بنے تھے۔ ان دروازوں میں سے تین آدمی اور تین عورتیں نکل
کر پلنگ کے پاس آ کر کھڑی ہو گئیں۔ ان کے ہاتھوں میں
چمکدار خنجر تھے۔ ان میں ایک بوڑھا چینی بھی تھا۔ جس کی سفید
مونچھیں نیچے لٹک رہی تھیں۔ اس نے آتے ہی پلنگ کے
گرد سات چکر لگائے۔ لوگ پیچھے پیچھے ہٹ گئے تھے۔
پھر انہوں نے بے ہوش دلہن کو اٹھا کر پلنگ پر انسانی ہڈیوں
کے ڈھانچے کے ساتھ لٹا دیا۔ سب لوگ پلنگ سے
چار چار قدم پیچھے ہٹ گئے۔ بوڑھے چینی نے جیب سے
ایک شیشی نکال کر کھولی۔ اس میں زرد رنگ بھرا ہوا تھا
بوڑھے چینی نے زرد رنگ کو پلنگ کے ارد گرد چھڑک دیا۔
اور چینی زبان میں اونچے اونچے منتر پڑھنے لگا۔ وہ ساتھ
ساتھ پلنگ کے گرد چکر بھی لگا رہا۔ ماریا ایک طرف کھڑی

دیکھ رہی تھی کہ یہ لوگ کرنا کیا چاہتے ہیں۔
بوڑھے چینی نے جب پورے بارہ چکر لگا لیے تو وہ
دوسرے اپنے آدمیوں اور عورتوں کی طرف دیکھ کر بولا۔
"شہزادہ چیانگ کی نئی دلہن آ گئی ہے۔ اس کی شادی
ہو گئی ہے۔ آج شہزادہ چیانگ کی شادی کا دن ہے
کل ہم دلہن کو اس کے ٹھکانے پر پہنچا دیں گے۔
چلو۔ اب اپنی اپنی جگہوں پر چلو"
سب عورتیں اور مرد دیواروں میں بنے ہوئے دروازوں
میں داخل ہو گئے۔ ماریا پلنگ کی طرف دیکھ رہی تھی جہاں
ایک بیکار۔ اور مردہ انسانی ڈھانچے کے ساتھ ایک زندہ بے
ہوش خوب صورت لڑکی پڑی تھی۔ وہ یہ دیکھنے کے لیے
کہ لڑکی کو ہوش آیا ہے کہ نہیں، پلنگ کی طرف بڑھی تو
اسے ایسا جھٹکا لگا جیسے کسی نے ماریا کو زور سے پیچھے
دھکیل دیا ہو۔ ماریا ٹھٹھک گئی۔ اس نے ایک بار پھر
پلنگ کی طرف بڑھنے کی کوشش کی۔ مگر اس بار بھی اسے
ویسا ہی زور کا جھٹکا لگا اور وہ پیچھے کو گر پڑی۔
ماریا سمجھ گئی کہ بوڑھے چینی نے جو پلنگ کے گرد چکر
لگائے تھے اور طلسمی زرد رنگ چھڑکا تھا یہ اس کا اثر ہے۔ پلنگ
کے گرد طلسم کا حصار بنا دیا گیا ہے۔ ماریا نے دیوار سے

"دروازوں کی طرف دیکھا۔ وہ یہ دیکھنا چاہتی تھی کہ باقی
کے لوگ کہاں چلے گئے ہیں۔ ماریا یہ ایک دروازے سے
گزر کر اندر گئی۔ اسے اندر کوئی آدمی یا عورت نظر نہ آیا
ہر کمرے کے آگے ایک کھلی ڈیوڑھی تھی جو خالی تھی۔ ڈیوڑھی
کے آگے ایک پتھر کی دیوار تھی جس میں ایک شگاف بنا
ہوا تھا۔ ماریا نے ہر شگاف میں سے اندر داخل ہونے کی کوشش
کی مگر حیرانی کی بات تھی کہ وہ اُس کے اندر داخل نہ ہو سکی
شگاف میں اندھیرا تھا مگر ماریا جب بھی اِس کے اندر جانے
کی کوشش کرتی۔ اسے ویسا ہی زور کا جھٹکا لگتا اور وہ
پیچھے کو گر پڑتی۔

ان شگافوں میں بھی جادو کر دیا گیا تھا۔

ماریا واپس آ گئی قبروں سے نکل کر وہ سیدھی ماشان
کے پاس پہنچی۔ ماشان قبرستان میں برگد کے درخت کے
پیچھے ابھی تک جھاڑی میں چھپا بیٹھا تھا۔ وہ اب قبرستان
کی فضا سے ڈرنے لگا تھا۔ ماریا نے جاتے ہی اسے آواز دی
اور کہا۔

"گھبراؤ نہیں ماشان! میں آ گئی ہوں۔"

ماشان نے جلدی سے پوچھا۔

"میری بہن کا کچھ پتہ چلا؟"

ماریا نے کہا۔

"ابھی تک اِس کا کچھ پتہ نہیں چلا۔ مگر امید پیدا
ہو چلی ہے کہ اس کا سراغ مل جائے گا۔"

پھر ماریا نے اِسے ساری کہانی کھول کر بیان کر دی اور
کہا۔

"اندر ایک چینی جادوگر ہے جس نے یہ سارا
خطرناک جال پھیلایا ہوا ہے۔ وہ کسی مردہ شہزادے
کے ڈھانچے کے ساتھ باہر سے اغوا کر کے لائی
ہوئی دلہنوں کی شادی رچاتا ہے۔ ایک رات دلہن
شہزادے کے مردہ ڈھانچے کے پاس پڑی رہتی ہے
اور دوسرے دن اسے کسی جگہ ٹھکانے لگا دیا
جاتا ہے۔ میں نے بھی پتہ کرنے اِن لوگوں کے پیچھے
پیچھے گئی تھی مگر ہر جگہ شگاف میں مجھے طلسمی جھٹکا
لگا اور میں اندر داخل نہ ہو سکی۔"

ماشان بولا۔

"میں نے سن رکھا ہے کہ چین کے جادوگروں کا
مقابلہ افریقہ کے جادوگر بھی نہیں کر سکتے۔ اگر
میری بہن کسی چینی جادوگر کے چنگل میں پھنس
گئی ہے تو پھر ہم کچھ نہیں کر سکتے۔ میرا تو یہی

مشورہ ہے کہ ہم اس جگہ سے واپس چلتے ہیں۔
اگر قسمت میں ہوگا تو میری بہن مجھے مل جائے
گی۔"

ماریا نے ماشان کو ڈانٹ کر کہا۔

"تم کیسے بھائی ہو کہ بہن کو مصیبت میں چھوڑ کر واپس
جا رہے ہو؟ اگر وہاں کسی نے طلسم کر رکھا ہے تو
کیا ہوا۔ ہم اس کا بھی کوئی نہ کوئی حل ڈھونڈھ
نکالیں گے۔ مجھے یقین ہے ماشان! تمہاری بہن
ان لوگوں کے پاس ہی کہیں ہے۔"

ماشان نے کہا۔

"یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ انہوں نے میری بہن کو مار
دیا ہو۔"

ماریا بولی۔

"جب تک تم اپنی بہن کی لاش نہیں دیکھ لیتے تمہارا
فرض ہے کہ تم اپنی بہن کی تلاش، اس کی کھوج
جاری رکھو۔ کیا میں غلط کہہ رہی ہوں؟"

ماشان کہنے لگا۔

"تم بالکل ٹھیک کہہ رہی ہو ماریا بہن! میرے دل
میں اپنی بہن کی محبت اتنی ہی ہے جتنی کہ ہر بھائی

کو اپنی بہن سے، وہ ہر بہن کو اپنے بھائی سے
ہوتی ہے مگر یہاں چینی جادوگر ہے۔ وہ ہو سکتا
ہے تم کو بھی کسی طلسم میں گرفتار کر لے۔"

ماریا بولی۔

"دیکھا جائے گا۔ لیکن ہم ماگی کی تلاش جاری
رکھیں گے۔ جب تک ماگی کو میں ڈھونڈھ نہیں نکالتی
میں چین سے نہیں بیٹھوں گی۔"

ماشان نے کہا۔

"میں بھی عہد کرتا ہوں کہ اپنی بہن کو اگر وہ زندہ ہے
تو ساتھ لیے بغیر یہاں سے واپس اپنے وطن
نہیں جاؤں گا۔"

ماریا اور ماشان وہیں بیٹھ گئے۔ ماریا نے کہا۔

"سب سے پہلے ہمیں یہاں کوئی ایسی جگہ تلاش
کرنی ہوگی۔ جہاں تم رہ سکو۔"

ماشان نے کہا۔

"یہ جگہ کوئی سرائے ہی ہو سکتی ہے۔ میرے
پاس سونے کے کچھ سکے ابھی تک ہیں۔ میں شہر
کی کسی سرائے کی کوٹھڑی میں رہ لوں گا۔ اس کے
بعد ہمیں کیا کرنا ہوگا؟ کیا ہم یہاں کے کوتوال

کی مدد نہ لیں؟"

ماریا نے آہستہ سے کہا۔

"ایسا کرنے سے تمہاری بہن اور دلہن کی زندگی خطرے میں پڑ جائے گی۔ ابھی ایک رات باقی ہے۔ کل صبح وہ نئی دلہن کو شہزادے کے ہڈیوں کے ڈھانچے سے اٹھانے آئیں گے۔ میں تمہیں کسی سرائے میں چھوڑ کر واپس آجاؤں گی۔"

اور وہ دونوں قبرستان سے نکل کر شہر میں آ گئے۔ شہر سو رہا تھا۔ گلیاں بازار سنسان تھے مگر قیصری سرائے میں تھوڑی رونق تھی۔ کچھ مسافر ابھی تک باہر بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔ سرائے کا مالک کمبل اوڑھے وہیں دیوار سے ٹیک لگائے اونگھ رہا تھا۔ ماشان کے پاس جا کر اسے سلام کیا اور کہا۔

"جناب ہمیں رہنے کے لیے ایک کوٹھڑی مل جائے گی؟"

سرائے کے مالک نے چونک کر ماشان کی طرف دیکھا اور بولا۔

"ہم سے کیا مطلب ہے تمہارا۔ کیا تمہارے ساتھ کوئی دوسرا شخص بھی ہے؟ تم تو مجھے اکیلے نظر آ رہے ہو۔"

اب ماشان کو اپنی غلطی کا احساس ہوا۔ اس کو ماریا کا

خیال آگیا تھا۔ جلدی بولا۔

"جی نہیں۔ میرے ساتھ کوئی نہیں۔ بس اکیلا ہی ہوں۔"

اس پر ماریا مسکرائی کیونکہ وہ تو اس کے ساتھ ہی تھی۔ لیکن سرائے کا مالک اسے نہیں دیکھ سکتا تھا۔ وہ اٹھا اور ماشان کو ایک کوٹھڑی کھول دی۔

"قالین بچھا ہے آپ یہاں آرام کر سکتے ہیں۔"

ماشان نے تھیلی میں سے چاندی کے دو سکے نکال کر سرائے کے مالک کو دیئے۔ ایک سکہ فرش پر گر پڑا۔ سرائے کا مالک اٹھانے کے لیے جھکا تو جھٹ سے ماریا نے اسے اٹھا لیا۔ چاندی کا سکہ غائب ہو گیا۔ سرائے کا مالک ادھر ادھر دیکھنے لگا۔

"ابھی تو یہاں فرش پر پڑا تھا۔ ابھی کہاں چلا گیا؟"

ماشان سمجھ گیا کہ یہ ماریا کی شرارت ہے۔ اس کے منہ سے نکل گیا۔

"شرارت نہ کرو!"

سرائے کے مالک نے پلٹ کر ماشان کی طرف دیکھا۔

"کون شرارت کر رہا ہے۔ تم کس سے بات کر رہے تھے؟"

ماریا نے جلدی سے سکہ نیچے فرش پر رکھ دیا۔ ماشان نے کہا۔

"میں آپ ہی سے کہہ رہا تھا کہ یونہی شرارت نہ کریں۔ یہ دیکھئے سکہ فرش پر پڑا ہے۔"

سرائے کے مالک نے سکہ فرش پر پڑا دیکھا تو اٹھا کر جیب میں ڈالا اور حیرت کی نظروں سے ماشان کو اوپر سے نیچے دیکھنے لگا

"تم مجھے کوئی جادوگر لگتے ہو۔ مگر میری سرائے میں جادو نہیں چلے گا تمہارا۔ میں نے بڑے بڑے جادوگروں کو یہاں سے بھگا دیا ہے۔"

ماشان نے کہا۔

"بابا! میں کوئی جادوگر نہیں ہوں۔ سکہ آپ کو نظر نہیں آرہا تھا ورنہ وہ تو فرش پر تھا۔"

سرائے کا مالک بڑبڑاتا ہوا چلا گیا۔ جب وہ چلا گیا تو ماریا نے کہا۔

"بڑا بدتمیز ہے یہ شخص۔ تم کہو تو اس کو ذرا تھوڑا سا کرشمہ دکھاؤں اپنا؟"

ماشان نے کہا۔

"نہیں۔ نہیں ماریا بہن! ہمارے پاس اتنا وقت نہیں

ہے۔ تمہیں واپس قبرستان بھی جانا ہے؟"

ماریا بولی۔

"ٹھیک ہے۔ میں جا رہی ہوں۔ اب تم اسی سرائے میں رہنا۔ میں تمہاری بہن کا پورا سراغ لگا کر ہی واپس آؤں گی۔ خدا حافظ۔"

"خدا حافظ!" ماشان نے کہا۔

ماریا کوٹھڑی سے نکل کر باہر آئی تو دیکھا کہ سرائے کا مالک اسی طرح دیوار کے ساتھ لگا کمبل اوڑھے اونگھ رہا ہے۔ ماریا کو شرارت سوجھی۔ وہ اس کے قریب جا کر جھک گئی اور سرائے کے مالک کے کان میں آہستہ سے کہا۔

"میں موت ہوں اور تمہاری روح نکالنے آئی ہوں۔"

سرائے کا مالک گھبرا کر اٹھ بیٹھا۔ اس کا سانس تیز تیز چلنے لگا۔ چہرہ زرد ہو گیا۔ ماریا نے ایک بار پھر سرگوشی کی۔

"مرنے کے لیے تیار ہو جاؤ۔ تیار ہو جاؤ۔"

سرائے کا مالک ایک دم سے چیخ مار کر ایک طرف بھاگ گیا۔

ماریا وہاں سے سیدھی پرانے چینی قبرستان میں آ گئی۔

رات ڈھلنے لگی تھی۔ وہ اس زمین دوز تہہ خانے والے بڑے کمرے میں آئی جہاں پلنگ پر بے ہوش دُلہن چینی شہزادے کے ہڈیوں کے ڈھانچے کے ساتھ پڑی تھی۔ وہاں کوئی اور شخص نہیں تھا۔ ماریا پلنگ کے قریب گئی۔ اسے پھر ڈر لگا اور پیچھے کو ہٹی۔ ماریا سوچ میں پڑ گئی کہ آخر اس طلسم کا کیا علاج کرے؟ تھوڑی دیر بعد باہر رات گہری ہو گئی اور دن کی نیلی روشنی آسمان پر جھلکنے لگی۔ ماریا کو قدموں کی چاپ سنائی دی۔

اس نے پلٹ کر دیکھا۔ چار آدمی دیوار کے گول دروازوں میں سے نکل کر پلنگ کی طرف بڑھ رہے تھے۔ انہوں نے لکڑی کا تختہ اٹھا رکھا تھا۔ اُن کے ساتھ چینی جادوگر بھی تھا۔ لکڑی کا تختہ پلنگ کے ساتھ لگا دیا گیا۔ چینی جادوگر نے آگے بڑھ کر دُلہن کو اُٹھایا۔ اُسے لکڑی کے تختے پر ڈالا اور کچھ طلسم پڑھ کر پھونکا۔

”دیوہ دُلہن کو لے چلو۔“

ور دونوں آدمیوں نے تختہ اُٹھا لیا اور بے ہوش دُلہن کو لے کر ایک دروازے میں داخل ہو گئے اب ماریا بھی اِن کے ساتھ ساتھ تھی۔ چینی جادوگر منتر پڑھتا آگے آگے جا رہا تھا۔ ایک جگہ سیڑھیاں اُتر گئے۔ ماریا نے دیکھا کہ آگے ایک سرنگ تھی جس میں ایک نہر بہہ رہی تھی۔ چینی جادوگر

نے ہاتھ کا اشارہ کیا۔ دُلہن کا تختہ پانی کے اوپر رکھ کر چھوڑ دیا گیا۔ تختہ دُلہن کو لے کر پانی میں بہنے لگا۔ چینی جادوگر نے بلند آواز میں ایسے منتر پڑھنے شروع کیے جو ماریا کی سمجھ میں بھی نہیں آ رہے تھے۔ انہوں نے دُلہن کو جیسے رخصت کر دیا تھا۔

ماریا نے اِن لوگوں کو وہیں چھوڑا اور سرنگ میں داخل ہو گئی۔ تختے پر سیدھی لیٹی بے ہوش دُلہن پانی میں بہی جا رہی تھی سرنگ میں اندھیرا چھا گیا۔ پانی کے شور کی ہلکی آواز بلند ہو رہی تھی۔ ماریا تختے کو دیکھ رہی تھی۔ وہ اس کے ساتھ ساتھ چلتی گئی۔ کافی آگے جا کر سرنگ میں پھیکی پھیکی روشنی ہونے لگی۔ سرنگ ایک کھلی جگہ میں آ کر ختم ہو گئی۔ پانی ایک ندی میں گر گیا۔ دُلہن کا تختہ بھی ندی میں آ گیا۔ ماریا نے دیکھا کہ یہ ایک قدیم قلعے کا ویران باغ ہے۔ جس کی روشوں پر گھاس اُگ رہی ہے۔ سامنے کچھ فاصلے پر آگے کو جھکے ہوئے پرانے محل کا پھاٹک ہے۔ پھاٹک کے درمیان میں بہت بڑے گرمچھ کا بُت دکھا ہے۔

اس محل کے دروازے میں سے دو زرد رنگ کے چینی نکلے۔ انہوں نے پیلے لمبے کُرتے پہن رکھے تھے۔ اِن کے ہاتھوں میں خنجر تھے۔ وہ سیدھا ندی پر آئے۔ تختے پر سے

دلہن کو اٹھایا اور محل کے پھاٹک کی طرف چلے ماریا بھی ان
کے پیچھے پیچھے چلی۔ وہ یہ معلوم کرنا چاہتی تھی کہ یہ لوگ دلہن
کو کہاں لیے جا رہے ہیں اور ضروری بات ہے کہ وہاں ماتان
کی بہن مائی بھی ضرور ہوگی۔ دونوں چینی بے ہوش دلہن کو
محل کے ایک کمرے میں لے گئے۔ کمرے میں پرانے قالین
بچھے تھے۔ ان پر ایک لکڑی کی کرسی پڑی تھی۔ بے ہوش
دلہن کو انہوں نے کرسی پر بٹھا دیا اور دیکھتے دیکھتے خنجر سے
اس کے سر کے بال کاٹ ڈالے۔ اس کا دلہنوں والا لباس
اتار کر اسے زرد رنگ کا ایک لمبا کرتا پہنا دیا۔ پھر ایک چینی
نے دلہن کے منہ پر ایک پھونک ماری۔

دلہن کو ہوش آ گیا۔ ہوش میں آتے ہی اس نے چینیوں
کو دیکھا اور کہا۔

"میں شہزادے یوتانگ کی بیوہ ہوں۔ میں ساری
زندگی تمہاری خدمت کروں گی۔"

دونوں چینی ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر مسکرائے۔
ایک چینی نے دلہن سے کہا۔

"تم ہماری کنیز ہو۔ ہم شہزادے یوتانگ کے
کے بھائی ہیں۔ تم ہماری خدمت کرو
گی۔"

دلہن بولی۔

"میں شہزادے کی بیوہ ہوں۔ میرا شہزادہ مر چکا
ہے۔ میں تمہاری خدمت کروں گی۔"

دوسرے چینی نے ایک طرف اشارہ کیا اور بولا۔

"کنیز اس کمرے میں پلنگ پر تمہاری ٹوپی رکھی
ہے جا کر اسے پہن لو اور واپس ہمارے پاس
آؤ۔"

دلہن اپنے آپ اٹھ کر آہستہ آہستہ چلتی کمرے میں گئی
جب واپس آئی تو اس کے سر پر مگرمچھ کی کھال کی بنی ہوئی
چھوٹی سی ٹوپی تھی۔ جس پر مگرمچھ کا چھوٹا سا سر بنا ہوا تھا۔
دلہن نے کمرے سے آتے ہی ہاتھ باندھ کر دونوں چینیوں
کے آگے سر جھکا دیا اور خواب ایسی آواز میں کہا

"میں مگر دیوتا کی داسی ہوں۔ مجھے مگر دیوتا
کے پاس لے چلو۔"

دونوں چینیوں نے ایک دوسرے کو دیکھ کر آہستہ سے
سر ہلایا۔ پھر انہوں نے دلہن کو ساتھ لیا اور پرانے قلعے
کے دروازے کی طرف چلے۔ ماریا یہ سارا تماشا دیکھ رہی
تھی۔ اس نے ابھی تک اس ڈرامے میں کوئی دخل نہیں دیا
تھا۔ کیونکہ اسے یقین تھا کہ یہ دلہن وہاں جا رہی ہے

جہاں اسے ماشان کی بھن مائی بھی ضرور مل جائے گی۔

پچھاٹک کی دوسری طرف دو گھوڑے بالکل تیار کھڑے تھے۔ چینیوں نے دلہن کو گھوڑے پر بٹھایا اور گھوڑے دوڑاتے جنگل میں دریا کے کنارے کنارے روانہ ہو گئے ماریا رات کے سروں کے اوپر اڑ رہی تھی۔ یہ گھوڑسوار دریا کے کنارے گھوڑے دوڑاتے جنگل میں دور ایک ایسی جگہ پہنچے جہاں زرد بھوری چٹانیں ساتھ ساتھ ابھری ہوئی تھیں۔ ان چٹانوں کے آگے ایک ٹیلے پر مگرمچھ کے بہت بڑے بت کے سامنے میں ایک مندر بنا ہوا تھا۔ گھوڑسوار مندر کے دروازے پر رک گئے۔ انھوں نے دلہن کو مندر کے ایک کمرے میں بٹھایا اور کہا۔

”مگر دیوتا کی داسی! تم اس کوٹھڑی میں ٹھہرو۔ ابھی مگر دیوتا تمہیں ملنے آئیں گے۔“

دلہن نے کہا۔

”مجھے مگر دیوتا پر قربان کر دو۔ میں مگر دیوتا کی داسی ہوں۔“

چینی بولا۔

”ابھی مگر دیوتا آتا ہے۔ وہ تمہیں لے جائے گا۔“

دلہن زمین پر مگرمچھ کی طرح لیٹ گئی۔ چینی کوٹھڑی سے نکل کر مندر کے برآمدے سے گزر کر مندر کے پجاری کے کمرے میں گئے۔ وہ چوکی پر ریشمی لباس پہنے بیٹھا تھا۔ ایک عورت اس کے سر میں تیل کی مالش کر رہی تھی۔ چینیوں کو دیکھ کر پجاری نے اشارہ کیا عورت چلی گئی۔ پجاری تولیے سے ماتھا پونچھتے ہوئے بولا۔

”تم مال لے کر آئے ہو یا خالی ہاتھ ہو؟“

چینی نے کہا۔

”مگر دیوتا کی دلہن داسی لے کر آئے ہیں۔“

پجاری کے چہرے پر خبیث قسم کی مسکراہٹ آ گئی۔

بدروحوں کی چٹان

پجاری نے کمرے میں آکر دُلہن کو دیکھا اور کہا۔
"میں مگر دیوتا کا پجاری ہوں۔ تم آج مگر دیوتا
کے پاس چلی جاؤ گی"
دُلہن اٹھ کر بیٹھ گئی اور بولی۔
"میں مگر دیوتا کی دُلہن ہوں۔ مجھے مگر دیوتا پر
قربان کر دو!"

پجاری بولا۔
"تمہیں قربان کرنے کے لیے ہی لایا گیا ہے"
پھر وہ چینیوں کو دوسرے کمرے میں لے گیا۔ وہاں جا
کر اس نے سونے کے سکوں سے بھری ہوئی دو تھیلیاں انہیں
دیں۔ دونوں چینی بڑے خوش خوش واپس چلے گئے۔ اب
پجاری نے تالی بجائی۔ ایک آدمی جس نے سر پہ مگرمچھ کے
منہ والی ٹوپی پہن رکھی تھی وہاں آگیا۔ پجاری نے کہا۔
"ایک اور دُلہن آگئی ہے۔ ایک دُلہن پہلے ہماری

قید میں ہے۔ قربانی کی تیاری کرو۔ ہم تھوڑی دیر
بعد دونوں دلہنوں کو مگر دیوتا کے نام پر قربان
کریں گے"
مگرمچھ کی ٹوپی والے آدمی نے سر جھکا دیا وہ بولا۔
"قربانی کی تیاریاں شروع کرتا ہوں"
ماریا اس آدمی کے پیچھے پیچھے گئی مندر کے درمیان میں
قربانی کی جگہ تھی۔ یہاں ایک چبوترے میں آگ کا گڑھا تھا
جس میں آگ دہک رہی تھی۔ اس کے اوپر ایک تیل سے
بھرا ہوا کڑاہ رکھ دیا گیا۔ سات آدمی ایک طرف ادب
سے کھڑے ہو گئے۔ کڑاہ کے پیچھے ایک مگرمچھ کا بڑا بت بنا
ہوا تھا۔ اس کا منہ کھلا تھا۔ چینی آدمیوں نے ڈھول تاشے
بجا کر منتر گانے شروع کر دیے۔ ماریا سمجھ گئی کہ دوسری
دُلہن سے مراد ماگی ہے۔ جو ماشان کی بہن ہے۔ وہ بھاگ کر
دُلہن کی کوٹھڑی میں گئی۔
وہاں ایک بوڑھا چینی پہلے سے موجود تھا اور دُلہن کے
بازوؤں پر کالے رنگ کا دھاگہ باندھتے ہوئے آہستہ آہستہ
کہہ رہا تھا۔
"میری بچی تمہارے ساتھ ظلم ہو رہا ہے۔ میں
نے کئی معصوم لڑکیوں کو خبیث مگرمچھ پہ قربان

ہوتے دیکھا ہے۔ انہیں کھولتے تیل کے کڑاہے میں
پھینک دیا گیا۔ اب میں یہ برداشت نہیں کر سکتا۔
میرے ساتھ چلو۔ میں تمہیں اور دوسری دُلہن کو یہاں
سے نکال کر تمہارے گھر پہنچا دوں گا۔"

ماریا وہیں ٹھٹھک گئی۔ وہ اس بوڑھے چینی کے جذبۂ ہمدردی
سے بڑی متاثر ہوئی۔ دُلہن پر اس کی باتوں کا کوئی اثر نہیں ہو
رہا تھا۔ اس پر تو جادو کر دیا گیا تھا۔ وہ بار بار کہہ رہی تھی۔

"مجھے منگو دیوتا پر قربان کر دو۔ مجھے منگو دیوتا پر
قربان کر دو۔"

اتنے میں ایک جلاد قسم کا چینی دوسری دُلہن کو بھی وہاں
لے آیا۔ یہ گوری چٹی لڑکی تھی۔ اس کے سر پر بھی منگو مچھ
کے منہ والی چھوٹی ٹوپی تھی۔ ماریا نے اسے دیکھا تو اسے
یقین ہو گیا کہ یہی ماشان کی بہن ماگی ہے۔ اس کی شکل چینیوں
جیسی نہیں تھی اس کے نقش برازیلی لڑکیوں ایسے تھے۔ جلاد
چینی نے کہا۔

"بابا! اسے بھی مقدس کالا دھاگہ باندھ دو اور
جلدی سے تیار کرو۔ قربانی کی تیاریاں مکمل ہو چکی
ہیں۔"

رحم دل چینی نے دوسری دُلہن کو رحم بھری نظروں سے

دیکھا اور بولا۔

"تم جاؤ۔ میں تھوڑی دیر میں اسے بھی تیار کر دیتا
ہوں۔ مجھے مقدس منتر بھی پڑھنے ہیں۔"

جلاد چینی بولا۔

"مگر جلدی کرو۔ پجاری قربان گاہ پر پہنچنے ہی والا
ہے۔"

جلاد چینی چلا گیا تو رحم دل چینی نے دوسری دُلہن کی طرف
دیکھ کر کہا۔

"بیٹی کیا تم اپنی جان بچا کر یہاں سے نکلنا چاہتی ہو!
یہ لوگ تمہیں بھی جلتے ہوئے تیل میں ڈال دیں گے۔
یہ تمہارے ساتھ ظلم ہو گا۔"

دوسری دُلہن نے بھی خواب ایسی آواز میں کہا۔

"میں منگو دیوتا کی دُلہن ہوں۔ مجھے منگو دیوتا پر قربان
کر دو۔"

رحم دل چینی نے مایوسی سے سر ہلایا اور چھت کی طرف دیکھ
کر بولا۔

"میرے خدا! مجھے معاف کر دینا۔ میں نے اپنا
فرض پورا کر دیا ہے۔ ان پر طلسم کیا گیا ہے۔ اس
طلسم کو میں نہیں توڑ سکتا۔"

اب ماریا نے اپنی اصلی آواز میں کہا۔
"بابا! تم فکر نہ کرو۔ خدا کے حکم سے میں ان
کی مدد کرنے یہاں آئی ہوں۔ میں انہیں یہاں سے
نکال کر لے جاؤں گی۔"
رحم دل چینی نے چونک کر جدھر سے ماریا کی آواز آئی تھی
ادھر دیکھا۔
"تم — تم کون ہو بیٹی؟"
ماریا نے کہا۔
"بابا! میں بھی تمہاری بیٹی ہی ہوں۔ مگر میں کسی
کو نظر نہیں آتی۔"
بوڑھا چینی بولا۔
"کیا — کیا تم ایک روح ہو؟"
ماریا نے کہا۔
"نہیں بابا! میں جھوٹ نہیں بولوں گی۔ میں روح
نہیں ہوں۔ مگر میں غائب ہوں۔ اور میرے
پاس خدا کی دی ہوئی بہت طاقت ہے۔ میں ان
دونوں کو یہاں سے نکالنے میں تمہاری مدد کروں
گی۔"
بوڑھے چینی نے کہا۔

"یہ تو جانے پر راضی نہیں ہیں۔ تم انہیں کیسے لے
جاؤ گی؟ ادھر وقت بھی تھوڑا ہے۔"
ماریا بولی۔
"میں جانتی ہوں۔ میں دیکھ آئی ہوں کہ کڑاہ میں
تیل کھولنے لگا ہے۔ مگر تم فکر نہ کرو۔ مجھے یہ بتاؤ
کہ میں انہیں لے کر یہاں سے کس طرف جاؤں؟
کیونکہ مجھے معلوم نہیں کہ یہاں سے کاشان شہر کو کون
سا راستہ جاتا ہے۔"
بوڑھا چینی بولا۔
"اگر تم کسی طرح ان کو یہاں سے نکال سکتی ہو
تو نکال کر مجوری چٹانوں کے میدان کے پار دریا
بہتا ہے۔ اس دریا کی دوسری طرف سرخ پہاڑ میں
ایک غار ہے۔ تم ان دونوں کو لے کر اس غار میں
پہنچ جاؤ مگر خیال رکھنا۔ یہ بار بار ادھر آنے
کی کوشش کریں گی کیونکہ ان پر مگر دیوتا کے طلسم
کا اثر ہے۔ جب تک میں وہاں نہ آؤں تم انہیں
غار سے باہر مت نکلنے دینا۔"
دو جلاد اندر آ گئے۔
"قربان ہونے والی دلہنوں کو لے کر چلو۔ بابا قربانی

تیار ہے؟

بوڑھا چینی ہڑ بڑا کر اِدھر اُدھر تکنے لگا۔ جیسے ماریا کو تلاش کر رہا ہو۔ ماریا دونوں جلادوں کے قریب آگئی۔ اس نے ایک جلاد کی گردن پر پیچھے کی طرف سے زور سے ہاتھ مارا۔ ماریا کے ہاتھ کی طاقت کا اندازہ صرف جلاد ہی کر سکتا تھا۔ وہ منہ کے بل آگے کو گرا۔ اور پھر نہ اٹھ سکا دوسرا جلاد اس کی طرف بڑھا کہ دیکھے اسے کیا ہو گیا ہے ماریا نے ایک ہاتھ دوسرے جلاد کی گردن پر بھی دے مارا۔ وہ بھی پہلے جلاد کے اوپر گر پڑا۔ دونوں دلہنیں خاموش کھڑی تھیں۔

بوڑھے چینی نے گھبرا کر کہا۔

"بیٹی اب کیا ہوگا؟ یہ تو مر گئے ہیں"

ماریا نے کہا۔

"بابا گھبراؤ نہیں میں ان دونوں لڑکیوں کو یہاں سے سُرخ پہاڑ والے غار میں لیے جا رہی ہوں"

ماریا نے اس کے ساتھ ہی دونوں لڑکیوں کو اٹھا لیا۔ بوڑھے چینی کی آنکھوں کے سامنے دونوں لڑکیاں غائب ہو گئیں۔ ماریا دونوں کو لے کر کمرے سے نکل اور پھر مندر کے صحن میں آکر فضا میں بلند ہو کر پرواز

کر گئی اس کے جانے کے بعد بوڑھا چینی جُھک کر دونوں جلادوں کو دیکھ رہا تھا کہ اچانک بڑا پجاری چھ سات آدمیوں کے ساتھ کمرے میں آکر گرجا۔

"تم اتنی دیر کس لیے لگا رہے ہو؟"

اس کی نظر جب فرش پر اوندھے پڑے جلادوں پر پڑی اور اس نے دیکھا کہ دونوں لڑکیاں بھی غائب ہیں تو وہ غضبناک ہو کر بولا۔

"لڑکیاں کہاں ہیں؟ ان کو کس نے ہلاک کیا؟"

بوڑھا چینی خوف کے مارے لرز اُٹھا۔ اسے اپنی موت سامنے نظر آ رہی تھی۔ یہ ایک بھیانک موت تھی۔ اسے کھولتے ہوئے تیل میں ڈالا جانا تھا۔ بوڑھے چینی نے ہاتھ باندھ دیے۔

"پجاری جی! میں۔ میں بے قصور ہوں۔ میں بے قصور ہوں"

پجاری زور سے چیخا۔

"دلہنیں کہاں ہیں؟"

بوڑھا پجاری کانپ اٹھا

"میں بے قصور ہوں عظیم پجاری"

پجاری نے بوڑھے چینی کو گردن سے پکڑ کر جھنجھوڑا اور

چلایا۔

"اسے قربان گاہ پر لے چلو"

اور پجاری کے آدمیوں نے فوراً بوڑھے چینی کو پکڑ لیا اور
اسے قربان گاہ کی طرف گھسیٹنا شروع کر دیا۔ دوسری طرف
ماریا کو معلوم تھا کہ اب اس کے پیچھے بوڑھے چینی کی خیر نہیں
ہے۔ اس نے دونوں لڑکیوں کو سرخ پہاڑ کے غار میں بٹھا
کر باہر غار کا منہ ایک بھاری پتھر سے بند کر دیا اور جب
اسے یقین ہو گیا کہ اب یہ لڑکیاں غار سے باہر نہیں نکل
سکیں گی اور انہیں غار میں تازہ ہوا بھی ملتی رہے گی تو
وہ فضا میں پرواز کر گئی۔ اس کا رخ مگرمچھ کے مندر کی طرف
تھا۔

جب وہ مندر میں پہنچی تو بوڑھے چینی کا آخری وقت
تھا۔ کڑاہے میں تیل کھول رہا تھا۔ پجاری اور اس کے
ساتھی چبوترے سے ہٹ کر کرسیوں پہ بیٹھے تھے
دو آدمیوں نے بوڑھے چینی کو پکڑ رکھا تھا اور وہ اُسے
کھولتے ہوئے تیل میں ڈالنے کے لیے مگرمچھ کے بُت کے
اوپر لیے جا رہے تھے۔ جس بدنصیب کی قربانی دینی ہوتی تھی
اسے مگرمچھ کے منحوس بت کے اوپر سے تیل کے کڑاہ
میں پھینک دیا جاتا تھا۔ بوڑھے چینی کے چہرے پر موت

تھوڑا بہت خوف بھی تھا اور اطمینان سا بھی تھا۔ جب اسے
مگرمچھ کے بت کے منہ پہ کھڑا کر دیا گیا تو بوڑھے نے چلا کر کہا

"مجھے خوشی ہے کہ میں دو بے گناہ معصوم لڑکیوں
کی جان بچانے میں کامیاب ہو گیا ہوں"
پجاری نے بلند آواز میں کہا۔
"اگر تم اب بھی بتا دو کہ دونوں لڑکیاں کہاں
ہیں۔ تو تمہاری جان بچ سکتی ہے"
بوڑھے چینی نے فوراً جواب دیا۔
"میں اپنی جان پہ کھیل جاؤں گا مگر
لڑکیوں کے بارے میں کچھ نہیں بتاؤں گا"

پجاری نے غضبناک آواز میں کہا۔
"اسے کھولتے ہوئے تیل میں ڈال دو"
دونوں آدمیوں نے بوڑھے چینی کو نیچے دھکا دے
دیا۔ نیچے آگ پر رکھے کڑاہے میں تیل کھول رہا تھا۔
بوڑھے چینی کے گرنے کی دیر تھی۔ کہ وہ جل کر کوئلہ ہو
جاتا۔ مگر ماریا اس سے بے خبر نہیں تھی۔ جونہی بوڑھا
چینی نیچے گرا۔ اس نے لپک کر اسے اپنے ہاتھوں میں لے

لیا۔ بوڑھا چینی ماریا کے ہاتھوں میں آتے ہی غائب ہوگیا
اس کو غائب ہوتا دیکھ کر سب ہکا بکا ہو کر ایک
دوسرے کا منہ تکنے لگے۔ پجاری اُٹھ کھڑا ہوا وہ بوکھلایا
ہوا تھا۔

"یہ۔ یہ کہاں چلا گیا؟ کیا ـــــ کیا وہ جادو
جانتا تھا؟"

سب اِدھر اُدھر بھاگے۔ کسی نے کڑاہے میں جھانک
کر دیکھا۔ بوڑھا چینی کہیں بھی نہیں تھا۔ پجاری بھی اندر
سے کچھ خوفزدہ سا ہوگیا تھا۔ کیونکہ اس نے اپنی آنکھوں
سے دیکھا تھا کہ بوڑھے کو اوپر سے نیچے گرایا گیا اور
وہ تیل کے کڑاہے تک آتے آتے درمیان میں ہی
غائب ہوگیا تھا۔ وہ باہر کی طرف دوڑا مگر راستے میں
ماریا کھڑی تھی اس نے دوسرے ہاتھ سے پتھر دل قاتل
پجاری کو گردن سے دبوچ لیا اور بولی۔

"اتنی بے گناہ معصوم لڑکیوں کو کھولتے تیل میں
ڈالنے کے بعد تم کہاں بھاگ رہے ہو؟"

غیبی عورت کی آواز سن کر پجاری پر دہشت طاری
ہوگئی اس سے بولا نہ گیا۔ آواز اس کے حلق میں پھنس
کر رہ گئی۔ ماریا نے اسی طرح گردن سے پکڑ کر اسے

اُٹھایا اور تیل کے کڑاہے میں پھینک دیا۔ شعلوں کی لوز
کے ساتھ قاتل پجاری کی چیخیں بلند ہوئیں۔ اور دوسرے ہی
لمحے خاموشی چھا گئی۔ لوگ گھبرا کر ڈر کر وہاں سے بھاگ
گئے تھے ماریا نے مگرمچھ کے بُت کو اُٹھا کر زور سے
پٹخ دیا۔ بت پاش پاش ہوگیا۔ اس کے آدھے
ٹکڑے کھولتے ہوئے تیل میں گرے۔ تیل اُچھل کر باہر
گرا۔ اس کے ساتھ ہی قاتل پجاری کی سمٹی ہوئی سکڑی ہوئی
تلی ہوئی پکوڑے جیسی لاش بھی باہر جا گری۔ سچ ہے
ظلم کرنے والوں کا انجام ہمیشہ خوفناک ہوتا ہے۔ جو دوسروں
کے لیے گڑھا کھودتا ہے خود بھی کنوئیں میں گرتا ہے۔

ماریا بوڑھے چینی کو کاندھے پر بٹھا کر سرخ پہاڑی پر
گئی۔ اس نے بوڑھے چینی کو آزاد کر دیا اور کہا۔

"غار کے اندر دونوں لڑکیاں بند ہیں۔ میں نے غار
کے منہ پر یہ پتھر رکھ دیا تھا!"

بوڑھے چینی نے کہا۔

"بیٹی! تمہاری بے پناہ طاقت کو میں مان گیا ہوں یہ
تمہارا ہی کام تھا۔ کوئی دوسرا ہوتا تو میں اس وقت
جل کر کوئلہ ہو گیا ہوتا۔"

پھر غار کی طرف دیکھا اور کہنے لگا۔

"تم نے اچھا کیا جو یہ بھاری چٹان ایسا پتھر غار
کے منہ کے آگے رکھ دیا۔ مگر پھر بھی اندر جا
کر تسلی کر آؤ کہ دونوں لڑکیاں غار میں ہی ہیں"
ماریا غار کے اندر چلی گئی۔ دونوں لڑکیاں مگرمچھوں کی طرح
زمین پر لیٹی ہوئی تھیں اور ان کے منہ کھلے ہوئے تھے۔ اس
نے باہر آ کر بوڑھے چینی کو بتایا کہ دونوں لڑکیاں اندر ہی
ہیں۔ تب ماریا نے بوڑھے چینی سے پوچھا۔
"بابا! میرے اندر خدا نے بڑی طاقت رکھ دی ہے
مگر میں جادو کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ ان دونوں
پر کیا گیا جادو کیسے ٹوٹ سکتا ہے"
اس پر بوڑھا چینی ایک پل کے لیے چپ ہو گیا۔ پھر
اس نے چہرہ اٹھایا اور بولا۔
"یہاں سے دور۔ جہاں ملک چین کی سرحد ختم
ہوتی ہے وہاں میٹھے پانی کی ایک بہت بڑی جھیل
ہے۔ جو آگے جا کر جاپان کے سمندر میں جا گرتی ہے۔
اس جھیل کے وسط میں ایک بہت بڑی سیاہ
چٹان پانی سے باہر نکلی ہوئی ہے۔ اس چٹان کو
موت کی چٹان بھی کہا جاتا ہے۔ کیونکہ اس چٹان
کے اوپر سے اگر کوئی پرندہ بھی گزرے تو وہ تڑپ

کر چٹان پر گرتا ہے۔ اور پاش پاش ہو جاتا ہے۔ اگر
کوئی انسان اس چٹان کے قریب چلا جائے تو چٹان اسے
اپنی طرف کھینچ لیتی ہے وہ بدقسمت انسان اتنی
زور سے چٹان کے ساتھ ٹکراتا ہے کہ اس کے جسم
کے چیتھڑے اڑ جاتے ہیں۔ چٹان کے اندر ایک تاریک
غار ہے۔ اس غار میں سے ہزاروں کیڑے مکوڑے
نکل کر انسانی جسم کو چمٹ جاتے ہیں اور ایک پل
میں اسے چٹ کر جاتے ہیں جب کبھی رات کو
زبردست طوفان آتا ہے۔ موسلا دھار بارش ہوتی ہے
اور بجلی کڑکتی ہے بادل گرجتے ہیں۔ تو کہتے ہیں
کہ جھیل سے نکل کر ایک کالا مگرمچھ اس غار میں آتا
ہے۔ اور دیر تک غار کی دیوار سے اپنا جسم رگڑتا
رہتا ہے۔ اس وقت اس کے جسم سے ایک
کالا پتھر ایسا ٹکڑا الگ ہو کر گر پڑتا ہے۔ اگر
کوئی اس کالے پتھر کے ٹکڑے کو وہاں سے
اٹھا لائے اور اسے پانی میں ڈال کر دونوں
لڑکیوں کو پلا دیا جائے تو ان کا جادو ٹوٹ
جائے گا اور ان کی یاد داشت واپس آ جائے
گی۔ مگر یہ کام اتنا مشکل اور دشوار ہے کہ ہم

میں سے کوئی بھی نہیں کر سکتا۔"
ماریہ نے غور سے بوڑھے چینی کی ساری بات سنی۔ پھر بولی۔

"مگر بابا کیا میں بھی غار میں داخل نہیں ہو سکتی؟ میں تو غائب ہوں۔ میرا تو کوئی جسم نہیں ہے۔"
بوڑھے چینی نے کہا۔

"بیٹی! مجھے شک ہے کہ کہیں تم بھی اس مصیبت میں گرفتار نہ ہو جاؤ۔ کیونکہ سیاہ موت کی چٹان میں سے جادو کی ایسی شعاعیں نکلتی ہیں۔ جو جسم اور روح دونوں کو جکڑ لیتی ہیں۔ ہمارے بزرگ کہا کرتے تھے کہ اس چٹان کے قریب سے گزرتی ہوئی بدروحیں چٹان سے ٹکرا کر وہیں چپک گئیں۔ یہ بدروحیں موت کی چٹان کے قریب سے گزر رہی تھیں کہ موت کی چٹان نے انہیں اپنی طرف اتنی زور سے کھینچ لیا۔ وہ وہیں چٹان کے ساتھ چپک کر رہ گئیں۔ اور کہتے ہیں کہ آج تک اسی چٹان سے چپکی ہوئی ہیں۔ اسی لیے اس چٹان کو بدروحوں کی چٹان بھی کہا جاتا ہے۔ اب تم خود ہی فیصلہ کرو کہ کیا تم یہ خطرہ مول لے سکتی ہو؟"
ماریا نے کہا۔

"مگر بابا یہ ان دونوں معصوم لڑکیوں کی زندگی کا مسئلہ ہے۔ ہم انہیں اس حالت میں بھی نہیں چھوڑ سکتے۔ یہ تو نہ زندہ ہیں نہ مردہ ان پر کیے گئے جادو کو ختم کر کے ان کی صحت مند زندگی کو واپس لانا ہمارا فرض ہے۔"
بوڑھا چینی چپ رہا۔ ماریا بولی۔

"خواہ کچھ ہو جائے میں مگرمچھ کی کھال سے نکلنے والے کالے پتھر کا ٹکڑا ضرور لاؤں گی۔ میں بدروحوں کی چٹان کے غار میں ضرور جاؤں گی۔"
بوڑھے چینی نے کہا۔

"بیٹی یہ اتنا نیک کام ہے کہ تمہاری اپنی زندگی کا خطرہ ہوتے ہوئے بھی میں تمہاری راہ نہیں روکوں گا۔ میری دعائیں تمہارے ساتھ ہوں گی۔ میں اتنا بوڑھا ہو گیا ہوں کہ تمہارا ساتھ نہیں دے سکتا۔ مگر میں جھیل تک ضرور تمہارے ہمراہ جاؤں گا۔ تم کب جانا چاہتی ہو؟"
ماریا بولی۔

"میں چاہتی ہوں کہ آج ہی ہم جھیل کی طرف روانہ ہو جائیں۔ کیونکہ ہو سکتا ہے بارش کے طوفان کے بیلے ہمیں کچھ روز وہاں بھی انتظار کرنا پڑے۔"
بوڑھے چینی نے کہا
"تو پھر دونوں دلہنوں کو غار میں جا کر دیکھو کہ وہ ٹھیک ہیں؟ اور غار کے اندر ان کے لیے پھل وغیرہ اتنے رکھ دو کہ انہیں ایک مہینے کے لیے کافی ہو۔ پانی غار کے اندر ٹپکتا رہتا ہے۔ وہ پانی آسانی سے پی سکیں گی۔"

ماریا نے اسی وقت جنگل میں جا کر بہت سے پھل اکٹھے کئے اور انہیں لے کر غار کے اندر چلی گئی۔ اس نے دیکھا کہ دونوں لڑکیاں مگرمچھوں کی طرح زمین پر لیٹی ہوئی تھیں۔ ماریہ نے ان کے آگے پھلوں کے ڈھیر لگا دیئے۔ جن کو دیکھ کر وہ ان پر جانوروں کی طرح ٹوٹ پڑیں۔ وہ ماریا کو نہیں دیکھ سکتی تھیں۔ ماریا باہر آ گئی۔ بوڑھا چینی غار کے باہر بیٹھا تھا۔ ماریا نے اسے بتایا کہ دونوں لڑکیاں ٹھیک ہیں۔ مگر مگرمچھوں کی طرح زمین پر پڑی ہیں۔ بوڑھا چینی بولا۔

"جب تک ان کو غار سے کالے مگرمچھ کی کھال

کے ٹکڑے کو پانی میں ڈال کر نہیں پلایا جاتا۔ ان کی حالت ایسی ہی رہے گی۔ یہ اپنے آپ کو مگرمچھ کی داسیاں سمجھتی رہیں گی اور کچھ وقت گزر جانے کے بعد یہ مگرمچھ بن جائیں گی۔"
ماریا اس خیال ہی سے کانپ گئی کہ دو خوب صورت معصوم لڑکیاں مگرمچھ بن جائیں گی۔ اس نے بوڑھے چینی سے کہا۔
"بابا! میں اسی وقت بد روح چٹان والی جھیل کی طرف جانا چاہتی ہوں؟"
چینی بولا۔
"مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے ماریا بیٹی! میں تو تیار بیٹھا ہوں۔ مجھے کاندھے پر بٹھاؤ اور لے چلو۔"
ماریا نے ایسا ہی کیا۔
تھوڑی دیر بعد وہ ملک چین کی سرحد کی طرف اڑی جا رہی تھی۔ اور بوڑھا چینی غیبی حالت میں اس کے کاندھے سے چپکا ہوا تھا۔ ماریا کی رفتار کافی تیز تھی پھر بھی چین ایک بہت بڑا ملک ہے اور اس کی سرحد بہت دور تھی سارا دن وہ آسمان پر اڑتی رہی۔ سورج ڈوب رہا تھا۔ بوڑھے

چینی نے ماریا سے کہا۔

"چین کی سرحد ختم ہو رہی ہے۔ وہ دیکھو دُور جھیل
نظر آ رہی ہے؟"

ماریا نیچے آ گئی۔ اس نے دیکھا کہ کافی نیچے ایک جگہ سمندر
کے کنارے پہاڑیوں میں گھری جھیل چمک رہی تھی۔ ماریا ذرا
اور نیچے آ گئی۔

بوڑھے چینی نے خوفزدہ ہو کر کہا۔

"خدا کے لیے زیادہ قریب نہ جانا۔ بدروحوں کی
چٹان ہمیں کھینچ لے گی"

ایک ہلکی سی کشش کا احساس ماریا کو بھی ہوا تھا اور
یہ واقعی بڑی خطرناک بات تھی۔ ماریا نے جلدی سے اپنے
آپ کو ہوا میں اوپر اٹھا لیا۔ وہ غوطہ لگا کر دوسری طرف
کو چلی گئی اور اپنے آپ کو جھیل کے کنارے پر لے
آئی۔ ڈوبتے ہوئے سورج کی روشنی میں جھیل میں سے
ابھری ہوئی سیاہ چٹان نظر آ رہی تھی

ماریا جھیل کے کنارے اونچے اونچے درختوں اور جنگلی
جھاڑیوں کے درمیان اتری اور بوڑھے چینی کو بھی زمین
پر اتار دیا۔

بوڑھا چینی زمین پر آتے ہی ظاہر ہو گیا۔ کہنے لگا۔

"اب رات ہونے والی ہے۔ ہمیں رات کو رہنے
کے لیے کوئی ٹھکانہ بنانا چاہیے"

ماریا نے کہا۔

"یہاں تو مجھے کوئی ایسی جگہ نظر نہیں آتی بابا جہاں
تم کچھ وقت گزار سکو۔ مگر ہم کسی درخت پر مچان
بنا لیں گے"

چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ ماریا نے ایک گنجان درخت
کی شاخوں میں لکڑیاں اور پتے ڈال کر بوڑھے چینی کے لیے بڑا
آرام دہ بستر لگا دیا۔ ادھر اُدھر سے پھل بھی توڑ کر لے
آئی۔ اس مچان تک جانے کے لیے اس نے درختوں کی
شاخوں کی ایک سیڑھی بھی بنا کر لگا دی۔ ضرورت کے
وقت یہ سیڑھی نیچے لٹکا کر بوڑھا چینی اترتا اور مچان پر جانے کے
بعد سیڑھی اوپر اٹھا لی جاتی۔

رات بوڑھے چینی نے وہیں درخت کی مچان پر بسر کی
ماریا بھی وہیں رہی۔ اس کا دل کئی بار چاہا کہ جا کر چٹان
کو دیکھے کہ آخر اس میں سے ایسی کون سی شعاع نکلتی ہے
مگر بوڑھے چینی نے اسے وہاں جانے سے منع کیا تھا دوسرے
دن ماریا نے بوڑھے چینی سے کہا۔

"بابا! اگر ہم میں سے کسی کو بدروحوں کی چٹان نے

پاس نہیں جانا تھا تو پھر ہم یہاں آئے ہی کیوں
تھے؟"

چینی نے کہا۔

"بیٹی! میں یہی سوچ کر آیا تھا کہ تمہیں چٹان تک جانے
کی اجازت دے دوں گا۔ مگر یہاں آکر میرا دل نہیں
کرتا کہ تمہیں موت کی چٹان کے پاس جانے کو کہوں۔ اگر
تمہیں کچھ ہو گیا تو میں ساری زندگی اپنے آپ کو
معاف نہ کر سکوں گا۔"

ماریا بولی۔

"نہیں بابا۔ ایسی بات نہیں ہے۔ ہمیں یہ خطرہ مول
لینا ہی ہوگا۔ تم یقین کرو مجھے کچھ نہیں ہوگا۔"

بوڑھا چینی کہنے لگا۔

"لیکن بیٹی ہمارے بزرگوں کا کہنا ہے کہ یہ چٹان روحوں
کو بھی اپنی طرف کھینچ کر انہیں اپنے ساتھ چپکا لیتی ہے
کئی بدروحیں اب بھی اس چٹان کے ساتھ چپکی
ہوئی ہیں۔"

ماریا ہنسنے لگی اور کہا۔

"بابا! یہ ساری کہانیاں ہیں۔ داستانیں ہیں۔ بھلا
کہیں مقناطیس ہوا کو بھی اپنی طرف کھینچ سکتا

ہے! اس چٹان میں جیسی بھی کشش کی شعاعیں
ہیں وہ جسم کے لیے ہیں۔ روح کے لیے نہیں ہیں۔
کیونکہ جب روح کا جسم ہی نہیں ہوتا تو وہ اسے
اپنی طرف کیسے کھینچے گی۔ اور میرا بھی کوئی جسم نہیں
ہے۔ مجھے یقین ہے کہ مجھے کچھ نہیں ہوگا۔ اور
میں طوفانی رات کو مگرمچھ کی کھال کا سیاہ ٹکڑا
غار سے لانے میں کامیاب ہو جاؤں گی۔"

بوڑھا چینی خاموش ہو گیا۔ دو دن کے بعد شام کو آسمان
پر بادل جمع ہونے شروع ہو گئے۔ ٹھنڈی ہوائیں چلنے لگیں
جب سورج غروب ہوا تو بوندا باندی شروع ہو گئی۔ بوڑھا
چینی اور ماریا درخت میں بنائے ہوئے مکان میں بیٹھے تھے۔
بوڑھے چینی نے کہا۔

"شاید آج رات طوفان آئے۔"

ماریا بولی۔

"تب میں آج رات چٹان کے غار میں جاؤں گی کیونکہ
اگر یہ طوفانی رات ہوئی تو سیاہ مگرمچھ غار میں ضرور
آکر اپنا جسم دیوار کے پتھروں سے رگڑے گا۔"

بوڑھا چینی کہنے لگا۔

"ماریا بیٹی! میں چاہتا ہوں کہ تم ایک بار پھر

سوچ لو۔ کیونکہ اس میں تمہاری جان جانے کا بہت خطرہ ہے۔"

ماریا ہنس کر بولی۔

"بابا! میں جب ایک بار کوئی فیصلہ کر لیتی ہوں۔ تو اس سے پیچھے نہیں ہٹا کرتی۔ آپ چاہے کچھ ہو۔ میں بد روحوں کی چٹان کے غار میں ضرور جاؤں گی۔ خدا کرے کہ آج رات طوفان آ جائے!"

اور اس رات سچ مچ بارش کا طوفان آ گیا۔ آندھی زیادہ تیز نہیں تھی۔ مگر رات پڑتے ہی چاروں طرف گھپ اندھیرا چھا گیا اور ایک دم سے زبردست بارش شروع ہو گئی۔ بادل گرج رہے تھے۔ بجلی چمک رہی تھی۔ کڑاکے کے دھماکے گونج رہے تھے۔ درخت جھوم رہے تھے۔ اندھیرے میں بجلی چمکتی تو سیاہ جھیل شیشے کی طرح چمک جاتی۔ موسلا دھار بارش کی جھالریں نظر آنے لگتیں۔ جب بارش کا طوفان اپنے عروج پر تھا اور طوفان کے شور سے کان پڑی آواز سنائی نہیں دیتی تھی تو ماریا نے کہا۔

"بابا! میں چٹان کی طرف جا رہی ہوں!"

بوڑھے چینی کے منہ سے جیسے اپنے آپ نکل گیا۔

"بیٹی وہاں نہ جاؤ!"

ماریا نے کہا۔

"بابا! میں اب نہیں رک سکتی۔ میں ایسے کئی خطرناک مقامات سے گزر چکی ہوں۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ خطرناک مقام دیکھے ہیں۔ میں جا رہی ہوں۔ تم اسی جگہ پر رہنا۔ ہاں، اگر مجھے کچھ ہو گیا تو یہاں سے واپس سرخ پہاڑی والے غار میں چلے جانا اور جب تک میں نہ آؤں وہاں غار کے باہر رہ کر دونوں لڑکیوں کی حفاظت کرنا!"

اتنا کہہ کر ماریا شدید بارش اور بادلوں کی کڑک اور بجلی کی چمک میں اڑ گئی۔ وہ سیاہ کالے بادلوں میں سے گزر رہی تھی۔ بجلی اس کے قریب سے چمک کر، تڑپ مار لہرا کر، کڑک کر گزر جاتی۔ مگر ماریا پر اس کا کوئی اثر نہیں ہو سکتا تھا۔ وہ بادلوں میں سے نکل کر سیاہ جھیل کے اوپر آ گئی۔ اسے اندھیرے میں دور نیچے کالی بد روحوں کی چٹان نظر آ رہی تھی۔ ماریا اس کے اوپر اترنے کی بجائے اس کے پہلو کی طرف ہو گئی۔ اس نے چٹان سے کافی دور رہتے ہوئے اس کے ارد گرد دائرے کی شکل میں چکر لگانے شروع کر دیئے۔ وہ چٹان کے قریب ابھی نہیں جانا چاہتی تھی۔ اسے طوفانی بارش میں جھیل کے اندر سے کالے

مگرمچھ کے نکلنے کا انتظار تھا۔

بارش بڑی تیز ہو رہی تھی۔ بادل یوں گرج رہے تھے جیسے ابھی پھٹ پڑیں گے۔ بجلی رہ رہ کر چمک کر جھیل کو روشن کر رہی تھی۔ ماریا جھیل سے اوپر چٹان سے دور ہو کر فضا میں کھڑی ہو گئی۔ اس کی نگاہیں نیچے جھیل کی سطح پر لگی تھیں۔ بارش اور ہوا کی وجہ سے جھیل کی سطح پہ لہریں ابھر رہی تھیں، اور ایک دوسرے سے ٹکرا رہی تھیں۔ اچانک ماریا نے دیکھا کہ جھیل کی لہروں میں سے کوئی کالی شے باہر سر نکال کر چٹان کی طرف بڑھ رہی ہے۔ ماریا پیچھے ہٹ گئی۔ یہ کالا مگرمچھ تھا۔ کالا مگرمچھ منہ کھولے دانت نکالے جھیل کی لہروں کو کاٹتا ہوا چٹان کی طرف بڑھ رہا تھا۔

ماریا کے دل میں ہلچل مچ گئی۔ مگرمچھ تھوڑی دیر میں چٹان کے غار میں جا کر اپنا جسم غار کی دیوار کے پتھروں سے رگڑے گا اور اس کے جسم کی کھال کا ایک ٹکڑا الگ ہو کر نیچے گر پڑے گا۔ اسی کالے ٹکڑے میں ماشان کی بہن ماگی اور دوسری چینی لڑکی کے جادو کا توڑ چھپا ہوا ہے وہ اسے ہر قیمت پہ حاصل کرے گی۔ ماریا کا دل بے تاب تھا۔ وہ مگرمچھ کے ساتھ ساتھ چٹان کی طرف بڑھنے لگی۔ مگرمچھ تیزی سے بڑھتا ہوا چٹان پہ چڑھ گیا اس پہ چٹان کی ہلاکت

والی شعاعوں کا کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔ اس سے بھی ماریا کا حوصلہ بڑھا۔ اس کو یقین تھا کہ اس پہ بھی بدروحوں کی چٹان کی شعاعوں کا کوئی اثر نہیں ہوگا۔

مگرمچھ چٹان کی غار میں داخل ہو گیا۔ بجلی چمکی، بادل زور سے کڑکا۔ ماریا نے بجلی کی روشنی میں مگرمچھ کو غار کے اندر دیوار کے ساتھ اپنے جسم کو رگڑتے دیکھا تو وہ بے چین ہو گئی۔ اس نے آہستہ آہستہ چٹان کے غار کی طرف بڑھنا شروع کر دیا۔ جونہی وہ ایک خاص حد پہ پہنچی اس کے جسم کو جھٹکا لگا جیسے کسی نے اسے اپنی طرف زور سے کھینچا ہو۔ ماریا تیزی سے نیچے کو غوطہ لگا گئی وہ جھیل کی سطح سے ٹکرا کر جھیل کے پانی کے اندر چلی گئی۔ اس کا شعاعوں والا جسم ابھی تک سنسنا رہا تھا۔ وہ تیزی سے جھیل سے باہر آ گئی۔ اس نے مگرمچھ کو غار سے نکل کر جھیل میں چھلانگ لگاتے دیکھا تو سمجھ گئی کہ مگرمچھ غار میں اپنے جسم کی کھال کا ٹکڑا پھینک کر واپس جھیل میں جا رہا ہے

ماریا ایک بار پھر فضا میں بلند ہو گئی وہ کافی اوپر چلی گئی۔ بادلوں کے درمیان میں آ کر ماریا نے نیچے کو غوطہ لگایا اور چٹان کے پہلو سے ہو کر تیزی سے گزر گئی مگر وہ ابھی تک بدروحوں کی چٹان کی کشش کی حد سے دور تھی۔

ماریا آگے جا کر واپس مڑی اور چٹان کی طرف تیزی سے بڑھی۔ وہ جھیل کی سطح سے بالکل ساتھ لگ کر چٹان کے نار کی طرف جا رہی تھی۔ اس کا خیال تھا کہ شاید چٹان کے نیچے جھیل کی سطح پہ چٹان کی خطرناک شعاعیں نہیں ہوں گی۔ مگر یہ اس کی بھول تھی۔ یہاں بھی چٹان کی زبردست شعاعیں پڑ رہی تھیں۔ جونہی ماریا نے ایک حد پار کی تو وہ چٹان کی شعاعوں کی زد میں آ گئی۔

اس کو جیسے کسی نے اوپر اچھالا۔ پھر نیچے گرایا اور اس کے بعد اسے کھینچنا شروع کر دیا۔ ماریا سمجھ گئی کہ چٹان اسے کھینچ رہی ہے۔ ماریا نے اپنا پورا زور لگا کر اوپر کو غوطہ لگانا چاہا۔ مگر وہ ایسا نہ کر سکی۔ اس نے نیچے غوطہ لگایا اور اپنے آپ کو جھیل کے پانی میں گرانے کی سرتوڑ کوشش کی۔ مگر وہ اس میں بھی ناکام رہی۔ چٹان کی کشش کی رفتار ایک دم سے تیز ہو گئی اور ماریا ایک جھپاکے کے ساتھ بڑے زور سے بدروحوں کی چٹان کے ساتھ ٹکرا گئی۔

ماریا کو یقین تھا کہ جب وہ اتنی زور کے ساتھ چٹان سے ٹکرائے گی تو ضرور اس دباؤ کی وجہ سے اوپر کو اچھلے گی۔ جونہی وہ اوپر کو اچھلے گی۔ وہ فضا میں بلند ہو جائے گی۔

مگر ایسا نہ ہوا۔ چٹان سے ٹکراتے ہی ماریا چٹان کے ساتھ چپک گئی۔ اس نے اپنے آپ کو چٹان سے الگ کرنے کی کوشش کی تو وہ اور زیادہ شدت سے چٹان کی پتھریلی سطح سے چپکتی چلی گئی۔ ماریا ابھی اس مصیبت سے سنبھلنے نہ پائی تھی کہ ایک اور مصیبت نازل ہو گئی۔ ماریا چٹان سے ٹکرائی تو اسے ایک بھیانک اور مکروہ آواز سنائی دیا۔ پھر اسے ایسا محسوس ہوا جیسے اس کے کاندھے بھاری ہو رہے ہیں۔ وہی بھیانک مکروہ آواز پھر سنائی دی۔ یہ آواز ایسی تھی جیسے کوئی شخص شدید تکلیف میں اچانک بلبلا اٹھا ہو اور پھر آہستہ آہستہ کراہ کر چپ ہو گیا ہو۔ ماریا نے ایسی رونگٹے کھڑے کر دینے والی آواز پہلے شاید کبھی نہیں سنی تھی۔

اس کے کاندھوں پہ بوجھ بڑھ رہا تھا۔ ماریا نے چیخ کر بولنا چاہا مگر اس کی آواز بڑی کمزور سی ہو کر اس کے منہ سے نکلی۔ اس نے کہا۔

"تم کون ہو؟ پیچھے ہٹ جاؤ۔ پرے ہٹ جاؤ۔"

اس کے جواب میں وہی مکروہ آواز بلند ہوئی۔

"نہیں چھوڑوں گا۔ نہیں چھوڑوں گا۔"

اس کے ساتھ ہی پھر ویسی ہی شدید اذیت والی چیخ بلند ہوئی اور ایک تکلیف دہ کراہ کے بعد وہ چپ

ہو گئی۔ ماریا کی آواز بھی کمزور پڑنے لگی۔ اس کا گلا جیسے بیٹھ گیا
وہ اب آواز کے ساتھ نہیں بول سکتی تھی اس کے حلق سے
کھرکھراہٹ ایسی آواز نکل رہی تھی۔
وہ کہہ رہی تھی۔
"مجھے چھوڑ دو۔ تم کون ہو۔ کون ہو؟ کون ہو؟"
مکروہ آواز نے غراتے ہوئے کہا۔
"میں جھینگو ہوں شمشان کی بدروح جھینگو ہوں
میں تمہیں نہیں چھوڑوں گا۔ تیری بدروح میری
بدروح میں ضم ہو گئی ہے۔"
جھینگو بدروح کی پھر چیخ بلند ہوئی۔ ماریا نے اپنے
ذہن کا جائزہ لیا۔ ابھی تک اسے یاد تھا کہ وہ ماریا ہے
اور ماشان کی بہن ہگی کا سراغ لگانے سرائے سے
نکلی تھی کہ بوڑھے چینی کے ساتھ یہاں آ کر اس چٹان کے
ساتھ چپک کر رہ گئی ہے۔ اب اسے یاد آیا کہ بوڑھے
چینی نے ٹھیک کہا تھا کہ چٹان کے ساتھ بدروحیں بھی
چپکی ہوئی ہیں۔ یہ بھی کوئی چپکی ہوئی بدروح تھی جو ماریا
سے چمٹ گئی تھی مگر وہ اس سے کیوں چمٹی تھی؟ ماریا
کے پاس اس کا کوئی جواب نہیں تھا۔ اسے محسوس ہونے
لگا کہ اس کا ذہن آہستہ آہستہ سو رہا ہے۔ اس کے کندھوں

پر بوجھ ویسے کا ویسا ہی تھا۔ ماریا کی آواز بند ہو گئی تھی۔ صرف سرگوشی
میں ہی بات کر سکتی تھی اس کے جواب میں جب جھینگو کی بدروح
بولتی تو ماریا کو محسوس ہوتا کہ وہ اس کے اندر سے بول رہی ہے
اس کا مطلب تھا کہ یہ بدروح پیٹ پیچھے اس کے جسم میں داخل
ہو گئی تھی۔
ماریا نے سرگوشی ایسی آواز میں جھینگو بدروح سے کہا۔
"جب تم بھی میری طرح چٹان سے چپکے ہوئے ہو تو
میرے کاندھوں پر کیوں سوار ہوئے ہو؟"
جھینگو بدروح بولی۔
"ہوں ہوں ہوں۔ تمہاری وجہ سے مجھے اس موت کی
منحوس چٹان سے نجات مل رہی ہے ہی ہی ہا ہا ہا۔
میں اب یہاں سے آزاد ہو جاؤں گا چٹان کے جادو کا
اثر اب مجھ پر نہیں رہے گا۔ مگر میں تمہاری روح میں
گھس کر تمہیں ساتھ لے کر جاؤں گا!"
اور جھینگو بدروح نے ایک اور مکروہ قہقہہ لگایا۔ اس بار اس
کے قہقہے میں اذیت اور تکلیف کی بجائے خوشی اور فتح کی جھلک
تھی۔ ماریا سمجھ گئی کہ ابھی تک تو وہ اس بدروح کے قبضے میں آ چکی
ہے اور فی الحال اس کا اس بدروح کے چنگل سے نکلنا قطعی
ناممکن ہے۔ ابھی ماریا کے ہوش و حواس اور یادداشت بھی قائم

تھی۔ اس نے سوچا کہ کیوں نہ بد روح سے مدد لینے کی کوشش کی جائے
ماریا نے سرگوشی میں کہا،

"میں تمہاری منت کرتی ہوں۔ ایک کام مجھے کر لینے دو۔ پھر تم جو کہو گے میں وہی کروں گی"

مجینگو بد روح نے غراتے ہوئے کہا۔

"بولو۔ تم کیا چاہتی ہو؟"

ماریا نے اسے بتایا کہ ۔۔ اس چٹان کے غار میں مگرمچھ کی کھال کا ایک چھوٹا سا کالا ٹکڑا پڑا ہے۔ میں وہ کالا ٹکڑا جھیل کے پار درخت پر بیٹھے بوڑھے چینی کو دے دینا چاہتی ہوں۔ بس اتنا سا کام ہے۔

مجینگو بد روح نے کہا۔

"میں خود یہ کام کرتا ہوں۔ تم تو میرے قبضے میں ہو۔ تم کچھ نہیں کر سکتیں۔ مگر تمہاری خاطر میں یہ کام کر دوں گا"

اس کے ساتھ ہی ماریا نے محسوس کیا کہ وہ چٹان سے الگ ہو گئی ہے۔ مگر الگ ہوتے ہی اسے محسوس ہوا کہ وہ پہلے سے بوجھل اور بھاری ہو گئی ہے۔ اس کے کاندھے یوں بھاری تھے جیسے ان پر کوئی بیٹھا ہوا ہو۔ ماریا نے بولنا چاہا مگر اس کی آواز دب گئی۔ مجینگو بد روح ماریا کے پاؤں پر چلتی غار میں داخل

ہو گئی۔ غار میں ایک جگہ سیاہ مگرمچھ کی کھال کا کالا ٹکڑا ۔۔۔ ایک طرف پڑا تھا۔ مجینگو بد روح نے ماریا کے ہاتھوں کالا ٹکڑا اٹھایا اور پوچھا۔

"کیا یہ وہ کالا ٹکڑا ہے کھال کا؟"

ماریا نے مجینگو بد روح کی آنکھوں سے کالے پتھر نما ٹکڑے کو دیکھ کر جیسے خواب ایسی آواز میں کہا۔

"ہاں یہی ہے وہ ٹکڑا۔ اب جھیل کے پار چلو"

ماریا بالکل نہیں اڑ رہی تھی۔ اسے مجینگو بد روح اڑا رہی تھی۔ ماریا کو لے کر بد روح جھیل کے کنارے درخت پر آ گئی۔ یہاں جب بوڑھا چینی بارش سے چھپا بیٹھا تھا۔ ماریا نے اس کے کان کے قریب جا کر کہا۔

"بابا! میں آ گئی ہوں"

بوڑھے چینی نے چونک کر آواز کی سمت دیکھا اور کہا۔

"ماریا بیٹی یہ تم ہو؟ شکر ہے تم صحیح سلامت آ گئیں۔ مگرمچھ کی کھال کا ٹکڑا مل گیا کیا؟"

ماریا نے مگرمچھ کی کھال کا ٹکڑا بوڑھے چینی کی جھولی میں رکھ دیا اور کہا۔ "بابا! کاشان شہر کی سرائے میں ماشان نام کا نوجوان رہ رہا ہے۔ وہ ان دو دلہنوں میں سے ایک کا بھائی ہے۔ اس لڑکی کا نام مائی ہے۔ اسے اس کے بھائی کے پاس پہنچا دینا"

بوڑھے چینی نے پریشان ہو کر کہا۔

"بیٹی تیری آواز کو کیا ہو گیا ہے؟"

اس کے ساتھ ہی جھینگو بدروح کی مکروہ آواز بلند ہوئی

"میں ماریا نہیں جھینگو بدروح ہوں۔"

اور جھینگو بدروح قہقہہ لگاتی ہوئی ماریا کو لے کر بارش میں چھپے درخت سے اُڑ گئی۔ بوڑھا چینی اپنا سر تھام کر رہ گیا۔ وہ سمجھ گیا کہ ماریا کو چٹان کی بدروحوں میں سے کوئی بدروح چمٹ گئی ہے۔ وہ اب یہ بدروح جو چاہے گی اس سے کروائے گی۔ جہاں چاہے گی اسے لیے پھرے گی۔ بوڑھے چینی کو بے حد افسوس ہوا کہ اس نے ماریا کو چٹان کی طرف کیوں جانے دیا۔ مگر اب کچھ نہیں ہو سکتا تھا۔ جو ہونا تھا ہو چکا تھا۔ لیکن بوڑھے چینی نے ایک دو ایسے لوگوں میں گزاری تھی جن کا کام ہی جادو ٹونہ کرنا اور کالے عمل کرنا تھا۔ اسے خیال آیا کہ کاشان شہر میں ایک ایسی عورت رہتی ہے جو کالا علم جانتی ہے اور بدروحوں سے باتیں کرتی ہے۔ کیوں نہ اس سے مل کر ماریا کو جھینگو بدروح سے نجات دلائی جائے۔ اس نے مگرمچھ کی کھال کا سیاہ ٹکڑا اٹھا کر جیب میں سنبھال کر رکھ لیا۔ اور صبح ہونے کا انتظار کرنے لگا۔

جب صبح ہو گئی اور بارش کا طوفان بھی تھم گیا تو بوڑھا چینی درخت والی چٹان سے نیچے اُتر آیا۔ سب سے پہلے اسے سرخ پہاڑ کے غار میں بند دونوں لڑکیوں کے طلسم کو توڑنا اور انہیں ان کے گھروں میں پہنچانا تھا۔ وہ جنگل میں سرخ پہاڑ کی طرف چل پڑا۔ سرخ پہاڑ ... نیا تھا۔ ماریا تو اسے اٹھا کر وہاں لے آئی تھی۔ وہ تمام راستوں سے واقف تھا۔ جنگل ختم ہوا تو ایک گاؤں سے اسے ایک قافلہ مل گیا جو کاشان شہر کی طرف جا رہا تھا۔ بوڑھا چینی اس قافلے میں شامل ہو گیا۔ سارا دن قافلہ صحراؤں سے گزرتا رہا رات ایک جگہ قافلے نے آرام کیا دوسرے دن پھر سفر شروع ہو گیا۔

دوپہر کے بعد دور سے کاشان شہر کی فصیل اور اونچے ڈھلوان مکان نظر آنے لگے۔ بوڑھا چینی سرخ پہاڑ کے قریب قافلے سے الگ ہو گیا۔ اس نے مٹی کا پیالہ ایک آدمی سے لے لیا تھا۔ وہ سیدھا غار کے پاس آ گیا اب مصیبت یہ ہوئی کہ غار کو ماریا نے بھاری پتھر سے بند کر دیا تھا۔ اس پتھر کو بوڑھا چینی اپنی جگہ سے ذرا سا ہلا بھی نہیں سکتا تھا۔ پریشان ہو کر ادھر اُدھر دیکھنے لگا۔ اندر جانے کا کوئی راستہ نہیں تھا۔ وہ پہاڑ کے اوپر چڑھ گیا۔ اس کی نگاہ ایک پتھر پر پڑی۔ اس پتھر کے نیچے ایک سوراخ سا نظر آیا۔ بوڑھے چینی نے اس پتھر کو ہٹایا تو نیچے ایک سوراخ تھا۔ وہ جلدی جلدی دوسرے پتھروں کو

ہٹانے لگا۔ تھوڑی دیر بعد وہاں ایک سیڑھی نکل آئی جو پتھروں کو کاٹ کر بنائی گئی تھی اور نیچے غار میں جاتی تھی۔ بوڑھا بھی نیچے اتر کر غار میں آ گیا۔ اس نے دیکھا کہ دونوں دلہنیں، دونوں لڑکیاں اسی طرح زمین پر مگرمچھ کی طرح بیٹھی ہوئی تھیں۔ بڑھے چینی کو دیکھ کر وہ بول پڑیں۔

"ہمیں مگر دیوتا پہ قربان کر دو۔ ہم مگر دیوتا کی داسیاں ہیں۔"

بوڑھے چینی نے کہا۔

"مگر دیوتا تمہیں پینے آیا ہے۔"

اور وہ اس جگہ آ گیا جہاں غار کی چھت سے پانی ٹپک رہا تھا۔ اس نے مگرمچھ کی کھال کا ٹکڑا پیالے میں ڈالا اور پیالا پانی کی دھار کے نیچے رکھ دیا۔ جب پیالے میں پانی بھر گیا تو اس مگرمچھ کی کھال کو ہٹایا اور باری باری دونوں لڑکیوں کو وہ پانی پلا دیا۔ پانی پی کر دونوں لڑکیوں نے ایک دوسری کو اور پھر بوڑھے چینی کو حیرانی سے دیکھا۔

آگے کیا ہوا جاننے کے لیے
قسط نمبر ۱۲۶ "جیگو کی بد روح" پڑھیے۔

انکل اے حمید صاحب، السلام علیکم

آپ کو پہلی مرتبہ خط لکھ رہا ہوں۔ ایک بات پوچھوں جس کا جواب آپ نے سچ دینا ہے وہ یہ کہ عنبر ناگ ماریا کیٹی کی سیریز واقعی سچی کہانیاں ہیں۔ اس کہانی میں نیا کردار جس کا نام تھیوسانگ ہے کیا واقعی اس کی جان اپنی چھوٹی انگلی میں ہے۔ کیا عنبر بھائی ایک بادشاہ کا بیٹا ہے۔

میرے ساتھ اور بھی ساتھی ہیں جو کہتے ہیں کہ یہ سچی کہانی نہیں ہے۔ میں نے آپ کے ناول ایک سے لے کر ۱۲۳ تک پڑھے اور یہ بھی کہہ دیں کہ عنبر ناگ کی کتنی قسط باقی ہیں۔

ایس کیوز می سر۔ اگر کوئی غلطی ہو تو معاف فرمائیں کیونکہ بڑے چھوٹوں کو معاف کر دیتے ہیں۔ آپ کا شوقین کہانیاں پڑھنے والا والسلام

مقصود احمد معرفت منظور احمد شیخ مکان نمبر ۱۲/۱۴۱ گلی امام دین۔ ملتان شہر۔

پیارے انکل اے حمید السلام علیکم!

امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔ بڑے عرصے بعد آپ کو خط لکھ رہی ہوں۔ مگر اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اس عرصے میں میں نے آپ کے ناول نہیں پڑھے۔ بلکہ میں تو باقاعدگی سے آپ کے ناول پڑھتی رہتی ہوں۔

اس ماہ کے ناول: طلسمی کتاب، مردہ دیوتا اور گمشدہ عورت پڑھے۔

اے حمید

قیمت ۵۰/۷ روپے

مجلد حقوق بحق ناشر محفوظ!

بار اوّل : ۱۹۸۸ء

ناشر : عدنان سلیم

منیر پبلی کیشنز، ۱۸/بی شاہ عالم مارکیٹ لاہور-۸

مطبع : عابدین پرنٹرز، لاہور

پیارے دوستو

"ماریا" ایک حادثہ میں "جینگو کی بدروح" کے قبضہ میں چلی گئی ہے۔ بوڑھا چینی اسے واپس لانے کے لیے ایک جادوگرنی سے ملتا ہے وہ جادوگرنی بتی ہے کہ جینگو کی بدروح سے ماریا صرف ایک طریقہ سے چھٹکارا پا سکتی ہے۔ کہ کہیں سے ایسے سانپ کی کھوپڑی تلاش کر کے لاؤ جسے مرے ۵۰۰ سو سال گزر چکے ہوں۔ کیا بوڑھا چینی ایسی کھوپڑی تلاش کر سکا۔

دوسری طرف "جوبی سانگ کی تلاش" میں تھیو سانگ، کیٹی ناگ اور عنبر ملک چین کے ساحل پر پہنچ چکے ہیں۔ کیا وہ جوبی سانگ کو تلاش کر سکے۔ یا ان کی آپس میں ملاقات ہو سکی۔ یہ آپ پڑھ کر دیکھ لیں۔

آپ کا انکل

اے حمید

۴۵۴/این راوچمن سمن آباد لاہور۔

ترتیب

جھینگو کی بدرُوح

دونوں لڑکیاں بوڑھے چینی کو تک رہی تھیں۔

ان میں سے ایک لڑکی ماشان کی بہن ماگی تھی۔ اس نے گھبرا کر پوچھا:

"میں کہاں ہوں، بابا؟ میرا بھائی کہاں ہے؟"

بوڑھا چینی سمجھ گیا کہ یہی لڑکی ماشان کی بہن ہے۔ دوسری لڑکی جو چینی تھی حیران اور گھبرائی ہوئی تھی۔ انہوں نے اپنے سر پر رکھی ہوئی مگرمچھ کے منہ والی ٹوپیاں اتار کر پھینک دیں۔ ان پر کیا گیا طلسم ختم ہو گیا تھا۔ بوڑھے چینی نے انہیں ساری کہانی جلدی جلدی سنا ڈالی اور کہا:

"اب میں تمہیں یہاں سے نکال کر تمہارے گھروں میں پہنچا دوں گا۔ تم بالکل مت گھبراؤ۔"

پھر اس نے ماگی کو بتایا کہ اس کا بھائی ماشان اسی شہر کی سرائے میں اس کا انتظار کر رہا ہے۔ ماگی اپنے بھائی سے ملنے کو بے تاب ہو گئی۔ دوسری لڑکی نے بتایا کہ وہ چین کے ایک گاؤں کی رہنے والی ہے۔

بوڑھا چینی انہیں غار سے نکال کر شہر کی طرف چل پڑا
سب سے پہلے وہ شہر کی سرائے میں آیا۔ تلاش کرتے کرتے
آخر اسے ماشان مل گیا۔ بہن نے بھائی کو اور بھائی نے
بہن کو دیکھا تو دونوں کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ وہ روتے
ہوئے ایک دوسرے سے ملے۔ ماشان نے بوڑھے چینی
سے ماریا کے بارے میں پوچھا کہ وہ کہاں ہے؟ اس پر بوڑھے چینی
نے اسے بتایا کہ وہ ایک مصیبت میں گرفتار ہو گئی ہے
اور میں اس کی مدد کو جا رہا ہوں۔ اس نے دوسری لڑکی
ماشان کے حوالے کر کے کہا:

"ماشان بیٹا! اب تمہارا فرض ہے کہ تم اس لڑکی
کو بھی اس کے گاؤں میں اس کے گھر والوں کے
پاس پہنچا دو۔ کیونکہ ماریا کی یہی خواہش تھی۔"

ماشان نے دوسری لڑکی کے سر پر ہاتھ رکھ کر کہا:

"بابا! یہ بھی مجھے اپنی بہن ماگی کی طرح عزیز ہے
تم فکر نہ کرو۔ میں اس کو اس کے گھر پہنچا کر اپنے
وطن برازیل جاؤں گا۔ لیکن تم ماریا کی ضرور مدد
کرنا اور جب وہ مصیبت سے نکل آئے تو
اسے میرا سلام دے کر کہنا کہ میں اس کا احسان
ساری زندگی فراموش نہیں کر سکتا۔"

ماشان دونوں لڑکیوں کو لے کر بوڑھے چینی سے رخصت
ہو گیا۔ بوڑھا چینی وہاں سے سیدھا اس عورت کے گھر
کی طرف چل دیا جو شہر سے باہر جنگل کے کنارے ایک
پرانے مکان میں رہتی تھی اور جس کے پاس بوڑھا چینی
کبھی کبھی آیا کرتا تھا۔ عورت اس وقت گھر پر نہیں تھی۔
بوڑھا چینی ایک طرف ہو کر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر میں
بدروحوں کو بلانے والی عورت آ گئی۔ وہ خود ایک بدروح
لگ رہی تھی۔ بال بکھرے ہوئے۔ آنکھیں لال۔ گلے میں
کالے منکوں کی مالا۔ ماتھے پر زرد لکیریں۔ میلے کچیلے کپڑے۔
چینی کو دیکھ کر مسکرائی تو اس کے ٹیڑھے دانت نظر
آنے لگے۔ "بابا! آج کیسے آنا ہوا تمہارا؟"

چینی نے کہا:

"میں تمہارے پاس ایک بڑے ضروری کام سے
آیا ہوں بیٹی۔"

"تم کہو تو سہی۔ آخر ایسا کون سا کام ہے؟"

تب بوڑھے چینی نے اس عورت کو شروع سے
آخر تک ماریا کی ساری داستان بیان کر دی۔ عورت غور
سے سنتی رہی۔ جب چینی خاموش ہو گیا تو عورت نے
سانپ کی پھنکار ایسا ایک لمبا سانس لیا اور بولی:

"جو بدروح جھیل والی چٹان سے چمٹی رہی ہو اسے
بلانا آسان کام نہیں ہے اور جس بدروح کا تم

ذکر کر رہے ہو اس میں اب ایک عنبر بدروح بھی
شامل ہو گئی ہے۔ یعنی جھینگو کی بدروح نے ماریا
کی روح پر قبضہ کر رکھا ہے۔ اب وہ زیادہ ہوشیار
ہو چکی ہے۔"

چینی نے کہا:

"خواہ کچھ بھی ہو۔ کسی طرح ماریا کو جھینگو بدروح
سے نجات دلاؤ۔ میں نے آج تک تمہیں کوئی
کام نہیں کہا۔ اس کے عوض میں ساری عمر تمہاری
خدمت کروں گا۔"

عورت ہنس دی۔ بولی:

"بابا! تمہاری عمر ہی اب کتنی رہ گئی ہے جو میری
خدمت کرو گے۔ یہ کام بڑا مشکل ہے۔ پھر بھی
میں تمہاری خاطر کوشش کر کے دیکھ لیتی ہوں مگر
ایک کام تمہیں بھی کرنا ہو گا۔"

بوڑھا چینی جھٹ بولا:

"میں تیار ہوں۔ تم کہو۔ مجھے کیا کرنا ہو گا؟"

عورت نے کہا:

"تمہیں کسی طریقے سے ایک ایسے سانپ کی کھوپڑی
ڈھونڈ کر لانی ہو گی جس کو مرے پانچ سو سال
گذر چکے ہوں۔"

یہ سن کر بوڑھے چینی کا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا۔ کہنے لگا:

"بیٹی! میں ایسی کھوپڑی کہاں سے لا سکتا ہوں؟
ایسے سانپ کی کھوپڑی کہاں سے ملے گی جس کو
مرے پانچ سو سال گذر گئے ہوں۔"

عورت بولی: "اسی لئے تو میں تمہیں کہہ رہی تھی
کہ یہ کام بہت مشکل بلکہ ناممکن ہے۔ پانچ سو
سال پہلے کے سانپ کی کھوپڑی تو مجھے کوئی
بدروح بھی لا کر نہیں دے سکتی تم کہاں سے
لاؤ گے۔ ماریا کو اس کے حال پر چھوڑ دو تم
اب اس کے لئے کچھ نہیں کر سکتے۔"

بوڑھے چینی نے مایوسی سے پوچھا:

"کیا کوئی اور طریقہ نہیں ہے جس کی مدد سے تم
ماریا بیٹی کو جھینگو بدروح سے چھٹکارا دلا سکو؟"

عورت بولی: "اگر ہوتا تو میں تمہیں پہلے ہی بتا
دیتی۔ اس کا علاج صرف پانچ سو سال پہلے مرے
ہوئے سانپ کی کھوپڑی ہی سے ہو سکتا ہے۔"

بوڑھا چینی کہنے لگا:

"میں ایسی کھوپڑی ضرور تلاش کروں گا چاہے اسے
تلاش کرتے کرتے میری جان چلی جائے۔ ماریا نے
دو معصوم لڑکیوں کی جان بچانے اور انہیں پھر

سے اپنے گھروں میں خوشی خوشی آباد کرنے کی
خاطر اپنی جان عذاب میں ڈالی ہے۔ میں اسے
اکیلی کیسے چھوڑ سکتا ہوں۔"

عورت نے کہا:

"تو پھر جاؤ اور پانچ سو برس پہلے کے سانپ
کی کھوپڑی تلاش کر کے میرے پاس لاؤ۔ میں
اس پر ایسا دم کروں گی کہ جھنگو بدروح ماریا کو
چھوڑ کر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے فنا ہو جائے گی۔"

بوڑھے چینی نے بھرپور اعتماد کے ساتھ کہا:

"خدا نے چاہا تو میں اپنے نیک مقصد میں ضرور
کامیاب ہونگا۔ کیا تم مجھے اتنا بتا سکتی ہو کہ
میں ایسے سانپ کی کھوپڑی کو تلاش کرنے کس
طرف جاؤں؟"

عورت کچھ سوچ کر بولی:

"تائیوان کے سمندری شہر میں کچھ پرانے بادشاہوں
کے مقبرے ہیں۔ تاریخ میں لکھا ہے کہ ان مقبروں
میں بادشاہوں کے ساتھ کچھ سانپ بھی دفن کر دیئے
جاتے تھے۔ وہ سینکڑوں برس پرانے مقبرے ہیں۔
ہو سکتا ہے وہاں تمہیں کسی سانپ کی کھوپڑی مل
جائے۔ مگر یاد رکھنا۔ اگر کھوپڑی پانچ سو برس پہلے

کی نہ ہوئی تو اس پر میرا جادو نہیں چلے گا اور
تمہاری کوشش بیکار جائے گی۔"

بوڑھے چینی نے کہا:

"تمہارا شکریہ۔ میں اب پانچ سو برس پرانے
سانپ کی کھوپڑی لے کر ہی تمہارے پاس آؤں
گا مگر مجھے اتنا بتا دو کہ جھنگو بدروح ماریا بیٹی
کو لے کر کہیں کسی دوسرے ملک میں تو نہیں
چلی جائے گی؟"

عورت بولی: "تم فکر نہ کرو۔ جب میں سانپ
کی کھوپڑی پر عمل پڑھوں گی تو جھنگو بدروح دنیا
کے جس کونے میں بھی ہو گی ماریا کو لے کر
میرے قدموں میں حاضر ہو جائے گی۔"

بوڑھے چینی نے بدروحوں کو بلانے والی عورت کو خدا حافظ
کہا اور اس کے مکان سے نکل کر تائیوان کے سمندری
شہر کی طرف چل پڑا۔

اب ہم واپس ناگ عنبر جولی سانگ کیمی اور تھیونگ
کی طرف جاتے ہیں۔ آپ یہ جانتے ہی ہیں کہ پراسرار چینی
جولی سانگ کو ایک تانبے کے میڈل پر چپکا کر لنگڑے
بحری کپتان کے بادبانی جہاز پر سوار ملک چین کی طرف
چلا آ رہا ہے۔ اسی جہاز میں عنبر بھی نائب کپتان کی

حیثیت سے کام کر رہا ہے۔ عنبر بھی کیپٹن جولی سانگ
اور ماریا کی تلاش میں ہے۔ عنبر کو معلوم نہیں ہے کہ
اسی جہاز میں جولی سانگ پُراسرار چینی کے تانبے کے
میڈل پر چپکی اس کی جیب میں موجود ہے۔ دوسری طرف
اس جہاز کے پیچھے پیچھے ایک دوسرے بادبانی جہاز میں
کیپٹن ہینوسانگ اور ناگ چلے آ رہے ہیں۔ وہ بھی اپنے
ساتھیوں جولی سانگ اور ماریا عنبر کی تلاش میں ہیں۔ انہیں
صرف اتنی خبر ہی مل سکی ہے کہ جولی سانگ کو ایک پُراسرار
چینی فقیر اپنے ساتھ چین لے گیا ہے۔

سب سے پہلے لنگڑے کپتان کا جہاز چین کی بندرگاہ
پر آ کر لگا۔ لنگڑے کپتان نے پراسرار چینی کو بلا کر کہا:

"میں نے تمہیں تمہارے شکار کو چین تک پہنچا
دیا ہے۔ اب تم نے میرے ساتھ جو معاوضہ طے
کر رکھا ہے۔ وہ ادا کرو اور جولی سانگ
کو لے کر اپنی راہ لو۔ اس کے بعد اگر کسی
عورت کو لانا ہوا تو مجھے خبر کر دینا۔"

پُراسرار چینی نے لنگڑے کپتان کو ایک تھیلی دی جو
سونے کے سکوں سے بھری ہوئی تھی۔ اس وقت عنبر
نائب کپتان کی حیثیت سے جہاز کے ڈیک پر کھڑا مال
کو نیچے بندرگاہ پر اتروا رہا تھا۔ اس نے لنگڑے

کپتان کو کھڑکی میں سے پُراسرار چینی سے باتیں کرتے
دیکھا تو اسے کچھ شک ہوا۔ آہستہ آہستہ کھسکتا کھڑکی کے
پاس آ کر کھڑا ہو گیا۔ اس وقت پراسرار چینی کہہ رہا تھا:

"کیپٹن! تم نے ہمیشہ ہمارے ساتھ تعاون کیا ہے۔
میں چوانگ دیوتا کی طرف سے بھی تمہارا شکریہ
ادا کرتا ہوں۔ ہماری کتابوں میں اس لڑکی کا حلیہ
بھی درج تھا۔ اس لئے اس کا لانا بہت ضروری
تھا۔ اب جاتا ہوں۔ پھر ملوں گا۔"

عنبر کا ماتھا ٹھنکا۔ یہ کس لڑکی کا ذکر کر رہا تھا۔ یہ
کس لڑکی کو اپنے ساتھ لایا ہے؟ مگر اس کے ساتھ تو
کوئی لڑکی نہیں ہے۔ عنبر نے پُراسرار چینی کو دیکھا۔ وہ
جہاز کی سیڑھی سے اتر رہا تھا۔ پہلے اس کو خیال آیا کہ
وہ اس کا پیچھا کرے۔ پھر یہ سوچ کر رک گیا کہ پہلے
کپتان سے معلومات کرنے کی کوشش کرنی چاہیے کہ یہ
شخص کون تھا۔ آخر پُراسرار چینی لنگڑے کپتان کا دوست
ہے۔ اس کو ضرور معلوم ہو گا کہ وہ کہاں گیا ہے۔ عنبر
تھوڑی ہی دیر بعد کسی بہانے لنگڑے کپتان کے پاس چلا
گیا۔ وہ گرم مشروب پی رہا تھا

عنبر بھی لنگڑے کپتان کے پاس بیٹھ گیا اور بولا:
"کپتان! میرا دل چاہتا ہے کہ ملک چین کی سیر کروں۔

کپتان نے کہا:
"مگر ہم تو یہاں صرف پندرہ روز ٹھہریں گے۔"
عنبر بولا: "میں تو صرف تین روز میں سارے چین
میں گھوم جاؤں گا۔"
لنگڑا کپتان عنبر کی طاقت سے واقف تھا۔ کہنے لگا:
"ہاں بھائی! تم ایسا کر سکتے ہو۔ لیکن تم نائب کپتان
ہو۔ تمہارے بغیر میں جہاز نہیں چلاؤں گا۔ اس لئے
اگر جاؤ تو جلدی واپس آ جانا۔"
عنبر بولا: "میں ایک ہفتے ہی میں واپس آ جاؤں گا۔"
پھر عنبر لنگڑے کپتان کے قریب ہو گیا اور بڑی
رازداری سے کہنے لگا:
"کپتان! تم سے میری دوستی ہو گئی ہے۔ تم کو
میری خفیہ طاقت کا پتہ بھی چل گیا ہے۔ اب
میں تم سے کوئی بات نہیں چھپانا چاہتا۔ میں نے
اپنے بزرگوں سے سن رکھا ہے کہ اس ملک میں
چوانگ نام کے دیوتا کا ایک خفیہ مندر ہے۔
اس مندر سے چند قدم کے فاصلے پر زرد رنگ
کی ایک بہت بڑی چٹان ہے جس کے نیچے سات
بادشاہوں کا بہت بڑا خزانہ دفن ہے۔"
لنگڑے کپتان نے یہ سنا تو اس کے منہ میں پانی بھر آیا۔

اسے یہ بھی معلوم تھا کہ عنبر میں اتنی طاقت ہے کہ بڑی
سے بڑی چٹان کو اپنی جگہ سے ہٹا دے۔ چوانگ دیوتا کا
مندر بھی وہ جانتا تھا کہ کہاں ہے۔ اسی مندر میں تو پُراسرار
چینی جولی سانگ کو تانبے پر چپکا کر لے گیا تھا۔ عنبر نے
صرف پُراسرار چینی کی زبان سے چوانگ دیوتا کا نام سُنا
تھا اور وہ چاہتا تھا کہ اس کے بارے میں معلومات حاصل
کرے۔ ہو سکتا ہے ناگ ماریا وغیرہ کا وہیں سے کچھ
سراغ مل جائے۔ چنانچہ اس نے خزانے کی کہانی وہیں بیٹھے
بیٹھے گھڑی تھی۔ اس کا تیر عین نشانے پر بیٹھا اور لنگڑا کپتان
اسے چوانگ مندر کی چٹان تک لے جانے کو تیار ہو گیا۔
عنبر کو چٹان اور اس کے فرضی خزانے سے کوئی دلچسپی
نہیں تھی۔ وہ تو چوانگ کے مندر میں جا کر یہ معلوم کرنا
چاہتا تھا کہ پُراسرار چینی اپنے ساتھ کس لڑکی کو لے کر گیا
ہے۔ کپتان کہہ رہا تھا۔
"میں نے چوانگ دیوتا کا مندر دیکھ رکھا ہے۔ میرا
چینی دوست جو میرے ساتھ سفر کر رہا تھا۔ اسی
مندر کا راہب ہے۔ مگر میں نہیں چاہتا کہ وہ
مجھے یا تمہیں مندر کے پاس چٹان کے ارد گرد
دیکھے۔ اس طرح سے وہ خزانے کا مالک بن
بیٹھے گا۔ ہم اس کی نظروں سے چھپ کر وہاں

جائیں گے۔ یہ بتاؤ کہ چٹان کو تم اُٹھا دو گے نا؟"

عنبر نے ہنس کر کہا:

"کیوں نہیں کپتان! تم میری طاقت کو ایک بار دیکھ چکے ہو۔ میں بڑی سے بڑی چٹان کو پرے ہٹا سکتا ہوں۔ اب دیوتا مدد کریں اور نیچے سے خزانہ نکل آئے"۔

کپتان بڑے یقین کے ساتھ بولا:

"خزانہ ضرور ہو گا۔ چین کے پرانے بادشاہ اسی طرح مندروں کے پاس خزانے دفن کر دیا کرتے تھے ہم آج ہی اپنے سفر پر روانہ ہو جائیں گے"۔

عنبر نے پوچھا:

"ہمیں چوانگ دیوتا کے مندر تک پہنچتے پہنچتے کتنے دن لگ جائیں گے؟"

لنگڑا کپتان انگلیوں پر حساب لگانے لگا۔ پھر بولا:

"ہم تیز رفتار گھوڑوں پر سفر کریں گے۔ زیادہ سے زیادہ تین دنوں میں چوانگ دیوتا کے مندر کے آس پاس پہنچ جائیں گے"۔

ادھر عنبر لنگڑے کپتان کے ساتھ سفر پر روانہ ہوا دوسری طرف ایک دن کے بعد وہ جہاز بھی بندرگاہ آن لگا جس میں ناگ کیٹی اور تھیوسانگ سوار تھے۔

بھی عنبر ماریا اور جولی سانگ ہی کی تلاش میں وہاں آئے تھے۔ جولی سانگ کا تو انہیں زیادہ شک تھا کہ پراسرار چینی اسے جہاز میں بٹھا کر چین کے ملک میں لے آیا ہے۔ باقی عنبر اور ماریا کا انہیں خیال تھا کہ ممکن ہے ان کا بھی وہاں کوئی سراغ مل جائے۔ بندرگاہ پر اترتے ہی ناگ نے کہا:

"میرا خیال ہے کہ اس بار ہمیں چین کی دوسری بندرگاہوں پر جا کر بھی جولی سانگ کو ڈھونڈنا چاہیے۔ کیونکہ یہ ملک بہت بڑا ہے اور اس کی ایک دوسری بڑی بندرگاہ بھی ہے جس کا نام تائیوان ہے"۔

تھیوسانگ نے کہا:

"لیکن کچھ روز تو ہمیں اس شہر میں جولی سانگ اور عنبر ماریا کو تلاش کرنا ہی ہو گا"۔

کیٹی بولی: "ہم دو روز اس شہر میں تلاش کرتے ہیں۔ اس کے بعد تائیوان کا رخ کریں گے"۔

ناگ بولا: "عنبر ماریا اور جولی سانگ میں سے کسی کی بھی خوشبو اس شہر میں نہیں ہے۔ بہرحال ہم ابھی سے ان کی تلاش شروع کرتے ہیں"۔

تھیوسانگ نے کہا کہ پہلے کسی سرائے میں کمرہ تو لے

ہیں۔ بندرگاہ کے قریب ہی ایک چینی سرائے تھی۔ ناگ
تھیوسانگ اور کیٹی سرائے میں آ گئے۔ یہاں ملک ملک
کے مسافر ٹھہرے ہوئے تھے۔ ناگ تھیوسانگ اور کیٹی نے
بھی ایک کمرہ کرائے پر لے لیا اور اپنا تھوڑا بہت سامان
وہاں قالین پر لا کر رکھ دیا۔

تھیوسانگ کہنے لگا:

”میرا خیال ہے کہ ہم تینوں کو شہر میں گھومنے
چلنا چاہیئے۔“

”اچھا خیال ہے۔“ کیٹی نے جواب دیا۔

ناگ کو کیا اعتراض ہو سکتا تھا۔ انہوں نے کمرے کو
تالا لگایا اور شہر میں نکل آئے۔ سارا دن وہ شہر میں
گھومتے پھرتے رہے۔ انہیں کسی جگہ سے بھی اپنے ساتھیوں
یعنی عنبر ماریا اور جولی سانگ کی خوشبو نہ آئی۔

اسی روز انہوں نے بوریا بستر باندھا اور چین کے دوسرے
بڑے شہر اور بندرگاہ تائیوان کی طرف روانہ ہو گئے۔ یہ
وہی تائیوان شہر اور بندرگاہ تھی کہ جہاں بوڑھا چینی پہلے
ہی سے پانچ سو سال پرانے سانپ کی کھوپڑی کی تلاش میں
پہنچ چکا تھا۔ وہ قدیم مقبروں میں دن بھر گھومتا رہا۔ اسے
وہاں کوئی ایسی جگہ نہ ملی کہ جہاں سے وہ کسی مقبرے
کے اندر داخل ہو کر پرانے مردہ سانپ کی کھوپڑی حاصل

کر سکتا۔ مایوس دل لیے بوڑھا چینی واپس سرائے میں آ گیا
یہ سرائے تائیوان کی بندرگاہ سے تھوڑے فاصلے پر تھی۔
ایک تائیوان کی بندرگاہ کے پاس ہی تھی مگر بوڑھا چینی وہاں
نہیں ٹھہرا تھا۔ اس بندرگاہ میں ناگ تھیوسانگ اور کیٹی آ
کر ٹھہر گئے تھے۔ اس شہر میں بھی انہیں اپنے ساتھیوں عنبر
ماریا اور جولی سانگ کی خوشبو کہیں محسوس نہ ہوئی۔ پھر بھی
وہ ہمت ہارنے والے نہیں تھے۔ انہوں نے اپنی تلاش
جاری رکھی۔ یہاں انہوں نے الگ الگ ہو کر تلاش کا
کام شروع کیا۔ کیٹی ایک طرف تھیوسانگ دوسری جانب
اور ناگ شہر کی تیسری سمت کو نکل جاتا۔ دن بھر وہ جگہ
جگہ اپنے ساتھیوں کی ٹوہ لگانے کی کوشش کرتے اور شام
کو سرائے میں واپس آ کر ایک دوسرے کو اپنی کوشش
کی تفصیلات بتا دیتے۔

انہیں دو دن گزر گئے۔ دوسری طرف بوڑھا چینی بھی
اپنی تلاش جاری رکھے ہوئے تھے۔ اسے بھی ابھی تک
مقبرے کے اندر جانے میں کامیابی نہیں ہوئی تھی۔ تیسرے
دن ناگ اکیلا شہر کے بازاروں میں گھومتا پھرتا شہر سے
باہر نکل گیا۔ شہر سے باہر ریت کے چھوٹے چھوٹے ٹیلے
تھے۔ پھر درختوں کے جھنڈ آ جاتے تھے۔ اس کے بعد
ایک ویرانہ تھا جہاں پتھروں کے چھوٹے بڑے ڈھیر جگہ جگہ

لگے تھے۔

اس کی نظر پتھروں کے ڈھیروں کے پیچھے ایک مٹی کے بہت بڑے گول ڈھیر پر پڑی جس کے اوپر ایک چینی طرز کی بارہ دری بنی ہوئی تھی۔ ناگ نے سوچا کہ یہ کون سی جگہ ہے۔ چل کر دیکھنا چاہیے۔ وہ بارہ دری والی گول بڑی ڈھیری کے پاس آ گیا۔ اس کی نظر ایک آدمی پر پڑی جو جھک کر مٹی کے اس ٹیلے کو ایک طرف سے کھودنے کی کوشش کر رہا تھا۔ ناگ اس کے قریب گیا تو پاؤں کی آہٹ سے بوڑھا چینی چونکا۔ یہ بوڑھا چینی وہی تھا جو پانچ سو برس پرانی سانپ کی کھوپڑی کی تلاش میں مقبرے کے اندر جانا چاہتا تھا۔

ناگ نے جب اپنے سامنے ایک بوڑھے چینی کو دیکھا تو بولا:

"بابا! کیا تم اس عمر میں بھی خزانے تلاش کرتے ہو؟"

بوڑھے چینی نے کھڑے ہو کر ہاتھ کپڑے سے پونچھتے ہوئے کہا:

"بیٹا! میں خزانہ تلاش نہیں کر رہا۔ میں تو ایک خاص جڑی بوٹی ڈھونڈ رہا تھا جو ان پرانے مقبروں کے ٹیلوں میں زمین کے اندر اگا کرتی ہے!"

ناگ نے پوچھا:

"یہ بوٹی کس کام آتی ہے؟"

بوڑھا چینی کہنے لگا:

"اس کے کئی فائدے ہیں۔ جس آدمی کے پاس اس بوٹی کا سفوف موجود ہو وہ کبھی بیمار نہیں ہوتا۔ اگر بیمار ہو تو اچھا ہو جاتا ہے۔"

ناگ نے ٹیلے کی طرف اشارہ کر کے پوچھا:

"یہ ٹیلہ کیسا ہے اور اس پر یہ بارہ دری کس نے بنائی تھی؟ کیا یہ کوئی پرانا کھنڈر ہے؟"

بوڑھے چینی نے کہا:

"سنا ہے کہ اس ٹیلے میں دو بادشاہوں کی قبریں ہیں۔ باقی خدا کی خدا جانے۔"

بوڑھا چینی خوش تھا کہ اس نے ماریا کے بارے میں کچھ نہیں بتایا اور اجنبی آدمی کو (جو ناگ تھا) شک بھی نہیں ہوا۔

ناگ نے پوچھا:

"تم اسی ملک کے رہنے والے لگتے ہو بابا۔ میرا مطلب ہے کہ تم چینی ہو۔"

بوڑھا چینی گردن پر ہاتھ پھیر کر مسکرایا:

"ظاہر ہے میں چینی ہوں۔ مگر تمہاری شکل چینیوں ایسی نہیں ہے۔ تم ہندوستان کے رہنے والے لگتے ہو۔"

ناگ نے کہا:

"ہاں! تم یہی سمجھ لو کہ میں ہندوستان کا ہی رہنے والا ہوں۔"

بوڑھے چینی نے پوچھا:

"کیا تم چین کی سیر و سیاحت کے لئے آئے ہو؟"

"ہاں بابا" ناگ نے گہرا سانس بھر کر کہا۔ دونوں ایک دوسرے سے اپنے دل کا حال چھپا رہے تھے۔ ناگ واپس اپنی سرائے کی طرف چل دیا۔ بوڑھا چینی تھکان کا کا بہانہ بنا کر وہیں بیٹھا رہا۔ ناگ پتھروں کی ڈھیری اوٹ میں ہو گیا۔ جب بوڑھے چینی نے دیکھا کہ نا اس کی نظروں سے اوجھل ہو گیا ہے تو اس نے مقب کی دیوار کی جڑ سے کھدائی شروع کر دی۔ ناگ نے ڈھ کی اوٹ سے بوڑھے چینی کو زمین کھودتے دیکھا تو د میں یہ سوچ کر ہنس دیا کہ اس بوڑھے کو اب بھی زن رہنے کا جنون ہے۔ وہ واپس سرائے میں آ گیا۔ وہاں تھیوسانگ اور کیٹی پہلے سے موجود تھے۔ انہوں نے مش کیا کہ اب انہیں کس شہر کی طرف چلنا چاہیئے۔

کیٹی کچھ سوچ کر بولی:

"میرا خیال ہے کہ ہمیں ایک دن اور اس شہر میں رہ کر تلاش جاری رکھنی چاہیئے۔ اس کے بعد بھی

اگر ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا تو یہاں سے چین کے دارالحکومت پیکنگ چلے چلیں گے۔ وہ بڑا شہر ہے۔ ہو سکتا ہے جولی سانگ کا وہاں کچھ سراغ مل جائے۔"

ناگ اور تھیوسانگ نے اس تجویز پر کوئی اعتراض نہ کیا۔ رات انہوں نے سرائے میں گذار دی اور اگلے روز تینوں دوست پھر الگ الگ ہو کر جولی سانگ کی تلاش پر نکل کھڑے ہوئے۔ ناگ شہر سے باہر ایک چھوٹی سی بستی میں سے گذر رہا تھا کہ اسے ایک طرف سے بین بجانے کی آواز سنائی دی۔ ناگ نے دیکھا کہ ایک درخت کے نیچے سپیرا بین بجا کر سانپ کو نچا رہا ہے اور اس کے قریب وہی بوڑھا چینی بیٹھا ہے جس کو ناگ نے ایک دن پہلے مقبرے کی دیوار کھود کر جڑی بوٹیاں تلاش کرتے دیکھا تھا۔

ناگ کو تعجب ہوا کہ یہ بوڑھا چینی اس سپیرے کے پاس کیا کر رہا ہے۔ بوڑھے چینی کی پیٹھ ناگ کی طرف تھی۔ اس لئے ناگ کو نہیں دیکھا تھا۔ ادھر سانپ نے ناگ دیوتا کی خوشبو سونگھی تو وہیں رک گیا اور ناگ کی تعظیم بجا لانے اس کی طرف آنے ہی والا تھا کہ ناگ نے سانپ کی زبان میں اسے وہیں روک دیا اور کہا:

"اپنی جگہ ناچتے رہو۔ میرے قریب مت آنا۔ یہ
پتہ کرو کہ یہ بوڑھا چینی سپیرے کے پاس کس
لئے آیا ہے۔"

سانپ نے دور ہی سے ناچتے ناچتے ناگ کو جواب دیا:
"عظیم ناگ دیوتا! میں ابھی پتہ کر کے آپ کو
بتاتا ہوں۔"

ناگ ایک دیوار کے پیچھے چھپ کر کھڑا ہو گیا۔ وہ
سر تھوڑا سا باہر نکالے سپیرے اور بوڑھے چینی کو تک
رہا تھا۔ سپیرے نے بین بجانی بند کر دی سانپ کو
پٹاری میں ڈال دیا اور بوڑھے چینی سے باتیں شروع
کر دیں۔ تھوڑی دیر وہ باتیں کرتے رہے۔ پھر بوڑھا چینی
سر جھکا کر بیٹھ گیا۔ ناگ نے سانپوں کی زبان میں پہاڑی
والے سانپ سے پوچھا کہ یہ کیا باتیں کر رہے تھے؟
سانپ نے وہیں سے ہلکی ہلکی سسکاریوں اور سیٹی کی
آواز میں جواب دیا۔

"عظیم ناگ دیوتا! اس بوڑھے چینی کو آج سے
پانچ سو سال پہلے مرے ہوئے سانپ کی کھوپڑی
کی تلاش ہے۔ سپیرا اسے یہ کہہ کر اپنے جال
میں پھنسانے کی کوشش کر رہا ہے کہ میرے پاس
ایسے سانپ کی کھوپڑی موجود ہے۔ مگر میں اس

کے عوض ایک ہزار سونے کے سکے لوں گا۔
عظیم ناگ دیوتا! میں جانتا ہوں سپیرا جھوٹ
بول رہا ہے اور بوڑھے چینی کو دھوکے سے
کسی مردہ سانپ کی کھوپڑی دے دے گا۔
اس کے پاس ایسی کھوپڑی نہیں ہے۔"

ناگ سوچنے لگا۔ اس بوڑھے چینی کو پانچ سو سال پہلے
کے سانپ کی کھوپڑی کس لئے چاہیے؟ یہ ایک عجیب
سا معمہ تھا۔ ناگ نے اس معمے کو حل کرنے کا فیصلہ کر
لیا۔ اسے ہلکی سی امید تھی کہ شاید اس طریقے سے ہی
اسے جولی سانگ یا عنبر ماریا کا کوئی سراغ مل جائے۔
اس نے سانپ سے کہا:

"اب تم خاموش بیٹھے رہو۔ باقی میں خود سنبھال لوں گا"
یہ کہہ کر ناگ دیوار کی اوٹ سے نکلا اور سپیرے کی
طرف چلا۔ جب وہ قریب آیا تو بوڑھے چینی نے اسے پہچان
لیا کہ یہ وہی نوجوان ہے جو اسے ایک دن پہلے مقبرے کے
ٹیلے پر ملا تھا۔ ناگ نے بوڑھے چینی کو سلام کیا اور پوچھا:

"کیوں بابا! جڑی بوٹی ابھی نہیں ملی؟"

بوڑھا چینی بولا:

"نہیں بیٹا۔ بس کسی نہ کسی روز مل جائے گی"
سپیرے نے جب دیکھا کہ یہ نوجوان بیچ میں آ کر اس

کا کام خراب کر رہا ہے تو اس نے بڑی گستاخی۔
ناگ سے کہا: "جاؤ میاں اپنا کام کرو۔ تم ادھر کیوں
آ گئے ہو؟"

ناگ کو اس کا یہ انداز بُرا لگا۔ مگر وہ خاموش ر
اس نے بوڑھے چینی سے کہا: "بابا! آپ اس سپیرے کے
کیوں بیٹھے ہیں؟" اس پر سپیرے نے غصے سے کہا: "تم
ہو کہ سانپ نکال کر ڈسوا دوں تمہیں؟" ناگ کو بھی غصہ
گیا۔ اس نے سپیرے کے سامنے زمین پر بیٹھتے ہوئے کہا:
"اگر تمہارے پاس کوئی ایسا سانپ ہے جو مجھے ڈس سکے
تو نکالو اسے۔" سپیرے نے پٹاری کھول کر سانپ ناگ
طرف اچھال دیا۔ بوڑھا چینی ڈر کر پیچھے ہٹ گیا۔ سانپ
ناگ کے اوپر گرا اور گرتے ہی پھنکار مار کر بولا:
"عظیم ناگ دیوتا! میں اس گستاخ کو جان سے مار دوں گا۔"
سانپ نے پھن کھول لیا۔ زبان لہرانے لگا اور سپیر
کی طرف بڑھا۔

سرہانے کے نیچے کینچلی

سپیرے نے سانپ کو اپنی طرف آتے دیکھا تو فوراً بین
بجانی شروع کر دی۔
ناگ نے کہا:
"تمہاری بین کا اس پر کچھ اثر نہیں ہو گا۔"
سانپ نے بین کی کوئی پروا نہ کی اور اچھل کر سپیرے
کی گردن سے چمٹ گیا اور پھن اٹھا کر اسے ڈسنے ہی والا
تھا کہ ناگ نے کہا:
"اسے معاف کر دو۔"
سانپ وہیں رُک گیا۔
ناگ نے سپیرے سے کہا:
"میں نے سانپ کو منع کر دیا ہے کہ تمہیں نہ ڈسے
کیا تم کو اپنے گستاخانہ رویے پر افسوس نہیں ہو
رہا؟ تمہیں مجھ سے اس طرح بات نہیں کرنی چاہیے
تھی۔ بولو اب کیا کہتے ہو؟"
سپیرا فوراً سمجھ گیا کہ یہ کوئی عام آدمی نہیں ہے بلکہ

کوئی بڑا تجربے کار سپیرا ہے۔ جھٹ ہاتھ جوڑ دیئے اور بولا:

"بھائی! مجھے معاف کر دو۔ مجھے نہیں معلوم تھا کہ تم اتنے بڑے سپیرے ہو کہ سانپ بھی تمہارا حکم مانتے ہیں۔ میں آئندہ ایسی حرکت کبھی نہیں کروں گا۔"

ناگ تو محض تماشہ کر رہا تھا۔ کہنے لگا: "اچھا تمہیں معاف کرتا ہوں۔ اب یہاں سے بھاگ جاؤ۔ نہیں تو میں سانپ کو کہہ کر تمہیں ڈسوا دوں گا۔" سپیرے نے شکر کیا کہ جان بچ گئی۔ سانپ کو پٹاری میں ڈالا اور بوڑھے چینی سے کہا:

"بابا! تم میرے ڈیرے پر آکر بات کرنا۔"

اب ناگ بوڑھے چینی کی طرف متوجہ ہوا۔ اس نے پوچھا: "بابا! تم اس دھوکے باز کے ڈیرے پر کس لئے جا رہے تھے؟"

بوڑھے چینی نے پھر اپنے راز کو چھپانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا:

"ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ میں تو اس کے پاس ایک سفید سانپ دیکھنے جا رہا تھا۔ مجھے سفید سانپ دیکھنے کا بہت شوق ہے۔"

ناگ نے بوڑھے چینی کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال

کر پوچھا:

"بابا! مجھے سچ سچ بتاؤ۔ تمہیں پانچ سو سال پہلے مرے ہوئے سانپ کی کھوپڑی کس لئے چاہیئے؟"

بوڑھا چینی تو ہکا بکا سا ہو کر ناگ کا منہ تکنے لگا کہ اس نوجوان کو اس کے دل کا حال کیسے معلوم ہو گیا۔

ناگ نے کہا:

"میں جانتا ہوں تمہیں کسی ایسے سانپ کی کھوپڑی کی ضرورت ہے جس کو مرے پانچ سو سال ہو گئے ہوں۔ اس سپیرے کے پاس ایسی کوئی کھوپڑی نہیں ہے۔ یہ تم کو دھوکہ دے رہا تھا۔ مجھے سچی بات بتا دو۔ ہو سکتا ہے میں تمہاری کچھ مدد کر سکوں۔"

بوڑھے چینی نے دیکھا کہ جب اس نوجوان نے اس کے دل کا حال کسی طریقے سے معلوم کر ہی لیا ہے تو بولا:

"بیٹا! مجھے واقعی پانچ سو برس پہلے مرے ہوئے سانپ کی کھوپڑی کی ضرورت ہے۔ میں بادشاہوں کے مقبرے کو بھی اسی لئے کھود رہا تھا۔ کیوں کہ مجھے بتایا گیا تھا کہ پرانے بادشاہ اپنے ساتھ سانپوں کو بھی دفن کیا کرتے تھے۔ اس سپیرے نے مجھے کہا کہ میرے پاس ایسی کھوپڑی ڈیرے پر موجود ہے

مگر وہ مجھ سے بہت بھاری قیمت مانگ رہا
تھا جو میرے پاس نہیں تھی۔"
ناگ نے کہا:
"یہ سپیرا تمہیں جھانسہ دے رہا تھا بابا۔ لیکن تم نے
ابھی تک مجھے یہ نہیں بتایا کہ تمہیں ایسی کھوپڑی
کس غرض کے لئے چاہیے؟ کیا تم اس پر کوئی
جادو کرنا چاہتے ہو، کیا تم جادوگر ہو؟"
بوڑھا چینی چپ ہو گیا۔
ناگ نے کہا:
"بابا! تمہارے دل میں جو ہے مجھ پر ظاہر کر دو۔
میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ تمہارا راز میرے
سینے میں راز بن کر رہے گا۔ میں اس کا کسی سے
ذکر نہیں کروں گا۔"
بوڑھا چینی آنکھیں اُٹھا کر ناگ کو تکنے لگا۔ پھر بولا:
"پہلے مجھے یہ بتاؤ کہ کیا تم پانچ سو سال پہلے کے
سانپ کی کھوپڑی دلانے میں میری مدد کر سکو گے؟"
ناگ نے کہا:
"تم نے ابھی دیکھ لیا ہے کہ میں ایک تجربے کار
سپیرا ہوں اور سانپوں پر حکم چلانا جانتا ہوں۔
میرے حکم پر سانپ پٹاری سے نکل کر سپیرے

کی گردن میں ڈنک کیا تھا۔ اگر تم مجھ پر اپنے
دل کا حال ظاہر کر دو تو میں تمہاری مدد کرنے
کی کوشش کروں گا۔"
تب بوڑھے چینی نے کہا:
"وعدہ کرو کہ یہ بات کسی کے آگے ظاہر نہیں
کرو گے۔"
ناگ نے کہا:
"میں وعدہ کرتا ہوں کہ جب تک تمہاری اجازت
نہیں ہو گی میں تمہارا راز کسی کے سامنے بیان
نہیں کروں گا۔"
اس پر بوڑھے چینی نے آہ بھر کر کہا:
"بیٹا میں ایک عجیب مشکل میں پھنس گیا ہوں۔
میری ایک منہ بولی بیٹی نے دو لڑکیوں کی جان
بچانے کی کوشش کی اور وہ ایک بدروح کے
چنگل میں پھنس گئی ہے۔ مجھے ایک بدروحوں
کی ماہر عورت نے بتایا ہے کہ اگر میں کسی طرح
سے پانچ سو سال پہلے مرے ہوئے سانپ کی
کھوپڑی لے آؤں تو وہ عورت اس پر عمل پڑھ
کر میری بیٹی کو بدروح سے نجات دلا سکتی ہے۔"
ناگ بڑے غور سے بوڑھے چینی کی باتیں سن رہا تھا

اس نے پوچھا:

"تمہاری بیٹی اس وقت کہاں ہے؟"

بوڑھا چینی ناگ سے یہ چھپانا چاہتا تھا کہ اس کی منہ بولی بیٹی ماریا خود ایک روح ہے لیکن اس کے منہ سے بے اختیار نکل گیا:

"میری بیٹی خود ایک روح ہے۔ مگر وہ نیک روح ہے لیکن وہ کہا کرتی تھی کہ میں روح نہیں ہوں۔ میں زندہ ہوں مگر کوئی مجھے دیکھ نہیں سکتا۔"

ناگ جیسے اپنی جگہ سے اُچھل پڑا۔ اس کے منہ سے بھی بے اختیار نکل گیا:

"کیا اس کا نام ماریا ہے بابا؟"

اب بوڑھا چینی حیرت زدہ ہو کر رہ گیا۔

"بیٹا! تمہیں اس کا نام کیسے معلوم ہے؟"

ناگ نے جلدی سے پوچھا:

"کیا اس نے اپنا نام ماریا بتایا تھا؟"

بوڑھا چینی اب کچھ بھی نہیں چھپانا چاہتا تھا۔ اب چھپانے کو کچھ رہا بھی نہیں تھا۔ فوراً بولا:

"ہاں بیٹا! اس نے اپنا نام ماریا بتایا تھا۔ وہ اتفاق سے مجھے مل گئی تھی۔ بڑی نیک اور

رحم دل لڑکی تھی۔ بس دکھائی نہیں دیتی تھی۔ اس نے دو لڑکیوں کو ایک عذاب سے نکالا اور خود دوسرے عذاب میں پھنس گئی۔ مگر تم اسے کیسے جانتے ہو؟"

ناگ نے بوڑھے چینی کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا اور کہا:

"بابا! ماریا میری بہن ہے۔ ہماری بہن ہے۔ میرا نام ناگ ہے۔ میرے ساتھ میری ایک بہن کیٹی اور بھائی تھیوسانگ بھی ہے۔ ہم اسی کی تلاش میں یہاں آئے ہوئے ہیں۔ اب مجھے ساری بات کھول کر بتاؤ کہ ماریا تمہیں کہاں ملی تھی اور اس کے ساتھ کیا بیتی؟"

تب بوڑھے چینی نے ناگ کو شروع سے لے کر آخر تک ساری کہانی سنا ڈالی۔

ناگ نے گہرا سانس بھرتے ہوئے کہا:

"بابا! کیا تمہیں یقین ہے کہ بدروحوں کو بلانے والی عورت ماریا کو اپنے عمل سے چھنگو بدروح سے نجات دلا سکے گی؟"

بوڑھا چینی بولا:

"ہاں۔ اگر اس کو ہم پانچ سو سال پہلے مرے ہوئے

سانپ کی کھوپڑی لا کر دے دیں تو مجھے یقین
ہے کہ یہ عورت ماریا سے چمٹی ہوئی بدروح کو
جلا کر بھسم کر دے گی۔ مگر بیٹا! کیا تم ایسے سانپ
کی کھوپڑی پیدا کر سکو گے؟ یہ کام بڑا مشکل ہے۔"
ناگ مسکرایا، کہنے لگا:

"چلو بابا! بادشاہوں کے پرانے مقبرے میں چلتے
ہیں۔ اگر وہاں کوئی ایسی کھوپڑی ہوئی تو خود وہاں
رہنے والا کوئی سانپ ہمیں وہ کھوپڑی لا کر
پیش کر دے گا۔"

بوڑھا چینی ناگ کے سانپوں کے علم سے پہلے ہی
متاثر تھا اور اب اس نے ماریا کا نام لے کر یہ بھی
ظاہر کر دیا تھا کہ وہ اس کا بھائی ہے۔ چنانچہ وہ ا
ز کے ساتھ جانے پر تیار ہو گیا۔ دونوں بادشاہوں کے
نے مقبروں کے ٹیلے پر آ گئے۔

ناگ نے بوڑھے چینی سے کہا:

"تم میرے ساتھ بیٹھے رہنا۔ ابھی یہاں ایک سانپ
آئے گا میں اس سے کچھ باتیں کروں گا۔ تم گھبرانا
بالکل نہیں اور اپنی جگہ پر بیٹھے رہنا۔ سانپ
تمہیں کچھ نہیں کہے گا۔"

بوڑھا چینی خاموشی سے ناگ سے ذرا پرے ہٹ کر

زمین پر بیٹھ گیا۔ ناگ بھی وہیں بیٹھ گیا۔ پھر اس نے
سانپوں کی زبان میں وہاں رہنے والے کسی بھی سانپ
کو آواز دی۔ بوڑھے چینی نے دیکھا کہ ایک زرد اور
سبز رنگ کی دھاریوں والا سانپ ٹیلے کی جانب سے
نکل کر ناگ کے پاس آیا اور کنڈلی مار کر بیٹھ گیا۔ اس
نے تین بار ناگ کے آگے اپنا پھن جھکایا۔

ناگ نے سانپ سے پوچھا:

"کیا تمہیں معلوم ہے کہ اس ٹیلے کے اندر بادشاہوں
کے ساتھ سانپ بھی دفن ہوا کرتے تھے؟"

سانپ نے ادب سے جواب دیا:

"عظیم ناگ دیوتا! ہم نے اپنے بڑے بوڑھوں سے
ایسا ہی سنا ہے۔"

ناگ نے پوچھا:

"کیا تم مقبرے کے اندر سے سانپ کی کوئی
ایسی کھوپڑی لا کر دے سکتے ہو جس کو مرے
پانچ سو سال گذر گئے ہوں؟"

دھاری دار سانپ بولا:

"عظیم ناگ دیوتا! ایسے کتنے ہی سانپوں کے
ڈھانچے بادشاہوں کی قبروں میں ان کے ڈھانچوں
کے ساتھ پڑے ہیں۔ میں ابھی ایسی کھوپڑی لا

کر آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔"

ناگ نے کہا: "جلدی لاؤ۔"

سانپ واپس ٹیلے میں چلا گیا۔ ناگ نے بوڑھے چینی کی طرف مخاطب ہو کر کہا:

"سانپ نے بتایا ہے کہ اس مقبرے میں ایسے کتنے ہی سانپوں کی کھوپڑیاں پڑی ہیں جن کو مرے پانچ سو سال ہو گئے ہیں۔"

بوڑھے چینی نے پوچھا:

"کیا سانپ کو ایسی کھوپڑی کی پہچان ہے بیٹا؟"

ناگ نے کہا:

"نہ صرف اسے پہچان ہے بلکہ مجھے بھی پہچان ہے باقی اس کا ثبوت تمہیں اس وقت مل جائے گا جب بدروحوں کو بلانے والی عورت کھوپڑی کو دیکھ کر کہے گی کہ ہاں یہ کھوپڑی ایسے ہی سانپ کی ہے جو پانچ سو برس پہلے مر گیا تھا۔"

اتنے میں دھاریدار سانپ ٹیلے کے بل میں سے آتا دکھائی دیا۔ اس نے منہ میں سفید رنگ کی سانپ کی ایک چھوٹی سی کھوپڑی پکڑ رکھی تھی۔ کھوپڑی ناگ کے سامنے رکھ کر سانپ نے کہا:

"عظیم ناگ دیوتا! یہ اس سانپ کی کھوپڑی ہے جو آج سے پانچ سو برس پہلے بادشاہ کے ساتھ دفن کر دیا گیا تھا۔"

ناگ نے کھوپڑی کو اٹھا کر دیکھا۔ پھر اسے سونگھا۔ سانپ سچ کہہ رہا تھا۔ یہ واقعی پانچ سو برس پہلے کے سانپ کی کھوپڑی تھی۔ ناگ نے سانپ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا:

"اب تم واپس جا سکتے ہو۔"

سانپ واپس چلا گیا تو بوڑھے چینی نے جلدی سے ناگ کے پاس آ کر کہا:

"ناگ بیٹا! کیا سچ مچ یہ اصلی کھوپڑی ہے؟"

ناگ مسکرایا: "بابا! اس میں کوئی شک ہی نہیں کہ یہ کھوپڑی ایک ایسے سانپ کی ہے جو آج سے پانچ سو برس پہلے زندہ تھا اور جسے اس مقبرے کے ایک بادشاہ کے ساتھ دفن کیا گیا تھا۔"

ناگ نے سانپ کی کھوپڑی بوڑھے چینی کے حوالے کرتے ہوئے کہا:

"چلو بابا اب اس عورت کے پاس چلتے ہیں جو اس پر عمل کر کے ماریا کو ہمیں واپس دلا دے گا۔ مگر میں اپنے ساتھ تھیوسانگ اور کیپٹی کو بھی لے

جانا چاہتا ہوں۔"

ناگ نے بوڑھے چینی کو ساتھ لیا اور سرائے میں آ گیا۔ اس نے جب کیٹی اور ہتیوسانگ کو ساری بات بتائی اور بوڑھے چینی کو ملایا تو وہ بہت خوش ہوئے کہ جولی سانگ اور عنبر کا نہیں لیکن ماریا کا تو سراغ مل گیا۔ بوڑھے چینی نے کیٹی اور ہتیوسانگ سے ہاتھ ملایا اور کہا:

"مجھے پورا یقین ہے کہ ہماری بیٹی ماریا اب ضرور بدروح کے چنگل سے نکل کر ہمارے پاس آ جائے گی۔"

اسی روز وہ گھوڑوں پر سوار ہوئے اور کاشان شہر کی طرف روانہ ہو گئے۔ یہ راستہ دو تین دن کا تھا۔

ناگ کیٹی ہتیوسانگ اور بوڑھے چینی کو اسی جگہ چھوڑتے ہیں اور عنبر کی طرف چلتے ہیں جو لنگڑے کپتان کو ساتھ لے کر جولی سانگ کی تلاش میں چوانگ دیوتا کے مندر کی طرف جا رہا تھا۔ عنبر نے لنگڑے کپتان کو تاکید کر دی تھی کہ اس سفر کے بارے میں پراسرار چینی کو علم نہیں ہونا چاہیے۔

جس وقت ناگ کیٹی اور ہتیوسانگ بوڑھے چینی کو لے کر کاشان شہر کی طرف چلے اس وقت عنبر اور

لنگڑا کپتان چوانگ دیوتا کے مندر کے قریب پہنچ گئے تھے۔ لنگڑے کپتان نے دُور سے مندر کے مینار کو دیکھ کر عنبر سے کہا:

"ہم مندر کے قریب نہیں جائیں گے۔ کیونکہ اگر میرے ساتھی پراسرار چینی کو پتہ چل گیا تو وہ بھی خزانے میں سے حصہ مانگے گا۔ اب تم اس چٹان کے پاس چلو جس کے نیچے خزانہ ہے۔"

عنبر کو اصل میں تو چوانگ مندر میں جانا تھا مگر لنگڑا کپتان اسے زبردستی زرد چٹان کے پاس لے جا رہا تھا۔ جس کے نیچے کوئی خزانہ نہیں تھا۔ عنبر نے ادھر ادھر دیکھا۔ دور اسے ایک بھورے رنگ کی چٹان ابھری ہوئی نظر آئی۔ اس نے یونہی کہہ دیا۔

"وہ رہی زرد چٹان۔ خزانہ اسی کے نیچے ہو گا۔"

لنگڑا کپتان بڑا خوش ہوا۔ اس نے گھوڑے کو ایڑھ لگائی اور عنبر کے ساتھ بھوری چٹان کے پاس آ گیا۔ وہ گھوڑے سے اتر پڑا اور عنبر کی طرف متوجہ ہوئے بغیر بولا:

"اب جلدی سے اس چٹان کو اپنی جگہ سے ہٹا دو۔"

عنبر جانتا تھا کہ اس چٹان کے نیچے کوئی خزانہ نہیں ہے چنانچہ اس نے کہا:

"اس چٹان کو اپنی جگہ پر سے ہٹانے سے زبردست
آواز پیدا ہو گی اور تمہارا چینی دوست یہاں آ جائیگا:"

لنگڑا کپتان فوراً بولا:

"اگر وہ آیا تو میں اس کی گردن اڑا دوں گا۔ تم
ایسا کرو کہ اس کا ایک حصہ توڑ ڈالو۔ پھر ہم
اس کی کھدائی کریں گے۔"

عنبر نے کہا:

"چٹان کا ایک حصہ بھی توڑا تو آواز پیدا ہو گی بہتر
یہی ہے کہ تم اسے ایک طرف سے کھودنا شروع
کر دو۔"

لنگڑے کپتان نے تلوار نکال لی اور غراتے ہوئے بولا
"تم مجھے بے وقوف نہیں بنا سکتے عنبر۔ میں جانتا
ہوں تم اکیلے ہی خزانے پر قبضہ جمانے کے خواب
دیکھ رہے ہو مگر میں تمہیں ایسا نہیں کرنے دوں گا
چلو۔ اس چٹان کو اپنی جگہ سے ہٹاؤ۔ میں تمہیں
حکم دیتا ہوں۔"

عنبر نے لنگڑے کپتان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال دیں
اور کہا:

"کیا تم میری طاقت کو نہیں جانتے؟"

لنگڑے کپتان نے تلوار ہوا میں لہرائی اور بولا:

"میں تمہاری طاقت کی کیا پروا کرتا ہوں۔ میں تم سے
زیادہ طاقت ور ہوں۔ جلدی سے چٹان ہٹاؤ۔ میں
حکم دیتا ہوں۔ چینی آئے گا تو میں اس کی بھی گردن
اڑا دوں گا۔"

عنبر نے سوچا کہ یہ شخص اس کا بنا بنایا کام بگاڑ رہا ہے۔ اس
کو راستے سے ہٹانا ہی پڑے گا۔ اس نے آگے بڑھ کر
لنگڑے کپتان کے ہاتھ سے تلوار چھیننے کی کوشش کی مگر
لنگڑے کپتان نے فوراً عنبر کی گردن پر تلوار کا بھرپور وار کر
دیا۔ تلوار عنبر کی گردن سے ٹکرا کر ٹوٹ گئی۔ لنگڑے کپتان
نے خنجر نکال لیا۔ عنبر نے اچک کر لنگڑے کپتان کی گردن
دبوچ لی۔ عنبر نے اس طرح سے گردن کو دبوچا کہ اس کی
آواز نہ نکل سکے۔ تاکہ یہ آواز پراسرار چینی تک نہ جائے۔
لنگڑے کپتان کی آنکھیں باہر نکل آئیں۔ عنبر نے اسے دونوں
ہاتھوں سے چوہے کی طرح اوپر اٹھا لیا اور اس سے پوچھا:

"مجھے بتاؤ کہ تم جولی سانگ کے بارے میں کیا
جانتے ہو؟"

لنگڑے کپتان نے کچھ کہنا چاہا ہی تھا کہ اس کی گردن
کو ایک جھٹکا لگا اور اس کی گردن لٹک گئی۔ یہ عنبر کی
سخت غلطی تھی کہ اس نے لنگڑے کپتان کی گردن کو سخت
ہاتھ ڈالا تھا۔ جس کی وجہ سے اس کی گردن کی ہڈی ٹوٹ

گئی۔ گردن کی ہڈی ٹوٹ جائے تو انسان فوراً مر جاتا ہے
یہی لنگڑے کپتان کے ساتھ ہوا۔ وہ عنبر کے ہاتھوں میں
مردہ چوہے کی طرح لٹک رہا تھا۔ عنبر کو سخت افسوس
ہوا۔ بہت ممکن تھا کہ لنگڑا کپتان اسے جولی سانگ کے بارے
میں مفید باتیں بتاتا۔ مگر وہ مر گیا تھا۔ عنبر نے لنگڑے کپتان
کو وہیں ایک گڑھے میں گرا کر اس کے اوپر گھاس ڈال
دی۔ گھوڑوں کو جنگل میں ایک طرف بھگا دیا اور خود ایک
گھوڑے پر بیٹھ کر چوانگ دیوتا کے مندر کی طرف چلا۔

وہ اب خود پُراسرار چینی سے ملنا چاہتا تھا۔ چوانگ
دیوتا کا مندر ایک پتھریلی چار دیواری کے اندر تھا۔ حیرانی
کی بات یہ تھی کہ وہاں کوئی انسان نظر نہیں آ رہا تھا۔ کوئی
پجاری بھی وہاں نہیں تھا۔ عنبر نے گھوڑے کو مندر کی
دیوار کے ساتھ باندھا اور خود مندر کے احاطے میں داخل ہو
گیا۔ مندر کا چبوترہ سامنے تھا۔ چبوترے پر مندر کی تکونی دو
منزلہ عمارت کھڑی تھی۔ یہ بہت پرانی عمارت لگتی تھی۔ باہر
دو قبریں بنی ہوئی تھیں جن کے اوپر چھپکلیوں کے سروں کے
بت بنے ہوئے تھے۔ مندر کی سیڑھیوں پر جگہ جگہ گھاس
اُگی تھی۔ عنبر جان بوجھ کر سیڑھی کے پاس کھڑا ہو گیا۔ اس
نے آہستہ سے پُراسرار چینی کو آواز دی اور پکار کر کہا کہ
وہاں کوئی ہے۔ پُراسرار چینی مندر کے تہہ خانے میں تھا

کہ عنبر کی آواز کو اس نے پہچان لیا اور وہیں ٹھٹھک گیا۔ سوچنے
لگا یہ یہاں کیوں آیا ہے۔ اسے معلوم تھا کہ عنبر لنگڑے
کپتان کا نائب کپتان ہے۔

پُراسرار چینی تیزی سے تہہ خانے سے نکل کر مندر کے
دروازے پر آ گیا۔ اس کی چمکیلی آنکھیں عنبر پر جمی تھیں۔
عنبر نے اسے سلام کیا اور بڑی بے تکلفی سے بولا:

"دوست! مجھے کپتان نے بھیجا ہے۔ ایک ضروری
پیغام تمہارے نام ہے۔ کیا میں اندر آ جاؤں؟"

پُراسرار چینی نے کہا:

"کیا پیغام ہے؟ یہاں سناؤ اور یہیں سے واپس
چلے جاؤ۔"

عنبر نے کاندھے اچکائے اور بولا:

"کیا تم مجھے پانی بھی نہیں پلاؤ گے دوست؟ میں
سفر کا تھکا ہوا ہوں۔ میرا گھوڑا باہر بندھا ہے۔
اور پھر تھوڑی دیر میں کپتان بھی یہاں پہنچنے
والا ہے۔"

"کپتان بھی آ رہا ہے؟" پُراسرار چینی نے حیرانی سے پوچھا:
عنبر بولا: "تم مجھے بیٹھنے کا موقع دو تو بتاؤں دوست!"
پُراسرار چینی نے عنبر کو اپنے پیچھے آنے کو کہا۔ عنبر
مندر میں داخل ہو گیا۔ مندر کی چھت نیچی تھی اور دیواروں

پر چھپکلیوں کے سر بنے ہوئے تھے۔ ڈیوڑھی سے نکل کر وہ
ایک دالان میں آ گئے۔ یہاں ایک جانب پانی کا چھوٹا سا
حوض تھا جس میں سیاہ رنگ کا پانی بھرا ہوا تھا۔ حوض کے
پاس دو کرسیاں بچھی تھیں۔ پراسرار چینی نے عنبر کو بیٹھنے کا
اشارہ کیا۔ عنبر کرسی پر بیٹھ گیا۔ پراسرار چینی بھی بیٹھ گیا۔ اس
نے آہستہ سے تالی بجائی۔ ایک لڑکی جس نے جل پریوں
ایسا لباس پہن رکھا تھا ایک ستون کے پیچھے سے نکل
آئی اور سر جھکا کر کھڑی ہو گئی۔

پراسرار چینی نے کہا:

"کچھ پینے کو لاؤ ہمارے مہمان کے لئے۔"

لڑکی چلی گئی۔ عنبر ادھر ادھر تکنے لگا۔ پھر حوض کی
طرف دیکھ کر بولا:

"اس کا پانی کالا کیوں ہے دوست؟"

پراسرار چینی نے سنجیدہ آواز میں کہا:

"یہاں کی کسی شے کے بارے میں کوئی سوال نہ
کرو یہ بتاؤ کہ تم کپتان کا کیا پیغام لائے ہو
اور وہ یہاں کس لئے آ رہا ہے؟"

عنبر کچھ کہنے لگا تھا کہ لڑکی پیالیوں میں مشروب لے
کر آ گئی۔ عنبر نے پیالی اٹھا لی۔ لڑکی چلی گئی تو پراسرار
چینی نے اپنا سوال کسی قدر کرخت آواز میں دہرایا:

"تم بتاتے کیوں نہیں کہ اس لنگڑے کپتان نے
تمہیں یہاں کیوں بھیجا ہے اور وہ خود کیوں
آ رہا ہے؟"

عنبر نے کہا:

"بات یہ ہے کہ وہ تمہارے مندر کے لئے
چار بڑی ہی خوبصورت لڑکیاں لے کر آ رہا ہے۔
یہ چاروں لڑکیاں ملک ملندا کے راجہ کی لڑکیاں
ہیں۔ اور ایک ڈاکو انہیں اغوا کر کے لایا تھا۔
کپتان نے انہیں تمہارے لئے خرید لیا اور اب
وہ انہیں لے کر تمہارے پاس آ رہا ہے۔"

پراسرار چینی نے پوچھا:

"وہ راستے میں کہاں رہ گیا ہے؟ تم پہلے کیوں
آ گئے ہو؟"

عنبر نے فوراً کہا:

"میں پہلے تمہیں اطلاع دینے آیا ہوں۔ وہ چاروں
لڑکیوں کو گھوڑوں پر بٹھائے آرام آرام سے لے کر
آ رہا ہے۔"

پراسرار چینی کے چہرے پر ایک چمک سی آ گئی تھی
جس کو عنبر نے صاف دیکھ لیا تھا۔ وہ بولا:

"ٹھیک ہے۔ تم کوٹھڑی میں چل کر آرام کرو میں

کپتان کا انتظار کرتا ہوں۔"

پراسرار چینی نے ایک بار پھر تالی بجائی۔ وہی جل پری
کے لباس والی خوبصورت لڑکی ستون کے پیچھے سے نکل
کر آ گئی۔ پراسرار چینی نے ایک خاص اشارہ کیا۔ لڑکی
نے سر جھکا دیا۔

پراسرار چینی نے عنبر سے کہا:
"اس کے ساتھ جاؤ۔ یہ تمہیں تمہارے کمرے
میں پہنچا دے گی۔"

جل پری کے لباس والی لڑکی عنبر کو لے کر ایک
روشن برآمدے میں سے گزارتی ہوئی ایک کوٹھڑی
لے آئی۔ کوٹھڑی میں اندھیرا تھا۔ لڑکی نے موم بتی روشن
کر دی۔ عنبر نے دیکھا کہ دیوار کے ساتھ ایک پلنگ
ہے۔ سامنے دو کرسیاں رکھی ہوئی ہیں۔ دیوار پر ایک
کا سر لٹک رہا ہے۔ لڑکی جانے لگی تو عنبر نے
سے پوچھا:
"یہ چھپکلی کا سر یہاں کیوں لٹکا رکھا ہے؟ اسے
یہاں سے لے جاؤ۔"

لڑکی کا چہرہ خوف سے زرد ہو گیا۔ اس نے دونوں
ہاتھ اپنے کانوں پر لگائے اور تیزی سے بھاگ گئی۔
نے دروازہ بند کر دیا۔ کرسی پر کھڑے ہو کر دیوار

چھپکلی کے سر کو دیکھا۔ یہ پتھر کی چھپکلی تھی مگر بالکل اصلی
لگ رہی تھی۔ یہاں ضرور چھپکلی کا کوئی چکر تھا۔ مندر کے
باہر بھی برجوں پر چھپکلی کے سر لگے ہوئے تھے۔ عنبر نے ایک بار
پھر وہاں جلتی سانگ کی خوشبو سونگھنے کی کوشش کی مگر اسے
جلتی سانگ کی خوشبو کہیں سے نہ آئی۔ عنبر خاموش ہو کر پلنگ
پر بیٹھ گیا۔ پھر لیٹ کر سوچنے لگا کہ اگر پراسرار چینی کو
فکڑے کپتان کی لاش مل گئی تو کام خراب نہ ہو جائے کہیں
یہی سوچتے سوچتے کافی وقت گزر گیا۔

پھر پراسرار چینی اندر آ گیا۔ وہ غصے میں تھا۔ بولا:
"وہ کپتان کا بچہ ابھی تک کیوں نہیں آیا؟ کہیں
تمہاری یہ کوئی سازش تو نہیں ہے؟"

عنبر اٹھ کر بیٹھ گیا اور بڑی معصومیت سے بولا:
"دوست! میں تمہارے خلاف بھلا کیا سازش
کر سکتا ہوں اور مجھے ضرورت بھی کیا ہے۔ میں
تو کپتان کے ساتھ ہی بندرگاہ سے چلا تھا۔ لڑکیاں
بھی ہمارے ساتھ تھیں۔ راستے میں ذرا دیر ہو گئی
ہو گی۔ تھوڑا انتظار کرو۔ ابھی آ جائے گا۔"

پراسرار چینی غصے میں کندھے جھاڑتا باہر نکل گیا۔ اب
عنبر کو فکر ہوئی۔ ظاہر ہے کپتان تو وہاں آنے والا نہیں تھا۔
عنبر کو اب جو کچھ بھی کرنا تھا جلدی کرنا تھا۔ اصل میں

وہ رات ہونے کا انتظار کرنا چاہتا تھا۔ مگر پُراسرار چینی
اس کے پیچھے پڑ گیا تھا۔ جب رات ہو گئی اور
چاروں طرف اندھیرا چھا گیا۔ تو عنبر چپکے سے کوٹھڑی
سے نکلا اور مندر کے اس دالان کی طرف چلنے لگا
جدھر چھپکلی کا بڑا بُت رکھا تھا۔ وہ پھونک پھونک
کر قدم رکھ رہا تھا۔ ابھی وہ دالان کے قریب ہی
پہنچا تھا کہ اسے پراسرار چینی کی آواز سنائی دی۔ وہ
کسی عورت سے باتیں کر رہا تھا۔

عنبر کھسکتا ہوا بڑے ستون کے پیچھے آ گیا اور ذرا
سی گردن نکال کر دالان کی طرف دیکھا۔ پراسرار چینی
ایک جل پری کے لباس والی عورت سے باتیں کر
رہا تھا۔ ان کے درمیان طاق میں موم بتی جل
رہی تھی۔

پراسرار چینی کہہ رہا تھا۔

"مجھے اس نائب کپتان عنبر پر شک ہے۔
یہ ضرور جوُلی سانگ کی ٹوہ میں یہاں آیا
ہے۔ کپتان کا اس نے بہانا بنایا ہے۔ اگر
لنگڑا کپتان اس کے ساتھ تھا تو وہ ابھی تک
یہاں پہنچا کیوں نہیں؟"

جل پری کے لباس والی عورت نے کہا:

"تم اسے اپنے راستے سے ہٹا کیوں نہیں دیتے؟
اس کے سرہانے کے نیچے کالے سانپ
کی کینچلی چھپا دو۔ کالا سانپ اپنے آپ
آ کر اسے ڈس کر ہلاک کر دے گا اور ہمارا
پیچھا چھوٹ جائے گا۔"

پُراسرار چینی بولا:

"یہ تم نے ٹھیک کہا۔ میں ابھی جا کر عنبر
کے سرہانے کے نیچے کینچلی چھپا دیتا ہوں۔
میرا خیال ہے وہ سو رہا ہو گا۔"

یہ کہہ کر پُراسرار چینی دوسری کوٹھڑی میں کالے سانپ
کی کینچلی لینے چلا گیا۔ عنبر وہیں سے واپس مُڑا اور
پنجوں کے بل تیز تیز چل کر اپنی کوٹھڑی میں آیا اور
بستر پر لیٹ کر آہستہ آہستہ خراٹے لینے لگا۔ وہ یہ ظاہر
کرنا چاہتا تھا کہ میں گہری نیند سو رہا ہوں۔

جولی سانگ ڈبی میں

کوٹھڑی کا دروازہ کھلا اور پراسرار چینی اندر داخل ہوا
عنبر نے زور زور سے خراٹے لینے شروع کر دیئے۔
پراسرار چینی نے اپنی جیب سے کالے سانپ کی کینچلی
نکالی اور عنبر کے سرہانے کے نیچے رکھ دی۔ کینچلی رکھ کر
پراسرار چینی عنبر کی طرف دیکھ کر مسکرایا اور جلدی سے باہر
نکل گیا۔ یہ کینچلی ایک کالے سانپ کی تھی جو اس علاقے
کا سب سے زہریلا سانپ تھا۔ اس کے کاٹنے سے انسان
فوراً مر جاتا تھا مگر اس کے جسم پر نہ تو چھالے پڑتے تھے
اور نہ خون جاری ہوتا تھا۔ لوگ یہی سمجھتے کہ اس شخص
کا دل اچانک دھڑکنا بند ہو گیا ہے جس کی وجہ سے
مر گیا ہے۔

عنبر اصل میں اس سانپ سے ملاقات کرنا چاہتا تھا
جو اسے ڈسنے کے لئے آ رہا تھا۔ یہ کالا سانپ اسی مندر کی
ایک اندھیری کوٹھڑی کے بل میں رہتا تھا۔ پہلے اس کی کینچلی
پراسرار چینی نے ایک بوتل میں بند کر کے رکھی ہوئی تھی جس

کی بو باہر نہیں نکلتی تھی۔ سانپ کو اپنی کینچلی بڑی عزیز ہوتی
ہے۔ اگر اس کی کینچلی اس کے سامنے سے کوئی اٹھا کر لے
جائے تو سانپ اس کا پیچھا کرتا ہے۔ جب پراسرار چینی
نے کینچلی بوتل سے نکال کر عنبر کے سرہانے کے نیچے رکھی
تو اس کی بو کالے ناگ تک فوراً پہنچ گئی۔ وہ غصے میں
پھنکارتا ہوا اپنے بل سے باہر نکل کر عنبر کی کوٹھڑی کی طرف
چلا۔ پراسرار چینی نے کوٹھڑی کا دروازہ تھوڑا سا کھول دیا تھا
اور خود جل پری کے لباس والی عورت کے پاس جا کر عنبر
کی موت کا انتظار کرنے لگا تھا۔ سانپ پھنکارتا ہوا عنبر
کی کوٹھڑی میں داخل ہو گیا۔ اس کی کینچلی کی بو عنبر کے سرہانے
سے آ رہی تھی۔ کالا سانپ پھنکارتا غصے میں لہراتا تیزی سے
عنبر کے پاس آیا اور آتے ہی اسے ڈس دیا۔ ڈستے ہوئے
کالے سانپ نے محسوس کیا کہ جس آدمی کو اس نے ڈسا ہے
اس کے جسم سے ناگ دیوتا کی ہلکی ہلکی خوشبو آ رہی ہے۔
کالا سانپ چکر میں پڑ گیا کہ یہ شخص کون ہے؟ وہ
ناگ دیوتا نہیں ہو سکتا تھا کیونکہ ناگ دیوتا کی خوشبو تو دور
دور تک جاتی ہے۔ اس کے جسم سے ناگ دیوتا کی ہلکی
خوشبو آ رہی تھی۔ اس دوران عنبر نے بھی آنکھیں کھول دی
تھیں۔ اس نے کالے سانپ کی طرف دیکھا۔ کالا سانپ پھن
اٹھائے عنبر کے منہ کے بالکل اوپر جھکا ہوا اسے غور سے

دیکھ رہا تھا۔ عنبر نے کہا:
"تم نے ناگ دیوتا کے بھائی کو کاٹا ہے۔ تمہیں
ناگ دیوتا اس کی سزا دے گا۔"
کالے سانپ نے اس آدمی یعنی عنبر کو سانپوں کی زبان
میں بات کرتے سنا تو سمجھ گیا کہ معاملہ گڑبڑ ہے اور
آدمی واقعی ناگ دیوتا کا بھائی ہے۔
فوراً پھن کو سکیڑا اور ادب سے معذرت کرتے ہوئے
بولا: "عظیم ناگ دیوتا کے بھائی! مجھ سے بھول ہوگئی ہے
میں معافی چاہتا ہوں۔ مجھے معلوم نہیں تھا کہ تم ناگ
دیوتا کے بھائی ہو۔"
عنبر اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اس نے کہا:
"چلو میں تمہیں معاف کرتا ہوں۔ مگر یہ بتاؤ کہ اس
مندر میں کیا ہوتا ہے اور کیا تم نے ایک ایسی
عورت یہاں دیکھی ہے جس کی آنکھیں ذرا ذرا
نیلی ہوں اور جس کو یہاں اغوا کر کے لایا گیا ہو؟
کالا سانپ کچھ سوچ کر بولا:
"عظیم ناگ دیوتا کے بھائی! میں نے ایسی کسی عورت
کو نہیں دیکھا۔ مگر اتنا جانتا ہوں کہ اس مندر کے
ایک مینار کی بارہ دری میں ایک پتھر ہے جس میں
کسی عورت کی مورت لگی ہے۔ یہ چینی اور اس کی

جل پری بیوی روز آدھی رات کو اس مورت کو
جا کر آگ دکھاتے ہیں۔ مورت کے اندر سے عورت
کی چیخوں کی آواز آتی ہے۔ یہ کوئی منتر اس سے
معلوم کرنا چاہتے ہیں جس کا یہ عمل کر رہے ہیں۔"
عنبر حیرانی سے یہ سب کچھ سنتا رہا۔ اس نے کہا:
"مجھے یہ بتاؤ کیا تم ان دونوں کو ڈس کر ہلاک
کر سکتے ہو؟"
کالے سانپ نے کہا:
"عظیم ناگ دیوتا کے بھائی! یہ کام میں نہیں کر سکتا۔
کوئی سانپ بھی سوائے ناگ دیوتا کے انہیں ہلاک
نہیں کر سکتا۔ کیونکہ انہوں نے ایک ایسا تریاق پی
رکھا ہے کہ ان پر کسی زہر کا اثر نہیں ہوتا۔"
عنبر نے کہا:
"ٹھیک ہے۔ اب تم جاؤ۔"
کالا سانپ ادب سے سلام کر کے چلا گیا۔ اس کے
جاتے ہی عنبر اس طرح لیٹ گیا کہ اس نے اپنا سانس روک
لیا اور دل کی دھڑکن کی رفتار اتنی مدھم کر لی کہ کسی کو یہ
دھڑکن محسوس نہیں ہو سکتی تھی۔ کچھ دیر کے بعد پُراسرار
چینی اور جل پری عورت اندر داخل ہوئے۔ انہوں نے
آتے ہی موم بتی روشن کی اور جھک کر عنبر کو دیکھا۔

پُراسرار چینی نے مسکرا کر کہا:

"مر گیا ہے۔ چلو اب اسے گڑھے میں پھینک
دیتے ہیں یہ ہمارا دشمن تھا جو دوست کا بھیس
بدل کر یہاں آیا تھا۔"

انہوں نے عنبر کو اٹھایا اور مندر کے بڑے صحن
عقب میں جو گہرا گڑھا تھا اس میں لا کر پھینک دیا۔
وقت رات آدھی گذر چکی تھی۔ جب پراسرار چینی
جل پری عورت چلے گئے تو عنبر اٹھ کر گڑھے سے
نکل آیا۔ اسے معلوم تھا کہ مندر کا پرانا مینار کونے
ہے اور اس کے اوپر بارہ دری بھی ہے۔ وہ اندھ
میں چلتا مینار کی تاریک سیڑھیاں چڑھتا اوپر بارہ در
میں آ گیا۔ اس نے دیکھا کہ ایک گول پتھر بارہ دری
بیچ میں پڑا ہے۔ اب جو عنبر نے جھک کر دیکھا تو
وہ تڑپ کر رہ گیا۔ کیوں کہ پتھر میں جولی سانگ کی
لگی تھی۔ یہ تصویر تانبے کے ایک میڈل پر بنی ہوئی
جو پتھر میں چپکا دیا گیا تھا۔ بار بار آگ دکھانے سے جو
سانگ کی بھدی ہوئی تصویر کالی پڑ گئی تھی۔ عنبر نے جو
سانگ کو آہستہ سے آواز دی مگر اس نے کوئی جو
نہ دیا۔

اتنے میں مینار کی سیڑھیوں میں انسانی قدموں کی آ

سنائی دی۔ پراسرار چینی جل پری کے ساتھ ہاتھ میں جلتی
ہوئی مشعل لئے اوپر آ رہا تھا۔ عنبر جلدی سے بارہ دری
کے ایک ستون کے پیچھے چھپ کر بیٹھ گیا۔ پُراسرار چینی
اور جل پری عورت بارہ دری میں آ گئے۔ پراسرار چینی
کے ہاتھ میں جلتی ہوئی مشعل تھی۔ اس نے جولی سانگ
کی طرف گھور کر دیکھتے ہوئے کہا:

"تمہیں وہ اشلوک بتانا ہی ہو گا جس کی مجھے تلاش
ہے۔ میں اگنی منتر پڑھنے لگا ہوں۔"

اور پراسرار چینی نے عجیب زبان کا ایک منتر پڑھنا
شروع کر دیا۔ کچھ دیر منتر پڑھنے کے بعد اس نے مشعل
کا شعلہ جولی سانگ کے چہرے کے آگے کر دیا۔ عنبر کو
جولی سانگ کی چیخ کی آواز سنائی دی۔ اس سے ضبط نہیں
ہو رہا تھا۔ وہ ستون کے پیچھے سے نکل کر پراسرار چینی کی
گردن توڑنے ہی والا تھا کہ اچانک اسے خیال آ گیا کہ
اگر یہ چینی بھی مار دیا گیا تو وہ جولی سانگ کو شاید کبھی
پتھر میں سے نکال کر زندہ نہ کر سکے گا۔ صبر کے گھونٹ
پی کر رہ گیا۔ پراسرار چینی منتر پڑھتے ہوئے تھوڑی
دیر بعد جولی سانگ کے چہرے کے آگے مشعل کا شعلہ کر
دیتا جس سے اس کی چیخ بلند ہوتی۔ عنبر بڑی مشکل سے ضبط
کئے خاموش چھپا رہا۔ جب پراسرار چینی نے عمل ختم کر دیا

توجل پری عورت سے بولا:
"میں جاتا ہوں۔ تم اس عورت کے سامنے بیٹھ کر اپنا
منتر شروع کرو۔ یہ ہماری آخری رات ہے۔ صبح
جولی سانگ پتھر سے نکل کر ہمارے سامنے آ جائے
گی اور ہمیں وہ خفیہ اشلوک بتا دے گی جس کی
مدد سے ہم زمین کے نیچے چھپے ہوئے خزانے کو
آسانی سے دیکھ سکیں گے۔"
پراسرار چینی چلا گیا۔ اس کی جگہ اب جل پری عورت نے
منتر پڑھنے شروع کر دیئے۔ عنبر یہ سوچ کر وہیں بیٹھا رہا کہ
صبح کو جولی سانگ پتھر سے باہر نکل آئے گی تو وہ اسے
ساتھ لے کر یہاں سے فرار ہو جائے گا، کیونکہ وہ خود اسے
پتھر سے نکال نہیں سکتا تھا۔ رات ڈھلنے لگی تھی۔ دن نکلنے
میں زیادہ دیر نہیں رہی تھی۔ جل پری عورت منتر پڑھے جا
رہی تھی۔ اتنے میں پراسرار چینی بھی وہاں آگیا۔ اس کے ہاتھ میں
ایک خنجر تھا۔ اسے دیکھ کر جل پری عورت نے منتروں کا
جاپ بند کر دیا اور بولی:
"عمل پورا ہو گیا ہے۔ اب اگر ہمارا عمل درست تھا
تو یہ پراسرار خلائی لڑکی سورج دیوتا کی پہلی کرن کے
ساتھ ہی پتھر سے باہر آ جائے گی اور ہمیں وہ
اشلوک بتا دے گی جس کے لئے ہم نے یہ سارا

جتن کیا ہے۔"
پراسرار چینی مسکرا کر بولا:
"کیوں نہیں بتائے گی؟ ہمارا عمل شروع سے آخر
تک درست رہا ہے۔"
عنبر بارہ دری کے ستون کے پیچھے چھپ کر بیٹھا تھا۔ پھر
سورج کی پہلی کرن طلوع ہوئی تو پراسرار چینی نے جولی سانگ
کی پتھر کی مورت کی طرف دیکھ کر کہا:
"اب ہمیں وہ اشلوک بتا جس کی مدد سے انسان
زمین کی تہوں میں چھپے ہوئے خزانے کو دیکھ سکے۔
بول۔ تو اب ہمیں یہ اشلوک بتانے کی پابند ہے۔
پتھر سے نکل اور میرے حکم کو پورا کر۔ میں نے
تیرا عمل کیا ہے۔"
پھر عنبر نے چھپ کر دیکھا کہ پتھر میں سے اچانک
جولی سانگ نکل کر سامنے آن کھڑی ہوئی۔ تعجب کی بات
یہ تھی کہ عنبر کو جولی سانگ کی خوشبو بالکل نہیں آ رہی تھی۔
شاید اس کی وجہ یہ تھی کہ جولی سانگ پر اس وقت طلسم
کا اثر تھا۔ اس نے نیم خواب مردانہ آواز میں کہا:
"تیرا عمل ابھی پورا نہیں ہوا۔ تو نے مجھ پر بڑا
ظلم کیا ہے۔ میں تیرے عمل سے مجبور ہوں۔"
پراسرار چینی نے کہا:

"بول میرا عمل کس طریقے سے پورا ہو گا؟"
عنبر حیران تھا کہ جولی سانگ کی آواز مردانہ کیسے
ہو گئی ہے۔

جولی سانگ نے کہا:
"تیرے پاس جو سانپ کی کینچلی کی لکڑی کی ڈبی
ہے۔ مجھے اس میں بند کر کے اس پتھر کے پاس
رکھ دے شام کو آ کر مجھ پر اپنا منتر پھر پڑھنا۔ تیرا
عمل پورا ہو جائے گا۔"
پراسرار چینی نے کہا:
"ٹھیک ہے۔ تو چھوٹی ہو جا۔ میں تجھے ڈبی میں بند
کر کے یہاں رکھے دیتا ہوں۔"
عنبر ستون کے پیچھے سے دیکھ رہا تھا۔ جولی سانگ
ایک دم چھوٹی ہو گئی۔ وہ انگوٹھی کے نگینے جتنی چھوٹی
ہو گئی تھی۔ پراسرار چینی نے جیب سے لکڑی کی چھوٹی
سی گول ڈبی نکالی اور جولی سانگ کو اٹھا کر اس میں بند
کر کے ڈبی پتھر کے پاس ہی رکھ دی۔ پھر جل پری عورت
کی طرف دیکھ کر بولا:
"شام کو آئیں گے۔ تب یہ جولی سانگ ہمیں وہ
اشلوک بتا دے گی۔ آؤ اب چلتے ہیں۔"
دونوں سیڑھیاں اتر کر مینار سے چلے گئے۔ ان کے جانے

فوراً بعد عنبر ستون کے پیچھے سے نکل آیا۔ اس نے ڈبی اٹھا
لی۔ اسے کھول کر جولی سانگ کو غور سے دیکھا۔ جولی سانگ
ایک بٹن جتنی بن گئی تھی اور آنکھیں بند کئے جیسے بے ہوش
پڑی تھی۔ عنبر نے اسے آہستہ سے آواز دی۔ مگر جولی سانگ
نے کوئی جواب نہ دیا۔ عنبر نے ڈبی اپنی جیب میں رکھ
لی اور مینار سے نیچے اتر آیا۔ اب وہ وہاں سے نکل
جانا چاہتا تھا۔ جونہی وہ مندر سے باہر نکلنے لگا۔ ایک دم
سامنے جل پری آ گئی۔ جل پری نے عنبر کو زندہ دیکھا تو
چیخ مار کر دوڑی۔ پراسرار چینی اس کی چیخ کی آواز سن کر کمرے
سے نکل آیا۔ سامنے عنبر کو زندہ حالت میں دیکھا تو وہ
بھی ہکا بکا ہو کر رہ گیا۔ عنبر نے مسکرا کر کہا:
"میں جانتا ہوں تم حیران کیوں ہو؟ مگر میں تمہاری
حیرانی دور کئے دیتا ہوں۔ میں مرا نہیں
زندہ ہوں۔"
پراسرار چینی نے جیب سے خنجر نکال لیا۔ عنبر نے
آگے بڑھ کر اس کے ہاتھ سے خنجر چھین لیا اور اسے
گردن سے پکڑ کر اٹھا لیا۔ پراسرار چینی اس کے ہاتھ میں
چوہے کی طرح لٹک رہا تھا۔ جل پری بھاگنے لگی تو عنبر
نے اسے بھی بالوں سے پکڑ کر اٹھا لیا اور دونوں کو اسی
طرح لٹکائے ہوئے کمرے میں لے آیا۔ کمرے میں لاتے

ہی اس نے دونوں کو فرش پر رکھ دیا اور بولا :

"میں تم سے جو پوچھوں مجھے سچ سچ بتا دینا۔ اگر تم نے جھوٹ بولا تو میری طاقت سے تم اچھی طرح آگاہ ہو چکے ہو۔ میں تم میں سے کسی کو بھی زندہ نہیں چھوڑوں گا:"

پُراسرار چینی اور جل پری عورت ڈرے ہوئے بیٹھے تھے۔ عنبر نے جیب سے جولی سانگ کی ڈبی نکال کر سامنے رکھ دی اور بولا :

"مجھے بتاؤ۔ جولی سانگ پر سے اس طلسم کا اثر کس طرح سے ضائع ہو گا؟"

پُراسرار چینی نے ہاتھ جوڑ کر کہا :

"میں جادوگر سامری کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اس کے طلسم کے توڑ کا مجھے علم نہیں ہے۔ یہ ایک ایسا طلسم ہے کہ جس کا توڑ اس دنیا میں کوئی نہیں جانتا:"

جل پری نے کہا :

"تم شام تک انتظار کرو۔ جولی سانگ شام کو باہر آ جائے گی ڈبی سے۔ پھر تم اس سے پوچھ لینا کہ وہ جادو کے اثر سے کیسے باہر نکل سکتی ہے:"

اتنے میں پھنکار کی آواز کے ساتھ کالا سانپ کوٹھڑی میں آ گیا۔ اسے دیکھ کر پُراسرار چینی اور جل پری عورت چونکے کہ یہ کیسے آ گیا ہے۔

سانپ نے عنبر سے کہا :

"عظیم ناگ دیوتا کے بھائی۔ جولی سانگ کو اب ڈبی سے باہر نہ نکالنا۔ یہ دونوں تم سے دھوکہ کر رہے ہیں۔ اگر تم نے ڈبی کھول دی اور شام کو جولی سانگ اس سے باہر آ گئی تو پھر وہ ساری زندگی اپنی اصلی حالت میں واپس نہیں جا سکے گی اور ایک بھوت بن کر تم سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بچھڑ جائے گی۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ جولی سانگ کو ڈبی میں بند ہی رکھو اور کسی درویش سے اس کے جادو کا توڑ معلوم کرو:"

پُراسرار چینی اور جل پری عورت تو سانپ کی آواز نہیں سن سکتے تھے۔ مگر وہ دیکھ رہے تھے کہ کالا سانپ پھن اٹھائے عنبر کے سامنے کھڑا ہے اور عنبر اس کی طرف غور سے دیکھ رہا ہے۔

عنبر نے کہا :

"ٹھیک ہے میرے دوست! میں تمہارے کہنے پر عمل کروں گا۔ تمہاری اس اطلاع کا بہت،

"بہت شکریہ۔"

اس کے بعد عنبر نے پراسرار چینی سے کہا:

"تمہاری مکار ساتھی جل پری نے مجھے جو کچھ کہا ہے میں اس پر عمل نہیں کروں گا۔ کیوں کہ مجھے اس کی نیت کے بارے میں سانپ نے سب کچھ بتا دیا ہے۔"

پراسرار چینی اور جل پری عورت ایک دم پریشان ہو گئے۔ پراسرار چینی نے کہا:

"میں نے کوئی ظلم نہیں کیا۔"

عنبر نے غصے میں کہا:

"اس کا اعلان تو رات جولی سانگ نے خود کیا تھا کہ تم نے اسے بے حد تکلیف پہنچائی ہے۔ میرے کانوں میں ابھی تک جولی سانگ کی چیخوں کی آوازیں گونج رہی ہیں۔"

اس پر پراسرار چینی نے عنبر کو ڈرانے کی کوشش کی اور کہا:

"یاد رکھ اگر تو نے مجھ پر ہاتھ اٹھایا تو میں سامری جادوگر کا ایک ایسا طلسم پھونکوں گا کہ تو بھسم ہو کر رہ جائے گا۔"

عنبر نے کہا:

"میں چاہے بھسم ہو جاؤں مگر تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ تم انسانیت کے دشمن ہو۔ تم اگر زندہ رہے تو ضرور کسی دوسری لڑکی کو پکڑ کر یہاں لے آؤ گے اور اس پر ظلم کرنا شروع کر دو گے۔ اب مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔"

پراسرار چینی اور جل پری باہر کو بھاگے۔ عنبر نے لپک کر ان کو گردنوں سے پکڑ لیا اور مندر کے صحن میں اس جگہ لے آیا جہاں کالے پانی کا بھرا ہوا حوض تھا۔ عنبر نے دونوں کے پاؤں کے ساتھ بھاری پتھر باندھے اور انہیں حوض میں گرا دیا۔ حوض کافی گہرا تھا۔ دونوں ظالم انسان حوض کے سیاہ پانی میں ڈوب گئے۔ تھوڑی دیر تک حوض کی سطح پر بلبلے اٹھتے رہے پھر پانی کی سطح ساکن ہو گئی۔

کالا سانپ عنبر کے ساتھ ہی تھا۔ عنبر کہنے لگا:

"میں اب جولی سانگ کو لے کر یہاں سے چلتا ہوں۔ مجھے ابھی نہ صرف یہ کہ جولی سانگ کے طلسم کو توڑنا ہے بلکہ اپنے بہن بھائیوں ناگ، ماریا، کیپٹن اور تھیوسانگ کو بھی تلاش کرنا ہے۔"

کالے سانپ نے کہا:

بہت شکریہ۔

اس کے بعد عنبر نے پراسرار چینی سے کہا:

"تمہاری مکار ساتھی جل پری نے مجھے جو کچھ کہا ہے میں اس پر عمل نہیں کروں گا۔ کیوں کہ مجھے اس کی نیت کے بارے میں سانپ نے سب کچھ بتا دیا ہے۔"

پراسرار چینی اور جل پری عورت ایک دم پریشان ہو گئے۔ پراسرار چینی نے کہا:

"میں نے کوئی ظلم نہیں کیا۔"

عنبر نے غصے میں کہا:

"اس کا اعلان تو رات جولی سانگ نے خود کیا تھا کہ تم نے اسے بے حد تکلیف پہنچائی ہے۔ میرے کانوں میں ابھی تک جولی سانگ کی چیخوں کی آوازیں گونج رہی ہیں۔"

اس پر پراسرار چینی نے عنبر کو ڈرانے کی کوشش کی اور کہا:

"یاد رکھ اگر تو نے مجھ پر ہاتھ اٹھایا تو میں سامری جادوگر کا ایک ایسا طلسم پھونکوں گا کہ تو بھسم ہو کر رہ جائے گا۔"

عنبر نے کہا:

"میں چاہے بھسم ہو جاؤں مگر تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ تم انسانیت کے دشمن ہو۔ تم اگر زندہ رہے تو ضرور کسی دوسری لڑکی کو پکڑ کر یہاں لے آؤ گے اور اس پر ظلم کرنا شروع کر دو گے۔ اب مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔"

پراسرار چینی اور جل پری باہر کو بھاگے۔ عنبر نے لپک کر ان کو گردنوں سے پکڑ لیا اور مندر کے صحن میں اس جگہ لے آیا جہاں کالے پانی کا بھرا ہوا حوض تھا۔ عنبر نے دونوں کے پاؤں کے ساتھ بھاری پتھر باندھے اور انہیں حوض میں گرا دیا۔ حوض کافی گہرا تھا۔ دونوں ظالم انسان حوض کے سیاہ پانی میں ڈوب گئے۔ تھوڑی دیر تک حوض کی سطح پر بلبلے اٹھتے رہے پھر پانی کی سطح ساکن ہو گئی۔

کالا سانپ عنبر کے ساتھ ہی تھا۔ عنبر کہنے لگا:

"میں اب جولی سانگ کو لے کر یہاں سے چلتا ہوں۔ مجھے ابھی نہ صرف یہ کہ جولی سانگ کے طلسم کو توڑنا ہے بلکہ اپنے بہن بھائیوں ناگ، ماریا، کیٹی اور تھیوسانگ کو بھی تلاش کرنا ہے۔"

کالے سانپ نے کہا:

"میرا ایک مشورہ ہے۔ میں نے سن رکھا ہے کہ
یہاں سے دُور چین کے شہر کیتھے میں ایک پرانا
قبرستان ہے۔ اس قبرستان میں رات کے پچھلے پہر
ایسا ہوتا ہے کہ آسمان سے فرشتے مُردوں کے لئے
ٹھنڈا شربت لے کر آتے ہیں۔ سارے مُردے اپنی
اپنی قبروں سے نکل کر ٹھنڈے شربت سے اپنی
پیاس بجھاتے ہیں۔ اگر کوئی ایسا مردہ ہو کہ جس
کے کسی گناہ کی وجہ سے فرشتے اسے ٹھنڈا شربت
نہ دیں تو تم اس کے سوال کو پورا کر دینا ممکن
ہے وہ سوال پورا ہو جانے کے بعد تمہیں
اس طلسم کا توڑ بتا دے اور جولی سانگ پھر سے
زندہ انسانی حالت میں آ جائے۔"

عنبر نے کالے سانپ کا شکریہ ادا کیا اور شہر کیتھے
کی طرف روانہ ہو گیا۔ اس وقت ماریا جینگو بدروح کی
میں غیبی حالت میں چین کے دور دراز علاقوں
قبرستانوں اور شمشانوں میں منڈلا رہی تھی۔ جب کہ
تھیوسانگ اور ناگ بوڑھے چینی کے ساتھ پانچ سو
پرانے سانپ کی کھوپڑی لئے کاشان کی بوڑھی عور
کی طرف جا رہے تھے تاکہ وہ سانپ کی کھوپڑی
مدد سے انہیں ماریا سے ملا سکیں۔ اور ماریا کو

بدروح سے نجات مل سکے۔ عنبر کی جیب میں لکڑی کی
ڈبی تھی جس میں جولی سانگ بند تھی۔ اور عنبر کیتھے شہر
کے پرانے قبرستان کی طرف جا رہا تھا۔ ہم عنبر کو راستے میں
چھوڑتے ہیں اور واپس ناگ کیٹی، بوڑھے چینی اور تھیوسانگ
کی طرف چلتے ہیں۔ یہ لوگ پانچ سو برس پہلے کے مُردہ
سانپ کی کھوپڑی لے کر کاشان شہر کی بوڑھی عورت کے
پاس پہنچ گئے۔ بوڑھی عورت کو سانپ کی پانچ سو برس
پرانی کھوپڑی دے کر بوڑھے چینی نے کہا:

"یہ لو۔ میں تمہارے لئے سانپ کی کھوپڑی لے
آیا ہوں۔ یہ پانچ سو برس پہلے مرے ہوئے سانپ
کی کھوپڑی ہے۔ اب تم اس پر عمل کر کے
ہماری بیٹی ماریا کو جیگو کی بدروح سے نجات
دلاؤ۔"

بوڑھی عورت نے ناگ، کیٹی اور تھیوسانگ کی طرف
دیکھ کر پوچھا:

"یہ لوگ کون ہیں؟"

بوڑھے چینی نے کہا:

"یہ ماریا کے بہن بھائی ہیں۔ ان کی مدد سے
ہی مجھے پانچ سو برس پرانے سانپ کی کھوپڑی
ملی ہے۔"

بوڑھی چینی عورت نے کیٹی، ناگ اور تھیوسانگ کو
غور سے دیکھا۔ پھر بولی:
"سانپ کی کھوپڑی واقعی پانچ سو سال پہلے مرے
ہوئے سانپ کی ہے۔ مگر یہ تمہیں ان تینوں میں
سے کس نے لا کر دی تھی؟"
بوڑھے چینی نے ناگ کی طرف اشارہ کیا اور بولا:
"یہ کھوپڑی مجھے ماریا کے اس بھائی ناگ نے
لا کر دی ہے۔"
بوڑھی عورت نے ناگ کے چہرے پر اپنی نظریں
جما دیں اور بولی:
"کیا تم سانپوں کے علم سے واقف ہو؟"
ناگ نے کہا:
"ہاں اماں! میں نے سانپوں کا علم افریقہ کے
ایک پرانے سپیرے سے سیکھا تھا۔ میں کھنڈروں
میں کسی بھی سانپ کی کھوپڑی کو دیکھ کر بتا سکتا
ہوں کہ وہ کتنی پرانی ہے۔"
بوڑھی عورت نے مسکرا کر کہا:
"حیرانی کی بات ہے۔ بہرحال مجھے خوشی ہے کہ
تم پانچ سو سال پہلے کے سانپ کی کھوپڑی حاصل
کرنے میں کامیاب ہو گئے۔"

کیٹی نے کہا:
"اب جلدی سے اس کھوپڑی پر عمل پڑھو تاکہ
ہماری بہن ماریا مصیبت سے چھوٹ کر واپس
ہمارے پاس آ سکے۔"
بوڑھی عورت نے طنزیہ انداز میں کہا:
"یہ کام اتنا آسان نہیں ہے۔ جتنا تم سمجھ رہی ہو
دنیا کی کوئی طاقت ماریا کو جھگو کی بدروح سے
نہیں چھڑا سکتی لیکن میں کوشش کر کے دیکھ
لیتی ہوں۔"
بوڑھی چینی عورت نے سانپ کی کھوپڑی کو ایک پیالے
میں رکھ دیا۔ سامنے ایک موم بتی جلا دی اور اس کے اوپر
کوئی سفوف ڈالا تو وہاں سفید سفید دھواں اٹھنے لگا۔
دھوئیں کی سفید لکیر موم بتی کی لَو سے اُٹھ کر اوپر چھت کی
طرف جا رہی تھی اور بوڑھی عورت کوئی منتر پڑھے جا رہی
تھی۔ کیٹی، بوڑھا چینی تھیوسانگ اور ناگ خاموش ایک طرف
ہو کر بیٹھے یہ سارا کھیل دیکھ رہے تھے۔ کیٹی کو یقین تھا
کہ یہ بوڑھی چینی عورت ماریا کو ان کے پاس ضرور لے
آئے گی۔ کافی دیر تک بوڑھی عورت منتر پڑھ کر سانپ
کی کھوپڑی پر پھونکیں مارتی رہی۔ پھر وہ چپ ہو گئی۔
رومال سے ماتھے پر آیا ہوا پسینہ پونچھا اور بوڑھے چینی

کی طرف دیکھ کر بولی :

"جھنگو کی بدروح بڑی طاقتور ہے۔ وہ جہاں کہیں بھی ہے ماریا کو اس نے اپنے شکنجے میں جکڑ رکھا ہے مگر میں نے کھوپڑی پر عمل پورا کر دیا ہے۔ تم اس کھوپڑی کو لے کر چین کی سب سے لمبی دیوار ـــــ دیوار چین کے ساتویں دروازے کی ڈیوڑھی میں پہنچو۔ اس ڈیوڑھی میں ایک چینی عورت کا ہزاروں برس پرانا بُت رکھا ہے۔ اس بُت کے سامنے زمین کھود کر سانپ کی اس کھوپڑی کو دبا دو۔ ساتویں روز وہاں رات کے وقت جانا تمہیں ماریا وہاں مل جائے گی۔"

ناگ کیٹی تھیوسانگ اور بوڑھے چینی نے عورت کا شکریہ ادا کیا اور سانپ کی کھوپڑی لے کر دیوار چین کی طرف روانہ ہو گئے۔ دیوار چین، چین کے پہاڑوں میں بنائی گئی ہے۔ یہ ہزاروں میل لمبی دیوار ہے جو پہاڑوں کے بیچ میں سے ہو کر گزرتی ہے۔ قدیم بادشاہوں نے یہ اس لئے بنائی تھی کہ منگول قوم کے لوگ چین پر حملہ نہ کر سکیں۔ اس دیوار کے کئی دروازے ہیں جہاں ڈیوڑھیاں بھی بنائی گئی ہیں۔ بوڑھا چینی اس دیوار کے سارے راستے کو جانتا تھا۔ وہ کیٹی ناگ اور تھیوسانگ کو لے کر

دیوار چین کے ساتویں دروازے کی ڈیوڑھی میں آ گیا۔ یہاں انہوں نے دیکھا کہ ڈیوڑھی کے اندر ایک چینی عورت کا بت رکھا ہے۔

ناگ نے کہا :

"ہمیں اس کے سامنے تھوڑی سی زمین کھود لینی چاہیے۔"

تھیوسانگ اور ناگ نے فوراً زمین کھود کر سانپ کی کھوپڑی کو اس میں دبا کر اوپر مٹی ڈال دی۔

کیٹی نے کہا :

"ہمیں سات دن انتظار کرنا ہے۔ کیوں نہ ان سات دنوں میں اس دیوار کی سیر کر لی جائے۔"

تھیوسانگ بولا : "اچھا خیال ہے۔"

ناگ نے بھی اس خیال کو پسند کیا۔

بوڑھا چینی کہنے لگا :

"میں بوڑھا ہوں۔ تمہارے ساتھ سیر نہیں کر سکتا میں اسی ڈیوڑھی میں رہتا ہوں تم لوگ دیوار کی سیر کر آؤ۔ لیکن زیادہ دور مت جانا اور ایک بات کا خیال رکھنا۔ اس دیوار کے کتنے ہی دروازے ہیں ہر دروازے کی ڈیوڑھی میں کسی نہ کسی عورت کا بت بنا ہوا ہے۔ تاریخ میں لکھا ہے کہ یہ وہ عورتیں ہیں جن کو چینی بادشاہوں نے دیوار کو

مضبوط بنانے کے خیال سے زہر دے کر مار دیا
اور پھر ان کی لاشیں پگھلے ہوئے پتھروں میں ڈال
کر ان کے بُت بنا کر ہر ڈیوڑھی میں رکھ دیئے تھے۔
کیٹی نے عورت کے بُت کو دیکھ کر کہا:
"کس قدر ظالم تھے وہ بادشاہ۔ مجھے تو اس عورت
کے بُت پر رحم آنے لگا ہے۔"
بوڑھا چینی بولا:
"ان باتوں کو چھوڑو بیٹی۔ میں جو کہتا ہوں اسے
غور سے سنو۔ دیوار بڑی لمبی ہے تم سات دنوں
میں بھی اس کی سیر نہ کر سکو گے۔ دو چار دروازوں
کی سیر کر کے واپس آ جانا۔ اور ایک بات کا خیال
رکھنا کہ ڈیوڑھیوں میں عورتوں کے جو بُت لگے
ہیں ان کو ہاتھ مت لگانا جس طرح میں نے اس
عورت کے بُت کو بھی تمہیں ہاتھ نہیں لگانے دیا۔"
تھیوسانگ بولا: "ہم تمہاری نصیحت پر عمل کرتے
ہوئے کسی عورت کے بُت کو ہاتھ نہیں لگائیں گے۔"
ناگ نے کہا:
"ویسے بھی ہم دو تین دروازوں تک ہی سیر کر کے
واپس آ جائیں گے۔"
بوڑھا چینی وہیں دیوارِ چین کے دروازے کی ڈیوڑھی میں

چینی عورت کے بُت کے پاس بیٹھا رہا اور کیٹی ناگ
دیوار کی سیر کرنے چل دیئے۔ یہ دیوار کافی چوڑی تھی اور
اس پر ایک وقت میں کئی گھوڑے ساتھ ساتھ چل
سکتے تھے۔ کیٹی ناگ اور تھیوسانگ باتیں کرتے دیوار کی
سڑک پر چلے جا رہے تھے۔ شام تک کیٹی ناگ اور تھیوسانگ
نے دیوارِ چین کے ایک دروازے کی سیر کی اور واپس آ
گئے۔ اب وہ دوسرے دن دوسرے دروازے کی سیر
کو جانے والے تھے۔ ان کو ہم اسی جگہ یعنی دیوارِ چین
پر چھوڑتے ہیں کیونکہ انہیں ابھی سات دن تک دیوارِ
چین پر ہی رہنا ہے اور واپس عنبر کی طرف چلتے
ہیں۔ عنبر کیتے کے قبرستان میں پہنچ گیا۔ جولی سانگ
چھوٹے سے بٹن کے روپ میں لکڑی کی ڈبی میں بند
اس کی جیب میں تھی۔ سانپ نے کہا تھا کہ آدھی
رات کے بعد کسی وقت پرانے قبرستان میں آسمان
سے فرشتے ٹھنڈا شربت لے کر آتے ہیں اور مُردے
اس شربت کو پینے کے لئے قبروں سے نکل آتے ہیں
عنبر قبرستان میں ایک درخت کے نیچے بیٹھ گیا اور آسمان
سے فرشتوں کے اترنے کا انتظار کرنے لگا۔

قبر کھل گئی

رات بڑی اندھیری تھی۔

آسمان پر چاند کہیں نہیں تھا۔ قبروں پر اندھیرا چھایا تھا۔ ہوا چلتی تو سوکھی گھاس سرسرانے لگتی۔ عنبر درخت کے نیچے ایک ایسی جگہ بیٹھا تھا جہاں اسے قبرستان کی ساری قبریں نظر آ رہی تھیں۔ کیا دیکھتا ہے کہ اچانک آسمان سے روشنی کی ایک لکیر اتر کر قبرستان پر پڑی۔ اس روشنی کی لکیر نے ایک سیڑھی کی شکل اختیار کر لی اور پھر اس سیڑھی پر سے کچھ نورانی شکلوں والے فرشتے سفید کپڑوں میں ملبوس شربت کی صراحیاں لے کر اتر کر قبرستان میں آ گئے۔ قبرستان میں آتے ہی ایک فرشتے نے آواز دی:

"اٹھو قبروں میں سونے والے نیک لوگو شربت پیو اور اپنی پیاس بجھاؤ۔"

تمام قبریں کھل گئیں اور ان میں سے مردے باہر نکل کر بیٹھ گئے۔ فرشتے شربت کی صراحیاں لے کر ان کے پاس جاتے اور انہیں ٹھنڈا میٹھا شربت پلاتے۔ عنبر نے

دیکھا کہ ایک قبر کے پاس ایسا مُردہ بھی بیٹھا تھا کہ جس کو کوئی فرشتہ شربت نہیں پلا رہا تھا۔ فرشتے صراحی لے کر اس کے قریب سے گزرتے تو وہ شربت پینے کے لئے اپنا پیالہ آگے بڑھاتا مگر فرشتے صراحی دور ہٹا لیتے اور اسے شربت پلائے بغیر چلے جاتے۔ عنبر کو اس مردے کی حالت پر بڑا ترس آیا۔ مگر وہ اس وقت اپنی جگہ سے ہل نہیں سکتا تھا۔ اسے جیسے کسی نے باندھ رکھا تھا۔ جب فرشتے ایک بدقسمت مُردے کے سوا باقی سب کو شربت پلا کر واپس چلے گئے تو مردے بھی اپنی اپنی قبروں میں واپس چلے گئے اور قبریں بند ہو گئیں۔

اب عنبر اٹھ سکتا تھا۔ وہ اٹھ کر پیاسے مُردے کی قبر پر گیا اور اس نے آواز دی:

"اے بدقسمت انسان! تو نے ایسا کون سا گناہ کیا ہے کہ جس کی وجہ سے تو پیاسا ہے اور آسمان کے شربت سے محروم ہو گیا ہے۔ تیرے سب ساتھی اپنی پیاس بجھا چکے ہیں مگر تیری قسمت میں ایک بوند بھی نہیں ہے:

اس پر قبر سے آواز آئی:

"میرے بھائی! میں کئی سال سے قبر میں پیاسا پڑا ہوں خدا کا شکر ہے کہ تو نے آ کر میرا حال

پوچھا۔ سن! میرا نام کاشغائی ہے۔ میں شہر تھیانگ
کا بہت امیر سوداگر تھا۔ میری دولت کا کوئی
شمار نہیں تھا۔ میری شاندار حویلی کے دو تہہ خانے
قیمتی جواہرات اور سونے کے سکوں سے بھرے
ہوئے تھے۔ مگر میں بہت کنجوس تھا۔ مجھے سوائے اپنی
دولت کے اور کسی سے محبت نہیں تھی۔ ایک
روز ایسا ہوا کہ میں اپنے مکان کے باہر چاندی کی
چارپائی پر بیٹھا سیب کھا رہا تھا کہ ایک عورت
اپنے بھوکے بچے کو لے کر میرے دروازے پر آئی
اور اس نے روتے ہوئے فریاد کی کہ اس کا بچہ
دو روز سے بھوکا ہے۔ اسے کچھ کھانے کو دے۔
مجھے اس کی آواز اور رونا اس وقت بُرا لگا۔ میں
نے نوکروں سے کہہ کر اس عورت اور اس کے
بھوکے بچے کو وہاں سے دھکے دے کر نکلوا دیا۔
اس کے بعد میری کمر میں درد شروع ہو گیا۔ اس درد
نے ایسی صورت اختیار کی کہ میں چل پھر بھی نہیں
سکتا تھا۔ پھر میری زبان سوجنے لگی۔ اور میں سوائے
پانی یا دودھ کے کچھ نہیں پی سکتا تھا۔ پھر زبان
اتنی سوج گئی کہ میں پانی بھی نہیں پی سکتا تھا اور ایک
روز مر گیا۔ تب سے لے کر اب تک میں پیاس

سے تڑپ رہا ہوں۔ ہر روز رات کو آسمان سے
فرشتے آ کر دوسرے مُردوں کو شربت پلاتے ہیں
لیکن مجھے ایک قطرہ بھی نہیں پلاتے۔ کئی سال
سے میں پیاسا یہاں پڑا ہوا ہوں۔"

عنبر نے کہا:

"میں تمہارے لئے کیا کر سکتا ہوں؟"

گنہگار مُردے نے کہا:

"میرے بھائی! میں اپنے گناہوں پر سخت پچھتا رہا
ہوں۔ کاش میں اپنی دولت سے لوگوں کی مدد کرتا
اور اس غریب عورت کے بھوکے بچے کو اپنے
مکان سے دھکے دے کر نہ نکلواتا۔ اب تو ایسا
کر کہ میری حویلی میں جا اور تہہ خانے میں چھپی
ہوئی ساری دولت نکلوا کر غریبوں اور یتیموں
میں خیرات کرا دے۔ اس کے بعد میرے پاس
آنا شاید خدا میرے گناہ معاف کر دے۔"

عنبر نے اس گناہ گار مُردے کاشغائی کی حویلی کا پتہ پوچھا
اور دن نکلتے ہی اس کی حویلی میں جا پہنچا۔ اس نے کاشغائی
کے بیٹے کو سارا ماجرا سنایا اور کہا کہ وہ اپنے باپ کے
تہہ خانے کی ساری دولت نکال کر اس کی وصیت کے
مطابق غریبوں اور محتاجوں میں خیرات کر دے۔ اس کے بیٹے

نے عنبر کو کوئی چور ڈاکو سمجھا اور بولا:

"میں تیری بات کا کیسے اعتبار کر لوں؟ پہلے مجھے چل کر میرے باپ کو دکھا۔ اگر میں اپنی آنکھوں سے اپنے باپ کو قبرستان میں پیاسا دیکھ لوں تو خیرات کروں گا۔"

عنبر اس کے بیٹے کو لے کر قبرستان میں آ گیا۔ مگر رات کو کوئی فرشتہ آسمان سے شربت لے کر قبرستان میں نہ اترا۔ کوئی مردہ بھی قبر سے نہ نکلا۔ قبرستان پر ساری رات گہرا سناٹا چھایا رہا۔

گناہ گار مردے کے بیٹے نے کہا:

"میں نہ کہتا تھا کہ تم جھوٹ بول رہے ہو۔ جاؤ اپنا راستہ لو اور خبردار پھر میرے گھر کا رُخ کیا تو بادشاہ کے سپہ سالار کو کہہ کر تجھے قید میں ڈلوا دوں گا۔"

عنبر بڑا حیران تھا کہ جب ایک رات پہلے اس نے اپنی آنکھوں سے قبرستان میں فرشتوں کو اترتے اور مُردوں کو شربت پیتے دیکھا تھا تو اب ایسا کیوں نہیں ہو رہا؟ کہیں یہ اس کی آنکھوں کا دھوکہ تو نہیں تھا؟ عنبر دن کے وقت گناہ گار مردے کی قبر پر گیا اور آواز دے کر پوچھا کہ اصل ماجرا کیا ہے۔ مجھے بتاؤ۔ کیا میں نے جو کچھ

قبرستان میں رات کے وقت دیکھا وہ سب میری آنکھوں کا دھوکہ تھا؟

قبر میں سے گناہ گار کا شعائی کی آواز آئی۔

"میرے دوست! قبرستان میں جو کچھ تم نے دیکھا تھا وہ صرف تم ہی دیکھ سکتے تھے۔ عام دنیا والے اسے نہیں دیکھ سکتے۔ میرا بیٹا بھی یہ منظر کبھی نہیں دیکھ سکتا۔"

عنبر نے کہا:

"اگر تم ٹھیک کہتے ہو تو پھر تمہارے بیٹے کو میں کس طرح راضی کروں۔ وہ تمہاری دولت غریبوں میں تقسیم کرنے پر تیار نہیں ہے۔"

قبر میں سے آواز آئی:

"میں جانتا تھا وہ ایسا ہی کرے گا۔ کوئی بات نہیں میرے دوست! تم ایسا کرو کہ میری قبر پر سے تھوڑی سی مٹی اٹھا کر اپنے جسم پر لگا لو۔ ایسا کرنے سے تم کچھ وقت کے لئے غائب ہو جاؤ گے۔ جب تم غائب ہو جاؤ تو سیدھا میرے تہہ خانے میں رات کے وقت جا کر میری ساری دولت نکال کر دوسرے شہر میں لے جانا اور غریبوں میں بانٹ دینا۔"

عنبر نے سوچا کر چلو میں بھی کچھ دنوں کے لئے غائب ہو کر دیکھ لیتا ہوں۔ پس عنبر نے کاشغائی گناہ گار کی قبر کی مٹی لے کر اپنے جسم سے لگا لی۔ مٹی کے لگاتے ہی عنبر غائب ہوگیا۔ اس نے گناہ گار مردے سے کہا:

"میں غائب ہو گیا ہوں۔ اب میں جاتا ہوں اور تمہاری جمع کی ہوئی دولت محتاجوں میں تقسیم کرکے تمہارے پاس آتا ہوں"

یہ کہہ کر عنبر غیبی حالت میں سیدھا گناہ گار مردے کے بیٹے کی حویلی میں پہنچا۔ اس کا بیٹا اپنے دوستوں کے ساتھ بیٹھا گانا سن رہا تھا۔ عنبر کو وہ دیکھ نہیں سکتا تھا۔ عنبر سیدھا حویلی کی سیڑھیاں اُتر کر تہہ خانے کی طرف گیا۔ اس نے تہہ خانے کا دروازہ توڑ دیا اور دیکھا کہ اندر چار بڑے بڑے بوروں میں جواہرات اور سونے کے سکے بند پڑے تھے۔ کچھ بوریاں مردے کے بیٹے نے خرچ کر لی تھیں۔ عنبر نے ایک بورا سر پر اٹھایا اور تہہ خانے سے نکل کر حویلی کے صحن میں آگیا۔ چونکہ وہ خود غائب تھا۔ اس لئے جواہرات کا بورا سر پر اٹھانے کے بعد وہ بورا بھی غائب ہوگیا تھا۔ عنبر نے باری باری تہہ خانے سے سارے جواہرات اور سونے کے سکوں سے بھرے ہوئے بورے نکال کر باہر جنگل میں ایک جگہ رکھ دیئے۔ پھر اس نے دو گھوڑے لیے۔ ان گھوڑوں پر چاروں

[...]ے لادے اور دوسرے شہر کی طرف روانہ ہو گیا۔ دوسرے شہر میں جاتے ہی اس نے بوروں کا منہ کھول [...] اور گناہ گار مُردے کی دولت غریبوں محتاجوں اور یتیموں [...] خیرات کرنی شروع کر دی۔ سارا دن وہ خیرات کرتا [...]۔ شام تک اس نے گناہگار مُردے کی ساری دولت غریبوں [...] تقسیم کر دی۔ وہ گھوڑے پر بیٹھ کر واپس قبرستان کی [...]رف چل پڑا۔ رات کے وقت وہ قبرستان میں آگیا۔ ابھی [...]دھی رات نہیں گذری تھی۔ عنبر اندھیرے قبرستان میں اسی درخت کے نیچے بیٹھ گیا۔ جب رات زیادہ تاریک اور [...]ہری ہو گئی تو آسمان پر سے روشنی کی ایک لکیر قبرستان میں اتر آئی۔ پھر اس روشنی کی لکیر نے سیڑھی کی شکل اختیار کر لی اور پھر اس پر سے اتر کر فرشتے قبرستان میں آگئے۔ انہوں نے آواز دی اور سارے مردے اپنی اپنی قبروں سے نکل آئے۔ گناہ گار کاشغائی بھی اپنی قبر سے نکل آیا۔ عنبر اسے غور سے دیکھ رہا تھا۔ اس نے دیکھا کہ فرشتہ شربت کی صراحی لئے سب سے پہلے اسی کے پاس آیا اور جب گناہ گار کاشغائی نے پیالہ بڑھایا تو فرشتے نے اس کے پیالے میں ٹھنڈا میٹھا شربت ڈالتے ہوئے کہا:

"اے کاشغائی! خدا نے تیری دولت کی خیرات قبول کر لی ہے اور تیرے گناہ معاف کر دیئے ہیں۔ اب

تو ہر رات جنت سے لایا ہوا شربت جی بھر کر
پیا کرے گا۔ مجھے دوزخ ایسی پیاس سے نجات
مل گئی ہے۔"

یہ آواز عنبر نے بھی سُنی۔ کاشغائی نے شربت کا پیالہ
منہ سے لگایا اور غٹا غٹ پی گیا۔ اس نے شربت کے
سات پیالے پئے اور پھر ہاتھ جوڑ کر آسمان کی طرف
منہ اٹھا کر خدا کا شکر ادا کرتے ہوئے کہا:

"میرے خدا! میں تیری رحمت کا جتنا شکر ادا کروں
کم ہے۔ تُو نے میرے گناہ معاف کر دیئے۔ ورنہ
میرے گناہ ایسے تھے کہ اسے دنیا کی ساری دولت
خیرات کرنے پر بھی معاف نہیں کیا جا سکتا تھا۔"

پھر وہ سجدے میں گر گیا۔ عنبر غیبی حالت میں قبرستان
میں بیٹھا یہ سارا منظر دیکھ رہا تھا۔ جب فرشتے چلے گئے
تو عنبر کاشغائی کے پاس آیا اور کہا:

"میں خوش ہوں کہ تمہارا عذاب ختم ہوا اور
خدا نے تیری خیرات قبول کر لی۔ تیری پیاس مٹ گئی۔"

کاشغائی نے عنبر کو غیبی حالت میں بھی دیکھ لیا تھا۔
اس کی طرف مسکرا کر بولا:

"میرے بھائی عنبر! میں تمہارا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں
اگر تم میرے پاس نہ آتے تو شاید میں صدیوں

تک اس عذاب میں گرفتار رہتا۔ کیونکہ کسی عام
انسان کی آنکھ قبرستان میں فرشتوں کو اترتے اور
مردوں کو قبروں سے نکلتے نہیں دیکھ سکتی۔ یہ صرف
وہی شخص دیکھ سکتا ہے جو دوسرے لوگوں کی
خدمت کرتا رہا ہو۔ اب بتاؤ میں تمہارے لئے
کیا کر سکتا ہوں؟"

عنبر نے کہا:

"تم اگر مجھے جان گئے ہو تو مجھے میرے بھائی بہنوں
یعنی ماریا جولی سانگ کیٹی ناگ اور تھیوسانگ
سے ملا دو۔ یا مجھے بتا دو کہ وہ کہاں ہیں؟"

مُردے نے کہا:

"خدائی رازوں میں دخل دینے کی کسی زندہ یا مردہ
انسان کی جرأت نہیں ہو سکتی۔ لیکن تم اس وقت
اپنی ایک بہن جولی سانگ کو ڈبی میں بند کر کے
لائے ہو جس پر جادو کا اثر ہے۔ اس لئے مجھ پر
فرض ہے کہ میں اس بارے میں تمہاری مدد کروں۔"

عنبر نے کہا:

"میں تمہارا شکر گزار ہوں گا۔"

اور اس نے جیب سے وہ ڈبی نکال کر کاشغائی مردے
کے آگے رکھ دی جس میں جولی سانگ بند تھی۔

مردے نے کہا:

"اس ڈبی کو یہاں میری قبر کے قریب ہی زمین میں دفن کر دو۔ جب تم قبرستان سے واپس جاؤ گے تو تمہاری بہن تمہیں مل جائے گی۔ وہ طلسم سے آزاد ہو چکی ہو گی۔"

عنبر نے فوراً لکڑی کی ڈبی زمین کھود کر دبا دی کاشغائی سے پوچھا:

"میں کب تک غائب رہوں گا میرے بھائی؟"

مردہ بولا: "میری قبر کی مٹی ایک بار پھر اپنے جسم سے لگا لو۔ تم نظر آنے لگو گے۔"

عنبر نے ایسا ہی کیا۔ قبر کی مٹی اٹھا کر اپنے جسم لگائی تو وہ پھر سے دکھائی دینے لگا۔ عنبر نے اب دیکھا تو مردہ غائب تھا اور قبر اپنے آپ بند ہو چکی پھر قبر سے آواز آئی:

"میرے بھائی عنبر! خدا تمہیں خوش رکھے۔ میں اس وقت جنت میں ہوں۔ میری ایک نصیحت یاد رکھنا۔ کبھی کسی بھکاری کو جھڑکنا مت۔ اگر تیرے پاس کچھ ہو تو بھوکے کو کھانا کھلا دینا۔ اب تو جا۔ قبرستان کے دروازے پر تیری بہن تیری راہ دیکھ رہی ہے۔"

عنبر نے خدا حافظ کہا اور دیکھا کہ دن نکل آیا تھا۔ دن کی روشنی میں قبریں صاف نظر آ رہی تھیں۔ ساری کی ساری قبریں بند تھیں۔ ان کو دیکھ کر ذرا شک نہیں ہوتا تھا کہ یہ رات کو کھل جاتی ہیں اور فرشتوں سے اپنا رزق حاصل کرتی ہیں۔ عنبر دن کی روشنی میں قبرستان کے دروازے کی طرف چلا۔ جب وہ قبرستان کے پرانے دروازے سے باہر نکلا تو اسے جولی سانگ کی تیز خوشبو آئی۔ اس نے بے اختیار جولی سانگ کو آواز دی۔ ایک طرف جولی سانگ کھڑی اس کی طرف دیکھ کر مسکرا رہی تھی۔ عنبر نے آگے بڑھ کر جولی سانگ کے سر پر ہاتھ پھیرا اور بولا:

"خدا کا شکر ہے تجھے پھر سے اصلی حالت میں دیکھا اور تو واپس آ گئی۔"

جولی سانگ بولی:

"عنبر بھائی! میں بھی خوش ہوں کہ تم سے دوبارہ آن ملی۔ مجھے کچھ معلوم نہیں کہ میں کہاں تھی بس ایسے لگا جیسے ہوا میں اڑی جا رہی ہوں۔ پھر کسی نے مجھے یہاں زمین پر اتار دیا۔ ناگ ماریا کہنی اور تھیوسانگ کہاں ہیں؟ کیا ان کا کچھ پتہ چلا تمہیں؟"

عنبر بولا: "تم مل گئی ہو تو خدا نے چاہا تو وہ بھی

مل جائیں گے۔ آؤ یہاں سے باہر نکلتے ہیں:

جولی سانگ عنبر کے ساتھ ساتھ شہر کو جانے والی
کچی سڑک پر چلنے لگی۔ اس نے پوچھا:

"یہ کون سا ملک ہے عنبر بھیا؟"

عنبر نے اسے بتایا کہ یہ ملک چین کا شہر کینٹن
ہے۔ اور ہم ملک چین میں ہیں۔

جولی سانگ بولی:

آؤ یہاں سے کسی دوسرے شہر کی
طرف چل کر ناگ ماریا کیپٹی اور تھیوسانگ کو
تلاش کرتے ہیں۔ کیونکہ اس شہر میں تو ان میں
سے کسی کی خوشبو نہیں ہے:

جولی سانگ اور عنبر جب شہر سے گزرنے لگے تو
اچانک ایک شخص نے اسے دیکھ کر شور مچا دیا۔ پکڑو۔
پکڑو۔ یہ وہ شخص ہے جو کاشغائی کے بیٹے کومی سان
کا خزانہ تہہ خانے سے نکال کر لے گیا ہے۔" سارے شہر
میں یہ خبر مشہور ہو گئی تھی کہ کاشغائی کے بیٹے کا خزانہ
اس کی حویلی سے گم ہو گیا ہے اور شبہ ایک نوجوان عنبر
پر کیا جاتا ہے جو چند روز پہلے وہاں اس غرض سے آیا
تھا کہ کاشغائی کا خزانہ غریبوں میں بانٹ دیا جائے۔
لوگوں نے عنبر اور جولی سانگ کو پکڑ کر کوتوال کے

منے پیش کر دیا۔ وہاں خزانے کا مالک یعنی کاشغائی
بیٹا کومی سان بھی آ گیا۔ اس نے عنبر کو فوراً پہچان
اور کوتوال سے کہا:

"جناب یہی وہ شخص ہے جو میرے پاس میرا
خزانہ لینے آیا تھا۔ جب میں نے دینے سے
انکار کر دیا تو یہ راتوں رات میرا خزانہ اڑا
کر لے گیا۔"

کوتوال نے عنبر سے پوچھا:

"سچ سچ بتا دو کہ تم نے خزانہ کہاں رکھا ہے
ورنہ تمہیں ایسی سزا دوں گا کہ یاد کرو گے:

عنبر نے کہا:

"خزانہ جس کا تھا اس کے پاس پہنچا دیا گیا ہے
اس خزانے کا تعلق کومی سان سے نہیں بلکہ
اس کے مرحوم باپ کی روح سے تھا اور اس
کے باپ کی روح کو اس کی امانت مل گئی ہے۔"

اس پر کوتوال نے غصے میں آ کر سپاہیوں سے کہا:

"اس نوجوان ڈاکو اور اس کی بہن کو شہر کے
دروازے سے الٹا لٹکا دو۔ ابھی بتا دیں گے کہ
خزانہ کہاں چھپایا ہے انہوں نے۔"

عنبر نے عین اس وقت جولی سانگ کی طرف دیکھا اور کہا:

"جولی سانگ! میرا خیال ہے پہلے تم ذرا ان کی
خبر لو۔ بعد میں ضرورت پڑی تو میں بھی میدانِ
جنگ میں کود پڑوں گا۔"

جولی سانگ اور عنبر کی طرف چھ سات سپاہی انہیں
گرفتار کرنے کے لئے بڑھ رہے تھے۔ جولی سانگ نے
ان کی طرف گھور کر دیکھا۔ اس کی آنکھ میں سے نیلی روشنی
نکل کر ایک دھماکے کے ساتھ ان سپاہیوں پر پڑی اور
وہ پرزے پرزے ہو کر فضا میں بکھر گئے۔ وہاں طوفان
مچ گیا۔ کوتوال نے تلوار نکال لی۔ جولی سانگ نے دونوں
آنکھوں کو کوتوال پر مرکوز کیا اور اسے فضا میں پچاس
فٹ بلند کر دیا اور پھر آنکھیں بند کر لیں۔ کوتوال دھڑام
سے پچاس فٹ کی بلندی سے زمین پر گرا اور اس کی
ہڈیاں ٹوٹ گئیں۔ باقی سپاہی خوف زدہ ہو کر بھاگ گئے۔
جولی سانگ نے کوتوال کے دفتر پر آنکھ کی نیلی شعاع
ڈالی۔ دفتر کی عمارت ایک دھماکے سے پھٹ گئی اور
اسے آگ لگ گئی۔

عنبر نے جولی سانگ سے کہا:

"بس! ان کے لئے اتنی سزا ہی کافی ہے۔"

اور پھر عنبر اور جولی نے وہاں سے دو گھوڑے پکڑے
اور ان پر سوار ہو کر سیدھے کاشغائی کی حویلی میں پہنچے۔

سان بھاگ کر پہلے ہی وہاں آ گیا تھا۔ عنبر اور جولی
کو دیکھ کر وہ ڈر گیا۔

عنبر نے کہا:

"تیرے باپ کا خزانہ غریبوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے
یہ تیرے باپ کی خواہش کے مطابق کیا گیا ہے
اب اگر تم نے کبھی اس خزانے کا نام لیا تو
تیری حویلی کے بھی پرزے اڑا دیئے جائیں گے
جولی سانگ! اس کو ذرا نمونہ دکھا دو۔"

جولی سانگ نے حویلی کی ایک کوٹھڑی کو غور سے دیکھا
اس کی آنکھ سے نیلی شعاع نکل کر کوٹھڑی پر پڑی تو
ایک دھماکہ ہوا اور کوٹھڑی ایسے اڑ گئی جیسے اس پر
کسی نے بم گرایا ہو۔ کوی سان نے ہاتھ باندھ لیے اور
بولا: "مجھے معاف کر دو۔ میں پھر کبھی اپنے باپ کے
خزانے کا نام نہیں لوں گا۔"

عنبر مسکرا کر بولا:

"اب آ گئے ہو تم سیدھی راہ پر۔"

اور وہ جولی سانگ کو ساتھ لے کر چین کے شمال
کی جانب روانہ ہو گیا۔ ان دونوں کو بالکل معلوم نہیں
تھا کہ کیپٹن ناگ ہتیوسانگ اس وقت چین کے شمال میں
دیوار چین پر موجود ہیں اور ماریا کو جھینگو بدروح سے نجات

دلانے کے لئے جتن کر رہے ہیں۔ ہم جولی سانگ اور
عنبر کو یہیں چھوڑتے ہیں اور شمال میں دیوار چین پر آتے
ہیں۔ وہاں ناگ اور کیٹی اور تھیوسانگ ہر روز دیوار چین
کے ایک دروازے کی سیر کرنے جاتے تھے۔ ابھی ایک دن
باقی تھا۔ سات روز پورے نہیں ہوئے تھے۔ بوڑھا
چینی ساتویں دروازے کی ڈیوڑھی میں عورت کے بت
کے آگے بیٹھا ساتویں دن کا انتظار کر رہا تھا۔ پانچ سو
سال پہلے مرے ہوئے سانپ کی کھوپڑی اس نے عورت
کے بُت کے آگے زمین میں دفن کر دی ہوئی تھی۔ چھٹے
روز ناگ کیٹی اور تھیوسانگ دیوار چین کے دروازے
کی سیر کرتے ہوئے ایک جگہ پہنچے تو دیکھا کہ وہاں ایک
چینی لڑکی کا بُت دیوار سے لگا تھا۔

ناگ نے کہا:

"اس کے نیچے کیا لکھا ہے؟"

کیٹی نے جھک کر قدیم چینی زبان میں لکھی ہوئی تحریر
پڑھی۔ وہاں لکھا تھا۔

"یہ تانیا کا بُت ہے۔ تانیا بادشاہ کی سب سے
خوبصورت کنیز تھی۔ بادشاہ کے حکم سے تانیا کو
زہر دے کر ہلاک کیا گیا۔ پھر اس کی لاش کو پتھر
بنا کر یہاں لگا دیا گیا کہ دیوار چین دشمن کے

حملوں سے محفوظ رہے۔"

کیٹی تانیا کے خوبصورت بُت کو غور سے دیکھ رہی
تھی۔ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے تانیا کا بت بھی
اپنی نیلی آنکھوں سے اس کی طرف دیکھ رہا ہے۔

تھیوسانگ نے کیٹی کی طرف دیکھ کر کہا:

"کیٹی! تم کن خیالوں میں کھو گئی ہو؟"

کیٹی نے چونک کر کہا:

"میں دیکھ رہی تھی کہ تانیا کتنی خوبصورت ہو گی۔"

تھیوسانگ اور ناگ بُت کے پیچھے ہو کر زمین پر
پڑے نیلے نیلے پتھروں کو دیکھنے لگے۔ کیٹی تانیا کے
بُت کے قریب آ گئی۔ ا ہ ۔ جیسے تانیا کا بُت اپنی طرف
کھینچ رہا تھا۔ پھر کیٹی کو ایسا نظر آیا جیسے تانیا کا بُت
اس کی طرف دیکھ کر مسکرایا ہو۔ کیٹی بھی مسکرائی۔ پھر جیسے
کسی زبردست طاقت کے اثر میں آ کر کیٹی نے اپنا ہاتھ
بُت کی طرف بڑھایا۔ تانیا کے بُت نے بھی اپنا ہاتھ کیٹی
کی طرف بڑھایا اور پھر کیٹی کا ہاتھ بُت نے اپنے ہاتھ
میں لے لیا۔ تھیوسانگ اور ناگ بُت کے پیچھے زمین
پر بیٹھے نیلے پتھروں کو غور سے دیکھ رہے تھے۔ ان
کی پیٹھ کیٹی کی طرف تھی۔ کیٹی نے تانیا کے بُت کا ہاتھ
اپنے ہاتھ میں لے رکھا تھا۔ تانیا کے بُت کا ہاتھ کسی

نازک لڑکی کے ہاتھ کی طرح نرم تھا۔

پھر کیٹی کو محسوس ہوا کہ وہ بہت ہلکی پھلکی ہو گئی ہے اور اس کا کوئی وزن یا بوجھ نہیں رہا۔ تانیا کے بت نے کیٹی کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچا اور اپنے ساتھ لگا لیا۔ تانیا کے بت کے سینے سے لگتے ہی کیٹی اس کے اندر گم ہو گئی۔ اب وہ تانیا کے بت کے اندر سما چکی تھی۔ ایک پل کے لئے وہ نیم بے ہوش ہو گئی۔ اتنے میں تھیوسانگ اور ناگ اٹھ کر بت کے سامنے آئے تو انہیں کیٹی دکھائی نہ دی۔ وہ سمجھے کہ وہ ڈیوڑھی کے باہر دیوار چین کی کشادہ سڑک پر کہیں ادھر اُدھر ہو گی۔ وہ دونوں باتیں کرتے ڈیوڑھی سے نکل کر باہر آئے تو کیٹی کہیں نہیں تھی۔ دیوار چین کی کشادہ دیوار دور تک خالی خالی اور ویران تھی۔ ناگ نے تعجب سے کہا: "کیٹی کہاں چلی گئی؟" تھیوسانگ جواب دینے کی بجائے اِدھر اُدھر دیکھنے لگا۔ وہ دیوار کے دوسرے کنارے پر آ کر منڈیر سے دیوار کی دوسری جانب پہاڑی ڈھلانوں اور گہری وادی میں تکنے لگے۔ کیٹی وہاں بھی نہیں تھی۔ اب تو وہ پریشان ہو کر واپس ڈیوڑھی کی طرف بھاگے۔ ڈیوڑھی بھی خالی تھی۔ تانیا کا بت اپنی جگہ پر اسی طرح کھڑا تھا۔

"میرے خدایا۔ یہ کیٹی اچانک کہاں غائب ہو گئی؟"
ناگ نے کہا:

تھیوسانگ ڈیوڑھی سے باہر آتے ہوئے بولا:

"میرا خیال ہے وہ ڈیوڑھی سے نکل کر اس طرف گئی تھی۔"

ناگ بھی ڈیوڑھی سے باہر آ گیا۔ انہوں نے سارا علاقہ چھان مارا۔ کیٹی کو آوازیں بھی دیں مگر کیٹی کہیں نظر نہ آئی۔ ناگ نے تھیوسانگ سے کہا:

"تم اسی جگہ ٹھہرو۔ میں پہاڑیوں میں جا کر دیکھتا ہوں۔"

اور ناگ نے سانس کھینچ کر سیاہ عقاب کا روپ بدلا اور فضا میں اڑتا ہوا دیوار کی دوسری طرف پہاڑی وادیوں اور گہرے کھڈ نالوں میں اتر گیا اور جگہ جگہ اڑ کر کیٹی کو ڈھونڈنے لگا۔ اس نے ارد گرد کا سارا پہاڑی علاقہ کھنگال ڈالا۔ مگر کیٹی تو ایسے غائب ہو گئی تھی جیسے اسے زمین کھا گئی ہو۔ ناگ تھیوسانگ کے پاس واپس آ گیا۔ اس نے انسانی شکل بدلی اور تھیوسانگ سے کہا:

"میں ادھر ہر جگہ دیکھ آیا ہوں۔ کیٹی کا کہیں کوئی سراغ نہیں ملا۔ وہ کہاں جا سکتی ہے؟"

تھیوسانگ سوچنے لگا پھر ڈیوڑھی کی طرف دیکھ کر بولا:

"مجھے یقین ہے وہ ڈیوڑھی میں ہی غائب ہوئی ہے۔"

ایک بار پھر ناگ اور تھیوسانگ لپک کر ڈیوڑھی میں
آ گئے۔ ڈیوڑھی میں سوائے تانیا کے بُت کے اور کوئی بھی
نہیں تھا۔ تانیا کا بت خاموش کھڑا تھا۔ مگر بُت کے چہرے
پر ایک عجیب سی اطمینان کی جھلک نمایاں تھی جو کوئی بھی
نہیں پہچان سکتا تھا۔ ناگ نے تانیا کے بُت کو غور سے
دیکھا۔ پھر اس کے جسم کو ہاتھ لگایا۔ تانیا کا جسم پتھر کی طرح
سخت تھا اس بُت کے اندر کیٹی کا ہیولا ایک نظر نہ
آنے والی روح کی طرح گھل مل گیا تھا مگر کیٹی
بے ہوش تھی۔ اسے کچھ ہوش نہیں تھی کہ وہ کہاں ہے۔
تھیوسانگ نے کہا:
"اس بُت کا کیٹی سے کیا تعلق ہو سکتا ہے ناگ؟
یہ تو پتھر کا بت ہے"
ناگ نے جواب دیا:
"ممکن ہے اس بُت کی وجہ سے کیٹی پر کوئی جادو
چل گیا ہو اور وہ غائب کر دی گئی ہو۔
کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ اسے کہاں تلاش کریں؟
ناگ ابھی تک تانیا لڑکی کے بُت کو غور سے دیکھ
رہا تھا اور اس کے جسم پر ہاتھ پھیر کر کوئی کل پرزہ
تلاش کرنے کی کوشش کر رہا تھا کہ شاید وہاں سے بُت
نے کیٹی پر کوئی جادو کر دیا ہو مگر اسے کچھ نہ ملا۔ تھیوسانگ

نے بھی قریب آ کر بُت کو غور سے دیکھا اور بولا:
"اس بُت میں مجھے اس کے سوائے کچھ نظر نہیں
آتا کہ محض ایک پتھر کا ہزاروں برس پرانا بت ہے۔"
ناگ ٹھنڈا سانس بھر کر بولا:
"ہو سکتا ہے یہی ایسے بُت ہم پر جادو کرتے رہے ہیں
اس لئے میں اس کا جائزہ لے رہا تھا۔ لیکن میرا
خیال ہے کہ یہ جادو کا بُت نہیں ہے۔"
یہاں ناگ بھی دھوکا کھا گیا تھا۔ اسے معلوم ہی نہ
ہو سکا تھا کہ کیٹی اسی تانیا لڑکی کے بُت کے اندر ہے۔
اسے معلوم بھی کیسے ہو سکتا تھا۔ کیٹی کی خوشبو بھی نہیں آ
رہی تھی۔ کیٹی بُت کے اندر بے ہوش تھی۔ وہ ناگ کو آواز
بھی نہیں دے سکتی تھی۔ تھیوسانگ نے ڈیوڑھی سے باہر آ
کر گہرا سانس کھینچا اور بولا:
"کیٹی کی خوشبو بھی ایک دم سے غائب ہو گئی ہے۔"
ناگ بھی ڈیوڑھی سے باہر آ گیا۔ آسمان کا رنگ سیاہی
مائل ہو رہا تھا۔ شام ڈھل رہی تھی۔ رات اپنا سیاہ آنچل
پھیلا رہی تھی۔ ناگ اداس ہو گیا۔ کیٹی کے اس طرح
اچانک گم ہو جانے سے اس کا دل بوجھل ہو گیا تھا۔ اس
نے سانس بھر کر تھیوسانگ سے کہا:
"تھیوسانگ! جس طرح کہ ہمارے ساتھ پہلے بھی

اس قسم کے حادثے ہوا کرتے ہیں اسی طرح اب
بھی ہمارے ساتھ یہ حادثہ گذر گیا ہے۔ کیٹی واقعی
کسی طلسم کے اثر کی وجہ سے غائب ہو گئی ہے!
بہتر یہی ہے کہ ہم واپس بوڑھے چینی کے پاس جا کر
ماریا کو واپس لانے کا عمل شروع کریں۔"

وہ دونوں بوڑھے چینی کے پاس آ گئے۔ جب انہوں نے
اسے کیٹی کے بارے میں بتایا کہ وہ بھی غائب ہو گئی ہے اور
بوڑھے چینی کو یقین نہ آیا۔ وہ بار بار کہہ رہا تھا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ تمہارے سامنے کیٹی گم ہو جائے
اور تم اسے بچا نہ سکو۔"

اسے کیا معلوم کہ ایسا ان کے ساتھ اکثر ہوتا رہتا تھا
اور وہ کچھ نہ کر سکتے تھے یہ زمانے کے حادثات اور تقدیر
کے چکر تھے جن میں سے وہ گذر رہے تھے۔ ناگ نے یہ
کہہ کر بوڑھے چینی کو تسلی دی کہ کیٹی بہت جلد ان کے پاس
آ جائے گی۔"

"پہلے ہمیں ماریا کو واپس لانے کی طرف دھیان دینا چاہیے۔"
بوڑھا چینی بُت کی طرف دیکھ کر بولا:

"آدھی رات کو کوئی کرامت ظہور میں آئے گی بوڑھی
چینی عورت کا حساب کبھی غلط نہیں ہوتا ہم نے سانپ
کی کھوپڑی دبا دی ہے۔ اب ماریا بیٹی ہمیں ضرور واپس

مل جائے گی۔"

رات گذرتی چلی گئی۔ جب آدھی رات گذر گئی تو ناگ
تھیوسانگ اور بوڑھا چینی ڈیوڑھی کے بُت سے ذرا ہٹ کر
زمین پر بیٹھ گئے۔ ان کی آنکھیں بت کے نیچے اس جگہ پر لگی
ہوئی تھیں جہاں انہوں نے سانپ کی کھوپڑی دبا رکھی تھی۔
رات اس قدر خاموش تھی کہ ان لوگوں کو ایک دوسرے کے
سانس کی آواز صاف سنائی دے رہی تھی۔ ہوا بالکل بند
تھی۔ آسمان پر چاند کہیں نہیں تھا۔ یہ بڑی اندھیری اور سنسان
رات تھی۔ آسمان پر ستارے بھی رُک رُک کر چمک رہے تھے۔
اچانک انہیں ایسی آواز سنائی دی جیسے دور سے بادلوں کی گرج
ان کی طرف بڑھ رہی ہو۔ یہ گرج پہلے دور سے سنائی دے رہی
تھی پھر یہ قریب آتی گئی۔ پھر بادل زور سے گرجتے ہوئے ان
کے اوپر سے گذر گئے۔ یہ بادل نہیں تھے بلکہ بادل کی آواز تھی
جو طوفان کی طرح شور مچاتی گرجتی ہوئی ان کے اوپر سے گذر گئی
اور چاروں طرف ایک بار پھر سناٹا چھا گیا۔ ناگ کچھ بولنے لگا تو
بوڑھے چینی نے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر اسے خاموش رہنے کا اشارہ
کیا۔ اس کے ذرا بعد فضا میں ایک چیخ بلند ہوئی۔ یہ بڑی
بھیانک مردانہ آواز تھی۔

دیوارِ چین کی مورتی

کوئی چیخ چیخ کر کہہ رہا تھا۔

"مجھے نہ مارو۔ مجھے چھوڑ دو۔ مجھے چھوڑ دو۔"

اس کے ساتھ ہی کسی دوسرے مرد کی آواز سنائی دی۔ یہ آواز ہی کسی بھوت کی لگتی تھی۔

"میں تمہیں ختم کر کے رہوں گا۔ میں تجھے زندہ نہیں چھوڑوں گا۔"

پھر پہلی مردانہ چیخ دوبارہ بلند ہوئی۔ یہ اس کی آخری چیخ تھی۔ دوسری مردانہ آواز نے کہا:

"ماریا! تو آزاد ہے۔ میں نے جھینگو کی بدروح کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ کر دیا ہے۔"

ناگ تھیوسانگ اور بوڑھا چینی سانس روکے بیٹھے یہ آوازیں سن رہے تھے۔ اس کے بعد گہری خاموشی چھا گئی۔ اچانک چھت کے پیچھے سے ماریا کی خوشبو آنا شروع ہو گئی پھر اس کی آواز سنائی دی:

"ناگ بھیا! تھیوسانگ! میں آ گئی ہوں۔ بابا۔ تم

کیسے ہو؟"

بوڑھے چینی کی آنکھوں میں خوشی کے آنسو تھے۔ اس نے کہا:

"ماریا بیٹی! خدا کا شکر ہے کہ تمہاری آواز سنی۔ دیکھو میں تمہارے بھائیوں کو بھی ساتھ لے آیا ہوں۔"

ناگ بولا: "ماریا بہن! تم ٹھیک ہو ناں؟"

تھیوسانگ نے بھی ماریا سے اس کی خیریت پوچھی۔

ماریا نے کہا:

"میں بالکل ٹھیک ہوں۔ مجھے ایک بدروح نے جکڑ لیا تھا۔ چٹان کے ساتھ ٹکراتے ہی اس نے مجھ پر قابو پا لیا تھا۔ خدا کا شکر ہے کہ تم لوگوں کی کوششوں سے مجھے اس بدروح سے نجات ملی۔ کیٹی کہاں ہے؟ عنبر اور جولی سانگ کہاں ہیں؟"

ناگ نے کہا: "عنبر اور جولی سانگ کا ابھی تک کچھ پتہ نہیں چلا۔ کیٹی ہمارے ساتھ ہی یہاں دیوارِ چین تک آئی تھی کہ تھوڑی دیر پہلے اچانک غائب ہو گئی۔"

ماریا نے غمگین آواز میں کہا:

"کاش ایسا نہ ہوتا۔ مگر وہ کہاں اور کیسے گم ہو گئی؟"

پھر اس نے بوڑھے چینی سے کہا:

"بابا! مجھے معلوم ہے آپ نے میرے لئے کتنی تکلیف

اٹھائی اور کیسے کیسے مشکل سفر کئے۔ مجھے سب کچھ
معلوم ہو رہا تھا مگر میں بول نہیں سکتی تھی۔ میری اپنی
حیثیت ختم ہو گئی تھی۔"

بوڑھا چینی بولا: "بیٹی! میرے لئے یہی سب سے
بڑی خوشی ہے کہ تم خیریت سے میرے اور اپنے
بھائیوں کے پاس واپس آ گئی ہو۔ اب تم یہ بتاؤ
کہ ہم کیپٹی کو کہاں تلاش کریں۔ یہ علاقہ دیوار چین
کا علاقہ ہے۔"

ماریا نے کہا: "میں جانتی ہوں بابا۔ ناگ اور تھیوسانگ
بھائی! تم کیا مشورہ دیتے ہو؟ کیا ہمیں اسی جگہ رُک
کر کیپٹی کو تلاش کرنا چاہیے یا کسی دوسرے ملک
چلے جائیں؟"

ناگ کہنے لگا: "ابھی عنبر اور جولی سانگ کا بھی
ہمیں کچھ علم نہیں کہ وہ کہاں ہیں۔ اس علاقے میں
ان میں سے کسی ایک کی بھی خوشبو نہیں ہے۔
تھیوسانگ! تم اس معاملے میں کیا سوچتے ہو؟"

تھیوسانگ سر کو کھجانے لگا۔ بولا:

"کچھ دیر ہمیں واپس چین کے دارالحکومت کیتھے چل
کر رہنا چاہیے۔ وہ بڑا شہر ہے۔ ممکن ہے
وہاں عنبر جولی سانگ کا بھی کوئی سراغ مل جائے۔"

بوڑھے چینی نے بھی اس مشورے کو پسند کیا۔ ناگ اور ماریا
بھی راضی ہو گئے۔ چنانچہ اگلے دن جب سورج نکلا تو ناگ،
تھیوسانگ ماریا اور بوڑھا چینی دیوار چین سے نکل کر چین
کے سب سے بڑے شہر اور دارالحکومت کیتھے کی طرف روانہ
ہو گئے۔ اس وقت عنبر اور جولی سانگ گھوڑوں پر سوار شمال
کی طرف جا رہے تھے۔ ناگ ماریا اور تھیوسانگ شمال سے
جنوب کی طرف چلے آ رہے تھے۔

ماریا نے ایک جگہ پہنچ کر کہا:

"میں آگے جا کر دیکھتی ہوں۔ تم لوگ اسی طرح جنگل
میں چلتے چلے آؤ۔"

بوڑھے چینی نے ماریا کو تاکید کی کہ وہ اپنا خیال رکھے۔

ماریا مسکرا کر بولی:

"بابا! تم گھبراؤ نہیں۔ ہمارے ساتھ یہ ہوتا ہی رہتا
ہے۔ ہم مشکلوں مصیبتوں اور خراب حالات میں
بھی اپنا سفر جاری رکھتے ہیں۔"

ماریا اڑان بھر کر فضا میں پرواز کر گئی۔ وہ جنگل کے
درختوں کے اوپر آ گئی۔ اب اس کے نیچے دور تک جنگل
اور چھوٹی بڑی پہاڑیاں وادیاں اور ندی نالے تھے۔ وہ اُن کے
اوپر آگے کی طرف پرواز کر رہی تھی۔ وہ ایک دریا کے
اوپر سے گذر کر دوسرے کنارے پر آئی تو ایک دم سے

رُک گئی۔ اسے عنبر اور جولی سانگ کی ہلکی ہلکی خوشبو
محسوس ہوئی تھی۔ ماریا تیزی سے نیچے آ گئی۔ نیچے آتے
ہی خوشبو زیادہ تیز ہو گئی۔ ماریا خوش ہو کر جدھر سے خوشبو
آ رہی تھی ادھر کو غوطہ کھا کر پرواز کر گئی۔ تھوڑی ہی دور
اس نے جنگل کی ایک پگ ڈنڈی پر دو گھوڑے آگے
پیچھے آتے دیکھے۔ ان گھوڑوں پر عنبر اور جولی سانگ سوار
تھے۔ انہوں نے بھی ماریا کی خوشبو کو فضا میں محسوس کر لیا
تھا اور وہیں رُک گئے تھے۔ جب عنبر کو ماریا کی خوشبو
بہت قریب محسوس ہوئی تو اس نے پکار کر کہا:

"ماریا! یہ تم ہو کیا؟ تم آ گئی ہو؟"

ماریا نے ہنس کر کہا:

"جب میری خوشبو آ رہی ہے تو میرے سوا اور کون
ہو سکتا ہے۔ خوش آمدید میرے بھائی عنبر اور بہن
جولی سانگ۔"

جولی سانگ نے خوش ہو کر کہا:

"ماریا بہن! تمہاری آواز سن کر دلی خوشی ہوئی ہے
ناگ کیٹی اور تھیوسانگ بھائی کہاں ہیں؟"

ماریا نے کہا: "تھیوسانگ بھائی اور ناگ پیچھے
آ رہے ہیں۔"

عنبر نے فکر مند ہو کر پوچھا:

"اور کیٹی کہاں ہے؟"

پھر ماریا نے عنبر اور جولی سانگ کو کیٹی کے اچانک
غائب ہو جانے کا واقعہ سنا دیا۔ عنبر اور جولی سانگ ایک لمحے
کے لئے اداس ہو گئے۔ ماریا دریا کنارے ان کو لے کر
بیٹھ گئی۔ دونوں نے ایک دوسرے کو اپنے اپنے ساتھ گزرے
ہوئے بھیانک واقعات سنائے۔ اتنے میں ناگ اور تھیوسانگ
بھی بوڑھے چینی کے ساتھ دریا پار کر کے آ گئے۔ بوڑھے چینی
کو دیکھ کر جولی سانگ بہت خوش ہوئی۔ عنبر سے بھی
بوڑھے چینی کا تعارف کرایا گیا۔

وہ سب ایک دوسرے کو مل کر بے حد خوش ہوئے
کیٹی کا فکر لگا تھا۔ کیٹی کو یاد کر کے وہ اداس ہوئے نہیں
تھے۔ مگر ساتھ ہی ساتھ وہ اس کو دوبارا [illegible]۔ اس
اس کا سراغ لگانے کے بارے میں بھی سوچ بچار کر رہے
تھے۔ کافی دیر آپس میں صلاح مشورہ کرنے کے بعد بوڑھے چینی
اور عنبر نے انہیں یہی مشورہ دیا کہ ہم سب کو واپس اسی جگہ
دیوار چین کے پاس جا کر کیٹی کے واپس آنے کا انتظار کرنا
چاہیے۔ عنبر کہہ رہا تھا:

"ہو سکتا ہے جہاں سے کیٹی غائب ہوئی ہے وہیں
سے وہ کسی وقت اچانک نمودار ہو جائے۔ وہاں
ہمیں نہ پا کر پھر وہ بڑی پریشان ہو گی۔ اس لئے

ہمیں فوراً واپس دیوارِ چین کے اس دروازے کی
ڈیوڑھی میں چلنا چاہیے جہاں کیٹی غائب ہوئی تھی۔
پس یہ سب بہن بھائی اور دوست واپس دیوار چین
کی طرف روانہ ہو گئے۔ شام تک وہ دیوار چین کے اس
دروازے کی ڈیوڑھی میں پہنچ گئے جس کے اندر چینی کنیز تانیا
کا بُت لگا تھا اور جہاں کیٹی غائب ہو گئی تھی۔ ماریا ذرا
پتھر کے بُت کے اندر چلی گئی۔ تانیا کے بُت نے ایک غیر
عورت کو اپنے اندر آتے محسوس کیا تو غصے سے کانپنے لگی کہ اس
عورت کو اس کے اندر آنے کی کیسے جرأت ہوئی مگر وہ خاموش
کیونکہ ابھی تک کیٹی اس کے اندر ہی تھی اور اسے ہوش
ماریا تھا۔ پھر اس خیال سے کہ یہ لوگ اس پر جادو
جب واپس نہ نکال لیں تانیا کی روح نے کیٹی کو اپنی
ہو رہی سمیٹا اور وہاں سے پرواز کر گئی۔ روح کی اس
و ناگ عنبر تھیوسانگ نہیں دیکھ سکتے تھے لیکن ماریا بھی
اسے نہ دیکھ سکی۔ تانیا کیٹی کو لئے دیوار چین کے پار سمرقند و
بخارا کی طرف نکل گئی۔

اس زمانے میں سمرقند و بخارا پر ایک ظالم اور جابر
منگول جرنیل حکومت کرتا تھا جس کے ہاتھوں رعایا بہت
تنگ تھی۔ منگول جرنیل نے حکم دے رکھا تھا کہ شہر میں
جو بھی مسافر داخل ہو اسے دربار میں پیش کیا جائے۔ منگول

... بادشاہ خود مسافر سے پوچھ گچھ کرتے کہ وہ کون ہے اور
... کیوں آیا ہے اور کتنے دن ٹھہرے گا۔ اگر مسافر
... زیادہ قیمتی سامان ہوتا تو منگول بادشاہ جرنیل اسے
... لیتا تھا۔ اگر بدقسمتی سے شہر میں داخل ہونے والے مسافر
... کچھ نہ ہوتا تو اس مسافر کو وہیں ہلاک کر دیا جاتا
...۔ مگر تانیا تو ہزاروں برس پرانے ایک ایسے بادشاہ کی کنیز
تھی جس نے اسے زہر دے کر ہلاک کر کے پتھر کا بت بنا
دیا تھا اور خود بھی مر کھپ چکا تھا۔ وہ بادشاہ بھی سمرقند و بخارا
پر حکومت کیا کرتا تھا مگر اس کے محلات موجودہ سمرقند و بخارا
کے منگول بادشاہ کے محلات سے دور ایک پہاڑی کے
اوپر تھے اور اب کھنڈر بن چکے تھے۔ ادھر کبھی کوئی نہیں
جاتا تھا۔ تانیا کیٹی کو لے کر ان کھنڈروں میں آ گئی۔ اس
کھنڈر کے نیچے ایک بند تہہ خانہ تھا جس میں ایک قبر کے
اوپر ایک چراغ ہزاروں سال سے جل رہا تھا۔ آپ ضرور
حیران ہوں گے کہ ایک چراغ ہزاروں سال تک کیسے روشن
رہ سکتا ہے؟ لیکن ہم آپ کو تاریخ کے حوالوں سے
بتاتے ہیں کہ ایسے چراغ پرانے روم اور یونان میں قبروں
میں اکثر جلائے جاتے تھے۔ بعد میں کھدائی کرنے والوں کی
چھیڑ خانی سے یہ چراغ ٹوٹ کر بجھ گئے۔ قدیم روم کے
باشندوں کا خیال تھا کہ موت کے بعد ایک تاریک رات

کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے جس کو روشن رکھنے کے لیے
ایک ایسے چراغ کی ضرورت ہے جو ہمیشہ روشن رہے
چنانچہ انہوں نے یہ اصول بنا لیا کہ ہر قبر میں ایک چراغ
رکھ دیا کرتے تھے۔ یہ چراغ شیشے کے ایک مرتبان میں بند
ہوتا اور بغیر تیل اور ہوا کے جلتا رہتا تھا۔ چند برس ہوئے
لاہور کے شاہی قلعے کی کھدائی کرتے ہوئے ایک کمرہ دریافت
ہوا جہاں ایک ایسا حمام پایا گیا جس کے نیچے ایک چراغ
کی لاٹ ابھی تک جل رہی تھی۔ آثار قدیمہ کے آدمی اس
جلتے ہوئے چراغ کو دیکھ کر حیران رہ گئے کہ صدیوں سے
بند ایک کمرے میں یہ چراغ تیل اور ہوا کے بغیر کیسے
جلتا رہا ہے مگر مغل انجینئر اس راز سے واقف تھے جو قدیم
روم کے لوگوں سے ہوتا ہوا ان تک پہنچا تھا۔ پھر کسی کی
غلطی سے لاہور کے شاہی قلعے والا یہ چراغ بجھ گیا اور پھر
اسے کوئی نہ جلا سکا۔

ایک انگریز تاریخ دان ولیم کیمڈن نے ۱۵۸۲ عیسوی میں
شائع ہونے والی اپنی ایک کتاب "برطانیہ" میں لکھا ہے کہ
گذشتہ برسوں میں جب بہت سے کھنڈروں کو کھودا جا رہا
تھا تو اس وقت ایک قبر میں چراغ پایا گیا جو کئی سالوں
سے جل رہا تھا۔ اس چراغ میں تیل کی جگہ پگھلا ہوا سونا
تھا۔ سینٹ آگسٹائن نے سن ۳۸۴ عیسوی میں ایک کتاب

ہیں حسن کی دیوی وینس کے مندر میں ہمیشہ جلنے والے ایک
ایسے چراغ کا ذکر کیا ہے جو کھلی ہوا میں رکھا رہتا تھا
اور جس پر بارش اور تیز ہوا کا کچھ اثر نہیں ہوتا تھا۔ ہمیشہ
جلتے رہنے والے چراغ کی ایک تازہ مثال ۱۸۴۰ عیسوی
میں سپین کے مقام قرطبہ میں ایک رومن خاندان کی قبریں
ہیں کہ وہاں ایک چراغ شیشے کے مرتبان میں بند صدیوں
سے جل رہا تھا۔ سائنس دان اس بات پر اتفاق کرتے
ہیں کہ قدیم زمانے کے سائنس دان لوگ میتھل نائٹریٹ
سے واقف تھے۔ اس مادے کو مرتبان میں کمپریس کر کے
یعنی ہوا کے شدید دباؤ کی حالت میں روشن کیا جاتا تھا۔
وہ لوگ ہوا کو رقیق کر کے یعنی مائع کی حالت میں بنا کر
اس میں سالٹ پیٹر اور جیلٹین کے مرکب کو ملا دیتے تھے
اور پھر کسی بیکٹریا کی مدد سے اس کو قابل عمل بنا دیا جاتا
تھا اور یہ چراغ ہزاروں برس تک روشن رہتا تھا۔

دوستو! آپ کو شاید یقین نہ آئے مگر میں نے جن
کتابوں اور مورخوں کے حوالے دیئے ہیں وہ میں نے بھی
لندن اور امریکہ میں چھپی ہوئی تازہ ترین کتابوں سے لے کر
لکھے ہیں۔ آپ جب بڑے ہوں گے تو خود ان کتابوں کو
پڑھ کر معلوم کریں گے کہ قدیم زمانے کے لوگ ان پڑھ
نہیں تھے۔ وہ بہت تہذیب یافتہ تھے اور بعض معاملات

میں ہم سے آگے تھے۔ مثلاً مصر کے حکیم مردوں کے جسم
کو ہمیشہ صحیح سالم رکھنے کے لئے ان پر جو مومیائی لگاتے
تھے اور ان کے پیٹ میں جو دوائیاں اور مصالحے بھرتے
تھے ان کے بارے میں ہمارے آج کے سائنس دان بھی معلوم
نہیں کر سکے کہ وہ کیا دوائیاں اور مرکبات تھے۔ صرف چند
ایک کا ہی ہمارے سائنس دانوں کو علم ہو سکا ہے۔
اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اللہ تعالےٰ نے انسان
کو ہر دَور میں علم و فضل سے نوازا ہے۔

اب ہم اپنی کہانی کی طرف آتے ہیں۔ تانیا کی روح
بے ہوش کیٹی کو لے کر سمرقند کے قدیم محلات کے کھنڈر
کے ایک تہہ خانے میں آگئی جہاں ایک قبر کے اوپر
ہزاروں برس سے ایک چراغ جل رہا تھا۔ یہ بھی اسی
قسم کا چراغ تھا جس کا ہم ذکر کر چکے ہیں۔ یہ چراغ قبر
کے اوپر شیشے کے ایک گول مرتبان میں بند تھا اور اس
کی لَو بالکل سیدھی تھی اور روشنی دے رہی تھی۔ تانیا نے اس
چراغ کو بالکل ہاتھ نہ لگایا۔ کیوں کہ اس کے نیچے لکھا تھا۔

"خبردار! اس چراغ کے ساتھ کوئی بھی چھیڑ خانی نہ
کی جائے۔ ورنہ یہ بجھ جائے گا اور موت کی رات
پھر سے اندھی اور اندھیری ہو جائے گی۔"

اس تہہ خانے میں قبر کے سرہانے کی جانب سے

ب خفیہ راستہ دوسری طرف ایک سرنگ میں جاتا تھا۔
ا کیٹی کو لے کر اس تاریک سرنگ میں سے گزر کر سرنگ
دوسرے کنارے پر آئی تو وہاں ایک دروازہ تھا جو
د تھا۔ تانیا نے اس دروازے پر کھڑے ہو کر قدیم چینی
ن میں کہا:

لوکاشی دروازہ کھولو۔ میں آگئی ہوں"

ایک چرچراہٹ کے ساتھ قدیم کھنڈر کا دروازہ کھل گیا
منے ایک ایسی بھیانک چہرے والی بوڑھی چینی عورت
ڑی تھی کہ جس کے سر کے بال جھاڑیوں کی طرح اُگے تھے۔
ریوں بھرے چہرے پر زرد پیلی آنکھیں اندر کو دھنسی ہوئی
تھیں۔ چہرے کی ہڈیاں نکلی ہوئی تھیں۔ سامنے والا ایک
کیلا دانت باہر آ کر لٹکے ہوئے ہونٹ پر ٹکا ہوا تھا۔
س نے کالے رنگ کا لمبا چولا پہن رکھا تھا اور گلے
یں ریچھ کے پنجوں کی مالا تھی۔ اس نے تانیا کی طرف
کھا اور پھر دھیمی غراہٹ والی آواز میں کہا:

"تم آگئی ہو؟ کیا میری شرط پوری کر کے آئی ہو؟"

تانیا نے کہا:

"ہاں لوکاشی! میں نے تیری شرط پوری کرنے کے
لئے ہزاروں برس تک انتظار کیا۔ میں پتھر کا
بُت بن کر دیوار چین کی ڈیوڑھی میں کھڑی اس

وقت کا انتظار کرتی رہی کہ کب ایسی عورت میرے
پاس آتی ہے جس کی نشانیاں تم نے بتائی تھیں۔
آخر اب وہ عورت آگئی اور میں اسے لے کر
تمہارے پاس آگئی ہوں اس عورت کا نام
کیٹی ہے۔"

بدصورت عورت لوکاشی نے دروازہ کھول دیا اور
پیچھے ہٹ گئی۔ تانیا کیٹی کو غیبی حالت میں اپنے ساتھ
لگائے اندر داخل ہو گئی۔ اس کمرے میں ہلکا ہلکا زرد
دھواں بھرا ہوا تھا۔ دیوار کے ساتھ چبوترہ تھا جس پر میلی
کچیلی چٹائی بچھی تھی۔ تانیا نے کیٹی کو ظاہر حالت میں اس
چٹائی پر لٹا دیا۔ بدصورت لوکاشی نے جھک کر غور سے
کیٹی کو دیکھا۔ پھر اپنا ہڈیوں بھرا ہاتھ کیٹی کے جسم کے ساتھ
لگایا اور قہقہہ لگا کر بولی:

"میری شرط پوری ہو گئی۔ یہ وہی عورت ہے
جس کی مجھے ضرورت تھی۔"

تانیا نے بے تابی سے کہا:

"تو پھر اب مجھے وہ طاقت دو کہ میں اس شخص
سے بدلہ لے سکوں جس نے مجھے عین جوانی میں
زہر دے کر پتھر کے بت میں ڈھال کر میرے
ساتھ ظلم کیا۔"

بدصورت لوکاشی بولی:

"میں اپنا وعدہ پورا کروں گی تانیا۔ ساتھ والی
کوٹھڑی میں چلو۔ میں بھی ہزاروں برس سے تمہاری
راہ دیکھ رہی تھی۔"

کیٹی ظاہری حالت میں چٹائی پر بے ہوش پڑی تھی۔
بدصورت بوڑھیا لوکاشی تانیا کو لے کر ساتھ والی کوٹھڑی میں
لے گئی۔ اس کوٹھڑی میں ایک چھوٹا سا حوض بنا ہوا تھا جس
میں کالے رنگ کا پانی بھرا تھا۔ بدصورت لوکاشی نے حوض
کی طرف اشارہ کیا اور بولی:

"تانیا! اس حوض میں اتر کر غوطہ لگا۔ تو اسی زمانے
میں پہنچ جائے گی جب تو سمرقند کے ظالم بادشاہ
تلائی کے محل میں اس کی سب سے خوبصورت
شاہی کنیز تھی۔ اس حوض میں غوطہ لگانے کے
بعد تیرے اندر وہ طاقت آ جائے گی کہ بادشاہ
تجھے دنیا کے کسی زہر کسی تلوار سے ہلاک نہ
کر سکے گا لیکن تم اس بادشاہ سے اپنے اوپر
کیے گئے ظلم کا بدلہ لے سکو گی۔ جب تم بدلہ
لے لو تو اسی تالاب میں آ کر غوطہ لگانا جہاں
سے تم نکلو گی۔ اب جاؤ۔ جاؤ۔ میں اسی جگہ تمہیں
ملوں گی۔ کیونکہ جب تک میں تم سے اپنا وعدہ

پورا نہیں کر لیتی اور تو ظالم بادشاہ تلائی سے انتقام
لے کر واپس نہیں آ جاتی میں بھی اس عورت کیٹی
پر کوئی عمل نہیں کر سکتی۔ اب جلدی سے جاؤ۔"
تانیا نے کہا:
"لوکاشی! اگر مجھے وہاں سال دو سال لگ گئے تو
کیا تم اتنی دیر تک میرا انتظار کرو گی؟"
لوکاشی نے قہقہہ لگا کر کہا:
"تم جاؤ۔ یہاں وقت وہاں کے حساب سے نہیں
گذرتا۔ تم جاؤ۔ اب زیادہ دیر نہ کرو۔"
اور تانیا کالے پانی والے حوض میں اتر گئی۔ اس نے
غوطہ لگایا۔ جب اس نے دوبارہ سر باہر نکالا تو وہ سمرقند
میں ہی تھی مگر یہ سمرقند اس زمانے سے ہزاروں سال پہلے
کا سمرقند تھا اور اس وقت وہاں ظالم منگول بادشاہ
تلائی کی حکومت تھی اور تانیا اس کی خوبصورت شاہی کنیز
تھی اور اپنی سہیلیوں کے ساتھ شاہی چشمے پر نہانے آئی
تھی۔ اس کی سہیلیاں کنارے پر کھڑی کپڑے پہن رہی تھیں
تانیا کو دیکھ کر ایک کنیز نے کہا:
"تانیا چلو دیر ہو رہی ہے۔ واپس شاہی محل میں تمہارا
انتظار ہو رہا ہوگا۔"
تانیا نے مسکرا کر چاروں طرف دیکھا۔ سب کچھ ویسے ہی

تھا۔ وہی شاہی چشمہ تھا۔ وہی باغ تھے اور وہی درخت
تھے۔ وہی شاہی محل تھا جس کے گنبد اور عالی شان حجرے
اسے صاف نظر آ رہے تھے۔ تانیا ایک بار پھر اپنے
ماضی سے گذرنے کے لئے وہاں آ گئی تھی مگر اس بار
وہ جانتی تھی کہ اس کے ساتھ کیا ہونے والا ہے اور
اس نے کیا کرنا ہے۔ وہ سہیلیوں کے ہمراہ شاہی محل
میں آ گئی۔
شاہی محل میں شہزادی لوسی کو تانیا سے بہت پیار تھا
صبح شام تانیا ہی شہزادی لوسی کو کھانا کھلاتی اور اس کا
بناؤ سنگھار کرتی تھی۔ تانیا محل میں داخل ہوئی تو شہزادی
لوسی چھوٹا سا ریشمی پنکھا جھلتی بے تابی سے اس کا انتظار
کر رہی تھی۔ تانیا کو دیکھتے ہی شہزادی لوسی نے کہا:
"تانیا! تم نے اتنی دیر کیوں لگائی؟"
تانیا نے اسی انداز میں جس طرح وہ کہا کرتی تھی کہا:
"شہزادی صاحبہ! معافی چاہتی ہوں۔ دیر ہو گئی۔"
شہزادی لوسی نے کہا:
"تمہیں یاد نہیں تھا کہ ہم شام کی چائے صرف
تمہارے ہاتھ سے پیتے ہیں؟ جاؤ جلدی سے ہماری
چائے لے آؤ۔"
"جو حکم شہزادی صاحبہ"

اور تانیا تیزی سے شاہی کچن کی طرف چلی گئی۔ شاہی
باورچی خانے میں اسی طرح نوکر چاکر اور خادمائیں کھانے
تیار کرنے میں لگی تھیں۔ مصالحوں کی خوشبوئیں اڑ رہی تھیں۔
تانیا کو یقین نہیں آ رہا تھا کہ وہ ہزاروں برس پہلے کے
زمانے میں آ گئی ہے اور ہزاروں برس پہلے کا زمانہ زندہ
بھی ہو سکتا ہے۔ (آج سائنس کے زمانے میں مشہور جرمن
سائنس دان آئن شٹائن کی تھیوری اضافیت نے یہ ثابت
کر دیا ہے کہ خلا میں ہر عہد ہر زمانے کے واقعات اپنی
تصویروں کے ساتھ زندہ ہیں۔ اور وقت کوئی حرکت کرنے
والی یا گذر جانے والی شے نہیں ہے۔ یہ ہمیں صرف اس
لئے گذرتا محسوس ہوتا ہے کیونکہ ہماری اور ہماری زمین کی
رفتار وقت کی رفتار سے بہت سست ہے اگر ہم کسی
طرح روشنی کی رفتار سے زیادہ رفتار حاصل کرنے میں کامیاب
ہو جائیں تو وقت نہ صرف یہ کہ رُک جائے گا بلکہ پیچھے
کی طرف چلنے لگے گا۔ اس تھیوری پر آپ بڑے ہو کر بہت
کچھ پڑھیں گے)۔

تانیا نے جلدی سے چاندی کے تھال میں شہزادی نوسی
کی پسندیدہ چائے کے برتن اور صاف ستھرا رومال رکھا
اور اس کی خدمت میں حاضر ہو گئی۔ شہزادی نوسی کو اس
نے اپنے ہاتھوں سے چائے بنا کر دی۔ یہاں ہم یہ

بات بھی بتا دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ ایک روایت کے
مطابق چائے چینیوں کی ایجاد ہے اور یہ شے آج سے
ہزاروں برس پہلے چین کے بادشاہ شوق سے پیا کرتے تھے۔
چنانچہ اس کا نام "چا" یا "چائے" بھی چینی نام ہی ہے۔ اس
زمانے میں چائے کی پتیوں کو گرم پانی میں اُبال کر اس
میں سیاہ ہرن کے نافے کی کستوری کا ایک ذرہ بھی ملا
دیا جاتا تھا۔ کیونکہ کستوری بے حد خوشبودار، جسم کو طاقت
دینے والی اور بے حد گرم ہوتی ہے۔ چائے جب کشمیر میں
آئی تو اس میں زعفران ملا کر پیا جانے لگا۔ شہزادی نوسی
نے چائے پیتے ہوئے تانیا سے کہا:

"تانیا! تمہیں تو معلوم ہے کہ میں تمہیں بے حد
چاہتی ہوں۔ پھر تم میری آنکھوں سے زیادہ دیر
اوجھل نہ رہا کرو۔"

اب تانیا کو یاد آ گیا کہ جب شہزادی نوسی کا بادشاہ
باپ تانیا کو دیوارِ چین کی ایک ڈیوڑھی میں بُت بنا کر رکھنا
چاہتا تھا اور اس نے دیوتاؤں کو خوش کرنے کے لئے تانیا
کو ہلاک کرنے کا فیصلہ کیا تو شہزادی نوسی کو دوسرے شہر اپنی
ایک بہن کے محل میں بھجوا دیا تھا۔ کیونکہ ظالم بادشاہ جانتا
تھا کہ اس کی بیٹی شہزادی نوسی تانیا کنیز سے بہت محبت کرتی
ہے اور وہ اسے مرنے نہیں دے گی۔

تانیا نے شہزادی لوسی سے کہا:
"شہزادی صاحبہ! اگر میں مرگئی تو پھر آپ کیا کریں گی؟"
شہزادی لوسی نے تڑپ کر کہا:
"تانیا! ایسی بات پھر زبان پر نہ لانا۔ جب تک میں زندہ ہوں تم نہیں مرو گی۔"
تانیا نے شہزادی کے بالوں میں گلاب کا پھول سجاتے ہوئے کہا:
"لیکن شہزادی صاحبہ موت تو ایک روز سب کو آنی ہے۔ اگر فرض کر لیا بادشاہ سلامت نے کسی بات پر خفا ہو کر مجھے موت کے گھاٹ اتار دیا تو پھر کیا ہو گا؟"
شہزادی لوسی نے غصے میں کہا:
"ہم بادشاہ سلامت کو ایسا کبھی نہیں کرنے دیں گے ہم ابا جان کے پاؤں پکڑ لیں گے۔ ہم ابا جان سے صاف کہہ دیں گے کہ اگر تانیا کو کچھ ہو گیا تو میں بھی مر جاؤں گی۔"

تانیا دل میں مسکرا دی۔ کیونکہ وہ جانتی تھی کہ اس بار اس کا بادشاہ باپ بھی تانیا کو ہلاک نہ کر سکے گا۔ بلکہ اب بادشاہ کی لاش اس کی خواب گاہ میں پڑی ہوگی۔ تانیا کو شہزادی لوسی سے اب کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ اس

ت دیوار چین کی تعمیر شروع ہو چکی تھی۔ اس کے چھ دروازے چکے تھے اور ہر دروازے کی ڈیوڑھی میں محل کی کسی نہ کسی یز یا خادمہ کو زہر دے کر ہلاک کرنے کے بعد اسے لے ہوئے پتھروں میں بت کی شکل میں ڈھال کر ڈیوڑھی میں ا کر دیا گیا تھا۔ کچھ ہی دنوں بعد تانیا کی باری بھی آگئی۔ شاہ نے تانیا کی قربانی کا اعلان کرنے سے ایک ہفتہ لے شہزادی لوسی کو دوسرے شہر اپنی بہن کے محل ں پہنچا دیا۔
تانیا سمجھ گئی کہ بادشاہ اس کی موت کا اعلان کرنے لا ہے۔ تانیا نے بھی دل میں ایک منصوبہ بنا لیا۔ یہ منصوبہ دشاہ کو ہلاک کرنے کا تھا۔ شہزادی لوسی کے جانے کے یک ہفتے بعد بادشاہ نے تانیا کو اپنے دربار میں بلایا ور کہا:
"تانیا! تمہیں خوش ہونا چاہیے کہ ہم نے تمہیں دیوار چین کے دیوتاؤں پر قربان کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ دیوار چین کے دیوتاؤں نے تمہیں پسند کر لیا ہے۔ آج شام تمہیں دیوتاؤں کے پاس پہنچا دیا جائے گا۔"
تانیا نے سر جھکا کر کہا:
"بادشاہ سلامت کا حکم سر آنکھوں پر۔ کنیز قربانی

کے لئے تیار ہے۔"

بادشاہ نے تالی بجائی۔ اسی وقت سپاہیوں نے آگے بڑھ کر تانیا کو زنجیریں پہنائیں اور اسے قید خانے میں لے جا کر قید میں ڈال دیا۔ اگرچہ ہر کنیز اوپر سے یہی کہتی تھی کہ مجھے دیوتاؤں کے نام پر قربان ہونے کی خوشی ہے لیکن بادشاہ کو خطرہ ہوتا تھا کہ موت کے خوف سے کنیز کہیں بھاگ نہ جائے۔ چنانچہ اب تک چھ کنیزوں کو مار کر ان کے پتھریلے بت بنائے گئے تھے اور ان چھ کی چھ کنیزوں کو قید خانے میں ہی جلاد نے زہر دے کر ہلاک کیا تھا۔ چنانچہ تانیا کو بھی قید خانے میں ڈال دیا گیا۔ تانیا بڑے شوق سے اپنی موت کے دن کا انتظار کرنے لگی۔ کیونکہ وہ مرنے کے بعد ہی بادشاہ سے اپنے پر کئے گئے ظلم کا بدلہ لے سکتی تھی۔ رات گزر گئی۔ دوسرا دن طلوع ہوا۔ دن کے وقت شاہی کنیزوں نے آکر تانیا کو خوشبوؤں والے پانی سے غسل دیا۔ اسے نئے کپڑے پہنائے۔ سب نے اسے مبارک باد دی۔ مگر اندر سے وہ خوف زدہ تھیں۔ ایک کنیز کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے مگر وہ ڈر کر بھاگ گئی کہ اگر بادشاہ کو پتہ چل گیا تو وہ اسے جان سے مار دے گا۔

تانیا پہلی بار تو بے حد پریشان اور گھبرائی ہوئی تھی مگر اس بار وہ بڑی مطمئن تھی۔ اس نے خوشی خوشی نئے ریشمی

کپڑے پہنے۔ اپنے کپڑوں پر عطر لگایا۔ پھولوں کے ہار پہنے اور موت کے انتظار میں بیٹھ گئی۔ جب رات کا اندھیرا گھنے جنگلوں اور وادیوں میں چھا گیا تو بادشاہ کے حکم سے شاہی جلاد زہر کا پیالہ لے کر قید خانے میں داخل ہوا۔ اس کے ساتھ دو شاہی حکیم بھی تھے۔ یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے تانیا کی لاش کو اٹھا کر کھولتے ہوئے لاوے میں ڈالنا اور پھر وہاں سے نکال کر ٹھنڈا کر کے اسے پتھر کے بت میں تبدیل کرنا تھا۔ یہ شاہی حکیم لاش کے جسم پر ایک خاص تیل کی مالش بھی کرتے تھے جس کی وجہ سے جسم کھولتے لاوے میں گرتے ہی جلنے کی بجائے پتھر ہو جاتا تھا۔ ان شاہی حکیموں کے ہاتھوں میں خاص تیل کی بوتلیں تھیں۔

شاہی جلاد آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا تانیا کے پاس آکر بولا:

"شاہی کنیز تانیا! تمہیں مبارک ہو کہ بادشاہ سلامت نے تمہیں مقدس دیوتاؤں کے محل میں پہنچانے کے لئے یہ زہر بھیجا ہے۔ اس کو پی کر دیوتاؤں کے پاس پہنچ جاؤ۔"

تانیا نے جلاد اور شاہی حکیموں کی طرف دیکھا۔ مسکرائی اور بولی: "اگر میں مرنے کے بعد تم لوگوں سے بھوت بن کر چمٹ جاؤں تو تمہیں کوئی اعتراض تو نہیں ہوگا؟"

شاہی حکیم اور جلاد ایک دوسرے کی طرف تکنے لگے۔

جلاد نے کہا:
"تانیا! یہ تو کیسی باتیں کر رہی ہے۔ مرنے کے بعد تو دیوتاؤں کے حضور میں جائے گی۔ بھوت نہیں بنے گی۔"
تانیا نے ہنس کر طنزیہ انداز میں کہا:
"میں بھول گئی تھی۔ اصل میں بھوت تو تم لوگ مرنے کے بعد بنو گے۔ میں تو دیوتاؤں کے پاس جاؤں گی۔ لاؤ زہر کا پیالہ۔"
جلاد نے زہر کا پیالہ اپنے ہاتھوں میں لے لیا۔ زہر کا رنگ سبز تھا۔ اس نے شاہی حکیموں میں سے ایک حکیم سے کہا:
"حکیم صاحب! کیا آپ نے چکھ کر دیکھ لیا ہے کہ یہ زہر اصلی ہے؟ اگر نہیں تو چکھ کر دیکھ لیجئے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ مجھ پر آپ کے زہر کا اثر ہی نہ ہو۔"
حکیم نے جلدی سے کہا:
"ہمیں معلوم ہے یہ اصلی زہر ہے۔ نقلی نہیں ہے۔ ہمیں اسے چکھنے کی ضرورت ہی نہیں۔ بس تم اسے پی جاؤ۔"
تانیا نے کہا:
"میں ایک بار پھر یہ کہنا چاہتی ہوں کہ اگر میں

اس زہر سے نہ مری تو پھر میں آزاد ہوں گی آپ لوگ مجھے دوبارا زہر نہیں دے سکیں گے۔"
جلاد بولا: "تانیا! ان فضول باتوں میں وقت ضائع نہ کرو قربانی کا وقت نکلا جا رہا ہے۔ بادشاہ سلامت تمہاری لاش کو پتھر کا بُت بنا ہوا دیکھنے کو بے تاب ہیں۔ کیونکہ آج آدھی رات کو تمہارا بت دیوار چین کے ساتویں دروازے کی ڈیوڑھی میں لگا دیا جائے گا۔"
تانیا نے آہستہ سے کہا:
"میں دیر نہیں لگاؤں گی۔ اگر تم احمق لوگ مجھے زہر پینے پر مجبور کر رہے ہو تو میں پی لیتی ہوں۔"
اور تانیا نے زہر کا پیالہ ہونٹوں کے ساتھ لگا لیا۔ وہ غٹ غٹ سارا زہر پی گئی۔ پیالہ خالی کر کے اس نے جلاد کو دے دیا۔ جلاد اور دونوں حکیم خوف زدہ نظروں سے تانیا کو دیکھ رہے تھے۔ تانیا زہر پینے کے بعد خاموش ہو گئی تھی۔ اس نے اپنا سر جھکایا ہوا تھا۔ جلاد اور حکیم حیران تھے کہ تانیا زہر پی لینے کے بعد گر کر مرتی کیوں نہیں؟ تانیا نے ایک دم سے اٹھا کر جلاد اور شاہی حکیموں کی طرف دیکھا اور بولی:
"میں نہ کہتی تھی کہ میں زہر پی کر نہیں مروں گی۔ اب تم میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔"

ایک حکیم نے چلّا کر جلاد سے کہا:

"اس کے لیے زہر کا دوسرا پیالہ لاؤ۔ یہ زندہ ہے۔
اس پر زہر کا اثر نہیں ہوا۔ ہم بادشاہ کو کیا منہ
دکھائیں گے۔"

جلاد جانے لگا تو تانیا نے کہا:

"تم اگر اپنے ملکے کا سارا زہر بھی لا کر مجھے پلا
دو گے تو مجھ پر کوئی اثر نہیں ہو گا۔ اس لیے
کہ زہر زندہ انسان پر اثر کرتا ہے۔ مردہ انسان
پر اثر نہیں کرتا۔"

یہ کہہ کر تانیا نے تالی بجائی اور وہ غائب ہو گئی۔ جلّاد
اور حکیم ہکا بکا ہو کر رہ گئے۔ پھر گھبرا کر قید خانے سے
باہر کی طرف بھاگے۔ تانیا نے راستے ہی میں تینوں کو پکڑ
لیا۔ تانیا کے اندر بے پناہ طاقت آ گئی تھی۔ اس نے
گرج دار آواز میں کہا:

"تم تینوں نے چھ معصوم لڑکیوں کو ہلاک کر کے
ان کے جسموں کو پتھر بنا دیا ہے۔ میں تم سے ان
کا بھی بدلہ لوں گی۔"

اور تانیا نے جلّاد اور دونوں حکیموں کو باری باری اٹھا کر
اتنی زور سے قید خانے کی سیڑھیوں پر دے مارا کہ تینوں کی
ہڈیاں چور چور ہو گئیں اور وہ وہیں مر گئے۔ اب تانیا قید خانے

سے نکل کر سیدھی محل میں آ گئی۔ وہاں بادشاہ اپنے کمرے میں
تخت پر بیٹھا اس انتظار میں تھا کہ شاہی حکیم اسے آ کر بتائے
کہ تانیا کا مردہ جسم قربان گاہ پر پہنچا دیا گیا ہے اب آپ
تشریف لے چلئے تاکہ آپ کے سامنے تانیا کے جسم کو کھولتے
ہوئے لاوے میں ڈال کر پتھر بنا دیا جائے۔ مگر ابھی تک کوئی
حکیم نہیں آیا تھا۔ بادشاہ نے تالی بجا کر وزیر کو اندر بلایا
اور پوچھا:

"حکیم کہاں ہے؟ وہ ابھی تک کیوں نہیں آیا؟
قربانی کا وقت نکلا جا رہا ہے۔ جاؤ جا کر معلوم
کرو کہ دیر کیوں لگا رہے ہیں۔"

وزیر اسی وقت قید خانے کی طرف چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد
گھبرایا ہوا واپس آیا اور لڑکھڑاتی زبان میں بولا:

"حضور غضب ہو گیا۔ قید خانے کی سیڑھیوں پر دونوں
شاہی حکیموں اور جلّاد کی لاشیں پڑی ہیں اور تانیا
غائب ہے۔"

بادشاہ تو غصے میں بھر گیا۔ تخت سے اٹھتے ہوئے غضبناک
آواز میں بولا:

"یہ کیسے ہو گیا؟ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟"

بادشاہ غصے میں بھرا قید خانے کی سیڑھیوں میں آیا
تو واقعی وہاں پر تین لاشیں پڑی تھیں۔ بادشاہ کے غصے

کا پارہ چڑھ گیا۔ اس نے حکم دیا۔

"فوراً دوسری کسی کنیز کو پکڑ کر لاؤ اور اسے زہر
دے کر ہلاک کرو۔ قربانی آج رات ضرور ہوگی اور
تانیا کی تلاش میں فوج چاروں طرف روانہ کردی جائے۔"

سپاہی ایک طرف کو تانیا کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے
اور دوسری طرف شاہی محل کے سپاہیوں نے شاہی محل کی ایک
دوسری کنیز کو جو بے چاری اپنے بستر پر میٹھی نیند سو رہی تھی
پکڑا اور اسے زنجیروں میں جکڑ کر قید خانے کی طرف گھسیٹنے لگے
کنیز بے چاری کی ابھی تک سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ یہ اس
کے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔ وہ فریاد کر رہی تھی کہ مجھے
کہاں لے جا رہے ہو؟ میں نے کیا قصور کیا ہے؟ مجھے چھوڑ
دو۔ مگر سپاہی اسے گھسیٹتے ہوئے قید خانے میں لے آئے۔ بادشاہ
نے شاہی کمرے میں آتے ہی حکم دیا:

"اس کنیز کو فوراً زہر دے کر ہلاک کر کے لاش
قربان گاہ میں پہنچا دو۔"

دوسرے دو حکیم خاص تیل لے کر اور دوسرا جلاد زہر
کا پیالہ لے کر قید خانے کی طرف آگیا۔ تانیا وہاں غیبی حالت
میں پہلے ہی سے موجود تھی۔ دوسری بے گناہ کنیز زنجیروں میں
جکڑی زاروقطار رو رہی تھی۔ جونہی جلاد زہر کا پیالہ لے کر
قید خانے میں داخل ہوا۔ تانیا نے ہاتھ مار کر زہر کا پیالہ اس

کے ہاتھ سے زمین پر گرا دیا۔ جلاد پہلے جلاد کے انجام سے
واقف تھا۔ وہ خوف سے کانپنے لگا اور وہاں سے چیختا
چلاتا بھاگ گیا۔ دوسرے دو حکیم جو آئے تھے وہ بھی خوف
سے تھر تھر کانپنے لگے۔ تانیا نے ان کی گردنوں کو پکڑ کر ایک
دوسرے سے ٹکرایا اور کہا:

"زندگی چاہتے ہو تو بھاگ جاؤ۔"

دونوں وہاں سے اپنی اپنی جان بچا کر ایسے بھاگے کہ
مڑ کر بھی نہیں دیکھا۔ اب تانیا کا نشانہ ظالم بادشاہ تھا
وہ سیدھی بادشاہ کے محل میں آگئی۔ بادشاہ قربان
کی جلانے والی کنیز کی لاش کا بے چینی سے انتظار کر
رہا تھا۔ اتنے میں ایک غلام ہانپتا کانپتا داخل ہوا اور
سر جھکا کر بولا:

"بادشاہ سلامت! تانیا کنیز دوسرے جلاد اور حکیموں
کو بھی دھوکہ دے کر فرار ہو گئی ہے۔"

بادشاہ کے غصے کی کوئی انتہا نہ رہی۔ وہ دھاڑا:

"دفع ہو جاؤ میری آنکھوں کے سامنے سے اور وزیراعظم
کو یہاں بھیجو۔"

غلام گھبرا کر باہر کو دوڑا تو تانیا کنیز وہاں آن موجود
ہوئی۔ وہ غائب تھی۔ بادشاہ اسے نہیں دیکھ سکتا تھا۔
مگر تانیا اسے دیکھ رہی تھی۔ بادشاہ زخمی چیتے کی طرح کمرے

میں پھر رہا تھا کہ تانیا نے کہا:
"بادشاہ! تیرا آخری وقت آن پہنچا ہے۔"
بادشاہ نے غیبی آواز سنی تو چونک کر ادھر اُدھر دیکھا
یہ آواز اس کی کنیز تانیا سے ملتی جلتی تھی۔
"کون ہو تم؟ کیا تم کوئی بدروح ہو؟"
تانیا بولی: "بادشاہ! کیا تم میری آواز نہیں پہچانتے؟
میں تمہاری کنیز تانیا ہوں جس کی موت کا حکم تم
نے تھوڑی دیر پہلے صادر کیا تھا۔"
اب تو بادشاہ کے طوطے اُڑ گئے۔ بادشاہ اگرچہ ظالم
تھا مگر بہادر بھی تھا۔ وہ زیادہ خوف زدہ نہ ہوا کہنے لگا:
"اگر تم تانیا کی بدروح ہو تو اس کا مطلب
ہے کہ کنیز تانیا مر چکی ہے۔ اگر تم مر چکی
ہو تو ہم تمہاری لاش تلاش کر لیں گے۔"
تانیا نے کہا:
"میں مری نہیں ہوں۔ میں زندہ ہوں۔ ہاں
ایک بار مر کر دوبارہ زندہ ہو کر تمہارے محل
میں آئی ہوں تاکہ تم سے اپنی اور دوسری
بے گناہ معصوم لڑکیوں کی موت کا بدلہ لے سکوں۔"
اب تو بادشاہ کو حیرانی ہوئی اس نے کہا:
"اگر تم زندہ ہو تو مجھے نظر کیوں نہیں آتی ہو؟"

تانیا نے کہا:
"یہ ایک ایسا راز ہے کہ جو میں تمہیں کبھی
نہیں بتا سکتی۔ اب اپنی موت کے لئے
تیار ہو جاؤ۔"
بادشاہ نے مسکراتے ہوئے کہا:
"میں اپنی موت سے نہیں ڈرتا۔ مگر مجھے معلوم
ہے کہ میری موت تیرے ہاتھوں نہیں لکھی۔"
یہ سن کر تانیا نے خنجر بادشاہ کے سینے میں اتار دیا۔
خنجر نے بادشاہ کے دل کے ٹکڑے کر دیئے۔ وہ سینے
پر ہاتھ رکھ کر گرا اور تڑپنے لگا۔ تانیا وہاں سے باہر
کی طرف دوڑی۔ اس وقت وزیراعظم اندر داخل ہوا۔
بادشاہ کو مرتے ہوئے دیکھا تو لپک کر اس کا سر
اپنی گود میں رکھ لیا اور پھٹی پھٹی آنکھوں سے اُسے
دیکھنے لگا۔
"بادشاہ سلامت! یہ —— یہ کیسے ہو گیا؟ کون
ہے۔ کون ہے جس نے آپ کے سینے میں
خنجر پیوست کیا؟"
بادشاہ نے کراہتے ہوئے کہا:
"مجھے۔ مجھے تانیا نے ہلاک کیا ہے۔"
اور بادشاہ کی آنکھیں ہمیشہ کے لئے بند ہو گئیں۔

وزیر اعظم نے اسی لیے تانیا کی تلاش میں محل کے ایک ایک سپاہی کو چوکس کر دیا۔ مگر تانیا وہاں سے نکل کر شاہی باغ کے شاہی چشمے کے کنارے پہنچ چکی تھی۔ وہ یہ دیکھ کر حیرت زدہ اور پریشان ہوئی کہ شاہی چشمے کا سارا پانی خشک ہو چکا تھا اس کی وجہ یہ تھی کہ نیچے پہاڑی زمین میں کسی جگہ دراڑ پڑنے سے چشمے کا سارا پانی اس طرف نکل کر بہہ گیا تھا۔ شاہی نوکر چشمے کی تہہ میں اتر کر اس دراڑ کو پتھروں سے بھر رہے تھے تاکہ چشمے میں پانی پھر سے بھر جائے۔ یہی وہ چشمہ تھا جس میں غوطہ لگا کر تانیا کنیز کو لگے زمانے میں سمرقند کے تہہ خانے میں لوکاشی عورت کے پاس جانا تھا اور اسے بتانا تھا کہ میں نے بادشاہ کو ہلاک کر کے اس سے انتقام لے لیا ہے۔ مگر چشمے میں پانی غائب تھا۔ تانیا غائب تھی۔ وہ بے چین سی ہو کر باغ میں ایک طرف ٹہلنے لگی اتنے میں شاہی غلام تلواریں لیے اس کی تلاش میں وہاں پہنچ گئے!! ○

آگے کیا ہوا جاننے کے لیے

قسط نمبر ۱۶۸ ”خلائی جہاز کی تباہی“ پڑھیے۔

پیارے انکل اے حمید صاحب السلام علیکم!

کافی عرصہ سے آپ کو خط نہیں لکھا۔ اس لیے میں نے اتنے دن انتظار کیا کہ شاید آپ اپنی تصویر بھیج دیں مگر ابھی تک آپ نے نہیں بھیجی۔ میں نے نوائے وقت اخبار میں آپ کا امریکہ کے کام کے بارے میں پڑھا آپ کی تحریر کی ہوئی باتیں بڑی دلچسپ لگیں۔

آپ نے عنبر ناگ ماریا کی کتابوں کے لیے لکھا تھا کہ نیا مکتبہ اقرا، والوں کو خط بھیجوں۔ میں نے بھیجا۔ انہوں نے بڑی فہرست بھیجی۔ لیکن کتابیں کچھ مجھے راولپنڈی سے اور کچھ ایبٹ آباد سے ہی مل گئیں۔ میں نے پڑھیں بہت اچھی لگیں کافی دلچسپ تھیں۔ سانپ کا قیدی۔ موت کی چھلانگ۔ بھٹکی بدروحوں کا شہر۔ ویران مینار۔ ناگ کا دشمن تھیو سانگ۔ مُردے کی راکھ۔ آدھا زندہ آدھا مُردہ۔ یہ سات کتابیں آپ کے خط کے بعد اتنے عرصے میں میں نے خرید کر پڑھیں۔ اور بہت ہی زیادہ اچھی لگیں۔ میں نے آپ کو اپنی بات پروگرام میں انٹرویو دیتے ہوئے دیکھا۔ وہ باتیں بھی آپ کی بڑی دلچسپ تھیں۔ اب آپ مجھے اپنا خط لکھ کر بھیجیں۔ دیکھئے گا کہ تصویر نہ بھولئے گا۔ آپ کا شکریہ: اب مجھے اجازت دیں۔ والسلام

آپ کا مخلص محسن علی

دفتر ڈپٹی ڈائریکٹر محکمہ زراعت ہزارہ ڈویژن ایبٹ آباد منزہاں۔

محترم اے حمید صاحب السلام علیکم!

میں نے آپ کے اس ماہ کے ناول ”ناگن محل“ ”کستوری ناگن“ اور

"سانپ کی بیوی" پڑھے۔ بہت پسند آئے۔ مجھے آپ کے ناولوں کا
شدت سے انتظار ہوتا ہے۔ اتنا کسی اور کے ناول کا نہیں۔ مجھے اس
سے کوئی غرض نہیں کہ آپ میرا خط شائع کریں یا نہ کریں۔ بلکہ نہ کریں تو اچھا ہے۔
دو باتیں پوچھنی ہیں۔ نمبر ایک کہ آپ ناول میں عموماً جس سانپ
کی شکل بنواتے ہیں۔ وہ کوبرا سانپ ہوتا ہے۔ یعنی اپنا پھن پھیلا کر کھڑا
ہوتا ہے۔ کسی اور سانپ مثلاً سات
والا اژدھا، دومونہی کی شکل بنا دیں۔ نمبر دو یہ کہ آپ کا ایک ناول ہے
"ناگ کا دشمن تھیوسانگ" اس کے باہر یہ لکھا ہے۔ لیکن اندر "تھیوسانگ
کا دشمن ناگ" لکھا ہوا ہے۔
میں نے سنا ہے کہ شیش ناگ سفید رنگ کا چھوٹا سا پتلا سانپ ہوتا
ہے۔ جس کے سر پر تاج ہوتا ہے۔ لیکن آپ عموماً شیش ناگ کو سات
منہوں یا پانچ مونہوں سے تشبیہ دیتے ہیں۔ میری دعا ہے۔ آپ تا زندگی ناول
لکھتے رہیں۔
ایکس دن ——— راولپنڈی

پیارے انکل اے حمید صاحب! السلام علیکم مجھے عنبر، ناگ، ماریا،
ٹی اور تھیوسانگ، جولی سانگ اور اپنی تصویریں بھیجیں۔ اگر کہیں عنبر ناگ
والے مل جائیں تو کم از کم ان کو پہچان تو لوں۔ انکل آپ نے مجھے خط بھی
نہیں لکھا۔ اب مہربانی فرما کر اس شیدائی کو ایک عدد خط تو لکھیں۔
انکل مجھے خط لکھیں تو اپنا پورا پتہ تفصیل سے لکھیں۔ اگر کبھی لاہور آنا ہوا
تو آپ کے گھر ضرور حاضری دوں گا۔ انکل عنبر ناگ کا خاص نمبر کب نکلے گا
اچھا انکل پھر ملیں گے خدا حافظ۔ فقط آپ کا بم پرست — اوشاق علی جمالی
معرفت دیوان چیتین مل۔ کریانہ مرچنٹ و کتاب رو ڈ خود ربانی منزل بکھر

کی تباہی
اے حمید
PDFBOOKSFREE.PK

ترتیب

کیٹی دیوناگ کے پاس

تانیا چشمے میں پانی آنے کا انتظار کر رہی تھی۔

جب تک چشمے پانی سے بھر نہیں جاتا وہ اس میں غوطہ لگا کر لوکاشی کے پاس نہیں جا سکتی تھی۔ شام ہو گئی تو تانیہ کی تالی کا طلسم ختم ہو گیا۔ اور وہ ظاہر ہو گئی۔ وہ سب کو دکھائی دینے لگی۔ وہاں سب کو پتہ چل گیا تھا۔ "تانیا کنیز نے بادشاہ کو خنجر مار کر ہلاک کیا ہے۔ جونہی ایک غلام کی نظر تانیا کنیز پر پڑی اس نے شور مچا دیا۔ دوسرے غلام اس کی طرف دوڑے کہ اسے پکڑ کر جلاد کے حوالے کریں۔ تانیا کو اپنی طاقت پر بڑا گھمنڈ تھا۔ اسے گھمنڈ تھا کہ وہ زبردست طاقت رکھتی ہے۔ اس نے ایک غلام کو گردن سے پکڑ کر ہوا میں اچھال دینا چاہا تو وہ ایسا نہ کر سکی اور خود زمین پر گر پڑی۔ فوراً اسے احساس ہو گیا کہ اس کی طاقت ختم ہو چکی ہے۔ وہ پتھر کی [illegible] طرف بھاگی۔ غلام اس کے پیچھے دوڑے۔ پتھر کی دیوار چھوٹی تھی۔ تانیا نے بغیر سوچے سمجھے کہ اس کی دوسری طرف سانپ [illegible]
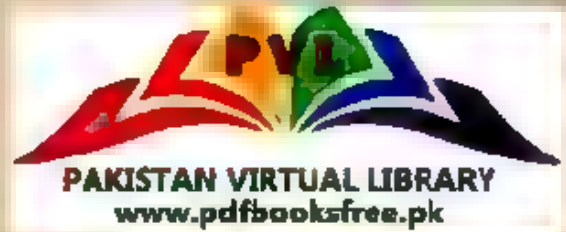
لگا دی۔ دوسری طرف ایک گہری کھائی تھی۔ تانیا دھڑام سے
کھائی کی جھاڑیوں میں گر پڑی۔ جھاڑیوں سے نیچے گری تو ایک
پتھر سے ٹکرائی۔ مگر اسے چوٹ بالکل نہ لگی۔ اس کا مطلب
تھا کہ ناگر پر اس کی طاقت ختم ہو گئی تھی۔ مگر وہ مر نہیں
سکتی تھی۔

تانیا نیچے خشک نالے میں چھوٹے چھوٹے پتھروں پر جا گری
شام کا ہلکا ہلکا اندھیرا پھیل رہا تھا۔ وہ اٹھ کر ایک طرف
کو دوڑنے لگی۔ اوپر سے اب سپاہی اس پر تیر برسا رہے
تھے۔ دوڑتے دوڑتے اس کا سانس بالکل نہیں پھول رہا
تھا۔ وہ بھاگتی چلی گئی۔ اس نے دو تین بار تالی بجائی کہ شاید
اس طرح سے وہ غائب ہو جائے۔ مگر تانیا غائب نہ ہو سکی۔
آگے ایک نہر آگئی۔ تانیا نے نہر میں چھلانگ لگا دی۔ نہر کا
پانی بہت تیز تھا۔ وہ اسے بہا کر دور دو پہاڑیوں کے بیچ میں لے
گیا۔ اب وہ سپاہیوں سے دور ہو گئی تھی۔

نہر پہاڑوں کے درمیان سے گزرتی ہوئی ایک بہت اونچے
پہاڑ کی سرنگ میں داخل ہو گئی۔ یہاں گھپ اندھیرا تھا۔ تانیا کو
کچھ نظر نہیں آ رہا تھا۔ پانی کی لہریں اسے بہائے لیے جا رہی تھیں
سے سردی بھی نہیں لگ رہی تھی۔ آگے اسے ایسی زوردار
آواز سنائی دینے لگی جیسے پانی بڑے زور شور سے کسی جگہ گر

رہا تھا۔ تانیا نے سرنگ کے کنارے کو پکڑنے کی کوشش کی مگر
وہ ناکام رہی۔ پیچھے سے پانی کی ایک تیز لہر آئی۔ جس نے تانیا کو
اچھال کر سامنے والی دیوار کی طرف پھینک دیا۔ سامنے والی دیوار
میں ایک تاریک شگاف تھا۔ تانیا اس شگاف میں جا کر گری۔
وہ گیلے پتھروں پر پڑی تھی۔ اچانک اسے ایک سانپ ایسی پھنکار
سنائی دی۔ تانیا جلدی سے اٹھ بیٹھی۔ اور ڈر کر اندھیرے میں
آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر تکنے لگی۔ اسے سفید رنگ کا ایک سانپ
نظر آیا جو اپنا پھن اٹھائے اس کی طرف بڑھ رہا تھا۔

تانیا کا ایک بار تو مارے خوف کے خون خشک ہو گیا۔ اس
نے دوبارہ نہر میں چھلانگ لگانے کی کوشش کی تو اسے محسوس
ہوا کہ وہ پتھروں سے چپک گئی ہے۔ اور اپنی جگہ سے ذرا بھی نہیں
ہل سکی۔ اب تو تانیا کو پسینہ آگیا۔ لیکن اس خیال سے اسے
خوشی بھی ہو رہی تھی کہ وہ تو مر چکی تھی اب دوبارہ کیسے مرے
گی! سانپ اب اس کے بالکل سامنے آکر اپنا پھن لہرا رہا تھا۔
تانیا اسے سہمی ہوئی نظروں سے تک رہی تھی۔ اسے سانپ
کی مردانہ آواز آئی۔

"تم جانتی ہو تم نے کیا گناہ کیا ہے؟"

تانیا چپکے تو سکتے کی حالت میں بیٹھی رہی۔

پھر بولی:

"میں نے ایک ظالم بادشاہ کو قتل کیا ہے۔ اس نے میرے سمیت پجاریوں کو قتل کیا تھا۔ میں نے کوئی گناہ نہیں کیا۔"

سفید سانپ نے کہا:

"یہ ظالم بادشاہ تو پہلے ہی مر چکا ہے اور دوزخ میں اپنے گناہوں کی سزا بھگت رہا ہے۔ تم نے اسے کیا ہلاک کرنا تھا۔ لوکاشی جادوگرنی نے تمہیں جس دنیا میں اپنے طلسم کے زور سے بھیجا ہے، یہ دنیا خواب کی دنیا ہے۔ اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔"

تانیا نے کہا:

"تو پھر میں نے اور کون سا گناہ کیا ہے؟"

سفید سانپ بولا:

"تم جس کیٹی نام کی لڑکی کو اپنے قابو میں کر کے لوکاشی جادوگرنی کے حوالے کر آئی ہو۔ وہ ناگ دیوتا کی بہن ہے۔"

تانیا سفید سانپ کا منہ تک رہی تھی۔

سفید سانپ کہہ رہا تھا:

"کیٹی ناگ دیوتا اور اپنے بھائی عنبر تھیوسانگ کے ساتھ دیوار چین کی سیر کرنے گئی تھی کہ تم نے اسے طلسم کے

ذریعے اپنے قابو میں کر لیا۔ کیونکہ لوکاشی جادوگرنی نے تم سے وعدہ کیا تھا کہ اگر تم کوئی ایسی لڑکی اسے لا دو جو کسی دوسری دنیا کی رہنے والی ہو۔ تو وہ تمہیں قدیم زمانے میں بھیج دے گی۔ جہاں تم سمرقند کے بادشاہ تلائی سے اپنے قتل کا بدلہ لے سکو گی۔ یہ لوکاشی جادوگرنی نے تمہیں جھانسہ دیا تھا۔ وہ جانتی تھی کہ ایک بار تم پرانے زمانے میں چلی گئی تو پھر واپس نہ آ سکو گی۔ تم اس کے دھوکے میں آ گئیں۔ تم نے ناگ دیوتا کی بہن کیٹی کو لوکاشی جادوگرنی کے حوالے کر دیا اور خود سیاہ پانی والے حوض میں غوطہ لگا کر یہاں آ گئیں۔ تم نے یہاں ایک ایسے بادشاہ کو قتل کیا جس کا کوئی وجود نہیں تھا۔ جو شخص ماضی کا، گزرے ہوئے زمانے کا ایک سایہ تھا۔ مگر تم خود یہاں آ کر پھنس گئیں۔ اب اس چشمے میں کبھی پانی نہیں آئے گا جس میں ڈبکی لگا کر تمہیں واپس دیوار چین والی کوٹھڑی میں جانا تھا۔"

تانیا نے کہا:

"اگر یہ بات ہے تو مجھے کیا فرق پڑے گا۔ میں بھی تو مر چکی ہوں۔ میں بھی تو ایک روح ہوں۔"

سفید سانپ بولا!

"یہی تمہاری بھول ہے۔ تم روح ضرور ہو مگر تمہارے اعمال میں ایک لڑکی کیٹی کا اغوا اور ایک انسان کے قتل کا گناہ شامل ہوگیا ہے۔ اگرچہ تم نے "تلائی بادشاہ" کو قتل نہیں کیا مگر تمہارا ارادہ اسے قتل کرنے کا ہی تھا۔ اور فیصلہ نیتوں پر ہوتا ہے۔ تم بادشاہ کو قتل کی نیت سے آئی تھیں۔"

تانیا نے جھنجلا کر کہا

"تم کہنا کیا چاہتے ہو۔ اور تم کون ہو؟"

سفید سانپ بولا

"میں شاہ ناگ ہوں۔ ماضی کے زمانے کا سب سے بڑا سانپ شاہ ناگ جس کی فرعون بادشاہ پرستش کرتا تھا میں تمہیں صرف یہ بتانے آیا ہوں کہ اس دنیا میں جو کسی کے ساتھ برائی کرتا ہے۔ اس کو اس برائی کا بدلہ ضرور مل کر رہتا ہے۔"

تانیا نے کہا:

"تم میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ میں مر چکی ہوں۔ تم مجھے دوبارہ نہیں مار سکتے۔"

سفید سانپ بولا:

"موت تو کوئی چیز نہیں ہے۔ یہ تو انسان کو آخرت کی دنیا میں پہنچانے کا ایک ذریعہ ہے۔ اصل زندگی تو آخرت کی زندگی ہے۔ دنیا کی تکلیف تو موت کے ساتھ ہی ختم ہو جاتی ہے۔ لیکن گناہ گار کو جو سزا آخرت میں ملتی ہے وہ کبھی ختم نہیں ہوتی۔ تمہارے ساتھ بھی یہی ہونے والا ہے۔"

یہ کہہ کر سفید سانپ نے اپنے منہ سے ایک شعلہ نکالا جو تانیا پر جا کر گرا۔ تانیا کے سارے جسم کو آگ لگ گئی۔ تانیا تڑپ اٹھی۔ مگر وہ اپنی جگہ سے ہل نہیں سکتی تھی۔ آگ کے شعلے بلند ہو رہے تھے۔

تانیا نے چیخ کر کہا:

"اے خدا مجھے معاف کر دے۔ میں اپنے گناہوں کی معافی مانگتی ہوں۔ میں توبہ کرتی ہوں۔"

اس کے ساتھ ہی آگ بجھ گئی۔ اور تانیا کے جسم کو ایسے سکون مل گیا۔ جیسے اسے کبھی آگ نہیں لگی تھی۔ سفید سانپ غائب ہو چکا تھا۔

اسے سفید سانپ کی آواز سنائی دی!

"تانیا! خدا نے تیری توبہ قبول کر لی۔ خدا نے تجھے معاف کر دیا۔ وہ بہت بڑا معاف کرنے والا ہے۔ اس کی رحمت

کی کوئی حد نہیں ہے۔ تو آزاد ہے۔"

تانیا نے اسی وقت سجدے میں گر کر خدا کا شکر ادا کیا۔ اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ اب وہ واپس اپنی دنیا میں جا کر ناگ دیوتا کی بہن کیٹی کو لوکاشی جادوگرنی کی قید سے آزاد کروا کر خود آسمان کی طرف پرواز کر جانا چاہتی تھی۔

تانیا پتھر سے الگ ہو چکی تھی۔ اس نے اپنے آپ کو بے حد ہلکا پھلکا محسوس کیا۔ جیسے وہ ایک نیک روح ہو۔ وہ سرنگ کی نہر سے اوپر ہوتی ہوئی باہر پہاڑوں میں نکل آئی۔ یہاں سے روشنی شروع ہوتی تھی۔ تانیا نے دیکھا کہ وہ ایک بار پھر غائب ہو چلی تھی۔ اور اسے اپنا آپ نظر نہیں آ رہا تھا۔ وہ ایک روح بن چکی تھی۔ نیک اور ہلکی پھلکی روح۔ تانیا وہاں سے اڑتی ہوئی محل کے شاہی چشمے پر آ پہنچی۔ وہ شام کے وقت سرنگ میں داخل ہوئی تھی۔ جب سرنگ سے باہر نکلی تو دن نکل چکا تھا۔

تانیا نے دیکھا کہ چشمے میں پانی لبالب بھرا ہوا تھا۔ وہ بڑے سکون سے پانی میں اتر گئی۔ اس نے پانی میں غوطہ لگایا اور جب اپنا سر پانی سے باہر نکالا تو وہ سمرقند کے بھیانک کھنڈروں والے سیاہ پانی کے حوض میں واپس آ چکی تھی۔ تانیا جلدی سے حوض سے باہر آ گئی۔ وہ اب بھی روح کی طرح غائب تھی۔ وہ سیدھی لوکاشی کی

کوٹھڑی کی طرف گئی۔ لوکاشی کو اپنے جادو کے زور سے پہلے ہی پتہ چل گیا تھا کہ تانیا اس سے کیٹی کو چھیننے کے لئے آ رہی ہے۔ چنانچہ اس نے کیٹی کو کھنڈروں میں ایک گڑھے میں بند کر کے اوپر پتھر رکھ دیا تھا۔ کیٹی بے ہوش تھی۔

جب تانیا کوٹھڑی میں داخل ہوئی تو لوکاشی جادوگرنی نے مکاری سے پوچھا!

"کیا تو نے تلائی بادشاہ سے اپنا انتقام لے لیا؟ اب تیری شرط پوری ہوئی ہے تو واپس اپنے بت میں جا کر سما جا۔"

تانیا نے لوکاشی کو گھور کر دیکھا اور کہا!

"میں نے کسی سے کوئی بدلہ نہیں لیا۔ بلکہ خدا سے اپنے گناہوں کی معافی مانگی ہے۔ خدا نے مجھے معاف کر دیا ہے۔ اب میرا فرض ہے کہ میں کیٹی کو تجھ سے آزاد کراؤں۔"

لوکاشی کو تانیا کی نیت کا علم تھا۔

وہ بولی۔

"تانیا: یہ تو کیا کہہ رہی ہے۔؟"

تانیا نے کہا:

"میں ٹھیک کہہ رہی ہوں لوکاشی۔ مجھے کیٹی واپس

کر دے۔ میں اسے لینے آئی ہوں۔"

اب لوکاشی نے تانیا کو بتایا کہ کیٹی تو اس کے جانے کے بعد ہی فرار ہو گئی تھی۔ تانیا کو اس بات کی حیرت ہوئی۔

اس نے کہا:

"یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ تو جادوگرنی ہے۔ وہ تیری قید سے کیسے بھاگ سکتی ہے۔؟ کیٹی تو بے ہوش تھی۔

لوکاشی ہاتھ ملتے ہوئے بولی:

"میری کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ سب کچھ کیسے ہو گیا ہے شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ کیٹی خلا کی رہنے والی ہے تھوڑی دیر کے لئے تو یہ بے ہوش رہی۔ پھر وہ غائب ہو گئی۔ میں خود پریشان ہوں کہ اب کیا کروں۔ ہزاروں سال کے بعد ایسی خلائی لڑکی ہاتھ لگی تھی۔"

تانیا کو لوکاشی پر شک ہوا کہ یہ جھوٹ بول رہی ہے

اس نے غصے میں کہا:

"لوکاشی! سچ سچ بتا کیٹی کہاں ہے۔ نہیں تو میں تجھے زندہ نہیں چھوڑوں گی۔"

لوکاشی نے ایک بھیانک قہقہہ لگایا۔

اور کہا:

"تانیا! یہ مت بھول کہ روح ہے اور تو میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔ میں اگر چاہوں تو تمہیں ابھی ایک بدروح چڑیل بنا سکتی ہوں۔"

تانیا نے لوکاشی پر حملہ کر دیا۔ اس نے لوکاشی کو بالوں سے پکڑ لیا۔ مگر لوکاشی اپنے جادو کے زور سے غائب ہو گئی۔ وہ لوکاشی تانیا کو ایک بدروح چڑیل میں بدلنا چاہتی تھی۔ مگر وہ ایسا نہ کر سکی۔ تانیا نے کیٹی کو جگہ جگہ تلاش کیا۔ مگر وہ اسے نہ ملی۔ دوسری طرف تانیا کو دیر ہو رہی تھی۔ اس کا زمین سے آسمان کی طرف پرواز کرنے کا وقت قریب آ رہا تھا۔ اس نے کیٹی کو ادھر بھی دیکھا ہر جگہ ایک بار پھر تلاش کیا۔ مگر کیٹی اسے کہیں نہ ملی۔ آخر اس کا وقت آ گیا۔ تانیا نے آنکھیں بند کر لیں۔ خدا سے اپنی غلطیوں کی ایک بار پھر معافی مانگی اور آسمان کی طرف پرواز کر گئی۔

لوکاشی یہ سب دیکھ رہی تھی۔ جب تانیا کی روح وہاں سے چلی تو لوکاشی اس گڑھے کے پاس آئی۔ جس میں کیٹی بے ہوش پڑی تھی اس نے پتھر اٹھایا۔ کیٹی آنکھیں بند کئے پڑی تھی۔ لوکاشی نے قریب ہی ایک سوراخ میں ہاتھ ڈال کر ایک سبز رنگ کا چھوٹا سا سانپ باہر نکال لیا۔ سانپ پھنکارتا ہوا کنڈلی مار کر بیٹھ گیا۔

لوکاشی نے سانپ کی زبان میں اسے کہا:
"سانپوں کے سیارے میں دیوناگ کو خبر کر دے کہ میں
نے اس کے لئے خلا کی ایک حسین لڑکی کو اپنے قبضے
میں کر لیا ہے۔ وہ یہاں آکر اس لڑکی کیٹی کو اپنے
ساتھ سانپوں کے ستارے میں لے جائے اور مجھے میرا
انعام دے۔"
سنہری سانپ یہ سن کر غائب ہو گیا۔ تھوڑی ہی دیر بعد آسمان
سے غبار کا ایک گولہ سا نیچے آتا دکھائی دیا۔ یہ دیوناگ تھا جو خلا
میں سانپوں کی زمین سے سبز سانپ کے ساتھ ہماری دنیا میں آرہا
تھا۔ وہ روشنی سے بھی تیز رفتار کے ساتھ نیچے آگیا تھا۔ زمین پر
آکر دیوناگ لوکاشی کے سامنے پھن پھیلا کر کھڑا ہو گیا۔ دیوناگ سانپوں
کی خلائی دنیا کا سب سے بڑا سانپ تھا۔ جس طرح کستوری ناگن
انسانوں کی دنیا کی ملکہ تھی۔ اسی طرح دیوناگ سانپوں کے ایک ستارے
کا بادشاہ تھا۔ اس ستارے میں تمام سانپ ہی رہتے تھے اور ہر
سانپ اپنی مرضی کی ناگن سے شادی کرتا تھا۔ وہ اپنی مرضی کی ناگن
کسی دوسرے سیارے سے جاکر لاتے تھے۔ چونکہ دیوناگ اس
سیارے کا بادشاہ تھا اور انسان کی شکل بھی بدل سکتا تھا اس
لئے اس پر واجب تھا کہ وہ کسی دوسرے خلائی ستارے کی ایک
حسین لڑکی سے شادی کرے جو ناگن نہ ہو مگر اس کے جسم سے ناگ دیوتا

کی خوشبو آتی ہو۔ اور یہ لڑکی کیٹی ہی تھی۔ جو سب سے چھپ کے
دیوار چین کی ڈیوڑھی میں داخل ہوئی اور لوکاشی جادوگرنی نے
تانیا کے بت کی مدد سے اسے قابو میں کر لیا۔ لوکاشی نے اپنے
سامنے دیوناگ کو سانپ کے روپ میں دیکھا تو کہا!
"دیوناگ! یہ ہے وہ خلائی لڑکی جس کی تجھے تلاش
تھی۔ دیکھ لے اس کے جسم سے ناگ دیوتا کی خوشبو
بھی آتی ہے۔ اور یہ خلا کی مخلوق بھی ہے۔"
دیوناگ نے جھک کر کیٹی کے ہاتھ کو سونگھا۔ واقعی اس کے جسم
میں سے ناگ دیوتا کی خوشبو آرہی تھی۔ اور کیٹی حسین بھی تھی
اس کے چہرے پر وہ خاص خلائی مخلوق کی چمک بھی تھی جو
صرف دیوناگ ہی پہچان سکتا تھا۔
اس نے خوش ہو کر لوکاشی سے کہا:
"لوکاشی! تم نے میری شرط پوری کر دی اب میں تمہاری
شرط پوری کرتا ہوں۔"
یہ کہہ کر دیوناگ انسان کی شکل میں آگیا۔ وہ کالے رنگ کا
کالی مونچھوں والا بدصورت آدمی تھا۔ اس نے ایک بڑے پتھر
کو اٹھا لیا۔ پتھر دیوناگ کے ہاتھ میں آتے ہی ایک چمکتا ہوا
ہیرا بن گیا۔ یہ ہیرا انمول تھا۔ لوکاشی اگرچہ جادوگرنی تھی مگر
وہ کسی پتھر کو ہیرے میں تبدیل نہیں کر سکتی تھی۔ لوکاشی نے

بڑا بسیرے لیا اور ویونانگ نے کیٹی کے ماتھے پر ہاتھ رکھ دیا
ہاتھ رکھتے ہی کیٹی ایک ناگن بن گئی۔ کیٹی ناگن کا رنگ کیسری
تھا۔ ویونانگ نے کیٹی ناگن کو اپنی گردن میں لپیٹ لیا اور
خلا کی طرف پرواز کر گیا۔ سبز سانپ بھی اپنے بل میں گھس گیا
لوہتنی بھی وہاں سے بہرا سے کر غائب ہو گئی۔

ویونانگ تو کیٹی کو ناگن بنا کر اپنے ساتھ سانپوں کے سیارے
کی طرف لے گیا۔ دوسری طرف عنبر ناگ ماریا تھیو سانگ اور
جولی سانگ اور بوڑھا چینی دیوار چین کی اس ڈیوڑھی میں
بیٹھے کیٹی کا سراغ لگانے کی کوشش کر رہے تھے جہاں
تانیا کا تابوت موجود تھا۔ مگر اس بت کا اب کوئی فائدہ نہیں
تھا۔ کیونکہ تانیا اب اس بت میں نہیں تھی وہ آسمان کی طرف
پرواز کر گئی تھی۔ عنبر نے اس رائے کا اظہار کیا کہ ہمیں
یہاں زیادہ دیر نہیں رکنا چاہیے کیونکہ یہاں کیٹی کی خوشبو
بھی نہیں ہے۔ ناگ اور جولی سانگ کا خیال تھا کہ ہمیں کچھ
دیر یہاں ضرور ٹھہرنا چاہیے۔ تھیو سانگ اور ماریا نے بھی اس
خیال کی تائید کی۔ بوڑھا چینی بھی اسی خیال کا حامی تھا چنانچہ
وہ ایک ہفتے تک دیوار چین کے ساتویں دروازے کی
ڈیوڑھی میں بیٹھے کیٹی کا انتظار کرتے رہے۔

جب سات دن گزر گئے اور کیٹی واپس نہ آئی تو ماریا

کہنے لگی:

"اب ہمیں یہاں سے چل دینا چاہیے۔"

جولی سانگ کہنے لگی:

"مگر ہم یہاں سے کس طرف جائیں گے؟"

عنبر نے کہا:

"ہمیں بائیں جانب گندھارا ملک کی طرف چلنا چاہیے۔
وہاں اس وقت یونانیوں کی حکومت ہے ہو سکتا
ہے کیٹی کا وہاں سراغ مل جائے۔"

تھیو سانگ نے پوچھا:

"گندھارا میں ایسی کون سی بات ہے کہ ہم وہاں
جائیں۔"

ناگ بولا:

"شاید اس لئے کہ گندھارا کا سارا علاقہ اس
وقت دنیا کا گنجان آباد علاقہ ہے۔ جہاں آبادی
زیادہ ہوگی۔ وہاں کیٹی کے ملنے کی امید بھی ہو
سکتی ہے۔"

جولی سانگ بولی:

"تو پھر ٹھیک ہے۔ گندھارا کی طرف ہی چلو۔"

بوڑھے چینی نے آہ بھر کر کہا:

"میرے بچو! میں بوڑھا ہو گیا ہوں۔ اب مجھ میں زیادہ سفر کرنے کی ہمت نہیں ہے۔ اس لئے تم مجھے اسی جگہ چھوڑ دو۔ میں اسی ملک کا رہنے والا ہوں یہاں سے میں کسی گاؤں کی طرف نکل جاؤں گا:"

عنبر ناگ ماریا جولی سانگ اور تھیو سانگ نے بوڑھے چینی کو وہیں چھوڑا اور ملک گندھارا کی طرف روانہ ہو گئے۔ اس زمانے میں گندھارا کا ملک افغانستان سے لے کر ہمارے آج کے ٹیکسلا، راولپنڈی، پشاور اور جہلم تک پھیلا ہوا تھا۔ اور اس پر سکندر اعظم کے ایک جرنیل سیوکس کی حکومت تھی۔ شمالی ہندوستان میں آج کے زمانے کے بہار، لکھنؤ، دلی، نیپال اور بنگال تک راجہ چندر گپت موریا کی حکومت تھی۔ چندر گپت موریا کو موریا اس لئے کہا جاتا تھا کہ وہ اپنے تاج میں مور کا پنکھ لگایا کرتا تھا۔ چندر گپت موریا بہت بڑی فوج جمع کر رہا تھا تاکہ تمام یونانیوں سے جہلم پنڈی، پشاور اور قابل تک کا علاقہ واپس لے لیا جائے۔ بعد میں گندھارا کا نام تو ختم ہو گیا مگر اس کی نشانی کابل میں ایک شہر قندھار آج بھی آباد ہے۔

عنبر ناگ ماریا جولی سانگ اور تھیو سانگ چین سے نکلتے پہاڑیوں میں سے گذرتے گندھارا ملک کی طرف روانہ ہو گئے

اس زمانے میں ٹیکسلا اس ملک کا ایک بہت بڑا شہر تھا۔ یونانی جرنیل سیوکس اس شہر کے ایک محل میں بیٹھ کر دربار لگاتا تھا آج بھی ٹیکسلا کے عجائب گھر میں اس زمانے کی بہت سی یادگاریں محفوظ ہیں۔ اس زمانے میں ٹیکسلا میں ایک بہت بڑی یونیورسٹی ہوا کرتی تھی۔ جہاں دور دور سے طالب علم پڑھنے کے لئے آیا کرتے تھے۔ اس یونیورسٹی میں ایک ہوسٹل بھی تھا۔ جس کے ایک ہزار کمرے تھے۔ تاریخ میں لکھا ہے کہ یہاں لڑکوں کی رہائش کمیٹی کو د... اور کھانے پینے کا بہترین انتظام تھا بعد میں جب چندر گپت موریا نے یونانی جرنیل سیوکس کو شکست دے کر گندھارا پر قبضہ کر لیا تو چندر گپت موریا کے بعد راجہ اشوک جب تخت پر بیٹھا تو اس نے جگہ جگہ لوہے کی لاٹھیں زمین میں گڑوا کر ان پر بدھ مت کے اخلاقی اقوال کندہ کرائے۔ اس قسم کی ایک لاٹھ آج بھی ٹیکسلا اور ایبٹ آباد میں مانسہرہ کے مقام پر دیکھی جا سکتی ہے۔ راجہ اشوک نے ٹیکسلا میں سٹوپا بھی بنوائے ان میں سے صرف ایک سٹوپا باقی رہ گیا ہے۔ سٹوپا ایک ٹیلہ ہوتا ہے جس کی دیواروں پر بدھ مت کے بانی گوتم بدھ کی زندگی کے واقعات اور اقوال نقش کو پتھروں پر کھود جاتا تھا۔

اب ہم عنبر ناگ ماریا تھیو سانگ اور جولی سانگ کی طرف آتے ہیں۔ جن دنوں وہ چین سے گندھارا کی طرف سفر کر رہے تھے ان دنوں ٹیکسلا پر یونانی جرنیل سیوکس کی حکومت تھی۔ سکندر اعظم

اس سارے علاقے کو فتح کرنے کے بعد مر گیا تھا۔ اور سکندر کو اپنے
جرنیل سلیوکس کے حوالے کر گیا تھا۔ اس علاقے میں یونانی آکر آباد
ہو رہے تھے۔ ٹیکسلا شہر بے حد خوبصورت اور بارونق تھا۔
کھلی سڑکیں تھیں لکڑی کے کئی کئی منزلہ مکانات تھے یونانیوں
نے اپنے اور اپنی ہندو رعایا کے لئے کئی عبادت گاہیں بنائی ہوئی
تھیں۔ چین سے ٹیکسلا تک کا سفر بہت لمبا تھا۔ عنبر ناگ ماریا اور
تھری سانگ اور تھیو سانگ پہلے تو اکیلے ہی دشوار گذار پہاڑی
علاقے میں گھوڑوں پر سوار سفر کرتے رہے۔ پھر انہیں منگولیا
میں ایک قافلہ مل گیا جو ٹیکسلا کی طرف جا رہا تھا۔ یہ لوگ بھی اس
قافلے میں شامل ہو گئے۔

عنبر ناگ ماریا تھری سانگ اور تھیو سانگ کو اس قافلے میں
چھوڑ کر ہم واپس کیٹی کی طرف چلتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ اس
کے ساتھ کیا گذری؟ دیو ناگ کیٹی کو لے کر خلا میں اپنے سانپوں
کے سیارے پر پہنچ گیا۔ یہ سیارہ کستوری ناگن کے سیارے سے
زیادہ دور نہیں تھا۔ آپ کو یاد ہو گا کہ کستوری ناگن بھی ناگ
کے ہم شکل ناگ کو زمین سے اپنے ساتھ اپنے سیارے
پر لے گئی تھی۔ وہ اسے اصلی ناگ سمجھ رہی تھی جبکہ وہ اصلی
ناگ نہیں تھا۔ بلکہ ناگ کا ایک ہم شکل ناگ تھا۔ جو بوڑھے
سانپ اور ناگ کے منتر سے بنایا گیا تھا۔ کستوری ناگن

اس سے بیاہ کر کے اصلی ناگ کا پیچھا چھوڑ دے۔ ہم نے
اس وقت یہ بھی لکھا تھا کہ ہم شکل ناگ کو عنبر ناگ ماریا
کے بارے میں کچھ معلوم نہیں تھا۔ اس کا ذہن بالکل صاف تھا
اس کے ذہن میں صرف یہی ایک خیال ڈال دیا گیا تھا کہ
تم ناگ دیوتا ہو اور کستوری ناگن سے تمہاری شادی ہو چکی
ہے۔ کستوری ناگن اپنے طور پر بڑی خوش تھی کہ آخر وہ
ناگ دیوتا سے بیاہ کرنے میں کامیاب ہو گئی ہے اسے ابھی
تک معلوم نہیں تھا کہ جس ناگ سے اس نے شادی کی ہے
وہ ناگ دیوتا نہیں ہے۔ بلکہ اس کا نقلی ہم شکل ناگ ہے۔

جب دیو ناگ کیٹی کو سانپ کی شکل میں لے کر اپنے سانپوں
کے سیارے پر پہنچا تو سیارے کے تمام سانپوں نے جشن
منایا۔ وہ بہت خوش ہوئے کہ ان کا بادشاہ سانپ اپنے لئے
دوسرے سیارے کی ایک خوبصورت خلائی لڑکی کو حاصل
کرنے میں کامیاب ہو گیا ہے۔ کیٹی اب ہوش میں آ چکی تھی۔
دیو ناگ نے سیارے کے محل میں آتے ہی خود بھی انسانی شکل
اختیار کر لی تھی اور کیٹی بھی انسانی شکل میں تھی۔ ان دونوں کی شادی
کے لئے دوسرے مہینے کی ایک تاریخ مقرر کر دی تھی۔ دربار
میں تمام سانپ موجود تھے۔ دیو ناگ نے ان کے سامنے اپنی
شادی کی تاریخ کا اعلان کر دیا۔ پھر سب کے سامنے کیٹی کو

سانپ بنا کر دکھایا۔ اور بتایا کہ یہی خلائی لڑکی اس کی بیوی
بننے کے لائق تھی۔ تمام سانپوں نے پھنکاریں مار کر اور
تالیاں بجا کر اپنی خوشی کا اظہار کیا۔ کیٹی ہوش میں تھی اسے
سب کچھ یاد تھا۔ اس کی یادداشت ویسی کی ویسی تھی اب
اسے معلوم ہوا کہ دیوناگ اسے دیوار چین سے اغوا کر کے
کس طرح سانپوں کے سیارے پر لے آیا ہے اور اگلے ہفتے
اس سے شادی کرنے والا ہے کیٹی بہت پریشان ہو گئی۔ وہ
کسی نہ کسی طرح اس سیارے سے فرار ہونا چاہتی تھی۔ مگر وہاں
کے حالات دیکھ کر بہت جلد کیٹی کو احساس ہو گیا کہ سانپوں
کے اس سیارے سے فرار ہونا تقریباً ناممکن ہے۔

کیٹی اگرچہ خلائی مخلوق تھی مگر وہ راکٹ یا اڑن طشتری
کے بغیر خلا میں پرواز نہیں کر سکتی تھی۔ وہ اپنے آپ سانپ
بھی نہیں بن سکتی تھی۔ اس کو تو صرف دیوناگ ہی سانپ
بنا سکتا تھا۔ کیٹی کو محل کا اوپر والا کمرہ دے دیا گیا۔ وہ عورت
کی شکل میں تھی۔ اور دو سانپ عورتوں کی شکل میں اس کی
خدمت اور دیکھ بھال کے لئے لگائے گئے تھے۔ کمرے کے باہر
چار سانپ پھن اٹھا کر ہر وقت پہرہ دیتے تھے۔ صبح کو جو
سانپ پہرہ دیتے شام کو ان کی جگہ دوسرے چار سانپ آ جاتے
یہ سانپ بہت بڑے بڑے تھے۔ اور ہر وقت پھن اٹھا کر

ادھر ادھر نگرانی کرتے رہتے۔

کیٹی دن بھر محل کے مینار والے کمرے میں پڑی رہتی
صرف شام کو دیوناگ آتا اور اسے ساتھ لے کر محل کے باغ
میں سیر کرانے لے جاتا تھا۔ وہ کیٹی کے ذہن کو یہ کہہ کر شادی
کے لئے تیار کر رہا تھا کہ اب وہ بھاگ کر کہیں بھی نہیں جا سکتی
اور یہی سیارہ اب اس کا گھر ہے۔ وہ اسی سیارے میں ہمیشہ
ناگن بن کر رہے گی۔ کیٹی نے شروع شروع میں تو اس پر
غصے کا اظہار کیا مگر پھر یہ سوچ کر کہ اسے کسی طریقے سے یہ معلوم
کرنا چاہئے کہ یہاں سے یہ سانپ دوسرے سیارے میں کیسے
جاتے ہیں۔ دیوناگ سے ہنس ہنس کر باتیں کرنا شروع کر دی تھیں۔
مگر دیوناگ بڑا ہوشیار سانپ تھا۔ وہ کیٹی پر اس وقت تک بھروسہ
نہیں کر سکتا تھا جب تک کہ اس کے ساتھ شادی نہیں ہو جاتی۔
چنانچہ اس نے کیٹی کی نگرانی جاری رکھی اور اس کے کمرے
کے باہر جو سانپ پہرے پر بٹھائے تھے انہیں وہیں بیٹھے رہنے
کا حکم دیا۔

جوں جوں شادی کے دن قریب آ رہے تھے کیٹی پریشان
ہو رہی تھی۔ کیونکہ اسے دوسرے نورانی سانپوں سے یہ
پتہ چل گیا تھا کہ دیوناگ سے بیاہ کر لینے کے بعد اس کے
ذہن سے باقی ساری یادیں مٹ جائیں گی۔ اور صرف یہی یاد

رہتا ہے۔ وہ دیوتا کی سانپ بیوی ہے۔ اور اس کے ساتھ
اسے ساری زندگی گزارنی ہے۔ جو وہاں کی عمروں کے حساب
سے ایک ہزار سال کے برابر تھی۔ اس کے باوجود کیٹی نے
ہمت نہیں ہاری تھی۔ وہ آزاد ہونے اور وہاں سے بھاگ نکلنے
کے بارے میں مسلسل سوچتی رہتی تھی۔ ایک دن ایسا ہوا کہ
ایک سانپ نوکرانی نہ آئی۔ جب وہ دوسرے روز آئی تو کیٹی
نے اس سے نہ آنے کی وجہ پوچھی تو نوکرانی سانپ نے روتے
روتے ہوئے بتایا کہ اس کا ایک ہی سانپ بیٹا ہے۔ جو پرسوں
مر جائے گا۔

کیٹی بڑی حیران ہوئی۔ اس نے پوچھا:
"تمہیں کیسے پتہ چل گیا کہ وہ پرسوں مر جائے گا؟"
سانپ نوکرانی نے آنسو پونچھتے ہوئے کہا:
"میرے اکلوتے سانپ بیٹے کو کب [illegible] بیماری لگ
گئی ہے [illegible] ہمارے یہاں کوئی علاج نہیں ہے۔ اس بیماری
کی وجہ سے کئی سانپ بچے پہلے ہی مر چکے ہیں۔ جب انہیں
یہ بیماری لگتی ہے تو وہ سوکھنا شروع ہو جاتے ہیں اور
پھر پندرہ دنوں کے بعد مر جاتے ہیں۔"
سانپ نوکرانی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی اور بولی:
"پرسوں میرے بچے کے بھی پندرہ دن پورے ہو

جائیں گے اور وہ مر جائے گا۔"
سانپ نوکرانی زار و قطار رو رہی تھی۔ کیٹی کو اچانک خیال
آگیا کہ ایک بار [illegible] نے اسے ایک خاص منتر یاد کرایا تھا کہ اگر
وہ یہ منتر سات بار پڑھ کر پانی دم کر دے اور وہ پانی کسی بھی
مرتے ہوئے بیمار انسان یا جانور کو پلا دیا جائے تو اس کی
بیماری دور ہو جائے گی اور وہ پھر سے تندرست ہو جائے۔
کیٹی نے سانپ نوکرانی سے کہا۔ میں تمہارے بیٹے کی بیماری دور
کر دوں گی۔ تم ایک بوتل میں تھوڑا سا پانی لا دو۔ پہلے تو سانپ
نوکرانی کو یقین نہ آیا کہ یہ لڑکی اس کے بچے کو تندرست کر سکتی
ہے۔ لیکن جب کیٹی نے بہت اصرار کیا تو سانپ نوکرانی پانی کی ایک
چھوٹی بوتل لے آئی۔ کیٹی نے بوتل اپنے سامنے رکھی اور منتر
پڑھنے سے پہلے سانپ نوکرانی کو کہا:
"لیکن تمہیں اس کے عوض میرا ایک کام کرنا ہوگا"

چاند کے بھیانک غار

سانپ نوکرانی نے پوچھا!

"بہن تم مجھے جو کام بھی کہو گی میں ضرور کروں گی مگر میرے بچے کو موت کے منہ سے بچاؤ۔"

کیٹی نے کہا!

"تمہارا بچہ تندرست ہو جائے گا۔ وہ موت کے منہ میں نہیں جائے گا۔ مگر تمہیں اس کے بدلے میں ایک قول دینا ہوگا کہ تم مجھے یہاں سے فرار ہونے کی کوئی ترکیب بتاؤ گی۔"

سانپ نوکرانی سوچ میں پڑ گئی۔

پھر بولی!

"بہن! میں تمہیں اس ستارے سے فرار ضرور کروا سکتی ہوں لیکن اگر تم اپنی زمین پر واپس جانے کی خواہش مند ہو تو یہ میرے اختیار میں نہیں ہے۔"

کیٹی نے سوچا کہ اس منحوس ستارے سے تو چھٹکارا ملے۔

خواہ وہ کسی اور ستارے پر پہنچ جائے۔ وہاں جا کر وہ خود کوئی طریقہ زمین پر واپس جانے کا نکال لے گی۔

اس نے کہا!

"تم مجھے اس ستارے سے نکال دو۔ مگر تمہیں سانپ دیوتا کی قسم کھا کر مجھ سے وعدہ کرنا ہوگا۔"

سانپ نوکرانی بولی:

"بہن تم میرے بچے کو دوبارہ زندگی دو گی۔ میں پھر اپنے قول سے کیسے پھر سکتی ہوں! تم میرے بچے کو اچھا کر دو۔ میں تمہیں ناگ دیوتا کی قسم کھا کر قول دیتی ہوں کہ اپنا وعدہ پورا کروں گی اور تمہیں اس ستارے سے فرار کروا دوں گی۔"

تب کیٹی نے ناگ کا بتایا ہوا منتر سات بار پڑھ کر پانی پر دم کیا اور سانپ نوکرانی سے کہا!

"یہ پانی ابھی جا کر اپنے سانپ بیٹے کو پلا دو۔ پھر مجھے واپس آ کر بتاؤ کہ اس کا اثر کیا ہوا ہے۔"

سانپ نوکرانی اسی وقت پانی والی بوتل لے کر چلی گئی کیٹی بے چینی سے کمرے میں ٹہلنے لگی۔ تھوڑی دیر بعد سانپ نوکرانی واپس آئی تو اس کا چہرہ خوشی سے چمک رہا تھا۔ اس نے آتے ہی کیٹی کے پاؤں پر سر رکھ دیا اور بولی!

"بہن! تمہارے دیئے ہوئے پانی نے میرے بچے کی
زندگی بچا لی۔ وہ پانی پیتے ہی اٹھ کر بیٹھ گیا
اور مسکرانے لگا۔ میں تمہارا یہ احسان زندگی
بھر نہ بھولوں گی۔"
کیٹی نے خدا کا شکر ادا کیا۔
اس نے سانپ نوکرانی سے کہا۔
"میں نے تمہارے بچے کی جان بچالی ہے اب تم اپنا
وعدہ پورا کرو اور بتاؤ کہ میں یہاں سے کیسے فرار ہو
سکتی ہوں؟"
اس پر سانپ نوکرانی کیٹی کو دوسرے کمرے میں لے گئی
جب اس نے یقین کر لیا کہ وہاں تیسرا کوئی نہیں ہے
تو بولی!
"کیٹی بہن سنو! اس ستارے کا ایک ہی چاند ہے اس
چاند کی کرنیں سارا سال ہمارے ستارے پر پڑتی ہیں
یہ چاند ہمیشہ چمکتا رہتا ہے مگر آدھی رات کے وقت
یہ چاند ہمارے ستارے کے اس محل سے قریب ایک
والی پہاڑی کے اوپر پڑے ایک خاص ٹکڑے پتھر پر
اپنی کرنیں ڈالتا ہے یہ خاص کرنیں ہوتی ہیں جو ٹکڑے
پتھر پر آکر تھوڑی دیر ٹھہرتی ہیں اور پھر واپس چاند

کی طرف چلی جاتی ہیں۔ ان خاص کرنوں میں ایک انوکھی
بات یہ ہوتی ہے کہ اگر اس وقت ہم کسی شے کو ٹکڑے
پتھر پر رکھ دیں تو وہ شے کرنوں کے ساتھ ہی روشنی
بن کر چاند پر چلی جائے گی۔
میں تمہارے لئے یہی کچھ کر سکتی ہوں کہ تمہیں کسی طرح
آدھی رات کو اس ٹکڑے پتھر تک لے پہنچوں تاکہ
جب آدھی رات کے بعد خاص کرنیں تم پر پڑیں
تو تم بھی کرنوں کے ساتھ واپس چاند پر چلی جاؤ۔
کیا تم اس کے لئے تیار ہو؟ میں اس سے زیادہ
تمہارے لئے کچھ نہیں کر سکتی۔"
کیٹی نے تو پہلے ہی فیصلہ کر رکھا تھا کہ جس طرح بھی ہو سکے
اس سانپوں کے منحوس ستارے سے نجات حاصل کی جائے
جو ناگ دیوتا کے نام سے بھی واقف نہیں تھے۔ چنانچہ اس
نے سانپ نوکرانی سے کہا!
"میں تیار ہوں تم مجھے یہاں سے کس طرح نکالو گی؟"
سانپ نوکرانی کچھ سوچنے لگی۔
پھر بولی!
"تم کل آدھی رات کے وقت تیار رہنا۔ میں تمہیں آکر
اپنے ساتھ لے جاؤں گی۔"

کیٹی نے کہا:

"مگر میں تو انسانی شکل میں ہوں۔ اپنے آپ سانپ نہیں بن سکتی۔ تم مجھے یہاں سے کیسے نکالو گی! باہر تو چار سانپ پہرہ دے رہے ہیں۔"

سانپ ذکرانی نے کہا:

"اس کی تم فکر نہ کرو۔ میں سارا انتظام کر کے تمہارے پاس آؤں گی۔"

دوسری رات کیٹی بے تابی سے سانپ ذکرانی کا انتظار کر رہی تھی۔ دیونک شام کو آیا تھا اور کیٹی کو محل کے باغ کی سیر کرا کر واپس اس کے کمرے میں چھوڑ کر چلا گیا تھا۔ رات آدھی ہو رہی تھی۔ ہر طرف سناٹا چھایا تھا۔ کیٹی نے کھڑکی میں سے باہر دیکھا۔ آسمان پر چاند چمک رہا تھا۔ یہ چاند ہماری زمین کے چاند کے مقابلے میں چھوٹا تھا اور اس کی روشنی بھی زیادہ تیز نہیں تھی۔ ہمارے چاند پر تو کوئی کوئی داغ دکھائی دیتا ہے مگر اس چاند پر کتنے ہی داغ تھے۔ اور یہ داغ کافی بڑے تھے۔ خلائی مخلوق ہونے کی وجہ سے کیٹی جانتی تھی کہ یہ داغ اصل میں چاند پر پڑے ہوئے بڑے بڑے گڑھے ہیں۔ جو کئی کئی میل چوڑے اور گہرے ہوں گے۔ کیٹی ہر حالت میں دیونک کی قید سے نجات حاصل کرنا چاہتی تھی۔

دوسری طرف سانپ ذکرانی سانپ کی شکل میں کیٹی کے کمرے کی طرف بڑھی۔ اس نے ایک ایسے سانپ کی شکل اختیار کر رکھی تھی کہ جس کے سانس سے دوسرے سانپ فوراً بے ہوش ہو جاتے ہیں۔ کیٹی کے کمرے کے باہر چاروں سانپ پہرہ دے رہے تھے۔ سانپ ذکرانی نے اندھیرے میں آ کر زور سے اپنی پھنکار ان کی طرف پھینکی۔ چاروں سانپ ان کے اثر سے فوراً بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ اب راستہ صاف تھا سانپ ذکرانی انسان کے روپ میں کیٹی کے پاس گئی اور بولی۔

"کیٹی بس جلدی کرو۔ میں نے تمہیں جو قول دیا تھا اسے پورا کرنے آئی ہوں۔ اب آپ دیر نہ کریں اور میرے ساتھ آئیں۔"

کیٹی تو پہلے ہی سے تیار بیٹھی تھی۔ فوراً سانپ ذکرانی کے پیچھے پیچھے چلنے لگی۔ سانپ ذکرانی کیٹی کو لے کر سانپ محل سے باہر آ گئی۔ اندھیرے میں وہ محل کی ایک خفیہ جگہ سے نکل کر کالی پہاڑی کی طرف روانہ ہو گئی۔ چاند کی پھیکی روشنی چاروں طرف پھیلی ہوئی تھی۔ آخر وہ کالی پہاڑی کے اوپر آ گئیں۔ کیٹی نے دیکھا کہ پہاڑی کی چوٹی پر ایک نکونا پتھر پڑا تھا۔ سانپ ذکرانی نے چاند کی طرف دیکھا۔ پھر بولی:

"یہی وہ پتھر ہے جس پر بیٹھ کر تمہیں یہاں سے فرار

ہوتا ہے۔ اب تم پتھر پر بیٹھ جاؤ۔ کیونکہ آدھی رات
ہو رہی ہے اور چاند کی خاص کرنیں اسی پتھر پر
پڑنے ہی والی ہیں۔"

کیٹی کونے پتھر پر بیٹھ گئی۔

سانپ نوکرانی نے کہا:

"آنکھیں بند کر لو اور جب تم ہوا میں اپنے آپ کو
ہلکی پھلکی محسوس کرو تو ہرگز آنکھیں مت کھولنا جب
تم دوبارہ سخت زمین پر اپنے آپ کو محسوس کرو
تو آنکھیں کھول دینا۔ تم چاند پر پہنچ چکی ہوگی۔"

کیٹی نے آنکھیں بند کر لیں۔ سانپ نوکرانی پیچھے ہٹ کر کھڑی
ہو گئی۔ تھوڑی ہی دیر بعد چاند کی خاص کرنوں کا وقت آ گیا۔ یہ
نیلے رنگ کی کرنیں تھیں۔ جونہی یہ کرنیں کیٹی پر پڑیں وہ نیلے رنگ
کی ہو گئی۔ مگر کیٹی نے اپنی آنکھیں بند رکھیں۔ سانپ نوکرانی اسے
دیکھ رہی تھی۔ چند سیکنڈ کے بعد کیٹی غائب ہو گئی۔ نیلی کرنیں
بھی غائب ہو گئیں۔ سانپ نوکرانی نے اطمینان کا سانس
لیا اور سانپ بن کر واپس چلی گئی۔ اس نے اپنا وعدہ
پورا کر دیا تھا۔

کیٹی نے محسوس کیا کہ اس کے نیچے سے پتھر کھسک گیا ہے
اور وہ ہلکی پھلکی ہو کر فضا میں اڑی جا رہی ہے۔ اس نے اپنی

آنکھیں بند رکھیں اور ایک پل کے لئے بھی ادھر ادھر نہ دیکھا۔
پھر اسے محسوس ہوا کہ وہ سخت زمین پر آ گئی ہے۔ اس
نے آہستہ سے اپنی آنکھیں کھول دیں۔ وہ یہ دیکھ کر خوش
بھی ہوئی اور حیران بھی رہ گئی کہ وہ چاند کی سرزمین پر پہنچ
چکی ہے۔ اس کے آس پاس پھیکی پھیکی چاندنی پھیلی ہوئی ہے
اور وہ ایک بہت بڑے غار کے دہانے پر بیٹھی ہوئی ہے۔

کیٹی نے خلائی مخلوق ہونے کی وجہ سے آہستہ آہستہ سانس
لیتے ہوئے سب سے پہلے یہ معلوم کرنے کی کوشش کی کہ یہاں کی
فضا میں آکسیجن ہے کہ نہیں! اس نے دو تین سانس لینے کے
بعد ہی محسوس کر لیا کہ اس انوکھے چاند کی فضا میں آکسیجن موجود
تھی۔ اور وہ آسانی کے ساتھ سانس لے سکتی تھی۔ مگر اس کے
ساتھ ہی فضا میں نائیٹروجن کی بھی بھاری مقدار موجود تھی۔
شاید اس کی وجہ یہ تھی کہ کیٹی اس چاند کے جس حصے میں تھی
وہاں کوئی سبزہ یا درخت وغیرہ نہیں تھے۔ جو کہ نائیٹروجن کو فضا
میں سے جذب کر لیتے ہیں۔ خلائی مخلوق ہونے کی وجہ سے کیٹی
کے لئے نائیٹروجن کسی قسم کے خطرے کا باعث نہیں تھی۔ کیٹی
بیٹھی ہوئی تھی اس نے ایک یہ بات بھی محسوس کی کہ اس
چاند پر زمین کی کشش ثقل بھی زمین کی کشش ثقل کے برابر
تھی۔ کیٹی اس وجہ سے اپنا پورا بوجھ محسوس کر رہی تھی اگر وہاں

کشش ثقل کم ہوتی تو کیٹی اسی طرح زمین پر جم کر نہیں بیٹھ
سکتی تھی۔ وہ چاند پر ضرور اپنے آپ تھوڑا سا اوپر کو اٹھ
آتی۔ مگر ایسا نہیں ہوا تھا۔

اس نے آسمان کی طرف دیکھا۔ آسمان کا رنگ نیلا تھا۔
اس کا مطلب تھا کہ اس چاند کی فضا بھی تھی۔ کیونکہ ہمیں
آسمان اسی لئے نیلا دکھائی دیتا ہے کہ ہماری زمین کے
اردگرد فضا کا غلاف لپٹا ہوا ہے۔ اس فضا میں گرد کے
چھوٹے چھوٹے ان گنت ذرات ہر وقت موجود رہتے ہیں
جب ستاروں اور سورج کی روشنی ان ذروں سے ٹکرا کر ہماری
زمین پر آتی ہے تو وہ مختلف رنگوں میں تبدیل ہو جاتی ہے
پھر یہ سارے رنگ آپس میں مل کر نیلا رنگ اختیار کر لیتے
ہیں اور ہمیں آسمان نیلا دکھائی دیتا ہے۔ ہمیں ستارے جھلملاتے
بھی اسی لئے نظر آتے ہیں کہ ان کی روشنی کی کرنیں فضا میں
پھیلے ہوئے ذرات سے ٹکرا کر ٹوٹ پھوٹ جاتی ہیں۔ اور
ٹوٹتی پھوٹتی ہماری آنکھوں تک پہنچتی ہیں۔ اور ہمیں ستارے
جھلمل کرتے نظر آتے ہیں۔ خلا کے جن [illegible]روں کے گرد فضا
نہیں ہوتی وہاں سے اگر ہم آسمان کے ستاروں کو دیکھیں تو
وہ ہمیں جھلملاتے دکھائی نہیں دیں گے بلکہ سرخ زرد یا سفید
انگاروں کی طرح ان کی روشنی ایک جگہ بالکل ساکت دکھائی

دے گی۔ ایک بات ضرور یاد رکھیں کہ آسمان پر چمکنے میں سیارے
یا ستارے ہیں یہ سب کے سب سورج کے ہیں۔ ان میں سے
کوئی سورج بجھ کر ٹھنڈا ہو چکا ہے اور دوسرے سورج کی
روشنی پڑتی ہے تو چمکتا ہے۔ کوئی بہت زیادہ گرم ہے کوئی
کم گرم ہے اور کوئی بجھنے ہی والا ہے۔ بہت زیادہ گرم ستارے
سفید رنگ کے دکھائی دیتے ہیں۔ نیلے رنگ کے ستارے
اس سے کم گرم اور زرد رنگ کے ستارے اس سے بھی کم
گرم ہوتے ہیں۔

بہرحال کیٹی اٹھ کر چاند پر ایک طرف چلنے لگی۔ یہاں زمین
پتھریلی تھی اور سطح پر لاکھوں چھوٹے بڑے پتھر بکھرے ہوئے
تھے۔ یہ وہ شہاب ثاقب تھے جو اس چاند پر گرتے ہی ٹوٹ
پھوٹ کر بکھر گئے تھے۔ اب بھی چاند کی سطح پر دور پتھروں
کے گرنے کی آواز آرہی تھی۔ کیٹی کو بھوک اور پیاس ستانے
کی حاجت نہیں تھی وہ اب یہ پتہ کرنا چاہتی تھی کہ اس جگہ
سے کیسے واپس اپنی زمین پر عنبر ناگ ماریہ اور تھیو سانگ جو لی
سانگ کے پاس جا سکتی تھی۔ ذرا آگے گئی تو ایک بہت بڑا گڑھا
آگیا۔ اس گڑھے کا منہ کئی کلومیٹر چوڑا تھا۔ کیٹی نے جھک کر
دیکھا تو اس کا دل دہل گیا۔ اتنا بڑا اور خوفناک گڑھا کیٹی
نے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔

اس نے زمین سے ایک پتھر اٹھا کر دیکھا۔ یہ بھربھرا تھا۔
کچھ پتھر سخت بھی تھے۔ وہ سمجھ گئی کہ یہ چاند بھی کبھی سورج
تھا۔ اور اس کو ٹھنڈے ہوئے کروڑوں بلکہ اربوں سال ہو گئے ہیں۔
لیکن فضا میں آکسیجن کی موجودگی اس بات کو ظاہر کر رہی تھی کہ اس
چاند پر کہیں نہ کہیں پانی ضرور ہوگا۔ اور پانی ہوگا تو پھر سبزہ بھی
ضرور ہوگا۔ ممکن ہے یہ چاند کی دوسری طرف ہو۔ یہ سوچتی ہوئی
کیٹی ایک طرف چلی جا رہی تھی۔ وہ چاند کے روشن حصے کی
طرف تھی۔ اس حصے پر دور ـــ بہت دور کسی سورج کی
روشنی پڑ رہی تھی۔

کیٹی چاند کے روشن حصے میں ساری رات چلتی رہی بلکہ یوں
کہنا چاہئے کہ وہ روشن دن میں چلتی رہی۔ کیونکہ کیٹی چاند کے
جس حصے پر چل رہی تھی وہاں سورج کی پھیکی روشنی پڑ رہی تھی
کافی دیر تک کھڈوں خشک نالوں اور گڑھوں میں سے گزرنے
کے بعد کیٹی اس علاقے میں پہنچ گئی جہاں سورج کی روشنی بہت
دور ہو گئی تھی اور ہلکا ہلکا اندھیرا شروع ہو گیا تھا۔ کیٹی دیر تک
اس ہلکے اندھیرے میں چلتی رہی۔ اس کے بعد وہ چاند کے اس
حصے میں آ گئی جہاں اندھیرا چھایا ہوا تھا مگر یہاں آسمان پر
ستارے اسے جھلملاتے نظر آ رہے تھے۔ کیونکہ اس چاند کے
گرد فضا کا غلاف تھا۔ ستاروں کی ہلکی ہلکی روشنی میں کیٹی کو

دور دور تک اونچے اونچے ٹیلے ہی دکھائی دے رہے تھے۔
ٹیلوں کے دامن میں گہری تاریکی تھی۔ مگر خلائی مخلوق ہونے
کی وجہ سے کیٹی اس اندھیرے میں بھی دیکھ سکتی تھی۔ ابھی
تک اسے کوئی جانور یا پرندہ تک نہیں ملا تھا۔ کوئی درخت یا پانی
کا چشمہ بھی نظر نہیں آیا تھا۔ کیٹی ان اونچے نوکیلی چوٹیوں
والے ٹیلوں سے بھی گزر گئی۔ ان ٹیلوں کے دوسری طرف آتے
ہی کیٹی کے سامنے ایک کھلا میدان پھیلا ہوا تھا۔ اس میدان
میں کہیں کہیں جھاڑیوں ایسے چھوٹے چھوٹے درخت بھی تھے
کیٹی ان کے پاس آ گئی۔ ان درختوں کے پتے چوڑے تھے۔
ایک جگہ اسے پانی کے گرنے کی آواز آئی۔ کیٹی نے اس طرف
جا کر دیکھا کہ ایک جگہ زمین کے اندر سے پانی کی دھار نکل کر
نیچے ایک چھوٹے سے گڑھے میں گر رہی تھی۔ گڑھے میں
پانی بھرا ہوا تھا۔ اور ایک چھوٹے سے نالے کی شکل میں دوسری
طرف بہہ رہا تھا۔ کیٹی اس نالے کے ساتھ ساتھ چلنے لگی۔ ایک جگہ
بیٹھ کر اس نے منہ ہاتھ دھویا اور پھر چل پڑی۔

ابھی تک اسے یہاں کی کوئی مخلوق نہیں ملی تھی۔ چونکہ
اس چاند پر آکسیجن بھی تھی۔ پانی اور درخت بھی تھے۔ اس
اعتبار سے کیٹی کو کو یقین تھا کہ یہاں کی مخلوق زمین کی مخلوق
سے ملتی جلتی ہوگی۔ میدان ختم ہو گیا سامنے ایک اونچا کالا

سیاہ پہاڑ آگیا۔ کیٹی نے دیکھا کہ زمین پر ایک پگڈنڈی بنی ہوئی
ہے جو کالے سیاہ اونچے پہاڑ کی طرف چلی گئی ہے۔ کیٹی کو
خیال آیا کہ اگر یہ پگ ڈنڈی ہے تو اس پر لوگ ضرور چلتے
ہوں گے۔ ورنہ یہ پگ ڈنڈی کبھی نہ بنتی۔ ابھی وہ یہ سوچ
ہی رہی تھی کہ اسے اپنے پیچھے گھوڑے کے ٹاپوں کی آواز
سنائی دی۔ کیٹی نے حیران ہو کر پیچھے دیکھا کہ یہاں گھوڑا کہاں
سے آگیا؟ وہ ایک پتھر کے پیچھے چھپ گئی کیونکہ اسے اندھیرے
میں دور سے ایک گھوڑ سوار آتا دکھائی دیا تھا۔ گھوڑ سوار
گھوڑے کو دوڑاتا چلا آرہا تھا۔ جب وہ کیٹی کے قریب سے
گزرا تو کیٹی نے دیکھا کہ گھوڑ سوار نے پرانے زمانے کا رومن جنگی
لباس پہن رکھا ہے۔ ہاتھ میں نیزہ ہے۔ گھوڑ سوار گھوڑے کو
دوڑاتا پہاڑ کی طرف اندھیرے میں غائب ہو گیا۔

ابھی کیٹی گھوڑ سوار کے بارے میں سوچ ہی رہی تھی کہ
اسے پیچھے سے ایسی آوازیں آتی سنائی دیں جیسے عورتیں دھیمی
دھیمی آواز میں دف بجاتی ہوئی گا رہی ہوں۔ ساتھ ہی گھنٹی
کی آواز بھی آرہی تھی۔ کیٹی وہیں پتھر کے پیچھے چھپی رہی۔
تھوڑی دیر میں کسی ملکہ کی سواری آ گئی۔ سیاہ فام غلاموں نے
پالکی اٹھا رکھی تھی۔ پالکی جگ مگ جگ مگ کر رہی تھی۔ پالکی
میں ایک انتہائی خوبصورت شہزادی چمکیلا شاہی لباس پہنے

بڑی شان سے بیٹھی تھی۔ پالکی کے آگے آگے کنیزیں دف بجاتی گیت
گاتی جا رہی تھیں۔ پالکی کے ساتھ سونے کی گھنٹیاں لٹک رہی
تھیں۔ جو چلتے میں بجتی تھیں۔ کیٹی نے غور سے دیکھا۔ پالکی میں بیٹھی
ہوئی ملکہ کی شکل اور لباس مصر کی ملکہ ایسا تھا۔ دیکھتے دیکھتے
ملکہ کی سواری بھی پہاڑ کی طرف تھوڑی دور جا کر اندھیرے میں
غائب ہو گئی۔

کیٹی سوچنے لگی کہ یہ کون سی دنیا ہے! یہاں رومن سپاہی
بھی ہیں اور مصر کی ملکہ بھی ہے۔ وہ پتھر سے نکل کر باہر آنے
ہی والی تھی کہ اچانک اسے پھر ڈھول تاشوں کی آوازیں سنائی
دیں۔ کیٹی نے دیکھا کہ ایک جلوس آرہا ہے جس کے آگے آگے
غلاموں نے مشعلیں اٹھا رکھی ہیں۔ درمیان میں ایک مہارانی
سونے کے ہیرے موتیوں والا تاج پہنے تخت پر بڑی آن بان
سے بیٹھی ہے۔ تخت غلاموں نے اٹھا رکھا ہے۔ کنیزوں کی ایک
ٹولی ڈھولکیں اور تاشے بجاتی ساتھ ساتھ چل رہی تھیں۔ یہ مہارانی
شکل اور لباس میں ہندوستان کی کوئی قدیم مہارانی لگ رہی تھی
اس کے پیچھے ایک رتھ پر خزانے کے صندوق لدے ہوئے تھے۔
جو کھلے تھے اندھیرے میں جواہرات اور سونے کی ڈلیاں صاف چمکتی
نظر آرہی تھیں۔

یہ جلوس بھی پہاڑ کی طرف چلا گیا۔ اس کے بعد کیٹی کو عورتوں

کے آہستہ آہستہ رونے کی آوازیں سنائی دیں۔ وہ پتھر کے پیچھے
چھپ کر بیٹھی تھی۔ اس نے دیکھا کہ کچھ غلام جنوں نے بابل کے
سپاہیوں ایسا لباس پہن رکھا تھا۔ ایک نوجوان اور حسین لڑکی
کو زنجیروں سے باندھے لئے آ رہے ہیں۔ پیچھے پیچھے عورتوں کی
ایک ٹولی روتی بین کرتی چلی آ رہی تھی۔ حسین لڑکی بابل کی کوئی
شہزادی لگ رہی تھی۔ اس کے بال کھلے تھے۔ آنکھوں سے
آنسو بہہ رہے تھے۔ اور اس نے اپنا سر جھکا رکھا تھا۔

یہ ٹولی بھی پہاڑ کی طرف جا کر تھوڑی دیر بعد غائب ہو
گئی۔ پھر چاروں طرف خاموشی چھا گئی۔ کیٹی کے دل میں خیال آیا
کہ معلوم کرنا چاہئے کہ یہ معمہ کیا ہے اور یہ قدیم زمانے کے لوگ
اس پہاڑ کی طرف کیوں جا رہے ہیں۔ اور یہ کہاں سے آ رہے ہیں!
ماما ٹی کون ہے؟ ملکہ کون تھی اور یہ بابل کی شہزادی کون تھی کہ
جس کو قیدی بنا کرلے جایا جا رہا تھا۔ اور یہ خزانہ کہاں سے لایا گیا
تھا اور کہاں لے جایا جا رہا تھا؟ ان سوالوں کے جواب حاصل
کرنے کے لئے کیٹی نے اونچے سیاہ پہاڑ کی طرف چلنا شروع کر
دیا۔ جس پگ ڈنڈی پر کیٹی چل رہی تھی۔ وہ اونچے پہاڑ کے
قریب پہنچ کر ایک درے کی صورت اختیار کر گئی۔ درہ اسے
کہتے ہیں جو دو اونچے پہاڑوں کے درمیان تنگ راستہ ہوتا
ہے۔ جونہی کیٹی قریب پہنچی اسے دو اونچے لمبے انسانی سائے

حرکت کرتے نظر آئے۔ کیٹی ایک طرف ہو گئی۔ وہ اندھیرے میں
دیکھ سکتی تھی مگر اسے کوئی دوسرا اندھیرے میں نہیں دیکھ سکتا تھا۔

کیٹی نے دو اونچے لمبے دیوقامت آدمی دیکھے جن کے ہاتھوں
میں لمبی لمبی تلواریں تھیں۔ وہ شاید پہرے دار تھے۔ اور پہاڑ کے
اندر جو غار کو جو راستہ جاتا تھا۔ اس کے باہر پہرہ دے رہے
تھے۔ یہ اس چاند کی مخلوق تھی۔ مگر عجیب بات تھی کہ ان آدمیوں
نے اندھیرے میں کیٹی کو نہیں دیکھا تھا۔ کیٹی کو پہاڑی کے اوپر
بھی ایسے ہی دو اونچے لمبے قد آور آدمی نظر آئے۔ ان کے
ہاتھوں میں لمبے لمبے نیزے تھے۔ پھر اوپر سے ایک آدمی نے
آواز دی۔

"سواریاں اندر چلی گئیں۔؟"

"ہاں۔"

نیچے سے دوسرے پہرے دار نے کہا:

یہ چاند کے سیارے میں رہنے والی اس انسان نما دیو ہیکل مخلوق
کی اپنی زبان تھی۔ پھر اوپر سے دوسرے آدمی نے کہا:

"مجھے اندھیرے میں کسی کے قدموں کی چاپ سنائی دی
تھی۔ دیکھو۔ یہاں کوئی رہ تو نہیں گیا سواریوں میں
سے۔؟"

اتنا سنتے ہی کیٹی پہاڑی کی دوسری طرف کو نکل گئی۔

وہ چھوٹے بڑے پتھروں کو پھلانگتی ہوئی اندھیرے میں پہاڑوں
کے عقبی حصے کی طرف آگئی۔ یہاں اس نے ایک ڈھلوان راستہ
دیکھا جو نیچے ایک گہرے گڑھے میں چلا گیا تھا۔ یہ گڑھا تاریک اور
گہرا تھا۔ کیٹی نے سوچا کہ وہ کچھ دیر کے لئے یہاں چھپ جائے گی۔
اس کے بعد آرام سے معلوم کرے گی کہ یہ معمہ کیا ہے؟ کیٹی نشیب
میں آکر گڑھے میں آگئی۔ وہ چھپنے کے لئے کوئی مناسب جگہ
تلاش کر رہی تھی کہ اس کی نظر گڑھے کی پتھریلی دیوار میں
بنے ہوئے ایک چھوٹے سے جنگلے پر پڑی۔ یہ لوہے کی سلاخوں
والا جنگلا تھا۔

کیٹی حیران ہوئی کہ یہ لوہے کا چھوٹا چوکور جنگلہ یہاں کس
لئے بنایا گیا ہے۔ جنگلہ زمین سے اتنا اونچا تھا کہ کیٹی ایڑیاں
اٹھا کر بھی اس کی دوسری طرف جھانک نہیں سکتی تھی۔ خاموشی
گہری تھی۔ کیٹی نے کان لگا کر سننے کی کوشش کی کہ دوسری طرف
سے کوئی آواز تو نہیں آتی جنگلے کی دوسری طرف بھی گہری
خاموشی تھی۔ کیٹی وہاں سے ہٹنے ہی والی تھی کہ اچانک اسے
ایک کمزور سی مردانہ آواز سنائی دی۔ کیٹی کے قدم وہیں رک گئے
اس نے کان لگا دئے۔ تھوڑی دیر بعد پھر وہی کمزور آواز
بلند ہوئی، کوئی بے حد ضعیف اور بے جان آواز میں پانی مانگ
رہا تھا۔ پانی کا لفظ بھی کسی دوسرے سیارے کی خلائی زبان

کا تھا۔ اس سے ثابت ہوتا تھا کہ جو شخص اس کے پیچھے موجود
ہے وہ چاند کا رہنے والا نہیں ہے۔

اب کیٹی نے جنگلے میں سے دوسری طرف جھانکنے کا فیصلہ
کر لیا۔ اس نے ادھر ادھر سے پتھر اکٹھے کر کے جنگلے کے نیچے
دو فٹ اونچا چبوترہ سا بنا لیا اور پھر اس پر چڑھ کر جنگلے میں
سے جھانک کر اندر دیکھا۔ پہلے تو اندھیرے میں اسے کچھ بھی
نظر نہ آیا۔ اندر تاریکی کی سیاہ چادر پھیلی ہوئی تھی۔ اسے پھر
وہی "پانی" مانگتی آواز سنائی دی۔ اب کیٹی سے رہا نہ گیا۔ یہ
آواز کسی بہت بوڑھے کمزور آدمی کی لگتی تھی کیٹی نے
اس کی زبان میں پوچھا:

"پانی کہاں ہے؟"

ایک پل کے لئے گہرا سناٹا چھا گیا۔ پھر اس کمزور آواز نے حیرت
کے ساتھ دبی دبی آواز میں پوچھا:

"تم کون ہو؟ تم میرے سیارے کی زبان کیسے جانتی ہو؟"

کیٹی نے کہا:

"یہ لمبی کہانی ہے۔ پہلے یہ بتاؤ کہ میں تمہیں پانی کہاں سے
لاکر دوں؟"

آواز نے کہا:

"جس جنگلے کے پاس تم کھڑی ہو اس کے ساتھ لوہے

کی زنجیر سے بندھا پانی سے بھرا ہوا ڈونگا لٹک رہا ہے۔ مگر تم اندر نہیں آسکتی ہو اور میں اٹھ کر ڈونگے کے پاس نہیں جا سکتا۔ میں دو روز سے پیاسا ہوں۔"

کیٹی نے دیکھا تو پتا چلا جنگلے کے ساتھ اندر کی جانب لوہے کی زنجیر لٹک رہی تھی۔ اس زنجیر کے نیچے ایک ڈونگا پانی سے بھرا ہوا لٹک رہا تھا۔ اب کیٹی نے غور سے دیکھا تو جنگلے کے پیچھے ایک گہرا گڑھا تہہ خانے کی طرز کا تھا۔ اس تہہ خانے کی دیواریں سیاہ پتھر کی تھیں۔ کونے میں کیٹی نے ایک ایسے بوڑھے کو دیکھا جس کے سر کے سفید بال اس کی مونچھوں اور داڑھی کے سفید بالوں سے مل گئے تھے۔ جسم ہڈیوں کا ڈھانچہ بن چکا تھا۔ اس کے پاؤں میں لوہے کی زنجیر پڑی تھی۔ جسے لوہے کے ایک کھونٹے سے باندھ دیا گیا تھا۔

یہ خوفناک منظر دیکھ کر کیٹی کا دل ہل گیا۔ اس نے فوراً اندر جانے کا فیصلہ کر لیا۔ مگر وہ سوچنے لگی کہ اس تہہ خانے کا کوئی دروازہ بھی ضرور ہوگا۔ اس نے بوڑھے سے پوچھا:

"بابا جان! کیا یہاں کوئی دروازہ نہیں ہے؟"

بوڑھے کی آواز آئی۔

"ایک دروازہ ہے۔ مگر وہ خفیہ ہے۔ مجھے معلوم نہیں وہ کیسے کھلتا ہے۔"

کیٹی نے اب اپنی خلائی طاقت آزمانے کا فیصلہ کیا اور جنگلے کو دونوں

ہاتھوں سے پکڑ کر اپنی طرف ایک ہلکا سا جھٹکا دیا۔ لوہے کا جنگلہ کھٹاک سے نکل کر کیٹی کے ہاتھ میں آ گیا۔ کیٹی آہستہ سے جنگلے میں سے اندر کو ہو گئی۔ اندر ہوتے ہی کیٹی نے لوہے کے جنگلے کو دوبارہ اسی جگہ پر پھنسا دیا۔ اور نیچے چھلانگ لگا دی۔ جنگلے سے گڑھے کے فرش تک کا فاصلہ کوئی سات فٹ کا تھا۔ کیٹی نے لوہے کی زنجیر میں سے پانی والا ڈونگا نکالا اور اسے لے کر کونے میں زنجیر سے بندھے ضعیف بزرگ کے پاس گئی۔ بوڑھے نے اپنا کمزور سفید بالوں والا چہرہ اٹھا کر کیٹی کو دیکھا پھر پانی کے چند گھونٹ پیئے اور کہا:

"بیٹی اس ڈونگے کو وہیں لٹکا دو۔"

کیٹی ڈونگے کو زنجیر کے ساتھ لٹکا کر واپس آ گئی۔ اب اس نے بوڑھے سے پوچھا کہ وہ کون ہے اور جادو کی مخلوق نے وہاں کیوں بند کر رکھا ہے۔ کیٹی نے بوڑھے کو یہ نہیں بتایا تھا کہ اس نے ابھی تھوڑی دیر پہلے ایک رومن سپاہی۔ ایک ہندوستانی مہارانی اور ایک مصری شہزادی اور دھڑ پر لدا ہوا خزانہ دیکھا تھا۔ بوڑھے نے آہستہ سے پوچھا:

"پہلے یہ بتاؤ بیٹی! تم یہاں کیسے آئی ہو؟ تم کس ستارے سے آئی ہو؟"

کیٹی نے چند لفظوں میں اپنی ساری کہانی پہنچا بیان کر دی۔ بوڑھا کیٹی کو اندھیرے میں اپنی بوڑھی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا۔

کہنے لگا:

"میرا تعلق یہاں سے دور اوشان سیارے سے ہے۔ اوشان سیارے کا میں سب سے بڑا سائنس دان ہوں۔ یہ لوگ مجھے میرے سیارے سے اغوا کر کے یہاں لے آئے تھے۔"

کیپٹن نے پوچھا:

"بابا جان! آپ کو کیوں اغوا کیا گیا؟"

بوڑھا کہنے لگا:

"اس چاند کی یہ مخلوق ایک عرصہ سے اپنے ویران چاند پر رہ رہی ہے۔ ان کے چاند پر کوئی زمین کی دولت نہیں ہے۔ یہاں نہ تو سونا نکلتا ہے اور نہ ہیرے جواہرات پائے جاتے ہیں۔ یہاں کوئی عورت بھی زندہ نہیں رہتی۔ بچہ پیدا کر کے مر جاتی ہے۔ اس مخلوق کو معلوم ہوا کہ اوشان میں ایکائی نام کا ایک سائنس دان ہے جو میں ہوں اور جو نہ صرف یہ کہ ایک ایسا فارمولا جانتا ہے جو زمین کے ترقی یافتہ سیارے کے قدیم بادشاہوں کے خزانے زمین سے اٹھا کر یہاں لا سکتا ہے۔ بلکہ اس زمانے کی عورتیں جرنیل اور بڑی مہارانیاں اور شہزادیاں بھی اپنے سائنسی فارمولے کی مدد سے یہاں لا سکتا ہے۔ پس وہ مجھے میرے سیارے سے اغوا کر کے یہاں لے آئے۔ میرا نام ایکائی ہے اور میں ہی وہ سائنس دان ہوں جو ایک ایسے فارمولے کو جانتا ہوں

جس کی مدد سے کسی بھی سیارے کی مخلوق اور اس کی دولت کو کسی دوسرے سیارے پر لایا جا سکتا ہے۔ انہوں نے پہلے تو میری بڑی آؤ بھگت کی پھر جبر سے میرا فارمولا معلوم کر لیا اور اس کے ذریعے سے زمین سے قدیم بادشاہوں کے دفن شدہ خزانے اور قدیم زمانے کی شہزادیاں مہارانیاں، اور جرنیل یہاں لانے شروع کر دیے۔"

کیپٹن نے کہا:

"مگر انہوں نے قدیم زمانے کی مہارانیاں لانے کا فیصلہ کیوں کیا؟ یہ آج کے ماڈرن زمانے کی عورتیں بھی دنیا سے لا سکتے تھے۔"

بوڑھے سائنس دان ایکائی نے کہا:

"اس لئے کہ قدیم زمانے کے خزانے بے حد قیمتی ہیں۔ اور ان کے خیال میں قدیم زمانے کی مہارانیاں زیادہ خوبصورت اور صحت مند ہوتی تھیں۔"

کیپٹن نے پوچھا:

"یہ قدیم مہارانیوں جرنیلوں اور شہزادیوں کو یہاں کیوں لا رہے ہیں۔؟"

ایکائی نے کہا:

"یہ ان پر ایک ایسا تجربہ کر رہے ہیں کہ جب یہ ان کی

شادیاں اپنی مخلوق سے کریں تو وہ خوبصورت بچے پیدا کریں
اور بچہ پیدا کر کے مر نہ جائیں۔ اس طریقے سے وہ اپنے چاند
پر حسین ترین نسل آباد کرنا چاہتے ہیں جو چاند کی حسین مخلوق
کہلائے گی۔ اور پھر جب یہ بہت زیادہ طاقتور ہو جائیں گے
اور بہت ترقی کر لیں گے تو زمین پر حملہ کر کے اسے تباہ و برباد
کر کے اس پر قبضہ کر لیں گے۔"

کیٹی نے کہا:

"کیا انھوں نے قدیم زمانے کی شہزادیوں کی شادیاں اپنے
ان کے آدمیوں سے کرنی شروع کر دی ہیں!"

ایکائی نے بتایا کہ ابھی ان شہزادیوں کو قید میں رکھا گیا ہے زمین
سے ان کی آمد کا سلسلہ جاری ہے ابھی یہ لوگ تجربے کر رہے ہیں
جونہی انھوں نے ایسی دوائی ایجاد کر لی کہ جس کے استعمال سے عورت
یہاں بچہ پیدا کر کے مر نہ جائے وہ قدیم مہارانیوں اور شہزادیوں سے
یہاں کے لوگوں کی شادیوں کا سلسلہ شروع کر دیں گے۔ اور اس کے بعد
یہ لوگ تمہاری زمین سے بھی صحت مند نوجوان لڑکیوں کو اٹھا کر یہاں
اغوا کر کے لانا شروع کر دیں گے۔

ایکائی نے آہ بھر کر کہا:

"میں انھیں اپنا فارمولا کبھی نہیں بتانا چاہتا تھا۔ مگر انھوں
نے مجھے بے حد اذیتیں دیں اور آخر میں ایک ایسا انجکشن

لگا دیا کہ جس کے بعد میں بے ہوش ہو گیا اور بے ہوشی ہی
میں انھیں اپنا فارمولا بتا دیا۔"

کیٹی فکرمند ہو گئی۔ اس نے کہا:

"یہ تو بڑی تباہ کن بات ہوگی بابا! اگر انھوں نے زمین سے
لڑکیوں کو اغوا کرنا شروع کر دیا تو یہ سلسلہ کبھی ختم نہیں
ہوگا۔ اور دنیا میں تباہی مچ جائے گی۔ کوئی گھر ایسا نہ رہے
گا جس میں سے ایک یا دو لڑکیاں اغوا کر کے اس چاند
پر نہ پہنچا دی گئی ہوں۔"

سائنس دان ایکائی نے کہا:

"کاش میں فارمولا بتانے سے پہلے ہی مر گیا ہوتا۔ مگر
ایسا نہ ہو سکا۔"

اور بوڑھا سائنس دان سر جھکا کر چپ ہو گیا۔ کیٹی بھی خاموش
ہو گئی۔ وہ سوچ رہی تھی کہ اس انوکھے چاند کی مخلوق کی تباہی سے
اپنی دنیا کی معصوم لڑکیوں کو کیسے بچایا جائے۔ آخر اس نے بوڑھے
سائنس دان سے مشورہ لینے کا سوچا اور پوچھا۔

تباہ کن انجکشن

"بابا: تمہارے خیال میں قدیم دنیا کی سہانیوں شہزادیوں
اور زندہ دنیا کی معصوم بے گناہ لڑکیوں کو بچانے کا کیا طریقہ
ہو سکتا ہے! اگر یہ چاند کی مخلوق دوائی ایجاد کرنے میں
کامیاب ہو گئی تو ہماری زمین پر نہ دولت رہے گی اور نہ
کوئی لڑکی باقی رہے گی۔ یہ لوگ تو دنیا کی ساری دولت
اور ساری صحت مند لڑکیاں اٹھا کر چاند پر لے آئیں گے۔"
بوڑھے سائنس دان اکیائی نے آہ بھری اور پھر جلدی سے بولا:
" وہ آ رہا ہے۔ جلدی سے کہیں چھپ جاؤ۔ سامنے والی دیوار
سے ابھی دروازہ کھلے گا۔ ادھر کونے کے اندھیرے میں چھپ
جاؤ۔ اس مخلوق کو اندھیرے میں بہت کم نظر آتا ہے۔"
کیٹی جلدی سے کونے کے اندھیرے میں چھپ کر بیٹھ گئی۔ سامنے
والی پتھریلی دیوار ایک آواز کے ساتھ کھل گئی اور اس میں سے ایک
اونچا لمبا دیو قامت چاند کا آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں
ایک سلنڈر تھا۔ سلنڈر میں سے ہلکی ہلکی گیس نکل رہی تھی۔ اس

آتے ہی بوڑھے اکیائی کو ایک ٹھوکر ماری اور کہا:
" ہم نے اس ٹیوب میں تمام فارمولوں کے کیمیکلز ملا کر دیکھ
لئے ہیں مگر نتیجہ صفر نکلتا ہے۔ بتاؤ اصل کیمیکل کونسا ہے
اور اس کا نمبر کیا ہے؟"
اکیائی کو اصل کیمیکل معلوم تھا مگر اس نے ایک بار پھر چاند
کی مخلوق کو غلط کیمیکل اور اس کا نمبر بتا دیا۔ اس آدمی نے
بوڑھے کو غضبناک آواز میں کہا:
" پچھلی بار بھی تم نے غلط کیمیکل بتایا تھا۔ اس بار بھی اگر
کیمیکل کا نمبر غلط نکلا تو تیری ہڈیاں پیس کر رکھ دوں گا۔"
یہ کہہ کر اونچا لمبا آدمی لمبے لمبے ڈگ بھرتا جھک کر خفیہ دروازے
میں سے نکل گیا۔ اس کے جاتے ہی دروازہ اپنے آپ بند ہو گیا کیٹی
لپک کر بوڑھے کے پاس آ گئی۔ وہ اپنی ٹانگ کو سہلا رہا تھا۔
کہنے لگا:
" انہوں نے مجھے بہت اذیتیں دی ہیں۔ بہت مارا ہے
اب تو درد کا احساس بھی کم ہونے لگا ہے۔"
کیٹی نے کہا:
" بابا: تم نے کیمیکل کا نمبر غلط بتایا ہے جب انہیں
معلوم ہو گا تو وہ تمہیں زندہ نہیں چھوڑیں گے۔"
بوڑھا کہنے لگا:

"اب تو میں مر ہی جاؤں تو اچھا ہے۔ لیکن انہیں اصلی
کیمیکل کا نمبر نہیں بتاؤں گا۔ اب میں سمجھ گیا ہوں کہ انہیں
کس کیمیکل کی ضرورت ہے۔ میں جان دے دوں گا مگر یہ
کیمیکل اور اس کا نمبر انہیں نہیں بتاؤں گا۔ کیونکہ جونہی
انہیں اصل کیمیکل معلوم ہو گیا یہ دوائی تیار کر لیں گے
اور پھر دنیا سے نوجوان لڑکیوں کا اغوا شروع ہو
جائے گا۔ اور تمہاری دنیا کے ہر گھر میں کہرام مچ جائے
گا۔ کیونکہ پھر کوئی عورت یہاں ایک بچہ پیدا کر کے نہیں
مرے گی۔ پھر وہ جتنے چاہے بچے پیدا کر سکے گی اور
چاند کی مخلوق اتنی زیادہ ہو جائے گی اور اتنی طاقتور
ہو جائے گی کہ یہ دنیا پر حملہ کر کے سے تہس نہس کر کے
رکھ دیں گے۔"

کیٹی کا ذہن تیزی سے کام کرنے لگا تھا۔ مگر وہ اس بوڑھے
سائنس دان اکیائی کی مدد کے بغیر کچھ نہیں کر سکتی تھی۔ اسے معلوم
تھا کہ یہ بوڑھا سائنس دان لاکھ انہیں کیمیکل کا نمبر نہ بتائے مگر وہ
آخر میں انجکشن لگا کر اس سے کیمیکل کا نمبر معلوم کر لیں گے۔ انہوں
نے اسے اسی لئے ابھی تک زندہ رکھا ہوا تھا۔

کیٹی نے پوچھا!

"بابا! کوئی ایسی ترکیب نہیں ہو سکتی کہ اس مخلوق کی

لیبارٹری کو تباہ کر دیا جائے۔ نہ رہے بانس نہ بجے
بانسری ــــ"

سائنس دان نے اپنا کمزور سر جھکا لیا۔ زیادہ بولنے سے وہ
کھانسنے لگا تھا۔ کچھ دیر کھانسنے کے بعد وہ کیٹی کی طرف چہرہ
اٹھا کر بولا!

"بیٹی! یہ لوگ مجھے آہستہ آہستہ مار رہے ہیں ابھی
چونکہ انہیں میری ضرورت ہے اس لئے ایک دم سے
مجھے ہلاک نہیں کر رہے۔ یہ دو دن کے بعد مجھے کھانے
کو کیپسول اور پینے کو پانی دیتے ہیں۔ انہوں نے میرے
سامنے پنجرے میں پانی کا ڈونگا لٹکا رکھا ہے تاکہ میں اسے
دیکھ دیکھ کر تڑپتا رہوں۔ دوسرے دن ایک آدمی اندر
آ کر مجھے دو کیپسول کھانے کو دیتا ہے جس سے میری
بھوک تھوڑی سی مٹ جاتی ہے اور اس ڈونگے
سے پانی نکال کر پلاتا ہے اور ڈونگا دوبارہ بھر کر
دو دن کے لئے چلا جاتا ہے۔ میرے پاؤں میں زنجیر
بندھی ہے میں ایک قدم بھی نہیں چل سکتا کہ پانی کا
ایک گھونٹ ہی پی لوں۔ تمہاری مہربانی کہ تم آگئیں اور
میری پیاس بجھی۔ وہ آج رات کسی وقت کھانا دینے آنے
والے ہیں تم اس وقت پنجرے سے نکل کر باہر چلی جانا۔ کیونکہ

وہ جب کھانے کا کیپسول لے کر آتے ہیں تو تھوڑی دیر یہاں ضرور ٹھہرتے ہیں۔ خطرہ ہے کہ وہ تمہیں دیکھ لیں گے۔"

کیٹی نے کہا:

"تم فکر نہ کرو بابا! میں جنگلے سے باہر نکل جاؤں گی مگر یہ بتاؤ کہ ہم ان کی لیبارٹری کو تباہ کیسے کر سکتے ہیں؟"

بوڑھا سائنس دان سوچ میں پڑ گیا۔

کہنے لگا:

"یہ کام بہت مشکل ہے۔ مجھے ایسا کوئی راستہ دکھائی نہیں دیتا۔ اس مخلوق کی لیبارٹری پہاڑ کے نیچے تہہ خانے میں ہے۔ وہاں تک کوئی نہیں جا سکتا۔"

کیٹی نے اب بوڑھے سائنس دان کو بتایا کہ وہ سوائے آگ کے اور کسی شے سے نہیں مر سکتی۔ اس لئے وہ جان کی بازی لگا کر بھی تہہ خانے کی لیبارٹری میں جا سکتی ہے۔ مگر اس کے پاس ایسا فارمولا ضرور ہونا چاہیے جس پر عمل کرنے سے لیبارٹری کو تباہ کیا جا سکے۔

سائنس دان کہنے لگا!

"اگر تم صرف آگ سے مر سکتی ہو تو یہ تمہیں آگ سے ہی

مار ڈالیں گے۔ جب انہوں نے دیکھا کہ تلوار کا تم پر اثر نہیں ہوتا تو یہ تمہیں ایک خاص کیمیکل کے ذریعے آگ لگا دیں گے۔ ان لوگوں کے پاس حیرت انگیز کیمیکلز ہیں اس معاملے میں یہ بہت ترقی یافتہ ہیں۔

وہ باتیں کر ہی رہے تھے کہ بوڑھے سائنس دان نے تہہ خانے کے باہر سے آتی چاند کی مخلوق کے بھاری قدموں کی دھمک محسوس کر لی۔ اس نے جلدی سے کہا:

"بیٹی! جنگلے میں سے باہر کو جاؤ اور باہر جاتے ہی جنگلہ اپنی جگہ پر لگا دینا۔ وہ لوگ کیپسول لے کر آ رہے ہیں۔"

کیٹی لپک کر جنگلے کے نیچے آئی۔ اس نے اچھل کر جنگلے کو پکڑا اوپر چڑھ کر جنگلے کو الگ کیا۔ پھر دوسری طرف لٹک کر ایک ہاتھ سے لوہے کے جنگلے کو اسی جگہ لگا دیا اور نیچے پتھروں کے ابھار پر پاؤں رکھ کر زمین پر اتر آئی اور وہیں ایک طرف اندھیرے میں چھپ کر بیٹھ گئی۔ اسے تہہ خانے کی دیوار کھلنے کی آواز سنائی دی پھر کسی نے زنجیر سے پانی کا ڈونگا نکالا۔ خدا کا شکر ہے کہ زنجیر جنگلے کے ساتھ نہیں بندھی ہوئی تھی۔ ورنہ جنگلا اپنی جگہ سے کھسک سکتا تھا۔ اس کے بعد اندر سے چاند کی مخلوق کی بوڑھے سائنسدان سے باتیں کرنے کی دھیمی دھیمی آوازیں آنے لگیں۔ دیر تک یہ آوازیں آتی رہیں۔ پھر دیوار کا خفیہ دروازہ کھلا اور بند ہو گیا۔ جب تہہ خانے

میں دیر تک مکمل خاموشی چھائی رہی تو کیٹی نے پتھروں پر کھڑے ہو کر جھنجھے میں سے اندر جھانک کر دیکھا۔

تہہ خانے میں بوڑھا سائنس دان سر جھکائے اکیلا ہی بیٹھا تھا۔ کیٹی اسی طرح سے دوبارہ تہہ خانے میں کود گئی۔ بوڑھے سائنسدان نے اس کی طرف دیکھ کر کہا!

"کل تک انہیں علم ہو جائے گا کہ میں نے انہیں جو کیمیکل اور اس کا نمبر بتایا تھا۔ وہ بھی غلط تھا۔ اس کے بعد ہو سکتا ہے وہ مجھے انجکشن لگا کر مجھ سے اصلی کیمیکل اور اس کا نمبر معلوم کر لیں"

کیٹی پریشان ہو کر بولی:

"یہ تو غضب ہو جائے گا!! اگر انہیں اصل کیمیکل اور اس کا نمبر معلوم ہو گیا تو پھر ہماری دنیا پر تباہی نازل ہو جائے گی"

بوڑھے سائنس دان نے پہلو بدلتے ہوئے کہا:

"میں خود پریشان ہوں۔ سمجھ میں نہیں آ رہا کہ اب کیا کروں۔ کوئی دوسرا راستہ دکھائی نہیں دیتا۔ کل تک ان کا تجربہ پھر ناکام ہو جائے گا۔ اور وہ مجھے انجکشن لگانے یہاں آ جائیں گے"

کیٹی نے سخت مایوسی کے عالم میں پوچھا!

"کیا کوئی ایسا طریقہ نہیں ہے کہ دنیا کی لاکھوں معصوم بچیوں کو اغوا ہونے سے اور یہاں آ کر برباد ہونے سے بچایا جا سکے"!

بوڑھا سائنس دان خاموش تھا۔ کیٹی نے کچھ کہنا چاہا تو اس نے انگلی کے اشارے سے کیٹی کو خاموش رہنے کو کہا۔ شاید وہ کچھ سوچ رہا تھا۔ کسی اہم نقطے پر غور کر رہا تھا۔ کیٹی وہیں خاموش ہو گئی۔ بوڑھے اکیائی نے زمین کو گھورتے ہوئے کہا۔

"اب اس کے سوائے کوئی چارہ نہیں کہ میں اپنا فارمولا فلیش بیک استعمال کروں"

کیٹی نے دبی زبان میں پوچھا!

"یہ فارمولا فلیش بیک کیا ہے؟"

بوڑھے اکیائی نے کیٹی کی طرف چہرہ اٹھایا اور کہا!

"یہ میرا وہی فارمولا ہے جس کی مدد سے چاند کی مخلوق نے پرانے زمانے کی شہزادیوں مہارانیوں اور مصر کی ملکہ کو یہاں بلا لیا ہے۔ ہمارے ہاں انسان مر جاتا ہے مگر سائنس کے مطابق دنیا میں مادہ اور روح فنا نہیں ہوتے۔ مادہ ایٹم کے نظر نہ آنے والے ذرے کی شکل میں زندہ رہتا ہے اور انسان مرنے کے بعد اپنے پیچھے دنیا میں اپنا عکس چھوڑ جاتا ہے۔ میرا فارمولا اسی انسانی عکس کو ماضی کی

تاریکیوں سے یہاں کھینچ لاتا ہے۔ اس کا ثبوت تم
اپنی آنکھوں سے دیکھ چکی ہو۔"
کیٹی نے کہا:
"ہاں، مگر تم ماضی سے کس کو بلانا چاہتے ہو؟"
اکیالی بولا:
"ایک مدت ہوئی۔ تمہاری دنیا کے ایک سائنس داں
نے پلاسٹک اور فولاد کی مدد سے ایک بہت ہی طاقتور
اور اونچا لمبا گوریلا تیار کیا تھا۔ جس کا نام اس نے
کنگ کانگ رکھا تھا۔ میں ماضی کے زمانے میں سے اس
گوریلے کنگ کانگ کو یہاں بلاؤں گا۔ وہ میرے حکم
کے زیر اثر ہوگا۔ میں اسے جو حکم دوں گا وہ وہی کرے
گا۔ صرف کنگ کانگ ہی ہمیں اور تمہاری دنیا کی معصوم
بچیوں کو چاند کی اس وحشی مخلوق سے نجات دلا سکتا ہے۔"
کیٹی نے پوچھا:
"مگر اکیالی! تمہارے پاس وہ فارمولا کہاں ہے؟
اور پھر تمہارے پاس یہاں لیبارٹری بھی نہیں ہے۔"
اکیالی نے کہا:
"ہم لوگ تمہاری زمین کے سائنس دانوں سے بہت
زیادہ تیز اور ترقی یافتہ ہیں۔ فارمولا فلیش بیک ہے

زبانی یاد ہے۔ میں نے اس کے الفاظ کو اس طرح
ترتیب میں لگایا ہے کہ جب میں اسے بولوں گا تو ہوا
میں ان الفاظ کی وجہ سے خاص قسم کی لہریں پیدا ہوں
گی۔ یہ لہریں ایک دوسری سے ٹکراتی ہوئی ماضی
میں چلی جائیں گی اور پھر وہاں سے کنگ کانگ کے
بھٹکتے ہوئے عکس کو پورے گوریلے کی شکل دے کر
یہاں میرے پاس لے آئیں گی۔ وہ کنگ کانگ ایک
طاقتور فولادی جانور ہوگا۔ اور میرے حکم کا پابند
ہوگا۔ اس کی مدد سے ہم چاند کی اس دیوقامت
مخلوق کو اس لیبارٹری سے بھگا سکتے ہیں۔ بس صرف
یہی ایک ترکیب ہے میرے پاس۔ اس بارے میں
تمہارا کیا خیال ہے؟"
کیٹی نے کہا:
"اکیالی! اگر تم کنگ کانگ کو بلا سکتے ہو تو ضرور
بلاؤ۔ کیونکہ چاند کی مخلوق انسانیت کی دشمن ہے۔
اور اس کا تباہ ہونا انسانیت کی خدمت میں شامل
ہوگا۔ مگر جو لوگ پہلے ہی ماضی کے زمانے سے
نکل کر یہاں آچکے ہیں ان کا کیا بنے گا؟"
اکیالی کہنے لگا:

"ان کو میں اپنے اسی فارمولے کو الٹا پڑھ کے
واپس ان کے زمانے میں پہنچا دوں گا۔"

کیٹی بولی:

"تو پھر کنگ کانگ کو بلا لو۔ ہمیں یہ آپریشن ابھی
سے شروع کر دینا چاہیے۔"

اکیانی سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔ اس نے کیٹی کو اپنے پیچھے آ
کر بیٹھنے کا اشارہ کیا اور خود اونچی آواز میں تین بار فارمولا
فلیش بیک دہرایا۔ اس کے پڑھنے سے تہ خانے کی فضا میں
ایک غبار سا چھا گیا۔ جب غبار ہٹا تو کیٹی کی آنکھوں کے سامنے
اونچا لمبا جیبا تمک شکل والا گوریلا موجود تھا۔ جس کا قد اتنا
اونچا تھا کہ وہ جھکا ہوا تھا۔ اور اس کے حلق سے گھراہٹ
کی آواز نکل رہی تھی۔ فولادی جسم چمک رہا تھا۔ آنکھوں میں سرخ
روشنی تھی۔ چوڑے نتھنوں سے بھاپ کی لہریں نکل رہی تھیں۔
وہ کیٹی اور بوڑھے اکیانی کی طرف گھور کر اپنی لال لال آنکھوں
سے تک رہا تھا۔

اکیانی نے اسے کہا:

"کنگ کانگ، میں نے تمہیں ایک خاص کام کے لئے
یہاں بلایا ہے۔ کیا تم تیار ہو؟"

فولادی دیو قامت کنگ کانگ نے اپنے سینے پر زور سے ہاتھ

مارا۔ جس سے اس قدر آواز پیدا ہوئی کہ تہ خانے کی دیواریں
لرز گئیں۔ کنگ کانگ کے حلق سے غراہٹ کی تیز آواز نکلی اور
اس نے سر ہلا کر ظاہر کیا کہ وہ تیار ہے۔

اکیانی نے کہا:

"میرے پاؤں کی زنجیر توڑ دو۔"

کنگ کانگ نے ایک انگلی سے زنجیر توڑ دی۔ بوڑھا
سائنس دان اکیانی اٹھ کھڑا ہوا۔ کیٹی اس کے پیچھے کھڑی
کنگ کانگ کو غور سے تک رہی تھی۔ اکیانی نے سامنے والی دیوار
کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا:

"اس دیوار کو توڑ کر پہاڑ والے غار میں جاؤ۔ وہاں
ایک لیبارٹری ہے جہاں چاند کی مخلوق ایک انسان دشمن
دوائی تیار کر رہی ہے۔ جا کر اس لیبارٹری کی تمام چیزوں
کو تباہ کر دو اور جو تمہارے راستے میں آئے اسے وہیں
ختم کر دو۔"

کنگ کانگ نے سینے پر زور سے ہاتھ مار کر سر جھکایا اور دیوار
کی طرف ایک قدم اٹھایا اور پھر ایک ہی ٹکّے سے دیوار کو گرا دیا۔
ایک دھماکے سے دیوار دوسری طرف جا گری۔ کنگ کانگ اب
پہاڑی کی سرنگ کی طرف بڑھا۔ جس کے اندر لیبارٹری تھی۔

اکیانی نے کیٹی سے کہا:

"میرے ساتھ آؤ کیپٹن۔ ہم باہر کسی گڑھے میں چھپ جاتے ہیں۔"

اکیانی اور کیپٹن تہہ خانے سے نکل کر اندھیرے میں کچھ فاصلے پر ایک گہرے گڑھے میں اتر کر چھپ گئے۔ تہہ خانے کی دیوار گرنے کا دھماکہ سن کر چاند کی دیو قامت مخلوق درّے سے نکل کر تہہ خانے کی طرف بڑھی۔ جونہی انہوں نے کنگ کانگ کو آتے دیکھا تو وہیں رک گئے۔ اتنا اونچا اور قوی ہیکل جانور انہوں نے آج تک نہیں دیکھا تھا۔ کنگ کانگ کے نتھنوں سے بھاپ نکل رہی تھی۔ وہ غراتا ہوا ایک ایک قدم بڑھاتا ان کی طرف بڑھ رہا تھا۔ چاند کے آدمیوں نے اس پر نیزے پھینکے مگر کنگ کانگ پر کیا اثر ہو سکتا تھا۔ وہ سرنگ میں آگیا۔ یہاں پہرے داروں نے تلواروں سے کنگ کانگ پر حملہ کر دیا اور کنگ کانگ نے ان سب کو اپنے ہاتھوں میں کچل کر رکھ دیا۔ لیبارٹری میں شور پہنچ گیا کہ کوئی بھیانک عفریت اندر آرہا ہے۔ لیبارٹری کے چیف نے فوراً آگ برسانے والی گن اٹھائی اور سرنگ میں آگیا۔ کیا دیکھتا ہے کہ ایک بہت بڑا خوفناک گوریلا اس کی طرف بڑھا چلا آرہا ہے۔ اس نے گن فائر کر دی۔

گن سے آگ کا شعلہ نکل کر کنگ کانگ پر پڑا۔ لیکن یہ شعلہ بھی کنگ کانگ کا کچھ نہ بگاڑ سکا۔ کنگ کانگ نے آگے بڑھ کر چیف

کو بھی گردن سے پکڑ کر چوہے کی طرح اٹھایا اور زور سے دیوار کے ساتھ دے مارا۔ چیف کی ہڈیاں سرمہ بن گئیں۔ کنگ کانگ کے اب جو بھی سامنے آتا وہ اسے کچل ڈالتا۔ پھر وہ لیبارٹری میں داخل ہو گیا۔ لیبارٹری میں جو چاند کے سائنس دان کام کر رہے تھے۔ وہ کنگ کانگ کو دیکھ کر ادھر ادھر بھاگنے لگے۔ مگر کنگ کانگ نے ایک ایک کر کے سب کو ختم کر دیا۔ پھر اس نے میزوں پر رکھی ہوئی تمام شیشے کی بوتلوں سنڈاسوں اور شیشے کی نلکیوں اور محلول کی بوتلوں کو تہس نہس کر ڈالا۔ چند لمحوں میں لیبارٹری پوری کی پوری تباہ ہو چکی تھی۔ کنگ کانگ کا غصہ اب بھی ٹھنڈا نہ ہوا۔ اس نے لیبارٹری میں آگ لگا دی۔ وہ آگ کے شعلوں میں سے بڑے آرام سے باہر نکل آیا۔ سرنگ میں سے گزرتا تہہ خانے کی گری ہوئی تباہ شدہ دیوار [illegible] زور سے غرایا۔

گڑھے میں چھپے ہوئے سائنس دان اکیانی نے اس کی [illegible] سنی تو کیپٹن سے کہا!

"کنگ کانگ جس مقصد کو لے کر گیا تھا اس میں کامیاب ہو کر واپس آگیا ہے۔ آؤ میرے ساتھ۔ اب ہمیں چاند کی مخلوق سے کوئی خطرہ نہیں ہے۔"

اکیانی کیپٹن کو لے کر کنگ کانگ کے [illegible] واپس آیا۔ کنگ کانگ

نے سر کو جھٹکتے ہوئے غراہٹ میں کہا کہ وہ جس کام کے لیے
گیا تھا پورا ہو گیا ہے۔

الیاؤ نے کنگ کانگ سے کہا:

"تم اسی ٹوٹے ہوئے تہہ خانے میں ٹھہرو۔ میں ابھی
واپس آتا ہوں۔"

کنگ کانگ تہہ خانے کے فرش پر جا کر بیٹھ گیا اور بار بار
سینے پر ہاتھ مارنے لگا۔ الیاؤ نے کیٹی کو ساتھ لیا اور سرنگ
میں داخل ہو گیا۔ راستے میں جگہ جگہ چاند کی مخلوق کی لاشیں بکھری ہوئی
تھیں۔ پہاڑی میں آگ دھڑا دھڑ جل رہی تھی۔ دونوں سرنگ
سے باہر آ گئے۔

الیاؤ کہنے لگا:

"دوسری طرف ایک تہہ خانہ ہے۔ وہاں پرانے زمانے
سے آئی ہوئی مخلوق موجود ہے۔ چلو، انہیں واپس ان
کے زمانے میں بھیجتے ہیں۔ کیونکہ اب ان کی کوئی ضرورت
باقی نہیں رہی۔"

دوسرے تہہ خانے میں کیٹی نے سب سے پہلے مصر کی ملکہ کو
دیکھا۔ وہ اپنے تخت پر بالکل ساکت ہو کر خاموش بیٹھی تھی۔
کنیزیں اس کے تخت کے ارد گرد کھڑی اسے مورچھل سے ہوا
دے رہی تھیں۔ دوسرے تخت پر ہندوستان کی مہارانی بیٹھی

تھی اور خادمائیں اس کے پاؤں کو دبا رہی تھیں۔ کونے
میں وہ حسین لڑکی بیٹھی تھی۔ جس کے پاؤں میں زنجیر بندھی تھی۔
اس کے پاس ہی خزانہ بھی موجود تھا۔ اور رومن جرنیل اور
غلام دیوار کے ساتھ بالکل بت بنے کھڑے تھے۔

الیاؤ نے کہا:

"چاند کی مخلوق نے تمہیں تمہارے زمانے سے یہاں لا کر بہت
تکلیف دی۔ میں اس کے لئے شرمندہ ہوں۔ کیونکہ انہوں
نے مجھ سے دھوکے سے فارمولا نکلوا کر معلوم کر لیا تھا
مگر اب میں تم سب کو تمہارے زمانے میں واپس پہنچا رہا
ہوں۔"

اس کے ساتھ ہی سائنس دان الیاؤ نے فارمولا ٹائم بیک کو دوبارہ
پڑھا۔ ایک بادل سا تہہ خانے میں چھا گیا۔ جب بادل چھٹا تو دیکھا کہ نہ
مصر کی ملکہ تھی، نہ ہندوستان کی مہارانی تھی۔ اور نہ رومن سپاہی
اور غلام ہی تھے۔ بوڑھے سائنس دان نے الیاؤ [illegible] سے
کہا:

"شکر ہے وہ سب لوگ اپنے اپنے زمانے میں واپس
جا چکے ہیں۔"

وہ کیٹی کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا:

"ہمارا کام ختم ہو چکا ہے۔ ہم نے تمہاری زمین سے دور

کو اس مخلوق کے ظلم سے بچا لیا ہے۔ اب میں واپس
اپنے سیارے پر جاؤں گا۔ کیا تم میرے ساتھ چلو گی۔؟"
کیٹی نے کہا:

"میں اپنی زمین پر واپس جانا چاہتی ہوں۔ جہاں میرے
دوست عنبر ناگ ماریا جمیل سانگ اور مینو سانگ میرے
لئے بے چین ہو رہے ہوں گے۔ کیا تم مجھے میری دنیا میں
ان کے پاس پہنچا سکتے ہو؟"
اکیائی بولا:

"میری بچی! میں قدیم زمانے کے لوگوں کو تو اپنے فارمولے
سے یہاں بلوا سکتا ہوں مگر یہاں کے کسی بھی آدمی کو کسی
دوسری دنیا میں نہیں پہنچا سکتا۔ ایسا کوئی فارمولا میرے
پاس نہیں ہے"
کیٹی سوچ میں پڑ گئی۔
اکیائی کہنے لگا:

"تم میرے ساتھ میرے سیارے پر کیوں نہیں چلی چلتیں؟
وہاں ہمارے پاس اڑن طشتریاں اور خلائی جہاز ہیں۔ ہم
تمہیں کسی جہاز میں بٹھا کر تمہاری دنیا کی طرف روانہ کر
دیں گے۔"
کیٹی کو یہ تجویز پسند آئی۔ اس نے اکیائی کے ساتھ جانے پر

رضامندی کا اظہار کیا۔ مگر پوچھا کہ وہ اسے چاند سے اپنے سیارے
پر کیسے لے جائے گا۔ کیونکہ وہاں تو کوئی خلائی جہاز اسے نظر نہیں
آ رہا تھا۔ بوڑھا سائنس دان مسکرایا اور بولا:

"جس طرح تم اس چاند پر آئی ہو اسی طرح میں تمہیں
اپنی دنیا پر لے چلوں گا۔ میرے ساتھ باہر آؤ۔"
سرنگ سے باہر نکل کر وہ کھلی جگہ پر آ گئے۔ اکیائی نے آسمان
پر چمکتے ستاروں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا:

"اس ستارے کو دیکھ رہی ہو جو بہت زیادہ روشن
ہے! وہ میرا ستارہ ہے۔ اس کی چمک زیادہ اس لئے
ہے کہ وہاں سمندر ہے۔ سورج کی روشنی جب سمندر پر
پڑتی ہے تو وہ بہت زیادہ روشن ہو جاتا ہے۔ ہم اس
سیارے پر جائیں گے۔ میرے ساتھ سامنے والے ٹیلے
پر چلو۔ وہاں رات کے وقت ہماری دنیا کی روشن و تاباں
سرخ کرنیں آ کر پڑتی ہیں۔ یہ کرنیں جب واپس جاتی ہیں
تو اگر وہاں کوئی شے رکھی ہو تو اسے بھی اپنے ساتھ لے
جاتی ہیں۔ آؤ میرے ساتھ"
کیانی اور کیٹی سامنے والے ٹیلے پر جا کر کھڑے ہو گئے۔
اکیائی کہہ رہا تھا:

"کچھ دیر بعد ہماری دنیا کے سیارے سے سرخ کرنیں نکل کر

ہم پر پڑیں گی۔ اس وقت تم آنکھیں بند رکھنا اور اس وقت تک نہ کھولنا جب تک تمہارے پاؤں دوبارہ زمین پر نہ لگ جائیں۔"

کیٹی اس قسم کے تجربے سے پہلے گذر چکی تھی۔

اس نے کہا:

"میں ایسا ہی کروں گی اکیائی بابا۔"

اور وہ خاموشی سے اکیائی کے ساتھ ٹیلے کے اوپر پتھروں پر کھڑی ہو گئی۔ ذرا دیر تک وہاں کھڑے رہنے کے بعد اچانک دور کیائی کے ستارے سے سرخ رنگ کی کرنیں پھوٹنے لگیں۔

اکیائی نے آہستہ سے کہا:

"کیٹی! آنکھیں بند کر لو۔"

کیٹی نے آنکھیں بند کر لیں۔ سرخ کرنوں نے کیٹی اور اکیائی کے جسم کو سرخ کر دیا۔ وہ ان کرنوں میں نہا گئے۔ کیٹی نے محسوس کیا کہ اس کے پاؤں اپنے آپ زمین سے اٹھ گئے ہیں اور وہ ہلکی پھلکی ہو کر فضا میں تیرنے لگی ہے۔ اس نے آنکھیں بالکل نہ کھولیں۔ دیر تک وہ فضا میں پرواز کرتی رہی۔ پھر اچانک اس کے پاؤں کسی سخت زمین پر اپنے آپ آکر لگ گئے۔ اسے اکیائی کی آواز آئی۔

"کیٹی! اب آنکھیں کھول دو۔ تم ہمارے ستارے پر پہنچ گئی ہو۔"

کیٹی نے آنکھیں کھول دیں۔ دیکھا کہ وہ ایک خوبصورت گول عمارتوں والے باغ میں کھڑی ہے۔ گول عمارتوں کے اوپر چاند ایسے قمقمے روشن ہیں۔ آسمان کی فضاؤں میں بلبلوں کی طرح کی گاڑیاں بجلی کا پیڑوں کی طرح اڑ رہی ہیں۔ مگر ان کی آواز [illegible] نہیں ہے۔

اکیائی نے کہا:

"یہ ہمارے ان کی ٹیکسیاں ہیں۔ لوگ ان میں سفر کرتے ہیں۔ آؤ میری لیبارٹری میں چلو۔"

اکیائی کیٹی کو لے کر ایک گول عمارت میں داخل ہوا تو وہاں انسانی شکل کے لوگوں نے بوڑھے اکیائی کو دیکھ کر خوشی سے تالیاں بجائیں اور اس کا زبردست استقبال کیا۔ اکیائی نے کیٹی کا تعارف کرواتے ہوئے کہا:

"یہ میری بچی ہے۔ چاند کی مخلوق اسے اغوا کر کے لے آئی تھی۔ میں اسے بھی بچا کر اپنے ساتھ لے آیا ہوں۔"

ان لوگوں نے کیٹی کی بھی بے حد عزت افزائی کی۔ ایک روز تک سائنس دان اکیائی کی آمد کا جشن منایا گیا۔ دوسرے دن کیٹی نے اکیائی سے کہا:

"اب میں واپس اپنی زمین پر اپنے بہن بھائیوں کے پاس جانا چاہتی ہے۔"

اکیاگی بولا!

"جیسے تمہاری مرضی۔ میرے ساتھ سپیس ٹرمینل میں آؤ۔"

سپیس ٹرمینل میں کئی چھوٹے چھوٹے خلائی جہاز کھڑے تھے

اکیاگی کہنے لگا!

"کیا تم خلائی جہاز کنٹرول کر سکو گی؟"

کیٹی اس سے پہلے خلائی جہاز چلایا کرتی تھی۔

اس نے کہا:

"اگرچہ مجھے خلائی جہاز چلائے دیر ہو گئی ہے مگر تم سمجھا دو گے تو میں اسے کنٹرول کر لوں گی۔"

بوڑھا اکیاگی ایک چھوٹے خلائی جہاز میں آ کر کیٹی کے ساتھ کاک پٹ میں بیٹھ گیا اور تھوڑی ہی دیر میں کیٹی کو جہاز کے بارے میں سب کچھ سمجھا دیا۔

کیٹی نے کہا!

"اکیاگی بابا! میں تمہاری اس مہربانی کو ہمیشہ یاد رکھوں گی اگر تمہارا ہماری زمین پر کبھی آنا ہو تو مجھے ضرور ملنا۔"

اکیاگی مسکرایا!

کہنے لگا!

"بیٹی اگر تم چاند پر نہ آتیں تو شاید میں بھی زندہ نہ رہتا۔ تمہاری وجہ سے میری جان بھی بچی اور تمہاری زمین

کے لوگ بھی چاند کی مخلوق کے ناپاک عزائم سے محفوظ ہو سکے۔"

پھر اس نے اپنے سفید بالوں پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا!

"بیٹی! میں تمہیں ایک تحفہ دینا چاہتا ہوں۔"

کیٹی نے تعجب سے پوچھا!

"تحفہ کیسا بابا!"

اکیاگی کہنے لگا!

"میں چاہتا ہوں کہ تمہیں فارمولا فلیش بیک بتا دوں جس کی مدد سے اگر تم چاہو تو قدیم زمانے میں سے کسی بھی انسان کو اپنے زمانے میں بلا سکو گی۔"

کیٹی نے کہا!

"تمہارا شکریہ بابا۔ تمہارا یہ تحفہ میں ہمیشہ سنبھال کر رکھوں گی۔"

اکیاگی نے کہا!

"مگر اس کی صرف ایک شرط ہے کہ قدیم زمانے سے تم جس شخص کو بھی بلاؤ۔ اس کو زیادہ دیر اپنی دنیا میں نہ رکھنا۔ کوشش کرنا کہ وہ جتنی جلدی ہو سکے اپنی ماضی کی دنیا میں واپس چلا جائے۔ کیا تم اس اصول پر عمل کر سکو گی کیٹی!"

کیٹی نے کہا:

"کیوں نہیں بابا! میں بڑی اصول پرست اور دیانت دار
لڑکی ہوں۔ تم نے جو نصیحت مجھے کی ہے۔ میں اس پر
ضرور عمل کروں گی"

"تو پھر اس فارمولے کو غور سے سنو!

اور بوڑھے سائنس دان نے کیٹی کو وہ فارمولا یاد کرا دیا۔

اس نے کہا:

"تم جہاں کہیں بھی ہو گی۔ اس فارمولے کو سات بار بلند
آواز میں پڑھنا اور ماضی کے زمانے میں سے جس شہزادی
یا ملکہ یا بادشاہ کو بلانا ہو اس کا خیال دل میں باندھ لینا
وہ شخص تمہارے سامنے آ جائے گا۔ اور یاد رکھنا اس
سے کوئی ایسا کام نہ لینا جو انسانیت کے خلاف ہو"

کیٹی نے کہا:

"میں نے ایسا کام کبھی نہیں کیا بابا!

پھر وہ کہنے لگی:

"بابا! [illegible] — کنگ کو تو واپس بھیجا ہی نہیں تھا؟"

الیاس مسکرا کر بولا:

"یہ کام تو میں نے رنگ سے نکلتے ہی فارمولے کو الٹا
پڑھ کر انجام دے دیا تھا۔

ہاں! جب تم ماضی کے کسی کردار کو واپس بھیجنا چاہو
تو اسی فارمولے کو سات بار الٹا پڑھنا۔ وہ کردار
واپس چلا جائے گا۔

○

خلائی جہاز کی تباہی

کیٹی نے ایک بار پھر سائنس دان اکیالی کا شکریہ ادا کیا۔
اکیالی نے کہا:
"جہاز کا تمہاری زمین تک کا روٹ میں نے سیٹ کر دیا ہے۔ اگر خدا نخواستہ خلا میں کوئی حادثہ پیش نہ آیا تو یہ جہاز تمہیں لے کر اپنے آپ تمہاری زمین پر پہنچ جائے گا۔ اس میں پیٹرول ڈالنے کی بھی ضرورت نہیں۔ اس جہاز کا انجن خلا میں سے اپنے آپ شمسی توانائی حاصل کرتا رہے گا۔ اب تم جاؤ۔"
سائنس دان اکیالی جہاز سے نکل گیا۔ کیٹی نے دروازہ لاک کر دیا۔ اس نے ایک بار پھر خلائی جہاز کی مشینری کو چیک کیا اور پش بٹن دبا دیا۔ خلائی جہاز کا راکٹ چل پڑا۔ جہاز نے آہستہ آہستہ اوپر اٹھنا شروع کر دیا۔ جب وہ سیارے کی فضا سے نکل کر خلا میں پہنچا تو اس نے اپنے آپ زمین کی طرف رخ کر لیا۔ کیٹی کو بڑی خوشی ہوئی کہ اب وہ کچھ ہی عرصے بعد عنبر ناگ ماریا

ٹھیو سانگ اور جولی سانگ کے پاس پہنچ جائے گی۔ مگر اس کی قسمت میں آگے کیا لکھا ہے۔ یہ کیٹی کو معلوم نہیں تھا۔ خلائی جہاز بڑی ہی تیز رفتاری کے ساتھ خلا میں اپنا سفر طے کر رہا تھا۔

خلا میں ایسا لگ رہا تھا جیسے جہاز ایک ہی جگہ پر رکا ہوا ہے۔ مگر جب وہ کسی قریبی سیارے کے نزدیک سے گزرتا تو بجلی کی چمک کی طرح وہ سیارہ پیچھے کی طرف جا چکا ہوتا تھا۔

خلائی جہاز میں وقت کا حساب وہ نہیں تھا جو ہماری زمین پر ہوتا ہے۔ خلائی وقت کے مطابق جہاز کو خلا میں سفر کرتے ہوئے دو منٹ گزرے تھے جبکہ زمین پر ایک مہینہ گزر چکا تھا۔ اور عنبر ناگ ماریا، ٹھیو سانگ اور جولی سانگ ابھی قافلے کے ساتھ تبت کی وادیوں سے نکل کر گندھارا کی طرف سفر ہی کر رہے تھے۔

کیٹی تھوڑی تھوڑی دیر بعد مشینری کو چیک کر لیتی تھی۔ خلائی جہاز کے اندر ہوا کا دباؤ اتنا ہی تھا جتنے دباؤ کی کیٹی کو ضرورت تھی۔ اچانک خلائی جہاز زور سے جھٹکا کھا کر ڈگمگا گیا۔ کیٹی اپنی سیٹ پر سے گرتے گرتے بچی۔ اس نے فوراً پیٹی باندھ لی اور راڈار کی سکرین پر دیکھا۔ سکرین پر اسے اپنے خلائی جہاز کا پورا ڈھانچا دکھائی دے رہا تھا۔ یہ دیکھ کر وہ گھبرا گئی کہ خلائی جہاز کے پچھلے حصے میں جہاں راکٹ کی مشینری تھی ایک بڑا شگاف پڑ گیا تھا۔ خلائی جہاز سے شاید کوئی شہاب ثاقب کا ٹکڑا آکر ٹکرایا تھا۔ جہاز ابھی تک ڈگمگا رہا تھا۔ کیٹی نے فوراً اسے سنبھالنے کی کوشش

ی۔ جہاز تھوڑی دیر کے لئے سنبھل گیا مگر اس کے بعد پھر لڑھکنے
لگا۔ ایک طرف کو جھٹکوں میں گرنے لگا۔ کیٹی پریشان ہو گئی۔ ہوا کے شدید
دباؤ کی وجہ سے جہاز کے عقبی حصے کا ایک پرزہ نکل گیا تھا۔ لیکن
مشین روم یا کاک پٹ جو جہاز کا دماغ کہلاتا ہے بدستور ٹھیک تھا
مگر جہاز اس کے کنٹرول سے باہر ہو چکا تھا۔ کیٹی نے اسے پھر سے
سنبھالنے کی بہت کوشش کی مگر وہ اس کوشش میں ناکام رہی۔

خلائی جہاز میں تیزی آئی۔ کیٹی نے محسوس کیا کہ وہ کسی
ایک خاص سمت کو گرتا چلا جا رہا تھا۔ دور سے ایک سیارہ
جہاز کے قریب آتا جا رہا تھا۔ کیٹی فوراً سمجھ گئی کہ اس کا جہاز
سیارے کی کشش کے حلقے میں شامل ہو چکا ہے اور اب وہ سیارہ
اسے اپنی طرف کھینچ رہا ہے۔ اور تھوڑی دیر بعد اس کا جہاز سیارے
سے ٹکرا کر پاش پاش ہو جائے گا۔ جہاز سیارے کی کشش کے
حلقے میں آنے کے بعد اس کی فضا میں داخل ہو گیا تھا۔ فضا میں
داخل ہونے سے پہلے فضا میں جو ذرات تھے ان کی رگڑ کی وجہ سے
جہاز کے جلنے کا خطرہ پیدا ہو گیا تھا۔ کیٹی نے فوراً ٹربو انجن کو
چالو کر دیا۔ اب ایسا ہو رہا تھا کہ خلائی جہاز کو سیارہ کھینچ رہا تھا اور ٹربو
انجن اسے پیچھے کی طرف کھینچ رہا تھا۔ اس کی وجہ سے خلائی جہاز
کی رفتار بہت مدھم ہو گئی۔ مگر وہ سیارے کی طرف کھنچتا جا
رہا تھا۔

اس جہاز کو اب سیارے کی سطح پر جانے سے کوئی نہیں روک
سکتا تھا۔ لیکن کیٹی کی دانش مندی نے جہاز کو سیارے کی سطح سے
ٹکرا کر تباہ ہونے سے بچا لیا تھا۔ اب یہ کیٹی کی قسمت تھی کہ وہ اس
سیارے پر اترنے والی ہے۔ آیا وہ سیارہ انسانی زندگی کے لئے مفید
ہے یا نقصان دہ۔ کیٹی اس سلسلے میں کچھ نہیں کر سکتی تھی اس
نے اپنے آپ کو اور اپنے خلائی جہاز کو تقدیر کے حوالے کر دیا تھا
وہ جو کچھ کر سکتی تھی کر چکی تھی۔ جہاز ٹربو انجن کے لگ جانے کی وجہ
سے دھیمی رفتار کے ساتھ سیارے کی طرف بڑھ رہا تھا۔ ٹربو انجن
نے خلائی جہاز کی رفتار کو کنٹرول میں کر لیا تھا۔

جب سیارہ بہت قریب آ گیا تھا۔ کیٹی نے اس کی طرف غور
سے دیکھا۔ سیارے کی زمین کا رنگ کہیں بھورا اور کہیں گہرا نیلا تھا
بھوری جگہ پر جنگل تھا اور نیلی جگہ پر سمندر تھا۔ کچھ دیر بعد کیٹی کو جنگل
اور نیلا سمندر صاف نظر آنے لگے۔ یہ جان کر کیٹی کو بہت خوشی ہوئی
اور اس نے خدا کا شکر ادا کیا کہ وہ ایک ایسے سیارے پر اترنے
والی تھی۔ جہاں آکسیجن بھاری مقدار میں موجود تھی۔ جنگل اور سمندر
اس بات کا ثبوت تھے کہ وہاں آکسیجن موجود ہے۔ ہوا کا دباؤ بھی
نارمل تھا۔ خلائی جہاز آہستہ آہستہ زمین کی طرف اتر رہا تھا۔ اب
سیارے کی کشش ختم ہو گئی تھی۔ اور زمین صاف دکھائی دینے لگی تھی۔
جہاں جہاز اترنے والا تھا وہاں اونچی نیچی چٹانیں ہی چٹانیں تھیں۔

ان چٹانوں کے پیچھے گھنا جنگل صاف نظر آ رہا تھا۔ کیپٹن جہاز کے کنٹرول
پر بیٹھی تھی۔ ٹربو راکٹ کو اب بند کرنے کا مرحلہ تھا۔ اس نے
دیکھا کہ سیارے کی زمین کی کشش اور ٹربو راکٹ کے دھکے کے
درمیان ایک توازن پیدا ہو گیا ہے۔ جس کی وجہ سے جہاز
زمین پر اترنے کے بعد دھچکے سے محفوظ ہو گیا تھا۔ پھر بھی
کیپٹن نے ٹربو راکٹ کے بٹن پر انگلی رکھ لی تھی تاکہ وہ عین وقت
پر اسے بند کر سکے۔ جونہی خلائی جہاز نے زمین کی سطح کو چھوا تو
کیپٹن نے بٹن دبا دیا۔ ٹربو راکٹ بند ہو گیا۔

کیپٹن نے شکر ادا کیا۔ اس کا جہاز تباہی سے بچ گیا تھا۔ اب
اگلا مرحلہ یہ معلوم کرنا تھا کہ اس پراسرار ویران سیارے پر کیپٹن
[illegible] باہر نکلنے والی ہے۔ جہاز خاموش تھا۔ سب سے پہلے
[illegible] معلوم کرنا تھا کہ اس پراسرار سیارے پر ہوا کا دباؤ
کتنا ہے۔ اس نے جہاز کی ایک خاص مشین کو چلا کر سکرین پر
[illegible] کو دیکھا۔ [illegible] سوئی نے بتایا کہ فضا میں ہوا کا دباؤ
[illegible] ہے۔ کیپٹن کو تسلی ہو گئی۔ اس نے جہاز کا ایک بٹن دبا دیا۔
[illegible] دروازہ اپنے آپ کھل گیا۔ اور ایک سیڑھی نیچے [illegible]
کیپٹن نے دروازے میں کھڑے ہو کر ہوا کو سونگھا۔ ہوا میں
[illegible] ٹھنڈی ٹھنڈی مہک تھی۔
سیارے کی فضا بالکل خشک تھی۔ گرمی بالکل نہیں تھی۔ اور

سیارے کی زمین کے اوپر دور ایک سورج چمک رہا تھا جس
کا سائز ہماری زمین کے چاند جتنا تھا۔ شاید اسی وجہ سے وہاں
گرمی کم تھی۔

کیپٹن نے خدا کا نام لیا اور سیڑھی سے اتر کر نئی سرزمین پر
اپنا پاؤں رکھا۔ زمین بھربھری یا نرم نہیں تھی۔ بلکہ سخت تھی
جیسا کہ اسے ہونا چاہیے تھا۔ ایک خلائی گن جہاز میں موجود تھی۔
کیپٹن نے اس خلائی گن کو اپنی پتلون کی بیلٹ میں پھنسا دیا اور
نیچے سے بٹن دبایا۔ خلائی جہاز کی سیڑھی اپنے آپ اوپر چلی گئی۔
اور پھر دروازہ بھی بند ہو گیا۔ کیپٹن چٹانوں میں ایک طرف کو چلنے
لگی۔ چٹانوں کے اردگرد زمین پر بھورے رنگ کی گھاس اگی ہوئی
تھی۔ کیپٹن جب ان چٹانوں سے نکلی تو اس کے سامنے وہی جنگل تھا
جو اسے اپنے خلائی جہاز میں سے دکھائی دیا تھا۔ سب سے پہلے وہ
ایک درخت کے پاس آ گئی۔ اس نے غور سے درخت کے تنے کو
دیکھا۔ یہ اپنی زمین کے درختوں جیسا درخت تھا۔ پتے چوڑے
چوڑے تھے۔ جنگل میں درخت ایک دوسرے میں پھنسے ہوئے
تھے۔ اور ان کے نیچے دن کی روشنی بہت کم تھی۔

کیپٹن نے کان لگا کر کسی پرندے کی آواز سننے کی کوشش
کی۔ مگر وہاں کوئی آواز نہیں تھی۔ ہوا بھی بند تھی جس کی وجہ
سے درختوں کی شاخوں کے سرسرانے کی آواز بھی سنائی نہیں دے

رہی تھی۔ کیٹی نے آہستہ آہستہ درختوں کے نیچے چلنا شروع کر
دیا۔ ان درختوں کے نیچے ایک عجیب قسم کی خوشبو پھیلی ہوئی تھی
کیٹی نے ایسی خوشبو پہلے کبھی محسوس نہیں کی تھی۔ پھر اسے کسی
پرندے کے بولنے کی آواز سنائی دی۔ یہ کوئی ایسا پرندہ تھا جس
کی آواز الو کی آواز سے ملتی جلتی تھی۔ کیٹی نے درختوں میں ادھر ادھر
جھانکا مگر اسے وہ پرندہ کہیں نظر نہ آیا۔ جنگل خالی پڑا تھا۔ زمین پر
گھاس ہی گھاس اُگی ہوئی تھی۔ آخر وہ ایک ایسی جگہ پر پہنچی
جہاں کیٹی کو جنگل میں ایک چھوٹی سی پگ ڈنڈی نظر آئی۔ اس
پگ ڈنڈی سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ یہاں سے کوئی گذرتا ہے۔ مگر
کیا یہاں انسان آباد ہیں! یہاں کی مخلوق زمین کے انسانوں ایسی ہوگی
کیا؟ اصولی اعتبار سے اس مخلوق کو زمین کے انسانوں ایسا ہونا چاہئے
تھا۔ کیونکہ یہاں کی فضا زمین کی فضا ایسی ہی تھی۔ مگر ابھی تک کیٹی
نے کسی انسان یا جانور کو نہیں دیکھا تھا۔ کیٹی ایک درخت کے
قریب سے گذری تو اچانک درخت کی شاخوں نے جھک کر کیٹی کو
اپنی ٹہنیوں میں جکڑ لیا۔

کیٹی تھوڑی دیر کے لئے بوکھلا ضرور گئی مگر وہ گھبرائی بالکل
نہیں۔ وہ خود خلائی مخلوق تھی۔ سمجھ گئی کہ یہ آدم خور درخت
ہے۔ مگر کیٹی کا وہ کچھ نہیں بگاڑ سکتا تھا۔ کیٹی کی طاقت اس
درخت سے زیادہ تھی۔ اس نے ایک ہی جھٹکے میں درخت کی شاخوں

کو توڑ کر اپنے آپ کو آزاد کرا لیا۔ درخت کی شاخیں ٹوٹیں تو جیسے
درخت میں سے سسکیاں بھرنے کی آواز سنائی دی۔ کیٹی نے غور
سے دیکھا تو ٹوٹی ہوئی ٹہنیاں زمین پر تڑپ رہی تھیں۔ کیٹی نے
درخت کے تنے کو ہاتھ سے چھوا۔ درخت کا تنا کانپ رہا تھا۔
ایک بار پھر درخت کے تنے سے کراہ کی آواز سنائی دی۔ کیٹی
حیران ہوئی کہ یہ درخت زندہ ہے کیا!

اس نے درخت کے تنے کے قریب منہ لے جا کر پوچھا،

"کیا تم میری آواز سن رہے ہو!"

درخت نے کوئی جواب نہ دیا مگر اس کی شاخوں نے ادھر ادھر اپنے
آپ کو ہلایا۔ جس طرح ہم سر ہلا کر کسی کی بات کا جواب دیتے ہیں
اس درخت نے اسی طرح اپنی شاخیں ہلا کر کیٹی سے کہا کہ وہ
اس کی آواز سن رہا ہے۔

کیٹی نے کہا:

"مجھے افسوس ہے کہ میں نے تمہاری شاخوں کو توڑ کر
تمہیں تکلیف پہنچائی۔ مگر میں مجبور تھی۔ تم کو معلوم نہیں
تھا کہ میں کون ہوں۔"

یہ کہہ کر کیٹی آگے بڑھ گئی۔ ایسا درخت اسے پھر جنگل میں
دکھائی نہ دیا۔ وہ جنگل میں پگ ڈنڈی سے ہٹ کر چل رہی تھی
تاکہ اگر کوئی مخلوق اس پر سامنے سے اچانک نمودار ہو جائے تو

کیٹی کا اس سے آمنا سامنا نہ ہو۔ جنگل ختم ہونے میں نہیں آرہا
تھا۔ کیٹی کو چلتے چلتے کافی دیر ہوگئی تھی۔ یہاں تک کہ سورج
غروب ہونے لگا۔ اور درختوں میں رات کا اندھیرا اترنا شروع
ہوگیا۔ کیٹی چاہتی تھی کہ رات کا اندھیرا پھیلنے سے پہلے پہلے
وہ اس پراسرار جنگل سے باہر نکل جائے۔ مگر جنگل تو جیسے
کسی سمندر کی طرح پھیلا ہوا تھا۔ کیٹی نے اپنی رفتار تیز کردی
لیکن جگہ جگہ راستے میں جھاڑیاں اور درخت اس کا راستہ
روک رہے تھے۔ جو پگ ڈنڈی جنگل میں بنی ہوئی تھی وہ
ابھی تک کیٹی کے ساتھ ساتھ چل رہی تھی۔

پھر اندھیرا چھانے لگا۔ اس سیارے کا سورج چونکہ چھوٹا
تھا اس لئے وہاں سورج کے غروب ہوتے ہی اندھیرا ہونے
لگا۔ درختوں کی وجہ سے جنگل میں زیادہ ہی تاریکی چھا گئی تھی
لیکن کیٹی کو اس لئے بھی تسلی تھی کہ وہ اندھیرے میں بھی دیکھ
سکتی تھی۔ درخت اسی طرح ایک دوسرے کے ساتھ ساتھ اگے
ہوئے تھے۔ ان کی گھنی شاخیں اوپر جاکر ایک دوسری میں گھل
مل گئی تھیں۔ کہیں کہیں جنگلی پھول بھی نظر آرہے تھے۔ جب اندھیرا
بہت ہی گہرا ہوگیا تو کیٹی نے سوچا کہ یہ جنگل تو خدا جانے کب ختم
ہوگا۔ اسے کسی جگہ رات گذارنے کا انتظام کرنا چاہیئے۔ تاکہ
دوسرے دن جب دن کی روشنی طلوع ہو تو وہ دوبارہ جنگل میں

اپنا سفر شروع کرے۔ یہ سوچ کر کیٹی نے درختوں کا جائزہ لیا۔ وہ
کسی درخت کے اوپر رات بسر کرنے کا ٹھکانا بنانا چاہتی تھی۔
آخر ایک درخت اسے ایسا مل گیا جس کی بڑی بڑی شاخیں اس
طرح پھیلی ہوئی تھیں کہ بیچ میں بیٹھنے کے لیے کوئی جگہ بن گئی
تھی۔ کیٹی درخت پر چڑھی اور دو شاخوں کے درمیان بیٹھ گئی۔
خلائی گن ابھی تک اس کی بیلٹ میں لٹکی ہوئی تھی۔ کھانے پینے
اور سونے کی اسے ضرورت نہیں تھی۔ جس خلائی سیارے کی
کیٹی مخلوق تھی اس سیارے کے لوگ فضا میں پھیلی ہوئی توانائی
میں سے اپنے لئے خوراک اور پانی کی نمی حاصل کرتے تھے۔

کیٹی نے سونا تو تھا نہیں۔ ساری رات جاگنا ہی تھا۔ اسے یہ بھی
اندازہ نہیں تھا کہ یہاں کی رات کتنی لمبی ہوتی ہے۔ اس نے
درخت کے پتوں سے اپنے آپ کو ڈھانپ لیا۔ کہ کوئی آسانی سے
اسے دیکھ نہ سکے۔ رات گذرتی چلی گئی۔ جنگل میں ایسی خاموشی
چھا گئی کہ کیٹی کو اپنے سانس کی آواز بھی صاف سنائی دے رہی تھی۔
کوئی پتا تک نہیں ہل رہا تھا۔ تاریکی اس قدر گہری تھی کہ ہاتھ کو ہاتھ
بھی سجھائی نہیں دے رہا تھا۔ مگر کیٹی اس اندھیرے میں بھی درختوں
کے نیچے سے گذرنے والی پگ ڈنڈی کو دیکھ رہی تھی۔ خدا جانے
رات کا کیا وقت ہوگا۔ کیٹی کو محسوس ہوا کہ کوئی خشک پتوں پر
چلتا ہوا چلا آرہا ہے۔ کیٹی نے اس آواز پر کان لگا دیئے۔

بہت جلد اسے محسوس ہو گیا کہ یہ ایک آدمی نہیں بلکہ دو چار
آدمیوں کے پاؤں کی چاپ کی آواز ہے۔ کیٹی نے درخت کی شاخوں
میں سے اس طرف دیکھا جدھر سے آواز آ رہی تھی۔ اسے اندھیرے
میں چند انسانی سائے آگے بڑھتے نظر آئے۔ یہ سائے درختوں کے
نیچے سے گزرنے والی پگ ڈنڈی کی طرف بڑھتے آ رہے تھے۔ اس کے ساتھ ہی
ساتھ ایسی آواز بھی آ رہی تھی جیسے کوئی دھونکنی چل رہی ہو۔ جیسے
کوئی عورت سانس لے رہی ہو۔

یہ انسانی سائے اب کیٹی کو نظر آنے لگے۔ کیٹی نے دیکھا کہ دو زرد
ایک عورت کو اس طرح کھینچے لئے آ رہے ہیں کہ اس کے ہاتھوں
میں رسی بندھی ہوئی ہے۔ بال بکھرے ہوئے ہیں۔ اور عورت آہستہ
آہستہ بے بسی کے عالم میں دائیں بائیں سر مار رہی ہے۔ مگر زبان
سے کچھ نہیں بول رہی۔ اس کے پیچھے پیچھے تین آدمی چلے آ رہے
ہیں۔ تینوں نے ہاتھوں میں لمبے لمبے نیزے اٹھائے ہوئے ہیں۔ ان
آدمیوں کا لباس صرف ایک لمبا چوغہ ہے۔ آدمیوں کا رنگ زرد
موم کی طرح ہے۔ بال سر کے درمیان میں سینگ کی طرح اٹھے
ہیں۔ عورت کا رنگ زرد نہیں ہے بلکہ سانولا ہے اور وہ ان
آدمیوں میں سے نہیں لگتی۔ کیٹی سانس روکے ان لوگوں کو اپنے
درخت کے نیچے سے گزرتا دیکھ رہی تھی۔ جب یہ لوگ اس کی
نگاہوں سے اوجھل ہو گئے تو کیٹی کے دل میں اس سانولی عورت

کے لئے رحم کا جذبہ پیدا ہو گیا۔ اس نے سوچا کہ یہ زرد مخلوق نہ
جانے اس بے بس عورت کے ساتھ کیا ظلم کرنے والی ہے۔ اور
اس کی مدد کرنی چاہئے۔ یہ سوچ کر کیٹی درخت سے نیچے اتر آئی
اور اس طرف چلنے لگی جدھر کو زرد لوگ گئے تھے۔ وہ کچھ فاصلہ
رکھ کر چل رہی تھی۔

جب اسے زرد مخلوق کے سائے نظر آنے لگے تو کیٹی نے اپنی
رفتار کم کر لی۔ وہ درختوں کے پیچھے آ گئی اور ان کے ساتھ ساتھ
چھپ کر آگے بڑھنے لگی۔ کچھ دور چلنے کے بعد زرد لوگ جنگل کی
پگ ڈنڈی سے ہٹ کر ایک طرف درختوں میں چلے گئے۔ کیٹی
ادھر نہیں گئی تھی۔ وہ بھی ان کے پیچھے پیچھے چلتی رہی۔ وہاں ایک
جگہ پہنچ کر یہ پانچوں زرد آدمی رک گئے۔ انہوں نے سانولی عورت
کو زمین پر بٹھا دیا۔ ان میں سے ایک آدمی نے جیب سے ایک
چھوٹا سا شیشے کا گولا نکال کر اسے ہوا میں اچھالا گولہ ہوا میں اچھلا
تو اسے آگ لگ گئی۔ اور سارے کا سارا جنگل روشن ہو گیا۔ کیٹی
جلدی سے ایک طرف ہو گئی۔ جنگل میں ایک بار پھر تاریکی چھا گئی۔
[illegible] ہی اسی قسم کے گولے کی روشنی دور ایک تکونی چھت والے
مکان سے ابھری۔ اس کی روشنی میں کیٹی نے مکان کی تکونی چھت اور
اس چھت کے اوپر بیٹھی ہوئی ایک عجیب سی شے کو دیکھ لیا۔
شاید یہ ایک طرح کا سگنل تھا جب کہ دوسرے مکان کا جواب

سے بھی گوے کی روشنی کی گئی۔ تو یہ پانچوں زرد آدمی سانولی بے بس لڑکی کو مے کر گھسیٹتے ہوئے اس مکان کی طرف بڑھے اب پہلی بار کیٹی نے اس سانولی عورت کی آواز سنی۔ وہ کسی خلائی زبان میں کہہ رہی تھی۔ مجھ پر رحم کرو۔ مجھ پر رحم کرو۔ کیٹی رک گئی۔ زرد آدمیوں میں سے ایک نے نیزہ اوپر اٹھایا اور سانولی عورت کے جسم میں اتنے زور سے چبھویا کہ اس کی چیخ نکل گئی۔ وہ کراہتی ہوئی ان ظالم آدمیوں کے ساتھ سرمارتی ہوئی چلنے لگی۔ کیٹی بھی چل پڑی۔ تکونی مکان کے تکوسنے پرانے اور پراسرار آسیب زدہ دروازے کے پاس آکر یہ لوگ رک گئے۔ زرد آدمیوں میں سے ایک نے حلق سے ایک چیخ نکالی۔ آسیبی مکان کا دروازہ چرچراہٹ کے ساتھ کھل گیا۔

یہ پانچوں آدمی سانولی عورت کو گھسیٹتے ہوئے مکان میں داخل ہو گئے۔ مکان کا دروازہ اپنے آپ کھٹاک کی آواز سے بند ہو گیا۔ کیٹی وہیں ایک درخت کے پیچھے کھڑی ہو گئی۔ اور اندھیرے میں غور سے مکان کو تکنے لگی۔ اس مکان کی تکونی چھت کے اوپر ایک عجیب ڈراؤنے جانور کا بت لگا ہوا تھا۔ اندھیرے میں اس جانور کی زبان باہر کو لٹکی صاف نظر آرہی تھی۔ مکان پر اندھیرا اور سکوت چھا گیا تھا۔ اب اندر سے کوئی آواز نہیں آرہی تھی۔ اس ہیبت ناک آسیبی مکان کی سامنے کی جانب کوئی کھڑکی یا روشن دان بھی نہیں تھا۔ کیٹی نے سوچا کہ

مکان کے پیچھے چل کر دیکھنا چاہئے۔ وہ آہستہ سے قدم اٹھاتی جھاڑیوں کے قریب سے گزرتی مکان کے پیچھے آگئی۔

یہاں اسے مکان کی دیوار میں زمین سے کوئی پانچ فٹ اونچی ایک کھڑکی نظر آئی۔ جس کا دروازہ بند تھا۔ کیٹی اس کھڑکی کے پاس آکر دیوار کے ساتھ لگ گئی۔ اس نے سانس روک کر کان کھڑکی کے بند دروازے پر لگا دئے۔ اس کو اندر سے کوئی آواز سنائی نہ دی۔ دوسری طرف گہری خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ کیٹی وہاں سے ہٹ کر دیوار کے ساتھ ساتھ دوسری طرف جہاں دیوار ختم ہو جاتی تھی آگئی۔

یہاں آتے ہی وہ ٹھٹھک گئی اور اس نے اپنا سر پیچھے کر لیا۔ کیونکہ اسے آگے ایک پتھر کی سیڑھی نظر آئی جو نیچے ایک چوکور تالاب میں اتر گئی۔ تالاب میں پانی بالکل نہیں تھا۔ اور اندھیرے میں کیٹی کو جھاڑیاں اگی ہوئی نظر آرہی تھیں۔

کیٹی سیڑھی کے قریب بیٹھ گئی اور آگے کو جھک کر سوکھے تالاب کی جھاڑیوں کو غور سے دیکھنے لگی۔ اس نے غور سے دیکھا تو اسے ایک جھاڑی کے پاس ایک دروازہ دکھائی دیا جو زمین کے اندر بنا ہوا تھا اتنے میں اسے مکان کے اندر سے وہی پانچوں زرد آدمی باہر نکل کر تالاب کی سیڑھیوں کی طرف آتے ہی دکھائی دئے۔

کیٹی جلدی سے دبے پاؤں پیچھے ہٹ کر تالاب کی دیوار کے سامنے

کی جانب آگئی۔ سانولی عورت ابھی تک ان کے بیچ میں سر جھکائے
چلی آ رہی تھی۔ اس کے ہاتھ رسی سے بندھے ہوئے تھے۔ جھاڑی
والے دروازے کے پاس لاکر انہوں نے سانولی عورت کی رسی
کھول دی۔ پھر دروازہ کھول کر انہوں نے عورت کو اندر دھکا دے
دیا۔ اب دروازہ بند کر کے انہوں نے پاس ہی پڑا ہوا ایک بہت
بھاری پتھر مل کر اٹھایا اور دروازے کے آگے کر دیا۔ پھر سے
سارے دروازے کو ڈھانپ دیا۔ پھر وہ جدھر سے آئے تھے ادھر
کو چلے گئے۔ کیٹی کچھ دیر اسی جگہ بیٹھی رہی۔ جب اسے یقین ہو گیا
کہ اب وہ لوگ وہاں سے جا چکے ہیں تو وہ سیڑھیاں اترنے لگی۔

وہ بڑی احتیاط سے سیڑھیاں اتر رہی تھی۔ سیڑھیاں پتھر کی تھیں
اور ان میں گھاس اگ آئی تھی۔ نیچے سوکھے تالاب میں آکر کیٹی نے ایک
بار پھر چاروں طرف اندھیرے میں دیکھا۔ وہاں کوئی نہیں تھا۔ کیٹی
جھاڑی والے دروازے کے پاس آکر پتھر کی اوٹ میں ہو گئی۔ یہ پتھر
کافی بڑا تھا اور چھوٹی سی چٹان لگ رہا تھا۔ اس کو چار یا پانچ آدمی مل
کر ہی ہلا سکتے تھے۔ مگر کیٹی میں اتنی طاقت تھی کہ وہ اسے [illegible]
جگہ سے ہٹا سکے۔ چنانچہ کیٹی نے ایک طرف سے پتھر کو دونوں ہاتھوں
سے پکڑا اور آہستہ آہستہ زور لگانا شروع کر دیا۔ کیٹی کی طاقت
کے آگے پتھر کی کوئی حیثیت نہیں تھی۔ پتھر اپنی جگہ سے کھسک
کر پیچھے ہو گیا۔ اب اسے دروازہ صاف نظر آ رہا تھا۔ کیٹی نے

دروازے کا ایک پٹ کھول کر اندر جھانکا۔ گھپ اندھیرا تھا۔
کیٹی نے غور سے دیکھا۔ ایک پتھر کا زینہ نیچے اتر رہا تھا۔
کیٹی نے دروازہ آہستہ سے بند کیا اور زینہ اترنے لگی۔ دو
چار سیڑھیوں کے بعد وہ ایک ایسے حجرے میں کھڑی تھی جس میں چھ
سات محرابی ستون زمین سے نکل کر چھت تک چلے گئے تھے۔ وہاں
کوئی نہیں تھا۔ کیٹی سوچنے لگی کہ وہ سانولی عورت کہاں چلی گئی ہے۔
ابھی تھوڑی دیر پہلے زرد مخلوق نے اسے یہاں گرایا تھا۔ کیٹی
نے آہستہ سے اس عورت کی خلائی زبان میں آواز دی۔

"تم کہاں ہو؟"

میں تمہاری مدد کرنے کے لئے آئی ہوں۔"

کیٹی کو سانولی عورت کی سسکی سنائی دی۔ کیٹی ادھر کو چلی۔ کونے
والے ستونوں کے پیچھے وہی سانولی عورت زمین پر بال بکھرائے اس طرح
بیٹھی تھی کہ اس نے اپنا سہما ہوا سر گھٹنوں پر رکھا ہوا تھا۔ وہ اندھیرے
میں کیٹی کو پھٹی پھٹی آنکھوں سے تک رہی تھی۔ کیٹی تیزی سے اس
کے پاس جاکر بیٹھ گئی اور سرگوشی میں بولی:

"بہن گھبراؤ نہیں۔ میں تمہارے سیارے کی زبان جانتی
ہوں۔ مگر میرا تمہارے سیارے سے کوئی تعلق نہیں ہے
مجھے بتاؤ تم کون ہو اور یہ لوگ تمہیں اس تاریک قید خانے
میں کیوں بند کر گئے ہیں؟"

سانولی عورت کو ابھی تک یقین نہیں آرہا تھا کہ اس کے سامنے ایک نیلی آنکھوں والی خوبصورت لڑکی بیٹھی اس سے ہمدردی کا اظہار کر رہی ہے۔ کیٹی نے آہستہ سے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا تو اسے بجلی کا ہلکا سا جھٹکا لگا۔

کیٹی نے ایک دم سے ہاتھ پیچھے ہٹا لیا اور بولی۔

"کیا تمہارے سیارے میں یہ تاثیر ہے یا ان لوگوں نے تم پر کوئی ظلم کیا ہے!؟"

اب سانولی عورت کو کچھ حوصلہ ہوا۔ اس نے بال پیچھے ہٹا کر کہا:

"میری بہن! مجھے میرے حال پر چھوڑ دو اور تم یہاں سے بھاگ جاؤ۔ اور اپنی جان بچاؤ۔ نہیں تو یہ مخلوق تمہاری بھی کھوپڑی اتار کر لے جائے گی۔ وہ تھوڑی دیر میں میری کھوپڑی اتارنے آ رہے ہیں۔"

سانولی عورت نے اپنا سر گھٹنوں پر رکھ دیا اور سسکیاں بھر کر رونے لگی۔ کیٹی نے اسے ایک بار پھر تسلی دیتے ہوئے کہا۔

"تم میری فکر نہ کرو بہن۔ مجھے یہ بتاؤ کہ تم ہو کون اور یہ لوگ تمہیں کس جرم میں یہاں لا کر قتل کرنا چاہتے ہیں!"

سانولی عورت نے آنسو پونچھتے ہوئے کہا:

"میری خاطر اپنی جان کیوں گنواتی ہو۔ یہ زرد خوفی ہیں۔

ان کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ ان کے جسموں سے بجلی کی ایسی لہریں نکلتی ہیں جو ان کے دشمن کو ہلاک کر ڈالتی ہیں۔ انہوں نے تھوڑی سی بجلی کی لہر میرے جسم میں داخل کر رکھی ہے تاکہ میں اگر کہیں ادھر ادھر فرار ہونے کی کوشش کروں تو انہیں فوراً پتہ چل جائے۔ کیونکہ میرے جسم کی بجلی کی لہریں انہیں بتا دیں گی کہ میں کہاں ہوں۔"

اب کیٹی کو معلوم ہوا کہ اس سانولی لڑکی کو چھونے سے بجلی کا ہلکا سا جھٹکا کیوں لگا تھا۔

کیٹی نے کہا:

"تم نے ابھی تک یہ نہیں بتایا کہ تمہیں یہ لوگ کس جرم میں یہاں لے آئے ہیں اور تم کون ہو!؟"

سانولی لڑکی نے کہا:

"میں ایک بدنصیب لڑکی ہوں۔ میں اب بھی تمہیں یہی کہوں گی کہ تم جو کوئی بھی ہو۔ اپنی جان بچا کر یہاں سے بھاگ جاؤ۔"

جب کیٹی نے سانولی لڑکی کو یقین دلایا کہ وہ اس کی مدد کر سکتی ہے تو سانولی لڑکی نے کہا:

"اس سیارے کے جنوب کی جانب ہمارا شہر ہے جہاں

میں اپنے ماں باپ اور بہن بھائیوں کے ساتھ ہنسی خوشی
رہتی تھی۔ ایک روز آسمان پر زبردست روشنی ہوئی
پھر روشنی غائب ہو گئی۔ کسی کی سمجھ میں نہ آیا کہ یہ روشنی
کس چیز کی تھی۔ اصل میں اس روز یہ زرد خونی مخلوق
کسی دوسرے ستارے سے ہمارے سیارے پر اپنے
راکٹ کے ذریعے اتری تھی۔ ہمیں اس وقت پتہ چلا
جب انہوں نے شہر کی جوان لڑکیوں کو پکڑ کر ایک تہہ
خانے میں قید کرنا شروع کر دیا۔ ان زرد لوگوں میں بڑی
طاقت تھی۔ ان کے جسموں سے بجلی کی لہریں نکلتی تھیں
جن کا مقابلہ ہمارے آدمی نہیں کر سکتے تھے۔ پھر اس
زرد مخلوق نے لڑکیوں کی گردنیں اتارنا شروع کر دیں
وہ رات کو ایک لڑکی اس تہہ خانے میں لاتے۔ اور پھر
یہاں اس کی گردن اتار کر اس کی کھوپڑی بکس میں بند
کر دیتے تھے۔ چنانچہ مجھے بھی پکڑ کر لے گئے اور آج
میری گردن اتارنے کی باری تھی۔"
کیٹی کو یہ سن کر زرد مخلوق سے نفرت ہو گئی۔
اس نے پوچھا!
"باقی لڑکیاں کس جگہ قید ہیں!"
سانولی لڑکی نے بتایا کہ باقی لڑکیاں یہاں سے دور جنگل کے

آخری کمرے ایک پہاڑی کے اندر تہہ خانے میں بند ہیں۔ کیٹی نے
ان تمام لڑکیوں کو ان وحشی درندوں سے بچانے کا فیصلہ کر لیا تھا۔
مگر اسے سب سے زیادہ خطرہ اس زرد مخلوق کے جسم سے نکلتی بجلی
کی لہروں کا تھا۔ وہ بجلی کی لہروں کے شدید جھٹکوں کا مقابلہ نہیں
کر سکتی تھی۔ اس نے سانولی لڑکی کو تسلی دی اور خود گہری سوچ میں
ڈوب گئی۔ وہ اکیلی اس خونی مخلوق کا مقابلہ نہیں کر سکتی تھی اسے
کسی ساتھی کی مدد کی ضرورت تھی۔ وہ کس سے مدد لے؟
آخر اسے ایک ہی راستہ نظر آیا کہ فارمولا فلیش بیک پر
عمل کرتے ہوئے وہ قدیم زمانے کے کسی طاقتور انسان کو بلائے
اور ان لڑکیوں کو زرد وحشی درندوں سے نجات دلائے۔
کیٹی سوچنے لگی کہ ایسا انسان کون ہو سکتا ہے! وہ ماضی کے
زمانے سے کس کو بلائے؟ کیٹی کو ایک دم سے خیال آیا کہ کیوں
نہ وہ تاریخ کے اوراق میں سوئے ہوئے ڈاکٹر فرینکنسٹائن کے عفریت
کو بلائے جو اس نے کئی مردوں کے جسموں کو جوڑ کر بنایا تھا اور
پھر آسمانی بجلی کا جھٹکا دے کر اسے زندہ کر دیا تھا۔ اور اس
نے اس زمانے کے لندن شہر میں تباہی مچا دی تھی اور
کوئی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔ کیٹی نے زرد لڑکی سے
زرد مخلوق کے ٹھکانے اس بارے میں پوری
معلومات حاصل کر لیں۔ اور کہا کہ وہ اب زرد خونی مخلوق کو تباہ

کرنے کے بعد ہی اس کے پاس آ سکے گی۔ سانولی لڑکی آنسو بھری
آنکھوں سے کیٹی کو دیکھتی رہی۔ اسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ ایک
لڑکی اتنی وحشی اور درندہ مخلوق کا اکیلی مقابلہ کر سکے گی۔

ہم شکل ناگ اور کیٹی

کیٹی سر کے تالاب سے نکل کر درختوں میں آ گئی۔

رات اسی طرح اندھیری اور سنسان تھی۔ ہر طرف موت کا سناٹا چھایا
ہوا تھا۔ کیٹی جنگل میں ایک جگہ درختوں کے نیچے بیٹھ گئی۔ اس نے آنکھیں
بند کر لیں اور سائنس دان کیانی کا بتایا ہوا فارمولا بلند آواز میں پڑھنے لگی۔
اس نے اپنے ذہن میں فرینکنسٹائن کے عفریت کا تصور کر لیا۔ اور سات بار
فارمولا پڑھا۔ جب وہ ساتویں بار فارمولے کو پڑھ رہی تھی کہ اس کے
سامنے ایک بادل چھا گیا۔ جب بادل صاف ہوا تو کیٹی نے دیکھا اس کے
سامنے فرینکنسٹائن کا انسانی عفریت موجود تھا۔ یہ ایک دس فٹ لمبا اور چوڑے
شانوں والا انسان تھا جو اصل میں مر چکا تھا۔ اس کی کھوپڑی پر ماتھے کی
جانب ٹانکے لگنے کا نشان پڑا ہوا تھا۔ جیسے کھوپڑی توڑ کر دوبارہ ٹانکے
لگا کر جوڑی گئی ہو۔ اس کے نتھنے چوڑے تھے۔ آنکھیں مردہ تھیں اور
ان میں سے سنگدلی ٹپکتی تھی۔ اس کے بازو بھی لمبے لمبے تھے اور وہ
دونوں ٹانگوں پر اس طرح کھڑا تھا جیسے ابھی کیٹی کو پکڑ کر اس
کے ٹکڑے اڑا دے گا۔ اس کے حلق سے ہلکی ہلکی غصیلی غراہٹ کی

آواز نکل رہی تھی۔ کیٹی نے فوراً اسے کہا:

"انسانی عفریت! میں نے تمہیں بلایا ہے۔ تم میرے حکم کے پابند ہو۔ تم میرے حکم کے خلاف نہیں جا سکتے۔ بولو۔ کیا میرا حکم مانو گے؟"

انسانی عفریت نے حلق سے ایک عجیب سی آواز نکالی اور سر ہلایا۔ جس کا مطلب تھا کہ وہ کیٹی کا ہر حکم مانے گا۔ کیٹی نے کہا۔

"میرے ساتھ آؤ۔"

کیٹی آگے آگے اور انسانی عفریت آہستہ آہستہ لمبے لمبے قدم بھرتا اس کے پیچھے چل پڑا۔ انسانی عفریت کا سر درختوں سے ٹکرا رہا تھا اور وہ غصے سے درختوں کی شاخیں توڑتا جاتا تھا۔ وہ غرا رہا تھا۔ کیٹی کو معلوم تھا کہ جب ڈاکٹر فرینکنسٹائن نے مختلف مردوں کے جسم کے ٹکڑوں کو جوڑ کر یہ انسانی عفریت بنایا تھا تو دنیا کی کوئی طاقت اس انسانی عفریت کو ہلاک نہ کر سکی تھی۔ اس زمانے کی پولیس نے انسانی عفریت پر بجلی بھی گرائی۔ مگر اس پر کوئی اثر نہ ہوا۔ آخر اس انسانی عفریت کو ایک بحری جہاز کے ساتھ زنجیروں سے باندھ کر جہاز کو سمندر میں ڈبو دیا گیا۔ تب جا کر انسانی عفریت سے لوگوں کو نجات ملی۔

کیٹی جنگل سے باہر آ گئی۔ سانولی لڑکی نے اسے سب کچھ بتا دیا تھا کہ زرد مخلوق خونی مخلوق ہے اور اس کا ہیڈ کوارٹر بھی بتا دیا تھا۔ کیٹی جنگل سے نکل کر زرد خونی مخلوق کے ہیڈ کوارٹر کی طرف روانہ ہو گئی۔ انسانی عفریت

اس کے پیچھے پیچھے غراتا ہوا چلا آ رہا تھا۔ کیٹی کو دور روشنی نظر آئی یہ زرد خونی مخلوق کا ہیڈ کوارٹر تھا۔ وہاں ایک تکونی عمارت تھی جو بانس اور ساگوان کی لکڑی سے بنائی گئی تھی اس عمارت کے سامنے ایک خلائی جہاز بھی کھڑا تھا۔ یہ زرد خونی مخلوق اسی جہاز میں یہاں اتری تھی۔

کیٹی قریب پہنچی تو پتہ چلا کہ آگے زبردست پہرہ لگا ہے۔ کیٹی نے غور سے دیکھا۔ خلائی راکٹ اور تکونے مکان کے سامنے چھ سات سپاہی پہرہ دے رہے تھے۔ کیٹی آگے چلتی گئی۔ خلائی راکٹ کے بالکل قریب آئے تو زرد پہرے داروں کی نظر کیٹی پر پڑ گئی وہ حیران ہوئے کہ آدھی رات کے وقت یہ عورت یہاں کہاں سے آ گئی ہے؟ وہ نیزے لے کر کیٹی کی طرف حملہ کرنے کی غرض سے دوڑے۔

کیٹی نے فوراً انسانی عفریت سے کہا۔

"یہ دشمن ہیں۔ انسانیت کے دشمن ہیں ان کو ختم کر دو۔"

انسانی عفریت کے حلق سے ایک چیخ بلند ہوئی اور اس نے پہرے داروں کو وہیں تہ تیغ کر دیا۔ دونوں کی گردنیں مروڑ کر رکھ دیں۔ شور کی آواز سن کر ہیڈ کوارٹر سے دوسرے زرد خونی انسان بھی باہر نکل آئے۔ انہوں نے اپنے سامنے ایک اونچے لمبے عفریت نما انسان کو دیکھا تو اس پر نیزوں سے حملہ کر دیا۔ نیزوں کی نوکیں انسانی عفریت کے جسم سے ٹکرا کر بجھ جاتی تھیں۔ پھر اس پر بجلی گرائی گئی۔ مگر بجلی کا بھی انسانی عفریت پر کوئی اثر نہ ہوا۔ اس دوران میں انسانی عفریت آگے بڑھ کر ہیڈ کوارٹر تک

پہنچ چکا تھا۔ اس کے سامنے جو آیا ہلاک ہو گیا تھا۔ انسانی عفریت نے
ایک ایک کر کے تمام زرد رخی مخلوق کو ختم کر ڈالا۔ پھر ہیڈ کوارٹر کے
کمرے میں داخل ہو گیا۔ کیٹی نے آواز دے کر کہا۔

"اس کمرے کو آگ لگا کر میرے پاس آجاؤ۔"

انسانی عفریت نے کیٹی کا حکم سنتے ہی کمرے میں بجلی کے سرکٹ کو
دیوار سے اکھاڑ کر پھینک دیا۔ اس سے زبردست شعلہ پیدا ہوا اور کمرے
میں آگ لگ گئی۔ انسانی عفریت آگ لگانے کے بعد کیٹی کے پاس آگیا۔ کیٹی
نے کچھ زرد انسانوں کو خلائی جہاز کی طرف بھاگتے دیکھا۔ خلائی راکٹ میں بیٹھ
کر وہاں سے فرار ہو جانا چاہتے تھے۔ کیٹی نے انسانی عفریت کو حکم دیا کہ
وہ ان لوگوں کو خلائی جہاز میں داخل ہونے سے پہلے ہی ہلاک کر
دے۔ اور خلائی جہاز میں جا کر دیکھے کہ اگر وہاں کوئی زرد انسان
چھپا بیٹھا ہو تو اسے بھی باہر نکال کر بھسم کر دے۔ انسانی عفریت
نے ایسا ہی کیا۔ جو زرد مخلوق خلائی راکٹ کی طرف بھاگ رہی تھی
ان کو وہیں دبوچ لیا۔ اور ایک ایک کر کے ان کا کچومر نکال دیا۔
وہ خلائی جہاز میں داخل ہو گیا۔ اب کیٹی بھی اس کے ساتھ تھی۔
کیٹی نے انسانی عفریت کو حکم دیا کہ وہ باہر جا کر پہرہ دے اور اس
خلائی جہاز کو بالکل نقصان نہ پہنچائے۔ انسانی عفریت آہستہ
آہستہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا جہاز سے باہر نکل گیا۔

کیٹی نے جہاز کا اچھی طرح سے جائزہ لیا۔ یہ ایک جدید ترین

کمپیوٹر والا جہاز تھا۔ کیٹی اسے چلانا نہیں جانتی تھی۔ اس نے
جہاز کے ایک ایک پرزے کو اچھی طرح جانچ جانچ کر دیکھا لے
پھر کچھ سمجھ آنے لگی۔ مگر اسے پہاڑ کے تہہ خانے میں قیدی لڑکیوں
کا خیال آگیا۔ کیٹی نے انسانی عفریت کو ساتھ لیا اور سب سے پہلے
سانولی لڑکی کے تہہ خانے کی طرف چلی۔ سانولی لڑکی نے دور سے
ہلکے ہلکے دھماکوں اور شور کی آواز سن لی تھی۔ کیٹی نے انسانی عفریت
کو وہیں باہر جنگل میں ہی رہنے دیا۔ اور خود سانولی لڑکی کے پاس جا
کر بتایا کہ میں نے ایک دوست کی مدد سے تمہاری زمین پر آئی ہوئی
تقریباً ساری زرد مخلوق کو ختم کر دیا ہے۔ سانولی لڑکی کو یقین نہیں آرہا
تھا۔ لیکن جب کیٹی نے اسے زرد مخلوق کا تباہ شدہ ہیڈ کوارٹر دکھایا
تو وہ خوش بھی ہوئی اور حیران بھی۔

اس نے کہا:

"تم نے اکیلی یہ کارنامہ کیسے انجام دیا؟"

کیٹی بولی:

"میں نے ابھی ابھی تمہیں کہا تھا کہ یہ کام میں نے اپنے ایک
دوست کی مدد سے کیا ہے۔ جو دس انسانوں کی طاقت
رکھتا ہے۔"

سانولی لڑکی نے پوچھا:

"تمہارا یہ دوست کہاں ہے۔ میں اسے یہاں کہیں نہیں دیکھ رہی۔"

کیٹی نے کہا:

"کہیں تم اسے دیکھ کر ڈر تو نہیں جاؤ گی۔؟"

سانولی لڑکی بولی:

"کیا وہ کوئی ڈراؤنی شے ہے۔؟"

کیٹی نے سوچا کہ اسے انسانی عفریت کو سانولی لڑکی کے سامنے لانے کی کیا ضرورت ہے۔ کہیں یہ ڈر کر بے ہوش نہ ہو جائے۔

اس نے کہا:

"اچھا میں اس کا تعارف بعد میں کراؤں گی۔ سب سے پہلے مجھے ان تمام لڑکیوں کو قید سے نکالنا ہوگا۔ جو زرد مخلوق نے شہر سے اغوا کی تھیں:"

انسانی عفریت جنگل میں ایک جگہ کھڑا تھا۔ اسے کیٹی نے وہیں کھڑے رہنے کو کہا ہوا تھا۔ کیٹی نے سانولی لڑکی کو ساتھ لیا اور تہہ خانے میں آگئی۔ وہاں سے اس نے تمام لڑکیوں کو آزاد کیا اور انہیں لے کر شہر کی طرف چلنے لگی تو اچانک اسے خلائی جہاز کا خیال آگیا۔ کہ اسے اس کی ضرورت پڑے گی۔ کیٹی کو شک ہوا کہ اگر خلائی جہاز میں کوئی زرد انسان چھپا بیٹھا ہو تو وہ اسے لے کر اڑ جائے گا۔ اور کیٹی اس سیارے میں قید ہو کر رہ جائے گی۔

اس نے سانولی لڑکی سے کہا۔

"تم ان لڑکیوں کو لے کر شہر چلو۔ میں تھوڑی دیر میں آتی

ہوں۔ مجھے بتا دو کہ واپسی پر میں تمہیں کہاں مل سکتی ہوں:"

سانولی لڑکی نے کیٹی کو اپنے گھر کا پتہ سمجھا دیا اور دوسری خوفزدہ مگر اب خوش لڑکیوں کو ساتھ لے کر ان کے گھروں کی طرف چل پڑی۔

کیٹی سیدھی خلائی جہاز کی طرف آگئی۔ اس نے احتیاط کے طور پر انسانی عفریت کو بھی وہیں بلا لیا۔ اور اسے حکم دیا۔

"جہاز کے اندر جا کر دیکھو۔ اگر وہاں کوئی دشمن کا آدمی چھپا ہوا ہے تو اسے نکال کر باہر پھینک دو:"

انسانی عفریت غراتا ہوا خلائی جہاز کی طرف بڑھا۔

ٹھیک اسی وقت خلائی جہاز کی کاک پٹ کی کھڑکی کھلی اور اس میں سے ایک زرد آدمی نے جھانک کر باہر دیکھا اور اپنی زبان میں چیخ کر کہا

"تم ہمارے جہاز پر قبضہ نہیں کر سکتی ہو۔ تم ہمارے جہاز پر قبضہ نہیں کر سکتی ہو:"

کیٹی دھک سے رہ گئی۔ اسے معلوم تھا کہ خلائی جہاز اس کے ہاتھ سے نکل جائے گا۔ یہ زرد انسان اسے لے کر پرواز کر جائے گا۔ اس نے چلا کر انسانی عفریت کو حکم دیا۔

"اس دشمن کو پکڑ لو۔ جہاز کو پرواز مت کرنے دینا:"

مگر خلائی جہاز میں جو زرد انسان تھا وہ اپنے گروہ کا آخری آدمی تھا۔ اور اسے جہاز چلانا نہیں آتا تھا۔ انسانی عفریت جہاز کے قریب پہنچ گیا تھا کہ اچانک جہاز میں دھماکہ ہوا اور اس کی کاک پٹ کو آگ لگ گئی۔

آگ ایسی چیز تھی جس سے انسانی عفریت گھبراتا تھا۔ وہ پیچھے ہٹ گیا۔ جہاز میں دوسرا دھماکہ ہوا اور سارے خلائی جہاز کو آگ لگ گئی۔ اب خلائی جہاز کی طرف جانا بے کار تھا۔ کیٹی نے انسانی عفریت کو واپس بلا لیا۔ اس کے دیکھتے دیکھتے خلائی جہاز آخری زرد آدمی کے سمیت جل کر ملبے کا ڈھیر ہو گیا۔ کیٹی کو خلائی جہاز کے جل جانے کا بہت افسوس ہوا۔ کیونکہ یہی اس کی آخری امید تھی۔ اسے معلوم تھا کہ سانولی لڑکی کے شہر کی رہنے والی مخلوق اتنی ترقی یافتہ نہیں ہے کہ اس کے پاس خلائی راکٹ ہوں۔

انسانی عفریت ابھی تک خلائی جہاز کے ملبے کو دیکھ کر غرا رہا تھا۔ کیٹی کو اب اس کی ضرورت نہیں تھی۔ اس نے وہیں کھڑے کھڑے غار ہونے کو الٹا پڑھا۔ انسانی عفریت ایک بادل میں گم ہو گیا اور جب بادل ہٹا تو انسانی عفریت غائب تھا۔ وہ واپس اپنی ماضی کی دنیا میں پہنچ چکا تھا۔ کیٹی بوجھل قدم اٹھاتی شہر کی طرف چل پڑی۔ اس سیارے کی زمین کا یہ شہر واقعی سائنسی اعتبار سے ترقی یافتہ نہیں تھا۔ چھوٹے چھوٹے لکڑی کے مکان تھے۔ جو سڑکوں اور تنگ گلیوں کے کنارے کھڑے تھے۔ لوگ ابھی تک یہاں گھوڑوں پر سواری کرتے تھے۔ اس سیارے کی تہذیب ابھی اپنے شروع کے زمانے میں سے گزر رہی تھی۔ گھروں میں تیل کے چراغ جلتے تھے۔ کیٹی سانولی لڑکی کے گھر پہنچ گئی۔ وہاں سانولی لڑکی کے ماں باپ اور دوسرے

لوگوں نے کیٹی کا شاندار خیر مقدم کیا۔ ساری رات اک جشن سا منعقد ہوا۔ کیٹی نے دیکھا کہ شہر کی آبادی بہت تھوڑی تھی۔ یہ شہر ہماری زمین کے کسی قصبے جتنا تھا۔

کیٹی یہ سوچ کر پریشان ہو گئی کہ وہ یہاں سے واپس کیسے جائے گی؟ وہ تو اس غیر ترقی یافتہ سیارے کی دنیا میں آ کر پھنس گئی تھی۔ وہاں کسی کو راکٹ اور خلائی جہاز کے نام تک کا پتہ نہیں تھا وہ زرد مخلوق کے خلائی جہاز کو کوئی جانور سمجھ رہے تھے۔ صرف سانولی لڑکی اسے خلائی جہاز کے نام سے پکارتی تھی۔ کیونکہ اس نے اپنے دادا دادی سے سن رکھا تھا کہ ان کی زمین پر آسمان سے کبھی کبھی ایک مخلوق اپنے خلائی جہاز میں آیا کرتی ہے اور وہاں تباہی پھیلا کر واپس چلی جاتی ہے۔ کیٹی کو وہاں رہتے تین دن گزر گئے تھے۔ ایک روز اس نے سانولی لڑکی سے کہا:

"تم تو جانتی ہو کہ میں یہاں زیادہ دنوں تک نہیں رہ سکتی۔ مجھے واپس اپنے سیارے کی سرزمین پر جانا ہے۔ مگر میری سمجھ میں نہیں آ رہا کہ میں واپس کس طرح جاؤں گی۔ تمہارے ہاں تو کسی خلائی راکٹ یا جہاز کی موجودگی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔"

سانولی لڑکی بولی:

"بہن! میں تمہاری پریشانی کو خوب جانتی ہوں۔ مگر

اس بارے میں میں تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتی۔
کیونکہ میں تمہارے لئے کوئی خلائی جہاز مہیا نہیں کر
سکتی۔ کیٹی کو خیال آیا۔ کاش زرد خونی مخلوق کا جہاز
تباہ نہ ہوتا۔"

کیٹی مایوسی کے عالم میں خاموش ہو گئی۔
سانولی لڑکی نے اچانک کہا!
"ایک بات ہو سکتی ہے!"
وہ کیا؟
کیٹی نے بے تابی سے پوچھا!
سانولی لڑکی نے کہا،
"میں ناگن ملکہ کے آگے تمہارے لئے فریاد کر سکتی
ہوں۔"
کیٹی کا ماتھا ٹھنکا۔
یہ ناگن ملکہ کون ہے؟
اس نے سانولی لڑکی سے پوچھا!
وہ ناگن ملکہ ہماری ملکہ ہے۔ وہ اس سیارے کے شہر
پر حکومت کرتی ہے۔ ہمارے اس سیارے پر یہی ایک
شہر ہے۔"
کیٹی نے پوچھا!

"یہ ناگن ملکہ کہاں رہتی ہے؟
اس کا محل کہاں ہے اور وہ میری کیا مدد کر سکتی ہے؟"
سانولی لڑکی نے کہا،

"وہ ہمارے سیارے پر نہیں رہتی۔ بلکہ یہاں سے قریب
ہی ایک چھوٹے سیارے پر رہتی ہے مگر وہ ہر چاند کی
چودھویں رات کو اپنے ناگ بادشاہ کے ساتھ تخت پر
بیٹھ کر ہمارے سیارے پر آتی ہے اور لوگوں کے حالات
معلوم کر کے واپس اپنے سیارے پر چلی جاتی ہے۔ وہ
بڑی رحم دل ہے۔ وہ ضرور تمہاری مدد کرے گی۔"
کیٹی کے دل میں جہاں امید کی ایک ہلکی سی کرن جگمگانے لگی تھی
وہاں اسے یہ گمان بھی ہونے لگا تھا کہ کہیں یہ ناگن ملکہ کستوری ناگن
تو نہیں ہے۔ جس کے ساتھ ان سب نے مل کر ناگ کے ہم شکل
کا بیاہ کر دیا تھا۔ اور وہ ہم شکل ناگ کو ناگ دیوتا سمجھ کر اپنے
سیارے میں لے گئی تھی۔ کیٹی جانتی تھی کہ ناگ کا ہم شکل انہوں
نے بوڑھے ناگ دادا کی مدد سے تیار کیا تھا۔ تاکہ کستوری ناگن سے
اصلی ناگ کا پیچھا چھوٹ جائے۔ اسے یہ بھی معلوم تھا کہ ہم شکل
ناگ کی یادداشت میں سوائے اس کے کچھ بھی نہیں ہے کہ عنبر ناگ
ماریا کیٹی اور تھیو سانگ وغیرہ اس کے دوست ہیں اور وہ ناگ
دیوتا ہے۔ اور لگتا تھا کہ وقت کے ساتھ ساتھ ہم شکل ناگ کی اتنی

یادداشت بھی ختم ہو گئی ہو۔ یہ بھی ہو سکتا تھا کہ کستوری ناگن پر
یہ راز کھل گیا ہو کہ ناگ عنبر بابا وغیرہ نے اس کے ساتھ دھوکا کیا
تھا اور اسے الو بنا کر ناگ دیوتا کی جگہ ایک ہم شکل ناگ کو اس
سے بیاہ دیا تھا۔ پھر کیٹی نے سوچا کہ اگر کستوری ناگن کو یہ راز
معلوم ہو گیا ہوتا تو وہ ناگ دیوتا سے بدلہ لینے زمین پر ضرور آتی۔ اور
سانولی لڑکی کہہ رہی تھی کہ وہ چاند کی چودھویں تاریخ کو اسی سیارے
پر آتی ہے اور اس کا خاوند یعنی ہم شکل ناگ بھی اس کے
ساتھ ہوتا ہے۔

کیٹی یہ سب کچھ اپنے دل ہی دل میں سوچ رہی تھی۔ اس نے
سانولی لڑکی کو کریدتے ہوئے پوچھا:

"یہ ناگن ملکہ انسانی شکل میں آتی ہے!
اس کی شکل کیسی ہے!
اس کے ناگ بادشاہ کی شکل صورت کیسی ہے!"

سانولی لڑکی نے کہا:

"ناگن ملکہ بڑی خوب صورت ہے وہ جب چاہے ناگن
بن جاتی ہے۔ ناگ بادشاہ بھی خوش شکل ہے۔ اور
کہتے ہیں وہ بھی جو چاہے شکل اختیار کر لیتا ہے۔"

سانولی لڑکی نے ناگن ملکہ اور ناگ بادشاہ کی جو شکلیں بتائیں
وہ ہو بہو ناگ اور کستوری ناگن کی تھیں۔ کیٹی کو خوشی ہوئی کہ وہ

کستوری ناگن سے مدد کے لئے کہے گی اور وہ ضرور اس کی مدد
کرے گی۔ اس نے سانولی لڑکی کو یہ نہ بتایا کہ وہ کستوری ناگن اور
ناگ بادشاہ کو جانتی ہے۔ وہ پہلے ان دونوں کو دیکھ کر اطمینان
کر لینا چاہتی تھی۔ دل کے کسی کونے میں اسے یہ خیال بھی پریشان
کر رہا تھا کہ اگر کستوری ناگن کو پتہ چل گیا ہوگا کہ اس کے
ساتھ عنبر ناگ ماریا کیٹی وغیرہ نے دھوکا کیا تھا۔ اور نقلی ناگ
دیوتا بنا کر اس کے ساتھ روانہ کر دیا تھا تو کہیں کام بگڑ نہ جائے
اور کستوری ناگن اس سے بدلہ لینے کا فیصلہ نہ کر لے۔

بہر حال جو ہوگا دیکھا جائے گا۔ کیٹی نے سوچا۔ اب وہ بڑی
بے چینی سے چاند کی چودھویں رات کا انتظار کر رہی تھی۔ آخر
وہ رات بھی آ گئی۔ سارا شہر اپنی ناگن ملکہ اور ناگ بادشاہ کا
استقبال کرنے کے لئے شہر سے باہر ایک میدان میں جمع ہو گیا
میدان میں چاروں طرف دیئے جلا دئے گئے تھے۔ سب کی
نگاہیں آسمان کی طرف لگی ہوئی تھیں۔ تھوڑی دیر میں ناگن ملکہ
اور ناگ بادشاہ کا تخت آسمان میں نمودار ہونے ہی والا تھا۔
کیٹی بھی سانولی لڑکی کے ساتھ ایک طرف کھڑی تھی۔ اتنے میں
آسمان سے نیچے ایک تخت نظر آیا۔ وہ ایسے چمک رہا تھا جیسے
اس میں ہیرے جواہرات لگے ہوں۔ دیکھتے دیکھتے تخت نیچے
میدان میں آ کر ایک چبوترے پر ٹھہر گیا۔ کیٹی نے غور سے دیکھا۔

تخت پر کستوری ناگن ہی کی طرح کی ایک عورت سر پہ سونے
کا تاج پہنے بیٹھی تھی۔ اس کے ساتھ ناگ کا ہم شکل بیٹھا تھا۔
ناگ کے ہم شکل کو تو کیٹی نے فوراً پہچان لیا مگر کستوری ناگن
کو دیکھ کر کیٹی کے دل میں شک گذرا کہ یہ اصلی کستوری ناگن نہیں
ہے۔ کیونکہ اصلی کستوری ناگن جو زمین پر ان کے ساتھ کافی عرصہ
رہی تھی گورے رنگ کی تھی۔ مگر اس ناگن ملکہ کا رنگ ذرا سانولا
تھا۔ اور اس کی آنکھیں اصلی کستوری ناگن سے ذرا ذرا چھوٹی
تھیں۔

سانولی لڑکی نے بھی دوسرے لوگوں کے ساتھ سر جھکا دیا۔ کیٹی
نے بھی سر نیچے کر لیا۔ لوگ ناگن ملکہ کے گیت گانے لگے۔ ناگن ملکہ
نے ہاتھ اٹھا کر ان کی زبان میں کہا:

"میں اور میرا ناگ دیوتا خلائی سفر سے تھکے ہوئے
ہیں۔ ہم ابھی آرام کریں گے۔ کل ہم تم لوگوں سے
ملاقاتیں کریں گے۔"

فوراً لوگ ادھر ادھر ہٹ گئے۔ زرق برق لباس والی
لڑکیاں آگے بڑھیں۔ انہوں نے ناگن ملکہ اور ناگ بادشاہ کو ساتھ
لیا اور یہ جلوس شہر کی طرف روانہ ہو گیا۔

کیٹی نے سانولی لڑکی سے پوچھا:

"تمہاری ناگن ملکہ اور ناگ بادشاہ شہر میں رات کہاں

گذاریں گے؟"

سانولی لڑکی نے کہا:

"ناگن ملکہ تو شہر کے ایک خوب صورت مکان کی
ست نشینی میں رہے گی جبکہ ناگ بادشاہ دوسرے
مکان کے سرداخانے میں رات بسر کرے گا۔ ہمیشہ سے
یہی رسم چلی آتی ہے۔"

کیٹی کے لئے راستہ آسان ہو گیا تھا۔

اس نے پوچھا:

"جہاں ناگ بادشاہ رات بسر کرے گا وہ مکان بھی
قریب ہی ہو گا؟"

"ہاں ہاں! ناگن ملکہ کے مکان کے بالکل ساتھ والا مکان
ہے۔ میں تمہیں دکھاتی ہوں۔ سب لوگ ادھر ہی جا رہے
ہیں۔ آؤ میرے ساتھ۔"

سانولی لڑکی کیٹی کو ساتھ لے کر لوگوں کے جلوس کے ساتھ ساتھ
چلنے لگی۔ راستے میں اس نے کیٹی کو بتایا کہ میں کل تمہاری بات
ناگن ملکہ سے کرواں گی۔ وہ ضرور تمہاری مدد کرے گی۔ کیٹی نے اسے
منع نہ کیا۔ کیونکہ وہ جانتی تھی کہ ناگن ملکہ اصلی کستوری ناگن نہیں
ہے۔ اسی وجہ سے وہ کیٹی کو بالکل نہیں پہچانتی ہو گی۔ جہاں تک
ہم شکل ناگ کا تعلق تھا کیٹی نے اس سے خود ملنے کا فیصلہ کر لیا

تھا۔ تاکہ وہ اس سے معلوم کرے کہ اگر یہ نقلی کستوری ناگن ہے
تو اصلی کستوری ناگن کے ساتھ کیا بیتی؟ وہ کہاں ہے؟ کیٹی نے
سانولی لڑکی کی مدد سے وہ مکان دیکھ لیا جہاں ہم شکل ناگ ایک
بادشاہ کی حیثیت سے ٹھہرایا گیا تھا۔

کیٹی سانولی لڑکی کے ساتھ اس کے گھر واپس آگئی۔ رات کو
وہ بستر پر لیٹ گئی۔ اور صبح ہونے کا انتظار کرنے لگی۔ نیند تو اسے
آتی نہیں تھی۔ جب پو پھٹی اور باہر رات ڈھل گئی اور ہلکی ہلکی
دن کی نیلی روشنی ہوئی تو کیٹی چپکے سے بستر سے اٹھ کر ناگ
بادشاہ کے مکان کی طرف چل پڑی۔ اس مکان کے آگے ایک کھلا
باغ تھا۔ کیٹی جب باغ میں پہنچی تو اس نے ناگ بادشاہ کو
دیکھا کہ وہ درختوں کے نیچے ٹہل رہا تھا۔ اس کے ساتھ دو عورتیں
بھی تھیں۔ ہم شکل ناگ کی خوشبو بہت دھیمی تھی۔

کیٹی ایک طرف سے نکل کر اچانک اس کے سامنے آگئی۔
ہم شکل ناگ نے کیٹی کو دیکھا تو اسے دیکھتا ہی رہ گیا۔ اس
نے کیٹی کو پہچان لیا تھا۔

ہم شکل ناگ نے عورتوں سے کہا:

"تم رک جاؤ۔ میں اس عورت سے کچھ باتیں
کرنا چاہتا ہوں۔"

عورتیں ناگ بادشاہ کا حکم سنتے ہی وہاں سے چلی گئیں۔

اس کے جاتے ہی ہم شکل ناگ نے کیٹی سے پوچھا:

"کیٹی تم یہاں کیسے آگئی ہو؟
عنبر، تھیو، سانگ مار کہاں ہیں؟"

کیٹی نے خدا کا شکر ادا کیا کہ ہم شکل ناگ کی یادداشت ابھی
زندہ ہے۔

اس نے کہا:

"ناگ بھائی! یہ تم بھی اچھی طرح جانتے ہو کہ تم اصلی
ناگ دیوتا نہیں ہو۔ بلکہ تم ناگ کے ہم شکل ہو اور
تمہیں صرف کستوری ناگن سے شادی کرنے کے لیے پیدا
کیا گیا تھا۔"

ہم شکل ناگ سانس بھر کر بولا:

"یہ میں جانتا ہوں کیٹی بہن! اچھی طرح سے جانتا ہوں
مگر مجھے یہ معلوم نہیں تھا کہ بے چاری کستوری ناگن کے
ساتھ ایسا ظلم بھی ہوگا۔"

کیٹی فوراً سمجھ گئی کہ ضرور کوئی افسوسناک بات ہوئی ہے۔ اسے
پہلے ہی شک تھی کہ یہ ناگن ملکہ کستوری ناگن نہیں ہے۔

اس نے جلدی سے پوچھا:

"کستوری ناگن سے کیا ہوا ہم شکل ناگ بھیا؟"

ہم شکل ناگ نے ادھر ادھر دیکھ کر کہا:

"ادھر دیوار کے پیچھے آجاؤ۔ وہاں کوئی نہیں ہے۔ اگر ناگن ملکہ کو پتہ چل گیا کہ میں اصلی ناگ دیوتا کی بہن کیٹی باتیں کر رہا تھا۔ تو وہ تمہیں ہلاک کروا دے گی۔"

کیٹی ہم شکل ناگ کے ساتھ دیوار کے پیچھے آگئی۔

اس نے کہا:

"کیا ناگن ملکہ تمہیں اصلی ناگ دیوتا نہیں سمجھتی؟"

ہم شکل ناگ بولا:

"یہی تو مصیبت ہے کہ وہ مجھے اصلی ناگ دیوتا سمجھتی ہے اور اسی لئے وہ مجھے اپنے سے الگ نہیں کرتی۔ میں اس کی قید میں ہوں۔ الگ ہونا بھی چاہوں تو نہیں ہو سکتا۔ ناگن ملکہ نے میرے خون میں ایک ایسا زہر شامل کر دیا ہے کہ اگر میں اس سے ایک میل کے فاصلے پر بھی جاؤں تو میرا جسم پھٹ جائے گا۔ یہ تو تم بھی جانتی ہو کہ میں اصلی ناگ دیوتا نہیں ہوں۔ اگر اصلی ناگ دیوتا ہوتا تو عقاب بن کر اڑ جاتا۔ مگر میں صرف ناگ کا ہم شکل ہوں۔ مجھ میں ناگ دیوتا کی طاقت نہیں ہے اس لئے مجبور ہو کر ناگن ملکہ کے ساتھ رہ رہا ہوں۔ میں تو ایک طرح سے اس کی قید میں ہوں۔"

کیٹی نے پوچھا:

"لیکن اصلی کستوری ناگن کہاں ہے؟"

تب ہم شکل ناگ نے بتایا:

"یہ بڑی درد بھری کہانی ہے کیٹی بہن! بس تم یہ سمجھ لو کہ میں کستوری ناگن کے ساتھ ہنسی خوشی رہ رہا تھا کہ یہ دوسری ناگن کہیں سے ہمارے ستارے پر آگئی۔ اس کے پاس جادو کی زبردست طاقت تھی۔ اس کو جب پتہ چلا کہ میں ناگ دیوتا ہوں تو اس نے اپنے جادو کے زور سے کستوری ناگن کو پتھر کی چھوٹی سی مورتی بنا کر ایک ایسے غار میں پھینک دیا ہے جہاں سے ہر وقت آتش فشاں لاوے کا دھواں نکلتا رہتا ہے۔ وہاں کوئی نہیں جا سکتا۔ میں اگر اصلی ناگ دیوتا ہوتا تو کسی نہ کسی طرح پہنچ جاتا۔ مگر میں صرف ہم شکل ناگ ہوں۔ خاموشی سے کستوری ناگن پر ظلم ہوتے دیکھتا رہا۔ پھر اس ناگن ملکہ نے مجھ سے شادی کر لی اور مجھے بتا دیا کہ اس نے میرے خون میں اپنا ایک خاص زہر داخل کر دیا ہے جس کی تاثیر یہ ہے کہ اگر میں اس سے ایک میل دور ہوا تو میرا جسم پھٹ جائے گا۔ میں نے ایک بار فرار ہونے کی کوشش بھی کی اور ڈرتے ڈرتے ناگن ملکہ کے محل سے پونے میل کے

تاصد تک چلا گیا۔ مگر میرا خون زور زور سے گھومنا شروع
ہو گیا۔ مجھے ایسے لگا جیسے خون میری رگوں کو پھاڑ
کر باہر آ جائے گا۔ میں مُڑ کر واپس ناگن ملکہ کے پاس
چلا گیا۔ لیکن تم نے مجھے ابھی تک یہ نہیں بتایا کہ تم
یہاں کیسے آ گئیں!؟"

پھر کیٹی نے ہم شکل ناگ کو ساری کہانی بیان کر دی۔

اور کہا:

"مہا ساؤ کی لڑکی نے کہا ہے کہ وہ ناگن ملکہ سے میری سفارش
کر کے مجھے واپس زمین پر پہنچا دے گی۔ مگر اب میں واپس
نہیں جاؤں گی۔ اب میں تمہارے ستارے پر جاؤں گی
اور کستوری ناگن کی مدد کروں گی۔ کیونکہ وہ ایک مخلص
عورت ہے۔ اس کا قصور صرف اتنا ہی ہے کہ وہ ناگ
بھیما سے محبت کرتی ہے اور اس سے شادی کرنا چاہتی
تھی اور میں اسے قصور نہیں سمجھتی۔"

ہم شکل کہنے لگا:

"تم ٹھیک کہتی ہو۔ تم کو ہمارے ستارے پر جا کر کسی
نہ کسی طرح بے چاری کستوری ناگن کو اندھیرے دھند میں
بھرے غار سے نکال کر اسے عذاب سے نجات دلانی
ہو گی۔ مجھے یقین ہے کہ صرف تم ہی یہ کام کر سکتی ہو۔

مگر ایک بات کا خاص خیال رکھنا۔ جب تم ہمارے سیارے
پر آ جاؤ اور ناگن ملکہ سے ملو تو اس پر یہ ظاہر نہ ہو کہ
ہم ایک دوسرے کو پہلے سے جانتے ہیں۔ ہمیں اجنبی بن
کر ایک دوسرے سے ملنا ہو گا۔ ورنہ ناگن ملکہ کو شک
ہو جائے گا اور پھر خدا جانے وہ تمہارے ساتھ کیا سلوک
کرے۔ کیونکہ ایک بات وہ بڑی اچھی طرح سے جانتی
ہے کہ عنبر، ماریا وغیرہ سبھی لوگ کستوری ناگن کو اچھا
سمجھتے تھے۔ یہ باتیں اس نے خود کستوری ناگن سے
معلوم کی تھیں۔ یہ بڑی اچھی بات ہے کہ اس ناگن ملکہ
نے تمہیں پہلے کبھی نہیں دیکھا۔ ورنہ کام مشکل ہو جاتا۔"

کیٹی کہنے لگی:

"میں ناگن ملکہ پر ہرگز ہرگز یہ ظاہر نہیں ہونے دوں گی
کہ میں تمہیں پہلے سے جانتی ہوں۔"

ہم شکل ناگ نے پوچھا:

"مگر تم ہمارے ستارے پر آنے کے لئے کیا بہانہ
بناؤ گی۔؟"

کیٹی کچھ سوچ کر بولی:

"میرا خیال ہے میں یہی کہوں گی کہ میں آپ کے
سیارے کی سیر کرنا چاہتی ہوں۔ میں نے یہاں کی

پکھ لڑکیوں کی درد ناک موت سے جانیں بچائی ہیں۔ مجھے
یقین ہے کہ میرے اس کارنامے سے ناگن ملکہ مزید
خوش ہوگی اور مجھے اپنے سیارے کی سیر کرنے کی
اجازت دے دے گی!"

ہم شکل ناگ بولا:

"ہاں ہو سکتا ہے تمہارے اس بہادری کے کارنامے
کی وجہ سے وہ تمہیں اپنے ساتھ اپنے سیارے پر لے
چلے۔ بہر حال کل تم ناگن ملکہ سے جب ملاقات کرو گی تو
میں وہاں موجود ہوں گا۔ میں بھی تمہاری سفارش کروں
گا۔ اب تم جاؤ۔ کسی نے دیکھ لیا تو ناگن ملکہ مجھے بڑی
اذیت دے گی۔ وہ بڑی شکی مزاج ہے!"

کیٹی وہاں سے چلی گئی۔ وہ سیدھی سانولی لڑکی کے گھر میں آگئی۔
سانولی نے پوچھا!

"تم کہاں چلی گئی تھیں بہن؟"

کیٹی نے اسے بتایا کہ میں ذرا سیر کرنے نکل گئی تھی۔ پھر اس نے
سانولی سے کہا!

"بہن! میں نے ناگن ملکہ کو جب سے دیکھا ہے وہ مجھے
ایک پل نہیں بھولتی۔ دل میں اس کی شکل سما گئی ہے
اتنی پیاری ملکہ تو میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھی بس اب

تو دل میں ایک ہی خواہش ہے۔ کہ زندگی کے کچھ سال
اس ناگن ملکہ کے سیارے پر گزاروں۔ کچھ سال ناگن
ملکہ کے پاس رہ کر اس کی خدمت کروں۔

سانولی لڑکی مسکرا دی۔ کہنے لگی۔

"دیکھا ہماری ناگن ملکہ میں کتنی کشش ہے۔ اچھا تم فکر
نہ کرو۔ میں ملکہ سے تمہاری سفارش کروں گی۔ اب تیار
ہو جاؤ۔ تھوڑی دیر میں ناگن ملکہ کا دربار لگے گا۔ وہاں
لوگ اپنے اپنے مسائل پیش کریں گے۔

کوئی آدھ گھنٹہ بعد کیٹی ناگن ملکہ کی خدمت میں حاضر تھی۔
سانولی لڑکی نے کیٹی کو ملکہ کے سامنے پیش کرتے ہوئے کہا
کہ اس لڑکی کی بہادری سے کس طرح درجن بھر لڑکیاں موت
کے منہ میں جانے سے بچ گئیں۔ ناگن ملکہ نے کیٹی کو غور سے دیکھا
اور کہا!

"ہم تمہاری بہادری سے بہت خوش ہیں بولو ہم تمہارے
لئے کیا کر سکتے ہیں؟"

اس موقع کو غنیمت جان کر سانولی لڑکی نے ناگن ملکہ کے
سامنے کیٹی کی خواہش کا اظہار کر دیا اور کہا:

"ملکہ عالیہ! ہماری بہن کیٹی آپ سے بہت متاثر ہوئی ہے
اور اس کی خواہش ہے کہ وہ آپ کے سیارے پر جا کر

آپ کی خدمت میں زندگی کے کچھ سال گزار دے۔"
کیٹی نے بھی اداکاری کرتے ہوئے عاجزی سے کہا!
"ہاں ملکہ سلامت! یہ میری زندگی کی سب سے بڑی آرزو ہے کہ آپ مجھے اپنے ساتھ اپنے سیارے پہ لے چلیں تاکہ میں وہاں رہ کر آپ کی خدمت کر سکوں۔"
ناگن ملکہ نے ناگ بادشاہ کی طرف دیکھا۔ وہ تو اس موقع کا منتظر کر رہا تھا۔ جھٹ بولا!
"ملکہ عالیہ۔ اگر اس لڑکی کی یہ خواہش ہے تو ہمیں اس کی یہ خواہش ضرور پوری کرنی چاہیے۔ کیونکہ یہ ایک بہادر لڑکی ہے۔"
ناگن ملکہ نے کیٹی کی طرف دیکھ کر کہا!
"ٹھیک ہے کیٹی! ہم تمہاری خواہش کو پورا کرتے ہیں۔ تم ہمارے ساتھ چلو گی۔"
کیٹی بہت خوش ہوئی۔ اس نے ناگن ملکہ کا شکریہ ادا کیا اور ادب سے ایک طرف ہٹ کر کھڑی ہو گئی۔ دوسرے دن شام کو ناگن ملکہ کی واپسی تھی۔ اس نے کیٹی کو بھی تخت پہ بٹھا لیا کیٹی حیران تھی کہ یہ تخت بالکل کھلا ہے۔ یہ خلا میں سے کیسے گزرے گا۔! اور اس میں کوئی انجن بھی نہیں لگا ہوا ہے۔ جب تخت اڑنے والا تھا تو ناگن ملکہ نے جادو کے کچھ منتر پڑھ کر تخت

کے چاروں طرف پھونکے اور ہاتھ کا اشارہ کیا۔ تخت زمین سے بلند ہوا اور فضا میں اڑنے لگا۔ کیٹی کو ہوا بالکل نہیں لگ رہی تھی۔ ایسے محسوس ہوتا تھا۔ جیسے تخت کے اوپر کسی نے شیشے کا جبلہ سا ڈال دیا ہے۔ تخت فضا میں کافی بلندی پر آ کر ایک طرف کو مڑ گیا اور پھر اس کی رفتار بہت تیز ہو گئی۔ اس کے کچھ ہی دیر بعد وہ خلا میں داخل ہو گیا۔ خلا میں داخل ہوتے ہوئے کیٹی کو ایک دھماکے کی ہلکی سی آواز ضرور سنائی دی۔ یہ آواز سیارے کی فضا اور اس کی کشش سے نکلنے کی تھی۔
چاند نکل آیا پھر چاند اس سے دور ہوتا گیا اور ایک دوسرا چاند قریب آنے لگا۔ اس چاند کے پیچھے ایک گول سیارہ بڑا ہوتا جا رہا تھا۔ یہی ناگن ملکہ کا سیارہ تھا۔ تخت کی رفتار کیٹی کے اندازے کے مطابق روشنی کی رفتار کے قریب تھی۔ یہی وجہ ہے کہ وہ راتوں رات اپنے سیارے پہ پہنچ گئے۔
کیٹی پہلی بار ناگن ملکہ بلکہ کستوری ناگن کے سیارے پر آ رہی تھی۔ ناگن ملکہ کا محل سانپ کے پھن کی طرح کا تھا۔ اور یہاں آدمی اور عورتیں کم اور سانپ زیادہ تھے۔ ہم شکل ناگ نے پہلے ہی کیٹی کو بتا دیا تھا کہ وہ یہاں کے کسی سانپ سے بات کرنے اور کوئی بات پوچھنے کی کوشش نہ کرے کیونکہ وہ اسے ہی ناگ دیوتا سمجھتے ہیں۔ حقیقت یہ تھی کہ اس سیارے کے سانپوں کو اصلی ناگ دیوتا کا کچھ علم نہیں تھا۔ ہم شکل ناگ نے اسے بتایا کہ وہ ناگ دیوتا ہے اور ناگن ملکہ نے اس کی تائید کر دی تو سانپ اسے

بھی ناگ دیوتا سمجھ کر اس کا احترام کرنے لگے تھے۔

ناگن ملکہ نے کیٹی سے کہا:

"تم ہمارے محل میں کنیزوں کے ساتھ رہو گی۔ لیکن ایک بات کا دھیان رکھنا کہ بغیر اجازت تمہیں میرے کمرے میں آنے کی بالکل اجازت نہیں ہے۔"

کیٹی نے کہا:

"میں اس بات کا خاص طور پر خیال رکھوں گی ملکہ سلامت۔"

دل میں کیٹی نے کہا مجھے تمہارے پاس آنے کی کیا ضرورت ہے مکار عورت ناگن! میں تو کستوری ناگن کو تیرے ظلم سے نجات دلانے آئی ہوں کیٹی نے محل میں رہنا شروع کر دیا۔ اسے ایک ہفتہ گذر گیا مگر کستوری ناگن جو مورتی کی شکل میں جس غار میں بند تھی۔ ادھر کیٹی کو جانے کا موقع نہ مل سکا۔ کیٹی نے محسوس کیا کہ محل کے گرد ہر وقت پہرہ ہوتا ہے اور اندر سے کوئی کنیز باہر نہیں جا سکتی تھی۔ البتہ سانپ وغیرہ آتے جاتے رہتے تھے۔ کیٹی سانپ نہیں بن سکتی تھی۔ وہ گندھک دھوئیں والے غار میں جانے کو بے تاب تھی۔ مگر اس نے سوچا کہ پہلے اس غار کے بارے میں ضروری معلومات حاصل کر لینی چاہئیں۔ یہ شکل ناگ سے ملنا مشکل تھا۔ ناگن ملکہ اسے ہر وقت اپنے ساتھ رکھتی تھی۔ ناگن محل میں کوئی ایسا شخص نہ تھا جس سے کیٹی اس غار کے بارے میں پوچھ سکتی جہاں کستوری ناگن مورتی کی شکل میں بند کر دی گئی تھی۔

ایک رات کیٹی اپنے محل کے کونے والے کمرے میں بستر پر بیٹھی سوچ بچار میں گم تھی۔ کہ وہ آتش فشاں غار میں کیسے جائے کیونکہ محل کے باہر چاروں طرف پہرہ لگا تھا۔ وہ جس طرف سے جاتی ہے پہرے دار اسے روک کر پوچھ سکتے تھے۔ کہ وہ کہاں جا رہی ہے اور یہ بات ملکہ تک بھی پہنچ سکتی ہے۔ سوچتے سوچتے کیٹی کو خیال آیا کہ کاش اس کے پاس کوئی ایسی ٹوپی ہوتی جس کو پہن کر وہ غائب ہو جاتی جس طرح کہ پرانی کہانیوں میں لوگ پہن کر غائب ہو جاتے تھے۔ یہاں سے ایک دم اسے افراسیاب کا خیال آگیا کیونکہ افراسیاب کے پاس سلیمانی ٹوپی ہوا کرتی تھی۔ جس کو پہن کر وہ جب چاہے غائب ہو جاتا تھا۔ کیٹی اٹھ کر بیٹھ گئی۔ وہ نادرہ وہ طلسمی بیگ سے افراسیاب کو آسانی سے بلا سکتی تھی۔ پس اس نے فوراً آنکھیں بند کیں اور نادرہ وہ سات بار پڑھا۔ اس کے کمرے میں بادل کا غبار چھا گیا۔ غبار ہٹا تو اسے اپنے سامنے افراسیاب دکھائی دیا۔ نیلی باریک ناک۔ عیار چمکیلی آنکھیں۔ دبلا پتلا جسم۔ اس نے کیٹی کو جھک کر آداب کہا اور بولا:

"میں حاضر ہوں تمہاری خدمت کو۔ کہو مجھے میری پرانی دنیا سے کس لئے طلب کیا گیا ہے؟"

کیٹی نے کہا:

"تم افراسیاب ہو کیا؟"

افراسیاب نے ہنس کر کہا: تو کیا تمہیں کوئی بہار لگتا ہوں؟

میں ہی افراسیاب ہوں۔"

کیٹی نے کہا:

"تو پھر غور سے سنو، مجھے کچھ دیر کے لئے تمہاری سلیمانی ٹوپی چاہیے۔"

افراسیاب بولا:

"ٹوپی حاضر ہے حضور، مگر کیا یہ مجھے واپس مل جائے گی؟ کیونکہ
اس کے بغیر میرا ماضی میں سفر کرنا محال ہے، میرے سر کو اس کی عادت ہوگئی ہے۔"

کیٹی نے کہا:

"مگر اس وقت تو تم نے ٹوپی نہیں پہن رکھی۔"

افراسیاب نے جیب سے ٹوپی نکال کر جھاڑی اور بولا:

"حضور! کبھی کبھی زیادہ پہننے سے بھی سر میں درد ہو جاتا
ہے۔ میں اسے جیب میں رکھ لیتا ہوں۔"

کیٹی نے ہاتھ آگے بڑھا کر کہا:

"تو لاؤ پھر یہ سلیمانی ٹوپی مجھے دے دو۔"

افراسیاب بولا: "مگر وعدہ کرو کہ یہ مجھے واپس مل جائے گی۔"

کیٹی نے جھنجھلا کر کہا:

"میں تمہیں ایک بار کہہ چکی کہ تمہیں واپس مل جائے گی ٹوپی۔"

افراسیاب نے ٹوپی دیتے ہوئے کہا:

"ناراض کیوں ہوتی ہیں جناب یہ لیجئے حاضر ہے سلیمانی ٹوپی۔"

کیٹی نے ٹوپی کو غور سے دیکھا۔ اس چھوٹی سی ٹوپی میں موتی جڑے ہوئے

تھے۔ کیٹی نے اسے اپنے سر پر رکھا تو وہ غائب ہوگئی۔ ٹوپی سر سے
اتاری تو وہ پھر سے ظاہر ہوگئی۔ کیٹی نے خوش ہو کر کہا:

"افراسیاب! ابھی تم واپس اپنی ماضی کی دنیا میں چلے جاؤ۔ جب
تمہاری سلیمانی ٹوپی سے کام لے چکوں گی تو تمہیں جا کر ٹوپی واپس کر دوں گی۔"

افراسیاب نے ناک پر انگلی رکھی اور بولا:

"حضور! کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ مجھے یہاں اپنے پاس ہی
رہنے کی کوئی جگہ دے دیں۔"

کیٹی اس باتونی افراسیاب سے تنگ آگئی تھی۔ اسے جھڑک کر بولی:

"ہرگز نہیں۔ اب تم جاؤ۔"

افراسیاب بولا: "حضور اتنی جلدی بھی کیا ہے، یہ کونسی دنیا ہے
یہاں کا بادشاہ کون ہے، ذرا ان سے ملاقات تو کرا دو میری۔"

کیٹی نے جھٹ حارموے کو الٹا پڑھا اور افراسیاب غائب ہوگیا۔ کیٹی
نے ایک بار پھر ٹوپی کو غور سے دیکھا۔ وہ ٹوپی حاصل کر کے بہت خوش
ہوئی تھی۔ اب وہ بڑی آسانی سے آتش فشاں غار میں جا سکتی تھی۔ خطرہ
اگر تھا تو صرف یہ کہ کہیں غار کی تپش کا اس پر اثر تو نہیں ہوگا۔ کیونکہ کیٹی
کو آگ نقصان پہنچا سکتی تھی۔ لیکن کیٹی کا خیال تھا کہ جب وہ غائب
ہوگی تو اس پر آگ کی تپش کا اثر بھی نہیں ہوگا۔ آتش فشاں غار کا
اتا پتہ بم شکل ناگ نے اسے بتا دیا ہوا تھا۔ کیٹی نے سوچا کہ اب
وقت ضائع کیوں کیا جائے۔ اسے ابھی اپنا کام شروع کر دینا چاہیئے۔

پس کیٹی نے سلیمانی ٹوپی اپنے سر پر پہن لی۔ ٹوپی کے پہنتے ہی وہ غائب
ہو گئی۔ کیٹی کمرے کا دروازہ آہستہ سے کھول کر باہر آ گئی۔ باہر ہلکی
ہلکی چاندنی پھیلی ہوئی تھی۔ کمرے کے برآمدے سے گزرتی ہوئی جب
کیٹی شاہی محل کے بڑے دروازے کی طرف آئی تو اسے وہاں ایک
جانب چھ سانپ اور ایک طرف چھ انسان نیزے لئے پہرہ دیتے نظر
آئے۔ کیٹی بڑی احتیاط سے چلنے لگی۔ کہ کہیں سانپوں کو اس کی
موجودگی کا احساس تو نہیں ہوتا۔

لیکن ایسا نہ ہوا۔ سانپ پھن اٹھائے اسی طرح پہرے پر کھڑے رہے
سپاہی بھی نیزے لئے پہرہ دیتے رہے۔ کیٹی سلیمانی ٹوپی پہنے غائب
حالت میں ان کے درمیان سے گزر گئی۔ اس کامیابی پر کیٹی کا حوصلہ
بڑھ گیا۔ اس نے تیزی سے آتش فشاں غار کی طرف چلنا شروع کر دیا
یہ غار محل سے دور وادی میں ایک اونچے آتش فشاں پہاڑ کے اندر
تھی۔ اس پہاڑ نے اب لاوا اگلنا بند کر دیا تھا۔ مگر اس کے اندر
لاوا خود بخود کھولتا رہتا تھا۔ اور اس کا کڑوا کسیلا گندھکی دھواں غار
میں ہر وقت بھرا رہتا تھا۔ اسی غار میں کستوری ناگن مورتی کی شکل میں
پھینکی گئی تھی۔ چلتی چلتی کیٹی وادی میں آ گئی۔ آتش فشاں غار سامنے
والے پہاڑ میں تھا۔ کیٹی نے غار کی طرف چلنا شروع کر دیا۔ ابھی وہ
غار سے کچھ فاصلے پر ہی تھی کہ اس نے سانپوں کی پھنکار کی
آوازیں سنیں۔

کیٹی وہیں رک گئی۔ پھر اس نے دیکھا کہ غار کو جانے والے راستے
میں ایک جگہ پتھروں کے اوپر دونوں جانب بڑے بڑے سانپ اپنے
پھن اٹھائے پہرہ دے رہے ہیں۔ وہ اپنے چوڑے بھیانک پھن
بار بار دائیں بائیں گھما رہے تھے۔ جیسے نگرانی کر رہے ہوں۔ دیکھ رہے
ہوں کہ ادھر کوئی دشمن تو نہیں آ رہا۔ شاید سانپوں کا یہ پہرہ ناگی ملکہ
نے لگایا تھا تاکہ کوئی بھی شخص غار میں داخل نہ ہو سکے۔ کیٹی کو یہ خیال
طاقت دے رہا تھا کہ وہ غائب ہے۔ اس نے سلیمانی ٹوپی پہن رکھی تھی
اور اسے کوئی نہیں دیکھ سکتا۔ وہ بے دھڑک سانپوں کے درمیان سے
گزرنے لگی۔ اس نے سانپوں کو غور سے دیکھا۔ اسے احساس ہوا کہ سانپ
کچھ بے چین ہو رہے ہیں۔ ہو سکتا تھا کہ انہیں کیٹی کی موجودگی کا احساس
ہو گیا ہو مگر وہ کیٹی کو دیکھ نہیں سکتے تھے۔ دو سانپ تو پتھروں سے اتر
کر سڑک پر بھی آ گئے۔ مگر وہ ادھر ادھر رینگنے کے بعد واپس پتھروں
پر جا کر بیٹھ گئے۔ ان میں سے ایک سانپ نے دوسرے کو اپنی زبان
میں کہا:

"مجھے لگتا ہے یہاں سے کوئی انسان گزرا ہے۔"

دوسرے سانپ نے جواب دیا:

"لگتا تو مجھے بھی ہے مگر کوئی انسان نظر تو آ نہیں رہا۔ ہم کیا
کر سکتے ہیں۔ خاموشی سے پہرہ دیتے رہو۔ کوئی دکھائی دے
گا تو ہم اسے ڈس لیں گے۔"

عنبر، ناگ، ماریا اور کیپٹن خلا میں

قبر کی سرگوشی

اے حمید

قیمت ۵۰/- روپے

بار اول : ۱۹۸۸ء
ناشر : عدنان سلیم
عنبر پبلی کیشنز، ۲۰ بی شاہ عالم مارکیٹ لاہور
مطبع : تاج دین پرنٹرز، لاہور

پیارے دوستو۔

کستوری ناگن کی جمشیل ناگ سے شادی تو ہو گئی لیکن کستوری ناگن پر ظلم یہ ہوا کہ ایک جادوگر ناگن نے اپنے جادو کے زور سے اس کے سیارہ پر قبضہ کرنے کے علاوہ جمشیل ناگ کو بھی قابو کرنے کے ساتھ ساتھ کستوری ناگن کو ایک منقش فانوس میں مورتی بنا کر قید کر دیا ہے۔ کنگ اپنے ساتھیوں کی تلاش میں بھٹکتی ہوئی اس سیارہ پر آ جاتی ہے جب اسے یہ سب کچھ معلوم ہوتا ہے تو وہ کستوری ناگن اور جمشیل ناگ کو اس جادوگرنی سے رہائی دلانا چاہتی ہے اس سلسلہ میں وہ کن حیرت انگیز واقعات سے دوچار ہوتی ہے جلدی سے پڑھ کر دیکھیں۔
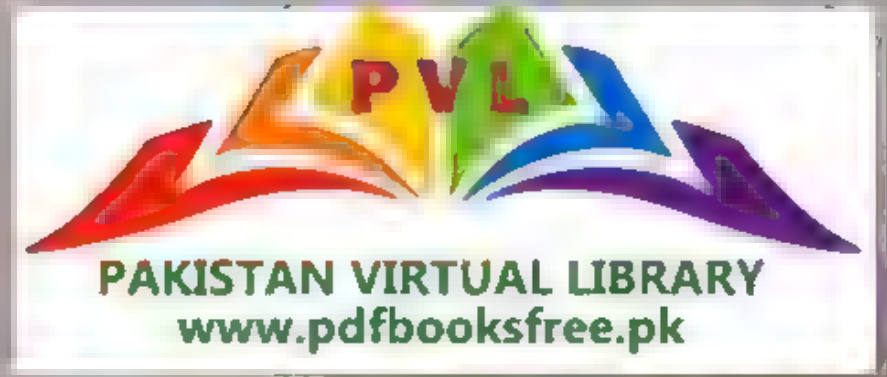
آپ کا انکل

اے حمید

۵۴ [illegible]

سلیمانی ٹوپی

غار میں دھواں بھرا تھا۔

کیپٹن غار میں کچھ دور تک گئی تو دھواں کم ہونا شروع ہو گیا۔ کستوری ناگن کی پتھر کی مورتی کی تلاش تھی جسے نیلی ناگن عنبر نے وہاں پھینک رکھا تھا۔ یہ مورتی اصل میں کستوری ناگن ہی تھی جس نے ہم شکل ناگ سے بیاہ کر لیا تھا۔ وہ اپنے ستارے پر ہنسی خوشی رہ رہی تھی کہ دوسری ناگن عورت نے جادو کے زور سے کستوری ناگن کو مورتی بنا کر غار میں پھینک دیا اور خود ہم شکل ناگ سے شادی کر کے اس کے تخت پر قبضہ کر لیا۔ کیپٹن کو کستوری ناگن سے اس لئے ہمدردی تھی کہ اس کا کوئی قصور نہیں تھا۔ اگر اس کا کوئی قصور تھا تو صرف اتنا کہ اس نے ناگ دیوتا سے شادی کرنی چاہی تھی۔ لیکن چونکہ ناگ دیوتا کی کسی سے شادی نہیں ہو سکتی تھی اس لئے کیپٹن عنبر ناگ اور جولی سانگ تیم تھم نے آپس میں صلاح مشورہ کر کے ایک بوڑھے سانپ کی

وقت وہ [illegible] سے واپس آتے ہوئے [illegible] سے کسی کو دیکھ
کیٹی نے اس وقت سلیمانی ٹوپی نہیں پہنی ہوئی تھی۔ وہ نظر
آ رہی تھی کیٹی اس وقت نقلی ملکہ کے لئے پھولوں کے ہار
پنجیرے میں رکھنے کے لئے جا رہی تھی۔ ہم شکل ناگ نے اس کے قریب
سے گزرتے ہوئے اشارے سے کہا کہ وہ اس سے ملنے آئے۔

کیٹی ہم شکل ناگ کا اشارہ سمجھ گئی کہ اسے کوئی کامیابی حاصل
ہو گئی ہے۔ رات جب گہری ہو گئی تو کیٹی نے بستر کے
نیچے سے سلیمانی ٹوپی نکال کر سر پر اوڑھی اور غائب ہو گئی۔
غائب ہوتے ہی وہ سیدھی ہم شکل ناگ بادشاہ کے کمرۂ خاص
کی طرف روانہ ہو گئی۔ اسی طرح وہ پہرے دار انسانوں اور سانپوں
کے بیچ میں سے گزرتی ہم شکل ناگ کے کمرے میں جا پہنچی۔ کمرے
میں جاتے ہی وہ ٹھٹھک کر رہ گئی۔ کیونکہ کمرے میں ہم شکل
ناگ کے علاوہ نقلی ناگن ملکہ بھی موجود تھی اور ہم شکل ناگ
کے پاس بیٹھی چوپٹ کا کھیل کھیل رہی تھی۔ ہم شکل ناگ کو کیٹی کے آنے
کی بالکل خبر نہ ہوئی مگر نقلی ملکہ ناگن نے کیٹی کے جسم سے نکلنے
والی گرمی کی لہروں کو فوراً محسوس کر لیا۔ چوپٹ کھیلتے کھیلتے وہ
ایک دم سے رک گئی اور آس پاس تکنے لگی۔ ہم شکل ناگ کا ماتھا
ٹھنکا کہ کہیں کیٹی نہ آ گئی ہو۔ کیونکہ اس نے اسے آج رات بلایا
تھا۔ وہ بولا :

ملکہ! کیا بات ہے۔ تم نے کھیل سے ہاتھ کیوں کھینچ لیا؟
مگر نقلی ملکہ ناگن باقاعدہ کسی انسان کے جسم کی لہروں کو محسوس
کر رہی تھی۔ اس کے پاس ایسا کوئی علم نہیں تھا کہ جس کی
مدد سے وہ کسی ایسے انسان کو دیکھ سکتی جو غائب ہو۔

"ٹھیک ہے۔ [illegible] معلوم کر رہا ہے۔"

وہ تو ناگ نے یہ الفاظ اس طرح بولے تھے کہ اس کی [illegible] بھی ہنسی نکل گئی تھی۔ ہونٹ بھی [illegible] معلوم [illegible] اس طرح سے ہلے تھے کہ دوسرے کسی کو پتہ نہیں چل سکتا تھا۔ کیٹی آہستہ سے بولی:

"میں جا رہی ہوں۔"

کیٹی یہ کہہ کر کمرے سے باہر نکل گئی۔ ایک بات کیٹی پر ثابت ہو گئی تھی کہ نقلی ملکہ اگرچہ جادوگرنی ہے مگر وہ کیٹی کو سلیمانی ٹوپی پہنی ہوئی حالت میں نہیں دیکھ سکتی۔ اگرچہ وہ اس کی موجودگی کو محسوس کر سکتی ہے۔ وہ بھی اس لیے کہ نقلی ملکہ ایک ناگن بھی تھی۔ مگر ہم شکل ناگ سے مل کر باتیں کرنی بھی ضروری تھیں۔ چنانچہ کیٹی دوسرے روز پھر ہم شکل ناگ بادشاہ کے کمرے کی طرف روانہ ہوئی۔ وہ خود کیٹی کے کمرے میں نہیں آ سکتا تھا۔ کیٹی جب دوسری رات ہم شکل ناگ سے ملنے گئی تو دیکھا کہ وہ تو کمرے میں نہیں تھا۔ [illegible] ملکہ ناگن تخت پر بال کھولے بیٹھی تھی اور ایک خادمہ اس کے بالوں میں سفید موتی پرو رہی تھی۔ کیٹی کے داخل ہوتے ہی نقلی ناگن ملکہ کو فوراً محسوس ہو گیا کہ وہی کل والا آسیبی انسان یا عورت جو غائب ہے کمرے میں آ گئی ہے۔ مگر اس نے اپنے چہرے سے بالکل ظاہر نہ ہونے دیا کہ اسے کمرے میں کسی غیبی شے کی موجودگی کا [illegible] انگڑائی لے کر خادمہ سے کہا:

"بس اب تم جاؤ۔ مجھے نیند آ رہی ہے۔"

خادمہ نے اسی وقت طشت میں موتی سنبھالے۔ بڑے ادب سے سلام کر کے کمرے سے نکل گئی۔

اب نقلی ملکہ اٹھ کر کمرے میں یوں ٹہلنے لگی جیسے یونہی دل بہلانے کے لیے ٹہل رہی ہے۔ اصل میں وہ یہ معلوم کرنا چاہتی تھی کہ غیبی شے کہاں پر موجود ہے۔ اس کا اندازہ اسے کیٹی کے جسم سے نکلنے والی گرمی کی لہروں سے برابر ہو رہا تھا۔ ایک جگہ نقلی ملکہ کو انسانی جسم کی حرارت کی لہریں بہت قریب سے آتی محسوس ہوئیں۔ کیٹی اس کے بالکل قریب کھڑی تھی۔ اب نقلی ملکہ نے منتر پڑھ کر پھونک ماری۔ پھونک کی لہر جب کیٹی کے جسم سے ٹکرائی تو وہ ایک دم سے پتھر بن گئی اور پتھر بنتے ہی وہ ظاہر ہو گئی۔

نقلی ملکہ نے پلٹ کر کیٹی کی طرف دیکھا تو غصے سے کانپنے لگی۔ یہ تو اس کی کنیز کیٹی تھی جو غائب ہو کر اس کے خاص کمرے میں آئی تھی۔ یہ کیا کرنے آئی تھی؟ نقلی ملکہ کو یہ معلوم نہیں تھا۔ اسے اب یہ معلوم کرنے کی ضرورت بھی نہیں تھی کیونکہ کیٹی کے ارادے اگر خطرناک بھی تھے اور وہ نے

کستوری ناگن کی مورتی اسی طرح پڑی تھی۔ ہم شکل ناگ کو اس بات کی
کہ کیتھی کے ساتھ یہ مورتی غائب نہیں ہوئی۔ جب وہ واپس
جانے لگا تو اس کو خیال آیا کہ اب جب کہ وہ اسے کمرے سے
نکل آیا ہے تو کیوں نہ کیتھی کے کمرے میں بھی دیکھتا جائے کہ وہ
وہاں ہے کہ نہیں۔

ہم شکل ناگ محل کی دیوار کے ساتھ لگ کر چلتا ہوا کیتھی کے
کمرے کے باہر آ گیا۔ کمرے کا دروازہ بند تھا۔ ہم شکل ناگ نے
دروازہ کھول دیا۔ کمرہ بالکل خالی تھا۔ کیتھی وہاں پر نہیں تھی۔ وہ
سمجھ گیا کہ یا تو کیتھی کے ساتھ کوئی حادثہ پیش آ گیا ہے اور یا
پھر نقلی ملکہ نے اسے کہیں گم کر دیا ہے۔ یہ ہم شکل ناگ کو معلوم
تھا کہ یہ نقلی ملکہ کیتھی کو قتل نہیں کر سکتی۔ اس کو خیال آ گیا
کیتھی نے کہا تھا کہ وہ غائب کر دینے والی سلیمانی ٹوپی اپنے
بستر کے نیچے رکھتی ہے۔ ہم شکل ناگ نے جلدی سے کیتھی
کا بستر اٹھا کر دیکھا۔ سلیمانی ٹوپی وہاں پر نہیں تھی اس کا مطلب
تھا کہ جب اسے اغوا یا غائب کیا گیا تو وہ سلیمانی ٹوپی پہنے
ہوئے تھی۔ ظاہر ہے کیتھی غیبی حالت میں تھی۔ ایسی حالت میں
اسے وہی شخص دیکھ سکتا ہے جو طلسم جانتا ہو اور صرف
ملکہ چوپٹ کھیلتے کھیلتے رک گئی تھی۔ پھر کیتھی نے بھی اسے
آ کر کان میں سرگوشی کر کے بتایا تھا کہ ملکہ ادھر خانے

سب کی نظر [illegible]
[illegible]
[illegible]
جہاں سے شاید [illegible] نہیں نکل سکے گی۔

ہم شکل ناگ کیتھی کے لئے پریشان ہو گیا۔ وہ اس کے کمرے
سے نکل کر واپس اپنے شاہی کمرے میں واپس آ گیا اور پلنگ
پر لیٹ کر کیتھی کے بارے میں غور کرنے لگا کہ اسے نقلی ملکہ
نے اگر کسی ایسی جگہ پھینکا ہے جہاں سے وہ کبھی باہر نہیں
نکل سکتی تو وہ جگہ کون سی ہو سکتی ہے۔ اس کو شاہی محل کے
خفیہ تہ خانوں کے بارے میں زیادہ معلومات نہیں تھیں۔ نقلی
ملکہ ناگن نے ہم شکل ناگ کو کبھی ایسی جگہوں کے بارے
میں نہیں بتایا تھا۔ اس کے دل میں یہ خیال بھی آیا کہ اس
کے پاس منتر موجود ہے۔ کیوں نہ وہ کستوری ناگن کی مورتی پر
منتر پھونک کر اسے انسانی شکل میں واپس لے آئے اور اس
سے مشورہ کرے۔ پھر یہ سوچ کر اس نے اس ارادے کو
ترک کر دیا کہ کہیں کستوری ناگن کی مصیبت بھی اسے نہ
پڑ جائے۔ کہیں نقلی ملکہ کستوری ناگن کو بھی ہلاک نہ کر ڈالے
اگر کیتھی اس کے ساتھ ہوتی تو وہ دونوں کستوری ناگن کے ساتھ
مل کر نقلی ملکہ کے خلاف لڑائی کر سکتے تھے۔ کستوری ناگن اور

یہ بتاؤ اگر کوئی [illegible] تو وہ کہاں جا سکتا ہے؟ کیا کوئی خفیہ [illegible] ایسا [illegible] محل [illegible] سے [illegible] کر [illegible] جا سکے؟

بوڑھی کنیز نے کہا:

ناگ دیوتا! یہاں تو صرف ایک ہی خفیہ رستہ ہے جو ملکہ کی خواب گاہ کے محل سے باہر جنگل میں جاتا ہے۔ اس کے علاوہ مجھے کسی راستے کا پتہ نہیں۔

ہم شکل ناگ نے محل کے کئی پرانے نوکروں سے بھی پوچھ گچھ کی مگر وہ کامیاب نہ ہو سکا۔ ادھر نقلی ملکہ کے واپس آنے میں ایک روز باقی رہ گیا تھا۔ ہم شکل ناگ کو یہ احساس بھی تھا کہ اگر ملکہ واپس آگئی تو وہ اتنی آزادی سے کیٹی کی تلاش جاری نہیں رکھ سکے گا۔ وہ ایک روز شام کے وقت اپنے محل کی بالکونی میں پریشان کھڑا تھا کہ اسے آواز سنائی دی۔ یہ کسی کے قدموں کی چاپ تھی۔ ہم شکل ناگ نے جھک کر دیکھا۔ شام کے اندھیرے میں ایک انسانی سایہ سیاہ لبادے میں لپٹا ہوا درختوں میں سے گزر رہا تھا۔ اس نے کندھے پر ایک بوری ڈال رکھی تھی۔ ہم شکل ناگ کو تعجب ہوا کہ یہ کون شخص ہے اور کس چیز کو اٹھائے کہاں جا رہا ہے۔ ہم شکل ناگ نے فوراً نیچے اتر کر اس کا پیچھا کرنا شروع کیا۔

کر [illegible] درخت [illegible] پرانے درخت کے [illegible] ہم شکل ناگ بھی [illegible] ایک طرف ہو گیا۔ اب انسانی سایہ درخت کے پاس جھاڑیوں کو ہٹا کر ایک تنگ راستے میں داخل ہو گیا۔

تھوڑا سا انتظار کر کے ہم شکل ناگ بھی اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگا۔ یہ ایک سرنگ تھی جس میں اندھیرا چھایا تھا۔ ہم شکل ناگ نے سوچا کہ اس طرح پیچھے چلنے سے اس کا پتہ چل جائے گا۔ اس میں اتنی طاقت تھی کہ وہ انسان سے سانپ بن سکے۔ کیونکہ وہ پہلے سانپ ہی تھا اور اسے ناگ کے ہم شکل کا روپ دیا گیا تھا۔ ہم شکل ناگ نے فوراً سانپ کی شکل بدل لی۔ اب وہ بے فکر ہو کر انسانی سائے کا تعاقب کرنے لگا۔ انسانی سایہ سرنگ میں کافی آگے جا کر ایک جگہ رک گیا۔ ہم شکل ناگ سانپ کی شکل میں سرنگ کی دیوار پر چڑھ گیا۔ اندھیرا ہونے کی وجہ سے وہ نظر نہیں آ سکتا تھا مگر ہم شکل ناگ انسانی سائے کو دیکھ رہا تھا۔ سانپ اندھیرے میں دیکھ لیتے ہیں۔ یہاں سرنگ ایک طرف گھوم گئی تھی۔ یہ وہی خفیہ سرنگ تھی جس کی دلدل میں نقلی ملکہ نے کیٹی کی بوتل کو پھینکا تھا۔ انسانی سایہ سرنگ کے ساتھ گھوم گیا آگے وہ

قتل کرنے سرنگ میں لے گیا تھا وہ مر چکا ہے میں تمہارا بادشاہ ناگ دیوتا ہوں۔"

لڑکی اٹھ کر بیٹھ گئی اس نے سر جھکا کر ہم شکل ناگ کی تعظیم کی اور کہا:

"بادشاہ سلامت! آپ نے میری جان بچائی۔ میں آپ کا احسان کبھی نہیں بھولوں گی۔"

ہم شکل ناگ بولا:

"یہ میرا فرض تھا جو میں نے پورا کیا۔ آؤ میں تمہیں تمہارے گھر چھوڑ آتا ہوں۔"

ہم شکل ناگ نے لڑکی کو ساتھ لیا اور رات کے اندھیرے میں شہر کی سڑکوں پر سے گزرتا لڑکی کے گھر آ گیا۔ لڑکی کی بوڑھی ماں اپنی بیٹی کی جدائی میں آنسو بہا رہی تھی۔ سپہ سالار لڑکی کو وہاں سے اغوا کر کے لے گیا تھا اور بوڑھی عورت کے ہاتھ پاؤں باندھ گیا تھا۔ ہم شکل ناگ نے فوراً بوڑھی عورت کی مشکیں کھولیں اور کہا:

"میں تمہارا بادشاہ ہوں ماں۔ تمہاری بیٹی کو ایک ظالم شخص سے بچا کر لے آیا ہوں۔ مجھے بتاؤ اس شخص نے تمہاری بچی کو کیوں اغوا کیا تھا؟"

بوڑھی عورت نے ہم شکل ناگ کے آگے سر جھکا دیا اور بولی:

"بادشاہ سلامت! یہ شخص تمہاری فوج کا سپہ سالار تھا۔ وہ میری بیٹی سے زبردستی بیاہ کرنا چاہتا تھا جبکہ میری بیٹی اسے پسند نہیں کرتی تھی۔ آج رات وہ آیا اور یہ کہہ کر میری بچی کو اٹھا کر لے گیا کہ وہ اسے زندہ نہیں چھوڑے گا۔ اگر تم ہماری مدد کو نہ آتے تو میری بیٹی کبھی زندہ گھر واپس نہیں آ سکتی تھی۔"

ہم شکل ناگ نے کہا:

"تم فکر نہ کرو۔ تمہارا دشمن اپنے انجام کو پہنچ چکا ہے۔ وہ سرنگ کے اندر جو دلدل ہے اس میں گرا اور دلدل نے اسے نگل لیا۔"

بوڑھی عورت نے آسمان کی طرف دیکھا اور بولی:

"خدا کا شکر ہے۔ اس دلدل میں جو کوئی گرا پھر باہر نہیں نکل سکا۔ ہم نے اپنے باپ سے سنا تھا کہ اس دلدل میں بادشاہ لوگ اپنے دشمنوں کو پھینکا کرتے تھے۔"

اچانک ہم شکل ناگ کو خیال آیا کہ نقلی ملکہ نے بھی کہیں اصلی ملکہ کو ضرور اسی دلدل میں پھینکا ہو گا۔ اس نے بوڑھی عورت سے اجازت لی اور تیز تیز چلتا ایک بار پھر سرنگ کے اندر دلدل کے کنارے آ گیا۔ یہاں آ کر اس نے ایک دلدلی سانپ کی شکل بدلی اور دلدل میں اتر گیا۔ دلدل میں رہنے والے سانپ کو دلدل کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتی تھی۔ ہم شکل ناگ دلدل کے بیچ اس کی تہہ میں آ گیا

جیسے ہی ... ہوں ... [illegible] وہیں ... تو ...
یہ کہ تب بار بنی ہوں وہ نقلی ملکہ بیٹ کی ... ؟
آپ کچھ خود کر لیں۔ ... بات ... بے فکر رہو۔ ...
... بھی کبھی تو نقلی ملکہ کو تمہارے بارے میں کچھ نہیں
بتاؤں گی۔

اتنا کہہ کر کستوری ناگن نے پھنکار مار کر سانپ کی شکل بدلی
اور درخت کے تنے سے نکل کر باہر ویران باغ میں آگئی۔ باغ
میں آنے کے بعد وہ محل کی پرانی دیوار کے نیچے آکر ایک
جگہ کنڈلی مار کر بیٹھ گئی۔ یہاں وہ ایک منٹ تک بالکل پتھر کی
طرح بے حس و حرکت ہو کر بیٹھی رہی۔ پھر اس نے جھومنا شروع
کر دیا جس طرح بین بجانے سے سانپ جھوما کرتا ہے۔ اس کے
بعد اس کے جسم سے چنگاری سی نکل کر اوپر کو اٹھی اور دوسرے
لمحے کستوری ناگن نے نقلی ملکہ کی شکل اختیار کر لی۔ وہ ہو بہو
نقلی ملکہ کی شکل کی بن گئی تھی۔ اس کا لباس بھی شاہی ملکہ کا سا تھا۔
وہ بڑی شان سے چلتی ہوئی محل میں داخل ہو گئی۔

کنیزیں اور نوکر اسے دیکھ کر ادب سے جھک گئے۔ ایک
کنیز نے دوسری سے کہا:

"ملکہ تو ابھی کمرے میں گئی تھی۔ پھر یہ باہر کہاں سے
آگئی؟"

کستوری ناگن جب کمرے میں داخل ہوئی تو وہاں [illegible]
بیٹھا تھا۔ اس نے نقلی ملکہ کو دیکھا تو بولا:

"ملکہ! تم تو ابھی ساتھ والے کمرے میں تھی تمہیں پھر
اچانک کیسے آگئیں؟"

کستوری ناگن نے اس کے قریب جا کر کہا:

"ناگ دیوتا! میں نقلی ملکہ نہیں ہوں۔ میں کستوری ناگن
ہوں۔ میں نے اس کی شکل اختیار کر رکھی ہے اور اس
سے اپنے ظلم کا بدلہ لینے آئی ہوں۔"

ابھی وہ یہ بات کہہ ہی رہی تھی کہ اچانک دوسرے کمرے
میں سے نقلی ناگن باہر نکل آئی۔ اس نے تو اپنی ہم شکل کو سامنے
دیکھا تو فوراً سمجھ گئی کہ یہ کیٹی ہے اور طلسم کے زور سے اس کی
شکل بدل کر وہاں آگئی ہے۔

نقلی ناگن نے چیخ کر کہا:

"کیٹی! تم اب مجھ سے بچ کر نہیں جا سکو گی۔"

کستوری ناگن نے قہقہہ لگایا اور بولی:

"جھوٹی عیار اور مکار نقلی ملکہ! میں کیٹی نہیں ہوں بلکہ تمہاری
جان کی دشمن کستوری ناگن جینی اس سیارے کی اصلی
ملکہ ہوں۔"

یہ سننا تھا کہ نقلی ملکہ اچھل کر پرے ہٹ گئی۔ اس نے کہا

جب کو تو ٹوپی ... میں سے نکال کر ... سکتے ہو۔
افراسیاب کھسیانا ہو کر بولا:
"ابھی لاتا ہوں بی بی۔"
اور وہ باہر چلا گیا۔ تھوڑی دیر میں واپس آیا تو اس کے
ہاتھ میں سلیمانی ٹوپی تھی۔ آتے ہی کہنے لگا:
"اگر اجازت ہو تو میں سلیمانی ٹوپی سر پر پہن لوں بی بی؟"
کیپٹن نے ہنس کر کہا:
"ابھی نہیں۔ ابھی اس کی مجھے ضرورت ہے۔"
پھر کچھ سوچ کر کیپٹن نے کہا:
"افراسیاب! ہم نے کہانیوں میں تیرے بڑے قصے پڑھے
ہیں تمہارے پاس ایک زنبیل ہوا کرتی تھی جس میں
تم بادشاہوں کے محل اٹھا کر ڈال لیا کرتے تھے۔ کیا
وہ زنبیل اب بھی تمہارے پاس ہے؟"
افراسیاب نے ٹوپی کیپٹن کو دے دی تھی۔ کہنے لگا:
"بی بی! پہلے یہ بتاؤ کہ تمہارا نام کیا ہے۔ کیوں کہ میں
تمہیں بی بی بی بی کہتے کہتے تنگ آ گیا ہوں۔"
کیپٹن نے مسکرا کر کہا: "مجھے نہیں پہچانا میرا نام کیپٹن ہے"
افراسیاب بولا: "ہاں تو کیپٹن! کیا بات ہے۔ تمہیں میری زنبیل
کی ضرورت کس لئے پڑ گئی ہے؟"

اب کیپٹن نے افراسیاب کو نقلی ملکہ کی سازش و غداری
ساری کہانی سنا ڈالی۔ افراسیاب اپنی آنکھیں گھماتے ہوئے بولا:
"بھئی واہ اس نقلی ناگن نے تو عیاری میں مجھے بھی
مات کر دیا۔ ویسے میں نے کبھی کسی پر ظلم نہیں کیا۔
بلکہ اگر عیاری کی ہے تو غریبوں کی مدد کرنے کے لئے
اور ظالم کو اس کے ظلم کا بدلہ دینے کے لئے کی ہے۔"
کیپٹن کہنے لگی:
"بتاؤ تم میری اور کستوری ناگن کی کیا مدد کر سکتے ہو۔
وہ نقلی ملکہ سے اپنا تاج تخت اور ناگ دیوتا واپس
لینے گئی ہے۔"
افراسیاب بولا: "کیپٹن! خدا کی قسم میں تو اس نقلی ملکہ
کے سر کے سارے بال مونڈ کر اس کی ٹنڈ کر دوں گا۔"
کیپٹن نے کہا: "نقلی ملکہ کی ٹنڈ کرنے کی کوئی ضرورت
نہیں ہے۔ اسے صرف شکست دینی ہے اور اس
سے تاج و تخت چھین کر کستوری ناگن کے حوالے کرنا
ہے جو اس کا جائز حق ہے۔"
افراسیاب کہنے لگا: "تو پھر چلو۔ ابھی چل کر اس سے
تاج و تخت چھین لیتے ہیں۔"
کیپٹن نے کہا: "نقلی ملکہ بڑی زبردست جادوگرنی بھی ہے

اس گستاخ کو ذبح کر ڈالے۔

افراسیاب جلدی سے اٹھا اور اس نے کہا:

"آ جا میری افراسیاب کی زنبیل میرے پاس آ جا۔"

زنبیل افراسیاب کے ہاتھ میں آ گئی اس نے ہوا میں اپنی طرف آتے ہوئے سانپ کو پکڑ کر زنبیل میں ڈال دیا اور اسے بند کر کے بولا:

"نقلی ملکہ! اب میں تیرا سر مونڈ کر تجھے بھی اس زنبیل میں بند کر کے اپنے ساتھ بغداد لے جاؤں گا اور تجھے بغدادی چوہوں کے حوالے کر دوں گا جو تیرا کڑاہی گوشت پکا کر تجھے بھی کھا جائے گا۔"

گھنگی یہ سارا تماشہ دیکھ رہی تھی۔ نقلی ملکہ سمجھ گئی کہ اس کا پالا جس آدمی سے پڑا ہے وہ کوئی زبردست جادوگر ہے۔ اس نے ایک اور حربہ آزمایا۔ منتر پڑھ کر افراسیاب پر پھونکا کہ وہ پتھر کی مورتی بن جائے۔ افراسیاب نے زنبیل میں ہاتھ ڈال کر حبشی کا ایک چھوٹا مجسمہ نکالا اور فضا میں بلند کر کے اچھال دیا۔ منتر کا اثر حبشی کے مجسمے پر ہوا تو وہ مورتی سے انسان بن گیا۔ انسانی شکل میں آتے ہی افراسیاب نے اسے حکم دیا:

"اے افریقی جادوگر۔ اس نقلی ملکہ اور جھوٹی جادوگرنی کو ذرا پکڑنا۔ میں اس کا سر مونڈوں گا۔"

حبشی جادوگر نے چڑ کر کہا:

"میرے آقا افراسیاب آپ تکلیف کیوں کرتے ہیں۔ اس نقلی جادوگرنی کا سر میں مونڈوں گا۔ آخر میں کس لیے ہوں؟"

نقلی ملکہ ذرا پریشان ہوئی مگر پھر اس نے حوصلہ کرتے ہوئے ایک دوسرا منتر پڑھ کر حبشی جادوگر پر پھونکا جس کے اثر سے پانی میں بھی آگ لگ جاتی تھی۔ جونہی منتر کی پھونک حبشی جادوگر کے جسم سے ٹکرائی اس کے جسم میں سے بجلی کی دھاڑ کی آواز نکلی اور حبشی جادوگر نے دونوں بازو پھیلا دیئے اور نقلی ملکہ کی طرف دیکھ کر کہا:

"مکار عورت! تیری یہ مجال کہ مجھ پر جادو کرنے کی گستاخی کرے۔ ٹھہر۔ میں ابھی تجھے اس گستاخی کی سزا دیتا ہوں۔"

اور حبشی جادوگر نے اپنے دونوں ہاتھوں کا رخ نقلی ملکہ کی طرف کر دیا۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ نقلی ملکہ طوطا بن گئی اور ٹیں ٹیں کر کے چلانے اور ادھر ادھر بھاگنے لگی۔ اس کے پر کٹے ہوئے تھے جس کی وجہ سے وہ اڑ نہیں سکتی تھی۔ افراسیاب نے کہا:

"ارے میرے جادوگر بھائی! یہ تو نے کیا کر دیا۔ میں تو اس کا سر مونڈنا چاہتا تھا۔"

حبشی جادوگر بولا: "میرے آقا! میں اس کا سر واپس لے

[illegible]

[illegible] میں [illegible] ہے [illegible] لیکن

اگر تم [illegible] نہ ہوتی تو [illegible] یہاں [illegible]

خبیث [illegible] کے سامنے سے [illegible]

اس کے بعد مجھے [illegible] میں زندہ جلا دیں گے

یہ کہہ کر [illegible] کر تہہ خانے سے [illegible]

اوپر [illegible] اس نے [illegible] کرا دیا [illegible]

عورت کے آہستہ آہستہ سسکیاں بھرنے کی آواز سی آ رہی تھی۔

کیپٹن ساری کہانی سمجھ گئی تھی۔ اب وہ اس عورت سے بات کرنا چاہتی تھی۔ اسے حوصلہ دینا چاہتی تھی۔ اسے بتانا چاہتی تھی کہ وہ اسے وہاں سے نکالنے کے لیے آئی ہے اور اس کا بچہ زندہ سلامت ہے۔ کیپٹن سوچ رہی تھی کہ اس عورت سے کس طرح بات شروع کرے۔ کہیں وہ یہ دیکھ کر ڈر نہ جائے کہ کوئی غیبی عورت اس سے ہمکلام ہے۔ مگر اس کے سوائے کوئی چارہ بھی نہیں تھا افراسیاب کو یہاں تک پہنچنے میں وقت بھی [illegible] آ سکتی تھی۔ کیپٹن نے عورت سے بات کرنے کا فیصلہ کر لیا۔

کیپٹن نے پہلا کام یہ کیا کہ اپنی سلیمانی ٹوپی اتار دی۔ ٹوپی کے اترتے ہی کیپٹن نظر آنے لگی۔ عورت نے ایک دم سے جو اپنے سامنے ایک لڑکی کو دیکھا تو ڈر گئی اس کے منہ رک گئے آنکھیں دہشت کے مارے پھیل گئیں

کیپٹن نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا،

ڈرو نہیں بہن! میں کوئی بھوت نہیں ہوں بلکہ تمہاری طرح کی ایک گوشت پوست والی عورت ہوں

عورت نے ڈرتے ڈرتے پوچھا،

مگر۔ مگر تم اچانک یہاں کیسے.....؟

کیپٹن نے اس کے فقرے کو کاٹتے ہوئے کہا،

میرا نام کیپٹن ہے۔ تمہارا کیا نام ہے؟ پہلے نام بتا دو باقی باتیں پھر ہوں گی۔

عورت نے کہا،

میرا نام شمالہ ہے مگر۔ تم۔ تم ضرور کوئی بھوت ہو

کیپٹن اس کے پاس بیٹھ گئی اور بولی،

شمالہ بہن۔ میں بھوت نہیں ہوں جب مرد رونے باتیں کر رہا تھا تو میں یہاں موجود تھی مگر وہ لوگ مجھے دیکھ نہیں سکتے تھے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ میں نے یہ سلیمانی ٹوپی پہن رکھی تھی جس کو پہننے سے انسان غائب ہو جاتا ہے۔ بس مجھ میں اور تم میں صرف یہی فرق ہے۔ باقی میں تمہاری طرح

باورچی [illegible] دو [illegible] اسی رات

جب وہ سردار کے آگے کھڑا تھا [illegible] اس سے کہا:

"سردار! میں آپ سے ایک ضروری بات کرنا چاہتا ہوں۔"

سردار نے کہا:

"بولو۔ کیا بکواس کرنا چاہتے ہو؟"

باورچی نے کہا:

"میں یہ بات سب کے سامنے نہیں کر سکتا۔"

سردار نے باقی لوگوں کو وہاں سے چلے جانے کا حکم دیا۔ جب غار والے سردار کے خاص کمرے میں دونوں اکیلے رہ گئے تو باورچی بولا:

"سردار! یہ جو افراسیاب نام کا آدمی آپ نے مجھے باورچی خانے میں کام کرنے کے لئے دیا ہے۔ وہ جادوگر ہے۔"

سردار باورچی کا منہ تکنے لگا:

"جادوگر ہے؟ کیا جادو دیکھا تم نے اس کا؟" سردار نے پوچھا:

باورچی بولا:

"میرے سامنے [illegible] نے [illegible] غار [illegible] ڈھکنا [illegible] غائب [illegible] جب میں نے شور مچایا تو [illegible] نے اور [illegible] دوبارہ ڈھکنا غائب ہے کہہ کر مجھے دے دیا۔"

سردار نے کہا:

"یہ بات ہے تو افراسیاب کو میرے سامنے پیش کرو۔"

اسی وقت افراسیاب کو سردار کے سامنے پیش کر دیا گیا۔

سردار نے کہا:

"باورچی کہتا ہے کہ تم جادوگر ہو۔ تم نے آج اس کا ڈھکنا غائب کر دیا تھا۔ کیا یہ سچ ہے؟"

افراسیاب بولا:

"حضور! یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ میں کیا میری سات پشتوں میں کوئی جادوگر نہیں ہو۔"

سردار نے گرج دار آواز میں پوچھا:

"تو پھر باورچی نے ایسا کیوں کہا؟"

افراسیاب بولا:

"حضور! باورچی کا دماغ چل گیا تھا اس کے دماغ کا کوئی پرزہ ڈھیلا ہو گیا ہے [illegible] وقت یہ مجھے کہہ رہا تھا کہ ہمارا سردار جادوگر ہے اور وہ تو پورے

نکالتے ایک تو دہشت زدہ ہو گئے۔ اس کے باوجود سردار نے
ایک ڈاکو کے ہاتھ سے تلوار چھین کر ہوا میں لہرائی اور چیخ کر بولا:
"میں نے تم جیسے مداری بہت دیکھے ہیں۔ تم لوگ
یہاں سے زندہ نہیں جاؤ گے۔"
کیپٹن نے سامری سے کہا:
"اب تم وہی کرو جو میں نے تمہیں کہا ہے۔"
سامری کو سردار پر غصہ بھی آ گیا تھا کہ وہ دنیا کا مانا ہوا
جادوگر ہے۔ تاریخ میں اس کا نام ہے اور یہ معمولی سا ڈاکو اسے
مداری کہہ رہا ہے۔ اس نے سونے کا کوڑا فضا میں اچھالا۔ کوڑا
فضا میں بلند ہوتے ہی عقاب بن گیا۔ عقاب سردار کی طرف
جھپٹا۔ سردار نے اس پر تلوار سے وار کر دیا۔ تلوار عقاب کو لگی
مگر دو ٹکڑے ہو کر گر پڑی اور عقاب نے سردار کے سر پر
اتنی زور سے اپنی نوکیلی تیز چونچ ماری کہ وہاں سے خون کی
دھار بہنے لگی۔
دوسرے ڈاکو سامری کو مارنے کے لئے دوڑے۔ سامری نے
ایک سانس بھر کر چھوڑا۔ آگ کی ایک اونچی لہر اس کے منہ سے
نکلی اور اس نے ڈاکوؤں کے کپڑوں میں آگ لگا دی۔ ڈاکو
چیختے چلاتے [illegible] طرف دوڑ پڑے۔ سردار نے اب خنجر نکال
لیا اور سامری کو ہلاک کرنے کی غرض سے اس کی طرف لپکا۔

قریب آ کر اس نے سامری کے سینے میں خنجر مار دیا۔ بھلا سامری
کو کیا ہو سکتا تھا۔ خنجر سامری کے سینے میں نہ اتر سکا۔ سامری
نے سردار ڈاکو کو گردن سے پکڑ کر اوپر کو اچھالا۔ جب وہ نیچے
گرا تو ایک گدھا بن چکا تھا۔ افراسیاب نے اسے ڈنڈے سے
مارنا شروع کر دیا۔ سردار گدھا ڈھینچوں ڈھینچوں کرتا گول دائرے
میں چکر لگانے لگا۔ افراسیاب اس پر ڈنڈے برسائے جا رہا تھا۔
کیپٹن نے شمالا سے کہا:
"شمالا! ٹوپی اتار دے۔ اب سامنے آ جا"
شمالا نے سلیمانی ٹوپی اتار دی۔ وہ نظر آنے لگی۔ کیپٹن نے
ٹوپی اس سے لے لی اور سامری سے کہا:
"اس گدھے کو پھر سے سردار ڈاکو بنا دے"
سامری نے گدھے کو کان سے پکڑ کر ایک لات ماری تو
وہ پھر سے سردار ڈاکو بن گیا۔ اس کا برا حال ہو رہا تھا۔ جسم
جگہ جگہ سے ڈنڈے کھانے سے سوج گیا تھا
افراسیاب نے کہا
"بول! اب تجھے کیا بنایا جائے۔ میرا خیال ہے تجھے
بندر بنا دینا چاہیئے۔"
سردار آنکھیں پھاڑے سب کو تک رہا تھا۔ کیپٹن نے سامری
سے کہا:

"ادا کوں [illegible]
بخش کر دو۔"
کیمٹی نے سامری سے کہا:
"ان سب کو زمین میں جکڑ دو سامری"
سامری نے ان کی طرف اشارہ کیا۔ اشارہ کرنے کی دیر تھی کہ سارے کے سارے ڈاکو اور ان کا سردار پنڈلیوں تک زمین میں دھنس گئے وہ رحم رحم کی آوازیں بلند کرنے لگے۔ شمالہ نے سردار کے پاس جا کر اس کے منہ پر زور سے تھپڑ مارا اور بولی:
"تم نے مجھ پر رحم کیا تھا جو تم پر رحم کیا جائے؟ تمہارے آدمی تو میرے اکلوتے بیٹے کو شیروں کے حوالے کر آئے تھے اگر میری بہن کیمٹی اور بھائی افراسیاب وہاں نہ آ جاتے تو میرے بیٹے کو تو شیر کھا گئے تھے۔"
سردار نے ہاتھ جوڑ کر کہا:
"مجھ سے غلطی ہو گئی۔ مجھ سے بھول ہو گئی۔ اب ایسا کبھی نہیں کروں گا۔"
افراسیاب نے قریب آ کر سردار ڈاکو کا کان مروڑا اور کہا
"اب تو تیرا باپ بھی ایسا نہیں کر سکتا تجھے معلوم ہو گیا ہے کہ اصل میں شمالہ تیری موت ہے۔"
کیمٹی نے شمالہ سے کہا:
"شمالہ! اب یہ سیدھے راستے پر آ گیا ہے تم اسے معاف کر دو۔"
افراسیاب بولا: "اس سے کہو کہ زمین پر ناک سے پچاس لکیریں نکالے۔"
شمالہ نے کہا:
"چلو۔ نکالو پچاس لکیریں ناک سے۔"
سردار کو تو چاروں طرف اپنی موت ہی موت نظر آ رہی تھی۔ جلدی سے ناک زمین کے ساتھ لگائی اور لکیریں نکالنی شروع کر دیں۔ جب پچاس لکیریں پوری ہو گئیں تو شمالہ نے کہا
"میں اس کی جان نہیں لیتی ہوں مگر سامری سے کہہ کر اس کو اور اس کے سارے ڈاکو ساتھیوں کو اس جزیرے کے غار میں بند کر دیتی ہوں ان کو صرف اتنی اجازت ہو گی کہ دن میں صرف ان کا ایک آدمی باہر جا کر جنگل کے پھل توڑ کر ان کے لئے لے آیا کرے۔"
سردار ڈاکو نے گڑگڑا کر کہا:
"شمالہ بہن ہم پر یہ ظلم نہ کرنا۔ اس سے تو بہتر ہے

کیپٹی بولی۔ یہ سب جھوٹی باتیں ہیں۔ کسی قبر میں کوئی
خزانہ نہیں تھا اگر ہوتا تو شمالا ہمیں ضرور بتا دیتی
افراسیاب بولا: میں یہ نہیں کہتا کہ شمالا نے ہمیں
بتایا نہیں۔ یہ تو میں بھی جانتا ہوں کہ کسی بادشاہ کا
چرایا ہوا خزانہ کسی قبر میں دفن نہیں ہے لیکن یہ
بات ہے بڑی پُراسرار کہ ایک قبر میں مُردے کے
ساتھ خزانہ بھی دفن ہو۔
کیپٹی نے کہا:
"اچھا اب تم زیادہ باتیں نہ کرو اور اپنے غار میں
جا کر آرام کرو۔"
"اور تم کہاں جاؤ گی؟" افراسیاب نے پوچھا۔
کیپٹی بولی، "میں تاروں بھری رات میں جزیرے کی
سیر کرنا چاہتی ہوں۔"
کیپٹی یہ کہہ کر غار سے باہر نکل گئی۔ انہوں نے یہ فیصلہ
کر رکھا تھا کہ دوسرے دن صبح شمالا کو بادبانی جہاز میں بٹھا کر
واپس ہندوستان اس کے گھر لے چلیں گے۔ افراسیاب کو بھی
نیند نہیں آ سکتی تھی۔ کیونکہ وہ ماضی کے زمانے کا آدمی تھا۔
کچھ دیر پہلو بدلتا رہا۔ پھر سوچا کہ کیوں نہ میں بھی جزیرے کی سیر
کروں۔ چاندنی رات میں جزیرہ بڑا خوب صورت لگتا ہوگا۔

اور پھر کیپٹی بھی باہر گھوم رہی ہے۔ اس کے ساتھ مل کر سیر
کروں گا۔ اور اس سے باتیں بھی کروں گا۔ یہ سوچ کر افراسیاب
غار سے نکل کر جزیرے کے درختوں میں آگیا۔ درختوں سے گزرا
اور سامنے اونچے نیچے پتھر کے ٹیلوں کے پیچھے سمندر دور تک
اندھیری رات میں بالکل سیاہ نظر آ رہا تھا۔ افراسیاب نے آسمان
کی طرف دیکھا۔ آسمان پر کتنے ہی تارے چمک رہے تھے۔ مگر
جزیرے پر گہرا اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ اس خیال سے کہ شاید کیپٹی
بھی اس سے مل جائے افراسیاب نے سمندر کے کنارے کی
طرف چلنا شروع کر دیا۔
دوسری طرف کیپٹی اس جزیرے کی چاندنی رات میں سیر
کرنے دور نکل گئی۔ یہاں اتنے بڑے بڑے درخت تھے کہ
ان کے نیچے اندھیرا پھیلا ہوا تھا۔ ان گھنے درختوں کے درمیان
سے گزرتے ہوئے اچانک کیپٹی کو ایسی آواز سنائی دی جیسے
کسی نے اس کے بالکل قریب آ کر گہرا لمبا سانس لیا ہو۔ کیپٹی
نے پہلے یہ خیال کیا کہ شاید کوئی سانپ وغیرہ خشک پتوں
پر سے گزرا ہوگا اور یہ اس کی آواز تھی۔ وہ چند قدم
چلی تو پھر وہی آواز سنائی دی۔ آواز بالکل صاف تھی کسی
نے اس کے بالکل قریب آ کر گہرا سانس لیا تھا۔ کیپٹی رک
گئی۔ وہاں گھنے درختوں کے درمیان گہرا اندھیرا چھا رہا تھا۔

میں سے ایک آواز ابھری اور دور ہو کر کسی خوف کی لے
گم ہو گئی ابھی تک کیتھی کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ سرگوشیاں
آہستہ آہستہ ختم ہوتی چلی گئیں۔ پھر قبر کے اندر اور باہر جیسے
ایسا گہرا سناٹا چھا گیا۔ اب کیتھی کا تجسس بیدار ہو گیا تھا وہ یہ
معلوم کرنا چاہتی تھی کہ اس قبر کے اندر کیا ہو رہا ہے۔ اس
نے قبر کا چاروں طرف سے اچھی طرح سے جائزہ لیا۔ قبر کے
سرہانے کی جانب اسے ایک پتھر آدھا باہر نکلا ہوا نظر آیا کیتھی
نے پتھر کو پکڑ کر باہر کھینچ لیا۔ وہاں ایک تاریک شگاف بن
گیا۔ کیتھی نے قبر کے شگاف کے اندر منہ ڈال کر دیکھا کہ اندر
سیاہ گہرا سیاہ گھپ اندھیرا ہی اندھیرا تھا اس اندھیرے میں پہلی
بار کیتھی کو بھی کچھ دکھائی نہ دیا۔ اس نے سر قبر سے باہر نکال لیا۔
قبر کی اندھیری فضا میں اسے عجیب سی گہری اور بوجھل بوجھل
خوشبو محسوس ہوئی تھی۔ یہ خوشبو ان جڑی بوٹیوں کی تھی جو پرانے
زمانے میں مردہ لاشوں پر لگا کر دفن کیا جاتا تھا۔ کیتھی واپس جانے
کے بارے میں سوچنے لگی۔ وہ قبر کے شگاف پر پتھر دوبارہ
لگانے ہی لگی تھی کہ اسے پھر وہی گہرے اداس سانس کی آواز
سنائی دی۔ کیتھی نے پتھر کو وہیں چھوڑا اور اب کچھ زیادہ جھک
کر قبر کے اندر دیکھنے کی کوشش کی۔ اس نے اپنا جسم قبر کے
شگاف کے اندر جھکایا ہی تھا کہ جیسے پیچھے سے کسی نے

دھکا دیا اور وہ قبر کے تاریک اندھیرے میں گر پڑی
کیتھی ہڈیوں کے ایک ڈھانچے کے اوپر گری اور جلدی سے
اٹھ کر قبر کے شگاف میں سے باہر نکلنے ہی لگی تھی کہ
شگاف اپنے آپ بند ہو گیا اور کیتھی اندھیری قبر میں بند ہو کر
رہ گئی۔ گھبرانے کی بجائے کیتھی نے ہاتھ پھیلا کر قبر کی دیواروں
کو ٹٹولا۔ یہ قبر قد آدم تھی۔ یعنی اتنی گہری تھی کہ اندر ایک
آدمی سیدھا کھڑا ہو سکتا تھا۔ قبر کی چوڑائی دس گیارہ فٹ سے
زیادہ نہیں تھی۔ کیتھی نے محسوس کیا کہ قبر کی دیواروں میں سے
درختوں کی جڑیں باہر کو نکلی ہوئی ہیں۔ اور قبر کے اندر جگہ جگہ
جالا لگا ہوا ہے۔ کیتھی کو ابھی تک اندھیرے میں صاف صاف
نظر نہیں آ رہا تھا۔ ایسا اندھیرا کیتھی نے پہلے شاید ہی کبھی دیکھا
تھا۔ اس نے جھک کر اپنے پاؤں کے نیچے آنے والے ڈھانچے
کی ہڈیوں کو ٹٹولا۔ یہ کوئی انسانی ڈھانچہ تھا۔ تھوڑی ہی دیر میں
کیتھی پر یہ راز کھلا کہ اس قبر میں ایک دوسرا انسانی ڈھانچہ
بھی موجود ہے۔ یہ دونوں انسانی ڈھانچے ایک دوسرے کے
ساتھ ساتھ زمین پر پڑے تھے۔ ان کی کھوپڑیاں ایک دوسری
کے ساتھ لگی ہوئی تھیں۔ یوں لگتا تھا کہ یہ دونوں اکٹھے
دفن کیے گئے ہیں۔ کیتھی پر ابھی تک یہ پتہ نہیں چلا تھا کہ
باہر سے قبر میں اسے دھکا کس نے دیا تھا؟ کیتھی نے ایک

بابر پھر قبر سے باہر نکلنے کی کوشش کی مگر وہ ناکام رہی۔ یہاں اس کی خلائی طاقت بھی جیسے جواب دے گئی تھی کیٹی نے دیوار کو ایک بار پھر ٹٹولا۔ ایک جگہ دیوار میں لکڑی کا تختہ لگا ہوا محسوس ہوا۔ کیٹی نے تختے کو دھکا دیا تو وہ دوسری طرف کھل گیا۔

○

قبر کے اندر تختے کے پیچھے کیا تھا؟
اس کے لیے عنبر ناگ ماریا کی اگلی قسط نمبر ۱۰۰
دلش ناگ میں پڑھیے۔

PDFBOOKSFREE.PK
اے حمید
۱۶۰

عنبر ناگ ماریا اور کیپٹن خلا میں

لاش ناگ

اے حمید

[illegible]

[illegible]

[illegible] اس نے [illegible] بستر

سے [illegible]

[illegible] پردے کے پیچھے چھپ جاؤ نہیں

[illegible]

یہ جیسے [illegible] اس [illegible] ساتھ ہی باہر برآمدے
میں انسانی قدموں کی چاپ سنائی دینے لگی۔ کوئی اندر آ رہا تھا۔ کیٹی
تیزی سے دیوار پر لرزتے ہوئے بھاری پردے کے پیچھے جا کر چھپ گئی۔
یہ پردہ کافی خستہ ہو گیا تھا اور اس میں کئی جگہوں پر سوراخ بن گئے
تھے۔ کیٹی نے ایک سوراخ کے ساتھ آنکھ لگا دی اور دروازے کی طرف
دیکھنے لگی۔ یہ کوئی غیبی طاقت ہی تھی جس نے دروازے کو دوبارہ
بند کر کے تالا لگا دیا تھا۔ شاید یہ وہی طاقت تھی جس نے کیٹی کو پردے
کے پیچھے چھپ جانے کی ہدایت کی تھی۔ باہر سے تالا کھلنے کی آواز آئی۔
[illegible] کے ساتھ دروازہ کھل گیا۔ کیٹی نے دروازے پر نظریں
جما رکھی تھیں۔ [illegible] سے ایک عورت اور ایک مرد داخل
ہوئے۔ دونوں نے [illegible] سیاہ [illegible] تھے۔ انہوں نے لمبے چوغے پہن رکھے

تھے۔ اور ان کی گردنوں میں ایک ایک سانپ لٹک رہا تھا۔ مرد کے ہاتھ
میں ایک بین تھی۔ دونوں پلنگ کے آمنے سامنے آ کر کھڑے ہو گئے
سیاہ فام مرد نے بین بجانی شروع کر دی۔ بین کی آواز پر اس کی گردن
میں پڑا ہوا سانپ کھسک کر نیچے پلنگ پر آ گیا اور سر اٹھا کر کنڈلی
مار کر بیٹھ گیا۔ سیاہ فام آدمی بین بجائے جا رہا تھا۔ پھر پلنگ پر پڑی
سیاہ چادر کے نیچے بھی حرکت ہونے لگی اور بین بجاتے بجاتے سیاہ
فام آدمی نے چادر ایک طرف کر دی۔ کیٹی نے دیکھا کہ چادر کے نیچے
پلنگ پر ایک ایسی عورت لیٹی ہوئی تھی جس کے سینے پر ایک سیاہ
کالا سانپ کنڈلی مارے بیٹھا بین کی آواز پر جھوم رہا تھا۔

سیاہ فام عورت نے بھی اب اپنی گردن والے سانپ کو پلنگ
پر ڈال دیا۔ تینوں سانپ پلنگ پر بے ہوش عورت کے جسم پر رینگنے
لگے۔ کتنی دیر تک یہ دہشتناک کھیل جاری رہا۔ پھر سیاہ فام مرد اور عورت
نے اپنے اپنے سانپ پلنگ پر سے اٹھا کر اپنی گردن میں ڈالے اور کمرے
سے باہر چلے گئے۔ انہوں نے دروازہ بند کر کے باہر تالا لگا دیا۔ اب
کمرے میں پلنگ پر لیٹی ہوئی بے ہوش عورت کے سینے پر کنڈلی مار
کر بیٹھے ہوئے سانپ نے اپنا پھن گھما کر کمرے میں چاروں طرف نگاہ
دوڑائی۔ کیٹی کو شبہ ہوا کہ شاید سانپ نے اسے دیکھ لیا ہے۔ کیٹی
آخر ناگ کی دوست یا بہن تھی۔ وہ اسی سانپ سے ڈرنے والی کب
تھی۔ چنانچہ اس نے پردے کے پیچھے کھڑے کھڑے سانپ کی زبان

[illegible] جادو سے ہی روشن ہو گیا۔ کمٹی نے کو سنہری کا
خاصہ سا۔ جب کوئی روشندان یا کھڑکی نہیں تھی۔ لیکن اندر تنگ بھی
روشن محسوس ہوئی تھی۔ یہ روشنی دیواروں کے پتھروں میں سے نکل رہی
تھی۔ خدا جانے اندر تازہ ہوا کہاں سے آ رہی تھی کہ کٹی کو ایک
پل کے لئے بھی گھٹن کا احساس نہ ہوا۔ وہ خاموشی سے تخت پر بیٹھ
گئی اور سانپ کا انتظار کرنے لگی۔ دوسری طرف سبز آنکھوں والا سانپ
کٹی کو خفیہ کمرے میں بٹھانے کے بعد سنہرا جادوگراں محل کی تاریکی میں ایک
اندھیری سیڑھیاں اتر کر چھوٹے سے تہہ خانے میں آگیا جہاں وہی سیاہ
فام عورت اور سیاہ فام مرد زمین پر بیٹھے تھے اور ان کی گردنوں میں جو
سانپ پڑے تھے ان کو کسی جانور کے گوشت کے ٹکڑے کھلا رہے
تھے۔ سبز سانپ کو دیکھتے ہی سیاہ فام مرد بولا:

"تم یہاں کس لئے آئے ہو؟"

سبز سانپ نے کہا:

"اژدگر: تمہیں ایک خوشخبری سنانے آیا ہوں۔ ناگ
دیوتا کی بہن اس وقت ہماری قید میں ہے۔ ناگ دیوتا
سے انتقام لینے کا یہ سنہری موقع ہے۔"

سیاہ فام اژدگر اور اس کی سیاہ فام عورت نے چونک کر
سانپ کی طرف دیکھا:

اژدگر نے پوچھا:

"کیا تم سچ کہہ رہے ہو؟"

سبز سانپ نے کہا:

"عظیم اژدگر! تم چل کر اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتے ہو۔
ناگ دیوتا کی بہن اس وقت محل کے آخری کمرے میں بند
ہے۔ اس نے خود کہا ہے کہ وہ ناگ دیوتا کی بہن ہے
اس کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ وہ سانپوں کی زبان
بول لیتی ہے اور اس کے جسم سے ناگ دیوتا جیسی
خوشبو بھی آتی ہے۔"

سیاہ فام اژدگر نے اپنی گردن والا سانپ سیاہ فام عورت کے
حوالے کیا اور بولا:

"تم یہیں ٹھہرو۔ میں جا کر پتہ کرتا ہوں کہ کیا یہ عورت سچ مچ
ناگ دیوتا کی بہن ہے۔"

سیاہ فام اژدگر سبز آنکھوں والے سانپ کے ساتھ تہہ خانے سے
نکل کر ویران محل کے برآمدے میں آگیا۔ یہاں آتے ہی سیاہ فام اژدگر
نے کالے سانپ کا روپ بدل لیا۔ سبز سانپ اور وہ دونوں کٹی والے
کمرے میں آگئے۔ کٹی نے سبز آنکھوں والے سانپ کے ساتھ ایک
کالے سانپ کو دیکھا تو سانپوں کی زبان میں سبز سانپ سے پوچھا۔

"یہ کون ہے جسے تم اپنے ساتھ لائے ہو؟"

سبز سانپ نے کہا!

[illegible] کیٹی بہن:

"یہ ٹھیک ہے ... ہم ناگ دیوتا کی بازیابی
میں تمہیں ناگ دیوتا کے پاس پہنچا کر آؤں گا۔ یہ
میرا فرض ہے اور میں ہر حالت میں یہ فرض پورا
کروں گا:"

کیٹی نے دیکھا کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہوا سمجھنے۔ اگر یہ
کالا سانپ اس کے ساتھ ناگ تک جاتا ہے تو کیا ہوا۔ یہ تو ایک طرح
سے میری کو ناگ کو تلاش کرنے میں آسان ہو جائے گی۔

چنانچہ اس نے کہا:

"ٹھیک ہے بھائی۔ تم بے شک میرے ساتھ ہی رہنا
مگر تمہارا نام کیا ہے۔ اور کیا تو انسانی شکل اختیار کر سکتا
ہے؟"

اژگر سانپ بولا:

"میرا نام اژگر سانپ ہے اور میں بے شک انسانی شکل بدل
سکتا ہوں۔"

کیٹی نے سوال کیا: "تم یہاں سے لے کر کیسے نکلو گے!"

اژگر سانپ نے کہا:

"یہ بات تم مجھ پر ہی چھوڑ دو کیٹی بہن! میں تمہیں سے
باہر لے جاؤں گا ... کیونکہ میں اس دنیا سے ہندوستان
کی طرف جانے کے سارے راستے جانتا ہوں۔ صرف میرے
ساتھ ایک ناگن ہو گی جو ہندوستان کے شمالی علاقے سے
اچھی طرح واقف ہے۔"

کیٹی نے ناگن پر بھی کوئی اعتراض نہ کیا۔ اژگر سانپ دوبارہ
آنے کا وعدہ کر کے سبز سانپ کے ساتھ چلا گیا۔ سبز سانپ کو اس
نے محل کے کمرے میں ہی رہنے کا حکم دیا اور خود ویران محل کے تہہ خانے
میں سیاہ فام عورت کے پاس چلا گیا۔ جا کر اسے ساری بات سنائی
اور کہا:

"ناگ دیوتا کو اپنے قبضے میں کر کے اس سے بدلہ
لینے کا سنہری موقع آگیا ہے۔ جلدی سے تیار ہو جاؤ۔
ہم ننھے اندھیرے کیٹی کے ساتھ ملک ہندوستان کے شمالی
علاقے کی طرف جا رہے ہیں۔ تمہیں میرے ساتھ ناگن بن کر
رہنا ہو گا۔"

سیاہ فام عورت بولی:

"یہ تو بڑی اچھی بات ہے کہ ہم ناگ دیوتا کی تلاش میں
ہندوستان کے شمالی علاقے میں جا رہے ہیں کیونکہ میں تمہیں
پہلے بھی ناگ دیوتا سے بدلہ لینے کے لئے دونوں نے کوشش
کرنا ہے وہ بھی ہندوستان کے شمالی علاقے ہی ...
کے پاس ہی ہے۔"

اژگر خوش ہو کر بولا:
"ہم بڑے خوش قسمت ہیں کہ ناگ دیوتا کی بہن اپنے آپ
تمہارے پاس آ گئی۔ اس کی وجہ سے ہم ناگ دیوتا کو بڑی
جلد تلاش کر لیں گے۔ کیونکہ بیٹی ناگ دیوتا کی خوشبو کو
ہم سے زیادہ فضا میں محسوس کر سکتی ہے۔"
اسی طرح باتیں کرتے کرتے رات کا پچھلا پہر ہو گیا۔ تب اژگر
سانپ نے سیاہ فام عورت سے کہا:
"اب تم اپنی جون بدل کر ناگن بن جاؤ۔"
سیاہ فام عورت نے کہا:
"میں لال ناگن کی شکل اختیار کروں گی۔ تم مجھے اسی نام
سے پکارنا۔"
دوسرے لمحے سیاہ فام عورت نے اپنے حلق سے ایک پھنکار
کی آواز نکالی اور فوراً ایک سرخ ناگن بن گئی۔ اژگر سانپ نے
اسے اپنی گردن میں لپیٹ لیا اور سید حامل کے کونے والے کمرے
میں کیٹی کے پاس آ گیا۔ وہ اس وقت انسانی شکل میں تھا۔ مگر
اس نے سیاہ فام آدمی والی شکل نہیں بنا رکھی تھی۔ کیونکہ اس
شکل کو کیٹی پہچانتی تھی۔ اژگر سانپ ایک دبلے پتلے لمبے آدمی کی
شکل میں تھا۔ اس نے جاتے ہی کیٹی کو سلام کیا اور بولا:
"عظیم ناگ کی بہن کیٹی، میں اژگر سانپ ہوں اور اب
انسانی شکل میں تمہارے پاس آیا ہوں کہ تمہیں یہاں سے
نکال کر سمت ہندوستان کی طرف لے چلوں۔ کیا تم
تیار ہو؟"
کیٹی نے کہا:
"اژگر بھائی، میں تو کب سے تیار بیٹھی ہوں۔"
اژگر کی گردن میں لال سانپ لٹک رہا تھا۔ کیٹی نے اس کی طرف
اشارہ کرتے ہوئے پوچھا:
"یہ لال سانپ تمہاری ناگن ہے کیا؟"
اژگر بولا:
"ہاں کیٹی، یہ میری ناگن ہے۔ میں اسے لال ناگن کہہ کر
پکارتا ہوں۔ یہ ملک ہندوستان کے شمالی علاقے کو بھی
طرح جانتی ہے۔ تم اس سے سانپ کی زبان میں پوچھ بھی
سکتی ہو۔"
کیٹی نے لال ناگن کی طرف دیکھ کر کہا:
"لال ناگن، کیا تم نے ہندوستان دیکھا ہے؟"
لال ناگن نے جو اصل میں سیاہ فام عورت تھی اور ناگ دیوتا
کو پکڑ کر اس کو پورنیشور کے دیوتا کے آگے قربان کرنے میں سیاہ فام
اژگر کے ساتھ مل ہوئی تھی بڑے ادب سے کیٹی کو سلام کر کے بولی:
"ناگ دیوتا کی عظیم بہن، میں شمالی علاقے میں گئی ہوں"

ہندوستان کا یہ علاقہ سرحد میں ہے۔ مجھے یقین ہے کہ ناگ دیوتا وہیں ہوگا۔"

کیٹی کو کیا پتہ تھا کہ یہ دونوں مکار انسان ناگ دیوتا کی سراغرسانی کر رہے ہیں اور وہ ناگ کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں۔

اس نے کہا:

"کیوں نہیں، مجھے یقین ہے کہ وہ تبت کے علاقے سے نکل کر ابھی تک شمالی علاقے میں ہی ہوں گے۔"

وہ ہنس کر بولی:

"تم بالکل ٹھیک کہتی ہو کیٹی بہن۔ ہندوستان کے شمال میں ٹیکسلا سے دور پورش پور کے پاس ایک پہاڑی غار ہے جس کے اندر میرا ایک رشتے دار سانپ رہتا ہے۔ اس کے پاس ایک ایسا شیشہ ہے جس میں ناگ دیوتا جہاں بھی ہوگا ہمیں نظر آجائے گا۔ میں تمہیں اپنے رشتے دار سانپ کے پاس لے چلوں گی۔"

کیٹی بڑی خوش ہوئی۔ کہنے لگی:

"جب تو ہم سیدھا اس غار میں ہی جائیں گے۔ تمہارا کیا خیال ہے اژگر بھائی؟"

اژگر کو تو ساری سازش کا علم تھا۔ بولا:

"بالکل ٹھیک ہے کیٹی بہن۔ ہم پہلے پورش پور والے اس پہاڑی غار میں ہی جائیں گے۔ اب چلو یہاں سے نکل چلتے ہیں۔"

اژگر نے کیٹی کو ساتھ لیا۔ تہ خانے کے خفیہ رستے سے نکل کر ایک اندھیری سرنگ میں آگیا۔ اس نے موم بتی روشن کر کے ہاتھ میں تھام رکھی تھی۔ سرنگ کافی تنگ تھی مگر اژگر اس راستے سے واقف تھا۔ وہ دور تک اس سرنگ میں چلتے رہے۔ آخر سرنگ نے انہیں ایک بہت بڑے پہاڑ کے قریب بہتے دریا کے کنارے نکال دیا۔ کیٹی نے دیکھا کہ دن کی روشنی چاروں طرف پھیلی ہوئی ہے۔ پہاڑ کے دامن میں دریا کے ساتھ ساتھ ہری بھری گھاس میں پھول کھل رہے ہیں اور نازک ٹہنیوں والے درختوں کی قطار دور تک چلی گئی ہے۔ کیٹی نے خوش ہو کر پوچھا:

"اژگر بھائی! یہ کون سی جگہ ہے؟"

اژگر نے مسکرا کر کہا:

"کیٹی بہن! یہ ہندوستان کا شمالی علاقہ ہے۔ اور اگر ہم اس دریا کے پار جائیں تو ہم ٹیکسلا شہر پہنچ جائیں گے۔"

کیٹی نے اطمینان کا سانس لیا۔ بڑی مشکل سے اسے ایک مصیبت سے نجات ملی تھی۔ اب اسے فراسیاب کا خیال آرہا تھا کہ وہ کہاں ہوگا؟ جزیرے سے نکلا بھی ہوگا کہ نہیں؟ کیونکہ جب تک کیٹی منتر پڑھ کر اسے پرانے زمانے میں نہیں بھیجتی وہ واپس اپنی دنیا میں نہیں

[illegible] ہو گیا۔ یہ دیکھ کر
[illegible] امید [illegible] اور مایوسی ہوئی [illegible] ابھی تک وہ منتر
[illegible] کو سات بار پڑھنے سے وہ قدیم زمانے سے سوائے
[illegible] بندوں سے [illegible] اور [illegible] لوگوں کے جس کو چاہے
بلا سکتی تھی۔ صرف اس منتر سے وہ صرف نیک بزرگ لوگوں اور
پیغمبروں کو نہیں بلا سکتی تھی۔ کیٹی کو بڑی پریشانی تھی کہ اس کو وہ
منتر یاد کیوں نہیں آرہا ہے اس نے اژگر سے اس بارے میں
بات کرنی مناسب خیال نہ کی اور خاموش رہی۔

دریا کے کنارے اسے یونانی اور ہندوستانی لوگ ایک گھاٹ پر
بیٹھے نظر آئے۔ کیٹی سمجھ گئی کہ یہ وہ زمانہ ہے جب ٹیکسلا پر سکندر
نے حملہ کیا تھا اور یونان کے لوگ یہاں آکر آباد ہو گئے تھے۔ یہ دریا
کا گھاٹ تھا اور لوگ دریا پار کرنے کے لئے کشتی کا انتظار کر رہے تھے
اژگر اور کیٹی بھی ایک طرف ہو کر بیٹھ گئے۔ اژگر نے لوگوں کے تجسس
سے اور ان کے سوالوں سے بچنے کے لئے لال ناگن کو اپنے لمبے کرتے
کی جیب میں ڈال لیا۔ تھوڑی دیر میں دریا کے دوسرے کنارے سے
مسافروں کو لے کر کشتی وہاں آگئی۔ مسافر اتر گئے کشتی خالی ہو گئی اور
ادھر کے مسافر کشتی میں سوار ہو گئے۔ کشتی مسافروں کو لے کر دریا
میں دوسرے کنارے کی طرف روانہ ہو گئی۔ اژگر اور کیٹی کشتی میں ایک
دوسرے کے قریب ہی بیٹھے تھے۔ اچانک لال ناگن اژگر کی جیب

رینگتی ہوئی باہر نکل آئی۔ ایک یونانی بوڑھے نے اس کو دیکھا اور
حیران ہو کر اژگر کی طرف تکنے لگا۔ کیونکہ لال ناگن کے بارے میں اس
نے ایک یونانی کتاب میں پڑھ رکھا تھا کہ اگر لال ناگن کو کسی طرح قبضے
میں کر لیا جائے تو انسان کی عمر لمبی ہو جاتی ہے۔

اژگر سانپ

سب مسافر اتر کر ... طرف روانہ ہو گئے۔ کیٹی بھی اژگر کے
ساتھ کشتی سے اتر گئی۔ اژگر نے ایک طرف ... اشارہ کرتے ہوئے ...
... وہ جو سامنے ... اس شہر ... ٹیکسلا
مشہور شہر آباد ہے جس پر چندر گپت کا راج ہے۔
کیٹی نے ٹیکسلا کے شہر میں پہنچتے ہی سب سے پہلا کام یہ کیا کہ فضا میں
ناگ عنبر، ماریا جولی سانپ اور عنبیو سانپ کی خوشبو سونگھنے کی کوشش
کی۔ مگر اس شہر کی فضا میں ان میں سے کسی کی خوشبو نہیں تھی۔ کیٹی
نے اژگر کو بتایا کہ اس شہر میں ناگ عنبر ماریا میں سے کوئی بھی نہیں ہے
اگر وہ ہوتے تو ان کی خوشبو ضرور آتی۔ اژگر ناامید نہیں ہوا تھا۔
اسے یقین تھا کہ کیٹی بہت جلد ناگ کا سراغ لگا لے گی۔ اور پھر وہ
ناگن کی مدد سے اسے اپنے قابو میں کر کے دیوتا کی بھینٹ چڑھائے
گی۔ دیوتا کی رسم پوری ہو جائے گی۔ جس کے معاوضہ میں دیوتا اسے دولت
سے مالا مال کر دے گا۔ ناگ سے بدلہ وہ اس لئے لینا چاہتا تھا کہ اس

نے اپنے باپ دادا سے سن رکھا تھا کہ ان کے خاندان کا سردار
ایک بار ایک خزانے کے قریب پہنچ گیا تھا۔ کہ ناگ دیوتا نے اسے
ڈس کر مار ڈالا۔ یوں ان کے سردار کی جان بھی گئی اور انہیں دولت
بھی نہ مل سکی جس کی وجہ سے وہ آج
تک غریب چلے آ رہے ہیں۔ یہی کچھ سوچتا وہ کیٹی کے ساتھ چلا جا رہا
تھا۔ لال ناگن اس کی صدری کی جیب میں تھی۔ اس کے پیچھے یونانی
بوڑھا بھی لگا ہوا تھا۔ جو لال ناگن کو اپنی عمر لمبی کرنے کے لئے
اپنے قبضے میں کرنا چاہتا تھا۔

کیٹی کسی سرائے میں اتر کر وہاں عنبر ناگ ماریا وغیرہ کا انتظار کرنا
چاہتی تھی۔ اژگر کا ارادہ اسے پورشش پور لے جانے کا تھا۔ کیونکہ
جس دیوتا پر اس نے ناگ کو قربان کرنا تھا۔ وہ پورشش پور کے
قریب ہی ایک ویران مندر کے کھنڈر میں تھا۔ لیکن کیٹی نے کہا کہ وہ
کچھ روز ٹیکسلا میں رہ کر عنبر ناگ کا انتظار کرنا چاہتی ہے۔ چنانچہ اژگر
کو بھی مجبور ہو کر وہاں رہنا پڑ گیا۔

وہ ایک سرائے میں اتر گئے۔ انہوں نے دو کوٹھڑیاں کرائے
پر حاصل کر لیں۔ دونوں کوٹھڑیاں ساتھ ساتھ تھیں۔ یونانی بوڑھا
ابھی تک ان کے پیچھے لگا ہوا تھا۔ اژگر اور کیٹی کو ابھی تک یہ
علم نہیں تھا کہ یہ بوڑھا ان کے پیچھے لگا ہوا ہے۔ بوڑھا یونانی
انہیں سرائے میں ٹھہرتا دیکھ کر واپس چلا گیا۔ اب اس نے وہاں

سے بہتر چلانا شروع کر دیا۔ وہ سیدھا اپنے مکان پر آگیا۔
یونانی بوڑھا جڑی بوٹیوں کا ماہر تھا۔ اس کے پاس ایک ایسی
بوٹی تھی کہ اگر اس کی دھونی دی جائے تو آدمی فوراً بے ہوش
ہو جاتا ہے۔ اس نے اس بوٹی کو پیس کر اس کا سفوف بنا رکھا
تھا۔ یونانی بوڑھے نے چہرہ بدل لیا اور رات کا اندھیرا ہونے کا
انتظار کرنے لگا۔ جب رات ہوئی اور اندھیرا چھا گیا تو وہ فقیر کے
بھیس میں کشکول ہاتھ میں لے کر بھیک مانگتا ہوا اس سرائے میں آ
گیا جہاں اژگر اور کیٹی ٹھہرے ہوئے تھے۔

یونانی نے دیکھ لیا تھا کہ اژگر کس کوٹھڑی میں ہے۔ لال ناگن
اژگر ہی کے پاس تھی۔ وہ اندھیرے میں دبے پاؤں چلتا اژگر کی
کوٹھڑی کے عقب میں آگیا۔ یہاں کوٹھڑی کی ایک کھڑکی تھی جو بند
تھی۔ اس کھڑکی کے نیچے سوراخ تھا۔ یونانی نے کان لگا کر سنا اسے
اژگر کے خراٹوں کی آواز سنائی دی۔ اس نے آہستہ سے کھڑکی کو
دھکیلا۔ کھڑکی کھل گئی۔ یونانی نے جھانک کر اندر دیکھا۔ اژگر چارپائی
پر گہری نیند سو رہا تھا۔ یونانی کو خطرہ تھا کہ اگر لال ناگن نے اسے
دیکھ لیا تو کہیں ڈر کر بھاگ نہ جائے۔ یا اس نے پھنکار ماری
تو اژگر کی آنکھ نہ کھل جائے۔ یونانی نے بے ہوشی کا سفوف
ایک پوٹلی میں باندھ رکھا تھا۔ اس نے پوٹلی کو آگ لگا دی۔
سفوف میں سے دھواں نکلنے لگا۔ یونانی بوڑھے نے پوٹلی کو کھڑکی

کے اندر پھینک کر کوٹھڑی کی کھڑکی بند کر دی۔ اور خود وہاں
سے دور چلا گیا۔ کچھ دیر کے بعد وہ واپس آیا۔ کھڑکی کھولی
تو اندر سے دھواں باہر نکلنے لگا۔ یونانی جلدی سے ایک طرف
ہٹ گیا۔ جب سارا دھواں کوٹھڑی میں سے نکل گیا تو وہ کوٹھڑی
میں داخل ہو گیا۔ اس نے دیکھا کہ اژگر اسی طرح سو رہا ہے۔
اصل میں وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔ اس نے اس کی صدری کے
اندر ہاتھ ڈالا۔ لال ناگن جیب میں تھی۔ مگر وہ بھی بے ہوش
ہو چکی تھی۔ یونانی بوڑھے کی خوشی سے آنکھیں چمکنے لگیں۔ اس
نے لال ناگن کو رومال میں باندھا اور جدھر سے آیا تھا ادھر
کو بھاگ گیا۔

رات کے اندھیرے میں ہی وہ اپنے مکان پر پہنچ گیا۔ اس
یونانی کے پاس ایک ایسی جڑی بوٹی کا سفوف بھی تھا کہ اگر اسے ایک
تنکے کے برابر کسی کے منہ میں ڈال دیا جائے تو وہ انسان یا جانور اپنی
یادداشت بھول جاتا تھا۔ اسے یہ خبر نہیں رہتی تھی کہ وہ کون ہے
اور اس کے پاس کون کون سی طاقت ہے۔ یونانی کو معلوم تھا کہ سانپ
کے پاس ایک ہی طاقت ہوتی ہے کہ وہ ڈس کر دشمن کو ہلاک
کر ڈالتا ہے اور سانپ کو اس طاقت کا احساس اس کی یادداشت
کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اگر اس کی یادداشت ختم کر دی جائے تو
سانپ کو یہ یاد ہی نہیں رہے گا کہ وہ ڈس سکتا ہے۔ اس کو اپنی

[illegible] کا تیل لے
[illegible] جب تک سانپ
[illegible] دوسر میں سے ا
[illegible] نے ایک [illegible]
[illegible] اس نے [illegible] اُن کو پٹاری
[illegible] تیل کی بوتل [illegible] رکھ دی۔
[illegible] ناگن کو پٹاری سے نکالا [illegible] سے اس کی گردن
[illegible] کر الگ کر دی۔ اس کے بعد ناگن کے سر کو جڑی بوٹیوں
کے تیل سے صاف کیا اور جب ناگن کی سری خشک ہو گئی تو اسے
ڈوری میں [illegible] اپنی گردن میں لٹکا لیا۔ یونانی بوڑھا اپنی
اس کامیابی پر بہت خوش ہوا۔ کہ اب اس کی عمر لمبی ہو گئی
ہے اور وہ اس وقت تک نہیں مر سکتا جب تک کہ لال
ناگن کا سر اس کی گردن میں موجود ہے۔ وہ اس حقیقت
کو بھول گیا تھا کہ موت سے کوئی نہیں بچ سکتا۔ جب اس
کا وقت آ جاتا ہے تو وہ آجاتی ہے۔ یونانی حکیم شہر میں
بوٹیوں کی دکان پر آکر بیٹھ گیا۔ اور دکانداری میں مصروف
ہو گیا۔

دوسری طرف جب صبح سورج نکلنے کے بعد [illegible]
[illegible] تو [illegible] اس کا رنگ اڑ گیا کہ ناگن

غائب تھی۔ اسے محسوس ہو رہا تھا کہ وہ سو رہا نہیں بلکہ
بے ہوشی سے ہوش کی دنیا میں آیا ہے۔ وہ جادوگرنی
کی کوٹھڑی میں گیا۔ کیٹی ابھی تک سو رہی تھی۔ اس نے کیٹی
کو جگانا مناسب نہ سمجھا۔ جب کیٹی سو کر اٹھی تو عنبر نے اسے
بتایا کہ لال ناگن کہیں روپوش ہو گئی ہے۔

کیٹی نے کہا۔

"میں ابھی کسی سانپ کو بلا کر اس کے بارے میں
پتہ کرتی ہوں۔"

کیٹی نے سانپ کی آواز میں کسی بھی سانپ کو آواز دی۔ تھوڑی
دیر میں ایک سانپ حاضر ہو گیا۔ کیٹی نے لال ناگن کے بارے
میں اس سے پوچھا تو وہ بولا:

"ناگ دیوتا کی بہن! میں یہاں کسی لال ناگن کو نہیں
دیکھ رہا۔ ہو سکتا ہے وہ شہر سے باہر جا چکی ہو ورنہ میں
غیب دان نہیں ہوں۔ غیب کا حال تو صرف اللہ
تعالیٰ کو ہی معلوم ہے۔"

کیٹی نے سانپ کو واپس بھیج دیا۔
عنبر نے کہا۔

"کیٹی بہن! یہ تو برا ہوا۔ اب میری لال ناگن مجھے صرف
ایک ہی صورت میں مل سکتی ہے کہ ناگ دیوتا سے

[illegible] کسی دوسرے ملک میں
[illegible] میں سے سلیمانی ٹوپی نکال
[illegible] اور غائب ہو گیا۔ غائب ہوتے ہی اس
[illegible] فضا میں [illegible] اڑا دی۔ جب وہ دوبارہ زمین پر
آیا تو اس نے دیکھا کہ یہ سرسبز و شاداب پہاڑیوں کے
درمیان ایک ایسی سڑک پر کھڑا ہے جہاں آگے ایک قافلہ
چلا جا رہا تھا۔ قافلے کے گھوڑے اور اونٹ اسے دکھائی
دیے۔ افراسیاب دوڑ کر قافلے میں شامل ہو گیا۔ اس
نے ایک مسافر سے پوچھا کہ یہ قافلہ کدھر جا رہا ہے؟ اس
نے تعجب سے افراسیاب کی طرف دیکھا اور بولا:

"کیا تمہیں نہیں معلوم کہ یہ قافلہ ملک ایران کی طرف
جا رہا ہے؟"

افراسیاب نے سلیمانی ٹوپی اتار کر اپنے ہاتھ میں پکڑی ہوئی
تھی۔ کہنے لگا:

"بھائی! میں اس علاقے میں اجنبی ہوں۔ قافلے
کو دیکھ کر ادھر آ گیا ہوں۔ مجھے بھی ایران ہی کی
طرف جانا ہے۔"

افراسیاب نے سوچا کہ اب کیٹی کا ملنا تو مشکل ہے۔ بہتر
یہی ہے کہ وہ ایران سے ہوتا ہوا اپنے آبائی شہر بغداد پہنچ جائے

جا پہنچا وہ قافلے میں شامل ہو گیا۔ جب قافلے کے سالار نے
دیکھا کہ ایک مسافر کرایہ ادا کیے بغیر قافلے میں شامل ہوا
ہے تو وہ افراسیاب کے پاس آ کر بولا:

"تم نے کرایہ ادا نہیں کیا۔ اس کے بغیر میں تمہیں اپنے
قافلے کے ساتھ سفر کرنے کی اجازت نہیں دوں گا۔"

اس زمانے میں مسافر جب قافلے کے ساتھ سفر کرتے تھے
تو چوروں ڈاکوؤں اور جنگلی درندوں سے محفوظ ہو جاتے تھے
کیونکہ قافلے کے ساتھ ایک حفاظتی دستہ بھی سفر کرتا تھا۔
جن کے پاس تلواریں نیزے اور تیر کمان ہوتے تھے۔

افراسیاب ویسے بھی ہوا میں غائب ہو کر سفر کر سکتا تھا
مگر اسے ایران کو جانے والے راستے کا علم نہیں تھا۔ وہ راہ میں
بھٹک بھی سکتا تھا۔ یہ راستے صرف قافلے والے ہی جانتے تھے۔

افراسیاب نے پوچھا:

"بھائی! تمہارا کرایہ کتنا ہے۔ میں ادا کر دیتا ہوں۔"

قافلہ سالار کہنے لگا:

"شکل سے تو تم کوئی جواری لگتے ہو۔ یا کوئی
مسخرے معلوم ہوتے ہو۔ تم اتنی رقم کہاں سے
ادا کرو گے؟ کیا تم سونے کے [illegible] ادا کر
سکتے ہو؟"

[illegible] گئے

[illegible]

[illegible] جاتے اتنا اور

[illegible] میں

[illegible] ہوئے تھے۔

[illegible] شاہ ور میں [illegible] کرنے

[illegible] اب وہ

[illegible] تھے۔ جب

[illegible] سے کہا۔

"[illegible] بھائی [illegible] خیال ہے کہ یہ قافلہ [illegible]

کرنے کے بعد ملک ایران کی طرف جانے کا ہے تو ہم

ایران چلے جائیں!"

ناگ نے جولی سانگ اور تھیو سانگ کی طرف دیکھا جیسے پوچھ رہا ہو کہ تمہارا کیا خیال ہے۔ ماریا بھی غیبی حالت میں ان کے پاس بیٹھی تھی۔

کہنے لگی:

"ناگ بھیا نے میری طرف اس لئے نہیں دیکھا کہ میں اسے دکھائی نہیں دیتی۔"

ناگ نے مسکرا کر کہا:

"دکھائی نہیں دیتی ہو مگر تمہاری خوشبو آ رہی ہے اور خوشبو بتا دیتی ہے کہ تم یہاں بیٹھی ہو۔ [illegible] کہ عنبر نے جو رائے دی ہے اس کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے۔؟"

ماریا بولی:

"جولی سانگ تمہارا کیا خیال ہے؟"

جولی سانگ کہنے لگی:

"جب ہمیں سفر ہی کرنا ہے۔ تو ٹھیک ہے ہم ایران کی طرف چلے چلتے ہیں۔ ممکن ہے وہاں کیٹی سے ملاقات ہو جائے۔ کیوں تھیو سانگ بھیا! تم کیا سوچ رہے ہو۔؟"

تھیو سانگ بولا:

"میں یہ سوچ رہا ہوں کہ کیٹی بڑے پراسرار حالات میں ہم سے جدا ہوئی ہے۔ ہمارے لئے یہی بہتر ہے کہ وہ جس ملک میں ہم سے جدا ہوئی ہے ہم اسی ملک کی فضا میں رہیں۔ مجھے یقین ہے کہ وہ اسی ملک میں ہمیں کہیں نہ کہیں ضرور مل جائے گی۔"

عنبر نے کہا:

"تو گویا ہمیں ملک ہندوستان میں ہی رہنا چاہئے اور ایران جانے کا خیال دل سے نکال دینا چاہئے۔"

ناگ بولا

"میں تھیو سانگ سے خدا کی مدد کی دعا کرتا ہوں۔ جیسی

اس ملک میں رہ کر نیکی کی کوشش کرتا ہے۔"

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] آگے پورش

[illegible]

[illegible] خدا نے چاہا تو کیتی ہمیں سردار مل

جانے کی۔"

ماریا نے کہا

"بالکل ٹھیک ہے۔"

شام ہونے والی تھی۔ عنبر ناگ ماریا جولی سانگ اور تھیو سانگ

سرائے کے [illegible] ایک جگہ الاؤ روشن کئے بیٹھے تھے۔ اور قہوہ

وغیرہ پی رہے تھے۔ موسم سرد تھا۔ اگرچہ انہیں سردی بالکل نہیں

لگ رہی تھی لیکن دوسرے مسافروں پر ظاہر کرنے کے لئے کہ اس

بھی عام انسانوں کی طرح ٹھنڈ لگتی ہے وہ آگ کے الاؤ کے گرد

بیٹھ گئے تھے۔ ویسے بھی ان دوستوں کو کھلی ہوا زیادہ پسند

تھی اور کیشو کی خوشبو کس طرف سے آتی تو اسے کھلی فضا میں زی

جلدی محسوس کر سکتے تھے۔ اتنے میں ماریا نے سرائے کے

دروازے کی طرف دیکھ کر کہا:

"یہ کون مسخرا آرہا ہے سرائے میں؟"

عنبر ناگ جولی سانگ اور تھیو سانگ افراسیاب کی طرف

دیکھنے لگے۔ جو سلیمانی ٹوپی جیب میں ڈالے عجیب شکل بنائے ہی

ہی گردن کو جھکائے ادھر ادھر دیکھتا سرائے کے مالک کی طرف

چلا آرہا تھا۔

ناگ بولا:

"مجھے تو یہ کسی دربار کا مسخرہ لگتا ہے۔"

تھیو سانگ بولا:

"مگر اس کا لباس تو درباری مسخروں ایسا بالکل

نہیں ہے۔"

افراسیاب سرائے کے مالک کے پاس جا کر بولا۔

"کیوں بھائی سرائے میں ہمیں کوئی کوٹھڑی رہنے کے

لئے مل جائے گی؟"

سرائے کے مغرور اور دولت مند مالک نے افراسیاب کو

سر سے پاؤں تک دیکھا اور بولا:

"بابا معاف کرو۔ یہاں فقیروں بھکاریوں کے لئے کوئی

جگہ نہیں ہے۔"

جب وہ وقت قریب آ گیا اس نے فوراً جیب سے [illegible] ٹوپی نکال کر سر پر رکھی اور غائب ہو گیا۔ غائب ہوتے ہی [illegible] سرائے کے مالک کی گردن دبوچ لی اور بولا:

"اب سرائے میں کوئی خطرہ نہیں۔ بول"

سرائے کا مالک خوف کے مارے بے ہوش ہو گیا۔ عنبر، ناگ، ماریا اور جولی سانگ تھیو سانگ نے جب اس دبلے پتلے مسخرے سے آدمی کو ایک دم غائب ہوتے دیکھا تو حیرت زدہ ہو کر رہ گئے۔

ناگ کے منہ سے نکلا

"میرے خدا! جسے ہم مسخرہ سمجھ رہے تھے وہ تو کوئی زبردست جادوگر ہے۔"

عنبر بولا:

"یہ غائب ہو گیا ہے۔"

جولی سانگ نے کہا:

"اس نے جیب سے ایک ٹوپی نکال کر پہنی تھی۔ یہ"

تھیو سانگ نے کہا:

"یہ معمہ ماریا ہی حل کر سکتی ہے۔ کیوں ماریا تمہیں یہ آدمی غیبی حالت میں نظر آ رہا ہے کہ نہیں؟"

ماریا نے حیرانی سے کہا:

"بالکل نہیں۔ وہ مجھے بھی نظر نہیں آ رہا۔ اس معمے کو حل کرنا ضروری ہو گیا ہے۔ میں ابھی جا کر معلوم کرتی ہوں کہ یہ جادوگر کون ہے؟"

ناگ بولا:

"خبردار رہنا۔ کہیں تم پر بھی طلسم نہ ہو جائے۔"

ماریا نے کہا:

"فکر نہ کرو ناگ۔ میں ابھی واپس آ جاتی ہوں۔"

اور ماریا اچھل کر فضا میں بلند ہوئی اور جہاں افراسیاب غائب ہوا تھا۔ وہاں پہنچ گئی۔ جونہی وہ افراسیاب کے قریب آئی وہ چونک پڑی۔ اسے اس جگہ سے کیٹی کی ہلکی مدھم خوشبو آ رہی تھی۔ یہ افراسیاب کے کپڑوں سے آ رہی تھی۔ کیونکہ افراسیاب کیٹی کے ساتھ کئی روز سفر کرتا رہا تھا۔ ماریا تیزی سے عنبر ناگ جولی سانگ اور تھیو سانگ کے پاس واپس آئی اور جذبات سے بھری ہوئی آواز میں بولی۔

"اس غیبی جادوگر کے جسم سے کیٹی کی مدھم خوشبو آ رہی ہے۔"

یہ سن کر عنبر ناگ جولی سانگ اور تھیو سانگ ایک دم ہوشیار ہو کر بیٹھ گئے۔

[illegible] جوں [illegible]

اور تھیو سالمک کے بارے میں بھی بتا دے سب !

ماریا نے کہا

[illegible] دوستوں سے [illegible]

افراسیاب کو واپس کر دی اور بولی :

[illegible] کیٹی ہماری [illegible]

[illegible] ! تم [illegible] کے لیے بے حد پریشان ہے ۔"

افراسیاب نے پوچھا ۔

"کیا عنبرناک جولی سالمک اور تھیو سالمک بھی اسی شہر میں موجود ہیں ؟"

ماریا نے کہا :

"اس شہر میں ہی نہیں بلکہ وہ اسی سرائے میں موجود ہیں ۔ تم جلدی سے مجھے کیٹی کے بارے میں بتاؤ کہ وہ کہاں ہے ، وہ خیریت سے تو ہے نا ؟"

افراسیاب کہنے لگا :

"ماریا بہن یہ بڑی لمبی کہانی ہے ۔ [illegible] مجھے ملی ۔ ہم تم لوگوں کی تلاش میں کہاں کہاں بھٹکتے پھر[illegible] اور پھر نہ جانے کیا ہوا کہ کیٹی اچانک غائب ہو گئی ۔"

ماریا نے آہ بھر کر کہا :

"نہ جانے ، میرے ساتھ ! عنبرناک جولی سالمک اور تھیو سالمک کو بلا کر ساری کہانی سناؤ ۔"

افراسیاب کو لے کر دیا اپنے دوستوں سے باتیں کی[illegible]تے ہی ماریا نے کہا :

"عنبر بیٹا یہ افراسیاب ہے ۔ کیٹی اس کے ساتھ کئی دنوں تک ہماری تلاش میں ماری ماری پھرتی رہی ہے ۔"

افراسیاب نے عنبرناک جولی سالمک اور تھیو سالمک سے ہاتھ ملایا اور بولا :

"تم دوستوں سے مل کر مجھے بے حد خوشی ہوئی ہے ۔ کیٹی نے تم لوگوں کے بارے میں مجھے اتنا کچھ بتایا ہوا ہے کہ اب تم مجھے اجنبی نہیں لگتے ۔ اپنے بھائی بہن ہی لگتے ہو ۔"

عنبرناک جولی سالمک اور تھیو سالمک افراسیاب کو اپنے ساتھ کمرے میں لے آئے ۔ یہاں بیٹھ کر افراسیاب نے شروع سے لے کر آخر تک ساری کہانی سنا ڈالی ۔ عنبرناک ، جولی سالمک اور تھیو سالمک بڑے غور سے سنتے رہے ۔ جب افراسیاب نے کہانی کے سارے واقعات ختم کئے تو عنبر نے پوچھا

سرائے کا مالک افراسیاب کی طرف دیکھ کر ہاتھ باندھ کر بولا:

"حضور! آپ کا کھانا آپ کی کوٹھڑی میں لگا دیا گیا ہے۔"

○

[illegible] کے پاس [illegible] سے جن کو پڑھ کر وہ [illegible] [illegible] کے [illegible] تو وہ ہمارے پاس [illegible] حاصل کر کے [illegible]"

[illegible] ہوا۔

"میرا خیال ہے کیٹی کسی [illegible] میں پھنس گئی ہے کہ اس منتر کا اثر ختم ہو کر رہ گیا ہے۔ اگر ایسی بات ہوئی تو میں تو کبھی دوبارا اپنے وطن بغداد نہیں جا سکوں گا۔"

ناگ نے کہا:

"گھبراؤ نہیں دوست۔ ایسی بات نہیں ہوگی۔ کیٹی اگر منتر بھول بھی جائے گی تو اسے پھر یاد آ جائے گا۔ ایسا پہلے بھی ہوتا رہا ہے۔ یہ کوئی نئی بات نہیں ہوگی۔"

تھیو سانگ کہنے لگا:

"اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیٹی کا کس شہر میں جا کر انتظار کیا جائے؟"

عنبر، ناگ، ماریا، جولی سانگ اور تھیو سانگ سوچ میں پڑ گئے۔ افراسیاب کا ذہن بھی تیزی سے سوچ رہا تھا۔ کچھ دیر کوٹھڑی میں خاموشی چھائی رہی۔ کسی نے کسی سے کوئی بات نہ کی۔ اتنے میں دروازہ کھلا اور

[illegible] ہیں کہ
[illegible] تم [illegible]
[illegible] بیٹھ جاؤ

میں تمہیں اوپر اٹھانے لگی ہوں۔"

افراسیاب خجل ہو کر رہ گیا۔ وہ کچھ گھبرا بھی گیا تھا۔
عنبر ناگ نے فوراً اس کا حوصلہ بڑھاتے ہوئے
کہا:

"گھبراؤ نہیں افرا بھائی تمہیں کچھ بھی نہیں ہوگا۔"
عنبر اور ناگ خاموشی سے مسکرا رہے تھے۔ جولی سانگ نے
افراسیاب کی طرف گھور کر دیکھا۔ پھر اس کی آنکھوں میں سے
سفید روشنی کی ایک تیز کرن نکل کر افراسیاب کے پاؤں
پر پڑی۔ جولی سانگ نے نظریں اوپر کر لیں۔ جوں جوں وہ اپنی
نگاہ کو اوپر اٹھا رہی تھی۔ افراسیاب زمین سے اوپر اٹھتا
جا رہا تھا۔ یہاں تک کہ اس کا سر چھت سے جا کر لگ گیا۔
جولی سانگ کی نظریں افراسیاب پر تھیں۔ افراسیاب نے
چلا کر کہا:

"مجھے نیچے اتارو جولی بہن مجھے ڈر لگ رہا ہے۔"

عنبر بولا:

"تم تو خود غائب ہو کر ہوا میں اڑتے پھرتے ہو افرا
پھر تمہیں کیوں ڈر لگنے لگا۔"

افرا نے فوراً جواب دیا۔

"عنبر بھائی! وہ میں غائب ہو کر ہوا میں اڑتا ہوں
اس طرح جسم کے ساتھ ایک انچ بھی زمین سے اوپر
کبھی نہیں اٹھا۔"

جولی سانگ نے نگاہوں کو نیچا کرنا شروع کر دیا۔ اس
کے ساتھ ہی افراسیاب بھی نیچے آنے لگا۔ جب وہ فرش سے
ساتھ لگ گیا تو جولی سانگ نے آنکھیں بند کر لیں۔ آنکھیں بند
کرتے ہی روشنی بند ہو گئی۔ اس نے دوبارہ آنکھیں کھولیں۔
پوچھا!

"تمہیں کیسا لگا یہ تجربہ؟ کیا کبھی تم نے ایسا تجربہ کیا
ہے؟ یا کسی کو اس طرح ہوا میں بلند ہوتے دیکھا
ہے؟"

افراسیاب بولا:

"میرے خدا! میں نے کسی اپنے جیسے شریف آدمی
کو اس طرح ہوا میں لٹکتے نہیں دیکھا۔ جادوگروں
کو کئی بار دیکھ چکا ہوں۔"

اب افراسیاب نے ناگ سے کہا:

"ناگ بھیا کیٹی کہتی تھی کہ تم انسان سے سانپ بن

کہ شاید یہاں ان کا کوئی سراغ مل [illegible]
لال ناگن کے گم ہو جانے سے [illegible] کیونکہ
[illegible]
کردار ادا کرنے والی تھی۔ اب اژگر اکیلا رہ گیا تھا۔ اس نے [illegible]
[illegible] کے لئے ٹھہرایا تھا۔ ایک
[illegible] غیر آباد
ویران مندر کی طرف چل دیا۔ مندر شہر سے [illegible] تین کوس کے فاصلے
پر [illegible] چٹان کے سامنے [illegible] تھا۔ اس مندر میں کسی زمانے
میں چمگادڑوں کی پوجا ہوا کرتی تھی۔ مندر میں چمگادڑ دیوتا کا ایک
خوفناک بت اپنے پنجے [illegible] ہوا
تھا۔ اس بت پر مکڑیوں نے جالے بن دیئے تھے۔ اژگر اور لال
ناگن اس بت کے پرانے پجاری تھے اور وہ ہر مہینے اس چمگادڑ
بت کے لئے ایک زندہ انسان پکڑ کر لاتے۔ چمگادڑ بت کے سامنے
اسے پتھر پر لٹا دیتے۔ پھر اس کے سینے سے دل نکال کر چمگادڑ
کے منہ میں ڈال دیتے۔ حالانکہ چمگادڑ پتھر کا محض ایک بت
ہی تھا مگر انسان ان بے جان بے کار بتوں کے واسطے دوسرے
انسان پر بڑا ظلم کرتا آیا ہے۔ سائنس اور کمپیوٹر کے اس زمانے
میں بھی لوگ ان بیکار بتوں پر بچوں کو قربان کر دیتے ہیں [illegible]
میں کچھ روز پہلے ایک خبر چھپی تھی کہ بھارت یعنی ہندوستان میں

ایک عورت نے دوسرے کے بچے کو اٹھا کر ایک دیوی کے
بت کے سامنے مار ڈالا۔ اس خیال سے کہ ایسا کرنے سے دیوی
اس کے گھر بیٹا پیدا کر دے گی۔ کس قدر جہالت اور درندگی
ہے۔ اسلام نے اسی لئے ان بتوں کو پاش پاش کر دیا اور
انسان کو یہ تعلیم دی ہے کہ صرف اللہ ہی عبادت کے لائق ہے۔
اور وہی انسان کو سب کچھ عطا کرتا ہے اور وہ بھی صرف ان
کی مدد کرتا ہے جو اپنی مدد آپ کرتے ہیں۔ جو خود کوشش کرتے
ہیں۔ محنت کرتے ہیں۔ دیوی دیوتا کے بت تو اپنے اوپر بیٹھی ہوئی
مکھی تک نہیں اڑا سکتے۔ وہ دوسرے انسانوں کی کیا مدد کر سکتے ہیں
لیکن جس زمانے کا ہم ذکر کر رہے ہیں اس زمانے میں بت پرستی
عام تھی۔ انسان جہالت کی تاریکیوں میں بھٹک رہا تھا اور اسلام
کی روشنی ابھی نہیں پھیلی تھی۔

اژگر بھی ان ہی بھٹکے ہوئے جاہل اور درندہ لوگوں میں سے
تھا۔ اس نے کئی انسانوں کو چمگادڑ دیوتا کے بھینٹ چڑھا دیا
تھا۔ اب وہ ناگ کو اس بت پر قربان کرنے کی سکیم بنا رہا تھا
کیونکہ اسے یقین تھا کہ ایسا کرنے سے چمگادڑ دیوتا اسے لازوال
دولت سے مالا مال کر دے گا اور دوسری طرف وہ ناگ دیوتا
سے اپنے آباو اجداد یعنی اپنے باپ دادا کا بدلہ بھی لے لے گا۔
اژگر چمگادڑ کے بت کے سامنے جاکر بیٹھ گیا اور بولا:

چمگادڑ دیوتا

پھر اس یونانی نے مڑ کر اژگر کو دیکھا اور بولا۔

"تمہارا نام کیا ہے؟"

اژگر نے اسے اپنا نام بتایا۔ یونانی بوڑھا اس دوران میں اژگر سے ایک زبردست فائدہ اٹھانے کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ وہ اس آدمی یعنی اژگر کو جب وہ سانپ بن جائے تو بوتل میں بند کر کے ٹیکسلا کے راجہ کو پیش کر کے دربار میں شاہی حکیم کا عہدہ حاصل کرنا چاہتا تھا۔ مگر سوال یہ تھا کہ سانپ بن کر جب اژگر اپنا پھن پیچھے لے جائے گا تو پھر سے انسان بن کر آزاد ہو جائے گا۔ اور بوتل ٹوٹ جائے گی۔ اس کا علاج یونانی بوڑھے نے یہ سوچا کہ جونہی وہ انسان سے سانپ کا روپ اختیار کرے گا وہ اس کے اوپر ایک ایسی بوٹی کا سفوف چھڑک دے گا جس کے اثر سے وہ کچھ دیر کے لئے اپنی گردن نہیں ہلا سکے گا۔ یہ ساری سکیم دل میں سوچ کر یونانی حکیم نے اژگر سے کہا۔ "تم آج کی رات یہیں میرے پاس ٹھہرو۔ کل صبح میں جنگل میں جا کر ایک

[illegible]

[illegible] ناگ پھنی کی بوٹی کو ہی تلاش کرے اس [illegible]

سے ناگ دیوتا کے بارے میں پوچھوں گا۔ میں جڑی

بوٹیوں کی باتوں اور اشاروں کو سمجھتا ہوں۔"

[illegible] صبح [illegible]

[illegible] اسے بہت جلد [illegible]

[illegible] ہے

[illegible] غور سے

[illegible] نے ۔ ناگ پھنی ایک پودا ہوتا ہے جس کی شکل تین منہ والے

ہوئے سانپ سے بہت ملتی ہے۔ یونانی بوڑھے نے ناگ پھنی کو

ٹکٹکی باندھ کر دیکھنا شروع کر دیا تھا۔ ناگ پھنی میں حرکت پیدا

ہوئی اس نے خاص اشارے سے پوچھا کہ تم کیا چاہتے ہو؟

یونانی بوڑھے نے کہا:

"اے ناگ پھنی! کیا تم مجھے بتا سکتی ہو کہ ناگ دیوتا

اس وقت کہاں ہوگا؟"

ناگ پھنی نے اپنا چہرہ مشرق کی طرف کر لیا اور اشارے

سے بتایا [illegible] ناگ دیوتا دیناوتی شہر کی ایک سرائے

میں موجود ہے۔ یونانی بوڑھا یہ سن کر واپس مکان پر آ گیا یہاں

ایک بات ہم آپ کو بتاتے چلیں کہ اژگر جب یونانی کے پاس

تھا تو اس نے اپنی شکل تبدیل کر لی تھی۔ یعنی وہ اس کی اصلی

شکل نہیں تھی۔ اگر اس کی اصلی شکل ہوتی یعنی سیاہ فام اژگر

کی تو یونانی بوڑھا اسے ضرور پہچان لیتا۔ کیونکہ یونانی بوڑھے

نے اژگر کو کشتی میں دیکھا تھا۔ دوسری طرف اژگر نے یونانی

کو پہچان لیا تھا کہ یہ وہی یونانی بوڑھا ہے جس نے کشتی میں ان

کے ساتھ سفر کیا تھا۔ اور جس نے اس کی طرف گھور کر دیکھا

تھا۔ مکان پر اژگر نے بے تابی سے پوچھا:

"کیا ناگ پھنی نے ناگ دیوتا کا پتہ بتا دیا ہے؟"

یونانی بوڑھا خود اپنی الٹی اسکیم بنائے بیٹھا تھا۔ وہ تو خود ناگ

دیوتا کو قبضے میں کر کے اس کی آنکھیں نکال کر پیالے میں

ڈال کر پھر سے جوان ہونے کی سوچ رہا تھا۔ وہ اژگر کو کیسے

بتاتا کہ ناگ پھنی نے بتا دیا ہے کہ ناگ دیوتا کہاں ہے مگر اژگر

اس سے بار بار پوچھ رہا تھا۔ یونانی حکیم نے سوچا اگر یہ شخص

زندہ رہا تو اس کے لئے وبال جان بن جائے گا۔ اب اسے

اپنی جوانی واپس مل رہی تھی۔ اسے راجہ کے دربار میں کسی

عہدہ حاصل کرنے کی بھی خواہش نہیں رہی تھی۔

اس نے کہا:

"ہاں ناگ پھنی نے مجھے بتایا ہے کہ ناگ دیوتا آج آدھی

رات کو اسی شہر میں پہنچنے والا ہے۔ بس یہیں ہی سے

[illegible]
صورت میں [illegible] کھانا آتے ہی اس نے
[illegible] لانے کے بہانے
[illegible] جب وہ [illegible] مر چکا تھا۔ زہر نے اپنا کام
کر دیا تھا۔ [illegible] کی لاش کو ٹھکانے لگانے کے بعد یونانی حکیم نے
رتناولی شہر کی طرف جانے کی تیاری شروع کر دی۔

اس نے اپنی تمام خطرناک جڑی بوٹیوں کا جائزہ لیا۔ ان میں سے ایک بوٹی کا سفوف ایسا تھا کہ وہ اگر کسی آدمی کے جسم پر چھڑک دیا جائے تو وہ اپنی اصلی حالت میں آ جاتا ہے اور بے ہوش ہو جاتا تھا۔ یعنی اگر آدمی یا عورت کوئی بھوت یا چڑیل ہے اور اس نے عام آدمی کا روپ دھار رکھا تھا تو اس سفوف کے لگانے سے وہ اپنی اصلی حالت پر آ جائے گی اور ساتھ ہی بے ہوش بھی ہو جائے گی۔ یہ سفوف خاص طور پر یونانی حکیم نے اپنے پاس رکھ لیا۔ وہ اسی سفوف کی مدد سے ناگ دیوتا کو اپنے شکنجے میں کرنا چاہتا تھا۔ اس کے ساتھ بے ہوشی کا سفوف بھی یونانی حکیم نے رکھ لیا تھا۔ اس نے جڑی بوٹیوں کے سوداگر کا بھیس بدلا گھوڑے پر بیٹھا اور رتناولی شہر کی طرف چل پڑا۔

اس نے ناگ دیوتا کو آج تک نہیں دیکھا تھا۔ عنبر ماریا جولی سانگ اور ٹھیو سانگ کے بارے میں بھی کچھ نہیں جانتا تھا۔ تاہم یمنی نے اسے صرف اتنا بتایا تھا کہ ناگ دیوتا رتناولی کی سرائے میں ٹھہرا ہوا ہے۔ یونانی حکیم چونکہ سانپوں کا تریاق بھی تیار کرتا تھا۔ اس وجہ سے سانپوں کے بارے میں اس کا علم بڑا وسیع تھا۔ اور اس میں ایک خوبی پیدا ہو گئی تھی کہ وہ سانپ کی بو کو پا لیتا تھا۔ اگر کوئی سانپ انسان کی شکل میں ہو تو اس کے جسم سے بھی سانپ کی خاص بو نکلتی رہتی ہے۔ اور اسی بو کے ذریعے یونانی حکیم ناگ دیوتا کو پہچاننے کا ارادہ رکھتا تھا۔ سارا دن اسے سفر میں گزر گیا جب سورج غروب ہو رہا تھا تو وہ رتناولی شہر میں داخل ہو گیا۔ اس کے پاس ایک تھیلا بھی تھا جس میں مختلف جڑی بوٹیاں رکھی ہوئی تھیں۔ وہ سیدھا رتناولی کی سرائے میں آ گیا۔ یہاں ایک کوٹھڑی اس نے کرائے پر حاصل کی۔ گھوڑے کو ایک طرف باندھا اور سرائے میں چل پھر کر ناگ دیوتا کی تلاش شروع کر دی۔ موسم سرد تھا۔ کچھ مسافر الاؤ روشن کئے بیٹھے قہوہ وغیرہ پی رہے تھے۔ اکثر مسافر کوٹھڑیوں کے آگے کمبل اوڑھے برآمدوں میں بیٹھے باتیں وغیرہ کر رہے تھے۔

یونانی حکیم تیز نظروں سے ہر ایک مسافر کو تکتا جا رہا تھا۔ اس وقت عنبر ناگ ماریا جولی سانگ ٹھیو سانگ اور افراسیاب اپنی اپنی کوٹھڑیوں میں تھے۔ یونانی حکیم مسافروں کے قریب سے ہو کر گزرتا تھا شاید اسے کسی کے جسم سے سانپ کی بو آ جائے۔ کیونکہ وہ جانتا تھا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بات نے کوئی [illegible] نہ مانا۔ [illegible] کے لئے اس نے
ہاتھ پھیلا دیا۔ یونانی حکیم بڑے غور سے اس کے ہاتھ کی لکیریں
دیکھنے لگا۔ زیادہ غور سے دیکھنے کے لئے یونانی حکیم جان بوجھ کر
[illegible] کا ہاتھ اپنی آنکھوں کے قریب لے گیا۔ اس کا [illegible]
ہتھیلی کو چھونے لگا۔ اسے [illegible] ناک کی [illegible] تیز بو آئی
اس بات کی تصدیق ہو گئی کہ یہی [illegible] ہوتا ہے۔ یونانی حکیم نے
الٹ پلٹ کر کہا:

"بابا تمہاری شادی کسی شہزادی سے ہوگی اور تمہارے
ہاں سات لڑکیاں پیدا ہوں گی۔"

سب [illegible] کو مذاق کرنے لگے۔

یونانی حکیم نے [illegible] کا ہاتھ چھوڑ دیا اور بولا:

"معاف کرنا میرے بچو! مجھے ہاتھ دیکھنا زیادہ نہیں آتا۔
بس جتنا آتا تھا تمہیں بتا دیا۔ اچھا اب خدا حافظ۔ شہر جاتا ہوں
میرے [illegible] ایک [illegible] شہر میں رہتی ہے۔ کہیں میرا انتظار
وہاں نہ [illegible] کیا ہو۔"

یہ کہہ کر یونانی حکیم [illegible] کے درمیان سے اٹھ کر سرائے کے
پھاٹک کی طرف چلنے لگا۔ سرائے سے نکل کر یونانی حکیم سیدھا
شہر کے باہر ایک آبادی میں آ گیا۔ یہاں اسے بستی میں ایک
مکان دکھائی دیا جو بالکل خالی پڑا تھا۔ اس کے صحن میں جانوروں
کے لئے چارے کے ڈھیر پڑے تھے۔ ایک آدمی باہر نکلا تو یونانی
حکیم نے اس سے پوچھا۔

"بھائی! کیا یہ مکان خالی ہے؟ میں سوداگر ہوں۔ سرائے
میں جگہ نہیں ملی۔ کیا یہ مکان مجھے کرائے پر مل سکتا ہے
صرف دو دن ہی یہاں رہوں گا۔"

اور اس کے ساتھ ہی یونانی حکیم نے جیب سے چاندی کے
سکے نکال کر اس آدمی کے ہاتھ پر رکھ دیئے۔ وہ آدمی
بڑا خوش ہوا۔

کہنے لگا:

"بھائی تم بڑی خوشی سے یہاں دو تین دن رہ لو۔ میں
ہی اس مکان کا مالک ہوں۔ میں تمہیں اندر چارپائی
اور بستر لگا دیتا ہوں۔"

یونانی حکیم نے مکان کے خالی کمرے میں چارپائی پر بستر لگوا
کر کہا:

"اچھا اب میں جاتا ہوں شام کو آؤں گا۔ بازار میں
کچھ کاروبار کرنا ہے۔"

[illegible]
[illegible]
[illegible] چادر اوڑھے پڑی ہے

یونانی حکیم نے کہا:
"یہی وہ لڑکی ہے۔
لیکن مر تو نہیں گئی بے چاری!"
ناگ نے کہا
"فکر نہ کرو بابا!
سب ٹھیک ہو جائے گا"

ناگ جھک کر چادر اٹھانے ہی لگا تھا کہ یونانی حکیم نے پیچھے سے سفوف ناگ کے اوپر ڈال دیا۔ ناگ کو ایک زبردست جھٹکا لگا اور وہ اچھل کر چادر کے اوپر گر پڑا۔ اس کے بعد ناگ کو بالکل ہوش نہ رہا۔ یونانی حکیم پیچھے ہٹ گیا تھا کہ اگر سفوف نے اپنا کام نہ دکھایا تو وہ وہاں سے فرار ہو جائے گا۔ لیکن بوٹی کے سفوف نے اپنا اثر دکھا دیا تھا۔ ناگ ایک چھوٹے کالے سانپ کی شکل میں چارپائی کی چادر پر بے حس و حرکت پڑا تھا۔ یونانی حکیم فرش سے اچھل پڑا۔ اس نے فوراً ناگ کو اٹھا کر جیب میں رکھا اور مکان سے باہر نکل گیا سرائے کی طرف جانے کی بجائے وہ سیدھا شہر کی منڈی میں آ گیا۔ یہاں اس نے

ایک تیز رفتار گھوڑا خریدا۔ اور اس پر سوار ہو کر [illegible] روانہ ہو گیا۔ اگر وہ سرائے میں اپنا گھوڑا لینے جاتا تو ہو سکتا تھا کہ ناگ دیوتا کے ساتھی وہاں آ گئے ہوتے اور وہ اسے دیکھ لیتے۔

جب تھوڑی دیر بعد عنبر ماریا جولی سانگ اور تھیو ساگ واپس سرائے میں آئے تو وہاں ناگ موجود نہیں تھا۔ افراسیاب اپنی کوٹھڑی میں بیٹھا ہوا تھا۔ پہلے تو انہوں نے کوئی خیال نہ کیا۔ سوچا ناگ یہیں کہیں ہو گا۔ ابھی واپس آ جائے گا۔ لیکن جب رات ہو گئی اور ناگ واپس نہ آیا تو انہیں تشویش ہوئی۔

افراسیاب بولا:
"کہیں ناگ بھائی سرائے کا راستہ تو نہیں بھول گیا!"
ماریا نے کہا:
"وہ راستہ نہیں بھول سکتا۔"
جولی سانگ نے ہنس کر کہا۔
"ناگ کی خوشبو فضا میں نہیں ہے۔"
تھیو ساگ عنبر نے سانس کھینچ کر سونگھا۔ ناگ کی خوشبو فضا میں موجود نہیں تھی۔ عنبر سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔
"ناگ ضرور کسی مصیبت میں پھنس گیا ہے۔"

لاشش ناگ

عنبر نے کچھ سوچ کر کہا:

"اس یونانی حکیم کا گھوڑا ساتھ ہی بندھا ہے اور گھوڑے میں یہ خوبی ہوتی ہے کہ وہ واپس اپنے مالک کے گھر ہی جاتا ہے۔ کیوں نہ ہم اس گھوڑے کو چھوڑ دیں۔ مجھے یقین ہے کہ وہ یونانی حکیم کے گھر پر ہی جائے گا۔"

تھیوسانگ بولا:

"ہو سکتا ہے وہ یونانی حکیم یہاں سے سینکڑوں کوس دور کسی شہر میں رہتا ہو۔ کیا ہم گھوڑے کے ساتھ ساتھ اتنی دور تک پیدل جائیں گے؟"

افراسیاب کہنے لگا:

"ویسے بھی تو ہمیں ناگ کی تلاش میں کہیں نہ کہیں جانا ہی ہوگا۔ بہتر یہی ہے کہ ہم گھوڑے کا پیچھا کریں۔"

تھیوسانگ اور جولی سانگ نے بھی اس رائے سے اتفاق کیا۔

ماریا نے کہا:

"یہ کوئی ضروری تو نہیں کہ یونانی حکیم ناگ کو لے کر اپنے گھر ہی کی طرف گیا ہو۔"

عنبر بولا:

"ایسا کرتے ہیں کہ افراسیاب جان گھوڑے کے ساتھ چلا جائے اور ہم دوسری طرف روانہ ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ افرا بھائی سلیمانی ٹوپی پہن کر غائب بھی ہو سکتا ہے اور دوسرے منتروں سے کام بھی کر سکتا ہے۔"

جولی سانگ نے کہا:

"یہ ٹھیک رہے گا۔ کیوں افرا بھائی تمہاری کیا رائے ہے؟"

افراسیاب سر کھجانے لگا۔ بولا:

"جو تم لوگ کہو گے ویسے ہی کروں گا۔ مجھے بھی ناگ کا کچھ پتہ نہیں چلا تھا کہ ناگ کہاں گیا ہے۔"

عنبر نے کہا:

"افرا بھائی! ہم ایک مدت سے اکٹھے رہ رہے ہیں۔ ہمارے ساتھ ایسا ہی ہوتا آیا ہے۔ اب تم یہی کرو کہ گھوڑے کے ساتھ چل پڑو۔ جدھر گھوڑا جائے

قبر کی
سیڑھیاں
اے حمید
PDFBOOKSFREE.PK

عنبر ناگ ماریا اور کیپٹن خلا میں

قبر کی سیڑھیاں

اے حمید

ترتیب:

کھوپڑی کے چراغ

لاش ناگ اندھیرے میں سڑک پر کھڑا تھا
عنبر ماریا جولی سانگ کیٹی تھیوسانگ اور افراسیاب نے ناگ کو دیکھا تو خوشی سے اچھل پڑے۔ سب نے لاش ناگ سے ہاتھ ملائے اور خوشی کا اظہار کیا۔ عنبر ماریا جولی سانگ اور تھیوسانگ کی خوشی کی تو کوئی انتہا نہ تھی۔ عنبر نے پوچھا۔

"تم سرائے سے اچانک کہاں گم ہو گئے تھے؟"

لاش ناگ کو ماضی کے تمام واقعات معلوم تھے۔ کہنے لگا۔

"وہ یونانی حکیم بڑا مکار تھا۔ وہ مجھے طلسم کے ذریعے اغوا کر کے لے گیا تھا۔ بڑی مشکل سے ایک ناگن کی مدد سے آزاد ہو کر یہاں آیا ہوں۔ تم لوگوں کی خوشبو آئی تو سڑک پر رک گیا۔"

ماریا نے کہا۔ "مگر ناگ بھیا تمہاری خوشبو ہمیں بالکل نہیں آئی۔"

جولی سانگ اور کیٹی نے کہا کہ ناگ بھیا تمہاری خوشبو تو اب بھی ہمیں نہیں

آرہا ہے۔ جھبو سانگ اور عنبر نے بھی اسی پر حیرت کا اظہار کیا اور پوچھا
کہ ناگ کے جسم کی خوشبو کہاں غائب ہو گئی ہے۔ لاش ناگ جانتا تھا کہ وہ
پورے کا پورا ناگ بن سکتا ہے۔ مگر اس کے جسم سے ناگ کی خوشبو نہیں آسکتی
لاش ناگ نے مسکرا کر کہا۔

"فکر نہ کرو ابھی تک مجھ پر طلسم کا اثر ہے۔ دو ایک دن میں
طلسم ختم ہو گیا تو خوشبو پھر آنے لگے گی۔"

افراسیاب بولا۔ "خدا کا شکر ہے کہ ناگ بھیا تم واپس آگئے اب خدا
کرے کہ میں بھی اپنی دنیا میں واپس چلا جاؤں۔"

لاش ناگ نے کہا۔ "کیوں تم واپس کیوں نہیں جاتے؟

اب کیٹی بولی۔ "تمہیں تو معلوم ہی ہے ناگ بھیا کہ مجھے وہ منتر بھول
گیا ہے جس کے ذریعے افراسیاب اپنی دنیا میں واپس
جا سکتا ہے۔

لاش ناگ نے کیٹی کی طرف گھور کر دیکھا اور مسکرایا۔

"کیٹی بہن! یاد کرو۔ ابھی منتر یاد آجائے گا۔

اب جو کیٹی نے ذہن پر زور دیا تو اسے منتر یاد آگیا۔ وہ خوش ہو کر بولی
"کمال ہو گیا ناگ بھیا! مجھے منتر یاد آگیا۔"

افراسیاب نے چلا کر کہا۔

"خدا کے لئے مجھے میرے پرانے زمانے میں واپس
بھیج دو۔ کیٹی میرے بچے میری یاد میں بلک بلک کر رو رہے ہوں گے"

عنبر ماریا اور جولی سانگ نے بھی کیٹی سے کہا کہ وہ افراسیاب کو
واپس اس کے پرانے بغداد میں بھیج دے۔ جھبو سانگ کہنے لگا۔

"اب تمہیں منتر یاد آگیا ہے تو افرا کو اس کے بچوں کے پاس
بھیج دو۔"

کیٹی نے کہا۔ "ٹھیک ہے افرا بھائی واپس جانے کے لئے تیار
ہو جاؤ۔"

افراسیاب بولا۔ "میں تو کئی دنوں سے تیار ہوں

افراسیاب بالکل سیدھا ہو کر کھڑا ہو گیا۔ کیٹی نے سات بار
منتر پڑھا اور افراسیاب پر پھونک ماری۔ افراسیاب غائب
ہو چکا تھا لاش ناگ اصل میں خود بھی چاہتا تھا کہ افراسیاب واپس
چلا جائے کیونکہ اس کی زنبیل لاش ناگ کو نقصان پہنچا سکتی تھی عنبر ماریا
کیٹی جھبو سانگ اور جولی سانگ افراسیاب کے جانے سے ایکدم کے
لئے اداس ضرور ہو گئے تھے۔ لاش ناگ بولا

"ہمیں خوش ہونا چاہئے کہ افرا بھائی اپنے بیوی بچوں کے پاس
پہنچ گیا ہے۔

عنبر بولا۔

اصل میں وہ کافی دیر سے ہمارے ساتھ تھا ہمیں اس سے بھائیوں
کی طرح پیار ہو گیا تھا۔

جھبو سانگ سر کھجاتے ہوئے بولا۔

"اس میں کوئی شک نہیں کہ سردی اور بارش کا ہم پر کوئی اثر نہیں ہوتا
مگر ہمارے کپڑے تو بھیگ رہے ہیں آخر سڑک پر اندھیری رات
کی بارش میں کب تک کھڑے رہیں گے؟"

ماریا بولی۔ "ٹھیک ہے ہمیں شہر کی طرف چلنا چاہیئے۔ خدا کا شکر ہے
کہ ایک بار پھر ہم سب دوست آپس میں مل گئے ہیں۔"

عنبر نے کہا۔

"واقعی یہ بڑی مبارک بات ہے کیونکہ ہم کبھی کبھی ہی سب اکٹھے ہوتے
ہیں چلو شہر میں چل کر کسی سرائے میں قیام کرتے ہیں۔"

لاش ناگ افراسیاب کے گھوڑے پر سوار ہو گیا تھا یہ سب دوست
(جس میں لاش ناگ ان کا دوست نہیں تھا) شہر کے دروازے پر آ گئے
شہر کا دروازہ کھلا تھا اور وہاں کوئی دربان نہیں تھا۔ لاش ناگ کو معلوم
تھا کہ دربان کو تھوڑی دیر پہلے اس نے پتلا بنا کر ہلاک کر دیا ہے وہ
خاموش رہا۔ عنبر گھوڑے پر سوار آگے آگے تھا۔ کہنے لگا۔

"حیرانی کی بات ہے کہ دربان کا نیزہ یہاں فرش پر گرا ہوا ہے
مگر دربان غائب ہے۔"

ماریا بولی۔ "ہو سکتا ہے کہیں ادھر ادھر چلا گیا ہو۔"

کیٹی نے کہا۔ "ایسا پہلے کبھی کسی شہر میں نہیں ہوا رات کے وقت
تو شہر کے دروازوں پر سخت پہرہ ہوتا ہے۔"

جولی سانگ نے جھک کر فرش پر موم کا ایک پگھلا ہوا پتلا دیکھا اس نے پتلے

کو اٹھا لیا۔ یہ پتلا اس طرح پگھل گیا تھا کہ پہچانا نہیں جاتا تھا۔ جولی سانگ
نے پتلا عنبر کو دکھاتے ہوئے کہا۔

"عنبر! یہ موم کا پتلا کس نے پگھل ڈالا ہے۔"

لاش ناگ خاموش تھا۔ تھیو سانگ نے کہا۔

"جولی سانگ! اس پتلے کو وہیں پھینک دو۔ کہیں خوامخواہ کسی طلسم کا
اثر نہ ہو جائے۔ بڑی مشکل سے ہم دوبارہ اکٹھے ہوئے ہیں
ماریا نے لاش ناگ کی طرف دیکھ کر کہا۔

"ناگ بھیا! تم بڑے خاموش ہو۔ کیا بات ہے؟"

لاش ناگ چونک گیا بولا۔

"میرا خیال ہے کہ مجھ پر ابھی تک طلسم کا اثر ہے۔ بات کرتے
کرتے بھول رہا ہوں۔"

کیٹی، اور عنبر فکر مند سے ہو گئے۔ عنبر نے کہا۔

"گھبرانے کی کوئی بات نہیں ناگ بھیا! سرائے میں چل کر تم دو
تین دن آرام کرنا۔ سب ٹھیک ہو جائے گا۔"

عنبر ماریا کیٹی جولی سانگ تھیو سانگ۔ اور لاش ناگ گھوڑوں کو آگے
بڑھا کر گندھارا شہر کے سنسان اندھیرے میں ڈوبے، بارش میں بھیگتے
بازاروں سے گذرنے لگے۔ انہیں کچھ معلوم نہیں تھا کہ یہاں کی سرائے
کہاں ہے۔ لاش ناگ کو معلوم تھا۔ مگر وہ نہیں بتانا چاہتا تھا وہ
خاموشی سے کیٹی کے گھوڑے کے ساتھ اپنے گھوڑے کو لئے چل رہا تھا

مکانوں کے چراغ بجھے ہوئے تھے۔ سب مکانوں پر اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ یونہی بازاروں میں سے گذرتے گذرتے وہ ایک کھلی جگہ پر آ گئے یہاں انہیں دُور ایک جگہ پر لالٹین کی روشنی نظر آئی۔ اب لاش ناگ بولا۔

"میرا خیال ہے کہ یہ کوئی سرائے ہے۔"

ماریا بولی! میں جا کر دیکھتی ہوں۔

ماریا تیزی سے فضا میں بلند ہو کر اُڑی اور سیدھی لالٹین والی روشنی کے پاس آ گئی۔ اس نے واپس آ کر بتایا کہ یہ ایک سرائے ہے اور سرائے کا چوکیدار ڈیوڑھی میں کمبل اوڑھے سو رہا ہے۔ یہ سب لوگ سرائے کے دروازے پر جا کر رُک گئے۔ گھوڑوں سے اتر آئے عنبر نے ڈیوڑھی میں جا کر چوکیدار کو جگایا اور پوچھا

"کیوں بھائی یہاں ہمیں رہنے کی جگہ مل جائے گی؟"

چوکیدار نے کمبل سے منہ نکال کر عنبر، لاش ناگ، ماریا، جولی سانگ تھیو سانگ اور کیتھی کو دیکھا تو اٹھ کر بیٹھ گیا۔ کہنے لگا

"ایک کوٹھڑی کا کرایہ دو مہریں ہو گا۔ کتنی کوٹھڑیاں چاہییں تمہیں؟"

تھیو سانگ کہنے لگا۔

"بھائی ہمیں دو کوٹھڑیاں چاہییں۔ ہماری دو بہنیں جولی سانگ اور کیتھی ایک کوٹھڑی میں اور ہم تین بھائی ایک کوٹھڑی میں رہ لیں گے لاش ناگ نے کہا۔ "تم فکر نہ کرو۔ ہم تمہیں زیادہ کرایہ ادا کر دیں گے۔

اور لاش ناگ نے جیب سے چاندی کی مہروں سے بھری ہوئی تھیلی نکال کر چوکیدار کو دی اور کہا۔

"اس میں پچاس مہریں ہیں، تمہارے لئے"

چوکیدار بڑا خوش ہوا۔ تھوڑی دیر بعد یہ سب لوگ اپنی اپنی کوٹھڑیوں میں آرام کر رہے تھے۔ جولی سانگ اور کیتھی ایک کوٹھڑی میں تھیں۔ اور عنبر لاش ناگ اور تھیو سانگ دوسری کوٹھڑی میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے تھیو سانگ نے پوچھا۔

"ناگ بھیا! یہ مہریں تمہیں کہاں سے ملیں؟"

لاش ناگ مسکرا کر کہنے لگا۔

"ایک سانپ نے مجھے لا کر دی تھیں۔ وہ کسی زمین دوز خزانے سے لایا تھا

عنبر بولا۔

"میرا خیال ہے ناگ تم آرام کرو۔ تمہیں طلسم کا اثر ضائع کرنے کے لئے آرام کی ضرورت ہے"

لاش ناگ نے کہا۔ "شاید تم ٹھیک کہتے ہو عنبر بھائی"

اور لاش ناگ وہیں قالین پر ایک طرف پڑ گیا۔ اس نے آنکھیں بند کر لیں تھیو سانگ اور عنبر آہستہ آہستہ باتیں کرنے لگے۔ انہیں نہ تو تھکان تھی نہ نیند آ رہی تھی۔ ماریا ساتھ والی کوٹھڑی میں جولی سانگ اور کیتھی کے پاس بیٹھی باتیں کر رہی تھی۔ عنبر نے آہستہ سے کہا

"تھیو سانگ! ہم برآمدے میں چل کر باتیں کرتے ہیں ناگ کہیں ہماری باتوں

سے پریشان نہ ہو۔"

دونوں اٹھ کر باہر برآمدے میں آ گئے۔ ان کے باہر جانے کے بعد لاش ناگ نے آنکھیں کھول دیں اور ڈیلے گھما کر چاروں طرف تکنے لگا۔ اسے اصلی ناگ کا خیال آ رہا تھا۔ جو اسی شہر کے مقبرے والے قبرستان کی ایک قبر میں اس حالت میں پڑا تھا کہ اس کی کھوپڑی میں کیل ٹھکی ہوئی تھی۔ اور لاش ناگ کو خوب معلوم تھا کہ وہ اب قیامت تک اس قبر میں سے باہر نہیں نکل سکتا تھا۔ یہ لاش کون تھی؟ اس نے ناگ کی شکل کیوں اختیار کی تھی اور اس نے اصلی ناگ کے سر میں اپنے سر کی کیل ٹھونک کر اپنی قبر میں کیوں بند کر دیا تھا؟ یہ کیا راز تھا؟ یہ راز آپ کو کہانی کے ساتھ ہی ساتھ معلوم ہو جائیگا اس وقت ہم لاش ناگ کو دیکھتے ہیں کہ یہ کیا کرنا چاہتا ہے۔ وہ کوٹھڑی میں اکیلا قالین کے فرش پر لیٹا چھت کو تک رہا تھا اچانک اس نے ایک گہرا سانس بھرا اور آنکھیں بند کر لیں۔

آنکھیں بند کرتے ہی لاش ناگ اپنے جسم سے نکل گیا۔ وہ نظر نہیں آ رہا تھا۔ وہ اپنے بے جان جسم کے اوپر منڈلانے لگا۔ پھر وہ چھت میں سے اوپر کی طرف نکل کر فضا میں پرواز کرنے لگا۔ وہ تاریکی میں ڈوبے ہوئے بارش میں بھیگتے گندھارا شہر کے اوپر اڑتا ہوا مقبرے والے قبرستان میں آ گیا۔ یہاں موت ایسا سناٹا تھا۔ لاش ناگ مقبرے کی شکستہ قبر میں اتر گیا۔ یہ قبر مقبرے کے اندر ہی بنی ہوئی تھی جس کے پاس آ کر یونانی حکیم پہلی بار بیٹھا تھا اس قبر میں

اترنے کے بعد لاش ناگ پھر سے نظر آنے لگا تھا۔ قبر کے نیچے ایک غار بنا ہوا تھا جس میں جگہ جگہ انسانی کھوپڑیوں کے چراغ جل رہے تھے لاش ناگ غار سے گذر گیا۔ آگے ایک زینہ زمین کے نیچے جاتا تھا زینہ ختم ہوا تو سامنے ایک سنسان دالان آ گیا۔ یہاں دیوار کے ساتھ تابوت سیدھے کھڑے تھے۔ لاش ناگ دالان کے درمیان میں کھڑا ہو گیا اس نے حلق سے ایک عجیب سی ڈراؤنی آواز نکالی۔ آواز کے ساتھ ہی سامنے والی دیوار کے ساتھ لگے بڑے تابوت کا دروازہ کھل گیا اور اس کے اندر سے ایک گول منڈے ہوئے سر اور مردہ بے جان آنکھوں والی لاش باہر نکل آئی۔ اس لاش کی گردن میں نیلے سانپ لٹک رہے تھے۔ جو بار بار لاش کو ڈس رہے تھے۔ لاش کے ہاتھ میں بھی ایک نیلا سانپ تھا۔ جس کی زبان باہر نکلی ہوئی تھی سانپوں والی لاش دالان کے درمیان آ کر رک گئی۔ لاش ناگ نے اس کے آگے سر جھکا دیا اور کہا۔

"عظیم گنڈاپ! تمہارے حکم سے میں نے وہ کام کر دیا ہے جو تم نے میرے سپرد کیا تھا۔ میں تمہیں یہی خوش خبری سنانے آیا ہوں

گنڈاپ لاش نے اپنا سانپ والا ہاتھ اوپر اٹھایا اور اپنی گردن کے پاس لے آیا۔ نیلے سانپ نے گنڈاپ کی گردن پر ڈس دیا۔ گنڈاپ بولا۔ "تم نے اپنا کام خوش اسلوبی سے ادا کیا مجھے خوشی ہوئی ہے۔ اب جاؤ اور ہمارے منصوبے کا جو باقی

کام رہ گیا ہے اسے بھی پورا کرو۔ یاد رکھو اگر تم ناکام واپس
آئے تو میرے نیلے سانپ تمہارے جسم کا سارا گوشت کھا جائیں گے
لاش ناگ نے سر جھکا کر کہا۔
"عظیم گنڈاپ! میں کامیاب واپس آؤں گا۔ تم بے فکر رہو۔"
نیلے سانپوں والے گنڈاپ نے بازو بلند کیا اور بولا۔
"اب تم جا سکتے ہو۔ میں تمہاری کامیابی کا انتظار کروں گا"
لاش ناگ نے سر جھکایا اور واپس چلنے کے لئے مڑا۔ گنڈاپ لاش اُلٹے
قدم چلتی اپنے بڑے تابوت میں چلی گئی۔ اور تابوت کا دروازہ اپنے آپ بند ہو
گیا۔ دوسری طرف عنبر اور تھیوسانگ کوٹھڑی کے برآمدے میں بیٹھے باتیں کر
رہے تھے کہ عنبر نے کہا۔
"اندر چل کر ناگ کی خبر لیتے ہیں کہ اس کا کیا حال ہے؟"
عنبر اور تھیوسانگ کوٹھڑی میں آ گئے۔ انہوں نے دیکھا کہ لاش ناگ
بے حس و حرکت پڑا تھا۔ عنبر نے حیرت سے کہا۔
"عجیب بات ہے۔ ناگ کو تو نیند آ گئی ہے۔ پہلے اسے کبھی نیند
نہیں آئی تھی۔ اس طرح"
تھیوسانگ نے کہا۔
"یہ جادو کا اثر ہے۔ جو ابھی تھوڑا ابثت باقی ہے میرا خیال
ہے نیند کرنے سے ناگ بالکل ٹھیک ہو جائے گا۔ اور پھر
اس کے جسم سے خوشبو آنا بھی شروع ہو جائے گی۔

عنبر نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔
"خدا جانے یہ طلسم کا اثر ہے کہ کیا بات ہے کہ ناگ کی آنکھوں
میں سے مجھے ایک عجیب مردنی سی نظر آتی ہے۔ ایسا لگتا ہے جیسے
یہ کسی مردے کی آنکھیں ہوں۔ تم نے یہ بات محسوس کی ہے تھیوسانگ؟
تھیوسانگ بولا۔ "ہو سکتا ہے تمہارا خیال درست ہو۔ لیکن میں یہی سمجھتا ہوں
کہ یہ بھی طلسم ہی کا اثر ہو گا"
"ہو سکتا ہے ایسا ہی ہو" عنبر نے آہستہ سے کہا۔
تھیوسانگ نے لاش ناگ کے سینے پر کان لگا دیا اور گھبرا کر بولا
"عنبر بھائی۔ ناگ کا دل نہیں دھڑک رہا"
عنبر نے گھبرا کر لاش ناگ کے سینے پر ہاتھ رکھ دیا۔ واقعی ناگ
کا دل بند ہو گیا تھا۔ وہ تھیوسانگ کا منہ تکنے لگا۔
"یہ .... یہ کیسے ہو گیا؟ پہلے تو ایسا کبھی نہیں ہوا"
اتنی دیر میں چھت میں سے لاش ناگ کی روح نیچے اتر آئی۔ لاش ناگ
نے عنبر اور تھیوسانگ کو اپنی لاش کے پاس بیٹھے دیکھا۔ تو سمجھ گیا کہ وہ
کیوں پریشان ہیں۔ لاش ناگ کی روح نیچے آ کر اپنے جسم میں داخل ہو گئی
اور اس نے ایک گہرا سانس لیا۔ مگر آنکھیں نہ کھولیں۔ اور یہ ظاہر کیا کہ وہ
سو رہا ہے۔ عنبر نے جلدی سے لاش ناگ کے سینے پر ہاتھ رکھ کر دیکھا
اور خوش ہو کر آہستہ سے بولا۔
"ناگ زندہ سلامت ہے۔ خدا کا شکر ہے۔ چلو باہر چلتے ہیں۔

ناگ کو آرام کی ضرورت ہے۔"

اور وہ دونوں اٹھ کر ایک بار پھر باہر چلے گئے۔ لاش ناگ خاموشی سے فرش پہ بالکل سیدھا لیٹا اپنے خطرناک منصوبے کے بارے میں سوچتا رہا باہر بارش رک گئی تھی۔ رات آہستہ آہستہ گزرتی جا رہی تھی ساتھ والی کوٹھڑی میں جولی سانگ کیٹی اور ماریا بھی آپس میں باتیں کر رہی تھیں۔ ماریا کچھ دیر کے لئے باہر نکلی۔ تو دیکھا کہ عنبر اور تھیو سانگ برآمدے میں بیٹھے ہوئے ہیں ماریا نے قریب آ کر پوچھا۔

" ناگ بھیا کہاں ہے۔

عنبر نے کہا۔ " وہ کوٹھڑی میں سو رہا ہے۔ مگر گھبرانے کی ضرورت نہیں یہ طلسم کا اثر ہے کل تک ختم ہو جائے گا۔

ماریا کہنے لگی۔

" ناگ پر لگتا ہے اس بار بہت خطرناک طلسم ہوا تھا۔ عنبر بھیا تم نے محسوس کیا کہ ناگ بھیا کی آنکھوں میں وہ چمک نہیں ہے طلسم کا اثر اترتے ہی ناگ کی آنکھوں میں پہلے والی چمک واپس آ جائے گی۔"

ماریا واپس کیٹی اور جولی سانگ کے پاس کوٹھڑی میں آ گئی۔ دوسری طرف لاش ناگ جاگ رہا تھا۔ وہ اپنے منصوبے پر غور کر رہا تھا۔ اس کا منصوبہ کیا تھا؟ یہ آپ کو اس وقت ہی معلوم ہو سکے گا۔ جب لاش ناگ اس پر عمل شروع کرے گا۔ رات گزر گئی دوسرے روز بھی آسمان پر بادل چھائے ہوئے تھے۔ بارش رات کے پچھلے پہر رک گئی تھی۔ سرد ہوا چل رہی تھی

عنبر اور تھیو سانگ نے گندھارا شہر کی پرانی عمارتوں کی سیر کا پروگرام پیش کر دیا سب تیار ہو گئے۔ لاش ناگ نے کہا۔

" بھئی میری طبیعت ابھی پوری طرح ٹھیک نہیں ہوئی۔ میں یہاں آرام کروں گا تم لوگ سیر کر آؤ۔"

چنانچہ لاش ناگ کو سرائے میں چھوڑ کر عنبر ماریا کیٹی، جولی سانگ اور تھیو سانگ شہر کی طرف چل دیئے۔ سردی زیادہ ہونے اور ٹھنڈی ہوا چلنے کی وجہ سے بازاروں میں لوگ زیادہ نہیں تھے۔ رات کی بارش کی وجہ سے سڑکیں گیلی تھیں۔ یہ سارے دوست شہر کے ایک پرانے باغ میں آ گئے جہاں ایک قدیم عمارت کھڑی تھی جس کے محراب دار دروازے بڑے چھوٹے چھوٹے تھے عنبر نے عمارت پر ایک نگاہ ڈالی اور بولا

" یہ عمارت مجھے کسی بادشاہ یا ملکہ یا اس کے وزیر یا کسی شہزادی کا مقبرہ لگتا ہے۔

ماریا کہنے لگی۔ " اس مقبرے کا انداز بابل کی تہذیب سے تعلق رکھتا ہے

کیٹی نے کہا۔ چلو اس عمارت کے اندر چلتے ہیں

جولی سانگ کہنے لگی " وہ دیکھو عمارت کی سیڑھیوں میں ایک بوڑھا کمبل اوڑھے بیٹھا ہے۔ اس سے پوچھتے ہیں کہ یہ کون سی عمارت ہے۔

عنبر کیٹی جولی سانگ ماریا اور تھیو سانگ عمارت کی سیڑھیوں کے پاس آ کر رک گئے۔ عنبر نے بوڑھے سے پوچھا۔

" بابا! یہ کس کی عمارت ہے؟

بڈھے نے منہ پر سے کمبل ہٹاتے ہوئے جواب دیا۔

"بیٹیا! یہاں کسی کو معلوم نہیں کہ یہ عمارت کس کی ہے۔ مدتوں سے یہ اسی طرح پڑی ہے۔ یہاں کبھی کبھی لوگ سیر کرنے آجاتے ہیں اور اس کے اندر گھوم پھر کر چلے جاتے ہیں

کیٹی نے پوچھا! کیا اس کے اندر کسی کا مزار ہے۔؟

بڈھے نے کہا! "نہیں بیٹی۔ کوئی مزار نہیں کوئی قبر نہیں اندر جا کر دیکھ لو۔ بس ایک چھوٹا سا مینار بنا ہوا ہے۔ کسی کی آج تک سمجھ میں نہیں آیا کہ یہ مینار کیا ہے۔ اور کیوں بنایا گیا تھا۔؟"

عنبر جولی سانگ ماریا کیٹی اور تھیو سانگ عمارت کے اندر آگئے اندر ہلکا ہلکا اندھیرا تھا۔ مگر یہ سب اس اندھیرے میں اچھی طرح دیکھ سکتے تھے عمارت کا فرش چوکور تھا مگر اوپر چھت گنبد کی شکل میں تھا جس کے درمیان میں گول سوراخ بنا ہوا تھا۔ فرش کے درمیان میں ایک چار پانچ فٹ اونچا مینار سا تھا۔ تھیو سانگ نے قریب ہو کر اسے دیکھا پھر عنبر کی طرف دیکھ کر کہنے لگا۔

"ایسے مینار بابل کے لوگ ان شہزادیوں کی قبروں پر بنایا کرتے تھے جن کو بادشاہ کے حکم سے زندہ جلا دیا گیا ہو۔ کیا خیال ہے تمہارا؟"

عنبر کیٹی ماریا تاریخ سے واقف تھے۔ عنبر نے کہا۔

"تم ٹھیک کہتے ہو تھیو سانگ"

ماریا اور کیٹی نے بھی تھیو سانگ کے خیال کی تائید کی۔ جولی سانگ کہنے لگی۔

"تو کیا ایسی جگہ جلنے والی شہزادی کی ہڈیاں دفن کی جاتی تھیں؟"

"ہاں" عنبر بولا۔ "اس قسم کے میناروں والے مقبرے میں نے پہلی بار بابل ہی کے کھنڈروں میں دیکھے تھے۔ بابل والوں کا خیال تھا کہ جس عورت یا مرد کو بادشاہ کے حکم سے زندہ جلا دیا جاتا ہے اس کی روح بھٹکتی رہتی ہے جب اس کی ہڈیوں کو کسی جگہ دفن کر کے اوپر مینار بنا دیا جائے تو پھر جلنے والی شہزادی کی روح مینار میں سے گذر کر اوپر آسمانوں میں چلی جاتی ہے۔ یہ ان کا خیال تھا۔

کچھ دیر یہ دوست وہاں کھڑے مینارے والی قبر کو دیکھتے اور آپس میں باتیں کرتے رہے۔ پھر عمارت سے باہر نکل کر باغ کی سیر کرنے لگے اچانک سیر کرتے کرتے جولی سانگ کی پرانی عمارت کے تنگ محرابی دروازے پر نظر پڑی تو اس نے دیکھا کہ دروازے میں سے ایک سیاہ چمگادڑ نکل کر فضا میں بلند ہوئی اور پھر غائب ہو گئی۔

جولی سانگ نے جب عنبر ماریا کیٹی اور تھیو سانگ کو بتایا کہ اس نے ابھی ابھی اندھیری عمارت میں سے ایک چمگادڑ کو باہر نکل کر غائب ہوتے دیکھا ہے تو کسی نے اس کی بات پر یقین نہ کیا۔

تھیو سانگ کہنے لگا۔

"تمہارا وہم ہے جولی سانگ بہن! کیونکہ چمگادڑ دن کے وقت نہیں اڑا کرتے۔"

عنبر نے بھی کہا۔

"ہاں ہاں چمگادڑ دن کے وقت اندھیرے کونوں، اندھیرے غاروں اور گھنے درختوں پر الٹے لٹکتے رہتے ہیں۔ وہ رات کے وقت اڑتے ہیں"

جولی سانگ نے اپنی آنکھوں سے صاف ایک سیاہ چمگادڑ کو پرانی عمارت کے کھنڈر سے نکلتے دیکھا تھا۔ کہنے لگی۔

"تم لوگ اعتبار کیوں نہیں کرتے۔ کیا میں نے پہلے کبھی ایسا وہم کیا ہے؟ میں نے اپنی آنکھوں سے چمگادڑ کو دیکھا ہے۔

تھیو سانگ نے ہنس کر کہا۔

"اچھا بھئی دیکھا ہوگا۔ چلو مان لیتے ہیں۔ اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔

جولی سانگ چپ ہو گئی۔ ماریا نے کہا۔

"میرا خیال ہے اب ہمیں کسی دوسری طرف سیر کے لئے چلنا چاہئے۔"

یہ لوگ باغ سے نکل رہے تھے کہ وہی سیاہ چمگادڑ فضا میں غوطہ لگا کر تیز سیٹی کی آواز نکالتی جولی سانگ کی طرف لپکی۔ جولی سانگ جلدی سے نیچے ہو کر بیٹھ گئی۔ سب حیران ہو کر اس کی طرف تکنے لگے کہ اسے کیا ہو گیا ہے۔ تھیو سانگ نے کچھ پریشان ہو کر پوچھا۔

"کیا ہوا جولی سانگ؟"

جولی سانگ کھڑی ہو گئی اس کی آنکھیں ابھی تک فضا میں ٹکٹکی باندھے تک رہی تھیں جہاں اسے سیاہ چمگادڑ چکر لگاتی صاف نظر آ رہی تھی۔ اس نے بے اختیار چمگادڑ کی طرف ہاتھ کا اشارہ کر کے کہا۔

"وہ ۔۔۔ وہ دیکھو۔ وہی سیاہ چمگادڑ ہے۔ جو مجھ پر غوطہ لگا کر حملہ کرنے آئی تھی۔

عنبر ماریا تھیو سانگ اور کیٹی نے فضاؤں میں غور سے دیکھا انہیں وہاں کوئی چمگادڑ دکھائی نہ دی۔ عنبر نے کہا۔

"جولی سانگ! کیا بات ہے۔ تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے نا؟"

جولی سانگ ابھی تک آسمان پر چھائے ہوئے بادلوں کو تک رہی تھی جہاں وہ کالی چمگادڑ اب گم ہو چکی تھی۔ اس نے گہرا سانس بھرا اور بولی۔

"میں سچ کہتی ہوں۔ وہی کالی چمگادڑ ایک بار پھر مجھ پر حملہ کرنے آئی تھی۔ اب ..... اب وہ غائب ہو گئی ہے۔"

عنبر نے تھیو سانگ کی طرف دیکھا۔ کیٹی بھی کچھ فکر مند ہو گئی کہ جولی سانگ اچانک اس قسم کی باتیں کیوں کرنے لگی ہے۔ ماریا نے کہا۔

"تم یہیں ٹھہرو! میں اوپر جا کر بادلوں میں دیکھتی ہوں کہ کالی چمگادڑ کہاں گئی ہے۔

یہ کہہ کر ماریا فضا میں اچھل کر اوپر ہی اوپر پرواز کرنے لگی۔ وہ بادلوں

میں آگئی اس نے بادلوں میں اِدھر اُدھر کئی غوطے لگا کر دیکھا مگر اُسے کوئی کالی چمگادڑ نظر نہ آئی۔ ماریا نیچے آگئی۔ اس نے آتے ہی کہا۔

" جولی سانگ تمہیں وہم ہوا ہے۔ میں اُوپر سارے بادلوں میں دیکھ آئی ہوں۔ وہاں تو کچھ بھی نہیں ہے۔ کوئی چڑیا تک نہیں ہے۔

عنبر تھیو سانگ اور کیٹی نے بھی جولی سانگ کو سمجھایا کہ کبھی ایسا ہو جاتا ہے کہ انسان دھوکہ کھا جاتا ہے۔ مگر جولی سانگ اسے ماننے کو تیار نہ تھی۔ وہ اب بھی کہہ رہی تھی۔ کہ اس نے ایک کالی چمگادڑ کو دیکھا ہے۔ اور اس چمگادڑ نے اس پر حملہ بھی کیا تھا۔ عنبر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" چلو اگر ایسا ہے بھی تو تم فکر نہ کرو۔ ہمارے ہوتے ہوئے تمہیں کوئی کچھ نہیں کہہ سکتا۔

تھیو سانگ کہنے لگا۔

" اگر چمگادڑ نے تم پر حملہ کیا تھا تو تمہارے پاس خود بڑی طاقت ہے۔ تم نے اپنی آنکھ کی سفید روشنی سے چمگادڑ کو تباہ کیوں نہ کیا۔؟

جولی سانگ بولی۔ " اس وجہ سے تو میں پریشان ہوئی ہوں۔ کہ اس وقت مجھے یہ ہوش نہیں رہا تھا۔ کہ میرے اندر کوئی طاقت بھی ہے۔

اَب عنبر تھیو سانگ کیٹی اور ماریا کو بھی تشویش ہوئی کیونکہ ایسا نہیں

ہونا چاہئیے تھا عنبر سوچ رہا تھا کہ ممکن ہے کہ اس عمارت میں کوئی طلسم ہو۔ لیکن سوال یہ تھا کہ اس طلسم کی توجہ صرف جولی سانگ کی طرف ہی کیوں تھی؟ دوسروں پر اس کا اثر کیوں نہیں ہوا۔؟ دوسروں کو وہ طلسمی کالی چمگادڑ دکھائی کیوں نہیں دی۔ عنبر نے جولی سانگ سے اس موضوع پر زیادہ بات کرنی مناسب نہ سمجھی اور بات کو بدلتے ہوئے کہنے لگا۔

" میرا خیال ہے ہمیں چل کر ناگ سے مشورہ کرنا چاہیئے۔ اَب واپس چلتے ہیں۔ ناگ ہمارا انتظار کر رہا ہوگا ویسے بھی اس کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔

کیٹی نے کہا۔

" ایک بات میری سمجھ میں نہیں آ رہی کہ آج تک ناگ پر اتنے طلسم ہوئے۔ اتنے جادو کیئے گئے۔ یہاں تک ایک دو بار وہ مر بھی گیا۔ اس کا جسم بھی ٹکڑوں میں تقسیم ہو گیا مگر وہ ٹھیک ہو گیا اور ایسا کبھی نہیں ہوا کہ ناگ کے جسم سے اس کی خوشبو آنی بند ہو گئی ہو۔ اس بار ایسا کیوں ہو رہا ہے کہ اس کی خوشبو بھی ختم ہو گئی ہے اور آنکھوں میں زندگی کی چمک بھی غائب ہو گئی ہے "

عنبر پہلے ہی ایسا سوچ رہا تھا۔ اس کا ذکر اس نے تھیو سانگ سے بھی کیا تھا مگر اسے یقین تھا کہ اس بار ناگ پر کوئی بہت ہی زبردست اور خطرناک طلسم کیا گیا تھا۔ جس کا اثر ابھی تک اس کے جسم پر چھایا ہوا تھا۔

اس نے کہا: "اس بار کوئی بھیانک طلسم ہوا ہے اُس پر۔"

ماریا نے کہا "ہو سکتا ہے ایسا ہی ہو۔"

تھیو سانگ کہنے لگا: "اس کے علاوہ اور کیا ہو سکتا ہے۔ ظاہر ہے
"ناگ ہمارا بھائی ہے۔ وہ ناگ ہی ہے اور اگر جادو کی وجہ سے اس
کے جسم کی خوشبو اس کا ساتھ چھوڑ گئی ہے تو کچھ دنوں بعد اپنے آپ
واپس آ جائے گی۔"

عنبر نے تھیو سانگ کے خیال کی حمایت کرتے ہوئے کہا۔

"ضرور واپس آ جائے گی۔ اس میں پریشان ہونے کی ایسی کوئی بات نہیں ہے"
کیٹی نے کوئی جواب نہ دیا وہ شہر گندھارا کے بازاروں میں ہوتے ہوئے واپس
سرائے میں آ گئے۔ لاش ناگ برآمدے میں ٹہل رہا تھا۔ اُسے ٹھیک حالت میں
دیکھ کر سب کو بڑی خوشی ہوئی۔ لاش ناگ نے بھی ان کی طرف مسکرا کر دیکھا
اور کہا۔

"اب میں اپنے آپ کو بہتر محسوس کر رہا ہوں۔"

سب نے لاش ناگ کو مبارک باد دی۔ اس کے بعد وہ کوٹھڑیوں میں چلے
گئے۔ عنبر نے ناگ کو اس کالی چمگادڑ کے بارے میں بتایا جو جولی سانگ کو نظر
آئی تھی۔ لاش ناگ اس کا منہ تکنے لگا۔

○

زہریلی دُھند

"کام شروع ہو گیا ہے" لاش ناگ نے اپنے دل میں سوچا
وہ بہت خوش ہوا۔ پرانے کھنڈر کی طرف سے پہلا حملہ جولی سانگ
پر ہوا تھا۔ اصل میں یہ حملہ نہیں تھا۔ جولی سانگ کی شناخت
کی گئی تھی۔ کیونکہ لاش ناگ کو جولی سانگ کی زبردست طاقت سے
بہت خطرہ تھا۔ مگر اس نے عنبر کی طرف حیرانی سے دیکھا اور پوچھا۔

"کیا واقعہ ہی وہ کوئی چمگادڑ تھی عنبر بھائی!

عنبر کہنے لگا۔

"جولی سانگ تو یہی کہہ رہی تھی اور اس نے کبھی پہلے جھوٹ
نہیں بولا۔ وہ خلائی مخلوق ہے اور ان کی نظر بھی ہم سے زیادہ تیز
ہوتی ہیں۔" تمہارا کیا خیال ہے۔

لاش ناگ بولا۔

"کیا کہا جا سکتا ہے عنبر بھائی۔ ہو سکتا ہے چمگادڑ اس کے
اوپر سے گزر گئی ہو۔ کیونکہ چمگادڑ جب انسان کے قریب آتی ہے تو ایسے

ہی لگتا ہے جیسے وہ حملہ کرنے کے لئے آ رہی ہے مگر وہ بڑی تیزی سے قریب آ کر دوسری طرف مڑ جاتی ہے۔"

عنبر نے کہا۔ "میرا بھی یہی خیال ہے۔ خیر تم جولی سانگ سے کوئی بات نہ کرنا۔ ہم چاہتے ہیں کہ وہ اس چمگادڑ کو بھول جائے۔"

لاش ناگ نے دل میں کہا احمق عنبر! اب تم لوگ میری گرفت سے نہیں بچ سکتے۔ میرے ساتھیوں نے حملہ شروع کر دیا ہے۔ اوپر سے کہنے لگا "مجھے کیا ضرورت ہے جولی سانگ سے بات کرنے کی۔ میں تو خود چاہتا ہوں کہ وہ اس قسم کی باتوں کو بھلا دے۔"

عنبر بولا "اچھا تم اب آرام کرو۔ میں تھیو سانگ کی کوٹھڑی میں جاتا ہوں۔"

لاش ناگ چارپائی پر لیٹ گیا۔ عنبر چلا گیا تو لاش ناگ کے چہرے پر بڑی خطرناک مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ اس نے اٹھ کر کوٹھڑی کا دروازہ بند کر لیا۔ طاق میں چراغ جل رہا تھا۔ لاش ناگ نے چراغ کو پھونک مار کر بجھا دیا۔ اس زمانے کی سراؤں کی کوٹھڑیاں اندھیری ہوا کرتی تھیں اور ان میں دن کے وقت بھی چراغ جلا دیئے جاتے تھے ہرش ناگ نے اپنے منصوبے پر غور شروع کر دیا۔

دوسری کوٹھڑی میں عنبر اور تھیو سانگ باتیں کر رہے تھے کہ وہاں ماریا اور کیٹی بھی آ گئیں۔ کیٹی نے بتایا کہ جولی سانگ کی بھی طبیعت چمگادڑ دیکھنے کے بعد کچھ ٹھیک نہیں رہی اور اسے بھی نیند آ گئی ہے جو پہلے کبھی نہیں آیا کرتی تھی۔ تھیو سانگ بولا۔

"فکر کی کوئی بات نہیں۔ یہ محض وہم کی وجہ سے ایسا ہوا ہے کوئی طلسم وغیرہ نہیں ہے۔ شام تک آرام کرنے سے جولی سانگ بالکل ٹھیک ہو جائے گی۔"

اور ایسا ہی ہوا۔ شام کے وقت جولی سانگ سو کر اٹھی تو بالکل ہشاش بشاش تھی۔ سب کو خوشی ہوئی۔ لاش ناگ بھی ان کے ساتھ ہی دیر تک سرائے کے برآمدے میں بیٹھا باتیں کرتا رہا۔

کیٹی کہنے لگی۔

"میرا خیال ہے ہم نے اس شہر کی کافی سیر کر لی ہے اب ہمیں ملک ایران کی طرف کوچ کر دینا چاہئے ایران میں اس وقت ایک یونانی بادشاہ کی حکومت ہے۔ جو سکندرِ اعظم کا وزیر تھا۔ چل کر دیکھتے ہیں ایران میں یونانی بادشاہ کس طرح حکومت کرتا ہے۔"

عنبر نے مسکرا کر کہا۔

"وہ بھی اسکندر اعظم کی طرح حکومت کر رہا ہو گا۔ یعنی اپنے آپ کو دیوتا کہتا ہو گا اور لوگوں سے سجدے کرواتا ہو گا جو بالکل ناپاک بات ہے۔"

ماریا بولی۔

"لیکن چل کر دیکھنا چاہئے کہ وہ آخر ایسا کیوں کرتا ہے کیوں نہ اسے سمجھائیں کہ سجدہ صرف خدا کے آگے کیا جاتا ہے کوئی انسان

برداشت نہیں کر سکتا۔"

تھیو سانگ نے کہا۔

"تو ٹھیک ہے۔ کل صبح یہاں سے کوچ کر جاتے ہیں جولی سانگ تمہارا کیا خیال ہے؟"

جولی سانگ پوری طرح صحت مند تھی کہنے لگی۔

"میں تو کل کی جگہ آج رات ہی یہاں سے کوچ کرنے کو تیار ہوں۔"

عنبر نے لاش ناگ کی طرف دیکھ کر پوچھا۔

"تمہارا کیا خیال ہے بھیا؟"

ان لوگوں کا وہاں سے چل دینے کا سن کر لاش ناگ اندر سے گھبرا گیا تھا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ کسی قیمت پر بھی یہ لوگ گندھارا شہر سے چل دیں اس جگہ تو اس نے ان لوگوں کے لئے ایک خوفناک جال بچھا رکھا تھا۔ اور ان کے جال میں پھنسنے کا وقت آگیا تھا کہنے لگا

"مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ لیکن بات یہ ہے۔ کہ میری طبیعت ابھی پوری طرح سے ٹھیک نہیں ہوئی۔ اگر آپ لوگ مان جائیں تو میں یہاں دو ایک روز کے لئے رک جانا چاہتا ہوں۔ تاکہ میری طبیعت پوری طرح سے درست ہو جائے۔"

ماریا بولی۔

"ہم کیوں نہیں مانیں گے بھلا۔ کیا ہمیں اپنے ناگ بھیا کی صحت کا خیال نہیں ہے۔"

تھیو سانگ کہنے لگا۔

"بالکل بالکل۔ ہم دو دن چھوڑ ایک ہفتہ تمہاری خاطر یہاں رہنے کو تیار ہیں۔"

جولی سانگ پر ابھی تک کالی چمگادڑ کا کچھ کچھ خوف سوار تھا وہ اس منحوس شہر سے جتنی جلدی ہو سکے نکل جانا چاہتی تھی اس کی چھٹی حس اسے اندر سے خبردار کر رہی تھی کہ یہاں رہنا ٹھیک نہیں یہاں سے چلی جاؤ۔ مگر اپنے باقی ساتھیوں کے آگے وہ بھی مجبور ہو گئی اور لاش ناگ نے انہیں مزید تین دن اس سرائے میں ٹھہرنے پر راضی کر لیا۔ جولی سانگ چپ ہو گئی۔

اس رات لاش ناگ نے عنبر سے کہا۔

"عنبر بھائی اگر تم برا نہ مانو تو آج کی رات بھی تھیو سانگ والی کوٹھڑی میں آرام کرو۔ میں اکیلا سونا چاہتا ہوں کیونکہ اگر میرے پاس کوئی ہو گا۔ تو میری آنکھ کھل جائے گی۔"

عنبر نے ناگ کے کاندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

"کوئی بات نہیں ناگ بھیا! تم اکیلے آرام کرو میں تھیو سانگ کے پاس چلا جاتا ہوں۔"

عنبر تھیو سانگ کی کوٹھڑی میں چلا گیا۔ ماریا کیٹی اور جولی سانگ نے عنبر نے سرائے میں ساتھ ہی ایک اور خالی کوٹھڑی لے لی تھی اس کوٹھڑی میں بیٹھی باتیں کر رہی تھیں۔ رات گزرنی چلی گئی۔

جب آدھی رات ہوئی تو لاش ناگ نے طاق میں جلتے چراغ کو پھونک
مار کر بجھا دیا۔ اور چارپائی پر بالکل سیدھا لیٹ گیا۔ کوٹھڑی میں
گھُپ اندھیرا چھا چکا تھا۔ اس اندھیرے میں لاش ناگ کی پتھرائی
ہوئی مُردہ آنکھیں چھت پر لگی تھیں۔ کچھ دیر وُہ ٹکٹکی باندھے چھت
کو تکتا رہا۔ پھر اس نے گہرا سانس بھرا اور آنکھیں بند کر لیں آنکھیں
بند کرتے ہی اس کا جسم بالکل مُردہ ہو گیا۔ دل نے دھڑکنا بند کر دیا
اور اس کے مُردہ جسم میں سے اس کی روح کا ہیولا آہستہ آہستہ جسم
سے الگ ہو کر چھت کی طرف اٹھا اور پھر چھت سے نکل گیا۔

لاش ناگ کی روح کا ہیولا دکھائی نہیں دے رہا تھا یہ روح
تاریک رات کی اندھیری فضاؤں میں اُڑتی ہوئی شہر کے خاموش مکانوں
کے اُوپر سے ہوتی سیدھی شہر کے پرانے باغ والی قدیم عمارت میں پہنچ
گئی یہ وہی عمارت تھی جس کے تنگ محرابی دروازے میں سے جولی
سانگ نے چمگادڑ کو نکل کر اپنے اوپر حملہ کرتے دیکھا تھا لاش ناگ
کی روح عمارت کے کھنڈر میں چلی آئی۔ اس نے درمیان میں جو چھوٹا
سا مینار بنا ہوا تھا اس کے گرد سات چکر لگائے اور پھر مینار کو ہاتھ
سے چھوا۔ مینار اپنی جگہ سے اوپر اٹھ گیا۔ اس کے نیچے ایک گہرا تاریک
گڑھا نمودار ہو گیا پھر اس گڑھے میں سے پانچ کالی سیاہ بڑی بڑی
چمگادڑیں پھڑپھڑاتی ہوئی باہر نکلیں اور ایک چکر لگا کر لاش ناگ کی روح

کے سامنے دیوار کے پاس زمین سے چمٹ کر بیٹھ گئیں۔
پانچ سیاہ کالی منحوس چمگادڑوں کے جسم بڑی طرح ہانپ رہے
تھے لاش ناگ نے چمگادڑوں کی زبان میں کہا۔
" وقت آ گیا ہے کہ عظیم گنڈاپ کی خواہش پوری ہو اور اس
کی سلطنت ساری زمین اور سمندروں اور سمندروں کے
اندر تک پھیل جائے۔ کیا تم تیار ہو؟"
پانچوں چمگادڑوں نے اپنے حلق سے باریک اور تیز سیٹی جیسی
آواز نکال کر کہا۔
" ہم تیار ہیں "
لاش ناگ نے ایک چمگادڑ کی طرف اپنی انگلی کا اشارہ کیا اور بولا
"اندلیکا چمگادڑ! ملیکا چمگادڑ! تم میری بات غور سے سنو۔
جولی سانگ، کیٹی اور تھیو سانگ تینوں خلائی مخلوق ہیں۔ ان میں سے
جولی سانگ کے پاس بڑی زبردست طاقت ہے۔ اگر جولی سانگ کا وار
چل گیا تو تم میں سے کوئی زندہ نہیں بچے گی۔ اندلیکا! تم سب سے تجربہ کار
اور خونخوار چمگادڑ ہو۔ تمہارے پاس کالا طلسم بھی ہے۔ تم جولی سانگ
کو اپنے قبضہ میں کر لو گی"
پھر لاش ناگ نے ملیکا چمگادڑ کی طرف مخاطب ہو کر کہا۔
" ملیکا چمگادڑ! تم کیٹی اور تھیو سانگ کو اپنے قابو میں کر لو گی
ماریا کسی کو دکھائی نہیں دیتی۔ اس کو اور عنبر کو اپنے جال میں پھنسانے

کی ذمے داری میں لیتا ہوں۔ ماریا نظر نہیں آتی لیکن
جب میں کسی ایک چمگادڑ کا خون پی لوں گا تو پھر ماریا
کو غیبی حالت میں بھی دیکھ سکوں گا۔ تب میں آسانی
سے اسے قابو میں کر لوں گا۔"

اس کے بعد لاش ناگ نے ایک تیسری چمگادڑ کی طرف اشارہ
کیا اور بولا۔

"مجھے تمہارا خون پینا ہوگا۔ تم میرے قریب آ جاؤ۔"

"وہ چمگادڑ فوراً لاش ناگ کی روح کے قریب آ گئی۔ یہ ساری
چمگادڑیں لاش ناگ کی روح کو برابر دیکھ رہی تھیں۔ جونہی
چمگادڑ لاش ناگ کے قریب آئی۔ لاش ناگ نے اسے اٹھ کر دو
ٹکڑے کر دیا اور اس کا سارا خون پی گیا۔ پھر اس نے چاروں
چمگادڑوں کی طرف دیکھا اور بولا۔

"اندلیکا اور ماریکا! تم دونوں اپنی خونی مہم پر نکل چلو
تم خوب جانتی ہو کہ جولی سانگ تھیو سانگ اور کیٹی
کہاں ہیں۔ ماریا اور عنبر کو میں خود سنبھال لوں گا۔ رات
تاریک ہے۔ یخ بستہ ہوائیں چل رہی ہیں۔ شہر سو رہا ہے
قبریں خاموش ہیں۔ ہر طرف موت کا سناٹا طاری ہے جاؤ
اس کھنڈر سے نکل کر اپنا کام شروع کر دو"

اندلیکا اور ماریکا چمگادڑوں نے اپنے اپنے حلق سے تیز سیٹیوں کی

آوازیں نکالیں اور پھڑ پھڑاتی ہوئی پرانی عمارت سے باہر
رات کے اندھیرے میں اڑ گئیں۔ لاش ناگ نے آخری چمگادڑ
کی طرف دیکھ کر کہا۔

"تم واپس چلی جاؤ۔ اس گڑھے کی تاریکی میں اتر جاؤ۔"

چمگادڑ فوراً گڑھے کے اندھیرے میں چلی گئی۔ لاش ناگ
نے مینار کے گرد سات چکر لگائے۔ مینار واپس اپنی جگہ پر
آ گیا۔ اس کے بعد لاش ناگ کی روح بھی فضا میں اڑتی ہوئی واپس سرائے
کی طرف روانہ ہو گئی۔ اس وقت جولی سانگ، کیٹی اور ماریا اپنی کوٹھڑی
میں موجود تھیں اور باتیں کر رہی تھیں۔ ظاہر ہے انہیں نیند تو آتی
نہیں تھی۔ ویسے بھی ایک مدت کے بعد تینوں سہیلیاں ایک دوسری
سے ملی تھیں۔ باتیں کرتے کرتے نہیں تھکتی تھیں۔ دوسری
کوٹھڑی میں تھیو سانگ اور عنبر بیٹھے گفتگو کر رہے تھے لاش
ناگ کی روح جس طرح اپنی کوٹھڑی سے نکل کر گئی تھی اسی طرح واپس
کوٹھڑی میں اتر کر لاش ناگ کے مردہ جسم میں داخل ہو گئی۔ لاش ناگ
کے دل نے پھر سے دھڑکنا شروع کر دیا۔ اس نے آنکھیں کھول دیں۔
اب خطرناک کھیل شروع ہونے والا تھا۔ لاش ناگ نے اپنی آنکھیں بند
کر لیں۔

دوسری طرف اندلیکا اور ماریکا چمگادڑیں سرائے کے اوپر پہنچ
چکی تھیں اور اندھیرے میں بغیر آواز کے چکر لگا رہی تھیں۔ ان میں

ے ماریکا چمگادڑ نے ایک غوطہ لگایا اور سرائے کے برآمدے پر
کر زمین کے ساتھ چمٹ گئی۔ تھوڑی دیر تک ماریکا چمگادڑ زمین سے
چمٹے سانس لیتی اور ہانپتی رہی۔ پھر اچانک اس نے عنبر کی شکل اختیار
کر لی۔ عنبر فرش کے ساتھ چمٹا ہوا تھا۔ وہ جلدی سے اٹھا اور کوٹھڑی
میں داخل ہو کر کیٹی سے بولا۔

"کیٹی! ذرا میرے ساتھ آنا۔ ناگ تم سے کوئی بات کرنا
چاہتا ہے۔"

وہاں ماریا اور جولی سانگ بھی موجود تھیں۔ ماریا نے کہا

"کیا بات کرنا چاہتا ہے ناگ بھیا"؟

عنبر نے مسکرا کر کہا۔

"میرا خیال ہے وہ ایران کے بارے میں کیٹی سے معلومات
حاصل کرنا چاہتا ہے"

جولی سانگ اور ماریا ہنسنے لگیں اور کیٹی عنبر عرف ماریکا چمگادڑ
کے ساتھ کوٹھڑی سے نکل کر لاش ناگ کی کوٹھڑی کی طرف بڑھی
عنبر نے کہا۔

"وہ کوٹھڑی میں نہیں ہے کیٹی"

"تو پھر کہاں ہے وہ اتنی رات گئے؟ کیٹی نے تعجب سے پوچھا
عنبر بولا۔

تم جانتی ہو کہ اس کی طبیعت کئی روز سے اچھی نہیں بھٹکنے لگا

میں کنوئیں پر جا کر ٹھنڈا پانی پیوں گا۔ میں اسے وہاں لے
گیا۔ اس نے پانی پیا۔ ہم باتیں کرنے لگے۔ بولا کیٹی کو بلاؤ
ایران جانا ہے۔ اس سے کچھ معلومات لینا چاہتا ہوں"

کیٹی مسکرانے لگی۔

"ناگ پر جب سے طلسم کا اثر ہوا ہے اس کی کوئی بات
سمجھ میں نہیں آتی۔ بھلا آدھی رات کو کوئی کنوئیں پر جاتا
ہے۔ چلو ذرا اس کے کان کھینچتی ہوں"

عنبر عرف ماریکا چمگادڑ کیٹی کو ساتھ لے کر سرائے سے باہر
نکل آئی۔ کنواں وہاں سے تھوڑی ہی دور سرائے کے قریب ایک
درخت کے پاس تھا۔ کنوئیں پر آ کر کیٹی نے اندھیرے میں ادھر ادھر
دیکھا اور بولی۔

"عنبر بھیا ناگ کہاں ہے"؟

عنبر یعنی ماریکا چمگادڑ بھی جھوٹ موٹ ادھر ادھر تکنے لگی بولی۔

"یہیں میں اسے چھوڑ کر گیا تھا"

ماریکا چمگادڑ کو اچھی طرح معلوم تھا کہ وہ دس منٹ سے زیادہ دیر
تک عنبر کی شکل قائم نہیں رکھ سکتی۔ دس منٹ کے بعد وہ پھر چمگادڑ بن
جائے گی اس کو جلدی جلدی اپنے منصوبے پر عمل کرنا تھا چنانچہ وہ
کنوئیں میں نیچے جھانکنے لگی۔ کیٹی نے پوچھا۔

"کیا ناگ کنوئیں کے اندر ہے۔؟"
ماریکا چمگادڑ نے کہا۔
"ارے وہ تو نیچے اتر گیا ہے۔ دیکھو دیکھو کیٹی
مجھے ناگ تکلیف میں لگتا ہے۔ وہ ڈوب رہا ہے۔"
کیٹی گھبرا کر کنوئیں کے پاس آگئی۔ اور آگے جھک کر
نیچے دیکھنے لگی۔ جونہی وہ آگے جھکی۔ عنبر عرف ماریکا چمگادڑ
نے اُسے دھکا دے دیا۔ کیٹی دھڑام سے کنوئیں میں جا گری۔
کنوئیں میں گرنے کے بعد اس کی کوئی آواز نہ آئی۔ وہ بے ہوش
ہو گئی تھی۔ کیونکہ کنوئیں میں پانی نہیں بلکہ ایک زہریلی گیس پھیلی
ہوئی تھی۔ اس گیس کی تہہ کے نیچے بارہ بڑی لاشوں ایسے انسانی
سائے کیٹی کے انتظار میں پہلے سے موجود تھے۔ جونہی کیٹی زہریلی گیس
کے بادل سے بے ہوشی کی حالت میں نکل کر نیچے گری۔ انہوں نے
جھٹ اُسے اٹھا لیا۔ اور لے کر کنوئیں کے ایک غار میں گھس گئے
پانچ منٹ کے بعد ماریکا چمگادڑ عنبر سے دوبارہ چمگادڑ بن
گئی اس نے فضا میں اڑان بھری اور غوطہ لگا کر ایک بار پھر سرائے
میں آگئی۔ اس بار وہ اس کوٹھڑی کے باہر آ کر زمین کے ساتھ چمٹ
گئی جس میں عنبر اور تھیوسانگ بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔ عنبر اور تھیو
سانگ چارپائیوں پر بیٹھے ناگ کی علالت کے بارے میں گفتگو کر رہے
تھے۔ کہ اچانک انہیں باہر ایک عورت کی دردناک آواز سنائی دی۔

"میری مدد کرو۔ خدا کے لئے میری مدد کرو۔"
یہ دردناک آواز سن کر عنبر اور تھیوسانگ جلدی سے باہر آگئے
باہر رات کا اندھیرا چاروں طرف چھایا ہوا تھا۔ انہیں کوئی عورت نظر
نہ آئی۔ تھیوسانگ بولا۔
"یہ آواز کہاں سے آئی تھی؟ کیا تم نے بھی آواز سنی تھی؟"
عنبر نے کہا۔
"کیوں نہیں۔ کسی عورت کی آواز تھی۔ وہ مدد کے لئے
بلا رہی تھی۔"
تھیوسانگ بولا۔
"مگر یہاں تو کوئی عورت نہیں ہے۔"
وہی آواز پھر سنائی دی۔ "آہ! یہ لوگ مجھے مار ڈالیں
گے۔ وہ مجھے مار ڈالیں گے۔ عنبر میری مدد کرو۔ صرف تم ہی
مجھے ان ظالم لوگوں سے بچا سکتے ہو۔"
عنبر نے پوچھا۔
"تم۔ تم کون ہو؟"
عورت کی درد بھری آواز پھر سنائی دی۔
"وقت ضائع نہ کرو۔ تم نے دیر کر دی تو میں زندہ نہ بچوں گی
میرے بچے یتیم ہو جائیں گے۔ میں سرائے کے باہر کنوئیں میں پڑی ہوں
مجھے دو آدمی ہلاک کرنا چاہتے ہیں" خدا کے لئے میری مدد کرو۔"

اُس وقت ایک خاص کالے جادُو کی وجہ سے ان کی آواز میں
کوئی دوسرا شخص نہیں سُن سکتا تھا۔ عنبر نے تھیوسانگ سے کہا۔

"تم یہیں ٹھہرو۔ میں کنوئیں پر اس عورت کی مدد کرنے
جاتا ہوں۔ مجھے کوئی ایسی دُکھی عورت لگتی ہے۔ جس پر
کسی نے طلسم کر رکھا ہے۔"

تھیوسانگ نے کہا۔

"میں بھی تمہارے ساتھ چلوں گا۔"

تب عورت کی پراسرار آواز آئی۔

"ہاں تھیوسانگ بھائی۔ تم بھی ساتھ آؤ۔ میں جانتی ہوں
تم دونوں ہی میری مدد کر سکو گے۔ جلدی آؤ۔ جلدی آؤ یہ
آدمی مجھے مارنے والے ہیں۔"

عنبر اور تھیوسانگ تیزی سے بھاگ کر سرائے کے باہر والے کنوئیں
پر آگئے۔ وہ جھانک کر نیچے دیکھنے لگے۔ عورت کی آواز پھر آئی

"عنبر اور تھیوسانگ جلدی سے کنوئیں میں آ جاؤ۔ آؤ۔ میں
مرنے والی ہوں۔ میں مرنے والی ہوں۔"

اور پھر اس عورت کی ایک دل ہلا دینے والی دردانگیز چیخ
بلند ہوئی۔

عنبر نے کہا۔

"میں نیچے کنوئیں میں اتر رہا ہوں"

تھیوسانگ بولا۔

"میں بھی تمہارے ساتھ اتروں گا۔"

کنوئیں میں دیوار کے ساتھ سوراخ بنا کر نیچے اترنے کے
لئے جگہ بنائی ہوئی تھی۔ عنبر اور تھیوسانگ کنوئیں کی دیوار
والے سوراخوں میں پاؤں رکھتے کنوئیں کی تہہ میں آئے تو
نیچے زہریلی گیس کا بادل سا بنا ہوا تھا۔ عنبر کو اس کی فکر ہی
نہیں تھی۔ کہ اسے کوئی نقصان پہنچے گا۔ تھیوسانگ نے کہا
میں سانس روک لوں گا۔ عنبر! اتنے میں عورت کی بہت قریب
سے آواز آئی۔

"میرے بھائیو! خدا کے لئے جلدی کرو۔ وہ آدمی
مجھے ہلاک کرنے آنے ہی والے ہیں۔"

عنبر اور تھیوسانگ گیس کے بادل میں داخل ہو کر نیچے اترنے
لگے ابھی انہوں نے ایک ایک قدم اٹھایا ہی تھا کہ زہریلی طلسمی
گیس نے ان دونوں کو بے ہوش کر دیا۔ اور وہ دھڑام سے
کنوئیں کی تہہ میں گر پڑے۔ اس طرح بارہ لاشوں کے انسانی
سائے غار میں سے نمودار ہوئے۔ انہوں نے بے ہوش عنبر اور
تھیوسانگ کو اٹھایا اور واپس کنوئیں کی غار میں لے گئے۔

ماریکا چمگادڑ جس نے عورت کی درد بھری آواز نکالی تھی کنوئیں
کے اوپر منڈلا رہی تھی۔ تجربہ کار اور کالا جادو جاننے والی اندیکا

چمگادڑ بھی اس کے ساتھ تھی۔ جب کیٹی عنبر اور تھیو سانگ کنوئیں
کے اندر پہنچ گئے تو اندلیکا چمگادڑ نے ماریکا سے کہا۔
"ماریکا! اَب تم واپس جاؤ۔ تمہارا کام ختم ہو گیا ہے۔
اَب میرا کام شروع ہونے والا ہے۔"
ماریکا چمگادڑ اسی وقت غوطہ لگا کر رات کی تاریک فضا میں غائب
ہو گئی۔ اندلیکا چمگادڑ سرائے کی طرف پرواز کر گئی اب اسے جولی سانگ
کو قبضے میں کرنا تھا۔ جو ایک مشکل کام تھا۔ کیونکہ جولی سانگ کو
اگر ذرا سا بھی شک ہو گیا تو وہ ایک سیکنڈ میں اپنی طاقت
کا استعمال کر سکتی تھی۔ اگرچہ پہلی بار چمگادڑ کو حملہ کرتے دیکھ کر
جولی سانگ اپنی طاقت استعمال نہ کر سکی تھی۔ لیکن اندلیکا چمگادڑ
کو ڈر تھا کہ اپنے آپ کو شدید مشکل میں دیکھ کر جولی سانگ نے اپنی
آنکھ سے سفید شعاع نکال کر اس پر پھینکی تو اس کے پُرزے اُڑ
جائیں گے۔ ماریا کو قابو کرنے کا ذمہ خود لاش ناگ نے لے لیا
ہوا تھا۔ اندلیکا چمگادڑ سرائے کی کوٹھڑی کے باہر آ کر زمین پر
چمٹ گئی۔ سب سے بڑی مشکل یہ تھی کہ اگر وہ جولی سانگ کو
کسی طرح ورغلا کر کنوئیں کی طرف لے جاتی ہے تو ظاہر ہے کہ ماریا
اس کے ساتھ ضرور آئے گی۔ اور چمگادڑ ماریا کو نہ دیکھ سکے گی اور
ماریا سب کو دیکھ رہی ہو گی۔ وہ اس کے منصوبے کو خاک میں ملا سکتی
تھی بلکہ اندلیکا چمگادڑ کو شدید نقصان بھی پہنچا سکتی تھی۔

اندلیکا چمگادڑ ماریا کو دیکھ بھی نہیں سکتی تھی۔ اسے کوٹھڑی
کے اندر سے جولی سانگ اور ماریا کے باتیں کرنے کی آواز آ
رہی تھی۔ وہ آپس میں عنبر اور کیٹی کی باتیں کر رہی تھیں کہ آخر
کیٹی نے اتنی دیر کیوں لگا دی؟ اندلیکا چمگادڑ کے دماغ میں ایک
ترکیب پہلے سے موجود تھی۔ وہ یہ ترکیب استعمال کرتے ہوئے یہ
سوچ کر ہچکچا رہی تھی۔ کہ اگر ماریا بھی ساتھ چل پڑی تو کام خراب
ہو جائے گا۔ مگر ترکیب استعمال کرنے کے سوائے اور کوئی چارہ نہیں تھا
اندلیکا چمگادڑ نے زمین کے ساتھ چمٹے چمٹے زور سے سانس بھرا
اور اچانک اس نے کیٹی کی شکل اختیار کر لی۔ کیٹی کی شکل اختیار
کرتے ہی وہ زمین پر سے اٹھی۔ اور کوٹھڑی کے اندر داخل
ہوتے ہی گھبرائی ہوئی آواز میں بولی۔
"جولی سانگ ماریا! جلدی سے میرے ساتھ آؤ۔ عنبر
بھائی کو کچھ ہو گیا ہے۔"
ماریا اور جولی سانگ گھبرا کر باہر نکل آئیں۔
"کہاں ہے عنبر؟" جولی سانگ نے پوچھا۔
اندلیکا چمگادڑ عرف کیٹی نے کہا۔
"وہ ادھر کنوئیں کے پاس ہے۔ خدا کے لئے جلدی
چلو۔ تھیو سانگ بھی وہاں موجود ہے۔"
یہ گھڑی بڑی نازک تھی۔ اندلیکا چمگادڑ جانتی تھی کہ تیسری

کوٹھڑی میں لاش ناگ چارپائی پر لیٹا یہ ساری باتیں سن رہا ہے
اور وہ ضرور اس کی مدد کرے گا تاکہ ماریا اس کے ساتھ کنوئیں
تک نہ جائے۔ جولی سانگ اور ماریا کنوئیں کی طرف چلے ہی تھے
کہ تیسری کوٹھڑی میں سے لاش ناگ کی آواز بلند ہوئی۔

"آہ! ماریا! ماریا! جلدی سے یہاں آؤ، یہاں آؤ۔"

ماریا جاتے جاتے رک گئی اور بولی۔

"جولی! تم کنوئیں پر جا کر عنبر کو دیکھو۔ میں ابھی آتی ہوں
مجھے ناگ بھائی بلا رہا ہے۔ خدا جانے کیا بات ہے۔"

جولی سانگ نے کہا۔

"تم ناگ کی خبر لو۔ میں عنبر کی طرف جاتی ہوں۔"

ماریا لاش ناگ کی کوٹھڑی کی طرف اور جولی سانگ عرف
اندلیکا چمگادڑ کے ساتھ کنوئیں کی طرف دوڑی۔ کنوئیں پر اندھیرا
ہی اندھیرا تھا۔ جولی سانگ نے پوچھا۔

"یہاں تو عنبر اور تھیو سانگ نہیں ہیں کیٹی۔"

کیٹی عرف اندلیکا چمگادڑ نے کہا۔

"میں انہیں یہیں چھوڑ گئی تھی۔ عنبر بے ہوش تھا۔"

جولی سانگ نے پوچھا۔

"مگر تم اور عنبر یہاں آئے کیوں تھے؟"

کیٹی عرف اندلیکا چمگادڑ نے کہا۔

"ہم ناگ بھیا کے پاس گئے تھے۔ وہ مجھ سے ایران کے
بارے میں باتیں پوچھ رہا تھا۔ کہ اُدھر کنوئیں کی طرف
سے تھیو سانگ کی آواز آئی۔ وہ ہمیں بلا رہا تھا میں
——— اُدھر کو بھاگی۔ ناگ بھیا بھی آنا چاہتا تھا
میں نے اُسے آرام سے لیٹے رہنے کو کہا۔ یہاں آکر دیکھا
کہ عنبر بے ہوش پڑا ہے۔ اور تھیو سانگ اس کا سر دبا
رہا ہے۔ اس نے مجھے کہا کہ جا کر فوراً ماریا اور جولی
سانگ کو بلا لاؤ۔"

جولی سانگ اِدھر اُدھر دیکھنے لگی۔

"وہ لوگ کہاں جا سکتے ہیں۔"

پھر اس نے عنبر اور تھیو سانگ کو آوازیں دینی شروع کر
دیں اچانک کیٹی بولی۔

"جولی سانگ۔ جولی سانگ! ادھر آؤ۔ مجھے کنوئیں میں
سے عنبر اور تھیو سانگ کی آوازیں آتی سنائی دے رہی
ہیں۔"

جولی سانگ گھبرا کر کنوئیں کی طرف دوڑی۔ بھائی کی محبت نے
اسے بوکھلا دیا تھا۔ اس کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا۔ اسے اپنی ہوش
بھی نہیں رہی تھی۔ کیٹی کنوئیں میں جھانک رہی تھی اس نے ایک چیخ ماری
اور چلائی۔

"جولی سانگ! میں نے تھیو سانگ کا ہاتھ نیچے دھند میں
سے باہر نکلتے دیکھا ہے۔ میں اس کی مدد کو نیچے جا رہی
ہوں۔"

اس نے جان بوجھ کر عنبر کی بجائے تھیو سانگ کا نام لیا تھا کیونکہ
تھیو سانگ جولی سانگ کا حقیقی بھائی تھا اور بھائی کے لئے بہنیں
کتنی پریشان ہوتی ہیں۔ یہ اندلیکا جانتی تھی۔ وہ تھیو سانگ کا نام
لے کر جولی سانگ کے دماغ کو اتنا پریشان کر دینا چاہتی تھی کہ
وہ حملہ کرنا ہی بھول جائے۔ اور وقت آنے پر وہ اپنا بچاؤ بھی
نہ کر سکے۔ کیٹی عرف اندلیکا چمگادڑ نے کنوئیں میں نیچے اترنا شروع کر دیا
اسے کنوئیں میں اترتا دیکھ کر جولی سانگ بھلا کب باہر رہ سکتی تھی وہ
بھی کنوئیں کی دیوار کے سوراخوں میں پاؤں رکھتی کنوئیں میں اترنے لگی
نیچے جب زہریلی گیس کی دھند آئی تو کیٹی نے کہا۔

"تھیو سانگ اور عنبر اس دھند کے نیچے ہیں۔ ہائے خدا جانے
ان پر کیا گزر رہی ہے اب تو ان کی آوازیں بھی نہیں آ رہی۔"

جولی سانگ کا دل اپنے بھائی تھیو سانگ کے لئے بے چین ہو گیا
کیٹی دھند میں اتر گئی۔ اس کو دیکھ کر جولی سانگ بھی کنوئیں کی زہریلی
دھند میں اتر آئی۔ یہ گیس اس قدر تیز اور زہریلی تھی کہ اس میں
صرف عنبر اور خلائی مخلوق ہی زندہ رہ سکتی تھی۔ اور ان پر صرف ایک
قسم کی بے ہوشی ہی طاری ہو سکتی تھی اور ایسا ہی ہوا زہریلی دھند میں

آتے ہی جولی سانگ کو دھکا لگا۔ اور وہ بے ہوش ہو کر نیچے گر پڑی

○

قبر کی سیڑھیاں

جولی سانگ نیچے کنوئیں کی تہہ میں گر چکی تھی۔

وہ بے ہوش تھی۔ اسی طرح کنوئیں کی دیوار والے غار سے د
لاشوں کے سائے نمودار ہوئے۔ انہوں نے بے ہوش جولی سانگ
کو اٹھایا اور غار کے اندر لے گئے۔ کیٹی فوراً اندیکا چمگادڑ کی شکل
واپس آ کر کنوئیں میں سے تیر کی طرح اوپر کو اٹھی اور کنوئیں سے
آ کر رات کی تاریک فضا میں گم ہو گئی۔ اب ہم واپس ناگ کی کو
میں چلتے ہیں۔ جولی سانگ کو نقلی کیٹی کے ساتھ روانہ کرنے کے بعد
ماریا تیزی سے ہرش ناگ کی کوٹھڑی میں داخل ہوئی تو اس نے د
کہ لاش ناگ چارپائی سے نیچے گرا ہوا تھا۔ ماریا کا تو دل ہل گیا کہ
ایسی بہن ہو گی جو اپنے بھائی کو اس حالت میں دیکھ کر پریشان
ہو گی؟ ماریا نے جلدی سے لاش ناگ کو اٹھا کر چارپائی پر ڈالا
پریشانی سے پوچھا۔

"ناگ بھیا! کیا بات ہوئی ہے؟
تم بولتے کیوں نہیں؟

لاش ناگ کی آنکھیں تھوڑی تھوڑی کھلی تھیں۔ وہ پہلی بار ایک
ایسی عورت کو دیکھ رہا تھا جو غائب تھی۔ اس نے اپنی نظریں دوسری
طرف کر لیں۔ کہ کہیں ماریا کو یہ شک نہ پڑ جائے کہ ناگ اسے دیکھ
رہا ہے۔ وہ ماریا کو زیادہ سے زیادہ وقت اپنی کوٹھڑی میں رکھنا چاہتا
تھا تاکہ اندیکا چمگادڑ کو جولی سانگ کو ٹھکانے لگانے کے لئے وقت مل
جائے۔ لاش ناگ نے آہستہ سے کہا۔

"ماریا بہن! میرا دل ڈوبا جا رہا ہے۔ مجھے تھوڑا پانی پلاؤ۔"

ماریا نے جلدی سے صراحی میں سے پانی گلاس میں ڈالا اور لاش ناگ
کو پلایا۔ لاش ناگ نے دو گھونٹ پانی پی کر پوچھا۔

"عنبر اور تھیو سانگ کہاں ہیں؟"

وہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ ماریکا چمگادڑ نے اپنا کام انجام تک
پہنچا دیا ہے کہ نہیں۔ کیونکہ اندیکا کی آواز وہ سن سکتا تھا۔ اسے دیکھ بھی
سکتا تھا۔ کیونکہ اندیکا کا واسطہ کالے علم سے تھا جس کی پیداوار خود
لاش ناگ تھا۔ مگر ماریکا ایک عام آسیبی چمگادڑ تھی۔ وہ اس سے
رابطہ نہیں رکھ سکتا تھا۔ ماریا نے اضطراب کے ساتھ کہا۔

"میری سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا کہ یہاں کیا ہو رہا ہے پہلے عنبر
آیا اور کیٹی کو تمہارے پاس لے گیا۔"

لاش ناگ نے کہا۔

"ہاں۔ میں اس سے ایران کے بارے گفتگو کرنا چاہتا تھا مگر

وہ تو کچھ دیر بعد چلے گئے تھے۔"
ماریا نے کہا۔
"یہی تو سمجھ میں نہیں آ رہا کہ وہ لوگ یہاں سے کنوئیں
پر کیسے اور کیوں چلے گئے۔ عنبر کے بعد اب کیٹی
دوڑی دوڑی گھبرائی ہوئی آئی اور اس نے کہا کہ عنبر کو کچھ
ہو گیا ہے۔ وہ کنوئیں پر ہے۔ تھیو سانگ بھی وہیں ہے
اس نے بلایا ہے۔ میں جولی سانگ کے ساتھ کنوئیں کی طرف
جا رہی تھی کہ تمہاری آواز آ گئی۔ کہ میری مدد کرو۔"
یہ سب کچھ کیا ہے ناگ بھیا! کہیں ہم کسی مصیبت میں
کے منہ میں تو نہیں جا رہے؟"
لاش ناگ کو یہ سن کر بڑی خوشی ہوئی کہ عنبر تھیو سانگ
اور جولی سانگ بھی سرائے میں نہیں ہیں۔ ماریکا اور اندیکا
نے اپنا کام کر دیا تھا۔ مگر لاش ناگ ماریا کو ابھی وہاں سے
باہر نہیں جانے دینا چاہتا تھا۔ وہ چارپائی پر اٹھ کر بیٹھ گیا
اور بولا۔
"گھبراؤ نہیں ماریا بہن! کچھ نہیں ہو گا وہ لوگ خیریت
سے ہوں گے۔ تم پریشان مت ہو۔"
ماریا نے کہا۔
"میں کنوئیں پر جا کر ان کا پتہ کرتی ہوں۔"

لاش ناگ ماریا کو صاف دیکھ رہا تھا۔ جلدی سے بولا۔
"ابھی مت جاؤ ماریا۔ میرا دل پھر ڈوبنے لگا ہے۔"
ماریا وہیں رک گئی۔ لاش ناگ اسے دیکھ رہا تھا۔ چمگادڑ کا
خون پینے کے بعد لاش ناگ میں اتنی طاقت پیدا ہو گئی تھی کہ
وہ غیبی ماریا کو بالکل صاف صاف دیکھ رہا تھا۔ ماریا لاش ناگ
کے قریب آ گئی۔
"ناگ بھیا! ہم نہ جانے کتنی مدت سے ایک ساتھ
سفر کر رہے ہیں۔ پہلے کبھی تمہاری ایسی حالت نہیں ہوئی
اب کیا بات ہے؟"
لاش ناگ کی نظریں اپنے آپ ماریا کے چہرے پر گڑ گئیں
ماریا بڑی حیران ہوئی۔ اسے ایسے لگا جیسے ناگ اسے دیکھ رہا
ہے۔ جب وہ غیبی حالت میں ہوتی تھی تو کوئی اس کے چہرے
پر یوں نگاہیں نہیں جماتا تھا۔ وہ کسی نظر آتی تو کوئی اس کے
چہرے کو تکتا۔ مگر ناگ کی آنکھیں اس وقت ٹھیک ماریا کے چہرے
پر جمی ہوئی تھیں۔ ناگ نے بھی ماریا کے چہرے کو پڑھ لیا
تھا۔ اس نے جلدی سے اپنی نظریں دوسری طرف کر لیں اور
بولا۔
"ماریا بہن! فکر مند ہونے کی کوئی ضرورت نہیں یہ سب
کچھ اس طلسم کی وجہ سے ہے جس کا مجھ پر ابھی تک اثر ہے

دو ایک روز میں یہ اثر ختم ہو جائے گا۔"
ماریا نے بڑی سنجیدگی سے پوچھا۔
"ایک بات سچ سچ بتاؤ گے ناگ؟"
لاش ناگ خبردار ہو گیا۔ کہنے لگا۔
"ہاں ہاں پوچھو۔ کیا بات ہے؟"
ماریا نے کہا۔
"کیا تم مجھے دیکھ رہے ہو۔؟"
لاش ناگ زور سے ہنس پڑا۔ اور بولا۔
"بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے ماریا۔ میں تو تمہیں بالکل نہیں دیکھ رہا۔ تمہیں کیسے یہ خیال آیا؟"
ماریا نے سانس بھر کر کہا۔
"ناگ بھیا! تم جھوٹ بول رہے ہو۔ میں تمہاری دوست بھی ہوں۔ بہن بھی ہوں۔ سینکڑوں بلکہ ہزاروں سال سے ہم ایک دوسرے کے ساتھ سفر کر رہے ہیں۔ مجھ سے یہ بات چھپانے کی کیا ضرورت ہے؟ ایک بار پہلے بھی تو تم کسی بوٹی کے اثر سے مجھے دیکھ لیا کرتے تھے۔"
لاش ناگ جھٹ بولا۔
"وہ تو بوٹی کا اثر تھا ماریا بہن۔ اس بار جو مجھ پر جادو کیا گیا تھا اس کا یہ اثر تو ضرور ہوا ہے کہ ابھی تک تم

لوگ میری خوشبو بھی نہیں سونگھ سکتے مگر ایسا کوئی اثر نہیں ہوا کہ تم مجھے نظر آنے لگو۔
ماریا چپ ہو گئی۔ لاش ناگ چہرے کو فکر مند بنا کر کہنے لگا۔
"ویسے ہمیں ان لوگوں کی تلاش شروع کر دینی چاہیئے اور اس کنوئیں پر جاتے ہیں۔ جہاں یہ سب لوگ گئے اور پھر واپس نہ آ سکے۔"
ماریا کو کیا اعتراض ہو سکتا تھا اس نے صرف اتنا ہی کہا کہ تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔ تم کوٹھڑی میں آرام کرو۔ میں کنوئیں پہ ان لوگوں کو دیکھ کر آتی ہوں۔ مگر لاش ناگ نہ مانا۔ کہنے لگا۔
"میں بالکل ٹھیک ہو گیا ہوں۔ آخر مجھے بھی تو اپنے بھائی بہنوں کی فکر ہے۔ میں تمہارے ساتھ ہی جاؤں گا۔"
لاش ناگ کوٹھڑی سے نکل کر سرائے کے باہر والے کنوئیں پر آ گیا۔ اس وقت رات کا پچھلا پہر شروع ہو گیا تھا لیکن اندھیرا ویسے ہی تھا۔ صرف آسمان پر کچھ ستارے پھیکے پڑنے لگے تھے۔ کنوئیں پر موت ایسا سناٹا طاری تھا۔ کوئی وہاں پر دکھائی نہیں دیتا تھا۔ لاش ناگ نے کنوئیں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔
"کیا یہی وہ کنواں ہے۔ جہاں کیپٹن تھیوسانگ جولی سانگ گئے

تھے؟

"ہاں" ماریا نے کنوئیں کے قریب آتے ہوئے کہا۔

لاش ناگ نے جھک کر کنوئیں میں دیکھا۔ وہ ماریا کو اس کنوئیں میں نہ تو گرا سکتا تھا اور نہ گرانا چاہتا تھا اسے ماریا کو پرانی عمارت والی قبر کے پاس لے جانا تھا جس کے اوپر مینار بنا ہوا تھا۔ مگر شرط یہ تھی کہ ماریا زندہ اور نظر آنے والی حالت میں ہو۔ وہ غائب نہ ہو۔ اس کے لئے سارا پروگرام لاش ناگ نے ذہن میں سوچ رکھا تھا۔ لاش ناگ نے کنوئیں میں جھانکنے کے بعد ہوا میں انگلی اٹھاتے ہوئے کہا۔

"ٹھہرو۔ میں کسی سانپ سے مشورہ لیتا ہوں۔ ہو سکتا ہے سانپوں کو پتہ ہو کہ یہ لوگ کہاں چلے گئے ہیں"

ماریا بولی۔

"ہاں یہ ٹھیک رہے گا۔ جلدی سے کسی سانپ کو بلاؤ۔"

یہ بات لاش ناگ کو اچھی طرح معلوم تھی کہ وہ نہ تو خود سانپ بن سکتا ہے اور نہ کسی سانپ کو بلا سکتا ہے کیونکہ وہ نقلی ناگ تھا۔ اصلی ناگ تو گندھارا شہر کے پرانے قبرستان کی ایک قبر میں اس حالت میں پڑا تھا کہ اس کے سر میں کیل ٹھکا ہوا تھا

مگر وہ ڈرامہ کرنا بہت ضروری تھا۔ وہ کنوئیں کے پاس ہی ایک جگہ بیٹھ گیا۔ اور آنکھیں بند کر کے منہ ہی منہ میں بڑبڑانے لگا۔ ماریا حیران ہوئی کہ پہلے تو ناگ کسی سانپ کو بلاتا تھا تو اس کے منہ سے سانپ کی سیٹی ایسی آواز نکلتی تھی لیکن اس نے یہی سمجھا کہ شاید یہ بھی جادو کا اثر ہو۔

لاش ناگ تھوڑی دیر تک آنکھیں بند کیئے بیٹھا بڑبڑاتا رہا۔

پھر آنکھیں کھول دیں اور بولا۔

"ماریا! یہاں اِردگرد کوئی سانپ نہیں ہے۔ اگر ہوتا تو ناگ دیوتا کی آواز پر ضرور آجاتا"

ماریا نے کہا۔

"تو پھر کیا کرنا چاہیئے؟"

لاش ناگ اپنی اسکیم کے مطابق کہنے لگا۔

"یہ ٹھیک رہے گا میں کسی چمگادڑ کو بلا کر پوچھتا ہوں چمگادڑوں کو بھی بہت کچھ پتہ ہوتا ہے۔"

ماریا نے کہا۔

"مگر ناگ بھیا اس سے پہلے تو تم نے کبھی کسی چمگادڑ کو نہیں بلایا۔"

لاش ناگ بولا۔

" یہ اتفاق ہے کہ نہیں بلایا۔ ورنہ تم تو جانتی ہو کہ میں ناگ دیوتا ہوں کسی بھی جانور کو بلا سکتا ہوں۔"

ماریا نے کوئی جواب نہ دیا۔ لاش ناگ نے فوراً اپنے حلق سے چمگادڑ کی سیٹی کی تیز آواز نکالی۔ تین بار سیٹی کی آواز نکالنے پر چمگادڑ اناریکا خود وہاں پر چمگادڑ کی شکل میں آگئی۔ ماریا نے دیکھا کہ ایک بڑے سائز کی چمگادڑ زمین پر آکر چمٹ گئی ہے۔ لاش ناگ نے اس سے پوچھا۔

" بتا میرے ساتھی کیپٹن جولی سانگ تھیو سانگ اور عنبر کہاں ہوں گے۔ میں ناگ دیوتا ہوں۔"

ماریا کو صرف چمگادڑ کی دو تین سیٹیاں ہی سنائی دیں ہرش ناگ آگے سے ہوں ہوں ہی کرتا رہا۔ پھر بولا۔

" ٹھیک ہے۔ تمہارا شکریہ۔ اب تم جا سکتی ہو"

اناریکا چمگادڑ فوراً رات کی تاریکی میں اڑ گئی۔ ماریا نے پوچھا

" کیا اس چمگادڑ نے کچھ بتایا ناگ بھیا؟"

ہرش ناگ بولا۔

" اس چمگادڑ نے بتایا ہے کہ کیپٹن عنبر جولی سانگ اور تھیو سانگ پر ایک زبردست جادو کر دیا گیا ہے اور وہ مینار والے مقبرے میں مینار کے آس پاس سیاہ پتھروں

کی شکل میں پڑے ہیں"

ماریا نے بے چینی میں کہا۔

" جلدی سے مینار والے مقبرے میں چلو ناگ بھیا! ہمیں انہیں اس جادو سے نجات دلانی ہوگی ابھی چلو"

یہی تو لاش ناگ چاہتا تھا کہ ماریا اس کے ساتھ مینار والے مقبرے میں جائے۔ فوراً بولا۔

" ابھی چلو۔ مگر میں نے تمہیں بتایا نہیں کہ جادو کے اثر کی وجہ سے میرے جسم کی خوشبو بند ہوئی ہے تو میں اپنی جون بھی نہیں بدل سکتا مطلب یہ کہ میں عقاب یا سانپ کی شکل اختیار نہیں کر سکتا اس لئے مجھے تمہارے ساتھ گھوڑے پر سوار ہو کر جانا پڑے گا۔"

ماریا کیلئے یہ بھی ایک نئی بات تھی۔ کہنے لگی۔

" تم نے پہلے تو ایسا نہیں بتایا ناگ"

لاش ناگ ٹھنڈا سانس بھر کر بولا۔

" اب تمہیں کیا کیا بتاتا ماریا بہن! اس بار مجھ پر بڑا زہریلا جادو کیا گیا تھا مگر مجھے پوری امید ہے کہ ایک ہفتے کے اندر اندر میری ساری طاقت واپس آجائے گی۔ چلو۔ ہمیں وقت ضائع نہیں کرنا چاہئے۔ خدا جانے وہ لوگ کس حالت میں ہوں گے۔"

لاش ناگ نے سرائے کی طرف چلنا شروع کر دیا۔ ماریا اس کے ساتھ ساتھ تھی۔ سرائے میں اس کا گھوڑا بندھا ہوا تھا۔ وہ گھوڑے پر بیٹھا اور مینار والے مقبرے کی طرف گھوڑے کو ڈال دیا۔ ماریا اس کے اوپر پرواز کر رہی تھی۔ شہر کی سڑکیں اندھیرے میں خالی پڑی تھیں۔ وہ گھوڑا دوڑاتا بہت جلد مینار والے مقبرے کے احاطے میں پہنچ گیا۔ گھوڑا ایک درخت سے باندھ کر مقبرے کے اندر آگیا۔ ماریا نے کہا۔

"اس مقبرے کے اندر سیاہ پتھر کہاں ہیں ناگ بھیا؟ مجھے تو یہاں کوئی سیاہ پتھر نظر نہیں آ رہا۔"

پو پھٹ رہی تھی مگر مقبرے کے دروازے چھوٹے ہونے کی وجہ سے اندر ابھی اندھیرا تھا۔ لیکن ماریا تو اندھیرے میں بھی دیکھ سکتی تھی۔ لاش ناگ بھی سب کچھ دیکھ رہا تھا وہ اب ماریا کو اپنی نگاہ میں رکھے ہوئے تھا۔ اس نے اپنی جیب سے کالے علم کی مدد سے بنائی ہوئی کیل نکال کر اپنے ہاتھ میں چھپا لی تھی۔ وہ جانتا تھا کہ ماریا غیبی حالت میں ہے اور اس کے سر میں کیل گاڑنے کے لئے اسے پتھر یا ہتھوڑی کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ اس کیل کا طلسم اس مقبرے میں ہی چل سکتا تھا۔ وہ ماریا کو مقبرے کی پچھلی جانب لانا چاہتا تھا۔ وہ خود بھی جھک کر مینار والی قبر کے اردگرد سیاہ پتھر

ڈھونڈ رہا تھا۔ کہنے لگا۔

"واقعی یہاں تو ایک بھی سیاہ پتھر نہیں ہے مگر چمگادڑ کو عظیم ناگ دیوتا کے آگے جھوٹ بولنے کی جرأت نہیں ہو سکتی۔ اس نے غلط نہیں کہا۔ سیاہ پتھروں کو اس جگہ ہونا چاہیئے۔"

ماریا نے پوچھا

"تم نے اچھی طرح سے سنا تھا نا؟ چمگادڑ نے کیا کہا تھا۔ ایک بھر بتانا مجھے۔"

لاش ناگ بولا۔

"چمگادڑ نے کہا تھا۔ کہ عنبر کیٹی جولی سانگ اور تھیو سانگ مینار والی قبر کے آس پاس سیاہ چھوٹے پتھروں کی شکل میں پڑے ہیں۔ اور ان پر بڑا زہریلا جادو کیا گیا ہے۔"

ماریا کہنے لگی۔ "یہ زہریلا جادو کیا ہوتا ہے ناگ بھیا؟"

ناگ نے کہا۔

"خدا جانے یہ کون سا جادو ہے۔ ہماری جانے بلا لیکن چمگادڑ جھوٹ نہیں بول سکتی۔ ہمارے ساتھی ضرور یہیں کہیں سیاہ پتھروں کی شکل میں موجود ہوں گے۔ ایسا کرتے ہیں دوسری طرف چل کر دیکھتے ہیں۔"

لاش ناگ مینار کی دوسری طرف آگیا۔ یہاں ایک چھوٹا سا گڑھا
تھا لاش ناگ نے ماریا کو دیکھا۔ وہ غیبی حالت میں مقبرے کے
چھوٹے محرابی دروازے کی طرف دیکھ رہی تھی۔ جہاں سے باہر
کا ویران باغ صاف نظر آرہا تھا۔ ہرش ناگ نے کہا۔

"ماریا! تم کدھر دیکھ رہی ہو۔ یہاں آؤ۔ میرے ساتھ
پتھر تلاش کرو"

ماریا نے چونک کر لاش ناگ کی طرف دیکھا اور بولی۔

"ناگ! تمہیں کیسے پتہ چلا کہ میں دوسری طرف دیکھ رہی
ہوں! ناگ بھیا! مجھے یقین ہے کہ تم مجھے دیکھ رہے
ہو۔ مگر مجھ پر ظاہر نہیں کر رہے ہو"

لاش ناگ نے کہا۔

"ماریا! تم کس چکر میں پڑ گئی ہو۔ ان باتوں کو چھوڑ دو
ہم یہاں عنبر کیٹی، جولی سانگ اور تھیو سانگ کو تلاش
کرنے انہیں مصیبت سے نکالنے آئے ہیں یہ باتیں بعد
میں کریں اب جلدی سے یہاں آکر میری مدد کرو"

لاش ناگ نے یونہی ایک جگہ سے پتھر اکھاڑنا شروع کر
دیا۔ ماریا جلدی سے اس کے پاس آگئی۔ اس نے کہا۔

"کیا یہ پتھر تم سے نہیں اکھاڑا جا رہا ناگ!

"بالکل نہیں" ناگ نے ماتھے پر سے فرضی پسینہ پونچھتے ہوئے کہا

ماریا ہنس کر بولی۔

"اس سے پہلے تمہیں اتنا کمزور بھی نہیں دیکھا تھا پیچھے
ہٹ جاؤ۔ میں ایک سیکنڈ میں پتھر کو اکھاڑ دیتی ہوں
مگر تم یہ پتھر اکھاڑ کر کیا کرو گے۔

ناگ نے کہا۔

"ہو سکتا ہے سیاہ پتھر اس کے نیچے پڑے ہوں تم اسے
اٹھا کر پرے پھینک دو"

ماریا پتھر پر جھک گئی۔ یہ پتھر کافی بڑا تھا اور آدھے سے
زیادہ زمین میں دھنسا ہوا تھا۔ لاش ناگ پیچھے ہٹ گیا طلسمی
کیل اس نے اب اپنے سیدھے ہاتھ میں پکڑ لی تھی۔ اسے ماریا صاف
نظر آرہی تھی۔ اگر ماریا اسے دکھائی نہ دے رہی ہوتی تو وہ
ساری زندگی اس کے سر میں کیل نہ ٹھونک سکتا تھا۔ ماریا نے جھک کر
پتھر کے گرد اپنے ہاتھ ڈالے ہی تھے۔ کہ ناگ نے بجلی ایسی تیزی
سے آگے بڑھ کر ماریا کے جھکے ہوئے سر میں کیل دھنسا دی کیل
ماریا کے سر میں اس طرح گھس گئی۔ جیسے جمے ہوئے دہی میں یا کھیر
کے پیالے میں کوئی کیل اتار دیتا ہے۔

جونہی طلسمی کیل ماریا کے سر میں گیا اسے ایک جھٹکا سا لگا
وہ زمین سے دو فٹ اوپر کو اچھلی اور ظاہر ہو گئی۔ وہ نظر آنے
لگی۔ اور زمین پر گرتے ہی بے ہوش ہو چکی تھی۔ لاش ناگ کے

چہرے پر فاتحانہ مسکراہٹ نمودار ہوئی اس نے دونوں بازو فضا میں پھیلا کر نعرہ لگایا ”عظیم گنڈاپ! میں نے اپنا فرض پورا کر دیا۔“

اس کے ساتھ ہی لاش ناگ نے گہرا سانس کھینچ کر اپنا سینہ پھیلایا اور قبر کے مینار کو دیکھا۔ قبر کا مینار اپنے آپ قبر کے اوپر سے اٹھ کر ہوا میں بلند ہو گیا۔ وہاں غار کا زینہ نظر آنے لگا۔ لاش ناگ نے بے ہوش ماریا کو ہاتھوں میں اٹھایا اور قبر کی سیڑھیاں اتر کر غار میں داخل ہو گیا۔ غار میں دونوں جانب کھوپڑ کے چراغ جل رہے تھے۔ مگر ان کی روشنی دھندلی اور بوجھل تھی ہرش ناگ غار میں چلتا آگے جا کر مڑ گیا۔ اور بائیں جانب والے تنگ د میں سے نکل کر اس نیچی چھت والے دالان میں آ گیا جس کی دیوار کے ساتھ ساتھ تابوت کھڑے تھے۔ درمیان والا تابوت گنڈاپ کا تھا۔ لاش ناگ نے ماریا کو وہیں زمین پر رکھ دیا۔ اور دونوں ہاتھ سینے پر باندھ کر بولا۔

”عظیم گنڈاپ کا حکم پورا ہو گیا۔ عظیم گنڈاپ کا حکم پورا ہو گیا۔ صدیوں سے سفر کرنے والے اس کے دشمن اب اس کی قید میں ہیں۔“

سامنے والے کھڑے تابوت کا دروازہ اپنے آپ کھلا اور اس میں سے مردہ آنکھوں اور سانپوں والا گنڈاپ نمودار ہوا اس کی گردن

میں نیلے سانپ پڑے تھے جو بار بار اس کی گردن اور چہرے پر ڈس رہے تھے۔ ایک نیلا سانپ اس کے ہاتھ میں تھا جس سے وہ کسی وقت اپنے ہونٹ ڈسوا لیتا تھا۔ وہ آہستہ آہستہ چلتا ہوا دالان کے وسط میں آ کر کھڑا ہو گیا۔ ماریا بے ہوش پڑی تھی گنڈاپ نے اس کی طرف دیکھا اور پھر لاش ناگ کی طرف متوجہ ہو کر بولا۔

”تم نے اپنا فرض پورا کر دیا اب تم واپس اپنی چمگادڑوں کی دنیا میں جا سکتے ہو۔“

لاش ناگ نے جھک کر سلام کیا اور دوسرے لمحے وہ سیاہ بڑا چمگادڑ بن کر دالان کی نیم تاریک فضا میں گم ہو گیا۔ گنڈاپ نے اپنا نیلے سانپ والا ہاتھ اوپر اٹھا کر حلق سے ایک ڈراؤنی آواز نکالی اس آواز کے ساتھ ہی چار لاشوں کے ہیولے نمودار ہوئے۔ گنڈاپ نے کہا۔

”ماریا کو بھی اس کے ساتھیوں کے پاس پہنچا دو اسے بھی تابوت میں بند کر دو۔“

چاروں لاشوں کے ہیولے آگے بڑھے انہوں نے ماریا کو اٹھایا اور دیوار کے ساتھ جو تابوت سیدھے کھڑے تھے ان میں سے ایک خالی تابوت میں سیدھا کھڑا کر کے تابوت کا دروازہ بند کر دیا۔ گنڈاپ نے حکم دیا۔

"دوسرے تابوت کھول کر دکھاؤ۔ میں اپنے دشمنوں کو ایک نظر دیکھنا چاہتا ہوں"

چاروں لاشوں کے ہیولے دوسرے تابوتوں کی طرف بڑھے انہوں نے دیوار کے ساتھ کھڑے پانچ تابوت کھول دیئے اُن سے ایک تابوت میں عنبر، دوسرے میں جولی سانگ، تیسرے میں تھیو سانگ اور چھوتھے میں کیٹی بے ہوش موجود تھی ساتھ والے تابوت میں اب ماریا آگئی تھی۔ گنڈاپ نے ان کو اپنی مُردہ آنکھوں سے غور سے دیکھا۔ پھر ایک بھیانک قہقہہ لگایا۔ قہقہے کی گونج سے غار میں ایک زلزلہ سا آگیا۔ اور تابوت ہلنے لگے اور لاشوں کے ہیولے ایک دم فرش پر بیٹھ گئے۔

گنڈاپ نے اپنے ہاتھ والے نیلے سانپ کو زمین پر پھینکتے ہوئے حکم دیا۔

"نیلے سانپ! آج تم مقبرے کے اندر قبر کے پاس پہرہ دو گے"

نیلا سانپ اسی وقت رینگتا ہوا غار میں سے نکل کر سیڑھیوں پر سے گذرتا باہر مقبرے کی مینار والی قبر کے پاس آکر ایک بڑے پتھر کے اندر گھس کر چھپ گیا اور پہرہ دینے لگا۔ جب نیلا سانپ چلا گیا تو گنڈاپ نے چاروں لاشوں کے ہیولوں کو حکم دیا کہ وہاں سے چلے جاؤ۔ لاشوں کے ہیولے ادب سے تعظیم بجا لا کر وہاں سے چلے گئے اُن کے جانے کے بعد گنڈاپ سب سے پہلے عنبر کے تابوت کے پاس آیا۔ عنبر تابوت میں حالت بے ہوشی میں بالکل سیدھا کھڑا تھا۔ گنڈاپ نے عنبر کی گردن میں اپنا ایک نوکیلا دانت گاڑ کر اس کا تھوڑا سا خون پیا اور پھر تھیو سانگ کے تابوت کے سامنے آگیا۔ اس طرح اس نے عنبر تھیو سانگ، کیٹی، جولی سانگ اور ماریا...... سب کی گردنوں میں اپنا نوکیلا دانت گاڑ کر تھوڑا تھوڑا خون پی لیا۔ پھر اس نے تمام تابوت بند کر دیئے۔ اور نیلے سانپوں کو اپنی گردن سے اتار کر دالان کے فرش پر ڈال دیا۔ سارے سانپ کنڈلیاں مار کر بیٹھ گئے۔ اور گنڈاپ کی طرف پھن اٹھا کر تکنے لگے گنڈاپ نے کہا۔

"میرے غلام نیلے سانپو! آج سے تم ان تابوتوں کے پہرے دار ہو۔ خبردار کوئی باہر کا آدمی، کوئی عورت کسی طلسم کے ذریعے اندر آ کر ان تابوتوں کو ہاتھ نہ لگانے پائے۔ میں نے تم کو طلسم کی بے پناہ طاقت دے رکھی ہے"

تمام سانپوں نے سر جھکائے اور ایک آواز ہو کر بولے

"عظیم گنڈاپ کا حکم پورا کیا جائے گا ہم یہاں آنے والے کو زندہ نہیں چھوڑیں گے"

شاباش" گنڈاپ نے اپنا ہاتھ بلند کر کے کہا۔ اب میں جاتا ہوں" گنڈاپ خاموشی سے قدم اٹھاتا دالان سے نکل کر غار

میں آگیا اس غار میں ایک اور تنگ و تاریک کوٹھڑی تھی
اس کوٹھڑی میں بڑی موم بتی ایک انسانی کھوپڑی پر رکھی جل
رہی تھی۔ گنڈاپ نے کھوپڑی کے گرد منتر پڑھتے ہوئے
سات چکر لگائے۔ پھر موم بتی کے شعلے پر ایک سفوف پھینکا
شعلے میں سے نسواری رنگ کا دھواں نکلنے لگا۔ گنڈاپ نے اپنے
جسم پر اس دھوئیں کو اس طرح ملنا شروع کیا۔ جیسے وہ اس
میں نہا رہا ہو۔ عجیب بات تھی کہ سارا دھواں گنڈاپ کے
جسم میں جذب ہو گیا۔ اور موم بتی اپنے آپ بجھ گئی۔ گنڈاپ
کا سارا جسم نسواری ہو گیا۔ اب وہ ایک لاش کی بجائے زندہ انسان
بن گیا تھا۔ لیکن اصل میں مردہ ہی تھا۔ یہ طلسمی دھوئیں کا اثر
تھا کہ وہ زندہ انسانوں کی طرح لگنے لگا تھا۔ اس کا لباس بھی عام
انسانوں ایسا ہو گیا تھا۔ سر پر گھنگریالے سیاہ بال اگ آئے تھے
وہ غار میں گذرتا مینار والی قبر کی سیڑھیوں میں سے باہر نکل آیا
اسے دیکھ کر پہرے دار نیلے سانپ نے اپنا پھن جھکا دیا۔ گنڈاپ
نے مقبرے کے باہر دیکھا۔ دن کی روشنی پھیل رہی تھی۔ اس کے
نکلنے کے بعد مینار والی قبر اس طرح بند ہو گئی تھی۔ گنڈاپ چہرے
اور لباس سے ایک سوداگر لگتا تھا۔ وہ گندھارا شہر کی سرائے کی
طرف چل پڑا۔

○

سانس پینے والا

گنڈاپ کی ایک جیب سونے کے سکوں سے بھری ہوئی
تھی۔

سرائے میں اس نے ایک برق رفتار گھوڑا خریدا اور
اس پر سوار ہو کر ملک ایران کی طرف روانہ ہو گیا۔ اس وقت
جیسا کہ ہم پہلے بھی لکھ چکے ہیں۔ ایران پر اسکندر اعظم کے
ایک جرنیل بائیلو کی حکومت تھی۔ اسکندر اعظم مر چکا تھا
اور اس نے جتنے علاقے فتح کیئے تھے ان پر اس کے جرنیلوں
نے قبضہ کر لیا تھا۔ اور اب وہی حکومت کرتے تھے گنڈاپ
کے ذہن میں ایک منصوبہ تھا۔ یہ منصوبہ ملک ایران پر قبضہ
کرنے کا تھا۔ گنڈاپ نے عنبر، ناگ، ماریا، جولی نانگ تھیو سانگ
اور کیٹی کا تھوڑا تھوڑا خون پی لیا تھا۔ اور ان میں ان سب
کی طاقتیں آگئی تھیں۔ ناگ کی طاقت اس میں اسی وقت آگئی
تھی جب اس کے حکم سے اصلی ناگ کے سر میں کیل ٹھونک کر

اسے گندھارا کے پرانے مقبرے والے قبرستان کی ایک قبر
میں دفن کر دیا گیا تھا۔ گنڈاپ جب شہر سے باہر نکلا تو
اس نے ماریا کی طاقت کو استعمال میں لاتے ہوئے ماریا کا تصور
کیا اور گھوڑے سمیت غائب ہو کر فضا میں پرواز کرنے لگا
وہ ہوا میں بجلی کی رفتار کیساتھ اڑتا چلا جا رہا تھا۔ گندھارا سے ایران
تک کا سفر اس زمانے میں قافلے تین دنوں میں طے کیا کرتے تھے
لیکن گنڈاپ گھوڑے سمیت غائب ہو کر پرواز کرتا ہوا آدھے گھنٹے
میں ایران کے دارلحکومت پرسی پولس پہنچ گیا۔

پرسی پولس اس زمانے کے ایران کا بہت بڑا عظیم الشان
دارلحکومت تھا۔ اس شہر کی سڑکیں کشادہ تھیں اور مکان کئی
منزلہ ہوتے تھے جاگیرداروں اور امرا کی حویلیوں کے باہر
دربان صبح و شام پہرہ دیتے تھے۔ بازار روم بابل ہندوستان
اور مصر کے قسم قسم کے قیمتی سامان سے بھرے ہوئے تھے لوگ
خوشحال تھے۔ لیکن یونانی جرنیل مائیلو ایران کی دولت سمیٹ کر
یونان کے شہر ایل میں پہنچا رہا تھا۔ وہ ظالم نہیں تھا مگر لوٹ
مار میں اس کا جواب نہیں تھا۔

ایران کے خزانے میں جس قدر سونا اور قیمتی ہیرے جواہرات
تھے وہ سب کے سب اس نے یونان پہنچا دیئے تھے۔ اور اب
دوسرے علاقوں سے جو خراج آتا تھا۔ اس پر اور لوگوں پر لگائے

کے ٹیکس اور لگان پر حکومت چلا رہا تھا۔ اس نے اپنے آپ
کو سکندر کی طرح دیوتا مشہور کر رکھا تھا۔ اور درباری اس کے
آگے سجدہ کرتے تھے۔ یہ مکروہ رسم ایران میں آتش پرستی کے
زمانے سے چلی آرہی ہے۔ بعد میں جب اسلام کا نور ایران میں
پھیلا تو لوگوں کو اس مکروہ رسم سے نجات ملی اور لوگ ایک
خدا کے آگے سجدہ کرنے لگے۔

ایران کے دارلحکومت پرسی پولس میں داخل ہونے سے کچھ دیر
پہلے گنڈاپ نے اپنے آپ کو ظاہر کر دیا۔ اس وقت وہ شہر کے
دروازے سے کچھ فاصلے پر ایک ویران چٹیل میدان میں سے گذر رہا
تھا وہ گھوڑے سمیت نیچے زمین پر آگیا اور عظیم الشان ایرانی
شہر پرسی پولس کے دروازے کی طرف بڑھا۔ لباس سے وہ
سوداگر معلوم ہوتا تھا۔ شہر میں آتے ہی وہ ایک سرائے میں
جا کر اتر گیا۔ سونے کے سکے اس نے ایرانی سونے کی مہروں
میں تبدیل کروا لیئے اور ایک دن اور رات سرائے میں آرام
کیا۔ اس دوران وہ اپنے منصوبے پر غور کرتا رہا۔ دوسرے دن
اس نے پہلا کام یہ کیا کہ شہر کے ایک خوشنما باغ کے کنارے
ایک عالیشان مکان خرید کر اسے قالینوں وغیرہ سے سجا دیا یہاں
اس نے اپنے آپ کو یمن کا سوداگر ظاہر کیا جو ایران میں تجارت
کی غرض سے آیا تھا۔ حویلی میں اس نے نوکر چاکر بھی رکھ لیئے۔

ایک ایرانی کنیز رخشی کو بھی اس نے ملازم رکھ لیا یہ کنیز ایک
یتیم لڑکی تھی اور اس کے چچا نے اُسے پالا تھا۔ چچا نے دیکھا
کہ یمن کا ایک سوداگر شہر میں مکان خرید کر رہنے لگا ہے
اور اسے ایک کنیز کی ضرورت ہے۔ تو وہ رخشی کو گنڈاپ
کے پاس نوکر رکھوا گیا۔ وہ خود بھی اس لڑکی سے پیچھا چھڑانا
چاہتا تھا۔

گنڈاپ نے اپنے آپ کو یہ بھی مشہور کر دیا کہ وہ سانپ
کے کاٹے کا علاج بھی کر لیتا ہے۔ اگر کسی کو کوئی سانپ
کاٹ جائے تو وہ اس آدمی کو پھر سے زندہ کر سکتا ہے
اب گنڈاپ کے ساتھ ایک بہت بڑا مسئلہ تھا۔ مسئلہ یہ تھا
کہ لاش سے زندہ حالت میں آجانے کے بعد اب اس کے لئے لازم
ہو گیا تھا۔ کہ وہ ہفتے میں ایک دن یعنی منگل کی رات
کو کسی ایک سال کے بچے کا سانس پیے۔ سانس پینے کا مطلب
یہ تھا کہ جس لڑکے کا وہ سانس پیئے گا۔ وہ مرے گا تو نہیں
لیکن وہ زندہ بھی نہیں رہے گا۔ بے جان حالت میں قیامت
تک ویسے ہی پڑا رہے گا۔ یہ حالت موت سے کبھی بدتر تھی
مگر گنڈاپ کے لئے ضروری تھا کہ وہ ہر منگل کی رات کو ایک
چھ سات سالہ بچے کا سانس پیئے۔ اگر وہ سانس نہیں پیتا تو
اس کی ساری طاقت زائل ہو جاتی اور وہ پھر سے ایک لاش بن

کر واپس اپنے تابوت میں چلا جاتا اور یہ اسے کبھی گوارا نہیں
تھا۔

منگل ابھی دور تھا۔ تین دن باقی تھے۔ گنڈاپ نے اپنی
حویلی کے ارد گرد گھوم پھر کر دیکھ لیا تھا کہ وہاں کئی ایک
چھ سات سال کے بچے رہتے تھے۔ گنڈاپ نے اپنے محلے
کے ایک بچے کو اپنی خوراک بنانے کے لئے چن لیا تھا اس بچے
کی عمر ساڑھے چھ سال تھی۔ اور وہ بڑا پیارا بچہ تھا وہ شام
کے وقت اپنے گھر کے قریب ہی ایک باغ میں دوسرے بچوں
کے ساتھ کھیلتا تھا منگل کی شام کو گنڈاپ غائب ہو کر باغ
میں پہنچ گیا۔ لڑکا دوسرے بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا۔ گنڈاپ
اس کے قریب گیا۔ اور اس کی گردن پر ہاتھ رکھ دیا۔ چونکہ
گنڈاپ میں ماریا کی طاقت آ چکی تھی۔ اس لئے لڑکا گنڈاپ کا ہاتھ
لگتے ہی غائب ہو گیا۔ گنڈاپ اسے کاندھے پر ڈال کر اپنی
حویلی کے تہہ خانے میں لے آیا۔ لڑکا غائب ہو کر بے ہوش ہو
گیا تھا۔ گنڈاپ نے اسے تہہ خانے میں ایک تخت پر لٹا دیا
اب اُسے آدھی رات ہونے کا انتظار تھا۔ وہ اُوپر اپنے
خاص کمرے میں آ گیا۔ وہ پلنگ پر بیٹھا ہی تھا کہ کنیز رخشی
نے آ کر ادب سے سلام کیا۔ اور کہا۔
"مالک! اگر اجازت ہو تو آپ کے لئے قہوہ لاؤں؟"

گنڈاپ نے رخشی کی طرف دیکھا اور ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"ابھی جاؤ۔ قہوہ میں کھانا کھانے کے بعد پیوں گا۔"

رخشی کنیز ادب سے سلام کر کے کمرے سے نکل گئی۔ جب رات ہو گئی تو گنڈاپ نے چونکہ ابھی تک کسی بچے کا سانس نہیں پیا تھا۔ اس لئے اس کی طبیعت خراب سی ہونے لگی تھی وہ اپنے اندر کمزوری محسوس کر رہا تھا۔ وہ بے تابی سے رات آدھی گذرنے کا انتظار کرنے لگا۔ جب رات آدھی گذر گئی تو وہ اپنے خاص کمرے کے پلنگ پر سے اٹھا اور برآمدے میں سے ہوتا ہوا خفیہ سیڑھیاں اتر کر تہہ خانے میں آگیا تہہ خانے میں شمع روشن تھی۔ لڑکا تخت پر ابھی تک بے ہوش پڑا تھا اس کا سانس چل رہا تھا۔ گنڈاپ کی طبیعت سخت بے چین ہو رہی تھی۔ وہ اتنی کمزوری محسوس کر رہا تھا کہ اسے لگتا تھا کہ ابھی لاش بن جائے گا۔ اس نے جلدی سے لڑکے کے منہ پر اپنا ہاتھ رکھ دیا۔ پھر اپنا منہ بند کر کے زور سے اندر کی طرف سانس کھینچا۔ لڑکے کا سانس گنڈاپ کے ہاتھ کی رگوں میں سے ہوتا ہوا اس کے سینے میں پہنچ گیا۔ گنڈاپ نے اس لڑکے کے سانس کو اپنے جسم میں اپنے خون میں جذب کر لیا اور پھر اپنا ہاتھ لڑکے کے منہ پر سے ہٹا لیا۔ گنڈاپ کے جسم میں پھر سے طاقت

آگئی تھی مگر لڑکا مردہ اور بے جان ہو کر پڑا تھا۔

لڑکے کا سانس پینے اور تازہ دم ہونے کے بعد گنڈاپ تہہ خانے سے نکل کر اپنے کمرے میں آ کر گہری نیند سو گیا۔ دوسرے دن محلے میں شور مچ گیا کہ لڑکا غائب ہے ہر ایک کی زبان پر یہی تھا کہ لڑکا شام کو باغ میں کھیلنے گیا تھا پھر واپس نہیں آیا۔ اس کے دوستوں نے بتایا کہ وہ ان کے ساتھ کھیل رہا تھا کہ اچانک غائب ہو گیا۔ کسی کو یقین نہیں آ رہا تھا۔ ماں باپ کی حالت دیکھی نہیں جاتی تھی کوتوال شہر نے آ کر لڑکوں کے بیانات قلم بند کیے۔ ہر ایک سے پوچھ گچھ کی اور لڑکے کی تلاش شروع ہو گئی۔ مگر لڑکے کا کچھ پتہ نہ چلا۔ کنوؤں میں ڈول ڈال کر دیکھا گیا لڑکے کی لاش تک نہ ملی۔

گنڈاپ پر کسی کو شبہ تک نہیں ہو سکتا تھا وہ محلے کا امیر سوداگر تھا۔ اور غریبوں میں اکثر خیرات کرتا رہتا تھا تیسرے روز گنڈاپ نے ایران کے یونانی بادشاہ مائیلو پر اپنا اثر جمانے کے لئے سوچی سمجھی ترکیب پر عمل کیا۔ دوپہر کے وقت جبکہ آسمان پر بادل چھا رہے تھے۔ گنڈاپ اپنے خاص کمرے میں آگیا اس نے دروازہ اندر سے بند کر لیا۔ پھر وہ پلنگ کے پاس قالین پر بیٹھ گیا اور منتر پڑھا۔ اس کے سامنے ایک نیلا سانپ گنڈلی

مار کر بیٹھا ظاہر ہو گیا۔ گنڈاپ نے اس کی طرف دیکھ کر کہا
"کیا تمہیں معلوم ہے کہ میں نے تمہیں کس لئے بلایا ہے؟
نیلے سانپ نے کہا۔
"میں جانتا ہوں عظیم گنڈاپ۔"
گنڈاپ نے کہا۔ "تو پھر جاؤ اور جو کام تمہیں دیا
گیا ہے اُسے پورا کرو اور جب میں کہوں تو میرے
سامنے آجاؤ۔"
نیلا سانپ پھن جھکا کر بولا۔
"جو حکم گنڈاپ بادشاہ!"
نیلا سانپ غائب ہو گیا۔ گنڈاپ نے کھانا کھایا اور
باہر جانے لگا تو ایرانی کنیز رخشی نے ادب بجا لا کر کہا۔
"مالک! رات کو آپ کے کھانے کے لئے کیا پکایا
جائے؟"
گنڈاپ نے کہا۔
"جو جی چاہے بنوا لینا۔ میں سوداگری کیلئے بازار جا
رہا ہوں۔"
گنڈاپ گھوڑے پر سوار ہوا اور پرسی پولس کے بازاروں
کی طرف چل پڑا۔ وہ ایک ایسی مارکیٹ میں آگیا۔ جہاں قالینوں
کا کاروبار ہوتا تھا۔ وہ یہاں پہلے بھی دو چار بار آچکا تھا اور

دکانداروں کو معلوم تھا کہ گنڈاپ ایک مصری تاجر ہے
اور قالینوں کا کاروبار بھی کرتا ہے۔ گنڈاپ جان بوجھ کر
اس بازار میں آیا تھا۔ کیونکہ یہ بازار شاہی محل کے قریب ہی
تھا۔ بازار میں سپاہی بھی چل پھر رہے تھے گنڈاپ ایک
دکان پر بیٹھا دکاندار سے باتیں کر رہا تھا۔ اور اس کی نگاہ بازار
میں سپاہیوں کا جائزہ بھی لے رہی تھی۔ اسے معلوم تھا کہ یہ لوگ
ابھی گھبرا کر ادھر ادھر بھاگتے نظر آئیں گے۔ نیلے سانپ نے
اب تک اپنا کام کر دیا ہو گا۔ اور ایسا ہی ہوا۔ گنڈاپ دکان
دار کے پاس بیٹھا باتیں کر رہا تھا کہ سامنے کی طرف سے دو سپاہی
بھاگتے ہوئے آئے۔ انہوں نے باقی کے سپاہیوں سے کوئی بات
کی اور وہ بھی گھبرا کر دوسری طرف نکل گئے۔ یہ صورت حال
دیکھ کر گنڈاپ نے دکاندار سے اجازت طلب کی۔ اور بازار کی
دوسری طرف چل دیا۔ وہ گھوڑے پر سوار تھا۔ بازار سے باہر
نکلا تو کچھ فاصلے پر یونانی بادشاہ ملیلو کا شاہی محل کا بڑا دروازہ
اور اونچی دیوار دکھائی دینے لگی۔
گنڈاپ نے شاہی محل کی طرف گھوڑا بڑھا دیا گھوڑا قدم قدم
چل رہا تھا۔ ایک سپاہی کچھ گھبرایا ہوا قریب سے گذرا تو گنڈاپ
نے اس سے پوچھا کہ کیا بات ہے۔ وہ اتنا گھبرایا ہوا کیوں ہے؟
سپاہی نے کوئی جواب نہ دیا اور گھوڑا دوڑاتا آگے نکل گیا گنڈاپ

شاہی محل کے گیٹ کی طرف آگیا اور ایک جانب ہو کر درخت کے نیچے گھوڑے سے اتر گیا۔ اس کی نظریں شاہی محل کے دروازے پر لگی تھیں۔ دروازہ تھوڑا سا کھلا تھا۔ دربان بھی بے چینی سے ادھر ادھر ٹہل رہا تھا۔

اتنے میں ایک عورت جس نے سیاہ چادر اوڑھ رکھی تھی محل کے گیٹ سے باہر نکل کر شہر کی طرف آنے لگی۔ جب وہ گنڈاپ کے قریب سے گذری تو گنڈاپ جلدی سے اس کے سامنے آ گیا۔ اور بولا۔

"بہن! تم بہت گھبرائی ہوئی ہو۔ کیا بات ہے۔ مجھے بتاؤ۔ شاید میں تمہاری کوئی مدد کر سکوں۔"

عورت شاہی خادمہ تھی۔ اس نے گنڈاپ کی طرف دیکھا اور بولی

"ملکہ صاحبہ کو سانپ نے ڈس دیا ہے۔ ان کی حالت خراب ہو رہی ہے۔ شاہی حکیم بھی بے بس ہے۔ میں دوسرے حکیم کو بلانے جا رہی ہوں۔"

گنڈاپ دل میں بڑا خوش ہوا نیلے سانپ نے اپنا فرض پورا کر دیا تھا۔

گنڈاپ نے کہا۔

"بہن! یہ تو کوئی پریشانی کی بات ہی نہیں ہے۔ میں سانپ کے کاٹے کا علاج جانتا ہوں۔ تم مجھے ملکہ کے پاس لے چلو

میں ایک لمحے میں ان کو ٹھیک کر دوں گا۔"

شاہی خادمہ کو پہلے تو یقین نہ آیا۔ پھر ڈوبتے کو تنکے کا سہارا سمجھ کر بولی۔

"کیا واقعی تم ملکہ صاحبہ کا علاج کر سکو گے؟ یاد رکھو اگر تم علاج کرنے میں ناکام رہے تو تمہاری گردن کاٹ ڈالی جائے گی۔"

گنڈاپ کہنے لگا۔

"میں سب کچھ جانتا ہوں بہن۔ تم مجھے ملکہ صاحبہ کے پاس لے چلو۔ میں ان کا علاج کر دوں گا۔ میں سانپ کے کاٹے کا علاج کر دوں گا۔ میں سانپ کے کاٹے کا علاج جانتا ہوں۔"

چنانچہ شاہی خادمہ گنڈاپ کو شاہی محل میں لے گئی یونانی جزیرے کا بادشاہ ماڈیلو پریشانی کے عالم میں شاہی ملکہ کے بستر کے پاس بیٹھا تھا۔ شاہی کنیزیں اور شہزادی نیلوفر ایک طرف وہاں سر جھکائے بیٹھی تھیں۔ شہزادی نیلوفر ملکہ کی اکلوتی بیٹی تھی ملکہ کا سارا جسم نیلا پڑ گیا ہوا تھا۔ اس کا کوئی کوئی سانس آ رہا تھا۔ شاہی حکیم قریب ہی بیٹھا تھا ایک ناکام دوائی تیار کر رہا تھا اتنے میں شاہی خادمہ نے آ کر اطلاع کی کہ ایک آدمی جو سوداگر ہے کہتا ہے کہ میں ملکہ سلامت کو صحت یاب کر دوں گا۔

وہ حاضری کی اجازت چاہتا ہے بادشاہ سلامت۔ بادشاہ مائبلو
بے حد غم زدہ تھا اس نے فوراً کہا۔

"اسے جلدی اندر لاؤ۔ جلدی لاؤ۔"

شاہی خادمہ نے اسی وقت گنڈاپ کو پیش کر دیا۔ بادشاہ
مائبلو نے گنڈاپ کی طرف دیکھا اور پوچھا۔

"کیا تم ملکہ کا علاج کر لو گے؟"

گنڈاپ نے سر جھکا کر کہا۔

"کیوں نہیں بادشاہ سلامت۔ میں اس سے پہلے کئی ایسے
آدمیوں کی جان بچا چکا ہوں جن کو بہت زہریلے
سانپوں نے کاٹا تھا"

بادشاہ نے کہا۔

"کیا تمہیں یہ بھی معلوم ہے کہ اگر تم علاج نہ کر سکے تو تمہا
کیا حشر ہو گا۔؟ کیونکہ ہم ملکہ کی زندگی سے ناامید ہو چکے ہیں۔"

گنڈاپ نے جھک کر کہا۔

"میں جانتا ہوں بادشاہ سلامت میری گردن کاٹ دی
جائے گی۔"

بادشاہ نے کہا۔ "تو پھر علاج شروع کرو"

گنڈاپ آگے بڑھ کر ملکہ کے شاہی پلنگ کے قریب چاندی کی
چوکی پر بیٹھ گیا۔ اس نے جھک کر یونہی جھوٹ موٹ ملکہ کی آنکھوں

کو دیکھا اور بادشاہ کی طرف متوجہ ہو کر بولا۔

"بادشاہ سلامت! میری ایک شرط ہے"

"وہ کیا؟ جلدی بتاؤ" بادشاہ مائبلو نے پوچھا۔

گنڈاپ کہنے لگا۔

"سوائے آپ کے یہاں سے ہر آدمی کو باہر بھیج دیا جائے۔"

بادشاہ نے اسی وقت سب کو وہاں سے چلے جانے کا حکم دیا
شاہی حکیم۔ شاہی خادمہ، کنیزیں اور شہزادی نیلوفر بھی وہاں سے
چلی گئیں۔ جب شاہی خواب گاہ میں صرف ملکہ گنڈاپ اور بادشاہ
ہی رہ گئے۔ ملکہ کے سانس اب اور زیادہ اکھڑ گئے تھے اور لگتا تھا کہ
وہ مر جائے گی۔ بادشاہ نے ملکہ کی حالت دیکھ کر گنڈاپ سے کہا

"تم دیر کر رہے ہو۔ جو علاج کرنا ہے جلدی کرو اگر ملکہ
تمہاری موجودگی میں مر گئیں تو میں تمہیں جلاد کے حوالے
کر دوں گا۔"

گنڈاپ نے کہا۔

"بادشاہ سلامت آپ گھبرائیں بالکل نہیں میرے ایک
سوال کا جواب دیں۔ جس سانپ نے ملکہ صاحبہ کو ڈسا
تھا اس کا رنگ نیلا تھا کیا؟"

بادشاہ نے تعجب کے ساتھ جواب دیا۔

ہاں ہاں نیلا ہی تھا۔ یہی رنگ ملکہ نے مجھے بتایا تھا وہ نہ جانے

شاہی خواب گاہ میں کہاں سے اچانک آ گیا اور اس
نے ملکہ کو ڈس دیا۔"

گنڈاپ نے کہا۔

"بس مجھے یہی پوچھنا تھا اب میں سمجھ گیا ہوں
کہ اس سانپ کا علاج کیا ہو سکتا ہے۔ بادشاہ سلامت۔
آپ خوش قسمت ہیں کہ میں اس شہر میں سوداگری
کرنے آیا ہوا ہوں اور یہاں موجود تھا ورنہ یہ
ایک ایسا سانپ تھا کہ اس کے کاٹے کا دنیا میں
کوئی علاج نہیں ہے۔"

بادشاہ مائیلو نے بے چین ہو کر کہا۔

"تم باتیں بند کرو اور ملکہ کا علاج شروع کرو"
گنڈاپ نے کہا۔

"علاج شروع ہو چکا ہے بادشاہ سلامت"
اور اس کے ساتھ ہی گنڈاپ نے منہ میں کچھ منتر پڑھ
کر خواب گاہ کے بند دروازے کی طرف پھونک ماری
اور بلند آواز میں کہا۔

"واپس آؤ۔ واپس آؤ۔ جو کچھ تم نے کیا ہے
اس کی معافی مانگو۔ واپس آ جاؤ۔"

بادشاہ حیرانی سے گنڈاپ کی طرف دیکھ رہا تھا

یہ کس کو آواز دے رہا ہے۔ کس کو بلا رہا ہے گنڈاپ
کی آنکھیں خواب گاہ کے دروازے کی طرف لگی تھیں
بادشاہ بھی دروازے کی طرف تکنے لگا۔ اچانک اس نے دیکھا
کہ ایک نیلا سانپ پھن اٹھائے ان کی طرف رینگتا ہوا چلا
آ رہا ہے۔ بادشاہ تو حیرت کے مارے ہکا بکا ہو کر
رہ گیا کہ یہ سانپ کہاں سے آ گیا۔ نیلا سانپ گنڈاپ
کے سامنے آ کر رک گیا۔ اس نے اپنا پھن نیچے جھکا لیا
اور سانپ کی زبان میں بولا۔

"گنڈاپ بادشاہ کو آداب۔ پہلا فرض پورا کر دیا
ہے اب دوسرا فرض پورا کرنے آ رہا ہوں
فرمائیے کیا حکم ہے؟"

گنڈاپ نے سانپ کی زبان میں اسے کہا۔

"میں جیسے حکم دوں ویسے ہی کرنا"
اور اپنی انسانی زبان میں صرف بادشاہ کو
سنانے کے لئے بولا۔

"تمہیں ملکہ کو ڈسنے کی جرأت کیسے ہوئی؟
گستاخ! میں تمہیں غائب کر کے ایسی جگہ بھیجوں
گا کہ جہاں سے تم زندگی بھر واپس اس
دنیا میں نہ آ سکو گے۔"

پھر سانپ کی زبان میں کہا۔
" ملکہ کا سارا زہر چوس لو "
" جو حکم گنڈاپ عظیم "!
یہ کہہ کر نیلا سانپ ملکہ کے پلنگ کی طرف بڑھا
بادشاہ مائیلو نے قدرے اضطراب کے ساتھ کہا۔
" یہ سانپ ملکہ کی طرف کیوں بڑھ رہا ہے "؟
گنڈاپ نے کہا۔
" حضور انور! یہ ملکہ کے جسم سے سارا زہر چوس
لے گا۔ اسی سانپ نے ملکہ کو ڈسنے کی گستاخی
کی تھی اور اب یہی سانپ ملکہ کے جسم میں داخل
کیا ہوا اپنا زہر واپس نکال لے گا "
بادشاہ مائیلو جو کچھ دیکھ رہا تھا وہ اس نے پہلے
کبھی نہیں دیکھا تھا۔ سانپوں کے قصے کہانیاں اس نے بہت
سنی تھیں مگر آج ایک سانپ کو اپنی آنکھوں سامنے دیکھ رہا
تھا۔ کہ وہ اپنا ہی زہر چوسنے آ رہا تھا پہلے تو ایرانی بادشاہ
مائیلو کو یقین نہ آیا۔ مگر جب نیلے سانپ نے ملکہ کی پنڈلی
پہ منہ رکھ کر زہر چوسنا شروع کر دیا۔ تو وہ دنگ رہ گیا
دیکھتے دیکھتے نیلے سانپ نے ملکہ کے جسم سے سارا زہر چوس لیا
اور ملکہ کے جسم کا رنگ جو پہلے نیلا پڑ گیا تھا اب پھر گورا ہو

اور نیلے سانپ نے اپنا منہ پیچھے ہٹا لیا۔
گنڈاپ نے اس کی طرف دیکھ کر کہا۔
" اب تم واپس چلے جاؤ اور خبردار اس شاہی محل
میں پھر کبھی داخل ہونے کی جرأت نہ کرنا "
نیلا سانپ چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد ملکہ نے آنکھیں
کھول دیں۔ ہر طرف خوشیاں ہی خوشیاں پھیل گئیں۔ بادشاہ
مائیلو نے خوش ہو کر گنڈاپ کو کہا۔
" تمہارا نام کیا ہے "؟
گنڈاپ نے ادب سے کہا۔
" میرا نام گنڈاپ ہے بادشاہ سلامت "
بادشاہ نے پوچھا۔
" مانگو تم کیا مانگتے ہو۔ ہم تمہیں جو مانگو گے دیں گے "
گنڈاپ تو بڑے دور کی سوچ کر آیا تھا۔ کہنے لگا۔
" بادشاہ سلامت! خدا کا دیا میرے پاس سب کچھ
ہے ملکہ کو زندگی واپس مل گئی۔ بس میرے لئے یہی
سب سے بڑا انعام ہے "
بادشاہ نے کہا۔
" اچھا تو پھر ایسا ہے کہ ہم تمہیں آج سے اپنا شاہی
حکیم مقرر کرتے ہیں۔ تم ہمارے پہلے والے شاہی حکیم

کے ساتھ ہی شاہی دربار میں رہو گے۔"

ملکہ نے بھی گنڈاپ کا شکریہ ادا کیا شہزادی نیلوفر
بھی اپنی والدہ کے دوبارہ زندہ ہو جانے پر بہت ہی
خوش تھی۔ مگر وہ پہلے والے شاہی حکیم دریاب کی بے
عزت کرتی تھی۔ دریاب ایک نوجوان شاہی حکیم تھا اور
بہت لائق اور قابل تھا۔ وہ بھی شہزادی نیلوفر کا بڑا احترام
کرتا تھا۔ اس لئے شہزادی نیلوفر کو یہ بات اچھی نہ لگی۔ کہ
نوجوان شاہی حکیم دریاب کی جگہ اس شخص گنڈاپ کو دوسرا شاہی
حکیم مقرر کر دیا جائے۔ مگر وہ اپنے بادشاہ باپ کے سامنے
اس کے حکم پر اعتراض نہیں کر سکتی تھی۔ اس وقت وہ
خاموش رہی۔ لیکن رات کو جب وہ اپنی ماں ملکہ کے پاس
بیٹھی تھی تو اس نے بادشاہ کے اس فیصلے کو جذباتی فیصلہ قرار
دیتے ہوئے کہا۔

"امی جان! اس فیصلے سے دریاب شاہی حکیم کی
دل شکنی ہو گی۔ وہ ہمارا پرانا شاہی حکیم ہے۔

ملکہ نے کہا۔

"شہزادی بیٹی! میں جانتی ہوں کہ بادشاہ نے جذبات
میں آ کر اور میری صحت یابی سے متاثر ہو کر گنڈاپ کو
دوسرا شاہی حکیم مقرر کر دیا ہے۔ لیکن میرا خیال ہے کہ

دریاب کی حیثیت پر اس سے کوئی اثر نہیں پڑے گا
وہ بھی پہلے کی طرح شاہی حکیم ہی رہے گا۔

شہزادی نیلوفر کہنے لگی۔

"امی جان! دوسری بات یہ ہے کہ یہ گنڈاپ کوئی
حکیم نہیں ہے۔ یہ تو مجھے کوئی شعبدہ باز سپیرا لگتا ہے
جس کو سانپوں کو بلانے اور انہیں اپنا زہر چوسنے پر آمادہ
کرنے کا ڈھنگ آتا ہے۔"

ملکہ نے کہا۔

"بیٹی نیلوفر! مجھے معلوم ہے کہ تم ٹھیک کہہ رہی
ہو۔ دریاب نوجوان ہے۔ اور بڑا لائق حکیم ہے۔ لیکن
اس وقت گنڈاپ نے ایک ایسا شعبدہ دکھایا ہے
کہ بادشاہ اسے شاہی حکیم کا عہدہ دینے پر مجبور
ہو گیا۔ کیونکہ اس وقت ہمارا شاہی حکیم دریاب بھی
بے بس دکھائی دیتا تھا۔ اگر گنڈاپ میرا علاج نہ کرتا
اور نیلے سانپ کو نہ بلاتا تو میں زندہ نہ بچ سکتی تھی
مگر تم فکر نہ کرو گنڈاپ کے پاس زیادہ علم نہیں ہے
وہ اپنے آپ ہی مات کھا جائے گا۔"

دوسری طرف نوجوان شاہی حکیم دریاب بھی دل میں غمگین
تھا کہ اس کی جگہ ایک غیر ملکی گنڈاپ کو دے دی گئی ہے اگرچہ

بادشاہ نے دربار سے اس کا شاہی حکیم کا عہدہ واپس نہیں
لیا تھا مگر دربار میں اب گنڈاپ کو ہی شاہی حکیم کا مرتبہ
حاصل تھا۔ اور بادشاہ ہر معاملے میں اس سے مشورہ لیتا تھا
گنڈاپ نے بھی اپنی باتوں اور عیاری سے بادشاہ پر اپنا اثر
ڈالنا شروع کر دیا تھا گنڈاپ کے پاس ملدیا، جولی سانگ اور ناگ
اور تھیو سانگ کی بھی طاقتیں موجود تھیں لیکن ابھی ان کے استعمال
کی نوبت نہیں آئی تھی ۔ گنڈاپ بڑا چالاک اور عیار تھا وہ
آہستہ آہستہ اپنی سازش کا جال پھیلا رہا تھا ۔ وہ اچانک اِسطرح
سے تخت پر قبضہ نہیں کرنا چاہتا تھا کہ رعایا اس کے خلاف
ہو جائے ۔ کیونکہ اگر رعایا خلاف ہو یا فوج کا سپہ سالار
بھی اس کے خلاف ہو تو وہ حکومت نہیں کر سکتا تھا
گنڈاپ رعایا اور فوج کے سپہ سالار پر بھی اپنا اثر ڈال کر
انہیں بھی اپنا گرویدہ بنانے کا جتن کر رہا تھا۔ رعایا میں
مقبولیت حاصل کرنے کا اس نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ شہر
میں اپنے نیلے سانپ کو چھوڑ دیا ۔ جس کو وہ ڈستا گنڈاپ
وہاں جا کر اس کا علاج کر دیتا ۔ دوسرے سانپ بھی اگر
کسی کو ڈستے تو گنڈاپ انہیں ٹھیک کر دیتا ۔ تھا اس
طرح لوگوں میں گنڈاپ کو بڑی عزت حاصل ہو گئی ایسے ہی
دوسرا منگل بھی آ گیا ۔

گنڈاپ کو اب پھر ایک لڑکے کے سانس پینے کی ضرورت
تھی اس کے لئے یہ کوئی مشکل کام نہیں تھا ۔ وہ ماریا
کی طاقت کی مدد سے غائب ہو کر کسی بھی لڑکے کو اٹھا
کر اپنے تہہ خانے میں لا سکتا تھا چنانچہ اس دفعہ گنڈاپ
نے اپنے محلے کی بجائے شہر کے ایک دوسرے محلے سے
ایک لڑکے کو اٹھایا اور تہہ خانے میں لے جا کر اس کا سانس
کھینچ کر اپنے جسم میں جذب کر لیا ۔ یہ لڑکا بھی مردہ ہو گیا
گنڈاپ نے اسے بھی اٹھا کر دوسرے بڑے تہہ خانے میں
ایک لاش کی طرح پھینک دیا اس لڑکے کے گم ہونے کا شور
مچ گیا ۔ کوتوال نے تفتیش شروع کر دی یونہی جب ایک
مہینے کے اندر اندر شہر میں چار لڑکے غائب ہو گئے
تو یہ بات بادشاہ ماٹیلو تک بھی پہنچ گئی ۔
بادشاہ نے کوتوال شہر کو بلا کر اس سے مشورہ کیا
کہ ایسا کیوں ہوتا ہے ۔ اور لڑکے کہاں غائب ہو
رہے ہیں ۔
کوتوال نے کہا کہ حضور!
ہر لڑکا منگل کی شام کو گم ہوتا ہے اور عینی گواہوں
کا کہنا ہے کہ لڑکا کھیلتے کھیلتے یا گلی میں چلتے چلتے ایک
دم غائب ہو گیا ۔ میرا خیال ہے کہ شہر میں کوئی بلا یا بھوت

نازل ہو گیا ہے۔ جو بچوں کو اٹھا کر لے جاتا ہے۔ بادشاہ نے غصّے میں کہا۔

" تو تم کس مرض کی دوا ہو۔ تمہیں کس لئے اس عہدے پر لگایا ہے جاؤ ایک ہفتے کے اندر اندر مجرم کو گرفتار کر کے میرے سامنے پیش کرو نہیں تو تمہاری خیر نہیں۔"

گنڈاپ نے اپنی سازشوں سے سپہ سالار کو بھی اپنا مطیع کر لیا تھا۔ دوسری طرف گنڈاپ نے بادشاہ کے کھانے میں روزانہ ایک ایسا زہر ملانا شروع کر دیا۔ جو آہستہ آہستہ اُسے موت کی طرف لے جانے لگا۔ جب بادشاہ بیمار پڑ گیا تو گنڈاپ نے علاج بھی ایسا ہی کیا کہ بادشاہ کی بیماری ٹھیک نہ ہو۔ شہزادی نیلو فر اپنے باپ کی بیماری سے پریشان ہو گئی۔ گنڈاپ پر اِسے پہلے ہی یقین نہیں تھا اس نے دریاب حکیم سے بات کی اور ملکہ سے مل کر بادشاہ کو آمادہ کر لیا۔ کہ اس کا علاج دریاب کرے گا۔ مگر یہ خفیہ علاج ہوگا اور گنڈاپ کو اس کی خبر نہیں ہونے دی جائے گی

دریاب ایک قابل حکیم تھا۔ اس نے فوراً معلوم کر لیا کہ بادشاہ کو آہستہ آہستہ زہر دیا جا رہا ہے۔ یہ سن کر ملکہ اور شہزادی نیلو فر حیران رہ گئیں۔

○
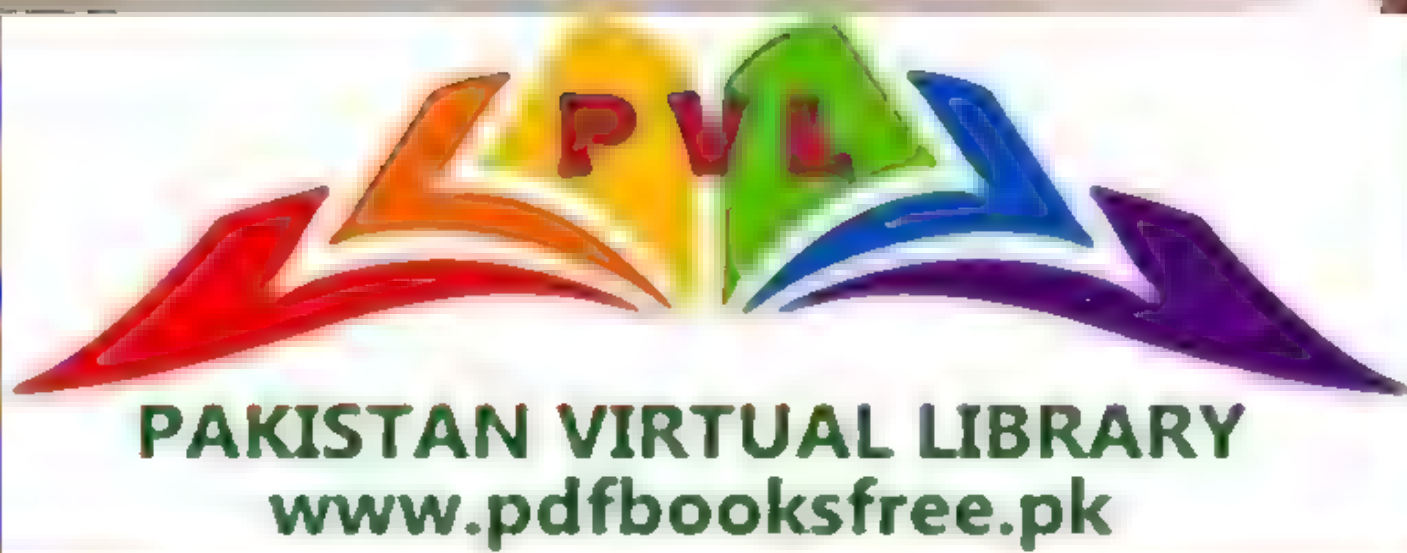
طلسمی نقش نیلا سانپ

شہزادی نیلو فر نے ملکہ سے کہا۔

"امی جان مجھے یقین ہے کہ بادشاہ سلامت کو یہی گنڈاپ زہر کھلا رہا ہے۔"

ملکہ نے آہ بھر کر کہا۔

"یہ تو اب میں بھی جان گئی ہوں۔ مگر گنڈاپ ایک شعبدہ باز ہے۔ سانپوں پر اس کی حکومت ہے مجھے اس سے ڈر لگتا ہے۔"

دریاب حکیم بولا۔

"اس طرح سے ہم بادشاہ سلامت کو ہاتھ سے کھو دیں گے اور کوئی پتہ نہیں کہ گنڈاپ بعد میں تخت پر قبضہ کر لے۔ کیونکہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ اس نے سپہ سالار کو بھی اپنا مطیع بنا

رکھا ہے۔"

ملکہ نے بے بسی کے عالم میں کہا۔

"دریاب میری تو کچھ سمجھ میں نہیں آتا تم ہی مجھے اس تباہی سے بچا سکتے ہو۔ سب سے پہلے تو بادشاہ سلامت کے زہر کا علاج کرو۔ آج سے میں ان کو دی جانے والی ہر شے خود اپنے ہاتھ سے تیار کر کے دیا کروں گی۔"

دریاب نے نیلو فر شہزادی کو ایک طرف لے جا کر کہا۔

"تم بھی خیال رکھو کہ بادشاہ سلامت کو کوئی دوسرا شخص کھانا وغیرہ لا کر نہ دے اس وقت تک بادشاہ سلامت کے جسم میں جو زہر جا چکا ہے اس کا علاج میں کروں گا۔"

ملکہ نے پوچھا۔

"کیا ہمیں بادشاہ سلامت سے یہ بات کرنی چاہیئے کہ انہیں زہر دیا جا رہا ہے۔"

دریاب بولا۔

"بادشاہ سلامت کبھی یقین نہیں کریں گے کہ یہ زہر انہیں گنڈاپ دے رہا ہے کیونکہ وہ گنڈاپ کو اپنا سب سے زیادہ عزیز دوست

سمجھتے ہیں اس بارے میں ابھی خاموش رہنا ہی
بہتر ہے۔"

گنڈاپ کو جب معلوم ہوا کہ اس کی سازشوں کو ناکام
بنایا جا رہا ہے۔ اور اب بادشاہ کا کھانا خود ملکہ
اور شہزادی تیار کرنے لگی ہیں۔ تو اس نے بادشاہ کو براہ
راست موت کی آغوش میں پہنچانے کا فیصلہ کر لیا مشکل
یہ تھی کہ اگر وہ خود سانپ بن کر بادشاہ کو ڈستا
ہے۔ تو رعایا پوچھ سکتی تھی کہ بادشاہ کو سانپ
نے کاٹا تھا۔ تو گنڈاپ نے بادشاہ کی جان کیوں
بچائی۔ وہ تو سانپ کے کاٹے کا علاج جانتا
تھا اس طرح سے رعایا گنڈاپ کے خلاف ہو
سکتی تھی جو گنڈاپ نہیں چاہتا تھا۔ وہ ایران کے
تخت پر اس طرح سے قبضہ جمانا چاہتا تھا کہ
رعایا اور فوج بھی اس کے ساتھ ہو وہ اور
اس کی اولاد صدیوں تک ایران پر حکومت کر
سکے۔ لے دے کے گنڈاپ کے پاس ایک ہی
طریقہ رہ گیا تھا۔ کہ وہ ماریا کی طاقت سے کام لیتے
ہوئے۔ بادشاہ مائیلو کو ایک دم غائب کر دے
اور غائب کرنے کے بعد اسے قتل کر کے ہمیشہ کے

لیئے ختم کر دے۔ چنانچہ گنڈاپ نے یہی فیصلہ
ر لیا۔ اب اچانک بادشاہ کو دربار میں یا شاہی محل میں
ب کرنا مناسب نہیں تھا۔ ضروری تھا کہ وہ بادشاہ
کار پر جانے کے لئے آمادہ کرے اور پھر جنگل
اسے غائب کر دے۔ یا خود ناگ کی طاقت سے
لیتے ہوئے شیر بن کر اسے ہلاک کر دے اس میں
اگرچہ خطرہ تھا کہ بادشاہ کے محافظ تیر برسا کر شیر
ھی مار ڈالیں گے۔ ایسی صورت میں گنڈاپ کو نقصان
سکتا تھا۔

گنڈاپ نے ماریا کی طاقت سے کام لے کر
شاہ کو پہلے غائب کرنے کا پھر اسے جنگل میں
کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ اب وہ بادشاہ کو شکار پر
جانے کی کوشش کرنے لگا۔ مگر بادشاہ کی
بیت ٹھیک نہیں تھی۔ گنڈاپ بادشاہ کے صحت
ہونے کا انتظار کرنے لگا۔ اس نے بادشاہ کو
دینا چھوڑ دیا تھا۔ بادشاہ ملکہ اور شہزادی کے
کی پکی ہوئی خوراک کھاتا تھا۔

بادشاہ کی صحت آہستہ آہستہ ٹھیک ہو رہی تھی
اپ چاہتا تھا کہ۔ وہ پوری طرح سے ٹھیک ہو جائے

تو بادشاہ کو لے کر شکار پر چل دے اور جنگل میں
اس کا کام تمام کر ڈالے۔

دوسری طرف نوجوان حکیم دریاب بھی گنڈاپ کے
پیچھے لگا ہوا تھا اور وہ شاہی خاندان کو اس کے
سے بچانا چاہتا تھا۔ دریاب کا ایک بوڑھا ا
استاد تھا۔ جو شہر سے باہر جنگل میں اکیلا رہا کرتا
وہ جڑی بوٹیوں کا بھی ماہر تھا۔ اور اُسے علم نجوم
آتا تھا۔ اور وہ طلسم کا نقش بھی بنا لیتا تھا۔
نے اپنے استاد سے مشورہ کرنے اور مدد لینے کا
کیا۔ اور اس کے پاس پہنچا اسے ساری بات سنائی
اور کہا۔

" یہ گنڈاپ ہمارے ملک اور بادشاہ کا دشمن
ہے وہ ہماری قوم کو غلام بنانا چاہتا ہے
کسی طرح اس دشمن سے ہمیں نجات دلائیے
دریاب کے بوڑھے استاد نے کہا۔

" بیٹا دریاب! گنڈاپ کے بارے میں مجھے
کچھ معلوم نہیں کہ وہ کون ہے میں اس
کا زائچہ بنا کر ہی کچھ معلوم کر سکتا ہوں۔

استاد نے اسی وقت سلیٹ نکال کر چاک کی مدد
سے گنڈاپ کا زائچہ بنایا۔ زائچے کو دیکھ کر بوڑھا
استاد حیرت میں گم ہو گیا دریاب نے استاد کی حیرت
دیکھا تو بولا۔

" کیوں بابا! زائچہ کیا کہتا ہے؟"
استاد نے کہا۔

" دریاب! زائچہ یہ بتا رہا ہے کہ گنڈاپ ایک
بہت ہی خطرناک دشمن ہے اس کے پاس اتنی
طاقتیں ہیں کہ تم یا بادشاہ کی ساری فوج
بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی وہ سانپ
بن سکتا ہے وہ سانپوں کی زبان جانتا
ہے۔ وہ کسی شے کو اپنی آنکھ کی روشنی
سے اوپر اٹھا سکتا ہے۔ وہ اپنی دوسری
آنکھ کی روشنی سے سارے محل کو تباہ کر
سکتا ہے۔ وہ غائب ہو سکتا ہے۔ وہ
بڑی سے بڑی عمارت اور انسان کو چھوٹا
بنا سکتا ہے۔ میں اس کی کس کس طاقت کا
ذکر کروں۔ میں تو زائچہ دیکھ کر سکتے میں آ
گیا ہوں۔ کہ اس شخص کے پاس اتنی ساری

طاقتیں کہاں سے آ گئی ہیں؟"
یہ سن کر درباب تو پہلے سے زیادہ پریشان
ہو گیا اسے اب معلوم ہوا کہ گنڈاپ کا مقابلہ
اس کے بس کی بات نہیں ہے اس نے اپنے بزرگ
استاد کے پاؤں پکڑ لیئے اور کہا۔
"بابا! کسی طرح ہماری قوم اور ملک کو
اس شیطان سے نجات دلائیے ورنہ ہمارا
ملک اور قوم تباہ ہو کر رہ جائے
گی۔"
بزرگ استاد گنڈاپ کے زائچے کو بڑی غور
سے دیکھ رہا تھا۔ وہ گہری سوچ میں گم
کافی سوچ بچار کے بعد اس نے کہا۔
"بیٹا درباب!
"میں ابھی اس شخص سے اپنی قوم کو
نجات دلانے کے بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتا
ہاں صرف یہ کوشش ضرور کر سکتا ہوں کہ
اس کی طاقتوں کو وقتی طور پر معطل کر دیا
جائے۔ یعنی کوئی ایسا طریقہ اختیار کیا جائے
کہ گنڈاپ اپنی اتنی ساری طاقتوں میں

بھی کام نہ لے سکے۔ اس کے بعد سوچیں گے
کہ اس شیطان سے پوری طرح سے نجات
کیسے حاصل کی جا سکتی ہے؟"
درباب نے اپنے استاد کے پاؤں دباتے ہوئے
کہا۔
"بابا جان! کسی طرح سے یہی کر دیجئے اس
سے بھی بہت فرق پڑ جائے گا کیا
آپ کے پاس کوئی ایسا طریقہ کوئی ایسی
ترکیب ہے جس کے ذریعے گنڈاپ کی
طاقتوں کو معطل کر دیا جائے؟"
بزرگ استاد نے اپنے تھیلے میں سے پرانی کتاب
نکالی اور اسے غور سے پڑھنے لگا۔
پھر بولا۔
"بدی کے خلاف طلسم اور نقش بنانا ایک
نیک کام ہے میں تمہیں ایک نقش بنا
کر دیتا ہوں۔ اگر تم کسی طریقے سے یہ نقش
پانی یا شربت میں گھول کر گنڈاپ کو پلا
دو تو مجھے یقین ہے کہ اس کی طاقتیں
چھ ماہ کے لئے ختم ہو جائیں گی چھ ماہ

نک زدہ نہ تو سانپ بن سکے گا نہ غائب ہو
سکے گا اور نہ کوئی دوسری طاقت سے کام
لے سکے گا۔"
دریاب نے جادوگر سے کہا۔
"بابا جان!
آپ مجھے نقش بنا کر دیجئے میں جیسے بھی ہوگا
اسے یہ نقش پلا دوں گا۔ یہ میرا کام ہے
آپ نقش تیار کر دیجئے"
بزرگ استاد نے اسی وقت پرانی کتابوں کی
مدد سے کاغذ کے ایک چھوٹے سے ٹکڑے
پر طلسم کا ایک نقش بنا کر دریاب کے حوالے
کر دیا۔ اور کہا۔
"اس نقش کو خفیہ رکھنا۔ اس کو کاغذ سمیت
پانی یا شربت میں ڈال کر ہلانا جب اس نقش
کی تحریر کا رنگ زرد پڑ جائے تو وہ پانی
یا شربت گنڈاپ کو پلا دینا۔"
دریاب نے اپنے استاد کا شکریہ ادا کیا اس کے
قدم چھوئے اور سیدھا محل میں آگیا۔ اس نے اس طلسمی
نقش کا ذکر ملکہ سے بھی نہ کیا صرف شہزادی نیلوفر کو

بتا دیا۔ شہزادی نیلوفر سوچ میں پڑ گئی کہ گنڈاپ
کو یہ نقش پلانے کی کون سی ترکیب ہو سکتی
ہے۔
دریاب بھی غور کرتا رہا۔ آخر شہزادی نیلوفر نے کہا
"ایک ترکیب ہو سکتی ہے"
دریاب نے پوچھا۔
"وہ کیا ہے"
شہزادی نیلوفر نے کہا۔
"یہ شیطان گنڈاپ مجھ سے شادی کرنا
چاہتا ہے۔ اس نے کئی بار باتوں ہی باتوں
میں مجھ سے اپنی اس خواہش کا اظہار بھی کیا
ہے۔ میں اسے شادی کا جھانسہ دے کر
یہ نقش پلانے کی کوشش کر سکتی ہوں"
دریاب بولا۔
"سوچ لو شہزادی! گنڈاپ بڑا مکار آدمی
ہے اگر اسے ذرا بھی شک ہو گیا تو وہ
آپ کو شدید نقصان پہنچا سکتا ہے"
شہزادی نے کہا۔
"مجھے اپنے اوپر پورا اعتماد ہے تم فکر نہ کرو۔

یہ کام میں دو ایک دنوں میں ہی کر لوں گی
میرے سوا کوئی دوسرا یہ کام کر بھی تو نہیں سکتا
اپنے ملک و قوم کے لئے مجھے ایسا کرنا ہی
ہو گا۔"

دریاب نے شہزادی نیلوفر کو نقش دے دیا اس
دوران ایک اور مہینہ گذر گیا اور شہر سے چار مزید
بچے گم ہو گئے۔ اِن چاروں بچوں کو بھی گنڈاپ
ہی نے ماریا کی طاقت کے ذریعے غائب کر کے ان
کا سانس پی لیا تھا۔ اور ان کے مردہ جسم اپنے مکان
کے خفیہ تہہ خانے میں پھینک دیئے تھے۔ یہ ایک
الگ مصیبت شہر پر نازل ہو گئی تھی۔ بادشاہ نے
گنڈاپ سے بھی مشورہ کیا۔
گنڈاپ نے کہا۔
"بادشاہ سلامت!
یہ ضرور کوئی غیبی چڑیل یا
بھوت ہے جو بچوں کو اٹھا کر لے جاتا ہے
آپ فکر نہ کریں۔ میں اس کا کوئی نہ کوئی علاج
ڈھونڈ لوں گا۔"

پھر اس نے بادشاہ سے کہا۔
"حضور! آپ کی صحت ابھی تک پوری طرح سے
ٹھیک نہیں ہوئی۔ کیا یہ بہتر نہیں کہ آپ
کچھ دنوں کے لئے جنگل میں شکار کھیلنے چلیں
اس طرح کھلی ہوا میں رہنے اور تفریح کرنے
سے آپ کی صحت پر اچھا اثر پڑے گا"
بادشاہ نے کہا۔
"گنڈاپ! تمہاری تجویز ہمیں پسند آئی ہے۔
مگر شہر میں بچے گم ہو رہے ہیں
رعایا پریشان ہے۔ ہم چاہتے ہیں
پہلے اس مصیبت کا کوئی حل تلاش
کریں تو پھر شکار پر ضرور چلیں گے"
گنڈاپ نے آگے کوئی بات نہ کی۔ اس نے اب ایک
دوسرا فیصلہ کر لیا تھا۔ وہ بادشاہ کو سیر و تفریح کے بہانے
شاہی محل سے باہر جو دریا بہتا تھا وہاں لے جا کر غائب
کرنے اور پھر ہلاک کرنے کی اسکیم تیار کر چکا تھا دوسری
طرف شہزادی نیلوفر بھی اپنے منصوبے پر عمل کرنے
کے لئے بالکل تیار تھی۔ جس روز گنڈاپ بادشاہ سے
شکار کی بات کر کے واپس اپنے شاہی محل والے کمرے

میں آیا تو شہزادی نیلوفر وہاں پہلے ہی موجود تھی گنڈاپ
اب ہفتے میں تین دن شاہی محل والے اپنے مکان اور
چار دن اپنے شہر والے مکان میں رہتا تھا۔

جس روز اسے کسی بچے کو غائب کرنا ہوتا تھا وہ
اپنے شہر والے مکان میں چلا جاتا تھا۔ شہزادی نیلوفر کو
اپنے کمرے میں دیکھ کر گنڈاپ بڑا خوش ہوا۔ وہ پہلے
ہی شہزادی پر کئی بار ڈورے ڈال چکا تھا کہ وہ
اس سے شادی کر لے۔ شہزادی سے اس کی مرضی کے
مطابق شادی کرنے سے گنڈاپ کو یہ فائدہ ہوتا کہ
رعایا کے ساتھ ساتھ شاہی خاندان بھی اس کا مطیع
ہو جاتا اور اس کا شاہی خاندان سے خون کا رشتہ
قائم ہو جاتا۔

اس نے جھک کر شہزادی نیلوفر کو سلام کیا اور
ادب سے بولا۔

"آج میں کتنا خوش قسمت ہوں۔ کہ شہزادی صاحبہ
خود میرے غریب خانے میں تشریف لائی ہیں"

شہزادی نیلوفر نے اپنے ماتھے کو ہاتھ سے دباتے
ہوئے کہا۔

"صبح سے ہمارے سر میں درد ہو رہا ہے۔ درباب

سے بھی دوائی لے کر کھائی ہے۔ مگر کوئی فرق
نہیں پڑا۔ سوچا تم سے دوائی لوں۔

گنڈاپ نے کہا۔

"یہ کونسی ایسی بات ہے آپ کا سر درد ابھی
دور کر دیتا ہوں"

گنڈاپ نے شہزادی نیلوفر کو ایک دوائی پلائی
شہزادی کو سر درد تو تھی ہی نہیں۔ دوائی پی کر بولی۔

"گنڈاپ! تمہاری دوائی نے تو فوراً اثر دکھایا
ہماری سر درد جاتی رہی ہے"

گنڈاپ کو شہزادی نیلوفر کے آگے اپنی تعریف
اور درباب کی برائی کرنے کا موقع مل گیا۔ کیونکہ
وہ جانتا تھا کہ شہزادی نیلوفر حکیم درباب کا بڑا
احترام کرتی ہے۔

کہنے لگا۔

"شہزادی صاحبہ! میرے پاس تو ایسے نسخے ہیں کہ
آدمی مر رہا ہو تو اٹھ کر بیٹھ جائے وہ درباب حکیم
میرا کیا مقابلہ کرے گا"

اب شہزادی نیلوفر نے بھی اداکاری شروع کر دی
اور کہا۔

گنڈاپ! تم واقعی بڑے لائق ہو۔"

گنڈاپ نے شہزادی کے قریب ہو کر کہا۔

"شہزادی صاحبہ! میں تو ہمیشہ سے آپ کا غلام ہوں۔ پہلے بھی کئی بار آپ کی خدمت میں عرض کر چکا ہوں کہ میں ساری زندگی آپ کا غلام بن کر رہنا چاہتا ہوں۔ مگر آپ نے کبھی توجہ نہیں فرمائی۔"

شہزادی نیلوفر نے اداکاری کرتے ہوئے کہا۔

"اب ہم بھی سوچتے ہیں کہ ہمیں تم ایسا لائق اور قابل آدمی زندگی میں نہیں ملے گا۔ لیکن ہم چاہتے ہیں کہ اس سے پہلے کہ ہم بادشاہ سلامت اور ملکہ صاحبہ سے بات کریں۔ تمہارے پاس آ کر کچھ وقت گزارا کریں۔ تاکہ ہمیں علم ہو جائے کہ تمہاری طبیعت کیسی ہے۔ تم کن چیزوں کو پسند اور ناپسند کرتے ہو۔"

گنڈاپ خوشی سے پھولا نہ سمایا۔ کہنے لگا۔

"شہزادی صاحبہ! اس سے زیادہ میری اور کیا خوش قسمتی ہوگی۔ کہ آپ دن کا کچھ وقت میرے غریب خانے پر آ کر بسر کریں۔"

شہزادی نیلوفر نے کہا۔

"لیکن اس کی خبر کسی کو نہیں ہونی چاہیئے۔"

گنڈاپ فوراً بولا۔

"اس کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا شہزادی صاحبہ یہ بات صرف آپ کے اور میرے درمیان رہے گی۔"

گنڈاپ پوری طرح شہزادی کے قبضے میں آ چکا تھا اس نے کہا۔

"تو ایسا ہے کہ میں روز رات کے وقت تمہارے پاس آیا کروں گی اور ہم رات کا قہوہ یا شربت مل کر پیا کریں گے ساتھ باتیں بھی کریں گے۔"

گنڈاپ تو خوشی سے نہال ہو گیا۔ اس طریقے سے وہ شاہی خاندان سے پکی رشتے داری قائم کر سکتا تھا جھٹ بولا۔

"شہزادی صاحبہ! اس وقت میں اپنے آپ کو دنیا کا سب سے زیادہ خوش قسمت انسان سمجھتا ہوں کیا میں آج رات آپ کا انتظار کروں۔!"

"کیوں نہیں" شہزادی نے کہا۔

"اچھا! اب میں جاتی ہوں رات کو جب محل کے چراغ بجھ جائیں گے تو تمہارے پاس آ جاؤں گی۔ تم قہوے کا سامان تیار رکھنا میں خود تمہیں قہوہ بنا کر پلاؤں گی۔ دوسرے دن تم مجھے قہوہ بنا کر پلانا۔ اس طرح سے ہم ایک دوسرے کے ادب آداب کے طریقوں سے واقف ہو جائیں گے۔

"بجا فرمایا۔ بجا فرمایا۔ میں رات کو آنکھیں بچھائے آپ کی راہ دیکھوں گا۔"

گنڈاپ یہ کہہ کر شہزادی نیلو فر کو چھوڑنے کمرے کے دروازے تک آیا۔ شہزادی نیلو فر رات کو آنے کا وعدہ کر کے چلی گئی۔ جاتے ہی اس نے ساری کہانی دریاب کو سنا ڈالی۔ دریاب بڑا خوش ہوا۔ کہنے لگا۔

"آج ہی گنڈاپ کو قہوے میں نقش پلانے کی کوشش نہ کرنا۔ کہیں جلدی میں تم سے کوئی غلطی نہ ہو جائے۔"

شہزادی نیلو فر بولی۔

"میں آج ہی کوشش کروں گی اس خبیث آدمی کے پاس میں بار بار جانا بالکل پسند نہیں کرتی تم بے فکر رہو۔ وہ پوری طرح میرے جال میں پھنس چکا ہے اسے یقین ہو گیا ہے کہ میں اسی سے شادی کروں گی۔"

رات کو شہزادی نیلو فر نے سیاہ لبادہ اوڑھا اور اپنے کمرے سے نکل کر گنڈاپ کے کمرے کی طرف چل دی نقش اس نے اپنے پاس چھپا کر رکھ لیا تھا وہ ایک خفیہ راستے سے گنڈاپ کے کمرے میں داخل ہوئی۔ گنڈاپ ریشمی لباس پہنے کمرے کو خوشبوؤں سے مہکائے شہزادی کے انتظار میں بیٹھا تھا۔ شہزادی کو دیکھتے ہی اس نے جھک کر سلام کیا اور کرسی پیش کی۔ شہزادی نیلو فر نے سیاہ لبادہ اتار کر ایک طرف رکھ دیا اور بولی۔

"گنڈاپ میرے پاس زیادہ وقت نہیں ہے تم برتن میز پر لگا دو۔ میں تمہارے لئے اپنے ہاتھ سے قہوہ تیار کر کے لاتی ہوں۔"

گنڈاپ تو شہزادی نیلو فر سے شادی ہو جانے کے خیال میں سرشار تھا۔ جلدی سے بولا۔

"یہ میری خوش قسمتی ہے کہ شہزادی صاحبہ
خود اپنے ہاتھ سے میرے لئے قہوہ
تیار کریں۔"

وہ میز پر شیشے کے پیالے سجانے لگا
اور شہزادی نیلوفر باورچی خانے میں چلی گئی۔
باورچی خانے میں بھی گنڈاپ نے سب چیزیں
پہلے ہی سے تیار کر رکھی تھیں۔ آگ جل رہی
تھی۔ قہوے اور شربت کا سارا سامان موجود
تھا شہزادی نیلوفر نے جاتے ہی قہوے کا پانی
آگ پر رکھ دیا۔ اور یہ دیکھنے کے لئے کہ گنڈاپ
کیا کر رہا ہے واپس اس کے پاس آگئی اور بولی
"گنڈاپ!
قہوے میں تم میٹھا زیادہ پیتے ہو
یا کم میں تو کم میٹھا پیتی ہوں"
گنڈاپ نے بڑے ادب سے جواب دیا۔
"شہزادی صاحبہ میں بھی آج سے کم میٹھا
پیا کروں گا"
شہزادی مسکراتی ہوئی واپس باورچی خانے میں
چلی گئی گنڈاپ اپنے آپ کو ہر طرح سے مہذب

اور شہزادی کے لائق ثابت کرنے کی کوشش کر
رہا تھا۔ وہ خوب جانتا تھا کہ اگر اس کی شادی
شہزادی نیلوفر سے ہوگئی تو اس کی اولاد صدیوں
تک ایران کے تخت پر حکومت کرتی رہے
گی۔

جب شہزادی باورچی خانے میں پہنچی تو قہوے کا
خوب گرم ہو چکا تھا۔ اس نے سب سے پہلا کام
یہ کیا کہ نقش والا کاغذ نکال کر پیالے میں ڈالا
اور پھر اس میں قہوہ انڈیل دیا۔ گرم قہوے کے
گرتے ہی نقش کے ہندسے اور الفاظ گھل کر
زرد پڑ گئے۔ شہزادی نے پھر بھی چمچ سے اسے
خوب ہلایا۔ جب اسے یقین ہو گیا کہ نقش اچھی طرح
قہوے میں حل ہو گیا ہے۔ تو کاغذ کو چمچ کی
مدد سے باہر نکال لیا۔ اور اسے اپنی جیب میں
چھپا لیا۔ گنڈاپ شہزادی کی محبت میں اور اس کے
ساتھ شادی کرنے کے خیال سے اس قدر اندھا ہو
چکا تھا۔ کہ اسے شہزادی پر کبھی شک ہو ہی نہیں
سکتا تھا۔ ورنہ وہ ماریا کی طاقت سے مدد لے کر
غائب ہو کر باورچی خانے میں آکر شہزادی کی حرکتیں دیکھ

سکتا تھا لیکن اس کے دل میں تو یہ وہم تک نہیں
تھا کہ شہزادی نیلو فر اس کی ساری طاقتیں ختم
کرنے کے پروگرام پر بھی عمل کر سکتی ہے۔

وہ بڑی شان سے تخت پر میز کے سامنے گاؤ
تکیہ لگائے بیٹھا اپنے لباس پر عطر لگا رہا تھا کہ اتنے
میں شہزادی نیلو فر چاندی کے طشت میں قہوہ اور پیں
لے کر داخل ہوئی۔ گنڈاپ نے اٹھ کر تعظیم بجا لائی
اور بولا۔

"یہ بہت بڑی گستاخی کی بات ہے کہ آپ اتنی
بڑی شہزادی ہو کر میرے لئے خود قہوہ
بنا کر لائیں۔"

شہزادی نیلو فر نے دل میں کہا۔ خبیث انسان
تمہیں کیا معلوم کہ میں یہ سب کچھ اپنی قوم کو تمہارے
شیطانی ارادوں سے نجات دلانے کے لئے کر رہی
ہوں۔

اوپر سے شہزادی نے ہنس کر کہا۔

"گنڈاپ! جب ہماری شادی ہو جائے گی
تو میں ہی تمہارے لئے قہوہ بنا کر لایا
کروں گی۔"

یہ سُن کر گنڈاپ کے جسم میں مسرت کی لہریں
دوڑنے لگیں۔ اس کے پاؤں نہ ٹکتے تھے آگے
بڑھ کر شہزادی سے طشت لے میز پر رکھ دیا۔
شہزادی نے اپنے ہاتھ سے طلسمی نقش والا قہوے
کا پیالہ خود گنڈاپ کو پیش کیا۔ گنڈاپ نے
جھک کر پیالہ لے لیا اور جب شہزادی نے بھی
پیالہ اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ تو دونوں خاموشی
سے قہوہ پینے لگے۔ جب گنڈاپ نے آدھا قہوہ
پی لیا تو شہزادی نیلو فر کی جان میں جان آئی اس کا
منصوبہ پورا ہو چکا تھا۔

گنڈاپ نے قہوے کا پیالہ خالی کر دیا شہزادی
نے اس کے لئے اور قہوہ بنایا اور وہ اس سے باتیں
کرنے لگی۔ کچھ دیر کے بعد بولی۔

"اب میں جاتی ہوں۔ کل پھر آؤں گی۔"

گنڈاپ نے بڑے ادب سے کہا۔

"میں شہزادی صاحبہ کا انتظار کروں گا۔"

شہزادی نے دل میں کہا۔ اب اس بات کو بھول جاؤ
شیطان! اوپر سے کہا۔

"خدا حافظ"

اور شہزادی سیاہ لبادہ اوڑھ کر تیزی سے کمرے
سے نکل کر خفیہ راستے سے ہوتی ہوئی واپس اپنے
کمرے میں آگئی۔ خوشی کے مارے اُسے ساری رات
نیند نہیں آئی۔ صبح ہوتے ہی اس نے دریاب کو
بلا کر بتایا کہ گنڈاپ کو حنسی نقش پلا دیا گیا ہے یہ
سن کر دریاب کو بھی انتہائی خوشی ہوئی۔
کہنے لگا۔

"شہزادی صاحبہ! آپ نے کمال کر دیا۔ بس
اب ہمیں کوئی فکر نہیں ہے۔ مجھے یقین ہے
کہ گنڈاپ کی طاقتیں ختم ہو چکی ہیں میرے
استاد کا طلسم کبھی غلط نہیں ہو سکتا"

شہزادی نے کہا۔

"ہمیں کیسے پتہ چلے گا کہ گنڈاپ کی طاقت
ختم ہو چکی ہے"

دریاب بولا۔

"یہ بات میرا استاد بتا دے گا۔ ویسے
بھی گنڈاپ کے طرزِ عمل میں تبدیلی آجائے
گی اور وہ شاہی محل میں زیادہ دیر تک
نہیں رہا کرے گا وہ زیادہ وقت اپنے مکان

پر ہی بسر کرے گا"

رات کو تو گنڈاپ کو یہ پتہ ہی نہ چل سکا کہ اس
کی وہ ساری طاقتیں جو اس نے عنبر ناگ ماریا
توری سانگ اور تھیو سانگ سے دھوکے سے حاصل
کی تھیں چھ ماہ کے لئے اس کے اندر سے غائب ہو
گئی ہیں۔ دن کے وقت جب وہ سو کر اٹھا تب بھی
اسے اس بات کا احساس نہیں تھا۔ جب تک وہ اپنی
طاقتوں کی آزمائش نہ کرتا اُسے کیسے علم ہو سکتا تھا کہ اس
کے پاس کوئی بھی طاقت نہیں ہے۔ وہ تو بادشاہ کو دریا
پر سیر کے بہانے لے جا کر اپنی طاقت آزمانے کا انتظار
کر رہا تھا۔ اتفاق سے اسی روز بادشاہ نے گنڈاپ سے
کہا کہ آج دوپہر کے بعد ہم دریا کی سیر کو چلیں گے۔
گنڈاپ بڑا خوش ہوا کہ آج بادشاہ کا کام تمام کر
دے گا۔ دوسری طرف دریاب بھی بھاگا بھاگا خوش
خوش جنگل میں اپنے استاد کے پاس پہنچا اور اُسے
بتایا کہ گنڈاپ کو طلسم والا نقش پلا دیا گیا ہے۔ اب
یہ کیسے پتہ چلے گا۔ کہ اس کی طاقتیں چھ ماہ کے لئے
ختم کر دی گئی ہیں۔
بوڑھے استاد نے تھوڑی دیر غور کرنے کے بعد کہا۔

"میں زائچہ بنا کر ہی کوئی مشورہ دے سکتا ہوں"
بوڑھے استاد نے اسی وقت زائچہ بنایا اور اُسے
غور سے پڑھنے کے بعد بولا۔
"یہ زائچہ مجھے بتا رہا ہے کہ آج شام تک
گنڈاپ کو اپنے آپ پتہ چل جائے گا کہ اس کی
طاقتیں ختم ہو چکی ہیں۔ تم کل میرے پاس آنا
پھر میں سوچ کر وہ طریقہ بتاؤں گا جس کی
مدد سے تم خود گنڈاپ کی آزمائش کر سکو گے"
درباب چلا گیا اور شہزادی نیلوفر کو جا کر سب کچھ بتا دیا
دوپہر کے وقت تک گنڈاپ بڑا خوش تھا کہ آج
جب بادشاہ اس کے ساتھ سیر کرنے جائے گا اور
وہ اسے وہیں دریا کنارے جنگل میں کسی جگہ لے جا کر پہلے
غائب کرے گا پھر اسے قتل کر کے کسی جگہ زمین میں دفن
کر دے گا۔ اور یہ شور مچا دے گا کہ بادشاہ دریا
میں غرق ہو گیا ہے۔ اسے ابھی تک معلوم نہیں تھا
کہ اس کی ساری طاقتیں ختم ہو چکی ہیں۔ وہ اس
لئے بھی بہت خوش تھا کہ اس نے شہزادی نیلوفر
کا دل بھی جیت لیا ہے اور وہ بادشاہ کی موت کے
بعد نیلوفر سے شادی کر کے تخت پر بادشاہ بن کر

بیٹھ جائے گا۔
دوپہر کے بعد وہ خود بادشاہ کے پاس چلا گیا
تعظیم کی اور ادب سے عرض کیا کہ دریا کی سیر کے
لئے سواری تیار ہے۔ تشریف لے چلئے۔ بادشاہ
پہلے ہی سے سیر کا لباس پہن کر تیار بیٹھا تھا۔ بادشاہ
کی سواری سیر کے لئے دریا کی طرف روانہ ہو گئی دریا پر
ہر طرف پہرہ لگا دیا گیا تھا۔ دور دور تک کوئی آدمی
دکھائی نہیں دیتا تھا۔ پہلے تو دریا کنارے قالین پر گاؤ
تکئے لگا کر بیٹھا باتیں کرتا رہا۔
پھر گنڈاپ نے کہا۔
"حضور! ادھر جنگل میں پھولوں کی خوشبو بڑی
دلکش ہے۔ تشریف لے چلئے۔ تھوڑی دیر
ٹہلیں گے تو طبیعت بحال ہو جائے گی"
بادشاہ کو کیا اعتراض ہو سکتا تھا وہ تو آیا
ہی سیر کرنے کے لیے تھا
وہ تخت پر سے اٹھا اور گنڈاپ کے ساتھ دریا
کنارے والے درختوں کی طرف چل پڑا۔ سپاہی
جنگل کے ارد گرد پھیلے ہوئے تھے۔ بادشاہ کے
ساتھ اس وقت کوئی سپاہی نہیں چل رہا تھا گنڈاپ
بادشاہ کی تعریفیں کئے جا رہا تھا کہ اس جیسا انصاف

پسند اور بہادر بادشاہ سارے مشرق میں کہیں نہیں
ہے۔ ساتھ ہی ساتھ گنڈاپ بڑی چالاکی سے بادشاہ
کو ان درختوں کی طرف بھی لئے جا رہا تھا جو دریا
کے کنارے کے قریب ہی اگے ہوئے تھے اور
جہاں بھورے رنگ کی چٹانیں دریا سے ابھری ہوئی
تھیں۔ یہ چٹانیں کنارے کے بالکل ساتھ تھیں
جب بادشاہ یہاں پہنچا تو گنڈاپ بادشاہ پر حملہ
کرنے کے لئے بالکل تیار ہو گیا۔ وہ باتیں کرتے کرتے
بادشاہ کے ذرا پیچھے آگیا اور اس نے ماریا کا تصور
کر کے اس کی طاقت کو ذہن میں لاتے ہوئے
سانس کو کھینچ کر چھوڑا۔ اُسے یقین تھا کہ وہ
غائب ہو گیا ہے۔ مگر یہ دیکھ کر اس کے پاؤں
تلے سے زمین نکل گئی کہ وہ غائب نہیں ہوا تھا
اُسے اپنے ہاتھ پاؤں صاف نظر آ رہے تھے گنڈاپ
کو تو پسینہ آگیا۔

بادشاہ نے پیچھے مڑ کر کہا۔

"گنڈاپ تم پیچھے کیوں رہ جاتے ہو۔ ہمارے
ساتھ آ کر چلو۔ تمہاری باتیں ہمارے دل کو
بہت خوش رکھتی ہیں"

"آیا حضور انور!"

یہ کہہ کر گنڈاپ جلدی سے بادشاہ کے ساتھ
ہو گیا۔ باتیں تو وہ بادشاہ سے کر رہا تھا مگر
اندر سے وہ سخت پریشان تھا اس نے ایک
بار پھر ماریا کا خیال ذہن میں لا کر غائب
ہونے کی کوشش کی۔ مگر وہ اپنی اس کوشش
میں ایک بار پھر ناکام رہا۔ اب تو گنڈاپ
کو پسینہ سا آگیا۔

اس نے ناگ کی طاقت کو آزمانے کا فیصلہ
کیا بادشاہ جب چٹانوں کے قریب پہنچا تو گنڈاپ
نے کہا۔

"حضور انور!
آپ یہاں ایک لمحہ قیام فرمائیں۔ میں آپ
ان درختوں کے پیچھے جو خوشبو دار پھول
اگے ہیں لے کر آتا ہوں وہ پھول آپ
کو بہت پسند آئیں گے"

اور گنڈاپ جلدی سے درختوں کی طرف لپکا
بادشاہ وہیں سبزے پر بیٹھ کر درخت کا نظارہ
کرنے لگا۔ گنڈاپ درختوں کے پیچھے آگیا۔

یہاں آتے ہی اُس نے ناگ کا تصور کیا اور اُس
کی طاقت کو آزماتے ہوئے سانس کھینچ کر
سانپ بننے کی کوشش کی مگر وہ سانپ نہ بن سکا
گھبرا کر اس نے جولی سانگ کا خیال دل میں بٹھایا
اور اس کی طاقت کو آزمانے کی کوشش کرتے ہوئے
سامنے والے درخت کو گھور کر دیکھا اس کا خیال تھا
کہ اس کی آنکھ سے سفید شعاع نکل کر درخت کو
دھماکے سے اڑا دے گی۔ مگر اس کی آنکھ سے کوئی
سفید شعاع نہ نکلی۔ گنڈاپ نے دوسری آنکھ سے
نیلی شعاع نکال کر درخت پر جما دی اور اسے اوپر
اٹھانے کی کوشش کی، مگر وہ اس میں بھی کامیاب نہ
ہوا اس طاقت نے بھی گنڈاپ کا ساتھ چھوڑ دیا تھا
پریشانی کے عالم میں گنڈاپ نے عنبر کی طاقت کو
آزمایا۔ اس نے ایک درخت کو دونوں ہاتھوں سے
تھام کر اپنی جگہ سے اکھاڑنا چاہا۔ مگر وہ ایسا بھی
نہ کر سکا۔

اتنے میں بادشاہ کی آواز آئی۔
"گنڈاپ تم کہاں ہو میرے پاس آؤ۔"

گنڈاپ نے وہیں سے آواز دی۔
"حاضر ہوا حضور انور!"
اور جلدی سے دو چار پھول توڑے اور لے کر
بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ بادشاہ نے پھولوں
کو ہاتھ میں لے کر سونگھا۔
اور کہا۔
"وہ بڑی پیاری خوشبو ہے ان پھولوں کی
تم ٹھیک کہتے تھے گنڈاپ۔ ہماری
طبیعت یہاں سیر کرنے سے بڑی خوش
ہوئی ہے۔ چلو اب واپس چلتے ہیں
درباری ہمارا انتظار کرتے ہوں گے"
"جو حکم حضور انور"
گنڈاپ اور کیا کہہ سکتا تھا۔ بادشاہ اٹھا اور
واپس چل پڑا۔ گنڈاپ پریشانی کی حالت میں
اس کے ساتھ ساتھ چل رہا تھا۔ وہ مجبوراً بادشاہ
کے دل کو خوش کرنے والی باتیں کر رہا تھا۔
ورنہ اس کا دل اس قدر پریشان تھا کہ اس کی
سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اس کی طاقت کیسے ختم
ہو گئی۔ اب صرف ہتیو سانگ کی طاقت کو آزمانا باقی

رہ گیا تھا۔ بادشاہ جنگل کے درختوں کے نیچے
سے گذر رہا تھا۔ گنڈاپ اس کے ساتھ ساتھ
تھا۔ تھیو سانگ کی طاقت آزمانے کے لیے وُہ
بادشاہ کو اپنی انگلی سے چھُونا چاہتا تھا۔ مگر ایسا
نہیں کر سکتا تھا۔ یہ گستاخی سمجھی جاتی اُور بادشاہ
کو شک بھی پڑ سکتا تھا۔ مگر وُہ اس آخری طاقت
کو بہت جلد آزمانا چاہتا تھا۔ اچانک گنڈاپ نے
ایک درخت کے ساتھ لٹکتی بیل پر نیلے رنگ کا ایک
پھول دیکھا اور بُولا۔

"حضور! اجازت دیجئے کہ میں وُہ نیلا پھُول
لا کر آپ کی خدمت میں پیش کروں"
بادشاہ رُک گیا۔ اُور مُسکرا کر بُولا۔

"گنڈاپ!
آج تم پھُولوں کے لیے بہت پریشان
ہو رہے ہو۔ جاؤ اگر تمہیں یہی پسند ہے تو
ہمارے لیے وہ پھُول لے آؤ"
گنڈاپ شکریہ ادا کرتے ہوئے درخت کی طرف
دوڑا۔ اس نے درخت کے ساتھ ہی ایک بہت بڑے
پتھر کو دیکھ لیا تھا وُہ اصل میں اس پتھر کو تھیو سانگ

کی طاقت سے چھوٹا کر کے آزمانا چاہتا تھا درخت
کے پاس آ کر وُہ پھُول توڑنے کے بہانے جُھک
گیا۔ نیچے جھکتے ہی گنڈاپ نے تھیو سانگ کا تصور
کیا اُور اس کی طاقت کو ذہن میں لا کر پتھر کو اپنی
سیدھی انگلی لگا دی۔

گر پتھر چھوٹا نہ ہُوا۔ دوسری اور تیسری بار اُنگلی
لگانے پر بھی پتھر بڑے کا بڑا ہی رہا۔
گنڈاپ کا رنگ اڑ گیا۔ کہ اس کی طاقت کسی
وجہ سے اس سے چھین لی گئی ہے۔ اس نے پھُول
توڑا۔ بادشاہ کو پیش کیا اُور خاموشی سے چلنے لگا
بادشاہ نے تعجب سے پُوچھا۔

"کیا بات ہے گنڈاپ!
تم اچانک چپ کیوں ہو گئے ہو؟
گنڈاپ نے زبردستی مُسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں حضور الور میں چُپ تو نہیں تھا
بس آپ کی صحت یابی پر دِل میں
خوش ہو رہا تھا"

گنڈاپ سخت گھبراہٹ کے عالم میں بادشاہ کو
شاہی محل میں چھوڑ کر واپس اپنے محل والے
کمرے میں آگیا۔ دروازہ بند کر لیا اور ایک
بار پھر اس نے عنبر ناگ مارا، جولی سانگ اور
تھیو سانگ کی طاقتوں کو آزمانے کا فیصلہ کیا اس
نے باری باری ایک بار پھر سب طاقتوں سے
کام لینا چاہا۔ مگر وہ ناکام رہا۔ اسے کوئی کامیابی
نہ ہوئی۔

گنڈاپ سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔ اُسے سب سے
زیادہ پریشانی اس بات کی تھی۔ کہ پرسوں منگل
کی رات آ رہی تھی۔ اس رات اگر اس نے
کسی تازہ لڑکے کا سانس نہ پیا تو وہ دوبارا
لاش بن جائے گا۔ اور اس کی ساری امیدوں
پر پانی پھر جائے گا۔ اس نے فیصلہ کر لیا کہ وہ
اپنی طاقت ختم ہو جانے پر بھی شاہی محل میں ہی
رہے گا۔ اور شہزادی نیلو فر سے شادی کر کے
تخت پر قبضہ کرنے کی کوشش کرے گا۔

گنڈاپ کو اس بات کی بڑی تسلی تھی۔ کہ کم از کم
شہزادی نیلو فر اس سے شادی کرنے پر تیار ہو چکی تھی

اس نے یہ بھی سوچ لیا کہ ہر منگل کی رات کو چھپ
کر بھیس بدل کر کسی نہ کسی طرح کوئی لڑکا اٹھا کر لے
آیا کرے گا۔ تاکہ کم از کم انسانی [illegible]ت میں زندہ
رہے۔ محل کے اندر رہے اور تخت پر قبضہ کر
لے۔

رات کو شہزادی نیلوفر نے اس کے پاس
آنے کا وعدہ کیا تھا۔ مگر شہزادی نہ آئی
گنڈاپ کو یہ الگ پریشانی لگ گئی۔ وہ
ساری رات شہزادی کا انتظار کرتا رہا۔

دوسرے دن اس نے شہزادی کو باغ
میں ٹہلتے دیکھا تو اس کے پاس جا کر ادب
سے سلام کیا۔ اور رات کو نہ آنے کی وجہ
دریافت کی۔

دریاب نے شہزادی کو سمجھا دیا تھا کہ
ابھی وہ گنڈاپ کو اپنا دشمن نہ بنائے اور
کسی نہ کسی [illegible] سے ٹالتی رہے۔
شہزادی نے کہا۔

"گنڈاپ! رات میری طبیعت ٹھیک نہیں تھی
میں نے بہت چاہا مگر نہ آ سکی۔ تم دو،"

ایک دن ٹھہر جاؤ۔ جب طبیعت ٹھیک
ہو جائے گی۔ تو میں ضرور آؤں گی۔"
اتنا کہہ کر اس سے پہلے کہ گنڈاپ کوئی بات کرے
شہزادی اسے خدا حافظ کہہ کر محل کی طرف چل
دی گنڈاپ کو اب بھی شک نہ ہوا کہ شہزادی
اس کے ساتھ مذاق کر رہی ہے۔ وہ تو شہزادی
کی محبت میں بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ تخت و تاج
حاصل کرنے کے لالچ میں اندھا ہو رہا تھا اپنی
طاقتیں ختم ہو جانے کے بعد وہ سمجھتا تھا کہ
اب اس کے لئے ایران کے تخت پر شہزادی نیلوفر
کے ذریعے قبضہ کرنا ضروری ہو گیا ہے وہ
شہزادی کی طرف سے مطمئن تھا کہ وہ اب اس
کے ہاتھ سے کہیں نہیں جا سکتی۔
اب اس نے یہ سوچنا شروع کر دیا کہ اس کی
طاقتیں کہاں غائب ہو گئی ہیں۔ اسی روز گنڈاپ
نے اپنے نیلے سانپ کو بلایا۔
اور اس کو حکم دیا۔
"فوراً گندھارا شہر کے مینار والے مقبرے
میں جا کر پتہ کرو کہ عنبر ناگ ماریا کیٹی

جولی سانگ اور تھیو سانگ کی لاشیں تابوت
میں ہی ہیں کہ وہاں سے چلی گئی ہیں!"
نیلا سانپ فوراً غائب ہو گیا وہ ہوا میں بجلی کی
پتنگ کی طرح اڑتا ہوا سیدھا گندھارا شہر کے باہر
مینار والے مقبرے کے تہہ خانے میں پہنچا۔ وہاں
دوسرے نیلے سانپ پہرہ دے رہے تھے۔
گنڈاپ کے خاص نیلے سانپ نے انہیں گنڈاپ
کا حکم سنایا اور کہا۔
"فوراً تابوتوں کے اندر جا کر پتہ کرو کہ ناگ
عنبر ماریا جولی سانگ کیٹی اور تھیو سانگ
کی لاشیں اندر ہی ہیں یا غائب ہو چکی
ہیں؟"
اسی وقت ایک نیلا سانپ رینگتا ہوا تابوتوں
کی طرف بڑھا۔ اس نے ایک ایک کر کے ہر تابوت
کے اندر جا کر دیکھا اور باہر آ کر بولا۔
"عظیم گنڈاپ کو ہمارا سلام کہنا اور بتانا کہ
ناگ عنبر ماریا اور اس کے ساتھیوں کی
لاشیں تابوتوں کے اندر اسی طرح موجود ہیں
جس طرح وہ انہیں چھوڑ گیا تھا۔"

نیلا سانپ یہ پیغام لے کر غائب ہو گیا
چند لمحوں کے بعد وہ گنڈاپ کے روبرو کنڈلی
مارے بیٹھا تھا اور کہہ رہا تھا۔
"عظیم گنڈاپ! ناگ عنبر مارا گیا اور اس کے
ساتھیوں کی ساری لاشیں تہہ خانے کے تابوت
میں بند پڑی ہیں۔ وہ وہاں سے کہیں نہیں گئیں
اور نیلے سانپ زبردست پہرہ دے رہے ہیں"
گنڈاپ کو یہ سن کر تسلی ہوئی۔ وہ سمجھ گیا کہ یہاں
کسی نے اس پر یا تو کوئی طلسم کر دیا ہے یا اس سے
کوئی بھول چوک ہو گئی ہے۔ جس کے نتیجے میں اس
کی طاقتیں ضائع نہیں بلکہ کچھ وقت کے لیے بے
اثر ہو گئی ہیں۔ گنڈاپ نے فیصلہ کیا کہ وہ رات کو
ایک خاص طلسم کر کے اپنی طاقتیں بحال کرنے کی کوشش
کرے گا۔ ساری رات وہ منتروں کا جاپ کرتا رہا
صبح اس نے اپنی طاقتوں کو ایک ایک کر کے آزمایا
مگر اس کی ایک بھی طاقت واپس نہیں آئی ——
گنڈاپ سخت مایوس ہوا۔ لیکن وہ اسی نتیجے پر پہنچا
کہ ان طاقتوں کے واپس آنے کا کچھ دن انتظار کیا
جائے اور اس دوران میں نیلو فر شہزادی کو اپنے قابو

میں کر کے اس سے جتنی جلدی ہو سکے شادی کر لی
جائے۔ اور ایران کے تخت پر قبضہ کرنے کی راہ ہموار
کی جائے۔
اسی روز دن کے وقت درباب بھی اپنے بزرگ
استاد کے پاس وعدے کے مطابق پہنچ گیا تھا بزرگ
استاد نے ایک بار پھر زائچہ کھول کر دیکھا اور کہا۔
"درباب! گنڈاپ کا زائچہ بتا رہا ہے کہ وہ
پریشان ہے۔ ضرور اس پر اپنی طاقتوں کے ختم
ہو جانے کا راز کھل چکا ہے۔ اس زائچے میں
وہ بے حد پریشان اور مایوس ہے۔
درباب نے کہا۔
"پھر بھی ہم خود اس کی طاقت کو بے اثر دیکھنا
چاہتے ہیں۔"
اس پر بزرگ استاد نے کچھ سوچ کر کہا
"تو پھر تم ایسا کرو کہ شہزادی سے کہو وہ کل رات
گنڈاپ کے پاس جا کر کہے کہ......"
اس کے بعد بزرگ استاد نے درباب کو وہ خاص
ترکیب بتائی جس پر شہزادی نیلو فر نے عمل کرنا تھا
درباب نے واپس آ کر شہزادی کو وہ ترکیب بتا دی

تیسری رات شہزادی نیلوفر سیاہ لبادہ اوڑھ کر
گنڈاپ کے کمرے میں پہنچ گئی گنڈاپ شہزادی
کو دیکھ کر بے حد خوش ہوا۔ اس نے شہزادی کی
بہت آؤ بھگت کی۔ پھر اصرار کیا کہ وہ اس سے جلد از
جلد شادی کرنا چاہتا ہے۔ شہزادی نیلوفر نے اداس
ہو کر کہا۔

"گنڈاپ! ہماری شادی میں ایک بہت بڑی
رکاوٹ ہے۔"

گنڈاپ نے پریشان ہو کر پوچھا۔

"وہ کون سی رکاوٹ ہے شہزادی صاحبہ؟"

شہزادی نے کہا "جب میں چھوٹی سی تھی تو ایک فقیر
ہمارے محل میں آیا تھا اس نے میرا ہاتھ دیکھ کر
میری امی اور بادشاہ سے کہا تھا کہ اپنی بچی کی
شادی کسی ایسے آدمی سے کرنا جس میں غائب ہو
جانے اور سانپ بن جانے کی طاقت موجود ہو فقیر
نے یہ بھی بتایا تھا۔ کہ اگر تم لوگوں نے کسی دوسرے
آدمی سے شہزادی کی شادی کر دی تو وہ مر جائے گی
اور بادشاہ اور ملکہ بھی ساتھ ہی مر جائیں گے۔ گنڈاپ
یہی وجہ ہے کہ میری شادی تمہارے ساتھ کبھی نہیں

ہو سکتی کیونکہ کسی انسان میں یہ طاقت نہیں
ہے کہ وہ غائب ہو جائے یا سانپ بن
جائے۔"

یہ کہہ کر شہزادی نیلوفر جھوٹ موٹ آنسو بہانے
لگی۔ ساتھ ہی بولی۔

"بس اس لئے کبھی کبھی پریشان ہو جاتی تھی
پہلے میرا خیال تھا کہ میں تم سے بیاہ کر لوں
گی۔ مگر رات وہی فقیر میرے خواب میں آیا
اور کہنے لگا کہ اگر تم نے کسی ایسے آدمی سے
شادی کی جس میں یہ دو طاقتیں نہ ہوئیں تو تم اور تمہاری
ماں اور باپ اسی دن مر جائیں گے اب تم ہی
بتاؤ کہ میں کیا کروں؟ تم سے کیسے شادی کروں۔

اور شہزادی نیلوفر نے رونا شروع کر دیا گنڈاپ اپنا
سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ شہزادی کو کیا
کہے کیا نہ کہے۔ اس کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا وہ اٹھ
کر بے چینی سے ٹہلنے لگا۔

O

آگے کیا ہوا جاننے کے لیے
قسط نمبر ۱۰۲ "گنڈاپ کون تھا" پڑھیے۔

عنبر ناگ ماریا کمپنی

عنبر ناگ ماریا
کنڈا ایک پنڈت تھا؟
PDFBOOKSFREE.PK
اے حمید

عنبر ناگ ماریا اور کیپٹن خلا میں

گنڈاپ کون تھا؟

اے حمید

ترتیب

قبرستان کا بھوت

گنڈاپ کی ساری طاقتیں بے اثر ہو چکی تھیں۔

وہ نہ تو ماریا کی طرح غائب ہو سکتا تھا۔ اور نہ ناگ کی طرح سانپ بن سکتا تھا۔ اور شہزادی نیلوفر نے یہ شرط سامنے رکھ دی تھی کہ وہ کسی ایسے شخص سے ہی شادی کر سکتی ہے جو غائب بھی ہو سکتا ہو اور سانپ بھی بن سکتا ہو۔ شہزادی نیلوفر یہ معلوم کرنا چاہتی تھی کہ گنڈاپ میں یہ دونوں طاقتیں واقعی ختم ہو چکی ہیں؟

گنڈاپ بے چینی سے کمرے میں ٹہل رہا تھا کہ شہزادی نیلوفر کو کیا جواب دے۔ وہ شہزادی نیلوفر سے ضرور شادی کرنا چاہتا تھا۔ مگر شہزادی صرف ایک ہی صورت میں اس سے شادی کرنے پر راضی تھی کہ اگر وہ یہ ثابت کر دے کہ وہ سانپ بھی بن سکتا ہے۔ اور ماریا کی طرح غائب بھی ہو سکتا ہے۔ شہزادی نیلوفر نے گنڈاپ کے دل کا راز معلوم کرنے کے لیے نقلی آنسو پونچھتے ہوئے کہا۔

"گنڈاپ کیا کسی طرح تم یہ دونوں طاقتیں حاصل کر

سکتے ہو؟ اگر تمہارے پاس یہ دونوں طاقتیں آجائیں
تو میں آج ہی تم سے شادی کرنے پر تیار ہوں۔ میں ملکہ
اور بادشاہ کو بھی راضی کر لوں گی۔ بلکہ وہ کچھ تیار بھی
ہیں۔ میں نے ملکہ سے بات کر لی ہوئی ہے۔

اب تو گنڈاپ اور زیادہ بے چین ہو گیا۔ ایران کا تخت اس
کے ہاتھ میں آتے آتے نکل رہا تھا۔ اس کی منزل اس کے
سامنے تھی۔ مگر وہ وہاں تک پہنچ نہیں سکتا تھا۔ شہزادی نیلوفر
سے وہ زبردستی شادی نہیں کر سکتا تھا۔ پہلے جب اس کے
پاس عنبر ناگ ماریا کی طاقتیں موجود تھیں تب تو وہ ایسا زبردستی بھی
کر سکتا تھا مگر اب وہ بالکل بے طاقت تھا۔ اس کے پاس کوئی
طاقت نہیں تھی سوائے اس کے کہ وہ نیلے سانپ کو بلا سکتا
تھا۔ اس سے کسی کو ڈسوا سکتا تھا اور پھر نیلے سانپ کو حکم
دے سکتا کہ وہ اس کا زہر چوس لے۔ نیلے سانپوں کے علاوہ
اس کا دوسرے کسی سانپ پر حکم نہیں چلتا تھا۔ صرف اتنی معمولی
طاقت پر وہ ایران کی شہزادی سے زبردستی شادی نہیں کر
سکتا تھا۔ گنڈاپ نے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے
کہا۔

"شہزادی! میں۔ میں نہ تو غائب ہو سکتا ہوں اور
نہ ہی سانپ بن سکتا ہوں۔ مگر یہ سب وہم ہے۔
فقیر کی باتوں پر ہمیں یقین نہیں کرنا چاہیئے۔ یہ لوگ تو
جو جی میں آتا ہے کہہ دیتے ہیں۔"

شہزادی نیلوفر نے جب یہ سنا کہ گنڈاپ غائب بھی نہیں ہو
سکتا اور سانپ بھی نہیں بن سکتا تو اس کا دل خوشی سے جھوم اٹھا۔ دریاب کے
بزرگ استاد کا طلسمی نقش اپنا کام کر گیا تھا۔ گنڈاپ کی طاقتیں چھ
ماہ کے لیے ہی سہی مگر اس وقت اس سے چھین لی گئی تھیں۔ اس نے
جلدی سے کہا۔

"گنڈاپ ایسا نہ کہو۔ اس فقیر نے ہمارے شاہی
خاندان کے بارے میں آج تک جو بھی پیش گوئی کی وہ سچ
ثابت ہوئی ہے۔ میں نہیں چاہتی کہ تم سے شادی کر کے
میں اپنی پیاری امی اور باپ سے محروم ہو جاؤں۔ اور ہمارا
سارا خاندان تباہ ہو جائے۔"

گنڈاپ نے شہزادی نیلوفر کا ہاتھ تھام کر کہا۔

"شہزادی! میں تم سے اپنے دل کا راز نہیں چھپا سکتا۔
یقین کرو یہ دونوں طاقتیں آج سے ایک روز پہلے میرے
پاس تھیں۔ مگر نہ جانے کیا ہوا کہ یہ طاقتیں اب مجھ سے
چھین لی گئی ہیں۔ لیکن مجھے پوری امید ہے کہ یہ طاقتیں
بہت جلد مجھے واپس مل جائیں گی۔"

شہزادی نے کہا۔

"تو ٹھیک ہے۔ میں تمہارا انتظار کروں گی، جب تمہیں
یہ طاقتیں واپس مل گئیں۔ اور تم غائب ہونے کے ساتھ
ساتھ سانپ بھی بن سکو گے تو میں تم سے شادی کروں
گی"

یہ کہہ کر شہزادی نیلوفر نے لبادہ اُٹھا کر اوڑھا اور گنڈاپ کے
کمرے سے نکل گئی۔ گنڈاپ اپنا سر پیٹ کر رہ گیا۔ کم بخت اس وقت
ہی میری طاقتوں کو ختم ہونا تھا۔ اس نے ہر قسم کے منتر بھی پڑھ
کر دیکھ لیے تھے۔ مگر کسی منتر نے بھی اس کی طاقت اِسے واپس
نہیں کی تھی۔ شہزادی نیلوفر نے دریاب کو جا کر بتا دیا کہ وہ اِسے
یہ کہہ آئی ہے کہ جب اس کے پاس دونوں طاقتیں واپس آ جائیں
گی تو وہ اس سے شادی کرے گی۔ دریاب نے کہا۔
"تو کیا تم اسے یہ کہہ آئی ہو کہ میں تمہارا انتظار کروں
گی؟"
شہزادی نے کہا۔
"تو اور کیا کہتی اُسے؟"
دریاب بولا۔
"تمہیں تو معلوم ہی ہے کہ طلسمی نقش کا اثر چھ ماہ تک ہی
رہے گا۔ چھ ماہ کے بعد تو اس کے پاس طاقتیں آ
جائیں گی۔ پھر تم کیا کرو گی؟"

شہزادی نیلوفر نے غصے سے کہا۔
"میں دیوتاؤں سے دعا مانگوں گی کہ یہ شیطان آدمی
چھ ماہ کے اندر اندر مر جائے"
دریاب نے سانس بھر کر کہا۔
"صرف دُعا سے کچھ نہیں ہوگا۔ ہمیں اِس بارے میں
بزرگ استاد سے مشورہ کرنا پڑے گا۔ ہو سکتا ہے
وہ ہمیں ایک بار پھر طلسمی نقش لکھ کر دیں تاکہ گنڈاپ
کی طاقتیں مزید چھ ماہ بلکہ ہمیشہ کے لیے ختم ہو جائیں گی"
دریاب اور نیلوفر شہزادی مطمئن ہو گئے۔ دوسری طرف ——
اسی روز دریاب اکیلا ہی اپنے بزرگ استاد کے جھونپڑے میں گیا اور اس سے
ساری بات بیان کر دی۔ بزرگ استاد نے کہا۔
"فکر کرنے کی کوئی بات نہیں۔ پانچ ماہ گزر جانے دو میں چھٹے مہینے کے
شروع میں تمہیں ایک اور نقش لکھ کر دوں گا۔ وہ بھی گنڈاپ کو پانی
یا قہوے میں گھول کر پلا دینا۔ خدا کے حکم سے اس کی شیطانی طاقتیں ہمیشہ
کے لیے ختم ہو جائیں گی"
—— گنڈاپ بھی خاموش ہو کر وقت کا انتظار کرنے لگا۔ اب اس
نے تخت پر قبضہ کرنے کے لیے فوج کے سپہ سالار سے ساز باز شروع
کر دی تھی۔ اِسے پورا یقین تھا کہ کسی بھی وقت اس کی کھوئی ہوئی طاقتیں
اِسے واپس مل جائیں گی۔ منگل کی رات کو وہ ایک بچے کو اغوا کر کے
اس کا سانس برابر پی جاتا تھا۔
اِن لوگوں کو ہم ایران میں ہی چھوڑتے ہیں۔ اور واپس گندھلا

پچاتے ہیں۔ جہاں مینار والے مقبرے کے باہر نیلا سانپ چُھپ
پہرہ دے رہا تھا اور قبر کے نیچے خفیہ تہ خانے میں دیوار کے
ساتھ لگے تابوتوں میں عنبر ماریا کیٹی تھیو سانگ اور جگولی سا
نیم مُردہ حالت میں پڑے تھے۔ یہاں درمیان والا تابوت خا
تھا۔ اس تابوت میں گنڈاپ لاش کی شکل میں بند ہوا کرتا تھا۔ دالان
دس بارہ سانپ اِدھر اُدھر رینگ کر عنبر ماریا کیٹی اور تھیو سانگ ا
جگولی سانگ کے تابوتوں کی حفاظت کر رہے تھے۔

یہاں تھوڑی دور پرانے مقبرے والا قدیمی قبرستان تھا۔ اس ق
کی ایک قبر میں اصلی ناگ نیم مُردہ پڑا تھا۔ اس کے سر میں کیل ٹھکا ہ
تھا۔ اس کیل کی وجہ سے اس کو کوئی ہوش نہیں تھی اور قبر کے اندر
بالکل ایک لاش کی مانند تھا۔ یہاں گندھارا شہر میں ایک ایسا آدمی
بھی رہتا تھا جو ناجائز اور خفیہ طور پر مُردوں کی کھوپڑیاں فروخت ک
تھا۔ اس آدمی کا نام کپال تھا۔ کپال نے شہر سے باہر ایک ویران جگ
پر اپنا مکان بنا رکھا تھا۔ جہاں وہ اپنے ایک ساتھی کے ساتھ رہتا تھ
یہ لوگ مہینے میں ایک بار آس پاس اور گندھارا شہر کے قبرستانوں
کا ایک چکر لگاتے اور قبروں میں جو تازہ مُردے دفن کیے جاتے ان کو
نکال کر اپنے گھر لے جاتے۔ پھر ان کی کھوپڑیاں اُتار کر بوری میں
جمع کرتے اور اسے دوسرے شہر میں لے جا کر ایک خاص آدمی
کے پاس بیچ دیتے۔ اس طرح سے انہیں کافی آمدنی ہو جاتی۔

ایک رات جبکہ سارا شہر اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا کپال اپنے

ساتھی کو لے کر مقبرے والے پرانے قبرستان میں داخل ہوا۔ دونوں
گھوڑوں پر سوار تھے اور ایک بوری انہوں نے اپنے پاس رکھی ہوئی
تھی۔ رات کے اندھیرے میں انہوں نے گھوڑوں کو ایک درخت سے
باندھا اور قبروں میں آ گئے۔ یہاں سے وہ بہت سی قبروں سے مُردوں
کی کھوپڑیاں نکال کر لے چکے تھے۔ اب وہ یہ دیکھنے آئے تھے کہ اگر
کسی قبر میں کوئی تازہ لاش دفن کی گئی ہو تو وہ اسے نکال کر لے جائیں۔
چونکہ کھوپڑی کے ساتھ انہیں یہاں سے سالم لاش کو ساتھ لے جانا پڑتا تھا
اگر لاش قبر میں گل سڑ گئی ہو تو وہ آسانی سے مُردے کے ڈھانچے کی کھوپڑی
اور ریڑھ کی ہڈیاں نکال کر لے جاتے تھے کپال اپنے ساتھی کے ہمراہ قبروں
کو اندھیرے میں ——— جھک کر غور سے دیکھتا آگے بڑھ رہا تھا۔

اچانک اسے ایک قبر پر تازہ مٹی دکھائی دی۔ اس نے اپنے ساتھی
سے کہا۔

"یہ قبر مجھے تازہ لگتی ہے۔ اسے کھود کر دیکھتے ہیں۔
ضرور اس میں تازہ لاش دفن ہے!"

دونوں نے قبر کھودنی شروع کر دی۔ اس قبر میں ناگ دفن تھا
ناگ انسانی حالت میں تھا اور اس کی کھوپڑی میں کیل ٹھکی ہوئی
تھی۔ کپال اور اس کا ساتھی اندھیرے میں جلدی جلدی قبر کھود رہے تھے
بہت جلد انہیں قبر میں پڑی ناگ کی لاش نظر آ گئی۔ کپال نے کہا۔

"یہ بالکل تازہ لاش ہے اسے باہر نکالو۔"

دونوں نے مل کر ناگ کی لاش کو باہر نکال کر بوری میں بند کیا۔ اسے

گھوڑے پر ڈالا اور لے کر اپنے شہر کے باہر والے مکان کی طرف روانہ ہو گئے۔ راتوں رات وہ اپنے ویران مکان میں آ گئے۔ ناگ کی لاش کو انہوں نے پچھلی کوٹھڑی میں بچھی ہوئی چارپائی پر ڈال دیا۔

کپال نے کہا۔

"ابھی رات کا وقت ہے۔ میرا خیال ہے کہ اس تازہ لاش کی کھوپڑی اور ریڑھ کی ہڈیاں دن کی روشنی میں نکالیں گے۔ ابھی چل کر آرام کرتے ہیں۔"

ناگ کی لاش کو پچھلی کوٹھڑی میں چھوڑ کر دونوں اوپر والی کوٹھڑی میں جا کر سو گئے۔ سخت تھکے ہوئے تھے۔ فوراً گہری نیند میں کھو گئے۔

اب ایسا اتفاق ہوا کہ ایک کالی جنگلی بلّی مکان کی منڈیر پر سے کود کر صحن میں آ گئی۔ اوپر جانے والے زینے کا دروازہ بند تھا۔ بلّی برآمدے میں آ گئی۔ یہاں کوٹھڑی کا دروازہ بھی بند تھا۔ کھڑکی کھلی تھی۔ اس کھڑکی میں سلاخیں لگی ہوئی تھیں۔ مگر سلاخوں میں اتنی جگہ ضرور تھی کہ بلّی اس میں سے گزر کر کوٹھڑی کے اندر کود گئی۔ اس کوٹھڑی میں سے کالی بلّی کو گوشت کی خوشبو آ رہی تھی۔ اصل میں دو روز پہلے یہاں ایک تازہ لاش کی کھال اتاری گئی تھی تاکہ اس کی ریڑھ کی ہڈی پوری کی پوری باہر نکال لی جائے۔ اسی وجہ سے کالی بلّی کو گوشت کی خوشبو کھینچ کر اس کوٹھڑی میں لے آئی تھی۔ کوٹھڑی میں اندھیرا تھا۔ مگر بلّی اس اندھیرے میں اچھی طرح سے دیکھ رہی تھی۔ اسے ایک آدمی چارپائی پر لیٹا نظر آیا۔ مگر بلّی کو فوراً ہی محسوس ہو گیا کہ یہ آدمی سانس نہیں لے رہا ہے

اس چارپائی پر ناگ پڑا تھا۔ وہ بالکل مُردہ حالت میں تھا اور اس کا سانس بھی نہیں چل رہا تھا۔ بلّی کود کر چارپائی پر آ گئی اور ناگ کے جسم کو سونگھنے لگی۔ اس نے ناگ کو مُردہ جان کر اس کے سر پر پنجہ مارا۔ بلّی کی بدقسمتی اور ناگ کی خوش قسمتی سے بلّی کے پنجے کے مڑے ہوئے ناخن ناگ کے سر میں ٹھکی ہوئی کیل میں پھنس گئے۔ بلّی نے پریشان ہو کر زور لگا کر پنجہ باہر کھینچا تو ناگ کے سر میں ٹھکا ہوا کیل بھی پنجے کے ساتھ باہر آ گیا۔

بلّی گھبرا کر پیچھے ہٹ گئی۔ اسے بھوک بھی بہت لگی تھی۔ وہ ناگ کو مُردہ لاش سمجھ کر اس کا گوشت کھانے کے لیے اس کی گردن کے پاس ایک بار پھر آئی اور منہ مارنے ہی لگی تھی کہ اسے یوں لگا کہ جیسے لاش کی آنکھیں اسے گھور رہی ہیں۔ کیل سر میں سے نکل جانے کے بعد ناگ کا سانس بھی چلنا شروع ہو گیا تھا۔ ناگ نے اپنی حالت پر غور کیا۔ اس نے ذہن پر زور دے کر سوچا کہ وہ یہاں کیسے آ گیا۔ اسے کچھ معلوم نہیں تھا کہ اس کی کھوپڑی میں کسی نے کیل ٹھونک دی تھی۔ اور یہ کیل بلّی نے نکالی ہے۔ ناگ نے اپنے بازوؤں اور پاؤں کو ہلا کر دیکھا۔ وہ بالکل ٹھیک ٹھاک تھیں۔ ناگ کو سب کچھ یاد آنے لگا تھا کہ وہ کس طرح اس مقبرے میں آ کر بیٹھا تھا کہ پھر اچانک اسے جھٹکا لگا تھا اور وہ بے ہوش ہو گیا تھا۔ یہ وہ وقت تھا جب قبر میں سے اصلی لاش نے باہر آ کر اپنی کھوپڑی سے کیل نکال کر ناگ کی کھوپڑی میں ٹھونک دی تھی اور خود لاش ناگ بن کر جنبر مایا تھیو سانگ۔ جُولی سانگ اور

اور کیٹی کو دھوکے سے ... گیا کر خود گنڈاپ کے پاس چلی گئی تھی۔
ناگ کے لیے ... اپنی طاقت کو آزمانا ضروری ۔ اس نے
سانس کھینچ کر چھوڑا اور وہ سانپ بن گیا۔ سانپ بننے کے بعد اُس
نے پھنکار ماری اور سیاہ عقاب کی شکل اختیار کر لی۔ عقاب
سے وہ واپس اپنی انسانی شکل میں آگیا۔ ناگ کو یہ جان کر بڑی
تسلی ہوئی کہ اس کی طاقت اس کے پاس ہی تھی۔ یہ وہ اندازہ نہیں
لگا سکتا تھا کہ اس کے جسم سے ناگ کی خوشبو نکل رہی ہے کہ
نہیں۔ یہ اُسے کوئی دوسرا ہی بتا سکتا تھا۔ اب ناگ نے کوٹھڑی
کا جائزہ لیا اور سوچنے لگا کہ یہاں اِسے کون لے آیا ہے۔ اتنی دیر
میں رات کے پچھلے پہر کا وقت ہو گیا تھا کپال اور اس کا ساتھی دوسری
منزل والی کوٹھڑی سے اُتر کر نیچے آ رہے تھے۔ کپال کے ہاتھ
میں چھری، کلہاڑا تھا اور اس کے ساتھی نے لالٹین پکڑ رکھی تھی۔
ناگ کو سیڑھیاں اُترنے اور دو آدمیوں کے باتیں کرنے
کی آواز سنائی دی تو وہ یہ دیکھنے کے لیے یہ کون لوگ ہیں اور
وہ اِسے پکڑ کر یہاں کس لیے لائے تھے ویسے ہی چارپائی
پر لیٹ گیا۔ اس نے آنکھیں بند کر لی تھیں۔ مگر تھوڑی تھوڑی
کھلی تھیں۔ ناگ نے دو آدمیوں کو ——— ہاتھ میں لالٹین لیے
اندر آتے دیکھا۔ دونوں آدمی چارپائی کے پاس آکر رُک گئے۔
کپال نے چھری اور کلہاڑا زمین پر رکھ دیا اور بولا۔

"لاش کو اُلٹا کر دو۔ ہم پہلے اس کی ریڑھ کی ہڈی پر سے
گوشت ہٹائیں گے۔"
ناگ چوکنا ہو گیا۔ تو یہ لوگ اسے لاش سمجھ کر یہاں لائے تھے
اور اب اِس کو کاٹنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ ناگ نے کپال کے ہاتھ میں چھری
بھی دیکھ لی تھی۔ اس کے ساتھی نے لالٹین ایک طرف رکھ دی اور لاش
کو چارپائی پر اُلٹانے کے لیے ناگ کی طرف بڑھا۔ ناگ ایک دم سے اُٹھ کر بیٹھ
گیا۔ لاش کو زندہ ہوتے دیکھ کر کپال اور اس کا ساتھی ڈر کر پیچھے کو ہٹ گئے
کپال نے چیخ کر اپنے ساتھی کو کہا۔
"یہ مرا نہیں تھا۔ زندہ تھا۔ اِسے یہاں سے جانے نہ
دینا۔ یہ ہماری مخبری کر دے گا! اسے قتل کر دو۔"
کپال کے ساتھی نے کلہاڑا اٹھایا اور ناگ کے سر پر مارنے ہی
والا تھا کہ ناگ نے ایک گہرا سانس لے کر چھوڑا اور دوسرے لمحے
چارپائی پر ناگ کی جگہ ایک کالا سانپ کنڈلی مارے پھنکار رہا تھا۔ کپال
کے ساتھی کے ہاتھ سے خوف کے مارے کلہاڑا چھوٹ کر گر پڑا۔
کپال کی بھی حیرت سے آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی تھیں۔ اس کا ساتھی چلایا۔
"کپال! بھاگو! یہ کوئی بھوت ہے!"
اور وہ دونوں سر پہ پاؤں رکھ کر کوٹھڑی سے چیخیں مارتے باہر بھاگ
گئے۔ ناگ سانپ کی شکل میں چارپائی پر کنڈلی مارے بیٹھا یہ سارا تماشا
دیکھتا رہا۔ پھر وہ چارپائی سے اُتر کر رینگتا ہوا کوٹھڑی کی سلاخوں والی

کھڑکی سے باہر برآمدے میں آگیا۔ صبح ہونے والی تھی۔ آسمان پر صبح
کی نیلی اور سفید روشنی پھیل رہی تھی۔ ناگ نے عقاب کی شکل بدلی
اور ہوا میں اُڑتا ہوا گندھارا شہر کے اوپر منڈلانے لگا۔ وہ یہ دیکھنا
چاہتا تھا کہ یہ کون سا شہر ہے۔ بہت جلد اسے معلوم ہو گیا کہ یہ
وہی شہر گندھارا ہے جہاں وہ عنبر ماریا جولی سانگ اور کیٹی اور
تھیو سانگ کے ساتھ سرائے میں اُترا تھا۔

ناگ زمین پر اُتر آیا۔ اس نے انسانی شکل اختیار کی اور
سرائے کی طرف چلا کہ چل کر عنبر ماریا جولی سانگ کیٹی اور تھیو سانگ
کی خبر لی جائے۔ شاید وہ ابھی تک سرائے میں ہی ہوں۔ سرائے
تک پہنچتے پہنچتے دن نکل آیا۔ سرائے میں جاکر ناگ نے وہ کوٹھڑیاں
دیکھیں جہاں وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ ٹھہرا تھا۔ یہاں عنبر ماریا
کیٹی اور جولی سانگ، تھیو سانگ میں سے کوئی بھی نہیں تھا۔ ناگ کو
شہر کی فضا میں سے اِن کی خوشبو بھی نہیں آرہی تھی۔ خوشبو کے بارے
میں ناگ یہ سمجھ رہا تھا کہ ہو سکتا ہے یہ اُس جادو کا اثر ہو جس
کے ذریعے اسے بے ہوش کر دیا گیا تھا۔ اصل میں فضاؤں میں
اس کے ساتھیوں کی خوشبو موجود ہو۔ مگر اِسے نہ محسوس ہو رہی
ہو۔ ناگ یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ جس مکان کی کوٹھڑی میں اِسے
لاش سمجھ کر بند کیا گیا تھا یہ لوگ کون ہیں اور اِسے کہاں سے
لائے تھے۔ کیونکہ یہ ممکن تھا کہ جہاں سے یہ دونوں آدمی اُسے

اُٹھا کر لائے تھے عنبر ماریا کیٹی تھیو سانگ اور جولی سانگ کا بھی وہاں
سے کوئی سراغ مل جائے۔ ناگ سرائے سے نکل کر اس مکان کی
طرف چل پڑا جہاں رات کو اس کی "لاش" بند تھی۔

جیسا کہ ہم پہلے لکھ چکے ہیں کپال اور اس کے ساتھی کا یہ مکان
شہر سے باہر ایک ویران سی جگہ پر واقع تھا۔ ناگ یہ مکان دیکھ چکا
تھا۔ چنانچہ اِسے مکان تک پہنچنے میں کوئی دقت نہ ہوئی۔ وہ یہ بھی
جانتا تھا کہ دونوں آدمی اِسے اِس شکل میں دیکھ کر پہچان لیں
گے کہ یہ وہی لاش ہے جو زندہ ہو گئی تھی۔ اس لیے ناگ کسی
دوسری شکل میں اِن لوگوں کے مکان پر جانا چاہتا تھا۔ ناگ کسی
دوسرے انسان کی شکل اختیار نہیں کر سکتا تھا۔ وہ کسی بھی پرندے
اور جانور کی شکل ضرور بدل سکتا تھا۔ اگر وہ سانپ بن کر وہاں
جاتا ہے تو اس میں خطرہ تھا کہ وہ اس پر حملہ کر دیں گے۔ چنانچہ
ناگ نے ایک چھوٹی سی چڑیا کی شکل بدلی اور کپال کے مکان کے
صحن کی دیوار پر آکر بیٹھ گیا۔ اس نے دیکھا کہ کپال اور اس کا
ساتھی صحن کے برآمدے میں پریشانی کی حالت میں بیٹھے اِدھر
اُدھر دیکھ رہے تھے۔

ناگ چڑیا کی شکل میں اُڑ کر اِن کے قریب دیوار میں جہاں
اینٹ اُکھڑی ہوئی تھی وہاں بیٹھ گیا۔ اب اِسے کپال اور اس
کے ساتھی کی باتیں صاف سنائی دے رہی تھیں۔ کپال کہہ رہا تھا۔

"وہ ضرور کوئی آسیبی لاش تھی"
اُس کا ساتھی کہنے لگا۔

"ضرور وہ قبرستان کی چڑیل یا بھوت تھا۔ دیوتاؤں نے ہمیں بچالیا۔ کہتے ہیں قبرستان میں کبھی ایسا سانپ بھی نکل آتا ہے۔ جو پوری لاش کو اگر ایک ماہ میں کھا لے تو آدمی بن سکتا ہے۔"

کپال نے ہاتھ جھٹکتے ہوئے کہا۔

"یہ سب بے کار کی باتیں ہیں۔ قبرستانوں میں سوائے لاشوں کی ہڈیوں کے کچھ نہیں ہوتا۔ یہ جو لاش تھی یہ ضرور کسی جادوگر کی لاش تھی جو وقت پورا ہونے پر سانپ بن گیا۔ یہ لاش تھی ہی نہیں۔ جادوگر اصل میں زندہ تھا۔"

ناگ اُن کی باتوں سے اِس نتیجے پر پہنچا کہ وہ اسے گندھارا کے قبرستان کی کسی قبر سے نکال کر لائے تھے۔ اس کا مطلب ہے کہ اسے کسی نے قبر میں دفن کر دیا تھا۔ ناگ وہاں سے اُڑ کر سیدھا گندھارا کے قبرستان میں آگیا۔ گندھارا شہر میں ایک ہی قبرستان تھا۔ ناگ اس شہر سے واقف ہو چکا تھا۔ نیچے اُتر کر اُس نے انسانی شکل تبدیل کر لی۔ قبرستان دن کے وقت بھی ویران ویران تھا۔ دُور دُور تک کوئی

انسان نظر نہیں آرہا تھا۔ قبریں اِدھر اُدھر بکھری ہوئی تھیں۔ ناگ نے سوچا کہ اگر یہ لوگ رات کو اسے کسی قبر میں سے نکال کر لائے ہیں تو اس قبر کی تازہ مٹی بتا دے گی کہ اسے کھودا گیا تھا۔ ناگ قبروں کو غور سے دیکھتا جا رہا تھا۔ ایک قبر پر اسے تازہ مٹی دکھائی دی۔ ناگ وہاں رُک گیا۔ صاف لگ رہا تھا کہ قبر کو کھودا گیا ہے۔ ناگ نے دائیں بائیں دیکھا۔ وہاں وہ اکیلا ہی تھا۔ ناگ نے فوراً سانپ کی شکل بدلی اور قبر کی مٹی میں سے رینگتا ہوا قبر کے اندر چلا گیا۔

قبر میں کوئی لاش نہیں تھی۔ اس کا مطلب تھا کہ وہ لوگ اسی قبر میں سے اسے نکال کر لے گئے تھے۔ ناگ نے مٹی کو سونگھا۔ اس قبر کی مٹی میں سے ناگ کی ہلکی ہلکی خوشبو آرہی تھی۔ ناگ کو یہ تو پتہ چل گیا کہ اسے اسی قبر میں دفن کیا گیا تھا۔ مگر یہ معمہ ابھی تک حل نہیں ہوا تھا کہ اسے کن لوگوں نے وہاں دفن کیا تھا۔ اور عنبر ماریا جولی سانگ کیٹی اور تھیو سانگ کہاں ہیں؟ ناگ سوچنے لگا ممکن ہے جو لوگ اسے قبر سے نکال کر لے گئے تھے۔ انہوں نے اسے وہاں دفن کیا ہو؟ آخر یہ لوگ کون ہیں اور اسے کس لیے قبر سے نکال کر لے گئے تھے اور اس کی لاش کے ٹکڑے کیوں کرنے والے تھے؟ وہ اس کی ریڑھ کی ہڈی کیوں نکالنا چاہتے تھے؟ اِن سارے سوالوں کا جواب ناگ کو اِن

دونوں آدمیوں ہی سے مل سکتا تھا۔ اب ضروری ہو گیا تھا
کہ وہ انسانی شکل میں ان کے پاس جا کر سوال و جواب کرے۔ ناگ
کو ہلکی سی امید تھی کہ بہت ممکن ہے ان لوگوں سے اسے عنبر ناگ
ماریا وغیرہ کا بھی کوئی سراغ مل جائے۔

ناگ اپنی اصلی انسانی شکل میں ہی کپال اور اس کے ساتھی
کے مکان کی طرف تیز تیز چلنے لگا۔ مکان کا دروازہ بند تھا۔ ناگ نے
دروازے پر دستک دی۔ تھوڑی دیر بعد کپال کے ساتھی نے
دروازہ کھولا۔ جونہی اس کی نظر ناگ پر پڑی وہ چیخ مار کر بولا۔

"قبر کا بھوت"

اور کوٹھڑی کی طرف بھاگ اٹھا۔ کوٹھڑی میں سے کپال بھی
باہر نکل آیا۔ ناگ کو دیکھا تو پہچان گیا کہ یہ وہی لاش ہے جو
اس کے گھر میں آ کر رات کو زندہ ہو گئی تھی۔ اور سانپ بن گئی
تھی۔ وہ بھی بھاگنے ہی والا تھا کہ ناگ نے بلند آواز میں کہا۔

"ٹھہرو۔ اگر بھاگے تو میں تم دونوں کو ہلاک کر
دوں گا"

کپال اس کا ساتھی وہیں ڈر کر زمین پر بیٹھ گئے۔ ناگ فوراً
ان کے قریب آگیا اور بولا۔

"میں جو کوئی بھی ہوں۔ اس کو تم بھول جاؤ۔ ایک بات
کا میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ اگر تم نے میرے سوال

کا ٹھیک ٹھیک جواب دیا تو میں تمہیں کچھ نہیں کہوں گا"

کپال اور اس کا ساتھی ناگ کی طاقت سے اچھی طرح باخبر تھے۔
دونوں ناگ کو اپنے سامنے دیکھ کر دہشت کے مارے لرز رہے
تھے۔ کپال نے کہا۔

"ہم جھوٹ نہیں بولیں گے۔ وعدہ کرتے ہیں"

ناگ نے پہلا سوال یہ پوچھا۔

"تم مجھے کہاں سے لائے تھے؟ کیوں لائے تھے؟"

کپال نے اپنے خشک ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے
کہا۔

"ہم ہڈیوں کا کاروبار کرتے ہیں۔ انسانوں کی بھی اور
جانوروں کی بھی ہڈیاں فروخت کرتے ہیں۔ کبھی کبھی ہم
نئی قبروں سے بھی لاشیں اٹھا کر لے آتے ہیں تاکہ ان
کے سر اور ریڑھ کی ہڈیاں نکال کر بیچ ڈالیں۔ تمہیں ہم
ایک ایسی قبر سے نکال کر لائے تھے جو لگتا تھا تازہ
بنی ہوئی ہے۔ باہر تازہ مٹی کی ڈھیری لگی ہوئی تھی۔
ہم تمہیں وہاں سے نکال کر لے آئے۔ کوٹھڑی میں
بند رکھا۔ صبح تمہاری ہڈیاں جسم سے الگ کرنے آئے
تو تم زندہ ہو چکے تھے۔ بس یہی ہماری ساری کہانی
ہے"

ناگ نے پوچھا۔
"کیا تم عنبر ماریا کیٹی جولی سانگ کو جانتے ہو؟"
کپال نے تعجب سے ناگ کی طرف دیکھا اور بولا۔
"یہ نام تو ہم نے پہلی بار سنے ہیں۔"
ناگ نے کہا۔

"اچھا یہ بتاؤ کہ تمہارے خیال میں مجھے وہاں قبر میں کون دفن کر گیا تھا؟"
کپال کہنے لگا۔

"یہ تو ہم سے زیادہ تمہیں معلوم ہونا چاہیئے۔ کیونکہ تم ایک زبردست جادوگر ہو۔ ہمیں تو کچھ معلوم نہیں ہے۔"
ناگ سمجھ گیا کہ ان لوگوں کو واقعی کچھ معلوم نہیں ہے۔ اس نے پوچھا۔

"جب تم میری لاش کو قبر میں سے نکال رہے تھے تو تم نے وہاں کوئی غیر معمولی میرا مطلب ہے کوئی عجیب بات دیکھی تھی؟"
کپال نے کہا۔

"بالکل نہیں۔ قبرستان بالکل ایسے ہی خاموش تھا جیسے وہ ہر رات کو ہوتا تھا۔ ہمیں کوئی خاص بات وہاں دکھائی نہیں دی تھی۔"

ناگ واپس جاتے ہوئے بولا۔
"شکریہ۔"
ناگ دروازے میں سے گزرنے والا تھا کہ کپال نے آہستہ سے آواز دی اور بولا۔

"ایک عجیب چیز ہمیں یہاں ملی ہے؟"
ناگ وہیں رک گیا۔ واپس پلٹ کر اس نے پوچھا۔

"وہ کیا چیز ہے؟"
کپال نے ایک لمبی کیل جیب سے نکال کر ناگ کی طرف بڑھا دی اور بولا۔

"جس چارپائی پر تمہاری لاش ہم نے رکھی تھی اس کے سرہانے کی جانب ہمیں یہ لمبی کیل پڑی ہوئی ملی ہے۔"
ناگ نے کیل کو غور سے دیکھا۔ کپال کہنے لگا۔
"اس قسم کی کیل عام طور پر لاش کے سر میں ٹھونکی جاتی ہے۔ ہم نے پرانی داستانوں میں یہی پڑھا اور سنا ہے۔ کہیں یہ کیل تمہارے سر میں تو ٹھکی ہوئی نہیں تھی؟"
کپال کا ساتھی بولا۔
"کہیں یہ جادو کی کیل تو نہیں ہے؟"
ناگ کیل کو ہاتھ میں لے کر دائیں بائیں گھما کر بڑے غور سے

اس کا جائزہ لے رہا تھا۔ اس نے اپنے سر میں بھی، بالوں میں
انگلیاں پھیر کر دیکھا۔ اسے اپنے سر میں کوئی سوراخ نہ ملا۔ ناگ
کیل جیب میں رکھ لیا۔ کپال کا شکریہ ادا کرتے ہوئے بولا۔
"کیا اس سے پہلے بھی تم نے کوئی ایسی لاش دیکھی
ہے جس کے سر میں کیل ٹھکا ہوا ہو؟"
کپال غور کرنے لگا۔ سر کو کھجاتا رہا۔ پھر کہنے لگا۔
"یہ سوال اگر تم قبرستان کے گورکن سے پوچھو
تو زیادہ بہتر ہے۔ کیونکہ گورکن کو لاشوں کے
بارے میں بہت کچھ معلوم ہوتا ہے۔ کم از کم میں
نے کبھی کوئی ایسی لاش نہیں دیکھی جس کے سر
میں کیل ٹھکی ہوئی ہو۔"
ناگ وہاں سے نکل کر سیدھا گندھارا کے پرانے
قبرستان میں آ گیا۔ اس سے پہلے بھی ناگ اس قبرستان
میں آ چکا تھا۔ اس نے اِدھر اُدھر دیکھا۔ گورکن کی
جھگی خالی پڑی تھی۔ گورکن اسے کہیں نظر نہ آیا مگر وہ
گورکن سے ملے بغیر وہاں سے واپس نہیں جانا چاہتا تھا۔
لمبی کیل اس کی جیب میں تھی۔ اسے امید تھی کہ گورکن
سے اسے کافی مفید معلومات حاصل ہوں گی۔ ناگ شام تک قبرستان میں ہی
ایک طرف قبروں کے پیچھے بیٹھا رہا اور گورکن کا انتظار کرتا رہا۔

تین پُراسرار آدمی

ناگ نے سوچا کہ کیوں نہ اس کیل کے بارے میں کسی ایسے
سانپ سے معلوم کیا جائے جو اسی قبرستان میں ہی رہتا ہو۔ اس
خیال کے آتے ہی ناگ نے سانپوں کی زبان میں قبرستان میں موجود
کسی سانپ کو آواز دی۔ اس آواز کو قریب ہی مقبرے کے نیچے بل
میں رہتے ایک شنواری سانپ نے سُنا تو جلدی سے باہر نکل آیا۔
آتے ہی ناگ دیوتا کے سامنے اپنے پھن کو جھکایا اور بولا۔
"عظیم ناگ دیوتا کی تشریف آوری کا شکریہ۔ فرمائیے۔
میں کیا خدمت کر سکتا ہوں"۔
ناگ نے لوہے کی کیل نکال کر اسے دکھائی اور پوچھا۔
"کیا تم اِس کیل کے بارے میں کچھ جانتے ہو؟"
شنواری سانپ نے لوہے کی کیل کو چاروں طرف سے
غور سے دیکھا۔ بار بار اس پر زبان لہرا کر سونگھا۔ پھر بولا۔
"عظیم ناگ دیوتا! اس کیل سے میں کچھ اندازہ
نہیں لگا سکتا کہ یہ کوئی خاص کیل ہو گا۔ مجھے تو یہ

وہے کا ایک عام کیل لگتا ہے۔"

ناگ نے سانپ کو رخصت کر دیا۔ اب وہ گورکن کا انتظار کرنے لگا۔ گورکن ہی اسے اس خاص قبر کے بارے میں کچھ بتا سکتا تھا۔ جس میں ناگ کو دفن کیا گیا تھا۔ سورج غروب ہونے والا تھا کہ ناگ کو ایک اڈھیر عمر آدمی جھونپڑے کی طرف آتا دکھائی دیا۔ ناگ قبر کے پیچھے خاموش بیٹھا اسے تکتا رہا۔ یہ گورکن ہی ہو سکتا تھا۔ اس نے کاندھے پر قبریں کھودنے والا پھاوڑا ڈال رکھا تھا۔ گورکن جھونپڑے میں چلا گیا تو ناگ اٹھ کر وہاں آیا۔ اس نے گورکن کو آواز دی۔ گورکن باہر آگیا۔ اس نے ناگ کی طرف غور سے دیکھا اور پوچھا۔

"کیا کسی مردے کے لیے قبر کھودنی ہے؟"

ناگ نے کہا۔

"قبر تو نہیں کھودنی لیکن ایک قبر کے بارے میں تم سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں۔"

گورکن جھونپڑے سے باہر آگیا۔

"کس قبر کے بارے میں تم پوچھنا چاہتے ہو؟ تم کہاں سے آئے ہو؟"

ناگ نے کہا۔

"میں اسی شہر گندھارا سے آیا ہوں۔ کیا تم زحمت کر کے اس قبر تک میرے ساتھ چلو گے جس کے بارے میں میں تم سے کچھ معلومات حاصل کرنا چاہتا ہوں؟"

گورکن نے اب ناگ کو اوپر سے نیچے تک دیکھا۔ ناگ نے جلدی سے کہا۔

"میں حکومت کا آدمی نہیں ہوں۔ ایک شریف آدمی ہوں۔ بات یہ ہے کہ میں کچھ عرصے سے پردیس گیا ہوا تھا۔ واپس آیا تو مجھے محلے والوں نے بتایا کہ میری بیوی مر گئی تھی اور انہوں نے اسے قبرستان میں دفن کر دیا تھا۔ انہوں نے مجھے قبرستان میں ایک قبر بھی دکھا کر بتایا کہ یہ قبر میری بیوی کی ہے۔ اب میں تم سے معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ کیا اس قبر میں تم نے پچھلے دنوں کسی عورت کو دفن کیا تھا؟"

گورکن نے اطمینان کا سانس لیا کہ کوئی خاص گڑبڑ والی بات نہیں۔ اس نے ناگ سے پوچھا۔

"چلو بھائی مجھے اس قبر کے پاس لے چلو۔ ویسے یہاں پچھلے دنوں ایک عورت کی میت ضرور آئی تھی۔"

ناگ گورکن کو اس قبر پہ لے آیا۔ جہاں ناگ کے سر میں کیل ٹھونک کر دفن کیا گیا تھا۔ ناگ نے قبر کی طرف اشارہ کیا اور بولا۔

"یہ ہے وہ قبر جس کے بارے میں مجھے محلے والوں نے بتایا ہے کہ یہاں میری بیوی کو دفن کیا گیا تھا۔ مہربانی کر کے تم مجھے یہ بتاؤ کہ کیا اس قبر میں تم نے کسی عورت کو دفن کیا تھا؟"

گورکن اس قبر پہ آتے ہی کچھ پریشان سا ہو گیا تھا۔ اس پریشانی کو ناگ نے اُس کے چہرے سے بھانپ لیا۔ وہ گورکن کی طرف مسلسل دیکھ رہا تھا۔ گورکن نے قبر کو ایک نظر دیکھا پھر بولا۔

"بھائی! یہاں تو میں نے پچھلے دنوں کسی عورت کی میت کو دفن نہیں کیا۔ یہ تو کوئی پرانی قبر ہے۔ مجھے یاد نہیں کہ یہاں کون دفن ہے۔"

ناگ سمجھ گیا کہ گورکن جھوٹ بول کر بات کو ٹالنے کی کوشش کر رہا ہے۔

اس نے کہا۔

گورکن بھائی۔ ایک بار پھر قبر کو غور سے دیکھو اس پہ ابھی تازہ مٹی پڑی ہوئی ہے۔ جس سے صاف

ظاہر ہے کہ یہ قبر پرانی نہیں ہے۔"

گورکن جھونپڑی کی طرف مڑا اور بولا۔

"میں نے تمہیں بتا دیا ہے کہ یہ پرانی قبر ہے اور مجھے اس کے بارے میں کچھ معلوم نہیں۔ جاؤ اپنا راستہ لو۔"

ناگ کو احساس ہو گیا کہ گورکن اس سے کسی خاص بات کو چھپا رہا ہے اور یہ اسے سیدھی طرح کبھی نہیں بتائے گا۔ ناگ نے دوسرے طریقے سے اس راز پر سے پردہ اُٹھانے کا فیصلہ کر لیا۔ گورکن اپنی جھونپڑی میں داخل ہو گیا تھا۔ ناگ نے قبرستان کے سانپ سے مدد لینے کا سوچا۔ وہ واپس قبروں کے پاس ایک درخت کے نیچے آ گیا۔ یہاں اس نے اس سانپ کو بلایا۔ اور اسے حکم دیا کہ سامنے والی جھونپڑی میں جانے اور اس کے اندر جو آدمی ہے۔ اس کو ڈس کر صرف اتنا زہر اس کے جسم میں داخل کرے کہ وہ ہلاک نہ ہو۔ سانپ نے ادب سے سر جھکایا اور گورکن کی جھونپڑی کی طرف چل دیا۔

ناگ وہیں بیٹھا رہا۔ اس کی نظریں گورکن کی جھونپڑی پر لگی تھیں۔ تھوڑی دیر بعد جھونپڑی میں سے گورکن کی چیخ کی آواز بلند ہوئی۔ سانپ نے گورکن کو ڈس دیا تھا۔ ناگ دوڑ کر جھونپڑی میں آ گیا۔ دیکھا کہ گورکن زمین پر اپنے پاؤں کو پکڑ کر شور مچا رہا تھا کہ مجھے سانپ نے کاٹ لیا ہے۔ مجھے سانپ

نے کاٹ لیا ہے۔ ناگ نے اس کی طرف غور سے دیکھ کر
کہا۔

"جس سانپ نے تمہیں کاٹا ہے وہ بہت زہریلا تھا
تم بہت جلد مر جاؤ گے اور میں تمہاری قبر کھود کر
تمہیں دفن کر دوں گا۔ لیکن میں تمہیں ایک شرط پر
بچا سکتا ہوں"

گورکن کا سانپ کی دہشت کی وجہ سے رنگ اُڑ چکا تھا او
وہ نڈھال ہو کر لیٹ گیا تھا۔ کہنے لگا

"خدا کے لیے مجھے بچا لو۔ مجھے تمہاری ہر شرط منظور
ہے"

ناگ نے پوچھا۔

"پہلے یہ بتاؤ کہ جس قبر پر میں تمہیں لے گیا تھا۔
وہاں تم نے کس کو دفن کیا تھا؟"

گورکن کا حلق خشک ہو رہا تھا۔ اصل میں کئی سانپ زہر
نہیں ہوتے مگر جن کو وہ ڈستے ہیں وہ اس کی دہشت ہی سے مَر
جاتے ہیں۔ گورکن کا بھی یہی حال ہو رہا تھا۔ اس نے کہا۔

"مجھے بچا لو۔ میں وعدہ کرتا ہوں۔ تمہیں سب
کچھ بتا دوں گا"

ناگ نے کہا۔

"ٹھیک ہے میں تمہارا علاج کیے دیتا ہوں۔ مگر
یاد رکھو۔ اگر تم بعد میں اپنے وعدے سے مُکر گئے
یا تم نے سچ سچ بات مجھے نہ بتائی اور جھوٹ
بولا تو یہی سانپ ایک بار پھر آ کر تمہیں ڈس دے
گا۔ اور پھر تمہیں مرنے سے کوئی نہیں بچا سکے گا"

گورکن نے تڑپتے ہوئے کہا۔

"میں تمہیں ساری بات سچ سچ بتا دوں گا۔ مجھے
موت سے بچا لو۔ جلدی کرو۔ میرا جسم سُن ہونے
لگا ہے"

ناگ نے اسی سانپ کو واپس بُلا کر کہا کہ وہ گورکن کے
جسم کا زہر واپس چوس لے۔ گورکن ویسے بھی تھوڑی دیر
بعد ٹھیک ہو جاتا۔ مگر ناگ اچھی طرح جانتا تھا کہ جب تک سانپ
خود آ کر زہر نہیں چوستا گورکن کو کبھی یقین نہیں آئے گا اور وہ
دہشت کی وجہ سے مر جائے گا۔ سانپ فوراً حاضر ہو گیا۔ ناگ نے گورکن
سے کہا۔

"اپنی جگہ پہ چپ چاپ لیٹے رہو۔ جس سانپ نے تجھے
کاٹا تھا میں نے اسے بُلا لیا ہے۔ وہ تمہارا سارا زہر
واپس چوس لے گا"

گورکن نے دیکھا کہ ایک کالا سانپ رینگتا ہوا اس کے پاؤں

کی طرف بڑھ رہا ہے۔ اس نے خوف کے مارے آنکھیں بند کر لیں۔
پھر سانپ نے اپنا منہ کاٹی ہوئی جگہ پر رکھ دیا اور جو زہر اس
نے گورکن کے جسم میں داخل کیا تھا وہ سارے کا سارا چوس لیا۔
سانپ چلا گیا۔ ناگ نے گورکن سے کہا۔

"اب تمہارے جسم میں ذرا سا بھی زہر باقی نہیں ہے۔
تم اُٹھ کر بیٹھ جاؤ۔ تمہاری زندگی بچ گئی ہے"

گورکن نے نفسیاتی طور پر بھی اپنے جسم میں سکون سا محسوس
کیا۔ وہ اُٹھ کر بیٹھ گیا۔ ویسے بھی اس کے جسم میں جو تھوڑا بہت
زہر ڈالا گیا تھا۔ اب نہیں تھا۔ گورکن بالکل ٹھیک ہو گیا تو ناگ
نے وہی سوال پھر دہرایا۔

"اب بتاؤ کہ جس قبر کے پاس میں تمہیں لے گیا تھا۔
اس میں تم نے پچھلے دنوں کس لاش کو دفن کیا تھا؟"

گورکن نے کپڑے سے اپنے ماتھے پر آیا ہوا پسینہ پونچھ کر
کہا۔

"بھائی! تم جس قبر پر مجھے لے گئے تھے اس قبر
کی کہانی یہ ہے کہ آج سے چند مہینے پہلے شہر سے
ایک جنازہ آیا۔ رات کا وقت تھا۔ مجھے
پہلے سے بتا دیا گیا تھا کہ ایک قبر تیار کرنی ہے۔ میں
قبر تیار کر چکا تھا۔ جنازے کو چار آدمی اُٹھائے

ہوئے تھے۔ انہوں نے جنازہ قبر کے پاس رکھ دیا۔
قبر تیار تھی۔ پھر بارش شروع ہو گئی۔ ہم تھوڑی
دیر کے لیے درختوں میں آ گئے۔ اتنے میں کیا ہوا
کہ جنازے میں جو لاش تھی وہ اُٹھ کر بیٹھ گئی۔
میں نے ایسا منظر زندگی میں پہلے کبھی نہیں دیکھا
تھا۔ میں سمجھ گیا کہ یہ لوگ کسی زندہ آدمی کو
بے ہوش کر کے دفن کرنے آئے ہیں جس
کو ہوش آ گیا ہے۔ فوراً ایک آدمی لاش کی طرف
لپکا۔ اس نے میری آنکھوں کے سامنے آدمی کے
سر میں ایک کیل ٹھونک دی۔ وہ آدمی پھر لاش
بن گیا۔ شاید اب وہ مر چکا تھا۔ میں ابھی گھبرایا
ہوا ہی تھا کہ انہوں نے مجھے چاندی کے بہت سے
سکے دے کر میرا منہ بند کر دیا اور کہا کہ میں یہ
بات کسی کو نہ بتاؤں اور لاش کو دفن کر کے
قبر بنا دوں۔ چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا۔ میں
نے لاش کو قبر میں اتار کر دفن کر دیا۔ اور
اوپر قبر بنا دی۔ بس اس سے زیادہ میں کچھ نہیں
جانتا۔ میں نے تمہیں سچ سچ بتا دیا ہے"
ناگ نے پوچھا۔

"کیا تم اِن آدمیوں کو جانتے ہو؟ دماغ پر زور ڈال کر یاد کرو۔ کیا تم نے ان کو پہلے کبھی دیکھا تھا؟"

گورکن سوچ میں ڈوب گیا۔ پھر بولا۔

"مجھے یاد آتا ہے کہ اِن چار آدمیوں میں سے ایک آدمی کو میں نے پہلے بھی دیکھا تھا۔ مجھے یاد کر لینے دو۔"

گورکن یاد کرنے لگا۔ وہ بار بار اپنے سر پر ہاتھ پھیر رہا تھا۔ ناگ اس کے پاس خاموش بیٹھا تھا۔ پھر گورکن نے چونک کر کہا۔

"ہاں یاد آگیا۔ اُن میں ایک آدمی اس شہر سے دُور قصبہ جاتل کا رہنے والا تھا۔ ہاں وہ بالکل وہی تھا۔ وہ قصبہ جاتل میں مُردے نہلانے کا کام کرتا ہے۔ اس کا نام میں بھول گیا ہوں۔"

ناگ نے کہا۔

"اچھا یہ بتاؤ کہ کیا پھر کبھی اِن آدمیوں میں سے کوئی اس قبر کے پاس آیا تھا؟"

گورکن بولا۔

"نہیں۔ اس کے بعد میں نے اِن میں سے کسی کو اس قبرستان میں نہیں دیکھا۔"

ناگ اس نتیجے پر پہنچا کہ گورکن کو جتنا معلوم تھا اس نے بتا دیا ہے۔ اب اسے قصبے جاتل میں جا کر مُردہ نہلانے والے سے رابطہ پیدا کرنا چاہیئے۔ بہت ممکن ہے اس سے کچھ ایسی معلومات مل جائیں۔ جن کی مدد سے عنبر ماریا کیٹی جُولی سانگ اور تھیوسانگ کا کوئی سراغ مل سکے۔ ناگ نے گورکن سے کہا۔

"تمہارا شکریہ۔ اب یہ بتاؤ کہ وہ قصبہ جاتل یہاں سے کتنی دُور ہے۔ اور کس جانب واقع ہے؟"

گورکن نے کہا۔

"یہ قصبہ یہاں سے شمال کی طرف خشک پہاڑیوں کے درمیان واقع ہے۔ اس کے نزدیک ہی ایک خشک تالاب بھی ہے۔ اگر تم گھوڑے پر سوار ہو کر سفر کرو تو رات ہونے سے پہلے پہلے وہاں پہنچ جاؤ گے۔"

ناگ نے گورکن کو خدا حافظ کہا۔ اور قبرستان سے نکل شہر کے شمالی دروازے کی طرف آگیا۔ شام ہو چکی تھی۔ شہر کے مکانوں میں چراغ روشن ہونے لگے تھے۔ ناگ کو گھوڑے کی ضرورت ہی نہیں تھی۔ اس نے سانس کھینچ کر چھوڑا اور عقاب کی شکل اختیار کر لی۔ اور فضا میں بلند ہو کر شمال کی طرف اُڑنے لگا۔ وہ تیز رفتاری

سے اُڑ رہا تھا۔ تھوڑی ہی دیر میں اسے غروب ہوتی شام کے سرمئی دُھندلکے میں نیچے خشک پہاڑیوں میں ایک قصبے کے مکان دکھائی دیئے۔ جن میں کہیں کہیں روشنی جھلملا رہی تھی۔
ناگ پرواز کرتے غوطہ لگا کر اِن پہاڑیوں میں آگیا۔ پھر وہ ایک طرف اُترا۔ عقاب سے انسانی شکل اختیار کی اور قصبے کی طرف روانہ ہو گیا۔ قصبے کے قریب پہنچ کر اس نے ایک آدمی سے پوچھا تو اس نے بتایا کہ یہی قصبہ جاتل ہے۔ ناگ قصبے کے بازار میں آگیا۔ اس قصبے کا ایک ہی بازار تھا۔ جس کی دکانیں کھلی تھیں۔ دکانوں میں چراغ جل رہے تھے۔ تھوڑے سے لوگ بازار میں چل پھر رہے تھے۔ ناگ ایک ایک دکان کو دیکھتا جا رہا تھا۔ ایک دکان پر اسے ایسا سامان دکھائی دیا جو اکثر مُردوں کو نہلانے میں کام آتا تھا۔ ناگ اس دکان پر رُک گیا اور دکاندار کے پاس جا کر بولا۔
"بھائی! میں یہاں پردیسی ہوں۔ اپنے ایک دوست کے ساتھ آیا تھا۔ وہ مر گیا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ تم مجھے اس آدمی کا پتہ بتا دو جو مُردوں کو غسل دیتا ہو۔ تاکہ میں اپنے دوست کی لاش کو دفنا سکوں۔"
دکاندار نے کہا۔
"اس بازار کی نکڑ پر ایک مکان ہے۔ وہاں مُردوں

غسل دینے والا رہتا ہے۔ اس کا نام جاکھم ہے۔ وہ گھر پر ہی ہوگا۔"
ناگ سیدھا جاکھم کے مکان پر جا پہنچا۔ وہ گھر پر ہی تھا۔ اس کی شکل ہی سے لگتا تھا کہ یہ کوئی پُراسرار اور جرائم پیشہ آدمی ہے۔ ناگ کی طرف دیکھ کر اکھڑ لہجے میں بولا۔
"کیا بات ہے؟ کیا کوئی مُردہ نہلانا ہے؟"
ناگ نے اسے سلام کیا اور غمگین آواز بنا کر بولا۔

"ہاں بھائی! میرا ایک دوست مر گیا ہے۔ اسے سانپ نے ڈس لیا تھا۔ اگر تم چل کر اسے غسل دے دو تو میں خود ہی اسے دفن کر دوں گا۔ میرے دوست نے مرتے وقت کہا تھا کہ مجھے پوری رسموں کے ساتھ غسل دے کر دفن کرنا!"
جاکھم نے کہا۔
"مگر سانپ کے کاٹے سے تو لاش خراب ہو جاتی ہے۔ میں اسے کیسے غسل دوں گا؟"
ناگ نے جلدی سے کہا۔
"بھائی میرے دوست کی لاش بالکل خراب نہیں ہوئی۔ وہ تو ایسے ہے جیسے سو رہا ہو۔ تم میرے ساتھ

چل کر اس کو غسل دے دو۔ میں تمہیں منہ مانگے
سکے دے دوں گا۔"

جاکھم نے ناگ کو سر سے پاؤں تک دیکھا اور بولا۔

"میں نے تمہیں پہلے یہاں نہیں دیکھا۔ تم کہاں کے
رہنے والے ہو۔ تمہارا گھر کہاں ہے؟"

ناگ نے فوراً جواب دیا۔

"بھائی میں یہاں پردیسی ہوں۔ میں اور میرا دوست
اس علاقے میں جڑی بوٹیوں کی تلاش میں آئے تھے
کہ میرے دوست کو سانپ نے کاٹ لیا۔ ہمارا
یہاں کوئی مکان بھی نہیں ہے۔ ہم تو پہاڑیوں میں
ایک جھونپڑا بنا کر ٹھہرے ہوئے تھے۔"

جاکھم نے کہا۔

"میں سونے کے دس سکے لوں گا اور وہ بھی پہلے
وصول کروں گا۔ تب تمہارے ساتھ جاؤں گا۔"

ناگ کے پاس تو اس وقت کچھ بھی نہیں تھا۔ اس نے
کہا۔

"بھائی! تم مجھ سے سونے کے پچاس سکے لے لینا۔
مگر یہ سارے سکے میرے جھونپڑے میں پڑے
ہیں۔ یہاں اس وقت تو میرے پاس کچھ نہیں

ہے۔"

جاکھم سوچ میں پڑ گیا۔ سونے کے پچاس سکوں کا لالچ بہت
بڑا تھا۔ ویسے بھی ناگ اسے ایک دبلا پتلا بے مزہ سا نوجوان
لگ رہا تھا۔ اس نے ناگ کے ساتھ جانے کا فیصلہ کر لیا۔ مگر
چلنے سے پہلے پوچھنے لگا۔

"تمہارا نام کیا ہے اور تم کس ملک کے رہنے
والے ہو؟"

ناگ نے کہا۔

"میرا نام عنبر ہے۔ اور میں ملک مصر کا باشندہ ہوں۔
میرا دوست بھی مصر ہی کا رہنے والا تھا۔ ہم
دونوں دوسرے ملکوں میں گھوم پھر کر نایاب
جڑی بوٹیاں تلاش کیا کرتے تھے۔ کیا تم میرے
ساتھ چلو گے؟"

جاکھم بولا۔

"ہاں۔ چلو۔"

اس نے اپنا گھوڑا نکال لیا۔ ناگ کی طرف دیکھ کر بولا۔

"تم اپنا گھوڑا نہیں لائے کیا؟ کیا تمہارے پاس
گھوڑا نہیں ہے؟"

ناگ اسے کیسے بتاتا کہ وہ تو ہوا میں اڑ کر آیا ہے —

کہنے لگا۔

"میرا گھوڑا زخمی ہو گیا تھا۔ میں پیدل ہی چل کر تمہارے مکان تک آیا ہوں۔"

جاکم ایک بدمعاش قسم کا آدمی تھا۔ اس نے خنجر اپنی جیب میں رکھ لیا اور ناگ سے کہا۔

"بیٹھو میرے گھوڑے پر میرے پیچھے۔"

ناگ اس کے پیچھے اس کے گھوڑے پر بیٹھ گیا اور گھوڑا قصبے کے بازار سے ہوتا ہوا۔ جب باہر پہنچا تو جاکم نے پوچھا۔

"کس طرف ہے تمہاری جھونپڑی؟"

ناگ نے ایک طرف اشارہ کیا۔ "ادھر ہے اس ٹیلے کے پیچھے۔"

جاکم نے گھوڑے کا رُخ ناگ کے بتائے ہوئے ٹیلے کی طرف پھیر دیا۔ اس وقت رات کا اندھیرا چاروں طرف چھا چکا تھا۔ جاکم نے کہا۔

"تمہاری جھونپڑی میں کوئی چراغ وغیرہ تو روشن ہو گا نا؟"

ناگ نے کہا۔

"جی نہیں میں تو اپنے دوست کی موت سے گھبرا گیا۔

چراغ جلانا بھی بھول گیا اور سیدھا آپ کی تلاش میں نکل کھڑا ہوا۔"

جاکم نے ناگ کو جھڑکتے ہوئے کہا۔

"کیسے احمق آدمی ہو تم بھی کہ جھونپڑی میں شام کو چراغ روشن کرنا بھی بھول گئے۔ تم مجھے کوئی گنوار لگتے ہو؟"

ناگ نے کوئی جواب نہ دیا۔ اگر دوسرے حالات ہوتے تو ناگ ابھی اس بدمعاش کو مزا چکھا دیتا۔ مگر مزا چکھانے کا وقت آ رہا تھا۔ جب وہ ٹیلے کے پاس پہنچے تو جاکم گھوڑے سے اُتر آیا۔ اندھیرے میں اِدھر اُدھر دیکھنے لگا۔ اور بولا۔

"یہاں تو مجھے کوئی جھونپڑا دکھائی نہیں دیتا۔ کہاں ہے تمہارے دوست کی لاش؟"

اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔ تو ناگ وہاں موجود نہیں تھا۔ جاکم حیران ہو کر اِدھر اُدھر دیکھنے لگا کہ یہ شخص کہاں رفو چکر ہو گیا ہے۔ اس نے اونچی آواز میں کہا۔

"ارے گنوار تم کہاں چلے گئے ہو؟ تمہارا جھونپڑا اور دوست کی لاش کہاں ہے؟"

ناگ اِسے کہیں دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ وہ بڑا حیران ہوا۔ آدمی چونکہ خطرناک تھا۔ سمجھ گیا کہ اِسے کسی جال میں پھنسایا

جا رہا ہے۔ فوراً اس نے خنجر نکال لیا اور ایک پتھر کی آڑ لے کر اندھیرے میں گھورنے لگا۔ اسے اپنے سر کے اوپر سرسراہٹ سی سنائی دی۔ ایکدم پیچھے ہٹا ہی تھا کہ اوپر سے ایک سات فٹ لمبے سیاہ کالے سانپ نے چھلانگ لگائی اور اس کی گردن کو دبوچ کر اپنا پھن بالکل اس کے منہ کے سامنے کر دیا اور زور سے پھنکارنے لگا۔

یہ سب کچھ اتنی جلدی ہو گیا تھا کہ جاکم کو سنبھلنے کا موقع بھی نہ مل سکا تھا۔ سانپ کی لال آنکھیں اسس کو اندھیری رات میں انگاروں کی طرح دہکتی اپنے اوپر جمی ہوئی نظر آ رہی تھیں۔ اور کنڈلی اس کی گردن کو دبوچ رہی تھی۔ اگر وہ سانپ کو پکڑتا یا مارتا ہے تو یقینی بات تھی کہ سانپ اسے فوراً منہ پر ڈس دیتا اور پھر اسس کا بچنا محال تھا۔ خوف سے اس کا حلق خشک ہو گیا۔ خنجر ابھی تک اس کے ہاتھ میں ہی تھا۔ مگر جسم موت کی دہشت کی وجہ سے ٹھنڈا پڑ گیا تھا۔ سانپ اپنا پھن اور قریب لے آیا۔ اب سانپ کی زبان وہ صاف دیکھ رہا تھا۔ اسس کی پھنکار جو گرم تھی اس کے چہرے پر پڑ رہی تھی۔ اب جاکم کے حلق سے ایک چیخ نکل گئی۔ خنجر اس کے ہاتھ سے گر پڑا۔ موت ایک انچ سے بھی کم فاصلے پر اس کے سامنے کھڑی تھی۔ وہ تھر تھر کانپنے لگا۔

عین اسس وقت ایک طرف سے ناگ نکلا اور اس کے سامنے آکر بولا۔

"جاکم! کس حال میں ہو۔ اب بتاؤ میں گنوار ہوں یا تم کہ سانپ نے تمہیں اپنے قبضے میں لے لیا ہے"

جاکم نے تھرتھراتی ہوئی آواز میں کہا۔

"مجھے موت سے بچا لو۔ مجھے......"

سانپ نے زور سے پھنکار ماری اور جاکم ایک دم سے چپ ہو گیا۔ ناگ نے سانپ کو اُس کی زبان میں کہا۔

"اسس کی گردن کا پھندا ڈھیلا کر دو۔ اور اپنا پھن چہرے سے پیچھے ہٹا لو" سانپ نے فوراً ناگ کے حکم پر عمل کیا۔ سانپ کا پھن پیچھے ہٹا تو جاکم نے سہمی ہوئی خشک آواز میں کہا۔

"مجھے بچا لو۔ مجھے بچا لو۔ یہ سانپ مجھے ڈس دے گا"

ناگ بولا۔

"یہ سانپ میرے اشارے سے تمہارے پاس آیا ہے۔ میں اسے حکم دوں گا تو جس طرح تمہارے چہرے سے اسس نے اپنا پھن دور ہٹا لیا ہے اسی طرح یہ تمہیں آزاد بھی کر دے گا۔

لیکن اس سے پہلے تمہیں میرے ایک سوال کا ٹھیک
اور سچا جواب دینا ہوگا۔ کیا تم تیار ہو؟"
جاکم نے کانپتے ہوئے کہا۔
"پہلے اس سانپ کو پرے ہٹا دو۔ تم مجھ سے
جو پوچھو گے میں تمہیں ٹھیک ٹھیک بتا دوں گا۔"
ناگ نے زمین پر پڑا ہوا خنجر اُٹھا لیا۔ پھر سانپ کو حکم
کہ اسے چھوڑ کر پاس ہی بیٹھ جائے۔ ناگ کا حکم سنتے ہی
کالا سانپ جاکم کی گردن سے اُتر آیا۔ اور اس کے بالکل
سامنے کنڈلی مار کر اس طرح سے بیٹھ گیا کہ اس کا پھن پو
کھلا ہوا تھا اور آنکھیں جاکم کو گھور رہی تھیں۔
ناگ نے کہا۔
"جاکم اب تم بھی بیٹھ جاؤ۔ دیکھو۔ یہ سانپ تمہاری
طرف گھور رہا ہے۔ یہ میرا غلام ہے اور تم سے زیادہ
دُور نہیں ہے۔ اگر تم نے بھاگنے کی کوشش کی تو یہ
تمہارے گھر پر بھی جا کر تمہیں ہلاک کر سکتا ہے۔
اور اگر تم نے میرے سوال کے جواب میں جھوٹ
بولا تو اس سانپ کو فوراً پتہ چل جائے گا۔ یہ
اسی وقت اپنی جگہ سے اُچھل کر تمہاری گردن پر ڈس
دے گا۔"

جاکم نے کہا۔
"تم جو پوچھو گے میں سچ سچ بتا دوں گا۔ میں قسم کھا
کر کہتا ہوں کہ جھوٹ نہیں بولوں گا۔"
ناگ نے پوچھا۔
"یہ بتاؤ کہ تم جس آدمی کا جنازہ لے کر قبرستان
میں گئے تھے۔ وہ آدمی کون تھا۔ تم لوگوں نے اُس
کے سر میں کیل کس لیے ٹھونکی تھی۔ اور کیا وہ کیل تم
لوگوں نے کسی دوسرے آدمی کے سر میں بھی ٹھونکی
تھی؟"
جاکم نے ہاتھ باندھ کر کہا۔
"میں جھوٹ نہیں بولوں گا۔ جس آدمی کو ہم بے ہوش
کر کے زندہ دفن کرنے قبرستان میں لے گئے تھے۔
وہ سنا ہے کہ کوئی جادوگر تھا۔ اس رات میرے
پاس تین آدمی آئے تھے اور مجھے یہ کہہ کر اپنے
ساتھ لے گئے تھے کہ ایک مُردے کو غسل دینا ہے۔
میں نے مُردے کو غسل دیا تو وہ زندہ ہو گیا۔ میں
ڈر کر بھاگا تو ان تینوں آدمیوں نے مجھے زبردستی
پکڑ لیا اور دولت کا لالچ دے کر کہا کہ اسے زبردستی
غسل دو۔ انہوں نے اس آدمی (زندہ لاش) کا گلا

گھونٹ ڈالا۔ وہ مرگیا۔ ہم اِسے لے کر قبرستان میں
گئے۔ تو وہ پھر جنازے میں اُٹھ کر بیٹھ گیا۔ اب ان
آدمیوں نے مجھے سونے کی ایک ڈلی دے کر کہا کہ اس
آدمی کے سر میں کیل ٹھونک دو۔ چنانچہ میں نے ایسا
ہی کیا۔ وہ آدمی اس کے بعد یقیناً مر گیا تھا۔ اس
کے بعد گورکن نے اس کی لاش قبر میں دفن کر دی۔ اور
میں واپس اپنے گھر آگیا۔ اس کے بعد کیا ہوا ——
مجھے کچھ معلوم نہیں۔"

ناگ نے پوچھا:

"تمہیں یہ کیسے پتہ چلا کہ دفن ہونے والا کوئی جادوگر
تھا؟"

جاکھم بولا۔

"یہ بات مجھے ان تین آدمیوں میں سے ایک نے
بتائی تھی۔"

"کیا تم جانتے ہو وہ تینوں آدمی کہاں ہوں گے؟" ناگ
سوال کیا۔

جاکھم کہنے لگا۔

"وہ تینوں اجنبی تھے —— اس سے پہلے
میں نے انہیں کہیں نہیں دیکھا تھا۔ اس بات کو چار

مہینے گزر گئے ہیں۔ میں نے اس کے بعد بھی آج تک
ان تینوں کو کہیں نہیں دیکھا۔"

ناگ کو یقین ہو گیا کہ یہ شخص جھوٹ نہیں بول رہا اور
اس نے واقعی ان تینوں آدمیوں کو پھر نہیں دیکھا ہوگا۔ اس
کی باتوں سے یہ بھی اندازہ ہوتا تھا کہ اِسے ہتھیار کے طور پر استعمال
کیا گیا ہے اور باقی تین آدمی کوئی پراسرار آدمی تھے۔ جنہوں نے
کسی طلسم کی وجہ سے اپنے کسی ساتھی کو موت کے گھاٹ اتار
دیا اور اس کی کھوپڑی میں کیل ٹھونک دی کہ وہ پھر کبھی قبر سے
باہر نہ نکل سکے۔ لیکن اب سوال پیدا ہوتا تھا۔ کہ یہ کیل ناگ
کی کھوپڑی میں کہاں سے آگئی؟ کیا یہ وہی کیل تھی یا کوئی اور
کیل تھی؟ ناگ اس کا فیصلہ نہ کر سکا۔ اس نے جاکھم کو آزاد
کر دیا۔ وہ گھوڑے پر بیٹھ کر فوراً وہاں سے بھاگ گیا۔ کالا
سانپ ناگ کے سامنے بیٹھا ہوا تھا۔ ناگ نے اس کی طرف
دیکھا اور پوچھا۔

"کیا تمہیں کچھ معلوم ہے کہ گندھارا شہر کے مقبرے
والے پرانے قبرستان میں کوئی آسیب رہتا ہے؟"

○

بچوں کا اغوا

سانپ نے جواب دیا۔
"عظیم ناگ دیوتا! قبرستان والے مقبرے میں مَیں نے آج تک کسی آسیب کو نہیں دیکھا۔ ویسے بھی میرا ادھر بہت کم جانا ہوتا ہے۔ یہ تو اس قبرستان کا کوئی سانپ ہی آپ کو بتا سکتا ہے۔"

قبرستان والے سانپ سے ناگ پہلے ہی پوچھ بیٹھا تھا۔ ناگ نے سانپ کو بھی رخصت کر دیا۔ اب وہ سوچنے لگا کہ معمہ اور زیادہ اُلجھتا جا رہا ہے۔ اس کا کوئی حل نظر نہیں آ رہا۔ بہتر یہی ہے کہ اس معمے کو اسی جگہ چھوڑ دیا جائے اور کسی دوسرے ملک میں چل کر عنبر ماریا جُولی سانگ کیٹی اور تھیو سانگ کو تلاش کیا جائے۔ یہ فیصلہ کر کے ناگ نے غور کیا کہ دوسرا قریبی ملک کون سا ہو سکتا ہے۔ وہاں سے قریب ترین ملک ایران ہی تھا۔ ناگ نے ایران جانے کا ارادہ کیا۔ اٹھا۔ سانس کھینچ کر عقاب کی شکل بدلی اور ملک ایران

کی طرف روانہ ہو گیا۔ ایران کی سرحد وہاں سے دو دن اور دو راتوں کے سفر پر تھی۔ مگر ناگ تیز رفتاری سے پرواز کرتا ہوا راتوں رات ایران کے دارالحکومت پرسی پولس پہنچ گیا۔ یہ وہی شہر تھا جہاں گنڈاپ شاہی محل میں اس انتظار میں بیٹھا سازشوں میں مصروف تھا کہ کب اس کی شادی نیوفر شہزادی سے ہو اور وہ ایران کے تخت و تاج پر اپنا قبضہ جمالے۔

یہ تو آپ پڑھ چکے ہیں کہ شہزادی نیوفر اور نوجوان دریاب نے مل کر اپنے بزرگ استاد کی مدد سے گنڈاپ کو طلسمی نقش پلا دیا تھا۔ جس کے اثر سے گنڈاپ کی وہ تمام طاقتیں جو لاشیں ناگ، عنبر، ماریا، جولی سانگ، کیٹی اور تھیو سانگ کا تھوڑا تھوڑا خون پینے سے اس کے اندر پیدا ہو گئی تھیں۔ چھ ماہ کے لیے ختم ہو گئی تھیں۔ وہ یہی سمجھ رہا تھا کہ کسی وجہ سے اس کی طاقتیں ہمیشہ کے لیے ختم ہو چکی ہیں۔ لیکن وہ انسان کی حیثیت سے ابھی زندہ تھا۔ کیونکہ وہ ہر منگل کی رات کو شہر کے کسی نہ کسی لڑکے کا سانس پی جاتا تھا۔ اور اس لڑکے کو مُردہ حالت میں اپنے حویلی والے تہہ خانے میں پھینک دیتا تھا۔ عنبر ناگ ماریا کیٹی جُولی سانگ اور تھیو سانگ کی طاقتیں ختم ہو جانے کے بعد گنڈاپ نے سپہ سالار سے مل کر تخت پر قبضہ کرنے کی سازشیں تیز کر دی تھیں۔

دوسری طرف وہ شہزادی نیلوفر پر بھی ڈورے ڈال رہا تھا۔ مگر چونکہ نیلوفر نے یہ کہہ دیا تھا کہ وہ صرف ایسے آدمی سے شادی کر سکتی ہے۔ جو غائب ہو سکتا ہو اور سانپ بن سکتا ہو۔ اس لیے گنڈاپ چُپ ہو گیا تھا۔ لیکن اب وہ شہزادی کو یہ کہہ کر قائل کرنے کی کوشش کر رہا تھا کہ فقیروں کی باتوں پر نہیں جانا چاہیئے۔ اور اِسے گنڈاپ ہی سے بیاہ کر لینا چاہیئے۔ مگر شہزادی نہیں مان رہی تھی اب شہزادی اس سے ملتی بھی نہیں تھی۔

شہر میں ہر ہفتے ایک لڑکا غائب ہو جاتا تھا۔ بادشاہ بہت پریشان تھا۔ سارے شہر میں دہشت پھیل گئی تھی لوگوں نے اپنے بچوں کا گھروں سے نکلنا بند کر دیا تھا۔ لیکن اب گھروں کے اندر سے بھی بچے گم نہیں ہوتے تھے۔ کیونکہ گنڈاپ کے پاس اب ماریا کی غائب ہونے کی طاقت نہیں تھی۔ اور وہ غائب نہیں ہو سکتا تھا۔ اب وہ منگل کی شام کو کالے کپڑے پہن کر باہر نکلتا اور جہاں کہیں اسے کوئی بچہ کھیلتا یا کسی باغ میں دکھائی دیتا۔ وہ اسے اُٹھا کر لے جاتا اور اپنی حویلی والے مکان میں لے جا کر اس کی لاش کو وہیں پھینک دیتا۔ حکومت کی سختی اور پہریداروں کی گشت کی وجہ سے گنڈاپ کو شہر سے لڑکے اغوا کرنے میں بڑی دقت محسوس

ہونے لگی تو اس نے شہر سے دور گاؤں کا رُخ کر لیا۔ وہ ہفتے میں کسی دن چپکے سے بھیس بدل کر دُور کسی ریاست میں نکل جاتا اور وہاں سے کسی نہ کسی لڑکے کو بے ہوش کر کے بوری میں بند کر کے اپنے مکان پر لے آتا اور منگل کی رات کو اس کا سانس پی کر اپنے اندر پھر سے زندہ رہنے کی توانائی پیدا کر لیتا۔

ابھی ناگ گنڈاپ کے شہر میں نہیں پہنچا تھا کہ گنڈاپ کے دل میں خیال آیا کہ کیوں نہ وہ گندھارا کے مینار والی قبر کے اپنے تہہ خانے میں جا کر ایک بار پھر عنبر ماریا اور ان کے ساتھیوں کا تھوڑا تھوڑا خون پی آئے۔ شاید اس طرح سے اس کی کھوئی ہوئی طاقتیں پھر اُسے واپس مل جائیں۔ یہ سوچ کر گنڈاپ نے بادشاہ سے یہ کہہ کر چند دن کی اجازت لے لی کہ وہ اپنی بوڑھی ماں سے ملنے گاؤں جا رہا ہے۔ چنانچہ ایک رات وہ برق رفتار گھوڑے پر سوار ہوا۔ اور گندھارا شہر والے مقبرے کی طرف روانہ ہو گیا۔

مینار والی قبر کے مقبرے میں پہنچنے کے بعد گنڈاپ نے گھوڑے کو ایک درخت کے ساتھ باندھا اور خود مینار والی قبر کی طرف بڑھا۔ اب اس کے پاس کوئی طلسم نہیں تھا۔ کوئی طاقت نہیں تھی۔ اس کے پاس ایک ہی طاقت تھی کہ وہ

مینار کو دوسری جگہ ہٹا سکتا تھا۔ لیکن یہ طاقت بھی صرف
اسی صورت اس کے پاس آسکتی تھی کہ وہ انسانی حیثیت کو
چھوڑ کر پھر سے لاش والی شکل اختیار کرلے۔ اور گنڈاپ
لاش کی شکل میں واپس نہیں آنا چاہتا تھا۔ اس کے ارادے
یہ تھے کہ وہ کسی طریقے سے ایران کے تخت پر قبضہ کرکے
نسل در نسل ایران پر حکومت کرے۔ مینار والی قبر کے پاس
جو نیلا سانپ چھپ کر پہرہ دے رہا تھا وہ اسے دیکھ کر
فوراً باہر نکل آیا اور تعظیم کے لیے جھک گیا۔ گنڈاپ کے
پاس صرف نیلے ساتھیوں کی ہی بادشاہت باقی رہ گئی تھی
وہ نیلے سانپوں کو ہی بلا سکتا تھا اور اس سے کام لے سکتا
تھا۔ اس نے نیلے سانپ سے کہا۔

"اسی جگہ پہرہ دیتے رہو۔ میں تھوڑی دیر میں
واپس آرہا ہوں"

اور گنڈاپ خفیہ راستے سے قبر کے زینے پر پہنچ
گیا۔ زینہ اتر کر وہ غار میں آیا۔ جہاں دونوں جانب
انسانی کھوپڑیوں کے چراغ جل رہے تھے۔ یہاں سے گزرتا
ہوا وہ پچھلے دالان والے تہہ خانے میں آگیا۔ یہاں کئی نیلے
سانپ چل پھر کر تابوتوں کی پہرہ داری کر رہے تھے۔ گنڈاپ
کو دیکھ کر سارے سانپ قطار بنا کر ایک طرف کھڑے

ہو گئے۔ گنڈاپ نے ان کی طرف کوئی توجہ نہ دی۔
سیدھا عنبر کے تابوت کے پاس گیا اس کے ڈھکنے کو
کھولا۔ تابوت کے اندر عنبر بے ہوشی کی حالت میں موجود
تھا۔ گنڈاپ نے اس کی گردن میں اپنے دانت گاڑ دیے۔
اور اس کا تھوڑا سا خون پی گیا۔ اسی طرح گنڈاپ نے عنبر
کے بعد جولی سانگ کیٹی ماریا اور تھیوسانگ کا بھی تھوڑا تھوڑا
خون پی لیا۔ خون پینے کے بعد گنڈاپ نے ماریا کا تصور ذہن
میں لاکر غائب ہونے کی کوشش کی۔ مگر وہ غائب نہ ہو سکا۔
اس نے باری باری سب کی طاقتوں کو آزمایا۔ مگر وہ کسی
طاقت کو حاصل کرنے میں بھی کامیاب نہ ہو سکا۔ اب اسے
یقین ہوگیا کہ کسی غیبی دشمن نے اس پر ایسا طلسم کر دیا
ہے کہ اس کی ساری طاقتیں ختم ہو گئی ہیں اور وہ ان طاقتوں
کو دوبارہ حاصل نہیں کرسکتا۔ اب اسے ایک ہی کام کرنا
چاہیے کہ سازش کرکے ہر حالت میں نیلوفر سے شادی کرنے
اور پھر ایران کے تخت پر قبضہ کرکے بادشاہ مائیلو کو قتل کر
دیا جائے۔ گنڈاپ نے عنبر، ماریا، کیٹی اور جولی سانگ، تھیوسانگ
کے تابوت بند کر دیئے اور غار سے نکل کر باہر قبرستان میں
آگیا۔ اور گھوڑے پر سوار ہو کر ایران کے دارالحکومت
پرسی پولس کی طرف روانہ ہوگیا۔ اس بات سے وہ سخت مایوس

لوٹ رہا تھا کہ اس کی کھوئی ہوئی طاقتیں اُسے واپس نہ مل سکی تھیں۔

جس وقت گنڈاپ ایران کے دارالحکومت میں داخل ہوا اس سے ایک دن پہلے ناگ وہاں پہنچ چکا تھا اور اس شاندار شہر کی ایک دو منزلہ سرائے میں ٹھہرا ہوا تھا اس شہر میں بھی ناگ کو عنبر ماریا جولی سانگ کیٹی اور تھیوسانگ کی خوشبو کہیں سے نہیں آئی تھی۔ لیکن اس نے اپنے ان پرانے دوستوں کی تلاش شروع کر دی تھی۔ وہ اس بات سے بڑا مطمئن تھا کہ ایک زبردست طلسم کے اثر میں آنے کے بعد بھی اس کی اپنی طاقت اس کے پاس موجود تھی صرف اسے اپنی خوشبو نہیں آتی تھی۔ طلسم کا صرف اتنا اثر ہوا تھا کہ ناگ کی خوشبو اس کے جسم سے نہیں نکلتی تھی۔ اگر نکلتی تھی تو وہ کسی کو محسوس نہیں ہوتی تھی۔ ناگ نے ایک دن سرائے میں آرام کیا اور دوسرے دن صبح کے وقت وہ شہر کی سیر کو نکل کھڑا ہوا۔

ایران کا دارالحکومت پہسی پولس اس زمانے کے خوبصورت اور عالی شان شہروں میں سے تھا۔ جہاں ملک ملک کے سوداگر اپنا مال فروخت کرنے آتے تھے۔ ابھی ایران پر یونانی بادشاہ حکومت کرتا تھا۔ جس کی وجہ سے یونان کے سوداگر

بھی وہاں پر موجود تھے۔ شہر کی سڑکیں چوڑی چکلی تھیں۔ باغات بڑے دلکش تھے۔ ان باغوں میں نہریں بہتی تھیں۔ بادشاہ کا محل قلعے کے اندر تھا مکان کئی کئی منزلہ تھے۔ لوگ خوب صورت اور خوشحال تھے۔ شہر بہت بڑا تھا۔ اور اس کی گلیوں میں پختہ حویلیاں بنی ہوئی تھیں۔ شہر کے گرد ایک دیوار گول دائرے کی شکل میں چلی گئی تھی۔ جس کے سات دروازے تھے۔ لوگ آتش پرست تھے۔ یعنی آگ کی پوجا کرتے تھے۔ آگ کے علاوہ وہ سورج کو بھی دیوتا مان کر اس کی بھی پرستش کرتے تھے۔

ناگ دن بھر شہر کے بازاروں اور گلی کوچوں میں سیر کرتا رہا یہاں آنے کے دوسرے ہی روز اسے معلوم ہو گیا کہ کوئی پُراسرار بلا اس شہر اور قریبی دیہات پر نازل ہوتی ہے۔ جو سات سال کی عُمر کے لڑکوں کو اُٹھا کر لے جاتی ہے۔ لڑکے ایک دم غائب ہو جاتے ہیں اور پھر اُن کی لاش بھی کہیں نہیں ملتی۔ ناگ کو یہ خبر سُن کر بڑا دُکھ ہوا۔ گم ہونے والے لڑکوں کے ماں باپ کی آہ زاری دیکھی نہیں جاتی تھی۔ ناگ نے اسی وقت فیصلہ کر لیا کہ وہ عنبر ماریا اور کیٹی وغیرہ کو بعد میں ڈھونڈے گا۔ لیکن سب سے پہلے اس ملک کے لوگوں کو اس پُراسرار بلا سے نجات دلانے کی کوشش کرے گا۔ جس نے ماں باپ اور بہنوں کا سکون چھین لیا ہے۔ ناگ ان غم زدہ لوگوں سے ملا جن کے

نوعمر لڑکے غائب ہو گئے تھے۔ اسے پتہ چلا کہ بعض لوگوں کی
آنکھوں کے سامنے لڑکا غائب ہو گیا تھا۔ کچھ لوگوں نے اسے
بھی بتایا کہ جہاں لڑکا غائب ہوا وہاں زمین پر شیر کے پنجوں کے نشان
بھی دیکھے گئے ہیں۔ یہ لوگوں کی افواہیں تھیں اور لوگوں نے پہلے سے
ایسی باتیں گھڑ دی تھیں۔

لیکن ناگ نے تفتیش شروع کر دی۔ وہ سرائے کی دوسری منزل
کی ایک کوٹھڑی میں ٹھہرا ہوا تھا۔ تازہ تحقیقات سے یہ معلوم ہوا کہ
اب لڑکوں کو اٹھانے کی وارداتیں شہر کی بجائے دیہات میں ہونے
لگی ہیں اور ہفتے میں ایک نہ ایک لڑکا کہیں نہ کہیں سے اغوا کر لیا جاتا
ہے۔ ناگ شہر سے گاؤں اور دیہات میں آ گیا۔ اس نے لوگوں سے
مل کر بہت سی معلومات جمع کر لیں۔ مگر ان میں کوئی ایسی بات
نہ تھی کہ جس سے ناگ کو مدد ملتی۔ ہر کوئی یہی کہتا کہ یہ کوئی بھوت
پریت ہے۔ جو بچوں کو اٹھا کر ہڑپ کر جاتا ہے۔ کوئی کہتا کہ یہ کوئی
نظر نہ آنے والا شیر ہے جو بچوں کو اٹھا کر لے جاتا ہے اور پھر انہیں
کھا جاتا ہے۔ مگر ناگ کو ان افواہوں اور من گھڑت باتوں پر یقین
نہیں آ رہا تھا۔

اتنا وہ ضرور تسلیم کرتا تھا کہ یہ کسی جادوگر وغیرہ کا کام ہو
گا۔ جو طلسم کا کوئی اونچا درجہ حاصل کرنے کے لیے بچوں کو اغوا کر کے
کسی دیوی دیوتا پر قربان کر رہا ہو گا۔ ناگ نے اگلی دیوتا اور دوسرے

دیوتا کے مندروں کے چکر لگانے شروع کر دیئے۔ ساتھ ہی
ساتھ وہ عنبر ماریا کیٹی وغیرہ کا بھی سراغ لگا رہا تھا۔ ناگ ایک
گاؤں میں آ گیا۔ یہ گاؤں شہر کے قریب ہی تھا اور یہاں لڑکوں
کا چھوٹا سا مدرسہ بھی تھا اور اس گاؤں سے ابھی تک کوئی لڑکا
گم نہیں ہوا تھا۔ لیکن ماں باپ نے پراسرار بلا کے خوف کی
وجہ سے اپنے لڑکوں کو مدرسے بھیجنا بند کر دیا تھا۔

یہاں ایک بات آپ اپنے ذہن میں رکھیں کہ گنڈاپ نے ناگ
کو اور ناگ نے گنڈاپ کو نہیں دیکھا ہوا۔ گنڈاپ کے پاس اس
کے خاص آسیب لاشی ناگ نے آ کر گنڈاپ کو اطلاع دی تھی کہ اس
نے اصلی ناگ کو غائب کر دیا ہے۔ لاشی ناگ ضرور ناگ کا ہم شکل
بنا تھا مگر گنڈاپ نے ابھی تک اصلی ناگ کو نہیں دیکھا ہوا۔ چنانچہ مقبرے
کے قبرستان والے تہہ خانے میں عنبر ماریا کیٹی جولی سانگ اور
تھیوسانگ تابوتوں میں بند تھے تو ان میں بھی ناگ نہیں تھا۔ ناگ نے
گاؤں میں آ کر کسی کو اپنے بارے میں کچھ نہ بتایا اور وہ کسی مکان
میں رہنے کی بجائے گاؤں کے چھوٹے سے قبرستان میں آ گیا۔ یہاں
ایک ٹوٹی پھوٹی کوٹھڑی اسے مل گئی۔ جہاں اس نے رات گزاری۔
اور دوسرے دن عقاب بن کر گاؤں کا ایک چکر لگایا اور واپس
قبرستان کے ایک درخت پر آ کر بیٹھ گیا۔

تھوڑی تھوڑی دیر بعد وہ گاؤں میں جا کر مکانوں میں بچوں

کو دیکھ آتا تھا۔ لوگوں نے بچوں کو مکان کے آنگن تک ہی محدود
رکھا ہوا تھا۔ استاد وہیں آکر انہیں پڑھاتے تھے اور وہ وہیں
آنگن ہی میں کھیلتے تھے۔ ابھی تک وہاں کوئی واردات نہیں ہوئی
تھی۔ اسی لیے ناگ کو یقین تھا کہ پُراسرار بلا یہاں ضرور حملہ کرے
گی۔

اسی رات گنڈاپ دوسرے گاؤں میں حملہ کرنے والا تھا۔
گنڈاپ نے آدھی رات کو سیاہ لباس پہن کر ڈاکوؤں ایسا حلیہ
بدلا اور بے ہوشی کا سفوف اپنے ساتھ لے کر گھوڑے پر
سوار ہوا اور اندھیری رات میں شہر سے دُور گاؤں کی طرف چل
دیا۔ اس گاؤں میں ناگ نہیں تھا۔ گنڈاپ کو کسی لڑکے کا
سانس پینے کی اشد ضرورت تھی۔ منگل کی رات اگلے روز تھی۔
چنانچہ گنڈاپ گاؤں کے باہر گھوڑے سے اُتر پڑا۔ اس نے
بے ہوشی کا سفوف اپنے ہاتھ میں تھام رکھا تھا۔ گنڈاپ ایک
مکان کی دیوار پھاند کر صحن میں داخل ہو گیا۔ سامنے دو کمرے
تھے جو بند تھے۔ گنڈاپ نے بند دروازے کی درز میں سے
اندر دیکھا۔ کمرے میں شمع جل رہی تھی۔ اس کی روشنی میں اسے
ایک لڑکا اپنے ماں باپ کے درمیان چارپائی پر سویا ہوا دکھائی
دیا جو اس کا شکار تھا۔
گنڈاپ نے بے ہوشی کا سفوف درز میں سے کمرے میں

گرا کر اُسے آہستہ سے سلگا دیا۔ سفوف تیزی سے سُلگنے لگا۔
اور اس میں سے دھوئیں کے بادل اُٹھے اور سارا کمرہ دھوئیں
سے بھر گیا۔ اندر سے کسی کے کھانسنے کی آواز آئی اور پھر گہری
خاموشی چھا گئی۔
تھوڑی دیر بعد گنڈاپ نے دروازے کو دھکا دے کر کنڈی
توڑ ڈالی اور اندر گھس گیا۔ اس نے اپنی ناک پر بھیگا ہوا کپڑا ڈال
رکھا تھا۔ کمرے میں ماں باپ اور ان کا سات سالہ لڑکا بے ہوش
ہو چکے تھے۔ گنڈاپ نے بے ہوش لڑکے کو اُٹھا کر کاندھے پر
ڈالا اور مکان سے نکل کر اندھیرے میں گم ہو گیا۔ وہ گھوڑے پر
سوار اپنے شہر والے مکان میں آ گیا۔ اس نے بے ہوش لڑکے کو
اپنے خفیہ تہہ خانے میں لے جا کر اس کے جسم پر ہاتھ رکھ کر اس
کا سارا سانس کھینچ کر اپنے جسم میں اپنی روح میں جذب کیا اور مردہ
لڑکے کو دوسرے مردہ لڑکوں کی لاشوں کے پاس ڈال دیا۔ دوسرے
دن گاؤں میں شور مچ گیا کہ ایک اور لڑکا اغوا ہو گیا ہے۔
ناگ فوراً اس شہر میں پہنچ گیا۔ جس مکان سے لڑکا غائب
ہوا تھا وہاں کہرام مچا ہوا تھا۔ ناگ نے ان سے تو کچھ نہ کہا۔
وہ انہیں سوائے تسلی کے اور کیا کہہ سکتا تھا۔ لیکن ناگ نے
سراغ رسانی شروع کر دی۔ اور جھک کر دیکھا کہ آنگن میں
انسانی قدموں کے نشان تھے۔ جو صحن کے دروازے تک چلے

گئے تھے۔ وہاں سے قدموں کے نشان دُور ایک درخت تک
چلے گئے تھے۔ یہاں سے گھوڑوں کے سموں کے نشان شروع ہو
جاتے تھے۔ اس کا مطلب تھا کہ یہاں سے اغوا کرنے والا
گھوڑے پر سوار ہو گیا تھا۔ ناگ نے گھوڑوں کے سموں کے
نشان کا پیچھا شروع کیا۔ یہ نشان اسے پرسی پولس شہر میں لے
آئے۔ مگر شہر میں آکر گھوڑوں کے سموں کے نشان دوسرے
گھوڑوں کے نشانوں میں گھل مل گئے۔ کیونکہ اس زمانے میں گھوڑے
ہی ہر قسم کی سواری کے کام آتے تھے۔ ناگ کچھ بتا نہ کر سکا
کہ وہ آدمی یہاں کس مکان میں داخل ہوا تھا۔ جو لڑکے کو اغوا
کر کے لایا تھا۔ ایک بات کا معمّہ حل ہو گیا تھا کہ یہ کوئی آسیب
یا بھوت یا بلا نہیں ہے۔ بلکہ کوئی آدمی ہے۔ جو لڑکوں کو اغوا کرتا
ہے۔ ناگ اسی نتیجے پر پہنچا کہ یہ جرائم پیشہ شخص لڑکوں کو اغوا
کر کے دوسرے شہر میں جا کر کسی گروہ کے ہاتھ فروخت کر
دیتا ہوگا۔ اس زمانے میں عورتوں کو لڑکوں کو فروخت کرنے کا
کاروبار تقریباً ہر ملک میں خفیہ طور پر بڑے زور شور سے ہوا کرتا
تھا۔ ان عورتوں اور بچوں کو کنیز اور غلام بنا کر بیچ دیا جاتا تھا
یہ بات بھی ثابت ہو گئی تھی کہ اغوا کرنے والا بدمعاش اسی شہر
کا رہنے والا ہے۔ اور وہ ہفتے میں ایک رات اپنے مکان سے
نکل کر دیہات میں جا کر کسی نہ کسی بچے کو اغوا کر کے غائب کر

کر دیتا ہے۔
ناگ سوچنے لگا کہ یہ کیسا آدمی ہے کہ جو ہر ہفتے باقاعدگی
سے کسی نہ کسی لڑکے کو اغوا کرتا ہے۔ بردہ فروش یعنی وہ لوگ
جو انسانوں کی فروخت کا مکروہ کاروبار کرتے تھے اتنی
باقاعدگی سے وارداتیں نہیں کیا کرتے۔ ناگ کا ماتھا ٹھنکا۔
دال میں ضرور کچھ کالا کالا ہے۔ کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ یہ
شخص نو عمر لڑکوں کو مار کر ان کا خون پی جاتا ہو، ناگ نے
ایسے بھیانک وحشی انسان دیکھے تھے جو انسانی خون پیتے تھے۔
اب سوال یہ تھا کہ اس مکان کو کیسے تلاش کیا جائے جس
مکان میں وہ درندہ شخص رہتا ہے۔ ناگ نے غور کرنا شروع
کر دیا۔ کافی دیر سوچ بچار کے بعد وہ اس نتیجے پر پہنچا کہ اُسے
کسی سانپ سے مدد لینی چاہیے۔ یہ سوچ کر ناگ شہر پرسی پولس
کے باہر ایک بہت بڑے قبرستان میں آگیا۔ کیونکہ سانپ
عام طور پر ایسی ہی ویران جگہوں پر اپنے بل بنا کر رہتے ہیں۔
ناگ یہاں ایک جگہ درخت کی اوٹ میں ہو کر کسی سانپ
کو آواز دی۔ ایک سانپ فوراً آن موجود ہوا۔ اس نے ناگ
دیوتا کو سلام کیا اور ادب سے کنڈلی مار کر بیٹھ گیا۔ ناگ نے
کہا۔
"اس شہر سے ہفتے کی کسی رات کو ایک آدمی گھوڑے

پر سوار ہو کر نکلتا ہے۔ اور کسی گاؤں میں جا کر وہاں
سے ایک بچہ اغوا کر کے لے آتا ہے۔ میں چاہتا ہوں
کہ تم اپنے کچھ ساتھی لے کر شہر کے ساتوں دروازوں
کی رات کو رکھوالی کرو اور دیکھو کہ وہ کون آدمی
ہے جو گھوڑے پر سوار ہو کر نکلتا ہے۔ ایسے آدمی
کا تعاقب کرو اور اگر وہ کسی بچے کو اغوا کر کے لائے
تو مجھے اسی جگہ آکر خبر کرو کہ وہ کس مکان میں داخل
ہوا ہے۔"

سانپ نے کہا۔

"میں اپنے ساتھی سانپوں کو لے کر آج رات ہی سے
نگرانی شروع کر دوں گا۔ عظیم ناگ دیوتا۔"

ناگ نے کہا۔

"میں ہر روز صبح کے وقت اسی جگہ آکر تم سے معلوم
کروں گا۔ اب تم جاؤ اور دوسرے سانپوں کو تیار
کرو کہ وہ رات کی نگرانی کے لیے تیاری کر لیں۔"

جب سانپ چلا گیا تو ناگ کچھ دیر تک قبرستان میں پھرتا
رہا۔ یہ بڑا کشادہ قبرستان تھا۔ یہاں سنگ مرمر کی بنی ہوئی
قبریں بھی تھیں۔ اور مٹی کی بنی ہوئی قبریں بھی تھیں جن پر گھاس
اگ آئی تھی۔ کئی قبروں پر چھتریاں بنی ہوئی تھیں۔ یہ ایک پرانا

قبرستان تھا جس میں صرف یونانی لوگ ہی اپنے مُردوں کو دفن کرتے
تھے۔ آتش پرست ایرانی اپنے مُردوں کو ایک ٹیلے پر بنے ہوئے
کنوئیں میں پھینک آتے تھے۔ جہاں گدھ ان کو کھاتے تھے کیونکہ
آتش پرست لاشوں کو دفن نہیں کرتے تھے۔

جب شام ہونے لگی تو ناگ اپنی سرائے کی کوٹھڑی میں آکر
پلنگ پر لیٹ گیا۔ وہ عنبر ماریا کیٹی جولی سانگ اور تھیو سانگ کے
بارے میں غور کرنے لگا۔ ایسا بہت کم ہوا تھا کہ ایک دم سے
یہ سارے کے سارے لوگ اس سے بچھڑ گئے ہوں۔ لگتا تھا کہ
ان پر اچانک کوئی مصیبت آگئی۔ اور وہ ایک ساتھ کسی طلسم کی
زد میں آگئے تھے۔ دوسری طرف ایسا ہوا کہ بادشاہ مائیلو کی ایک
بھانجی شہزادی شاہانی شام کے وقت اپنے شاہی باغ میں ٹہل
رہی تھی کہ کسی جھاڑی میں سے ایک سیاہ سانپ نکلا اور اس
نے شہزادی شاہانی کو ڈس دیا۔ اصل میں بے خیالی میں شہزادی
شاہانی کا پاؤں سانپ کے اوپر پڑ گیا تھا۔ شہزادی چیخ مار کر
پیچھے ہٹی۔ سانپ بھاگ گیا۔ وہاں شور مچ گیا کہ شہزادی شاہانی
کو سانپ نے ڈس لیا ہے۔ اسی وقت گنڈاپ کو طلب کیا گیا۔
بادشاہ کو معلوم تھا کہ گنڈاپ سانپ کے کاٹے کا علاج کر لیتا ہے
گنڈاپ بھی جلدی سے محل میں پہنچ گیا۔ وہ بادشاہ کی بھانجی
کو صحت مند کر کے اس کا مزید اعتماد حاصل کرنا چاہتا تھا۔ اس

نے فوراً شہزادی شاہانی کے پاؤں کو دیکھا۔ جہاں سانپ نے کاٹا تھا وہاں ایک سرخ چھالا پڑ گیا تھا۔ گنڈاپ کی ساری طاقتیں ختم ہو چکی تھیں۔ مگر نیلے سانپ کو بلانے کی طاقت ابھی اس کے پاس موجود تھی۔

گنڈاپ نے فوراً نیلے سانپ کو طلب کر لیا۔ اس وقت کمرے میں سوائے بادشاہ اور بے ہوش شہزادی شاہانی کے اور کوئی نہیں تھا۔ نیلا سانپ گنڈاپ کی آواز پر فوراً حاضر ہو گیا۔ گنڈاپ نے اسے سانپ کی زبان میں کہا۔

"شہزادی کو سانپ نے کاٹ لیا ہے۔ فوراً اسی کا سارا زہر چوس لو۔ تاکہ شہزادی صحت یاب ہو جائے۔"

نیلے سانپ نے آگے بڑھ کر شہزادی کے پاؤں کو غور سے دیکھا اور پھر پیچھے ہٹ گیا۔ گنڈاپ نے تعجب سے پوچھا۔

"کیا بات ہے۔ تم پیچھے کیوں ہٹ گئے ہو؟"

نیلے سانپ نے کہا۔

"عظیم گنڈاپ! شہزادی کو نیلے سانپ نے نہیں کاٹا۔ میں تو صرف نیلے سانپ کا ہی زہر چوس سکتا ہوں۔"

گنڈاپ تو پریشان ہو گیا۔ سانپ کو ڈانٹ کر بولا۔
"کوشش کرو۔ اگر تم یہ زہر کیوں نہیں چوس سکتے۔ یہ بھی تو سانپ ہی کا زہر ہے؟"

نیلے سانپ نے کہا

"عظیم گنڈاپ! آپ کا حکم صرف ہم نیلے سانپوں پر ہی چل سکتا ہے اور ہم صرف نیلے سانپ کے زہر کو ہی چوس سکتے ہیں۔ کسی دوسرے سانپ کے زہر کو ہم اگر چوسیں گے تو مر جائیں گے۔"

گنڈاپ بوکھلا سا گیا۔ اس کا سارا منصوبہ خاک میں مل رہا تھا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ بادشاہ کے آگے اسے ناکامی کا منہ دیکھنا پڑے۔ اس نے نیلے سانپ کو بہت مجبور کیا مگر سانپ بولا۔

"عظیم گنڈاپ! میں اگر شہزادی کے جسم سے زہر چوس بھی لوں تو شہزادی ٹھیک نہیں ہو گی۔ میں ضرور مر جاؤں گا۔ میرے مرنے سے بھی اگر شہزادی صحت یاب ہو جاتی تو میں قربانی بھی دے سکتا تھا لیکن ایسا نہیں ہو گا۔ شہزادی کو دوسرے سانپ نے کاٹا ہے اور یہ زہر اس کے جسم میں رچ بس گیا ہے۔ یہ کل تک مر جائے گی۔"

گنڈاپ نے نیلے سانپ کو جھڑک کر کہا۔
"دفع ہو جاؤ یہاں سے"
نیلا سانپ غائب ہو گیا۔ بادشاہ جو پریشان تھا بولا۔
"سانپ کہاں چلا گیا؟ کیا اس نے ہماری بھانجی کے جسم سے زہر چوس لیا ہے؟"
گنڈاپ نے مایوسی سے کہا۔
"بادشاہ سلامت! شہزادی صاحبہ کو جس سانپ نے کاٹا ہے وہ یہاں سے دُور چلا گیا ہے۔ اور صرف وہی شہزادی کے جسم سے زہر چُوس سکتا ہے۔ آپ فکر نہ کریں۔ میں نے اس سانپ کو بلوانے کے لیے ——— اپنے نیلے سانپ کو روانہ کر دیا ہے"
بادشاہ نا اُمید ہو گیا۔ اس نے حکم دیا کہ فوراً شاہی حکیم اور حکیم دریاب کو حاضر کیا جائے تاکہ وہ شہزادی شاہانی کا علاج کر سکیں۔ سارے شہر میں یہ خبر پھیل گئی کہ بادشاہ کی بھانجی شہزادی شاہانی کو سانپ نے کاٹ لیا ہے۔ اور وہ مرنے والی ہے۔ یہ خبر جب ناگ تک پہنچی تو اس نے شہزادی کا علاج کرنے کا فیصلہ کر لیا اور اسی وقت گھوڑے پر سوار ہو کر شاہی محل کے دروازے پر پہنچا۔ اس نے بادشاہ کو پیغام بھجوایا کہ میں سانپ کے کاٹے کا علاج کر لیتا ہوں۔ مجھے شہزادی صاحبہ کو صحت یاب

کرنے کا موقع دیا جائے۔ بادشاہ نے فوراً ناگ کو اوپر بلا لیا۔
اس وقت گنڈاپ وہاں پر موجود نہیں تھا۔ وہ شاہی محل میں ہی اپنے کمرے میں جا چکا تھا جہاں وہ نیلے سانپ کو بلوا کر اس سے مشورہ کر رہا تھا کہ شہزادی کو کس طرح صحت یاب کیا جا سکتا ہے۔
بادشاہ نے ناگ کی طرف دیکھا اور کہا۔
"اگر تم نے ہماری بھانجی کو صحت یاب کر دیا تو ہم تمہیں بے پناہ انعام و اکرام سے نوازیں گے"
شہزادی نیلوفر اور ملکہ بھی اس وقت وہاں پر موجود تھیں۔ ناگ نے کہا۔
"بادشاہ سلامت! مجھے انعام و اکرام کا لالچ نہیں ہے۔ میں صرف انسانی ہمدردی کی خاطر شہزادی صاحبہ کا علاج کر دوں گا۔ مگر میری ایک شرط ہے"
"کون سی شرط ہے جلدی بتاؤ" بادشاہ نے بے تابی سے پوچھا۔
ناگ نے کہا۔
"اس کمرے میں سے سب لوگ چلے جائیں گے اور بے ہوش شہزادی صاحبہ کو اکیلا چھوڑ دیا جائے"
بادشاہ کو کیا اعتراض ہو سکتا تھا۔ اسی وقت بادشاہ، ملکہ اور

شہزادی نیلوفر وہاں سے باہر نکل گئیں۔ جب کمرے میں ناگ اکیلا رہ گیا تو اس نے اس سانپ کو آواز دی جس نے شہزادی کو کاٹا تھا۔ وہ سانپ شاہی باغ میں ہی تھا۔ اسی وقت وہ سانپ خفیہ راستوں سے ہوتا کمرے میں آن حاضر ہوا۔ اس نے آتے ہی ناگ دیوتا کو سلام کیا۔ ناگ نے کہا۔

"شہزادی کے جسم سے سارا زہر چوس کر اسے پھر سے صحت مند کر دو"

سانپ نے کہا۔

"جو حکم عظیم ناگ دیوتا"

اور کالے سانپ نے فوراً شہزادی شاہانی کے جسم سے سارا زہر چوس ڈالا۔ زہر کے خارج ہوتے ہی شہزادی شاہانی نے آنکھیں کھول دیں۔ ناگ نے سانپ کو اس سے پہلے ہی وہاں سے بھگا دیا تھا۔ شہزادی نے آنکھیں کھول کر ناگ کی طرف دیکھا اور کمزور آواز میں پوچھا۔

"بادشاہ سلامت کہاں ہیں؟ کیا میں زندہ ہوں؟"

ناگ نے کہا۔

"آپ بالکل زندہ سلامت ہیں۔ شہزادی صاحبہ۔ آپ کے جسم میں سانپ کا زہر ختم کر دیا گیا ہے"

ناگ نے بادشاہ سلامت ملکہ اور شہزادی نیلوفر کو اندر بلا لیا۔ انہوں نے شہزادی شاہانی کو ہوش میں دیکھا تو خوشی سے نہال ہو گئے۔ بادشاہ نے اپنی بھانجی کا ماتھا چوم لیا اور ناگ سے کہا۔

"ہم تمہیں انعام دینا چاہتے ہیں۔"

○

گنڈاپ اور ناگ

ناگ نے کہا۔

"بادشاہ سلامت! اگر آپ مجھے کوئی انعام دینا ہی چاہتے ہیں تو میری خواہش ہے کہ میرے انعام کو شہر کے غریبوں میں تقسیم کر دیا جائے۔"

بادشاہ نے کہا۔

"شہر کے غریبوں میں تو ہم خیرات کریں گے ہی۔ مگر ہم تمہیں بھی انعام دینا چاہتے ہیں۔"

ناگ بولا۔

"مجھے میرا انعام شہزادی صاحبہ کی صحت یابی کے ساتھ ہی مل گیا ہے۔"

بادشاہ نے اپنی ملکہ کی طرف دیکھا۔ ملکہ نے کہا۔

"اس نوجوان کو میں چاہتی ہوں کہ اپنے شاہی محل میں رکھ لیا جائے۔ ہمارے دربار میں اسے کرسی پیش کی جائے گی۔"

بادشاہ نے فوراً ملکہ کی خواہش کو منظور کر لیا اور ناگ سے
کہا کہ آج سے تم ہمارے درباری ہو۔ اور تمہیں دربار میں
کرسی ملے گی۔ اور تم ہمارے شاہی مہمان خانے میں رہو گے۔
"تمہارا نام کیا ہے اور تم کس ملک کے رہنے والے
ہو؟"
ناگ نے کہا۔
"میں ملک مصر کا باشندہ ہوں۔ بادشاہ سلامت اور
جڑی بوٹیوں کی تجارت کی غرض سے یہاں آیا تھا۔ آپ
نے مجھے جو عزت بخشی ہے میں اس کے لیے آپ کا
شکر گزار ہوں۔"
ناگ خود بھی یہی چاہتا تھا کہ وہ شاہی محل میں رہے
کیونکہ یہاں رہنے سے اسے بہت سے اختیارات حاصل ہو جاتے
اور ان اختیارات کی مدد سے بھی وہ پُراسرار بدمعاش کو قابو
کر سکتا تھا۔ جو بچوں کو اغوا کر رہا تھا۔ اسی وقت ناگ اپنی
سرائے سے اُٹھ کر شاہی محل کے مہمان خانے میں آ گیا۔ ابھی
تک کسی کو یہ بات معلوم نہیں تھی کہ ناگ نے شہزادی کو
کس طرح سے اچھا کیا تھا۔ ملکہ کے پوچھنے پر ناگ نے صرف
اتنا کہا تھا کہ اس نے ایک خاص بوٹی سے شہزادی کو اچھا کیا
ہے۔ یہ بات کسی کو معلوم نہیں تھی کہ ناگ نے سانپ کو

بلایا تھا۔
شہزادی نیلوفر کو ناگ میں کوئی خاص دلچسپی نہیں تھی ——
وہ دوسرے درباریوں کی طرح ایک درباری تھا۔ نوجوان
حکیم درباب نے ناگ سے ضرور پوچھا تھا کہ اس نے شہزادی
کا علاج کس بوٹی سے کیا تھا۔ جس کے جواب میں ناگ نے کہا تھا۔
"یہ ایک خاص بوٹی ہوتی ہے۔ جو مصر کے صحراؤں میں
ملتی ہے۔ میرے پاس اس کا تھوڑا سا سفوف رہ ہی رہ
گیا تھا۔ جس کی مدد سے میں نے شہزادی شاہانی صاحبہ
کا علاج کیا۔"
گنڈاپ کو جب پتہ چلا کہ ایک نوجوان حکیم نے شہزادی کا
علاج کر کے اسے اچھا کر دیا ہے۔ اور بادشاہ نے اسے دربار
میں عہدہ دیا ہے تو گنڈاپ نے کوئی خاص توجہ نہ دی۔ ناگ نے
یہاں اپنا اصلی نام کسی کو نہیں بتایا تھا۔ اس نے اپنا نام کالام
ظاہر کیا تھا۔ گنڈاپ کو ناگ میں کیا دلچسپی ہو سکتی تھی۔ لیکن
اس نے ناگ سے اس بوٹی کے بارے میں معلومات حاصل کرنے
کی ضرور کوشش کی جس سے بظاہر ناگ نے شہزادی کا علاج
کیا تھا۔ ناگ نے گنڈاپ کو یونہی بتا دیا کہ وہ بوٹی مصر کے
صحراؤں میں پائی جاتی ہے اور بہت کم ملتی ہے۔ ناگ کے لیے
بھی گنڈاپ میں کوئی خاص بات نہیں تھی۔ اسے کیا معلوم تھا کہ

یہی وہ شخص ہے جو نہ صرف یہ کہ اس ملک کے بچوں کو اغوا
کر رہا ہے بلکہ اس نے عنبر ماریا جولی سانگ کیٹی اور تھیو سانگ
کو اپنے قبضے میں کر رکھا ہے۔

گنڈاپ تخت پر قبضہ کرنے کی سازشوں میں لگا ہوا تھا
اس نے سپہ سالار کو اپنے ہاتھوں میں کر لیا تھا۔ اور اب
وہ تختہ اُلٹنے کے لیے کسی موقع کا انتظار کر رہے تھے شہزادی
نیلوفر سے شادی کے بارے میں گنڈاپ ناامید ہو چکا تھا۔
سپہ سالار کے ساتھ جو اس کا گٹھ جوڑ ہو گیا تھا تو اس کے
بعد گنڈاپ کو شہزادی سے شادی کرنے کی کوئی ضرورت
نہیں تھی۔ رات ناگ نے شاہی مہمان خانے میں گزاری اور
دن کے وقت وہ گھوڑے پر سوار ہو کر شاہی قبرستان
کی طرف نکل گیا۔ قبرستان میں جاتے ہی ناگ نے سانپ کو
طلب کر کے پوچھا کہ رات کو اس کے ساتھی سانپوں نے کسی
گھوڑ سوار کو شہر سے نکلتے دیکھا ہے؟ سانپ نے رپورٹ دی
کہ رات کو کوئی گھوڑ سوار شہر کے دروازے سے نہیں نکلا۔
ویسے بھی دروازے بند کر دیئے جاتے۔ تھے۔ گنڈاپ ایک خفیہ
دروازے سے نکلتا تھا۔ ناگ نے کہا۔

"اپنے ساتھیوں کو کہو کہ وہ نگرانی جاری رکھیں اور
مجھے پوری پوری خبر کر دیا کریں!"

ناگ قبرستان سے نکل کر شاہی محل کی طرف روانہ ہو گیا۔
چند روز اسی طرح گزر گئے۔ آخر ایک بار پھر منگل کی رات
قریب آ گئی اور گنڈاپ کو کسی لڑکے کا سانس پینے کی ضرورت محسوس
ہوئی۔ پیر کی رات کو گنڈاپ نے کالا لباس پہنا۔ محل سے خفیہ دروازے
سے نکل کر شہر سے باہر آ گیا اور ایک گاؤں کی طرف چل پڑا۔ اُس
گاؤں کو وہ صبح ہی دیکھ آیا تھا۔ یہاں ایک لڑکا اپنے غریب باپ
کے ساتھ ایک جھونپڑی میں رہتا تھا۔ گنڈاپ آج رات اس لڑکے
کو شکار کرنا چاہتا تھا۔ وہ چونکہ شہر کے دروازے سے باہر نہیں نکلا
تھا۔ اس لیے باہر جو سانپ نگرانی کر رہے تھے وہ گنڈاپ کو نہ
دیکھ سکے۔

گنڈاپ گھوڑا دوڑاتا اندھیری رات میں شہر کی فصیل سے
دور ہوتا جا رہا تھا۔ آخر وہ اس کھیتوں کے قریب آ گیا۔ جہاں
کھیتوں کی جھونپڑی میں غریب باپ کا سات آٹھ سالہ بیٹا رہتا تھا۔
گنڈاپ نے بے ہوشی کا سفوف لیا اور گھوڑے سے اُتر کر جھونپڑی
کی طرف بڑھا۔ اس وقت جھونپڑی میں باپ اور بیٹا گہری نیند سو
رہے تھے۔ گنڈاپ نے قریب جا کر جب دونوں کو گہری نیند
میں دیکھا تو اسے سفوف جلانے کی ضرورت ہی محسوس نہ ہوئی۔
وہ دبے پاؤں جھونپڑی میں داخل ہوا۔ اور سوتے ہوئے
لڑکے کے منہ اتنی زور سے ہاتھ رکھا کر اسے اُٹھا لیا۔ لڑکا

جاگ تو پڑا مگر اُس کے منہ سے ہلکی سی چیخ بھی نہ نکل سکی۔ گنڈاپ نے لڑکے کے منہ میں کپڑا ٹھونس دیا۔ اور اسے گھوڑے پر ڈال کر شہر کی طرف روانہ ہو گیا۔

جب وہ خفیہ غار کے قریب آیا جہاں سے اس نے شہر کے اندر جانا تھا تو اچانک دروازے پر نگرانی کرتے سانپ کی اس پر نگاہ پڑ گئی۔ سانپ بڑی دور سے دیکھ لیا کرتا ہے۔ سانپ نے ایک گھوڑ سوار کو ایک غار میں داخل ہوتے دیکھا تو وہ بھاگ کر وہاں آ گیا۔ گھوڑ سوار گنڈاپ غار کے اندر داخل ہو چکا تھا۔ سانپ اس کے پیچھے دوڑنے لگا۔ سانپ عام حالات میں بھی ساٹھ ستر میل فی گھنٹے کی رفتار سے بھاگ سکتا ہے۔ سانپ برابر گنڈاپ کا پیچھا کر رہا تھا۔ گنڈاپ اس سے بے خبر تھا کہ کوئی سانپ اس کے پیچھے لگا ہوا ہے۔ غار آگے جا کر شہر کی فصیل کے اندر ایک جگہ جھاڑیوں میں سے نکل آتی تھی۔ یہاں سے گنڈاپ نے اپنے شہر والے مکان کا رُخ کیا۔ مکان میں داخل ہونے کے بعد گنڈاپ نے دروازہ بند کر دیا۔ اور لڑکے کو لے کر مکان کے خفیہ تہہ خانے میں آ گیا۔ سانپ اس کا پیچھا کرتے مکان تک آیا اور یہاں سے واپس چلا گیا۔ گنڈاپ نے لڑکے کو بے ہوش کر کے زندہ حالت میں ہی خفیہ تہہ خانے میں رسیوں سے باندھ کر ڈال دیا۔ وہ دوسرے دن منگل کی رات کو اس کا سانس پینے والا تھا۔

اگلے دن صبح کو ناگ حسب معمول سانپ سے رپورٹ وصول کرنے گیا تو وہ سانپ بھی قبرستان میں موجود تھا۔ جس نے گنڈاپ کا رات کو اس کے مکان تک پیچھا کیا تھا۔ جب سانپ نے ناگ کو بتایا کہ اس نے ایک ایسے گھوڑ سوار کا پیچھا کیا ہے۔ جس کے آگے کپڑے میں لپٹی کوئی شے پڑی تھی تو ناگ نے پوچھا۔

"کیا تم اس مکان کو دن کی روشنی میں پہچان لو گے؟"

"کیوں نہیں عظیم ناگ دیوتا" سانپ نے ادب سے کہا۔ "میں نے وہ مکان دیکھ لیا تھا۔ جس میں گھوڑ سوار داخل ہوا تھا۔

میں آپ کو وہاں لے جا سکتا ہوں"

ناگ نے اس سانپ کو اُٹھا کر اپنی جیب میں ڈالا اور شہر کی طرف چلا۔ سانپ نے اپنی چھوٹی سی گردن جیب میں سے باہر نکال رکھی تھی اور راستہ بتاتا جا رہا تھا۔ جب ایک بازار میں سے نکل کر ذرا کھلا علاقہ آیا تو سانپ نے ناگ سے کہا:

"عظیم ناگ دیوتا! وہ سامنے والا مکان ہے جس میں رات کو میں نے گھوڑ سوار کو جاتے دیکھا تھا۔"

ناگ نے سانپ کو جیب سے نکال کر زمین پر رکھ دیا۔ اور
کہا کہ واپس چلا جائے۔ سانپ وہیں سے واپس چلا گیا۔ ناگ نے
مکان کو غور سے دیکھا۔ یہ ایک اونچے دروازے والا حویلی نما
مکان تھا۔ جس کی ڈیوڑھی میں ایک دربان کھڑا پہرہ دے رہا
تھا۔ کسی امیر آدمی کا مکان لگتا تھا۔ ناگ نے خود اِس مکان میں
جانا مناسب نہ سمجھا۔ وہ بازار کی نکڑ پر آ گیا۔ یہاں ایک دکاندار
سے پوچھا کہ اس حویلی میں کون رہتا ہے۔ دکاندار نے کہا۔

"یہاں گنڈاپ نام کا ایک تاجر رہتا ہے۔ جو پہلے
تاجر تھا۔ مگر اب بادشاہ کے دربار میں ہوتا ہے"

ناگ ہکا بکا سا ہو کر رہ گیا۔ یہ کیسے ممکن تھا۔ کہیں اس
سانپ سے کوئی غلطی تو نہیں ہو گئی؟ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ گنڈاپ
کا کوئی غلام یہ وارداتیں کر رہا ہو۔ کیونکہ گنڈاپ کو کسی بچے کو اغوا
کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ اب ناگ یہ تصدیق کرنا چاہتا تھا کہ
گنڈاپ کا کون سا ملازم ہے جو آدھی رات کو بچوں کو اغوا کر
پھرتا ہے۔ اس راز پر سے صرف ناگ ہی پردہ اُٹھا سکتا تھا۔ ناگ
نے خود حویلی کے اندر جانے کا فیصلہ کیا۔ وہ رات ہونے کا انتظار
کرنے لگا۔ کیونکہ وہ اندھیرے میں حویلی کے اندر جانا چاہتا تھا۔
ناگ واپس شاہی مہمان خانے میں آ گیا۔ اتنی دیر تک بادشاہ
تک ایک اور بچے کے گم ہو جانے کی خبر پہنچ چکی تھی۔ بادشاہ

...ت پریشان تھا۔ شہر کے بعد اب گاؤں دیہات کے بچے
...غائب ہونے لگے تھے۔ بادشاہ کی سخت بدنامی ہو رہی تھی۔
...رعایا میں بے چینی پھیل رہی تھی۔ رات کو ایک اور بچہ گم
...ہو گیا تھا۔ جب ناگ محل میں پہنچا تو بادشاہ نے درباریوں
...کو اپنے خاص کمرے میں بلا رکھا تھا اور اس موضوع پر
گفتگو ہو رہی تھی۔ گنڈاپ بھی وہیں بیٹھا تھا۔ ناگ کو بھی
بادشاہ نے بُلا لیا اور کہا۔

"کالام! ہم ایک عجیب اُلجھن میں گرفتار ہیں۔ ہماری
سلطنت میں ایک ایسی پُراسرار بلا نازل ہو چکی ہے
جو ہر ہفتے ایک بچے کو غائب کر دیتی ہے۔ اب
تک کتنے ہی بچے غائب ہو چکے ہیں۔ ہم نے
بہت حفاظتی اقدام کئے مگر کوئی نتیجہ نہیں نکلا۔ تم
اس بارے میں کیا کہتے ہو؟"

ناگ نے بادشاہ کو یہ بالکل نہ بتایا کہ رات اس نے
ایک گھوڑ سوار کو گنڈاپ کے مکان میں داخل ہوتے دیکھا
ہے۔ جس نے گھوڑے پر آگے ایک بوری ڈال رکھی تھی۔
اور اِس کے دوسرے ہی دن ایک بچہ غائب تھا۔ وہ ابھی
ایسا نہیں کہہ سکتا تھا۔ کیونکہ اس کے پاس ابھی کوئی ثبوت نہیں تھا۔
کہ یہ ساری کارستانی خود گنڈاپ کی ہے۔ وہ رات کو خود جا کر

تفتیش کرنا چاہتا تھا۔ چنانچہ اس نے کہا۔

"بادشاہ سلامت! مجھے بھی ان دردناک واقعات کا بڑا دکھ ہے۔ لیکن میری بھی سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ وارداتیں کون کرتا ہے۔"

گنڈاپ نے کہا۔

"حضور انور! میرا خیال ہے کہ یہ کام کسی بھوت پریت کا ہے۔ کسی انسان میں اتنی جرأت نہیں کہ وہ حضور کی حکومت میں یہ مکروہ قدم اٹھا سکے۔"

ناگ نے غور سے گنڈاپ کی طرف دیکھا۔ گنڈاپ کے چہرے پر بھی بہت زیادہ فکر و پریشانی تھی۔ ناگ نے سوچا کہ اس شخص کو بھی پتہ نہیں ہے کہ اس کا غلام رات کو ایک لڑکا اغوا کر کے اس کے مکان میں لے آیا ہے۔ ناگ خاموش رہا۔ وہ رات ہونے کا انتظار کر رہا تھا۔ جب شام کا اندھیرا رات کے اندھیرے میں گھل مل گیا اور شہر پر خاموشی چھا گئی تو ناگ اپنے مہمان خانے کی چھت پر آ گیا۔ چھت پر اندھیرا تھا۔ آسمان پر تارے چمک رہے تھے۔ ناگ نے سانس کھینچ کر چھوڑا اور عقاب بن کر فضا میں اڑ گیا۔ رات کے اندھیرے میں اڑتے اڑتے وہ سیدھا شہر کے باہر گنڈاپ کے مکان کی چھت پر پہنچ گیا۔ جب ہم یہ کہتے ہیں کہ شہر سے باہر

تو اس کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ شہر کے دروازوں سے باہر مطلب یہ ہوتا ہے کہ فصیل کے اندر مگر شہر سے تھوڑی دور باہر۔ کیوں کہ پرانے زمانے میں شہر کی فصیل کے اندر جو شہر ہوتا تھا اس کے اردگرد کافی کھلی زمین ہوتی تھی جو بے آباد ہوتی تھی اور یہاں قبرستان، کھیلنے کے میدان پارک، اور کوڑے کرکٹ کے لیے بڑے بڑے گڑھے کھدے ہوتے تھے۔

ناگ گنڈاپ کے مکان کی منڈیر پر عقاب کی شکل میں بیٹھا خاموشی سے نیچے صحن میں دیکھ رہا تھا۔ صحن میں شمع روشن تھی۔ مگر وہاں کوئی کنیز یا غلام نظر نہیں آ رہا تھا۔ ناگ منڈیر سے اتر کر نیچے صحن کی دیوار پر آ کر بیٹھ گیا۔ یہاں سے اس نے دیکھا کہ برآمدے میں ایک غلام کھانے کا طشت لیے چلا جا رہا ہے۔ پھر ایک کنیز وہاں سے گزر گئی۔ سامنے والے کمروں میں روشنی ہو رہی تھی۔ موسم سرد تھا۔ ناگ نے نیچے اتر کر سراغ رسانی کرنے کا فیصلہ کیا اور عقاب کی شکل بدل کر سانپ بن کر نیچے صحن میں آ گیا اور رینگتا ہوا برآمدے میں سے گزرتا آخر تک جا پہنچا۔ یہاں ایک زینہ اوپر والی منزل کو جاتا تھا۔ اور ایک زینہ نیچے تہہ خانے میں جا رہا تھا۔ ناگ اس زینے میں اتر گیا۔ یہ منگل کی رات تھی اور اسی رات گنڈاپ نے آدھی رات کو آ کر اغوا کیے ہوئے لڑکے کا سانس کھینچ کر پینا تھا۔ ناگ کو کچھ خبر نہیں تھی کہ یہاں

آدھی رات کے بعد کیا ہونے والا ہے۔

ناگ سانپ کی شکل میں رینگتا ہوا تہہ خانے کی تاریک اندھیری سیڑھیاں اُترتا ایک ایسی جگہ پر آگیا جہاں آگے ایک چھوٹا سا دروازہ تھا جس پر تالا لگا ہوا تھا۔ ناگ نے اِدھر اُدھر جائزہ لیا۔ اِسے کونے میں تھوڑی سی جگہ مل گئی۔ وہ اِس سوراخ میں سے دروازے کے اندر داخل ہوگیا۔ آگے ایک تہہ خانہ تھا۔ یہاں پرانی چیزیں پڑی تھیں۔ کوئی خاص بات نہیں تھی۔ ناگ فرش اور دیواروں کو غور سے دیکھتا ہوا وہاں سے واپس نکلنے ہی والا تھا کہ اِسے ایک انسانی آواز سنائی دی۔ یہ آواز ایسی تھی جیسے کوئی انسان زمین کے اندر دبے دبے چیخ رہا ہو۔ مدد کے لیے پکار رہا ہو۔ ناگ کے کان کھڑے ہو گئے۔ یہ آواز نیچے کسی دوسرے تہہ خانے یا کوٹھڑی سے آرہی تھی۔ ناگ بڑی گرمجوشی سے نیچے جانے والے راستے کو تلاش کرنے لگا۔ ضرور نیچے کوئی تہہ خانہ تھا اور وہیں کسی جگہ سے اُس تہہ خانے کو راستہ جاتا تھا۔

انسانی آواز اسی طرح تھوڑی تھوڑی دیر بعد سنائی دے جاتی تھی۔ اب یہ آواز آہستہ آہستہ رونے اور کراہنے میں تبدیل ہو گئی تھی۔ ناگ نے غور سے سُنا۔ یہ کسی لڑکے کی آواز تھی۔ اب ناگ کو یقین ہو گیا کہ گنڈاپ کا جو غلام لڑکے کو اغوا کرکے لایا ہے اِسے نیچے تہہ خانے میں اُس نے بند کر دیا ہے اور وہی

لڑکا اب مدد کے لیے آوازیں دے رہا ہے۔ ناگ کو ایک جگہ سے آواز بڑی صاف سنائی دے رہی تھی۔ یہاں پرانا سامان پڑا تھا۔ ناگ اِن کے بیچ میں سے گزر کر آگے بڑھا۔ تو اِسے ایک چھوٹا سا دروازہ دکھائی دیا۔ اُس دروازے پر بھی تالا لگا ہوا تھا۔ لڑکے کے رونے کی آواز اسی دروازے کی دوسری طرف سے آرہی تھی۔ ناگ نے یہاں بھی ایک سوراخ تلاش کر لیا۔ اور اِس میں سے گزر کر دوسری طرف آ گیا۔ دوسری طرف اِسے ایک کشادہ اور کھلا تہہ خانہ نظر آیا۔ جہاں اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ ناگ اُس اندھیرے میں سے دیکھ رہا تھا۔ سب سے پہلے اِسے کونے میں دیوار کے ساتھ اُبھری ہوئی شے نظر پڑی جس پر بوریاں ڈال دی گئی تھیں۔ ناگ نے خیال کیا کہ شاید یہ اناج کا ڈھیر ہے۔ وہ آواز کی طرف لپکا۔ کونے میں اِسے ایک لڑکا اُس حالت میں پڑا نظر آیا کہ اُس کے ہاتھ پاؤں بندھے ہوئے تھے اور منہ میں کپڑا ٹھونسا ہوا تھا۔ وہ کراہ رہا تھا۔ ناگ سانپ کی شکل میں تھا۔ وہ پیچھے ہٹ گیا اور کونے میں جاکر انسانی شکل بدلی اور جلدی سے آگے بڑھ کر لڑکے کی مشکیں کھول کر اُس کے منہ میں سے کپڑا نکال دیا۔ لڑکا نڈھال ہو چکا تھا۔ اُس نے سر نیچے ڈال دیا۔ ناگ نے اس کے سر کو اوپر اُٹھا کر کہا۔

"بیٹا! گھبراؤ نہیں۔ میں تمہیں تمہارے ماں باپ کے پاس

لے جانے آیا ہوں۔ چلو میرے ساتھ۔"

لڑکا پوری طرح ہوش میں نہیں تھا۔ مگر جب اس نے اپنے ماں باپ کا سنا تو جلدی سے پوچھا۔

"مجھے میری امی ابا کے پاس پہنچا دو۔ مجھے میرے گھر پہنچا دو۔"

ناگ نے لڑکے کو تسلی دی اور اسے تہ خانے سے نکال کر مکان کے صحن میں لے آیا۔ مکان کے نوکر وغیرہ سب گہری نیند سو رہے تھے۔ ابھی آدھی رات نہیں ہوئی تھی۔ اور گنڈاپ کے آنے میں کچھ دیر تھی۔ ناگ کو یہ علم نہیں تھا کہ گنڈاپ وہاں آکر بچے کا سانس پینے والا ہے۔ وہ خفیہ تہ خانے میں دوسرے کئی لڑکوں کی "لاشیں" بھی دیکھ چکا تھا۔ وہ یہی سمجھ رہا تھا کہ یہ کام گنڈاپ کے کسی آدم خور قسم کے حبشی غلام کا ہے۔ جو بچوں کو اغوا کر کے یہاں لاتا ہے اور پھر ان کا خون پی کر ان کی مردہ جسم اسی جگہ پھینک دیتا ہے۔ ناگ اس حبشی کو رنگے ہاتھوں پکڑنا چاہتا تھا۔ اس نے لڑکے کو مکان سے باہر لے جا کر ایک کھوہ میں چھپا دیا اور کہا۔

"بیٹا جب تک میں نہ آؤں تم اسی جگہ بیٹھے رہنا۔ میں زیادہ دیر نہیں لگاؤں گا۔"

ناگ واپس خفیہ تہ خانے میں آگیا۔ اب اس نے لڑکوں کی

"لاشوں" کو غور سے دیکھا۔ لاشیں بالکل خراب نہیں ہوئی تھی۔ ناگ یہی غور کر رہا تھا کہ اسے سیڑھیوں میں کسی کے اترنے کی آواز آئی۔ ناگ سمجھ گیا کہ حبشی غلام تازہ اغوا کیے ہوئے لڑکے کا خون پینے آ رہا ہے۔ اس نے جلدی سے ایک چھوٹے کالے سانپ کی شکل بدلی اور اندھیرے میں دیوار کے ساتھ لگ گیا۔

اتنے میں دروازہ کھلا اور گنڈاپ اندر داخل ہوا گنڈاپ کو دیکھ کر ناگ حیران سا ہو کر رہ گیا۔ کیا گنڈاپ یہ مکروہ حرکت کرتا ہے؟ اس نے اپنی نظریں گنڈاپ پر جما دیں۔ گنڈاپ نے موم بتی روشن کی اور اسے تپائی پر رکھ کر سیدھا اس طرف آیا۔ جہاں اس نے رات کو اغوا کیے ہوئے۔ لڑکے کو ڈالا تھا یہ دیکھ کر وہ پریشان ہو گیا کہ لڑکا وہاں نہیں تھا۔ فرش پر وہ رسی پڑی تھی جس سے اس نے لڑکے کی مشکیں کسیں تھیں۔ گنڈاپ نے بوکھلا کر لڑکے کو تلاش کرنا شروع کر دیا۔ وہ "مردہ" لاشوں کی طرف گیا۔ اور اس نے ایک ایک "لاش" کو جھک کر غور سے دیکھا۔ جس لڑکے کو وہ اغوا کر کے لایا تھا وہ کہیں نظر نہیں آ رہا تھا۔

گنڈاپ گھبرا کر باہر کو دوڑا۔ ناگ اسی طرح دیوار کے ساتھ لگا۔ گنڈاپ کی بے چینی کو دیکھ رہا تھا۔ یہ بات ثابت

ہو گئی تھی کہ لڑکوں کو حبشی غلام نہیں بلکہ گنڈاپ ہی اغوا کر کے لاتا
ہے۔ اور پھر شاید ان کا خون پی کر ان کی "لاشیں" کونے میں ڈال
دیتا تھا۔ گنڈاپ واپس خفیہ تہہ خانے میں آگیا۔ وہ بہت پریشان
تھا اور حیران تھا کہ لڑکا کہاں غائب ہو گیا ہے۔ یہ سوچ کر
شاید لڑکے کو ہوش آگیا ہوگا۔ اور وہ باہر نکل گیا ہے گنڈاپ
بھی مکان سے باہر نکل آیا۔ اب ناگ بھی اس کا تعاقب کر
رہا تھا۔ ناگ سانپ کی شکل میں تھا۔ گنڈاپ اندھیری رات میں
جگہ جگہ لڑکے کو ڈھونڈنے لگا۔ اسے اچانک ایک کھوہ نظر
آئی۔ اسی کھوہ میں لڑکا چھپا ہوا تھا۔ جونہی گنڈاپ اس کھوہ
کے سامنے آیا تو ناگ اچھل کر گنڈاپ کے سامنے آگیا۔

گنڈاپ نے اندھیرے میں ایک سیاہ سانپ کو پھن
اٹھائے کھوہ کے آگے لہراتے پھنکارتے دیکھا تو پہلے تو گھبرا
کر پیچھے ہٹا۔ پھر وہیں رک گیا۔ گنڈاپ کی کوئی طاقت اس
کے پاس نہیں تھی۔ اسے ڈر تھا کہ اگر سانپ نے اسے ڈس
دیا تو وہ کہیں پھر سے مردہ لاش نہ بن جائے۔ اور اس کا
خواب کہ وہ ایران کے تخت پر تاج پہن کر بیٹھے گا ادھورا
نہ رہ جائے۔ گنڈاپ کے پاس صرف ایک ہی طاقت باقی رہ
گئی تھی۔ جو اس کی اپنی طاقت تھی۔ اس طاقت کے ذریعے
وہ نیلے سانپ کو بلا سکتا تھا۔ چنانچہ گنڈاپ نے فوراً

نیلے سانپ کو وہاں بلوا لیا۔ ناگ اپنا پھن اٹھائے کھوہ کے منہ
کے آگے خاموش کھڑا تھا۔ کیا دیکھتا ہے کہ اچانک ایک نیلا سانپ
اندھیرے سے نکل کر اس کے سامنے پھنکارتا ہوا آگیا ہے۔
اب اسے گنڈاپ کی آواز سنائی دی۔ گنڈاپ سانپ کی زبان میں
نیلے سانپ کو کہہ رہا تھا۔

" میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ اس کا سانپ کو ہلاک
کر ڈالو۔ یہ میرا راستہ روکے ہوئے ہے"

نیلے سانپ کی نسل ہی دوسری تھی اور یہ سب نیلے سانپ
گنڈاپ کے طلسم کی پیداوار تھے۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ اس کے
سامنے کالا سانپ جو لہرا رہا ہے وہ اصل میں ناگ دیوتا ہے۔
نیلے سانپ نے ناگ پر حملہ کر دیا۔ اس نے لپک کر ناگ کی
گردن کو اپنے دانتوں میں دبوچنے کی کوشش کی تھی۔ ناگ اچھل
کر پرے ہٹ گیا۔ نیلا سانپ ایک بار پھر ناگ کی طرف
حملہ کرنے کے لیے بڑھا تو ناگ نے آگ والی پھنکار مار کر نیلے
سانپ ——— کو وہیں بھسم کر دیا۔ گنڈاپ نے یہ منظر
دیکھا تو گھبرا کر اس نے دوسرے سب سے بڑے نیلے
سانپ کو بلا لیا۔ یہ نیلا سانپ بڑا تجربہ کار تھا۔ اس کی
عمر بھی زیادہ تھی۔ جونہی ناگ نے پھنکار ماری یہ نیلا سانپ
ایک طرف کو دوڑا۔ گنڈاپ بھی اس کے پیچھے لپکا۔ اس نے

اُسے بُرا بھلا کہا۔

"تم اتنے بزدل بن جاؤ گے۔ مجھے کبھی یقین نہیں آ سکتا
تھا۔ میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا۔"

نیلے سانپ نے گنڈاپ کے قریب آکر گھبرائی ہوئی آواز میں
کہا۔

"عظیم گنڈاپ! کیا تم نہیں جانتے کہ تم مجھے سانپوں کے
بادشاہ ناگ دیوتا سے مقابلہ کرنے کے لیے کہہ رہے ہو؟"
گنڈاپ نے تعجب سے پوچھا۔

"کیا ـــ کیا یہ سانپ ناگ دیوتا ہے؟"
نیلا سانپ بولا۔

"ہاں عظیم گنڈاپ! یہ ناگ دیوتا ہے۔ جس نے سانپ
کی شکل اختیار کر رکھی ہے۔ اگر یہ منہ سے پھنکار نہ
مارتا تو شاید میں بھی اسے نہ پہچان سکتا۔ میری عمر
اور میرا تجربہ میرے کام آیا۔ ورنہ میں زندہ نہیں بچ سکتا
تھا۔"

گنڈاپ نے نیلے سانپ کو واپس بھیج دیا اور خود اندھیرے
میں ایک طرف ہو کر غور سے سیاہ سانپ کو تکنے لگا جو ابھی
تک کھوہ کے باہر پہرہ دے رہا تھا۔ گنڈاپ لڑکے کی
تلاش میں وہاں سے دوسری طرف چلا گیا۔ جب ناگ کو یقین

ہ گنڈاپ وہاں پر نہیں ہے تو اس نے انسانی شکل بدلی۔
لڑکے کو گھوڑے پر بٹھا کر اس کے گھر کی طرف روانہ ہو گیا۔
ل رات اس نے ـــــ لڑکے کو گاؤں میں اس
کے باپ کے پاس پہنچا دیا اور باپ کو تاکید کی کہ وہ اس گاؤں
ے اس ملک سے نکل جائے۔ ورنہ پُر اسرار بلا اس کے لڑکے کو
بارا پکڑ کر لے جائے گی۔ لڑکے کے باپ نے بچے کو ساتھ لیا اور
ی وقت دوسرے ملک کی طرف روانہ ہو گیا۔ گنڈاپ کو سخت
ے چینی لگی تھی۔ وہ لڑکے کا سانس نہیں پی سکا تھا۔ اس وقت کوئی
وسرا لڑکا اسے نہیں مل سکتا تھا۔ سب گھروں کے دروازے
ند تھے۔ گنڈاپ سے برداشت نہ ہو سکا۔ اس نے سوچا کہ کیوں
آج وہ اپنے کسی نوکر کا سانس پی جائے۔ جو ہو گا دیکھا جائے گا۔
س کی حالت خراب ہو رہی تھی۔ اور وہ اچھی طرح سے سوچ بھی نہیں
سکتا تھا۔ گنڈاپ کا ایک نوکر اپنی کوٹھڑی میں سو رہا تھا۔ گنڈاپ اس
ی کوٹھڑی میں داخل ہو گیا۔ اس نے جاتے اس کے منہ پر اپنا ہاتھ
رکھا اور تیزی سے اس کا سارا سانس کھینچ کر پی گیا۔

ایک زندہ انسان کا سانس پینے سے گنڈاپ میں نئی طاقت اور
توانائی آ گئی۔ نوکر کو مردہ حالت میں وہیں چھوڑ کر گنڈاپ باہر نکل آیا۔
ناگ سانپ کی شکل میں یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ اب اسے معلوم ہوا
کہ گنڈاپ خون نہیں پیتا بلکہ انسانوں اور لڑکوں کا سانس پیتا ہے۔

اس نے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا کہ گنڈاپ نوکر کے منہ
ہاتھ رکھ کر لمبے لمبے سانس لینے لگا تھا۔ اور چند سیکنڈوں میں
نوکر مُردہ ہو گیا تھا۔ گنڈاپ کے جانے کے ناگ نے جُھک کر سانپ
ہی کی شکل میں نوکر کو دیکھا۔ نوکر کے دل کی دھڑکن بند ہو چکی تھی
وہ مر چکا تھا۔ ناگ کے لیے معمہ حل ہو چکا تھا کہ لڑکے کون اغوا
کرتا ہے اور کہاں جاتے ہیں۔ یہ کام سارا گنڈاپ کا تھا۔ گنڈاپ ایک
خونی درندہ تھا۔ ایک وحشی بھوت ہے جس کی زندگی کا دارومدار
ہی دوسرے انسانوں کے سانس کھینچ کر پی جانے پر ہے۔

ناگ کے لیے یہ ایک حیرت انگیز انکشاف تھا۔ جب گنڈاپ
نے نوکر کا سانس پی لیا تو اس کے اندر ایک ہفتے کے لیے بھرپور
توانائی آگئی اور وہ اپنے کمرے میں جا کر سو گیا۔ ناگ سانپ
کی شکل میں ابھی تک وہیں نوکر کے کمرے میں ہی تھا جہاں
نوکر کی "لاش" پڑی تھی۔ ناگ کو سب سے زیادہ اس بات پر
حیرت تھی کہ گنڈاپ سانپوں کی زبان بھی جانتا تھا اور کسی سانپ
کو بلا سکتا تھا۔ اس نے جس سانپ کو بلایا تھا اس کا رنگ نیلا
تھا اور یہ سانپ ناگ کو دیکھ کر بھاگ گیا تھا۔ اس نے ناگ کو
ادب سے سلام بھی نہیں کیا تھا۔ بلکہ پہلے نیلے سانپ نے تو
ناگ پر حملہ بھی کر دیا تھا۔ اس کا مطلب اس کے سوا اور کیا
ہو سکتا تھا کہ یہ نیلے سانپ کسی دوسری دنیا سے تعلق رکھتے ہیں

اور ان کو ناگ دیوتا کے بارے میں کچھ پتہ نہیں ہے۔ اب سوال
یہ پیدا ہوتا ہے کہ خود گنڈاپ کون تھا؟

ناگ کو یہی ایک سوال پریشان کر رہا تھا۔ کیا یہ گنڈاپ کوئی جادوگر
ہے؟ کیا یہ کوئی ایسا سپیرا ہے جس کو صرف نیلے سانپوں کی زبان ہی
آتی ہے؟ کیونکہ گنڈاپ نے جن دو سانپوں کو اپنی مدد کے لیے
بلایا تھا۔ وہ دونوں نیلے سانپ ہی تھے۔ ناگ کو یقین ہونے لگا
کہ اگر وہ گنڈاپ کا معمہ حل کر لے تو وہ عنبر ماریا کیٹی جولی سانگ
اور تھیو سانگ کا بھی سراغ لگا سکے گا۔ ناگ مکان سے باہر نکل
آیا۔ اس نے عقاب کی شکل بدلی اور اڑتا ہوا اپنے شاہی محل
والے شاہی مہمان خانے کی چھت پر اتر آیا۔ یہاں اس نے
انسانی شکل بدلی اور سیڑھیاں اتر کر اپنے کمرے میں آکر
پلنگ پر لیٹ گیا۔ اور گنڈاپ کے بارے میں سوچنے لگا کہ یہ
شخص کون ہے اور یہاں کس مقصد کے لیے آیا ہوا ہے۔ یہ انسانی
سانس پی کر زندہ ہے تو حقیقت میں یہ انسان ہے یا کوئی آسیب
ہے؟ اگر کسی طرح گنڈاپ کو ایک جگہ بند کر دیا جائے تو پھر یہ کسی
انسان یا لڑکے کا سانس نہیں پی سکے گا اور ہو سکتا ہے پھر وہ
اپنے بارے میں سب کچھ بتا دے۔ اس کا ایک ہی طریقہ تھا کہ خود
بادشاہ اسے شاہی قید خانے میں بند کر دے۔ شاہی قید خانہ زمین
کے نیچے تھا اور وہاں سے باہر نکلنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا

تھا۔ اور بادشاہ صرف ایک صورت میں گنڈاپ کو قید کر سکتا تھا
کہ اسے یقین ہو جائے کہ گنڈاپ ہی وہ درندہ ہے جو اس
کی رعایا کے لڑکوں کا سانس پی کر انہیں ہلاک کر دیتا ہے۔
کیا بادشاہ یقین کر لے گا؟ گنڈاپ تو بادشاہ کو قائل
کرنے کی بھرپور کوشش کرے گا۔ ناگ یہ بھی کر سکتا تھا کہ بادشاہ
کو کہیں چھپا دے اور گنڈاپ کو اپنے انسانی شکار پر حملہ کرتے
اسے دکھائے مگر ناگ کسی انسانی جان کو ضائع نہیں کروانا چاہتا
تھا۔ دوسرے دن ناگ بادشاہ سے ملنے شاہی کمرے میں آگیا۔
بادشاہ کسی دوسرے ملک کے سفیر سے باتیں کر رہا تھا۔ تھوڑی دیر
بعد جب وہ فارغ ہوا تو اس نے ناگ کو بلوا لیا۔

"آؤ کالام! کیسے آنا ہوا؟"

آپ کو یاد ہوگا کہ ناگ نے یہاں اپنا نام کالام بتا رکھا تھا۔ ناگ
نے کہا۔

"بادشاہ سلامت! میں نے اس درندے کا سراغ
لگا لیا ہے جو آپ کے ملک کے بچوں کو اغوا کر لے
جاتا ہے۔ اور جس نے کئی مہینوں سے اس ملک میں
تباہی مچا رکھی ہے۔"

بادشاہ نے غور سے ناگ کی طرف دیکھا اور بولا۔

"کالام! کیا تم سچ کہہ رہے ہو؟ کہاں ہے وہ

درندہ؟ ہم اس کے ٹکڑے اڑا دیں گے۔"

ناگ نے کہا۔

"بادشاہ سلامت! وہ درندہ کوئی جانور نہیں بلکہ ایک انسان
ہے۔"

"انسان ہے؟" بادشاہ نے حیران ہو کر پوچھا۔

"ہاں بادشاہ سلامت!" ناگ نے کہا: "وہ انسان ہے
اور آپ کے شاہی محل میں ہی رہتا ہے۔"

اب تو بادشاہ کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ اس وقت وہاں اُن
دونوں کے سوا کوئی نہیں تھا۔ بادشاہ نے ناگ کی طرف دیکھتے ہوئے
کہا۔

"یہ تم کیا کہہ رہے ہو کالام؟ وہ درندہ صفت انسان
کون ہے؟ اس کا نام بتاؤ کہ ہم اپنی تلوار سے اس
وحشی مکروہ شخص کی گردن اڑا دیں۔"

ناگ نے کہا۔

"وہ گنڈاپ ہے بادشاہ سلامت۔"

بادشاہ ہکا بکا ہو کر رہ گیا۔ اسے یقین نہیں آ رہا تھا۔
بادشاہ کے ہونٹوں سے جیسے اپنے نکل گیا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے کالام؟ کیا تمہارے پاس اس
کا کوئی ثبوت ہے؟"

ناگ نے کہا۔

"بادشاہ سلامت! میں نے اپنی آنکھوں سے گنڈاپ
کو ایک انسان کا سانس پیتے دیکھا ہے۔ اور اس وقت
گنڈاپ کے مکان کے تہہ خانے میں ان تمام لڑکوں کی
لاشیں پڑی ہوئی ہیں۔ جن کو گنڈاپ نے اغوا کیا تھا"
بادشاہ اُٹھ کر بے چینی سے ٹہلنے لگا۔ پھر ناگ کی طرف پلٹ
کر بولا۔

"ہم گنڈاپ کے تہہ خانے میں ان بدنصیب بچوں کی
لاشیں اپنی آنکھوں سے دیکھنا چاہتے ہیں"
ناگ نے کہا۔

"تو پھر آپ ایسا کیجئے کہ گنڈاپ کو کسی کام ——
سے شہر سے دور بھیجا دیجئے اور خود اس کے مکان
پر چل کر لاشوں کو دیکھ لیجئے۔ پھر آپ کو ثبوت
مل جائے گا اور آپ گنڈاپ کو اس کے جرم کی
سزا دے سکیں گے"
بادشاہ نے ناگ کے قریب آکر کہا۔

"ہم ایسا ہی کریں گے۔ لیکن تم ابھی یہ بات کسی سے
مت کرنا"
ناگ نے بادشاہ کو یقین دلایا کہ یہ راز ابھی ان دونوں کے

میان ہی رہے گا۔ اسی روز بادشاہ نے گنڈاپ کو طلب کیا اور اسے
کر وہ ایک خاص پیغام لے کر ملک مصر کے بادشاہ کے پاس جائے۔
شاہ نے مصر کے بادشاہ کے نام ایک خط لکھ دیا جس میں صرف
س کی خیریت پوچھی گئی تھی۔ اور گنڈاپ مصر روانہ ہو گیا۔

گنڈاپ کون تھا؟

گنڈاپ کے ملک سے باہر جاتے ہی بادشاہ کے حکم سے گنڈاپ
کے گھر کو فوج کے سپاہیوں نے اپنے گھیرے میں لے لیا اور اس
نوکروں اور ایرانی کنیز رخسانہ کو بھی حراست میں لے لیا۔ وہ
جاکر بادشاہ کو معلوم ہوا کہ گنڈاپ کا ایک نوکر رات مرگیا
یہ وہی نوکر تھا جس کو گنڈاپ نے سانس پی کر مار ڈالا تھا
بادشاہ کو خفیہ تہہ خانے میں لے گیا۔ یہاں لڑکوں کی لاشوں کو دیکھ
بادشاہ سکتے میں آگیا۔ ناگ نے کہا۔

"یہ وہ لڑکے ہیں جن کے سانس پی کر گنڈاپ نے انہیں
ہلاک کر دیا ہے۔ مگر حیرانی کی بات یہ ہے کہ یہ لاشیں
ابھی تک خراب نہیں ہوئیں"

بادشاہ نے جھک کر ایک لڑکے کی "لاش" کو دیکھا
کے جسم اسی طرح گرم تھے۔ جس طرح زندہ انسانوں کے ہوتے

بادشاہ نے کہا۔

"اب مجھے یقین آگیا ہے کہ یہ گنڈاپ ہی وہ درندہ

ہے جس نے میری رعایا میں تباہی پھیلا رکھی تھی۔ میں
اسے زندہ نہیں چھوڑوں گا"

پھر بادشاہ نے ناگ سے کہا۔

"مگر ان لڑکوں کی لاشیں ابھی تک ٹھیک حالت میں کیوں
ہیں؟"

ناگ نے کہا۔

"بادشاہ سلامت! میرا خیال ہے کہ ان لڑکوں کا سانس
کھینچا گیا ہے اور یہ ابھی زندہ ہیں۔ صرف ان کے دل ہی
بند ہوئے ہیں مگر جو تھوڑی سی آکسیجن ان کے دماغوں
میں باقی تھی اسی کی وجہ سے ان کے دماغ اپنا کام کر رہے
ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ ان تمام لاشوں کو گنڈاپ کے نوکر
کی لاش کے ساتھ ہی شاہی محل میں لے جایا جائے۔ مجھے
یقین ہے کہ یہ "لاشیں" گنڈاپ کی موت کے بعد اپنے
آپ ہی زندہ ہو جائیں گی"

بادشاہ کے حکم سے سارے بچوں اور نوکر کی لاشیں اٹھا کر
شاہی محل پہنچا دی گئیں۔ ابھی تک شہزادی نیلوفر اور دریاب کو کچھ
معلوم نہیں تھا۔ مگر جب لاشیں شاہی محل میں آئیں تو انہیں بھی
تعجب ہوا۔ نیلوفر نے ناگ کو بلا کر پوچھا کہ یہ بچوں کی لاشیں کہاں
سے آئی ہیں؟ تب ناگ نے انہیں ساری بات بیان کر دی

شہزادی نیلوفر اور دریاب دنگ ہو کر رہ گئے۔ مگر انہیں خوشی ہوئی یہ سن کر کہ یہ بچے پھر سے زندہ ہو جائیں گے۔ شہزادی کو اس بات کی بھی خوشی تھی کہ گنڈاپ خود ہی اپنے انجام کو پہنچنے والا ہے۔ دو روز بعد جب گنڈاپ ملک مصر سے واپس آیا تو اسے اسی وقت گرفتار کر لیا گیا۔ ناگ کو معلوم تھا کہ گرفتار ہونے کے بعد گنڈاپ نیلے سانپوں کو اپنی مدد کے لیے ضرور بلائے گا۔ چنانچہ بادشاہ کو ناگ نے خاص طور پر ہدایت کی کہ گنڈاپ کو ایسے تہہ خانے میں بند کیا جائے جہاں کوئی سانپ بھی رینگ کر اندر نہ جا سکے۔ ناگ نے بادشاہ کو بتا دیا کہ گنڈاپ کے پاس ایسی طاقت ہے کہ وہ نیلے سانپوں کو اپنی مدد کے لیے بلا سکتا ہے۔ بادشاہ کے حکم سے گنڈاپ کو ایک زمین دوز تہہ خانے میں بند کر دیا گیا۔ اس تہہ خانے کی دیواریں پتھروں کی تھیں۔

گنڈاپ کو بتا دیا گیا تھا کہ اسے بچوں کو اغوا کر کے انہیں ہلاک کرنے کے جرم میں گرفتار کیا گیا ہے۔ بادشاہ نے ناگ سے کہا۔

"میں گنڈاپ کو زیادہ دیر تک زندہ رکھنے کا خطرہ مول نہیں لے سکتا۔ ہو سکتا ہے تمہارے کہنے کے مطابق وہ نیلے سانپوں کو بلا کر یہاں تباہی پھیلا دے۔"

ابھی وہ یہ بات کہہ ہی رہے تھے کہ اچانک کمرے میں چار نیلے سانپ پھنکارتے ہوئے داخل ہوئے۔ بادشاہ گھبرا گیا۔ ناگ نے

چلا کر کہا۔

"بادشاہ سلامت! گھبرائیں نہیں۔ میں ان کو سنبھالتا ہوں۔"

اس کے ساتھ ہی ناگ نے سانس کھینچا اور ایک بڑے سانپ کی شکل میں آ گیا۔ بڑے سانپ کی شکل میں آتے ہی ناگ نے اپنے منہ سے پھنکار ماری۔ اس کے منہ سے ایک شعلہ نکلا جس نے چاروں نیلے سانپوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ چاروں کے چاروں سانپ بھسم ہو گئے۔ بادشاہ تو دنگ رہ گیا۔ وہ ہکا بکا ہو کر سانپ کو دیکھ رہا تھا۔ ناگ فوراً انسانی شکل میں واپس آ گیا۔ اور بادشاہ کی طرف دیکھ کر بولا۔

"اے بادشاہ! اب جبکہ میرا راز تم پر کھل گیا ہے تو اس راز کو اب اپنے پاس ہی رکھنا۔ سنو۔ میں اصل میں ناگ دیوتا ہوں۔ میں سانپ بھی بن سکتا ہوں سارے سانپ میرے غلام ہیں۔ لیکن یہ نیلے سانپ کسی دوسری دنیا سے تعلق رکھتے ہیں۔ جس کی وجہ سے مجھے ان کو ہلاک کرنا پڑا۔"

بادشاہ ابھی تک پھٹی پھٹی آنکھوں سے ناگ کو دیکھ رہا تھا

"کیا۔ کیا تم سانپ ہو؟"

ناگ نے کہا۔

"ہاں میں سانپ ہی نہیں بلکہ سانپوں کا دیوتا ہوں۔ میرا

نام کالام نہیں ناگ ہے۔ لیکن اے بادشاہ! یہ کسی کو نہ بتانا۔ میں یہاں تمہاری رعایا کو اس ظالم درندے سے نجات دلانے کے لیے آیا تھا۔ اب میری بات مان اور گنڈاپ کو اسی وقت قتل کرنے کا حکم صادر کر دے۔“

بادشاہ نے فوراً جلاد کو بلایا اور کہا۔

”قید خانے میں جاؤ اور گنڈاپ کا سر کاٹ کر میرے سامنے پیش کرو۔“

جب جلاد چلا گیا تو بادشاہ نے ناگ سے کہا۔

”اے ناگ دیوتا! تم نے کہا تھا کہ گنڈاپ طلسم بھی جانتا ہے۔ کہیں وہ غائب تو نہیں ہو گیا ہو گا؟“

ناگ نے کہا۔

”میرا خیال ہے کہ وہ ایسا نہیں کر سکتا۔ وہ صرف نیلے سانپوں سے ہی مدد طلب کر سکتا ہے۔“

تھوڑی دیر بعد جلاد گنڈاپ کے پاس قید خانے میں پہنچ گیا۔ اس کے ہاتھ میں ننگی تلوار تھی۔ اس سے پہلے کہ گنڈاپ کسی نیلے سانپ کو آواز دے کر بلاتا۔ جلاد نے تلوار کا وار کر کے گنڈاپ کا سر الگ کر دیا۔ بادشاہ اور ناگ محل کے کمرے میں بیٹھے تھے کہ جلاد طشت میں گنڈاپ کا سر رکھ کر لے آیا۔ ناگ نے خود سے گنڈاپ کا سر دیکھا۔ اس کا سر چھوٹا ہو گیا تھا اور چہرہ بھی

بھی گول ہونے لگا تھا۔ پھر دیکھتے دیکھتے گنڈاپ کے سر کی آنکھیں گول ہو گئیں اور وہ مُردہ لگنے لگا۔ ویسے ہی مُردہ جیسا وہ تابوت کے اندر تھا۔ پھر سر غائب ہو گیا۔ بادشاہ نے گھبرا کر کہا۔

”ناگ دیوتا! یہ سر تو غائب ہو گیا۔ گنڈاپ نے جادو کے زور سے اپنا سر غائب کیا ہے۔“

ناگ جلدی سے بولا۔

”میں قید خانے میں جا رہا ہوں۔ ابھی واپس آتا ہوں۔“

اور ناگ تیزی سے قید خانے میں آ گیا۔ جہاں تھوڑی دیر پہلے گنڈاپ کا مُردہ پڑا تھا مگر اب وہ دھڑ غائب ہو چکا تھا۔ ناگ سمجھ گیا کہ گنڈاپ جادو کے زور سے غائب ہو گیا ہے۔ مگر سوال یہ تھا کہ اگر اسے غائب ہونا ہی تھا تو وہ قتل ہونے سے پہلے کیوں نہیں غائب ہو گیا۔ اس کا مطلب یہی ہو سکتا تھا کہ گنڈاپ اصل میں پہلے ہی سے مُردہ تھا۔ محض لڑکوں کا سانس پینے کی وجہ سے زندہ تھا۔ اب جب اسے قتل کر دیا گیا تو وہ پھر مُردہ ہو کر غائب ہو گیا۔ وہ کہاں گیا ہو گا؟

ناگ نے سوچا کہ اب اسے یہ سوچنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ایک بلا اس شہر پر نازل ہوئی تھی اور اب اس شہر کو اس بلا سے نجات مل چکی ہے۔ اب مسئلہ صرف مُردہ لاشوں کو زندہ

کرنے کا تھا۔ ناگ نے بادشاہ کو آکر بتایا کہ گنڈاپ کا دفتر بھی غائب ہو گیا ہے۔ بادشاہ نے کسی قدر پریشان ہو کر کہا۔

”کہیں وہ ہماری رعایا کو نقصان تو نہیں پہنچائے گا؟“

ناگ نے کہا۔

”مجھے یقین ہے کہ اب وہ کسی کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ ہمیں سب سے پہلے نیچے کمرے میں چل کر لڑکوں کی لاشوں کو دیکھنا چاہیئے۔“

بادشاہ اور ناگ جلدی سے شاہی محل کے نچلے کمرے میں آگئے۔ جہاں بادشاہ کے حکم سے لڑکوں کی لاشیں رکھوائی گئی تھیں۔ وہاں شور مچا تھا۔ سارے کے سارے لڑکے گنڈاپ کے مرتے ہی پھر سے زندہ ہو گئے تھے۔ اِن میں گنڈاپ کا نوکر بھی شامل تھا۔ لڑکوں کو زندہ دیکھ کر بادشاہ کو بے حد خوشی ہوئی۔ فوراً تمام لڑکوں کو ——— ماں باپ کے گھروں میں بھجوا دیا گیا۔ سارے شہر میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ اس شام سارے شہر میں چراغاں کیا گیا۔ لوگوں میں مٹھائیاں تقسیم کی گئیں۔ ہر طرف شادیانے بجنے لگے۔ ماں باپ اپنے بچوں کو پھر سے دیکھ کر خوشی سے پھولے نہیں سما رہے تھے۔

شہزادی نیلوفر اور دریاب بھی بے حد خوش تھے کہ انہیں گنڈاپ ایسے ملک و ملت کے دشمن سے نجات مل گئی۔ بادشاہ نے کسی کو نہیں بتایا تھا کہ کالام اصل میں ناگ دیوتا ہے۔ کیونکہ

گ نے بادشاہ کو منع کر دیا تھا۔ ناگ کو اب عنبر ماریا کیٹی، جولی ہما اور تیسو سانگ کی یاد ستانے لگی تھی۔ وہ ابھی تک اِن کا سراغ لگانے میں کامیاب نہیں ہو سکا تھا۔ ایک شبہ اس کے دل میں ضرور تھا کہ گنڈاپ کو عنبر ماریا کیٹی کا پتہ تھا کہ وہ کہاں ہیں۔ مگر اب گنڈاپ غائب ہو چکا تھا۔ اور ناگ کا دل کہہ رہا تھا کہ وہ واپس نہیں آنے کا۔ ناگ نے بادشاہ سے کہہ کر گنڈاپ کا خالی مکان لے لیا اور وہیں جاکر رہنے لگا۔ اس کا خیال تھا کہ ہو سکتا ہے اس کی خاص کنیز رخسانہ کو گنڈاپ کی پُراسرار شخصیت کے بارے میں کچھ علم ہو۔ گنڈاپ کی موت کے بعد اس کے دوسرے نوکر اور ایرانی کنیز رخسانہ بھی چلی گئی تھی۔ مگر ناگ نے اِسے واپس اپنے پاس بلا لیا۔

ناگ نے کنیز رخسانہ کو گنڈاپ کے بارے میں بہت سے سوال کیے مگر رخسانہ نے جو جواب دیئے۔ اس سے ناگ کو کوئی خاص معلومات حاصل نہ ہو سکی۔ آخر میں ناگ نے پوچھا۔

”کیا کبھی گنڈاپ نے کوئی ایسی حرکت کی تھی کہ جو تم نے پہلے کبھی نہ دیکھی ہو؟“

کنیز ذہن پر زور دے کر سوچنے لگی۔ پھر بولی۔

”ہاں میرے آقا! ایک بار میں رات قہوہ لے کر اپنے مالک گنڈاپ کے کمرے میں آئی تو وہ بستر سے اٹھ کر

اپنے کمرے کے خفیہ دروازے کی طرف جا رہا تھا۔ اس کو معلوم نہ ہو سکا کہ میں کمرے میں موجود ہوں۔ وہ میری طرف پیٹھ کر کے خفیہ دروازے پر کھڑا تھا۔ پھر ایسا ہوا کہ میرے دیکھتے دیکھتے وہ غائب ہو گیا۔ میں ڈر کر پیچھے کو دوڑ پڑی۔ بس یہی ایک عجیب بات میں نے اپنے پرانے مالک میں دیکھی تھی۔ مجھے ابھی تک یقین نہیں آتا کہ وہ غائب ہو گیا تھا مگر یقین کریں کہ میں نے اپنی آنکھوں کے سامنے اسے غائب ہوتے دیکھا تھا۔"

ناگ چونکا۔ اس کا مطلب تھا کہ گنڈاپ میں غائب ہونے کی طاقت موجود تھی۔ لیکن کسی وجہ سے یہ طاقت جاتی رہی تھی۔ ورنہ اگر اس کے پاس غائب ہونے کی یہ طاقت موجود ہوتی تو وہ قید خانے میں جلاد کو دیکھ کر فوراً غائب ہو جاتا۔ ناگ نے کنیز سے پوچھا۔

"کیا تمہارے سامنے کبھی کوئی پُراسرار شخص اس سے ملنے آیا تھا؟"

رخسانہ پھر سوچ میں پڑ گئی۔ تھوڑی دیر بعد کچھ یاد کر کے بولی۔

"ویسے تو گنڈاپ کو کبھی کوئی ملنے نہیں آتا تھا۔ لیکن ایک بار رات کے وقت ہی مجھے اس کے کمرے سے ایسی آواز سنائی دی جیسے وہ کسی سے باتیں کر رہا ہے۔ میں

نے کھڑکی میں سے جھانک کر دیکھا تو گنڈاپ پلنگ پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے سامنے ایک عجیب سی ڈراؤنی شکل والا آدمی سیاہ لباس میں ملبوس دو زانو بیٹھا اس سے باتیں کر رہا تھا۔ وہ کسی ایسی زبان میں بات کر رہے تھے کہ میں وہ زبان نہیں سمجھتی تھی۔ صرف اتنا یاد رہ گیا ہے کہ وہ موت کے کنوئیں کی باتیں کر رہے تھے۔"

"موت کا کنواں؟" ناگ نے پوچھا۔ "اس سے کیا مراد ہو سکتی ہے؟"

ایرانی کنیز نے کہا۔

"میرے آقا! ہم آتش پرست اپنے مردوں کو جس کنوئیں میں پھینکتے ہیں اسے ہم موت کا کنواں کہتے ہیں۔"

ناگ کچھ سوچنے لگا۔ پھر اس نے رخسانہ سے پوچھا۔

"اس ڈراؤنی شکل والے آدمی کو تم نے مکان سے نکلتے دیکھا تھا؟"

"ہاں میرے آقا!" رخسانہ نے کہا۔ "وہ کچھ دیر بعد مکان سے نکل کر اس ٹیلے کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔ جس کے اوپر لاشوں کا کنواں ہے۔"

اس کے بعد ناگ نے رخسانہ سے کچھ پوچھنے کی ضرورت محسوس نہ

کی اسی روز تھوڑی دیر بعد ناگ مکان سے نکلا اور سیدھا لاشوں والے
کنوئیں کی طرف چل پڑا۔ سورج مغرب میں غروب ہو رہا تھا۔ دھوپ
کا رنگ گلابی ہو گیا تھا۔ ناگ آہستہ آہستہ ٹیلے پر چڑھنے لگا۔ جب
وہ ٹیلے کی چوٹی پر آ گیا تو اس نے دیکھا کہ لاشوں کے کنوئیں کے
اوپر ایک بڑا سا پتھر پڑا ہے جس پر دو لاشوں کے پنجر پڑے ہیں۔
ان لاشوں کا بچا کھچا گوشت گدھ نوچ رہے ہیں تھے۔ نیچے کنوئیں میں
لاشوں کے بے شمار پنجر بکھرے پڑے تھے۔

ناگ کچھ دیر وہاں کھڑا سوچتا رہا۔ وہ بہت کچھ سوچ رہا
تھا۔ جب سے اس نے ایرانی کنیز کے منہ سے سنا تھا کہ گنداپ کے
پاس ایک بار غائب ہونے والی طاقت موجود تھی تو اسے شک پیدا
ہو گیا تھا کہ شاید اس نے مارہا پر ظلم کرنے کے بعد اس سے
چھین لی ہوگی۔ اب وہ اس آدمی کی تلاش میں تھا جو بقول ایرانی
کنیز کے اسی رات کو گنداپ سے ملنے آیا تھا۔ اور جس نے لاشوں
کے کنوئیں کا ذکر کیا تھا اور اسی کنوئیں کی طرف چلا گیا تھا ناگ
ٹیلے کی دوسری طرف نیچے آ گیا۔ یہاں ایک سیڑھی نیچے کنوئیں کے اندر
جاتی تھی۔ اس سیڑھی پر سے لاشوں کی ہڈیوں کو سال میں ایک بار
نکال کر باہر زمین میں دفن کر دیا جاتا تھا تاکہ کنواں ہڈیوں سے بھر
نہ جائے۔ پتھروں کو جوڑ کر یہ سیڑھیاں بنائی گئی تھیں۔ ناگ سیڑھیاں
اترنے لگا۔

جوں جوں وہ کنوئیں میں نیچے جا رہا تھا دن کی گلابی روشنی وہاں
...تی جا رہی تھی۔ کنوئیں کے نیچے پہنچ کر ناگ رک گیا۔ یہ کنواں
...پڑا تھا اور انسانی ہڈیاں ڈھیروں کی شکل میں پڑی تھیں۔ ناگ
...کی تہہ میں آ گیا اور ہڈیوں کے بیچ میں سے گزر کر سامنے والی
...کے پاس آیا۔ اسے اس دیوار میں ایک شگاف سا نظر آیا تھا۔
...نے جھک کر شگاف کو دیکھا۔ یہ شگاف ایک تنگ غار تھا جس
...سخت اندھیرا چھایا تھا۔ ناگ غار میں داخل ہونے لگا تو اس کا سر
...چھت سے لگ گیا۔ ناگ نے سوچا کہ اس غار میں انسان
...بجائے سانپ کی شکل میں جانا چاہیے۔ چنانچہ وہ فوراً انسان سے
سانپ کی شکل میں آ گیا اور غار میں رینگنے لگا۔ تھوڑا آگے جا کر ایک طرف مڑ گیا یہ بہت
تنگ و تاریک غار تھا۔ مگر ناگ سانپ کی شکل میں
اندھیرے میں بھی دیکھ رہا تھا۔ اسے غار میں جگہ
انسانی ہڈیاں بکھری دکھائی دیں۔ وہ ان ہڈیوں میں سے رینگتا ہوا
...ہی آگے بڑھتا چلا گیا۔

غار میں ابھی تک کسی قسم کی کوئی ہلکی سی آہٹ بھی سنائی نہیں
دی تھی۔ جوں جوں ناگ آگے بڑھ رہا تھا اندھیرا اور زیادہ گہرا ہوتا
جا رہا تھا۔ غار ایک بار پھر ایک طرف گھوم گیا۔ یہاں ناگ کو ہلکی
روشنی کی لکیر سی دھند دکھائی دی۔ یہ کسی دھندلے دیئے کی روشنی
معلوم ہوتی تھی۔ ناگ رینگتے رینگتے رک گیا اور غور سے روشنی کی
طرف دیکھنے لگا۔ یہ بہت ہی دھندلی سی روشنی غار کے تھوڑی آگے

بل کھا کر دائیں جانب سے آرہی تھی۔ ناگ دیوار کے ساتھ ہو کر رینگنے لگا۔
جب وہ غار کے موڑ پہ پہنچا تو دیکھا کہ دوسری طرف سے یہ روشنی
دیوار کے شگاف میں سے آرہی ہے۔ زیادہ سنسنی خیز بات یہ تھی کہ
اس شگاف میں سے روشنی کے ساتھ انسانی آواز بھی سنائی دے رہی
تھی۔ یہ آواز تو انسانی تھی مگر ایسی تھی جیسے بولنے والے کا گلا بیٹھ
گیا ہے۔ ایک آدمی کی آواز صاف تھی۔ دوسری آواز بیٹھی ہوئی اور خر
خر کرتی تھی۔ ناگ سانپ کی شکل میں رینگتا رینگتا دیوار کے شگاف کے پاس
آکر رک گیا۔ اس نے ذرا سا پھن اٹھا کر دوسری طرف دیکھا۔ اس
کی آنکھوں کے سامنے ایک ایسا دہشت انگیز منظر تھا کہ ایسا منظر اس
نے شاید ہی پہلے کبھی دیکھا ہو۔ ایک سیاہ لبادے والا آدمی زمین
پر بیٹھا ہوا تھا۔ جبکہ اس کے سامنے زمین پر ایک انسان کا دھڑ پڑا تھا
جس کی گردن کٹ چکی تھی۔ اس دھڑ کی کٹی ہوئی گردن الگ ایک
پتھر کے اوپر رکھی ہوئی تھی۔ کٹا ہوا سر آہستہ آہستہ بیٹھی ہوئی خر
خر کرتی آواز میں کہہ رہا تھا۔

"میری گردن کا جڑنا آسان نہیں ہے۔ اور جب تک میری
گردن میرے دھڑ سے نہیں جڑتی ہم زیر زمین مخلوق
پر حکومت نہیں کر سکتے اور نیلے سانپ بھی میرا حکم نہیں
مانیں گے۔"

سیاہ لبادے والے آدمی نے کہا۔

"عظیم گنڈاپ! مجھے بتاؤ وہ کون سا طریقہ ہے کہ جس

کی مدد سے تمہارا کٹا ہوا سر تمہارے دھڑ کے ساتھ جڑ
سکتا ہے۔"

ناگ نے کٹے ہوئے سر کو دیکھتے ہی پہچان لیا تھا۔ یہ گنڈاپ کا
سر تھا جس کی گردن بادشاہ کے حکم سے کاٹ دی گئی تھی اور
گردن کٹنے کے بعد جس کی لاش اور کٹا ہوا سر غائب ہو گیا تھا۔
گنڈاپ کا سر بولا۔

"اس کا ایک ہی طریقہ ہے لیکن وہ اتنا مشکل ہے کہ شاید
ہی تم اس میں کامیاب ہو سکو۔"

سیاہ پوش نے کہا۔

"عظیم گنڈاپ! تم مجھے بتاؤ تو سہی۔ میں اپنی جان لڑا
دوں گا۔"

گنڈاپ کے سر نے کہا۔

"اگر کسی طرح تم ناگ دیوتا کو اس حالت میں قابو میں
کر سکو جب وہ سانپ کی شکل میں ہو تو میری گردن
بھی دوبارہ جڑ سکتی ہے اور ہمیں ہماری زیر زمین
مخلوق کی حکومت بھی واپس مل سکتی ہے۔ پھر سارے
نیلے سانپ بھی ایک بار پھر ہمارے غلام بن جائیں گے۔"

سیاہ پوش نے پوچھا۔

"عظیم گنڈاپ! میں ناگ دیوتا کو کہاں مل سکتا ہوں۔

دوسری بات یہ ہے کہ جب وہ سانپ کی حالت میں
ہوگا تو میں اس پر کسی طرح سے قابو پا سکوں گا۔ یہ
ٹھیک ہے کہ ناگ اگر مجھے ڈس بھی لے گا تو مجھ
پر اس کے زہر کا کوئی اثر نہیں ہوگا لیکن وہ ناگ دیوتا
ہے اور فوراً کوئی دوسری شکل بدل لے گا۔"

گنڈاپ کے سر نے بیٹھی ہوئی آواز میں کہا۔

"جب میری گردن کٹی تو مجھے صرف اتنی آواز آئی
تھی کہ ناگ دیوتا نے تم سے بدلا لیا ہے۔ اور وہ اسی غار
میں ہے۔ یہ تمہارے لیے بہت بڑی خبر ہے۔ تمہیں ناگ
کی تلاش تھی، وہ بہر حال تمہیں پکڑے گا۔ وہ اسی غار میں
کسی جگہ پر موجود ہے۔"

سیاہ پوش نے پوچھا۔

"فرض کر لیا کہ میں ناگ کے پاس اس حالت میں
پہنچ جاتا ہوں کہ وہ سانپ کی شکل میں ہے لیکن میں
اس پر قابو کیسے پا سکوں گا۔"

گنڈاپ کی کٹی ہوئی گردن نے کہا۔

"یہ بات میں تمہیں تمہارے کان میں بتاؤں گا کیونکہ
بہت ممکن ہے کہ ناگ دیوتا ہماری باتیں سن رہا
ہو اپنا کان گنڈاپ کی کٹی ہوئی گردن کے ہونٹوں کے

قریب لاؤ۔"

سیاہ پوش اپنا کان گنڈاپ کی کٹی ہوئی گردن کے ہونٹوں کے
قریب لے گیا۔ اس نے سیاہ پوش کو ناگ کو سانپ کی حالت
میں پکڑنے کی کوئی ترکیب بتائی۔ ناگ اس وقت سانپ کی شکل
میں وہاں موجود تھا۔ وہ ذرا پیچھے ہٹ گیا کہ خدا جانے شیطان
گنڈاپ کے سر نے کیا ترکیب بتا دی ہے اور کہیں وہ کہیں ان کے
جال میں نہ پھنس جائے۔ سیاہ پوش نے اپنا کان پیچھے ہٹاتے ہوئے
کہا۔

"عظیم گنڈاپ! تمہاری ترکیب بہت اچھی ہے مجھے
یقین ہے کہ اب میں ناگ دیوتا کو اپنے قابو میں کر سکوں
گا۔"

گنڈاپ کی کٹی ہوئی گردن نے آہستہ سے کہا۔

"اب میں تھک گیا ہوں۔ میں جا رہا ہوں۔ تم نے اگر
مجھے ملنا ہو تو اسی جگہ لاشوں کے کنوئیں کے غار میں آکر
خاص منتر پڑھنا میں آ جاؤں گا۔"

اب سیاہ پوش نے گنڈاپ کی کٹی ہوئی گردن سے ایک ایسا
سوال کر دیا جس سے ناگ کے کان کھڑے ہو گئے۔ اس نے پوچھا۔

"عظیم گنڈاپ! عنبر ماریا اور ان کے ساتھیوں کا کیا کرنا
ہے اب؟"

ناگ چونک پڑا۔ تو گویا عنبر ماریا کیٹی جولی سانگ اور تھیو سانگ
ان لوگوں کے قبضے میں ہی تھے۔ گنڈاپ نے کہا۔

"وہ جہاں ہیں انہیں وہیں پڑے رہنے دو۔ جب تم
ناگ دیوتا کو سانپ کی حالت میں میرے پاس لاؤ گے اور
میری کٹی ہوئی گردن میرے دھڑ کے ساتھ لگ جائے
گی تو ایک بار پھر میرے اندر عنبر ماریا اور ان کے ساتھیوں
کی طاقت پیدا ہو جائے گی۔ اس لیے ان لوگوں کا ہمارے
قبضے میں رہنا بہت ضروری ہے۔"

ناگ کو ہرگز یقین نہیں تھا کہ عنبر ماریا جولی سانگ تھیو سانگ
اور کیٹی سب کے سب اس شیطان مردے کے قبضے میں ہوں
گے۔ ناگ خوش بھی ہوا اور پریشان بھی ہوا۔ خوش وہ اس
لیے ہوا کہ اسے عنبر ماریا اور باقی سارے دوستوں کا سراغ مل
گیا تھا اور پریشان اس لیے ہوا کہ ان تک پہنچنا دشوار تھا۔ اسے
کچھ پتہ نہیں تھا کہ اس گنڈاپ نے عنبر ماریا اور باقی سارے دوستوں
کو کہاں قید میں ڈال رکھا ہے۔ ظاہر ہے اگر گنڈاپ نے ان لوگوں
کو بے ہوش کر کے ہی قید کر رکھا ہوگا اور وہ ان کی طاقتیں خود
حاصل کرنے کی فکر میں تھا۔ ناگ کے لیے سراغ لگانے کا ایک ہی
ذریعہ تھا اور وہ تھا سیاہ پوش دبلا پتلا آدمی جو گنڈاپ سے
باتیں کر رہا تھا۔ مصیبت یہ تھی کہ یہ سیاہ پوش خود ناگ کا دشمن

تھا اور اس کی تلاش میں تھا۔ ناگ کو ابھی تک اس سیاہ پوش
کی خفیہ طاقتوں کا علم نہیں تھا۔ آخر اس کا تعلق کسی زیر زمین مخلوق
سے تھا اور وہ ایک سر کٹی لاش سے باتیں کر رہا تھا۔ ہو سکتا
ہے کہ سیاہ پوش غائب ہو جانے آگ میں جل پڑے

بہر حال ناگ نے سیاہ پوش کا تعاقب کرنے کا فیصلہ کر دیا۔ کیوں
کہ عنبر ماریا کیٹی جولی سانگ اور تھیو سانگ تک پہنچنے کی یہی ایک
اُمید کی کرن تھی۔ اگرچہ اس میں ناگ کی جان جانے کا اور خود
پکڑے جانے کا بھی خطرہ تھا۔ لیکن ناگ نے عنبر ماریا کیٹی جولی سانگ
اور تھیو سانگ کو گنڈاپ کی قید سے چھڑانے کے واسطے اپنی جان
کی بازی لگانے کا فیصلہ کر رکھا تھا۔

سیاہ پوش نے کہا۔

"عظیم گنڈاپ۔ اب میں بھی ناگ کی تلاش میں نکلتا
ہوں۔ اگر وہ اسی شہر میں موجود ہے۔ تو وہ میرے
ہاتھ سے بچ کر نہیں جا سکتا۔ میں اس شہر کا چپہ
چپہ چھان ماروں گا۔ میرے پاس اتنی طاقت ہے کہ
میں زمین کے اندر بھی ہاتھ ڈال کر دیکھ سکوں۔"

گنڈاپ کے کٹے ہوئے سر نے کہا۔

"میری خواہش ہے کہ تم بہت جلد ناگ کو اپنے قابو
میں کر کے میرے پاس لے آؤ۔ کیونکہ میں زیادہ

دونوں بہت اپنا سر اپنے دھڑ سے الگ نہیں رکھ سکتا
مجھے بڑی تکلیف اور درد ہوتا ہے۔ اب میں جاتا
ہوں"

ناگ دیوار کے شگاف میں سے ان دونوں کو غور سے دیکھ رہا
تھا۔ ایک بات کی ناگ کو تسلی تھی کہ یہ لوگ نہ تو اسے دیکھ سکے
تھے اور نہ اس کی خوشبو ہی سونگھ سکے تھے۔ اس کا مطلب تھا کہ یہ
لوگ ناگ کی موجودگی کو محسوس نہیں کر سکتے۔ گنڈاپ کا سر غائب
ہو گیا۔ سیاہ پوش اٹھا اور دیوار کے شگاف کی طرف بڑھا۔ ناگ تیزی
سے ایک طرف اندھیرے میں ہو گیا۔ سیاہ پوش دیوار کے شگاف
میں سے نکل کر اس کے قریب سے ہو کر گزر گیا۔ ناگ کو ایک
ہی ڈر لگا تھا کہ کہیں سیاہ پوش اس کی موجودگی کو محسوس
نہ کر لے۔ مگر ایسا نہ ہوا۔ یہ ایک اچھی علامت تھی۔ اس کا مطلب
تھا کہ سیاہ پوش خواہ دوسری کوئی طاقت رکھتا ہو مگر وہ ناگ
کی خوشبو محسوس نہیں کر سکتا تھا۔

ناگ تھوڑے فاصلے پر سیاہ پوش کے پیچھے پیچھے رینگنے لگا۔ سیاہ
پوش [illegible] سے نکل کر لاشوں والے کنوئیں
میں آ گیا۔ جہاں سے [illegible] باہر آیا اس
وقت [illegible] رات کا گہرا اندھیرا چاروں طرف پھیل
چکا تھا۔ دور شہر کے مکانوں اور بازاروں کی روشنیاں
جھلملاتی نظر آ رہی تھیں۔ سیاہ پوش بھی ناگ کو صاف دکھائی

دے رہا تھا۔ لاشوں والے کنوئیں سے نکل کر سیاہ پوش نے شہر
کے دروازے کی طرف چلنا شروع کر دیا۔ ناگ نے سانپ کی جگہ
چھوٹے سیاہ عقاب کی شکل بدلی اور کچھ فاصلہ رکھ کر اندھیری رات
میں سیاہ پوش کے پیچھے لگا ہوا تھا اور سیاہ پوش بھی ناگ کی تلاش
میں تھا۔ سیاہ پوش نے ابھی ناگ کو نہیں دیکھا تھا۔ لیکن ناگ کو
یقین تھا کہ [illegible] اس کو گنڈاپ نے کان میں ناگ [illegible]
بتا دی ہوگی جس کی مدد سے سیاہ پوش ناگ کو پہچان لے گا۔ ناگ کو ایک
بات کی ضرور تسلی تھی کہ جب تک ناگ سانپ کی شکل اختیار نہیں
کرے گا سیاہ پوش اسے کسی خفیہ منتر کے ذریعے قابو میں
نہیں کر سکے گا۔ خدا جانے گنڈاپ نے سیاہ پوش کو ناگ کو پکڑنے
کی کیا ترکیب بتائی تھی۔ اس بارے میں ناگ ضرور پریشان تھا لیکن ناگ
نے بھی فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ سیاہ پوش کے [illegible] اسے کبھی سانپ کی
شکل میں نہیں آئے گا۔

ناگ [illegible] سیاہ پوش کو اپنی نگاہوں میں رکھنا چاہتا تھا کیونکہ
سیاہ پوش کو معلوم تھا کہ [illegible] اور [illegible] کہاں
قید میں پڑے ہیں۔ سیاہ پوش شہر کے دروازے [illegible]
کھلی سڑک کے کنارے کنارے چلنے لگا۔ ناگ بھی عقاب کی شکل
میں اس کے اوپر اڑتا چلا جا رہا تھا۔ ناگ سیاہ پوش کو اپنی
نظروں سے اوجھل نہیں کرنا چاہتا تھا [illegible]

چلا رہا۔ پھر وہ دائیں جانب سڑک سے اُتر کر کچے میدان میں
سے گزرنے لگا۔ یہاں ایک پتلی پگڈنڈی یونانی قبرستان کی طرف
جاتی تھی۔ سیاہ پوش اس پگڈنڈی پر چلتا یونانی قبرستان میں داخل
ہو گیا۔ اس قبرستان میں یونانیوں کی قبریں تھیں اور یہاں صنوبر
کے اونچے اور گھنے درخت اُگے ہوئے تھے۔ ان درختوں کی وجہ
سے قبرستان میں موت کی تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ ستاروں کی روشنی
بھی یہاں تک نہیں پہنچ سکتی تھی۔ ناگ کے لیے درختوں کے اوپر
اُڑتے ہوئے سیاہ پوش کو اپنی نظروں میں رکھنا مشکل ہو رہا
تھا۔ وہ درختوں میں اُتر آیا اور ایک درخت کی ٹہنی پر بیٹھ گیا
سیاہ پوش قبروں کے درمیان اندھیرے میں چلا آ رہا تھا۔
ناگ عقاب کی شکل میں درخت کی شاخوں میں بیٹھا غور سے
اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔ سیاہ پوش ایک ایسی قبر کے پاس آکر
رک گیا جو ایک چبوترے پر بنی ہوئی تھی۔ اور جس کے اوپر چھوٹا
سا یونانی طرز کا پرانا گنبد بنا ہوا تھا۔ یہ گنبد اس قدر پرانا تھا کہ
اس کی اینٹیں ایک جگہ سے پھٹ گئی تھیں اور وہاں گھاس
اُگ آئی تھی۔ سیاہ پوش نے گھوم کر اپنے پیچھے کی طرف دیکھا۔
شاید وہ یہ تسلی کرنا چاہتا تھا کہ کوئی اس کا پیچھا تو نہیں کر رہا
جب اسے یقین ہو گیا کہ وہ وہاں اکیلا ہے تو اس نے قبر کے
چبوترے کی تین فٹ اونچی دیوار کے پاس بیٹھ کر ایک جگہ اینٹ

آہستہ سے دبایا۔ اینٹ کے دبتے ہی چبوترے کی دیوار
کا ایک حصہ پیچھے کو ہٹ گیا۔ سیاہ پوش وہاں جو شگاف پیدا
ہو گیا تھا اس میں اُتر گیا۔ اس کے اُترنے سے ذرا بعد چبوترے
کی دیوار اپنی جگہ پر آ گئی۔ ناگ کا خیال تھا کہ سیاہ پوش نے
قبر کے چبوترے کی اینٹ کو ہاتھ سے دبایا تھا۔ مگر ایسا نہیں
تھا سیاہ پوش نے اینٹ پر ہاتھ رکھ کر ایک خاص منتر پڑھا
تھا اور دیوار اس منتر کی وجہ سے پیچھے ہٹی تھی۔ ناگ کو اس کا
علم بہت جلدی ہو گیا۔
جب سیاہ پوش قبر کے اندر چلا گیا اور اسے قبر میں اُترے
کچھ وقت گزر گیا تو ناگ درخت سے نیچے اُتر آیا۔ اس نے فوراً
انسانی شکل اختیار کی اور جھک کر چبوترے کی اینٹوں کو غور
سے دیکھا۔ ان میں سے ایک اینٹ ذرا باہر کو اُبھری ہوئی تھی
ناگ نے اس اینٹ کو آہستہ سے دبایا۔ کوئی اثر نہ ہوا۔ ناگ نے
ذرا زور سے دبایا۔ اب بھی کوئی اثر نہ ہوا۔ ناگ نے باری باری
چبوترے کی دیوار کی ساری اینٹوں کو دبا کر دیکھا۔ مگر دیوار اپنی
جگہ سے ایک انچ بھی پیچھے نہ ہٹی۔ اب ناگ سمجھ گیا کہ سیاہ
پوش نے اینٹ کو دباتے وقت ضرور کوئی طلسمی منتر پڑھا ہو گا۔ ناگ
نے چبوترے کے چاروں طرف گھوم کر دیکھا۔ کسی جگہ کوئی چھوٹا
سا سوراخ بھی نظر نہ آیا۔ ناگ نے اس گنبد والی قبر کو نشانی کے

طور پر ذہن میں یاد رکھ لیا۔ اور عقاب کی شکل بدل کر وہاں سے پرواز کرتا ہوا واپس شاہی محل کے مہمان خانے میں آگیا۔ اب اسے شہر والے گنڈاپ کے پرانے مکان میں رہنے کی ضرورت نہیں تھی۔

رات گزر گئی۔ دن کا اجالا پھیلا تو ناگ شاہی محل سے نکل کر یونانی قبرستان کی طرف چل پڑا۔ وہ دن کے وقت گنبد والی قبر کو غور سے دیکھنا چاہتا تھا۔ قبرستان میں رات والی ویرانی پڑی تھی۔ پرانی قبروں پر سناٹا چھایا تھا۔ ناگ یہاں انسانی شکل میں جنے پڑنے کا خطرہ مول نہیں لینا چاہتا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ سیاہ پوش کو گنڈاپ نے اس کی کوئی نہ کوئی نشانی بتا دی ہے جس سے وہ اسے پہچان لے گا۔ ناگ نے فیصلہ کیا تھا کہ وہ سیاہ پوش کے سامنے انسانی شکل میں جانے کی کم سے کم کوشش کرے گا۔ اس دوران ناگ یہی کوشش کرنا چاہتا تھا کہ وہ جلدی سے جلدی عنبر ماریا کیٹی کا سراغ لگا کر ان کی تلاش میں روانہ ہو جائے۔ قبرستان میں داخل ہونے کے بعد ناگ باہر کے ایک درخت کے پیچھے آگیا۔ یہاں آ کر اس نے چاروں طرف دیکھا۔ قبرستان میں کوئی نہیں تھا۔ چاروں طرف ویرانی اور سناٹا تھا۔ ناگ کو کچھ فاصلے پر گنبد والی قبر کا چبوترہ صاف نظر آ رہا تھا۔ وہ انسانی شکل میں دن کے وقت چبوترے والی قبر کا جائزہ لینا چاہتا۔ آخر اس نے

یہی فیصلہ کیا کہ وہ اپنی انسانی شکل میں ہی رہے گا۔ چنانچہ وہ قبروں میں سے جلدی جلدی گزرتا گنبد والی قبر کے پاس آگیا۔

اب اس نے دن کی روشنی میں قبر کو چاروں طرف سے دیکھا۔ پھر چبوترے کی دیوار کی اینٹوں کا جائزہ لیا۔ یہاں کوئی چھوٹی سی درز یا دراڑ تک اسے کہیں نظر نہ آئی۔ سیاہ پوش اس کی آنکھوں کے سامنے اس قبر کے اندر گیا تھا۔ لیکن وہ کسی طلسمی منتر کے اثر سے دیوار میں شگاف ڈال کر قبر میں اترا تھا۔ ناگ کے پاس ایسا کوئی طلسمی منتر نہیں تھا۔ وہ جھک کر دیوار کو دیکھ رہا تھا کہ اسے قبر کے اندر سے کسی کے قدموں کی آواز سنائی دی۔ جیسے کوئی قبر کے اندر سیڑھیاں چڑھ رہا ہو۔ ناگ تیزی سے پیچھے ہٹا اور اس نے عقاب کی شکل اختیار کی اور اڑان بھر کر ایک درخت کی ٹہنی پر جا کر بیٹھ گیا اور نیچے دیکھنے لگا۔ اس کے دیکھتے دیکھتے گنبد والی قبر کے چبوترے کی دیوار میں اسی جگہ شگاف نمودار ہوا جہاں رات کو دیوار اپنی جگہ سے پیچھے ہٹی تھی۔ شگاف میں سے وہی سیاہ پوش باہر نکل آیا۔ باہر آتے ہی اس نے سب سے پہلے چاروں طرف قبرستان میں دیکھا۔ پھر دیوار کے پاس بیٹھ کر شاید کوئی منتر پڑھا اور دیوار آپس میں مل گئی۔

سیاہ پوش ایک دبلا پتلا سانولے رنگ کا آدمی تھا اور ذرا کندھوں کو جھکا کر چلتا تھا۔ اس نے اپنے کاندھے پر ایک

چھوٹا سا تھیلا لٹکا رکھا تھا۔ قبر کے پاس کھڑے ہو کر اس نے تھیلے میں ہاتھ ڈال کر کوئی ہڈی نکالی۔ اسے غور سے دیکھا۔ پھر اسے قبر کے اوپر رکھ دیا۔ خود ایک طرف بیٹھ گیا۔ ہڈی قبر کے اوپر حرکت کرنے لگی۔ وہ گھوم کر پلٹ گئی۔ اوپر کو اچھلی اور قبر میں غائب ہو گئی۔ ہڈی کے غائب ہونے کے بعد سیاہ پوش قبر پر سے اٹھا اور چبوترے سے اتر کر پتلی پگڈنڈی پر آ گیا۔ ناگ عقاب کی شکل میں درخت پر بیٹھا یہ سارا ماجرا دیکھ رہا تھا۔ ہڈی کے غائب ہونے سے ناگ سمجھ گیا کہ سیاہ پوش طلسم بھی جانتا ہے سیاہ پوش قبروں کے درمیان سے گزرتا ہوا جب قبرستان سے باہر نکل گیا تو ناگ ٹہنی پر سے اڑ کر فضا میں بلند ہوا۔ اور سیاہ پوش کے اوپر بلندی پر اڑتے ہوئے اس کا پیچھا کرنے لگا۔

وہ پتہ کرنا چاہتا تھا کہ یہ سیاہ پوش کہاں جا رہا ہے۔ یہ ناگ کو اچھی طرح سے معلوم تھا کہ یہ سیاہ پوش اب ناگ کی تلاش میں نکلا ہے اور ہر حالت میں ناگ کو سانپ کی شکل میں اپنے قابو میں لانے کا عزم کیے ہوئے ہے۔ ناگ بھی سیاہ پوش کے پیچھے لگا تھا۔ اسے بھی سیاہ پوش کے تعاقب کی ضرورت تھی۔ کیونکہ یہی ایک آدمی تھا جو عنبر ماریا کیٹی جوبلی سانگ اور تھیوسانگ کے خفیہ قید خانے سے واقف تھا۔ اور اسی سے ناگ کو اپنے ساتھیوں کا سراغ مل سکتا تھا۔ سیاہ پوش

آبادی والے علاقے میں داخل ہو گیا۔ وہ ایک کشادہ کھلے بازار میں سے گزر رہا تھا۔ اس بازار کے آخر میں جا کر وہ ایک گلی میں گھوم گیا۔ ناگ بھی عقاب کی شکل میں گلی میں اتر آیا۔ اور ایک مکان کے باہر نکلے ہوئے چھجے پر بیٹھ کر سیاہ پوش کو دیکھنے لگا۔ اس گلی میں ایک آتش پرستوں کا مندر تھا۔ یہاں آتش پرست آگ کی پوجا کرتے تھے۔

سیاہ پوش اس مندر میں چلا گیا۔ ناگ سوچنے لگا کہ اب اسے کیا کرنا چاہیے۔ عقاب کی شکل میں مندر میں جانا بے کار تھا۔ سانپ کی شکل میں بھی وہ سیاہ پوش کے سامنے نہیں جانا چاہتا تھا۔ ناگ نے سوچا کہ اسے بھیس بدل کر مندر میں جانا چاہیے اور یہ معلوم کرنا چاہیے کہ یہ سیاہ پوش اس مندر میں کیا کرتا ہے۔ ناگ فوراً وہاں سے اتر کر اپنے پرانے مکان میں آ گیا۔ یہاں اوپر والی منزل میں اس کا کمرہ ویسے ہی خالی پڑا تھا۔ ناگ نے اپنی شکل انسان میں تبدیل کی اور نیچے اتر آیا۔ صحن میں ایرانی کنیز رخسانہ کپڑے دھو کر سکھانے کے لیے ڈال رہی تھی۔ ناگ نے یہ مکان اپنی ایرانی کنیز کو دے رکھا تھا۔ کیونکہ کسی بھی وقت ناگ کو اس مکان کی ضرورت پڑ سکتی تھی جیسے کہ اس وقت اسے ضرورت پڑ گئی تھی۔

ایرانی کنیز رخسانہ نے اپنے مالک ناگ کو دیکھا تو بولی۔

"میرے آقا! آپ کب آئے تھے؟"
ناگ نے کہا۔

"میں رات کو آ گیا تھا۔ تم اس وقت سو رہی تھیں۔"

ناگ نے منہ ہاتھ دھویا۔ رخسانہ قہوہ بنا کر لے آئی۔ اس ایراق کنیز رخسانہ کو ناگ کی خفیہ طاقت کے بارے میں کچھ خبر نہیں تھی۔ وہ اِسے جڑی بوٹیوں کا تاجر سمجھتی تھی۔ جو اب بادشاہ کا درباری بن گیا تھا۔ اور اس کا نام کالام تھا۔ ناگ کو رخسانہ کی مدد کی ضرورت تھی۔ اس نے قہوہ پیتے ہوئے رخسانہ سے کہا۔

"رخسانہ اِس وقت مجھے تمہاری ضرورت پڑ گئی ہے۔ کیا تم میرے ساتھ تعاون کرو گی؟"
رخسانہ نے کہا۔

"آپ میرے آقا ہیں۔ مَیں تو آپ کے حکم کی بندی ہوں"
ناگ نے کہا۔

"بات یہ ہے کہ اس شہر میں ایک ایسا باغی آتش پرستوں کے لباس میں داخل ہو گیا ہے۔ جو اپنے گروہ سے مل کر یہاں بادشاہ کے خلاف بغاوت

برپا کرنا چاہتا ہے۔ بادشاہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں بھیس بدل کر اس باغی اور اس کے گروہ کا سراغ لگاؤں اور ان سب کو گرفتار کروا دوں۔ یہ بات تم اپنے دل میں راز سمجھ کر رکھنا۔"
رخسانہ نے کہا۔

"میرے آقا! آپ کا حکم سر آنکھوں پر۔ مجھے حکم دیجئے کہ میں آپ کے لیے کیا کر سکتی ہوں۔"
ناگ بولا۔

"مَیں بادشاہ کی طرف سے سونپی گئی ایک خفیہ مہم پر ہوں اور اب تم بھی میری اِس مہم میں شامل ہو گئی ہو۔ میں چاہتا ہوں کہ ہم دونوں آتش پرست جوگی اور جوگن کا بھیس بدل کر شہر کے مندر میں جا کر اس باغی گروہ کا سراغ لگائیں۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ باغی شہر کے ایک خاص مندر میں موجود ہے۔"
رخسانہ نے ادب سے کہا۔

"میں ہر طرح سے حاضر ہوں میرے آقا۔ کیا ہمیں جوگی اور جوگن کا بھیس بدلنا ہو گا؟"
ناگ بولا۔

"ہاں۔ کیا تم اس سلسلے میں میری مدد کر سکتی ہو۔"

رخسانہ کہنے لگی۔

"میں خود آتش پرست ہوں میرے آقا۔ مجھے معلوم ہے کہ آتش پرست جوگی اور جوگن کیا لباس پہنتے ہیں۔ میں ابھی اس کا انتظام کرتی ہوں۔"

رخسانہ فوراً شہر کی طرف چل دی۔ جب واپس آئی تو اس کے پاس سفید اور زرد رنگ کے کپڑے تھے۔ رخسانہ نے اپنا اور ناگ کا سر اُسترے سے مونڈ دیا۔ انہوں نے آتش پرست جوگی جوگنوں والے زرد اور سفید کپڑے پہنے۔ گلے میں مالا ڈال اور آتش پرستوں کے بھجن گاتے ہوئے شہر والے مندر کی طرف روانہ ہو گئے۔ سر منڈوانے سے ناگ کا حلیہ ایسا ہو گیا تھا کہ وہ پہچانا نہیں جاتا تھا۔ بڑے غور سے دیکھنے پر ہی اسے پہچانا جا سکتا تھا۔ وہ اس گلی میں آ گئے جہاں وہ مندر تھا۔ جہاں سیاہ پوش داخل ہوا تھا۔ سیاہ پوش اس مندر کا بڑا پجاری تھا۔ ناگ کا اندازہ بالکل درست نکلا۔ ناگ اور رخسانہ آتش پرستوں والے بھجن گاتے مندر میں داخل ہو گئے۔

O

میرے نام

میرے پیارے انکل اے حمید

اب تک میں ۱۵۶ قسطیں عنبر ناگ ماریا کی پڑھ چکا ہوں آپ نے اتنی بڑی سیریز لکھی ہے یہ ایک ریکارڈ ہے۔ اس پر میں آپ کو دلی مبارکباد دیتا ہوں۔ اس سیریز میں جو کمی مجھے محسوس ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ آپ نے ناگ دیوتا اور نیولا کی جنگ نہیں کروائی۔

امید ہے آپ اس حقیر سے خط کا، اپنا قیمتی وقت نکال کر جواب دیں گے

نوٹ: یہ میرا دوسرا خط ہے۔

ملک محمد فاروق راولپنڈی۔

میرے پیارے انکل اے حمید

السلام علیکم! میں آپ کے ناولوں کو پڑھنے والا ایک لڑکا ہوں۔ اور آپ سے ایک درخواست کرنے لگا ہوں کہ جس طرح آپ نے عنبر ناگ ماریا کو خصوصیت دے رکھی ہے اس طرح آپ کیٹی کو بھی کوئی خصوصیت دیں۔ یعنی عنبر ایک پہاڑ کو توڑ سکتا ہے اور ناگ خود ہی دیوتا ہے اور ماریا غائب بھی رہ سکتی ہے۔ اور نئی ہر حالت میں بھی۔ اور تھیوسانگ بھی اپنی انگلی سے چھو کر کسی کو چھوٹا کر سکے؟

ہے۔ مگر کیٹی کے پاس کوئی خوبی نہیں ہے۔ سوائے اس کے۔ وہ صرف
آگ میں مر سکتی ہے۔

سوائے عنبر کے آگ سے تو سبھی ڈرتے ہیں۔ اور سب کے
پاس کوئی نہ کوئی خوبی ہے۔ لیکن میں آپ کے رسالے میں کیٹی کو
ہی دیکھ رہا ہوں کہ اس کے پاس دوسروں کی طرح کوئی خوبی نہیں
ہے۔ سوائے اس کے کہ وہ ایک خلائی لڑکی ہے۔ اس لیے میری
آپ سے درخواست ہے کہ آپ کیٹی کو بھی کوئی اچھی سی طاقت دیں
جس سے سب قارئین مطمئن ہو جائیں۔ خدا حافظ۔

شہباز رشید رول نمبر ۳ کلاس نہم اے معرفت آغا محمد رشید گلی B/۲
مکان نمبر ۳ فاروق گنج ——— ——— لاہور

پیارے انکل اے حمید صاحب السلام علیکم!
امید ہے آپ بخیریت ہوں گے۔ اور اپنی روایتی روانی سے
ہم لوگوں کے لیے کہانیاں لکھ رہے ہوں گے
ے اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ
میں نے آپ کے کافی سارے ناول پڑھے ہیں۔ جو عنبر ناگ
اور ماریا کے سلسلے میں لکھے گئے۔ مجھے آپ کی تحریر بہت پسند
ہے۔ خاص طور پر آپ جو سسپنس پیدا کرتے ہیں اس سے ایک

...بہنی سی طاری ہو جاتی ہے۔ لیکن ایک چیز جس کا مجھے بہت
...ن ہے وہ ہے اس سلسلے کی کہانیوں کی تعداد آخر اس سلسلے
کا اختتام کب ہو گا۔ اگرچہ کہانیاں بہت دلچسپ ہوتی ہیں۔
اور بار بار پڑھنے کو دل بھی کرتا ہے۔ لیکن پھر بھی جہاں تک میرا
...ال ہے یہ سلسلہ بہت طویل ہو گیا ہے اگرچہ میرے بعض دوستوں
کو اس رائے سے اختلاف ہے۔ انکل پلیز مجھے اتنا بتا دیں کہ اس
سلسلے کی کل کتنی کہانیاں ہیں۔ امید ہے آپ میری اس خواہش
کو پورا کریں گے۔ فقط آپ کا ایک قاری
برجیس رفیع سیکنڈ ایئر اقبال ہاؤس لارنس کالج مری۔

پیارے انکل اے حمید! السلام علیکم
میں ناگ عنبر اور ماریا کے ناول بہت دلچسپی سے پڑھتا ہوں مجھے
ناول پڑھتے وقت بہت لطف آتا ہے۔ انکل میری دعا ہے کہ آپ
...ندہ بھی ایسے قصے کہانیاں لکھتے رہیں۔ میں نے آپ کو ایک خط
...ا تھا۔ اس خط کا جواب آپ نے نہیں دیا۔ مجھے ویران مینار۔ بھولی لڑکی
اور کیٹی سانپ کے آگے بہت پسند آئی۔ انکل آپ خلائی گھڑی کا قیدی کب
...ے لکھنا شروع کر رہے ہیں۔ ہمیں اس ناول کے لیے چین سے انتظار ہے۔
اچھا اب اجازت دیں خدا حافظ۔ آپ کا پرانا دوست
...نوان اشرف معرفت محمد اشرف مکان ۹۷۹/۸ انڈس روڈ نمبر ۱ لالکڑتی راولپنڈی

گنڈاپ کی موت
PDFBOOKSFREE.PK

عنبر ناگ ماریا ○ کہانی نمبر ۱۷۳

گنڈاپ کی موت

اسے حمید

فیروز سنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ

لاہور ـ راولپنڈی ـ کراچی

گنڈاپ کی موت

ناگ اور رخسانہ آتش پرستوں کے مندر میں داخل ہو گئے۔

انہوں نے جوگیوں والے کپڑے پہن رکھے تھے اور وہ آتش پرستوں کے بھجن گا رہے تھے۔ مندر کے صحن کے درمیان میں آگ جل رہی تھی۔ آگ کی پوجا کرنے والے آگ کے الاؤ کے ارد گرد بیٹھے پوجا کر رہے تھے۔ ناگ نے سیاہ پوش کو خود بھی دیکھ لیا اور رخسانہ کو دکھا دیا۔ سیاہ پوش بڑے پجاری کے لباس میں لمبا زرد اور سفید چوغہ پہنے الاؤ کے سامنے بیٹھا آگ میں زعفران ڈالتا جا رہا تھا۔ یہی وہ سیاہ پوش تھا جس کو یہ سب معلوم تھا کہ ماریا، کیپٹن، تھیوسانگ اور جولی سانگ کہاں ہیں اور ناگ اس سے یہی معلوم کرنے وہاں آیا تھا۔ دوسری طرف اس سیاہ پوش پجاری کو بھی ناگ کی

تلاش تھی۔ کیونکہ اگر وہ ناگ کو سانپ کی شکل میں پکڑ
کر مردوں کے کنوئیں کے اندر زمین دوز تہہ خانے لے
جاتا ہے تو گنڈاپ کا سر اس کے دھڑ کے ساتھ دوبارہ جڑ
سکتا تھا اور اس کی کھوئی ہوئی طاقت بھی واپس آ سکتی
تھی۔ تب وہ ایران کے تخت پر قبضہ کر کے شہزادی
نیلوفر سے شادی بھی کر سکتا تھا۔ سیاہ پوش نے ناگ کو
پہلے نہیں دیکھا ہوا تھا۔ وہ ناگ کو صرف اسی وقت پہچان
سکتا تھا جب وہ سانپ کی شکل میں ہو۔

آسمان پر کالے بادل چھا گئے۔ بجلی چمکنے لگی اور
تیز موسلادھار بارش شروع ہو گئی۔ بادل اتنے کالے تھے
کہ دن کے وقت بھی اندھیرا چھا گیا۔ رخسانہ نے ناگ
سے دھیمی آواز میں پوچھا۔

"سیاہ پوش اگر یہاں سے نہ ہلا تو ہم کیا کریں
گے؟"

ناگ نے آہستہ سے کہا۔

"یہ میں خوب جانتا ہوں۔ تم خاموشی سے بیٹھی
رہو"۔

مندر کے اوپر چھت کی وجہ سے بارش وہاں نہیں
آ رہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد پوجا ختم ہو گئی۔ لوگ وہاں

سے جانے لگے۔ ناگ اور رخسانہ ایک کونے میں پتھر کے
ستون کے پاس بیٹھ گئے۔ وہ یہ ظاہر کر رہے تھے کہ
پردیسی ہیں اور کسی دوسرے ملک سے آئے ہیں۔ ناگ کی
نظریں سیاہ پوش پر جمی ہوئی تھیں۔ وہ اپنی جگہ سے اٹھا
اور آہستہ آہستہ مندر کے اونچے اونچے ستونوں میں سے
ہوتا ہوا ایک کوٹھڑی میں داخل ہو گیا۔

دوستو! یہ تو آپ پچھلی کتاب میں پڑھ چکے ہیں کہ
عنبر ماریا کیٹی اور تھیوسانگ کو اسی شہر کے ایک ویران
قبرستان کے نیچے خفیہ تہہ خانے میں گنڈاپ نے تابوتوں
میں اس حالت میں بند کر رکھا ہے کہ عنبر' ماریا' کیٹی'
تھیوسانگ اور جولی سانگ بالکل بے ہوش ہیں۔ ماریا بھی
لڑکی کی شکل میں بے ہوش ہے۔ گنڈاپ ان سب کے
جسموں میں سے تھوڑا تھوڑا خون پی کر ان کی طاقت
حاصل کرتا تھا۔ ناگ وہاں نہیں تھا بلکہ ایک دوسری جگہ
قبر میں مردہ حالت میں پڑا تھا لیکن وہ وہاں سے نکلنے میں
کامیاب ہو گیا۔ اب ناگ کی حالت یہ ہے کہ اس کو
عنبر' ماریا' کیٹی' تھیوسانگ اور جولی سانگ کی خوشبو نہیں
آ سکتی اور نہ ہی ناگ کے جسم سے اس کی خوشبو باہر
نکلتی ہے۔ یہ سب کچھ گنڈاپ کے زبردست طلسم کی وجہ

سے ہوا ہے۔ ایران کے بادشاہ نے بچوں کو اغوا کر کے ان کا سانس پی جانے کے جرم میں جب گنڈاپ کی گردن اڑا دی تو گنڈاپ کا جسم اور کٹی ہوئی گردن غائب ہو کر تہہ خانے میں نمودار ہو گئی تھی جہاں سیاہ پوش جو گنڈاپ کا دوست ہے موجود تھا۔

گنڈاپ نے سیاہ پوش سے کہا۔

"اب میرے پھر سے زندہ ہونے کی صرف یہی صورت ہے کہ کسی طرح تم ناگ کو پکڑ کے میرے پاس لاؤ۔ اس کے سر کے مغز کو میرے جسم پر رگاؤ گے تو میری گردن میرے دھڑ کے ساتھ جڑ جائے گی۔ مگر تم ناگ کو صرف سانپ کی شکل میں ہی پکڑ سکو گے"۔

چنانچہ سیاہ پوش اب ناگ کی تلاش میں تھا۔ یعنی اس سانپ کی تلاش میں تھا جو ناگ دیوتا ہے۔ ناگ نے یہ بھی سن لیا تھا کہ سیاہ پوش کو معلوم ہے کہ عنبر' ماریا' کیٹی' تھیوسانگ اور جولی سانگ کس جگہ پر قید میں رکھے گئے ہیں۔ ناگ اب سیاہ پوش کے سامنے سانپ کی شکل میں آتے ہوئے گھبرا رہا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ جونہی وہ سانپ کی شکل میں آیا۔ سیاہ پوش کو اپنے طلسم کے ذریعے معلوم ہو جائے گا کہ یہی ناگ دیوتا ہے پھر وہ

اسے جادو کر کے اپنے قبضے میں کر لے گا۔

اب ہم واپس اپنی پراسرار کہانی کی طرف آتے ہیں۔

جب سیاہ پوش اپنی مندر کی کوٹھڑی میں چلا گیا تو ناگ نے رخسانہ سے کہا۔

"رخسانہ! میں سمجھتا ہوں کہ اب تمہاری ضرورت نہیں رہی اور تم واپس حویلی میں چلی جاؤ۔ باقی کا کام میں خود ہی کر لوں گا"۔

اس کی وجہ یہ تھی کہ ناگ رخسانہ کنیز پر اپنی خفیہ حقیقت ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا اور وہ اس پر یہ بھی ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا کہ اسے اپنے دوستوں یعنی عنبر' ماریا' کیٹی' جولی سانگ اور تھیوسانگ کی تلاش ہے۔ رخسانہ کو کیا اعتراض ہو سکتا تھا۔ وہ مندر سے چلی گئی۔ مندر میں ناگ اکیلا رہ گیا۔ الاؤ میں آگ اسی طرح جل رہی تھی۔ دن گزرتا جا رہا تھا۔ باہر بادل گرج رہے تھے۔ بارش ہو رہی تھی۔ جب کافی دیر گزر گئی اور سیاہ پوش اپنی کوٹھڑی سے باہر نہ آیا تو ناگ نے ادھر ادھر دیکھا۔ مندر خالی ہو چکا تھا۔ صرف مندر کے ملازم چل پھر رہے تھے۔ ناگ نے سوچا کہ اس طرح بیٹھے رہنے

سے اس پر شک ہو سکتا ہے۔ وہ اٹھا اور ایک چھوٹے
پجاری کے پاس جا کر بولا۔

"میں پردیسی ہوں۔ مندر کے درشن کرنے آیا
ہوں۔ رات گزارنے کو جگہ نہیں ہے"۔

چھوٹے پجاری نے کہا۔

"مندر کے ساتھ ہی ایک سرائے ہے تم وہاں جا
کر رات بسر کر سکتے ہو۔ یہ سرائے باہر سے آئے ہوئے
یاتریوں کے لئے ہی ہے"۔

ناگ باہر آ گیا۔ بارش موسلادھار ہو رہی تھی۔
بڑی مشکل سے ناگ کو سرائے میں ایک چھوٹی سی کوٹھڑی
رات بسر کرنے کو مل گئی۔ رات ہونے تک ناگ سرائے
میں ہی رہا۔ جب رات گہری ہونے لگی اور مندر میں
پوجا پاٹھ بھی ختم ہو گئی تو ناگ مندر میں آ گیا۔ سیاہ
پوش ابھی تک باہر نظر نہیں آ رہا تھا۔ ناگ نے سوچا کہ
کہیں وہ چلا نہ گیا ہو۔ اس کی کوٹھڑی میں چل کر معلوم
کرنا چاہیے۔ لیکن ناگ سیاہ پوش کی کوٹھڑی میں سانپ
کی شکل میں نہیں جا سکتا تھا۔

وہ مندر کے صحن میں الاؤ کے پاس بیٹھ گیا۔ الاؤ
میں آگ جل رہی تھی۔ مندر میں ہلکا ہلکا اندھیرا چھایا

ہوا تھا۔ باہر سے بارش کی زوردار آواز آ رہی تھی۔
الاؤ میں آگ کے شعلے اب مدھم ہو گئے تھے لیکن
انگارے سرخ ہو کر دہک رہے تھے۔ ناگ اٹھنے ہی لگا تھا
کہ اچانک اس نے دیکھا کہ آگ کے انگاروں میں سے
کوئی شے آہستہ آہستہ اپنا سر باہر نکال رہی ہے۔ ناگ
نے اپنی نظریں اس پراسرار لال لال چیز پر جما دیں۔
ناگ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ سرخ دہکتے ہوئے انگاروں
میں سے ایک بچھو باہر نکل کر اپنی گردن اٹھا کر ناگ کو
تکنے لگا۔ اس کا سارا جسم انگارے کی طرح دہک رہا تھا۔
بچھو نے ناگ کی تعظیم کی اور بولا۔

"ناگ دیوتا کو آتشی بچھو کا سلام قبول ہو"۔

ناگ نے تعجب سے پوچھا۔

"کیا تم آگ میں بھی زندہ رہتے ہو؟"

آتشی بچھو نے کہا۔

"ناگ دیوتا! اگر مچھلی پانی میں زندہ رہ سکتی ہے تو
میں آگ میں زندہ کیوں نہیں رہ سکتا۔ جو خدا مچھلی کو
پانی میں ہوا مہیا کرتا ہے وہی مجھے بھی آگ میں زندہ
رکھتا ہے"۔

اب ناگ کو یاد آ گیا کہ اس نے سن رکھا تھا کہ

جب کہیں آگ پانچ برس تک جلتی رہے تو خدا کی قدرت
سے اس آگ کے اندر ایک بچھو پیدا ہو جاتا ہے۔ جس
کو سمندری کہتے ہیں۔ اس بچھو کو زمین کے اوپر اور
اندر کی بہت سی خفیہ باتوں کا علم ہو جاتا ہے۔

ناگ نے کہا۔

"کیوں نہیں کیوں نہیں۔ خدا کی طاقت سب سے
اعلیٰ ہے۔ وہ ہر شے پر قدرت رکھتا ہے۔ وہ جو چاہے کر
سکتا ہے۔ اس کی طاقت کا کوئی شمار نہیں ہے"۔

آتشی بچھو نے کہا۔

"ناگ دیوتا! اس وقت میں تمہیں ایک خاص بات
بتانے آگ سے باہر نکلا ہوں۔ مجھے پتہ چل گیا تھا کہ تم
یہاں موجود ہو۔ میں تمہیں خبردار کرنے آیا ہوں کہ سیاہ
پوش پجاری اپنی کوٹھڑی کے اندر تمہیں ہلاک کرنے کے
لئے ایک ایسا منتر' ایک ایسا طلسم کر رہا ہے کہ اگر وہ
یہ منتر پورا کرنے میں کامیاب ہو گیا تو پھر تم ایک ایسی
مصیبت میں پھنس جاؤ گے کہ شاید قیامت تک اس
مصیبت سے باہر نہ نکل سکو"۔

ناگ نے کہا۔

"میں جانتا ہوں۔ لیکن کیا تم بتا سکتے ہو کہ عنبر'

ماریا' کیٹی' تھیوسانگ اور جولی سانگ کہاں ہیں؟ پھر مجھے
یہاں بیٹھے رہنے کی کوئی ضرورت نہیں ہو گی"۔

آتشی بچھو کہنے لگا۔

"یہ راز فاش کرنے کی مجھے اجازت نہیں ہے۔
میں تمہیں صرف آنے والے خطرے سے خبردار کرنے آیا
ہوں۔ تم یہاں سے فوراً کسی دوسرے ملک کی طرف چلے
جاؤ"۔

ناگ نے کہا۔

"میں عنبر' ماریا اور اپنے دوسرے دوستوں کو ساتھ
لئے بغیر یہاں سے ہرگز نہیں جا سکتا"۔

آتشی بچھو بولا۔

"کیا تمہیں اپنی جان کی پرواہ نہیں ہے ناگ
دیوتا؟"

ناگ مسکرایا اور کہنے لگا۔

"آتشی بچھو! مجھے افسوس ہے کہ تم کو زمین کے
اوپر اور اندر کی ساری چیزوں کی خبر ہے لیکن تم میرے
بارے میں یہ بھی نہیں جانتے کہ میں عنبر' ماریا' کیٹی اور
تھیوسانگ اور جولی سانگ کے بغیر یہاں سے کہیں نہیں جا
سکتا"۔

آتشی بچھو نے کہا۔

"ناگ دیوتا! میں نے اپنا فرض ادا کر دیا ہے اب تم جانو تمہارا کام۔۔۔۔"۔

یہ کہہ کر آتشی بچھو واپس انگاروں کی آگ میں گھس گیا۔ ناگ نے دل میں آتشی بچھو کا شکریہ ادا کیا۔ کیونکہ وہ اسے ایک زبردست خطرے سے آگاہ کر گیا تھا۔ سیاہ پوش کوٹھڑی کے اندر کوئی خوفناک طلسم کر رہا تھا۔ اسی لئے اس کی کوٹھڑی دیر سے بند تھی۔ ناگ اٹھ کر ستون کے پیچھے ہو گیا۔ جب اس کو یقین ہو گیا کہ اسے کوئی نہیں دیکھ رہا تو اس نے سانس اندر کو کھینچی اور ایک ننھی سی چڑیا کی شکل اختیار کر لی۔ وہ سانپ بن کر سیاہ پوش کی کوٹھڑی میں جانے کا خطرہ مول نہیں لینا چاہتا تھا۔

چڑیا کا رنگ گہرا نیلا تھا اور وہ اندھیرے میں دکھائی نہیں دیتی تھی۔ ناگ آہستہ سے اڑ کر مندر کے پجاری سیاہ پوش کی کوٹھڑی کے روشن دان میں آ کر بیٹھ گیا اس نے گردن ٹیڑھی کر کے کوٹھڑی میں دیکھا۔ کوٹھڑی میں سیاہ پوش پجاری لکڑی کی ایک چوکی پر آلتی پالتی مارے بیٹھا تھا۔ اس کے سامنے بھی ایک چوکی پڑی

تھی جس پر رکھی تھالی میں اگربتی اور لوبان سلگ رہا تھا۔ ایک دیا بھی جل رہا تھا۔ اگربتی اور لوبان کا دھواں چھت کی طرف اٹھ رہا تھا۔ سیاہ پوش پجاری دھیمی آواز میں کوئی منتر پڑھتا جا رہا تھا۔ اس کی آنکھیں بند تھیں۔ ناگ چڑیا کے روپ میں روشن دان میں چپ چاپ بیٹھا یہ منظر دیکھنے لگا۔ اسے معلوم تھا کہ سیاہ پوش پجاری کوئی طلسم کر رہا ہے جس کی مدد سے وہ گنڈاپ کے کٹے ہوئے سر کو دوبارا جوڑ کر اسے زندہ کرنا چاہتا ہے۔ یہ بات ثابت ہو چکی تھی کہ گنڈاپ ناگ عنبر، ماریہ اور جولی سانگ تھیوسانگ کا دشمن تھا اور اسی نے ناگ کے علاوہ باقی دوستوں کو کسی جگہ چھپا رکھا تھا۔ سیاہ پوش اب ناگ کی تلاش میں تھا اور اسی کے واسطے یہ منتر پڑھ رہا تھا کہ منتر کے ذریعے یہ معلوم کرے کہ ناگ کہاں ہے اور پھر کسی طرح اسے اپنے قابو میں کر کے اس کے دماغ کا مغز نکال کر گنڈاپ کے جسم پر ملے تاکہ وہ دوبارا زندہ ہو جائے۔

سیاہ پوش پجاری منتر پڑھتے پڑھتے رک گیا۔ اس نے آنکھیں کھول کر لوبان اور اگربتی کے دھوئیں کو دیکھا۔ دھوئیں میں ایک ڈراؤنی شکل نمودار ہوئی اور

ایک ہلکی سی چیخ مار کر غائب ہو گئی۔ پجاری نے زیادہ
زور شور سے منتر پڑھنے شروع کر دیے۔ دوسری بار پھر
وہی ڈراؤنی شکل دھوئیں میں ظاہر ہوئی۔ سیاہ پوش پجاری
نے پوچھا۔

"سادیو! مجھے بتاؤ ناگ دیوتا کہاں ہے۔ مجھے اس
کا دماغ چاہیے"۔

دھوئیں میں ابھری ہوئی ڈراؤنی شکل نے کہا۔

ناگ دیوتا تمہارے مندر میں اس وقت موجود
ہے"۔

سیاہ پوش پجاری نے خوش ہو کر پوچھا۔

"وہ کہاں ہے۔ کس جگہ پر ہے؟ کیا وہ سانپ کی
شکل میں ہے؟ میں اسے پکڑنا چاہتا ہوں"۔

ناگ چڑیا کی شکل میں روشندان کے کونے میں
سمٹ کر بیٹھا تھا۔ وہ ڈر گیا کہ کہیں یہ ڈراؤنی بدروح
اس کے بارے میں سب کچھ نہ بتا دے۔ لیکن دھوئیں
والی شکل نے کہا۔

"یہ بتانا میری طاقت سے باہر ہے۔ ناگ دیوتا کی
طاقت مجھ سے زیادہ ہے کیونکہ وہ نیکی کی طاقت ہے۔
ناگ دیوتا انسانوں کی مدد کرتا ہے۔ میں برائی کا دیوتا

ہوں، اس لئے میری طاقت ناگ دیوتا کے مقابلے میں
کمزور ہے۔ میں تمہیں صرف اتنا ہی بتا سکتا ہوں کہ ناگ
مندر میں اس وقت موجود ہے۔ ہو تم خود اسے تلاش
کرو"۔

سیاہ پوش پجاری نے کہا۔

"کنذاپ اس وقت تک دوبارا زندہ نہیں ہو گا
جب تک میں ناگ دیوتا کا مغز اس کی گردن سے نہیں
لگاؤں گا۔ مجھے بتاؤ میں ناگ کو کس جگہ تلاش کروں؟"

دھوئیں کی شکل نے لرزتی ہوئی آواز میں کہا۔

"اس شہر کے ویران قبرستان کے نیچے تہہ خانے
میں تم نے ناگ دیوتا کے ساتھیوں کو قید کر رکھا ہے
کنذاپ بھی اسی تہہ خانے میں مردہ پڑا ہے۔ اس کی
گردن کٹی ہوئی ہے۔ وہاں ابھی جاؤ اور آتشی منتر پڑھ کر
کنذاپ کی گردن پر پھونکو وہ زندہ ہو جائے گا۔ کیونکہ
ناگ دیوتا کو تم کبھی اپنے قبضے میں نہ کر سکو گے"۔

اتنا کہہ کر دھوئیں کی ڈراؤنی شکل ایک چیخ مار کر
غائب ہو گئی۔ پجاری جلدی سے اٹھ کر کوٹھڑی سے
نکل کر شہر کے ویران قبرستان کی طرف چل پڑا۔ ناگ
بھی چڑیا کی شکل میں اس کے اوپر اڑتے ہوئے ساتھ

ساتھ چلا جا رہا تھا۔ وہ بھلا پجاری کو اکیلا کیسے چھوڑ سکتا
تھا۔ کیونکہ ناگ کو یہ معلوم نہیں تھا کہ عنبر ماریا کیٹی
تھیوسانگ اور جولی سانگ کس جگہ پر قید ہیں یہ تو اسے
دھوئیں میں ابھرنے والی شکل کی باتوں سے معلوم ہوا کہ
یہ سارے دوست کسی پرانے قبرستان کے تہہ خانے میں
بند ہیں۔ اسی لئے ناگ پجاری کے ساتھ ساتھ جا رہا تھا۔

سیاہ پوش مندر سے نکل کر شہر کے باغ میں سے
ہوتا ہوا ویران علاقے میں آ گیا۔ بارش رک گئی تھی۔
آسمان پر بادل اسی طرح چھائے ہوئے تھے۔ چلتے چلتے دور
کچھ درخت دکھائی دیئے تو سیاہ پوش پجاری اس طرف ہو
گیا۔ ناگ اس کے سر کے اوپر کافی بلندی پر ساتھ ساتھ
اڑ رہا تھا۔ درختوں کے درمیان ایک ٹوٹی پھوٹی چار
دیواری تھی۔ اس چاردیواری کے اندر قبریں ہی قبریں
تھیں۔ بارش کی وجہ سے ساری قبریں بھیگی ہوئی تھیں۔
سیاہ پوش پجاری ایک قبر کے پاس جا کر رک گیا۔ ناگ
بھی درخت کی ٹہنی پر اتر کر اسے غور سے دیکھنے لگا کہ
اب یہ کیا کرنے والا ہے۔ پجاری کے مڑ کر پیچھے دیکھا کہ
کوئی اس کا تعاقب تو نہیں کر رہا ہے؟ پھر قبر میں جو
شگاف بنا ہوا تھا اس میں داخل ہو گیا۔ ناگ شگاف کے

پاس اتر آیا۔ اب اس کے لئے لازم ہو گیا تھا کہ وہ
سانپ بن کر اندر جائے مگر وہ سانپ بنتے ہوئے جھجک رہا
تھا کیونکہ خطرہ تھا کہ اگر وہ سانپ بنا تو پجاری اپنے
طلسم کی مدد سے اسے کہیں پکڑ نہ لے۔

ناگ نے بچھو کی شکل اختیار کی اور قبر کے شگاف
میں داخل ہو گیا۔ وہ بڑی تیز تیز جا رہا تھا تاکہ کہیں
پجاری اندر جا کر گنڈاپ کو زندہ نہ کر دے۔ سیاہ پوش
پجاری سرنگ میں سے گزر کے اس تہہ خانے میں آ گیا
جہاں ایک طرف گنڈاپ کی کٹی ہوئی لاش پڑی تھی۔ عنبر
ماریا، کیٹی تھیوسانگ اور جولی سانگ جن تابوتوں میں بے
ہوش پڑے تھے وہ تہہ خانہ اس سے ذرا آگے تھا۔ لیکن
ناگ وہیں رک گیا۔ وہ گنڈاپ کو زندہ نہیں دیکھنا چاہتا
تھا۔ سیاہ پوش پجاری گنڈاپ کے کٹے ہوئے سر کو اپنی
گود میں لے کر بیٹھ گیا اور اس نے آتشی منتر کا طلسم
پڑھنا شروع کیا۔ ناگ بے چین تھا۔ وہ سیاہ پجاری کو
طلسم پورا کرنے سے پہلے ختم کر دینا چاہتا تھا۔ وہ اسے
سانپ بن کر ڈستے ہوئے گھبرا رہا تھا کہ کہیں وہ پلٹ کر
اسے پکڑ نہ لے۔ پجاری جلدی جلدی آتشی منتر پڑھ رہا
تھا۔ اب سوچنے کا وقت نہیں تھا۔ آتشی منتر ختم کرتے

ہی پجاری نے پھونک مار کر گنڈاپ کو پھر سے زندہ کر دیا تھا۔ ناگ نے یہی فیصلہ کیا کہ وہ بچھو بن کر ہی پجاری کو ڈنک مارے گا۔

ناگ نے اپنے اندر زبردست زہر پیدا کر لیا تھا۔ وہ آہستہ آہستہ زمین پر رینگتے ہوئے سیاہ پوش پجاری کی طرف بڑھنے لگا۔ پجاری بلند آواز میں منتر پڑھے جا رہا تھا۔ اس کی آنکھیں بند تھیں۔ اس کی گود میں پڑے گنڈاپ کے سر نے اب ہلنا بھی شروع کر دیا تھا۔ وقت بڑا نازک تھا۔ ناگ بچھو کی شکل میں پجاری کے پیچھے آ گیا پھر اس نے وہیں سے چھلانگ لگائی اور پجاری کی گردن سے چمٹ کر جلدی سے اسے ڈس دیا۔ اور اچھل کر پیچھے جا گرا۔ ناگ نے بچھو میں اتنا خوفناک زہر بھر دیا تھا کہ کوئی طاقتور سے طاقتور انسان بھی اسے برداشت نہیں کر سکتا تھا۔ سیاہ پوش پجاری کا جسم ایک دم سن ہو گیا۔ اس کی آواز رک گئی۔ کیونکہ اس کا گلا زہر کے اثر سے بند ہو گیا تھا۔ اس نے دونوں ہاتھوں سے اپنی گردن پکڑ لی اور اس کے حلق سے غوں غوں کی آواز نکلی۔ پھر وہ اٹھا۔ مگر اٹھتے ہی دھڑام سے نیچے گر پڑا۔ گنڈاپ کا کٹا ہوا سر اس کی گود سے اچھل کر فرش پر

لڑھک گیا۔ ناگ ابھی تک بچھو کی شکل میں تھا۔ جب اس نے دیکھا کہ پجاری اب نہیں اٹھ سکتا تو اس نے ایک بار پھر اسے گردن پر ڈس دیا۔ پجاری تڑپا اور پھر ٹھنڈا ہو گیا۔ وہ مر چکا تھا اس کا جسم ایک دم پھولنے لگا۔ اور جگہ جگہ سے پھٹ گیا اور خون سیاہ پانی بن کر بہنے لگا۔ ناگ نے فوراً سانپ کی شکل اختیار کر لی۔ اس نے غصے میں پھنکارتے ہوئے فرش پر لڑھکی ہوئی گنڈاپ کی گردن کو غور سے دیکھا۔ اس کی آنکھیں بتا رہی تھیں کہ اس میں کچھ کچھ زندگی واپس آ گئی ہے۔ کیونکہ یہ آتشی منتروں کا اثر تھا۔ ناگ نے اپنا پھن کھول دیا۔ وہ سخت غصے میں پھنکارا۔ اب اس کے اندر ناگ دیوتا کا زہر موجود تھا۔ یہ وہ زہر تھا کہ اگر اس وقت ناگ پتھر کو ڈس دیتا تو پتھر بھی پگھل کر پانی بن جاتا۔ ناگ کو معلوم تھا کہ اگر گنڈاپ دوبارا زندہ ہو گیا تو وہ نہ صرف یہ کہ اسے ہلاک کر ڈالے گا بلکہ عنبر، ماریا، کیٹی، تھیوسانگ اور جولی سانگ کو بھی اپنے طلسم سے شدید نقصان پہنچائے گا۔ ناگ نے اپنا پھن گنڈاپ کی آہستہ آہستہ ہلتی ہوئی گردن کے اوپر کر لیا۔ پھر پھنکار کر پوری طاقت سے گنڈاپ کے کٹے ہوئے سر کی گردن میں اپنے

دانت گاڑ دیئے اور آدھا زہر اس میں داخل کر دیا۔
ناگ نے دانت نکال لیئے اور الگ ہو گیا۔ گنڈاپ کا کٹا
ہوا سر اوپر کو اچھل کر زور سے زمین پر گرا اور پھر پانی
بن کر بہنے لگا۔ جب سرے کا سارا سر پانی بن کر بہہ گیا
تو ناگ نے اس کے دھڑ کو بھی ڈس دیا اور باقی کا آدھا
زہر اس کے دھڑ میں داخل کر دیا۔

گنڈاپ کا دھڑ بھی زہر کے اثر سے زمین پر سے
ایک دو فٹ اوپر اچھل کر زمین پر گرا اور پگھلنا شروع ہو
گیا۔ پہلے اس کی ٹانگیں پگھلیں پھر بازو اور پھر سینہ پگھل
کر پانی ہو کر بہہ گیا۔ اب وہاں گنڈاپ کا سر تھا نہ اس
کا جسم۔ وہ پانی بن کر زمین کی مٹی میں جذب ہو گیا تھا۔
ناگ نے گیلی مٹی پر پھنکار ماری۔ وہاں آگ لگ گئی اور
گنڈاپ کے جسم کا پانی تیل کی طرح جلنے لگا۔ جب اس
کے جسم کا پانی بھی جل کر راکھ ہو گیا تو ناگ سانپ کی
شکل میں دوسرے تہہ خانے کی طرف بڑھا۔ گنڈاپ کی
موت کے ساتھ ہی ناگ نے ایک تبدیلی محسوس کی۔ اس
کو عنبر، ماریا، کیٹی، تھیوسانگ اور جولی سانگ کی خوشبوئیں
آنے لگی تھیں۔ ناگ کے اپنے جسم کی خوشبو بھی اٹھنا
شروع ہو گئی تھی۔ وہ بڑا خوش ہوا اور عنبر، ماریا کی

خوشبو کے پیچھے پیچھے دوسرے تہہ خانے میں آ گیا۔ کیا
دیکھتا ہے کہ وہاں دیوار کے ساتھ پانچ تابوت کھڑے ہیں۔
ان کے آگے نیلے رنگ کے دس بارہ سانپ پھن اٹھائے
پہرہ دے رہے ہیں۔ ناگ دیوتا کو دیکھتے ہی انہوں نے
پھنکارنا شروع کر دیا۔ ہم پہلے ہی لکھ چکے ہیں کہ یہ نیلے
سانپ گنڈاپ کے اپنے بنائے ہوئے طلسمی سانپ تھے اور
ان کو ناگ دیوتا کا کچھ پتہ نہیں تھا۔ ناگ دیوتا نے اپنا
پھن اٹھا کر کہا۔

"میں ناگ دیوتا ہوں۔ میری تعظیم بجا لاؤ"۔

نیلے سانپ اسی طرح پھنکارتے رہے اور انہوں
نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ ناگ دیوتا کی زبان نہیں سمجھ
رہے تھے۔ وہ اپنی زبان بول بھی نہیں سکتے تھے۔ ناگ
سمجھ گیا کہ یہ زمین اور سمندر کے سانپ نہیں ہیں یہ
اس کی زبان نہیں سمجھ سکتے۔ وہ ان کو کچھ نہیں کہنا چاہتا
تھا۔ وہ ان کے درمیان سے گزر کے عنبر، ماریا، کیٹی،
تھیوسانگ اور جولی سانگ کے تابوتوں تک پہنچنا چاہتا تھا
جن کے اندر وہ بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ جونہی ناگ
سانپ کی شکل میں اپنا شاندار پھن اٹھائے نیلے سانپوں
کے قریب آیا نیلے سانپوں نے ناگ پر حملہ کر دیا۔ یہ

ناگ کی زندگی میں پہلا واقعہ تھا کہ سانپوں نے اس پر
حملہ کیا تھا۔ ناگ دیوتا کو سخت غصہ آ گیا۔ نیلے سانپ
ناگ دیوتا کو پھنکارتے ہوئے ڈس رہے تھے۔ ناگ نے
اپنا پھن زمین سے پانچ فٹ اونچا اٹھا لیا اور نیلے سانپوں
کی طرف منہ کر کے اپنے منہ سے پھنکار کے ساتھ نیلی
آگ کا شعلہ نکال کر ان پر پھینکا۔ دیکھتے ہی دیکھتے سات
سانپ جل کر راکھ ہو گئے۔ باقی نیلے سانپ بھاگنے لگے تو
ناگ نے ان پر بھی آگ پھینکی اور انہیں بھی جلا کر
بھسم کر دیا۔ ان سانپوں کے مرتے ہی وہاں طلسم کا رہا
سہا اثر بھی ختم ہو گیا اور تابوت میں بے ہوش عنبر،
ماریا، کیٹی، تھیوسانگ اور جولی سانگ کو ہوش آ گیا۔
انہیں ناگ کی خوشبو آئی تو وہ تابوت کے ڈھکن کھول کر
باہر آ گئے۔ عنبر نے ناگ کو دیکھا تو خوش ہو کر بولا۔

"ناگ بھیا! خدا کا شکر ہے کہ تمہاری شکل
دیکھی"۔

پھر ماریا، کیٹی، تھیوسانگ اور جولی سانگ کی طرف
دیکھ کر عنبر بولا۔

"اور تم بھی یہاں موجود ہو یہ تو اور زیادہ خوشی
کی بات ہے"۔

تھیوسانگ اس کی بہن جولی سانگ ماریا اور کیٹی
ایک دوسرے کو تکنے لگے۔

"ہمیں کیا ہو گیا تھا؟ ہمیں ان تابوتوں میں کس
نے بے ہوش کر کے بند کیا تھا؟

ماریا نے کہا۔

"مجھے خبر کس نے کیا؟ میں تو غائب تھی"۔

ناگ نے فوراً انسان کی شکل اختیار کر لی اور عنبر
اور تھیوسانگ کے گلے لگ کر ملا۔ ماریہ جولی سانگ اور
کیٹی کے سر پر ہاتھ رکھ کر پیار کیا اور بولا۔

"یہ سب کذاب کے طلسم کی کارستانی تھی۔ یہاں
سے باہر نکلو میں تمہیں سب کچھ بتا دیتا ہوں"۔

عنبر، ناگ، ماریا، کیٹی اور جولی سانگ تھیوسانگ
تہ خانے کی سرنگ سے گزرتے ہوئے قبر کے شگاف سے
باہر آ گئے۔ وہ قبرستان میں ایک جگہ بیٹھ گئے۔ پھر ناگ
نے انہیں سارے واقعات بیان کئے کہ کس طرح کذاب
نے طلسم کے زور سے انہیں بے ہوش کر کے تابوتوں
میں بند کیا اور ان کی گردن سے روز تھوڑا تھوڑا خون
پی کر ان کی طاقت حاصل کرتا رہا اور اب وہ ناگ کو
ہلاک کروانے والا تھا۔

عنبر نے پوچھا۔

"وہ کمینہ اب کہاں ہے؟"

ناگ نے کہا۔

"اس وقت اس کی روح بھی یہاں نہیں ہے۔
میں نے اسے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے فنا کر دیا ہے۔ چلو اس
کی حویلی میں چلتے ہیں وہاں اس کی کنیز رخسانہ میری
دوست اور ہمدرد ہے۔ ہم کچھ دیر وہاں رہیں گے"۔

جولی سانگ اور کیٹی نے ماریا کی طرف دیکھا۔

کیٹی نے کہا۔

"ماریا! تم اپنی طاقت آزماؤ کہ تم غائب ہو سکتی ہو
کہ نہیں؟"

عنبر نے کہا۔

"طلسم کا اثر جاتا رہا ہے ہماری طاقتیں ضرور
واپس آ گئی ہوں گی"۔

ماریا نے اسی وقت گردن اونچی کر کے سانس اندر
کو کھینچا۔ وہ فوراً غائب ہو گئی۔

ناگ نے خوش ہو کر کہا۔

"تمہاری طاقت تو واپس آ گئی ہے۔ تھیوسانگ
اب تم اپنی طاقت کو آزماؤ"۔

تھیوسانگ نے ہنس کر کہا۔

"پھر میں اپنی طاقت تم پر ہی آزماؤں گا"۔

ناگ بولا۔

"ٹھیک ہے میں تیار ہوں"۔

تھیوسانگ ناگ کے قریب آیا۔ اس نے ناگ کی
گردن کے ساتھ انگلی لگائی تو ناگ ایکدم سے انگلی جتنا
چھوٹا ہو گیا۔ عنبر ماریا کیٹی اور جولی سانگ ہنسنے لگے۔ عنبر
نے تھیوسانگ سے کہا۔

"یار تھیوسانگ! اب ناگ بھیا کو پھر سے بڑا کر
دے"۔

کیٹی نے کہا۔

"ہم سے ناگ بھیا اس ننھی سی حالت میں نہیں
دیکھا جاتا"۔

تھیوسانگ نے مسکراتے ہوئے دوسرے ہاتھ کی
انگلی ناگ کے جسم سے لگائی ناگ ایک دم پھر سے بڑا ہو
گیا۔ ناگ ہنس رہا تھا۔ کہنے لگا۔

چھوٹا بن کر مجھے تم بہت بڑے بڑے نظر آ رہے
تھے"۔

جولی سانگ کہنے لگی۔

"شکر ہے میرے بھائی تھیوسانگ کی طاقت بھی واپس آگئی"۔
کیٹی بولی۔
"میری طاقت بھی ضرور واپس آگئی ہو گی۔ اگر یہاں آگ جل رہی ہو تو اس میں سے گزر کر دکھا سکتی ہوں کہ آگ کا مجھ پر ذرا بھی اثر نہیں ہو گا"۔
ماریا نے جولی سانگ سے کہا۔
"جولی سانگ تم بھی تو اپنی طاقت کو آزماؤ کیونکہ تمہاری طاقت یہ ہے کہ تم کسی مردے کو ہاتھ لگاؤ تو وہ تھوڑی دیر کے لئے زندہ ہو کر باتیں کرنے لگتا ہے"۔
عنبر بولا۔
"جولی سانگ تو اپنی طاقت اس جگہ آزما سکتی ہے۔ کیونکہ یہ قبرستان ہے۔ یہاں کتنے ہی مردے قبروں میں پڑے ہیں"۔
ناگ نے کہا۔
"وہ سامنے والی قبر اُدھڑ چکی ہے اور مجھے ایک مردے کی ہڈیاں بھی نظر آ رہی ہیں۔ کیوں نہ اس مردے پر جولی سانگ اپنی طاقت کو آزمائے؟"
ماریا بولی۔

"بڑی اچھی بات ہے"۔
تھیوسانگ نے جولی سانگ کی طرف دیکھ کر پوچھا۔
"کیوں جولی سانگ تم تیار ہو؟"
"بالکل تیار ہوں"۔ جولی سانگ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔
وہ سب سامنے والی قبر کے پاس آ گئے۔ یہ قبر کافی پرانی لگ رہی تھی۔ وہ ڈھے گئی تھی۔ اس کے سرہانے جو پتھر لگا تھا وہ بھی ایک طرف کو لڑھک گیا تھا۔ بارش کی وجہ سے قبر کی مٹی گیلی تھی۔ قبر میں سرہانے کی جانب ایک شگاف بنا ہوا تھا۔ اس شگاف میں سے مردے کی کھوپڑی کا آدھا حصہ صاف نظر آ رہا تھا۔ مردے کی کھوپڑی کے پاس تانبے کا ایک پرانا چراغ پڑا تھا جس پر بہت زنگار لگا ہوا تھا۔
عنبر نے کہا۔
"یہ چراغ یہاں قبر میں کیوں دفن کیا گیا؟"
ناگ بولا۔
"یہ بعد میں دیکھیں گے عنبر بھائی۔ پہلے جولی سانگ کو اپنی طاقت آزمانی چاہیے دیکھتے ہیں اس کے ہاتھ لگانے سے مردہ بولتا ہے کہ نہیں"۔

عنبر ماریا، کیٹی اور تھیوسانگ بڑی دلچسپی سے مردے کی کھوپڑی کو تک رہے تھے۔ جولی سانگ آگے بڑھی اور مردے کی کھوپڑی کے پاس بیٹھ گئی۔ پھر اس نے مردے کی کھوپڑی کو ہاتھ لگا دیا۔

لاش کا چراغ

جولی سانگ کے ہاتھ لگاتے ہی کھوپڑی ہلنے لگی۔ پہلے کھوپڑی ٹیڑھی تھی۔ جولی سانگ کے ہاتھ لگانے سے وہ سیدھی ہو گئی پھر اس کا ہڈیوں والا جبڑا آہستہ سے ہلا اور مردے کی کمزور آواز سنائی دی۔ آواز ایسی تھی جیسے کسی گہرے کنوئیں میں سے آ رہی ہو۔ مردہ کہنے لگا۔

"عنبر، ناگ، ماریا، کیٹی، تھیوسانگ اور جولی سانگ کو میرا سلام"۔

وہ سب مردے سے اپنے نام سن کر حیران رہ گئے۔ جولی سانگ نے مردے سے پوچھا۔

"تمہیں ہم سب کے نام کیسے معلوم ہوئے؟"

مردے نے کہا۔

"مجھے صرف تمہارے نام ہی معلوم نہیں ہیں بلکہ

میں یہ بھی جانتا ہوں کہ تم کون ہو اور کہاں سے آ رہے
ہو"۔

تب عنبر نے آگے بڑھ کر کہا۔

"تم کون ہو؟ کیا ہمیں بتاؤ گے؟"

مردے کی کمزور آواز آئی۔

"میں کون ہوں؟ یہ ایک راز ہے جو میں تمہیں
نہیں بتا سکتا۔ لیکن ایک راز تمہیں بتا دینا چاہتا ہوں اور
وہ راز یہ ہے کہ آج سے ٹھیک دو دن بعد شام کے
وقت کرۂ ارض پر اس ساری زمین پر آسمانی سیاروں سے
سرخ شعاعوں کی ایک ایسی بارش ہونے والی ہے کہ اگر
اس کی ایک بھی کرن تم میں سے کسی کے جسم پر پڑ گئی
تو وہ ایک دم سے اتنا بوڑھا ہو جائے گا کہ کمزوری اور
بڑھاپے کی وجہ سے اپنی جگہ سے ہل بھی نہیں سکے گا"۔

عنبر ناگ تھیوسانگ اور کیٹی اور جولی سانگ ایک
دوسرے کا منہ تکنے لگے۔

تھیوسانگ نے پوچھا۔

"کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ سرخ شعاعیں کیسی ہوں
گی اور کس سیارے سے اتریں گی؟"

مردے نے کہا۔

"میں جانتا ہوں کہ تم نے یہ سوال کیوں کیا ہے
کیونکہ تم اور کیٹی اور جولی سانگ خلائی سیارے کی
مخلوق ہو۔ مگر یاد رکھو خدا کی کائنات بڑی وسیع ہے اور
خدا کے رازوں کو کوئی نہیں جان سکتا۔ یہ شعاعیں کس
سیارے سے آئیں گی۔ یہ ایک خلائی راز ہے جو تم کیا
تمہارے خلائی سیارے کے بڑے سے بڑے سائنس دان
بھی نہیں سمجھ سکتے۔ میں نے تمہیں خبردار کر دیا ہے۔
اب تمہاری مرضی ہے میری بات پر عمل کرو یا نہ کرو۔
یہ تم لوگوں کی خوش قسمتی ہے کہ تم یہاں آ گئے اور
جولی سانگ نے اپنی طاقت آزمانے کے لئے میرے ڈھانچے
کو چنا اگر وہ کسی دوسرے مردے کو ہاتھ لگا کر اپنی
طاقت آزماتی تو وہ مردہ تم لوگوں کو یہ بات نہیں بتا سکتا
تھا۔ پھر دو دن بعد آسمان سے سرخ شعاعوں کی بارش ہو
جاتی۔ اس سے دنیا کی دوسری مخلوق کو تو کوئی نقصان نہ
پہنچتا لیکن تم سب ایک دم بوڑھے ہو جاتے اور تم سے
چلا بھی نہ جاتا"۔

عنبر نے کہا۔

"کیا ہم سمندر کے نیچے یا زمین کے اندر کسی غار
میں چلے جائیں؟"

مردے نے کہا۔

"آسمانی سرخ شعاعیں ہر جگہ پہنچ جائیں گی۔ تم ان سے بچ نہیں سکتے"۔

ماریا نے آہستہ سے ناگ کے کان میں کہا۔

"مجھے تو اس مردے کی باتوں پر یقین نہیں ہے"۔

مردہ بولا۔

"ماریا! تم کو ناگ سے بات کرنے کی ضرورت نہیں۔ تم مجھ سے خود سوال کیوں نہیں کرتیں۔ میں تو تمہیں ناگ کے پاس کھڑے دیکھ رہا ہوں۔ تمہاری آنکھیں نیلی ہیں۔ تمہارے بال سنہری ہیں"۔

ماریا شرمندہ سی ہو گئی۔ کہنے لگی۔

"اگر تم مجھے دیکھ رہے ہو تو بڑی اچھی بات ہے میں یہ کہہ رہی تھی کہ مجھے تمہاری باتوں کا یقین نہیں ہے"۔

مردے نے کہا۔

"مجھے تم لوگوں کو یقین دلانے کی کوئی ضرورت بھی نہیں ہے۔ کیونکہ میں تو مر چکا ہوں۔ سرخ شعاعیں میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتیں۔ دو دن بعد تمہیں اپنے آپ میری بات کا یقین ہو جائے گا جب تمہارے بال سفید ہو چکے

ہوں گے۔ تمہارے چہرے کی جھریاں لٹک رہی ہوں گی اور تمہارے سارے دانت گر چکے ہوں گے"۔

یہ سن کر ماریا تو کانپ اٹھی۔ وہ کبھی بھی اپنا یہ انجام نہیں دیکھنا چاہتی تھی۔ اس نے گھبراہٹ کے ساتھ کہا۔

"پھر ہم کیا کریں؟ ہم ان خطرناک موت کی شعاعوں سے کیسے بچ سکتے ہیں؟"

تھیوسانگ اور کیٹی اور جولی سانگ کو مردے کی ان باتوں پر زیادہ اعتبار نہیں آیا تھا۔ کیونکہ وہ خلائی مخلوق تھے۔ مگر بھی سوچ میں تھا۔

ناگ نے پوچھا۔

"کیا تم ہمیں ان شعاعوں سے بچنے کا کوئی طریقہ بتا سکتے ہو؟"

مردے نے کہا۔

"میری کھوپڑی کے پاس تانبے کا ایک چراغ پڑا ہے اسے اٹھا کر اپنے پاس رکھ لو۔ اس قبرستان سے باہر نکلو گے تو جنوب کی طرف تمہیں مٹی کا ایک ٹیلہ نظر آئے گا۔ اس ٹیلے میں ایک غار ہے۔ اس غار کے اندر ایک بوڑھا آدمی تمہیں اپنی گدڑی مرمت کرتا ملے گا۔

یہ چراغ اسے جا کر دے دینا اور خاموش ہو کر ادب سے
اس کے سامنے بیٹھ جانا۔ تم اس سے اپنی طرف سے کچھ
نہ پوچھنا۔ وہ خود ہی تمہیں بتا دے گا کہ تمہیں کیا کرنا
ہو گا اور تم بڑھاپے کی موت سے کس طرح بچ سکتے
ہو؟"

عنبر نے جولی سانگ کو اشارہ کیا۔ جولی سانگ نے
مردے کی کھوپڑی کے پاس پڑا ہوا چراغ اٹھا لیا۔ مردے
کی کھوپڑی اس کے ساتھ ہی ایک طرف ڈھلک گئی۔

جولی سانگ قبر سے اٹھتے ہوئے بولی۔

"اب یہ مردہ نہیں بولے گا۔ ہمیں یہاں سے چلے
جانا چاہیے"۔

عنبر نے جولی سانگ کے ہاتھ سے چراغ لے لیا۔
تھیوسانگ کہنے لگا۔

"مجھے تو مردے کی باتوں پر یقین نہیں ہے۔ اس
نے یونہی ہمیں ڈرانے کی کوشش کی ہے"۔

کیٹی اور جولی سانگ نے بھی تھیوسانگ کی تائید
کی اور کہا کہ آسمان سے سرخ شعاعوں کی بارش نہیں ہو
سکتی۔ کیونکہ زمین کے ارد گرد فضا کی ایک موٹی پٹی پھیلی
ہوئی ہے۔ کسی قسم کی خطرناک شعاعیں اس پٹی میں سے

گذر کر نیچے نہیں آ سکتیں۔ اگر آتی بھی ہے تو اس کا
خطرناک اثر وہیں ضائع ہو جاتا ہے"۔

ناگ کہنے لگا۔

"یہ تمہاری سائنس کہتی ہو گی۔ لیکن تمہاری
سائنس سے بھی آگے کائنات میں ایک دوسری اور
زبردست طاقت اور زبردست خدائی طاقت موجود ہے۔
خدائی طاقت جو چاہے کر سکتی ہے"۔

ماریا کہنے لگی۔

"جو کچھ بھی ہے میں سمجھتی ہوں کہ ہمیں کسی قسم
کا خطرہ مول نہیں لینا چاہیے"۔

تھیوسانگ بولا۔

تو ہم کیا کر سکتے ہیں؟ ہم زمین کے اندر یا سمندر
کے نیچے بھی چلے گئے تب بھی اس مردے کے بیان کے
مطابق اذیت ناک بڑھاپے سے نہیں بچ سکیں گے"۔

ماریا نے کہا۔

"توبہ توبہ! میں تو بوڑھی ہونے سے مرجانا زیادہ
پسند کروں گی"۔

عنبر کہنے لگا۔

"ہمیں چراغ تو مل گیا ہے۔ چلو اسی غار والے

بزرگ کے پاس چلتے ہیں۔ ہو سکتا ہے وہ ہمیں کوئی بچاؤ
کا راستہ بتا دے"۔

تھیوسانگ ہنس کر کہنے لگا۔

"اس کا مطلب ہے عنبر کہ تم نے بھی مردے کی
بات کا یقین کر لیا ہے"۔

عنبر نے کہا۔

"تھیوسانگ ہم مردوں کی دنیاؤں اور مردوں کے
زمانے میں صدیوں سے سفر کر رہے ہیں۔ اس اعتبار سے
ہمیں مردوں کی باتوں کو غور سے سننا ہی پڑے گا اور ان
پر اعتبار بھی کرنا پڑے گا"۔

ناگ بولا۔

"اگر ہم دو چار دنوں کے لئے ادھر ادھر ہو جائیں
گے تو ہمیں کیا فرق پڑے گا۔ جب زمین پر سرخ
شعاعوں کا اثر ختم ہو جائے گا تو واپس آ جائیں گے"۔

جولی سانگ نے پوچھا۔

"لیکن ہم اس زمین پر ادھر ادھر کہاں ہوں گے؟
مردے نے تو کہا ہے کہ ہم چاہے زمین کے نیچے ہوں
چاہے سمندر میں ہوں شعاعوں کا اثر ہم پر ضرور ہو کر
رہے گا"۔

ماریا نے کہا۔

"لیکن مردے نے ہمیں غار والے بزرگ سے ملنے
کو بھی کہا ہے۔ چلو اس بزرگ کے پاس چلتے ہیں۔ دیکھتے
ہیں وہ ہمیں کیا بتاتا ہے"۔

تھیوسانگ ہنس رہا تھا۔ اسے مردے پر بالکل یقین
نہیں آیا تھا۔ وہ اب بھی یہی کہہ رہا تھا کہ یہ محض
مردے کی بات ہے۔ اس کا کیا اعتبار؟ آسمان پر سے
مہلک شعاعوں کی بارش نہیں ہوا کرتی۔ ہاں کوئی ایٹم بم
چلا دے تو الگ بات ہے۔ مگر کسی نے اس کی بات نہ
سنی اور وہ سب قبرستان سے نکل کر مٹی کے ٹیلے کی
طرف روانہ ہو گئے۔ یہ ٹیلہ قبرستان کے قریب ہی تھا۔
تانبے کا پرانا چراغ عنبر کے ہاتھ میں تھا۔ اس نے ناگ
ماریا کیٹی تھیوسانگ اور جولی سانگ کو تاکید کر دی تھی
کہ وہ خاموش رہیں۔ میں خود بات شروع کروں گا۔

مردے کے کہنے کے مطابق وہاں ایک چھوٹا سا غار
تھا۔ وہ سب غار کے باہر جا کر کھڑے ہو گئے۔

عنبر نے ماریا سے کہا۔

"ماریا! اندر جا کر دیکھو۔ واقعی اندر کوئی بزرگ
موجود ہے"۔

ماریا کو عنبر نے اس لئے بھیجا تھا کہ وہ نظر نہیں آتی تھی۔

ماریا بولی۔

"میں جا رہی ہوں"۔

عنبر نے اسے ہدایت کی کہ اندر اگر کوئی بزرگ موجود ہو تو وہ کوئی بات نہ کرے۔ بس انہیں دیکھ کر خاموشی سے باہر آ جائے۔ ماریا غار میں داخل ہو گئی۔ غار چھوٹی سی تھی۔ ماریا نے چند قدم چلنے کے بعد دیکھا کہ واقعی جو کچھ مردے نے کہا تھا وہ ٹھیک تھا۔ ایک لمبی سفید داڑھی والے بزرگ غار میں دیوار سے ٹیک لگائے چراغ کی روشنی میں اپنی گدڑی سی رہے تھے۔ ماریا انہیں دیکھ کر واپس پلٹنے لگی تو بزرگ نے اس کی طرف دیکھے بغیر کہا۔

"ماریا! کیا تمہیں کسی نے بزرگوں کو سلام کرنا نہیں سکھایا؟"

ماریا تو سر سے پاؤں تک کانپ گئی۔ کیا یہ بزرگ سے دیکھ رہے ہیں؟ اس نے سوچا اور فوراً ادب سے سلام کیا۔ بزرگ نے گدڑی میں ٹانکا لگاتے ہوئے کہا۔

"جیتی رہو۔ جاؤ اب عنبر ناگ کیپٹن تھیوسانگ اور جولی سانگ کو بھی اندر بلا لو۔ میں ان ہی کا انتظار کر رہا ہوں"۔

ماریا جلدی سے باہر نکل گئی۔ باہر جاتے ہی اس نے عنبر سے کہا۔

"انہوں نے مجھے دیکھ لیا ہے عنبر"۔

"کس نے؟" عنبر نے پوچھا۔

"وہی بزرگ جو غار میں بیٹھے ہیں اور جن کے پاس مردے نے ہمیں بھیجا ہے"۔ ماریا نے بے اختیار کہا۔

عنبر نے جولی سانگ تھیوسانگ اور کیپٹن کی طرف دیکھا اور کہا۔

"اب بتاؤ تم کیا کہتے ہو۔ میں نے پہلے ہی کہا تھا کہ مردہ جھوٹ نہیں بول رہا"۔

تھیوسانگ کہنے لگا۔

"تم چاہے جو کچھ کہو۔ میں خلائی سائنس پر زیادہ یقین رکھتا ہوں۔ میں اب بھی یہی کہوں گا کہ ہمیں عقل اور سائنس کے اصولوں سے کام لینا چاہیے"۔

ناگ بولا۔

"تھیوسنگ! بعض جگہوں پر ایسے ایسے واقعات ہو
جاتے ہیں کہ عقل اور سائنس حیران رہ جاتی ہے"۔
تھیوسانگ نے کہا۔
میرے نزدیک دنیا میں کوئی واقعہ ایسا نہیں ہوتا
جس کی عقل اور سائنس کے ذریعے وضاحت نہ کی جا
سکے"۔
جولی سانگ بولی۔
"تم لوگ بحث میں کیوں پڑ گئے ہو اندر چلو۔ چل
کر بزرگ سے ملیں تو سہی"۔
ماریا نے جذباتی آواز میں کہا۔
"بزرگ نے تم سب کو اندر بلایا ہے۔ انہوں نے
تو تم سبھوں کے نام لئے ہیں اور کہا کہ میں تو تم لوگوں
کا انتظار کر رہا ہوں"۔
تھیوسانگ بولا۔
"تم اندر جا کر ملاقات کرو۔ میں باہر ہی بیٹھتا
ہوں۔ میں جا کر کیا کروں گا؟"
ماریا نے کہا۔
"نہیں نہیں تھیوسانگ بھائی! بزرگ نے تمہارا بھی
نام لیا تھا۔ تم بھی ہمارے ساتھ چلو گے"۔

انگ نے کہا۔
"ٹھیک ہے۔ اندر جانے میں کوئی حرج نہیں"
جولی سانگ اور کیٹی نے بھی تھیوسانگ کو مجبور
کیا تو وہ غار میں جانے پر راضی ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد
وہ سب کے سب سفید داڑھی والے بزرگ کے سامنے
بیٹھے تھے۔ تانبے کا پرانا چراغ عنبر کے ہاتھ میں تھا۔
انہوں نے جاتے ہی بزرگ کو سلام کیا تھا۔ جس کا
جواب دینے کے بعد بزرگ خاموش ہو کر گدڑی سینے لگے
تھے۔ غار میں خاموشی چھا گئی۔ پھر بزرگ نے گدڑی
ایک طرف رکھ دی اور عنبر سے کہا۔
"ہمارے دوست نے اپنی قبر میں سے جو امانت
ہمارے لئے بھیجی ہے وہ ہمیں نہیں دو گے عنبر؟"
عنبر نے تانبے کا پرانا چراغ بزرگ کی خدمت میں
پیش کر دیا۔ بزرگ نے چراغ کو لے کر چوما اور ایک
طرف رکھ دیا۔ پھر عنبر اور باقی دوستوں پر ایک نگاہ ڈالی۔
چراغ کی روشنی میں بزرگ کا چہرہ بڑا نورانی لگ رہا
تھا۔ اس نے کہا۔
"عنبر! میں جانتا ہوں تم میں ایک ایسا شخص بھی
ہے جس کو ہمارے قبر والے دوست کی بات کا یقین نہیں

آیا۔ مگر دو دن بعد اس زمین پر آسمانوں سے جو لال
شعاعوں کی بارش ہونے والی ہے اگر وہ یہاں رہے تو
اپنی آنکھوں سے دیکھ سکے گا۔ اور ان شعاعوں کے اثر
سے اس کی طاقت ختم بھی ہو سکتی ہے"۔

تھیوسانگ سمجھ گیا کہ بزرگ کا اشارہ اس کی
طرف ہے۔ اس سے نہ رہا گیا۔ کہنے لگا۔

"میرے محترم! میں بڑے ادب سے عرض کروں گا
کہ میں مُردوں کی بات کو اہمیت نہیں دیا کرتا اور پھر میں
خلائی سیارے کی مخلوق ہوں اور ہم لوگ سائنس میں
اتنی ترقی کر چکے ہیں کہ اس قسم کی دیہاتی باتوں پر یقین
نہیں رکھتے"۔

بزرگ مسکرایا۔

"تھیوسانگ تم اتنی مدت سے عنبر ناگ ماریا اور
کیٹی کے ساتھ سفر کر رہے ہو۔ تمہیں ابھی تک یہ علم
نہیں ہوا کہ سائنس کے علاوہ بھی اس دنیا میں ایسے ایسے
واقعات سامنے آ جاتے ہیں کہ جس پر عقل اور سائنس
حیران ہو کر رہ جاتی ہے"۔

عنبر نے سوچا کہ کہیں بحث شروع نہ ہو جائے اور
بدمزگی پیدا نہ ہو جائے۔ اس نے تھیوسانگ کا گھٹنا آہستہ

سے دبا دیا۔ اس کا مطلب تھا کہ وہ خاموش رہے اور
خود بولا۔

"محترم بزرگ! تھیوسانگ کو یونہی بحث کرنے کی
عادت ہے۔ آپ ہمیں حکم کیجئے کہ ہمیں کیا کرنا ہو گا۔
کیونکہ لال شعاعوں کی بارش ہونے میں صرف دو دن باقی
رہ گئے ہیں اور ہمیں کچھ علم نہیں کہ ہم اس بارش سے
کیسے بچ سکیں گے"۔

بزرگ مسکرائے اور جس جگہ پر ماریا کھڑی تھی
اور غائب تھی اس طرف دیکھتے ہوئے بولے۔

"ماریا! کیا تم دو دن میں بوڑھی کھوسٹ ہونا پسند
کرو گی؟ کیا تم یہ چاہو گی کہ دو دن بعد تم اتنی بوڑھی
ہو جاؤ کہ تمہارے ساتھی بھی تمہیں نہ پہچان سکیں۔
اگرچہ لال شعاعیں انہیں بھی اتنا بوڑھا کر دیں گی کہ خود
اپنی شکلیں نہیں پہچان سکیں گے۔ مگر تم اور کیٹی جولی
سانگ تو اتنی بوڑھی ہو جاؤ گی کہ تمہاری پلکیں بھی سفید
ہو جائیں گی اور سارے دانت گر جائیں گے"۔

ماریا نے فوراً کہا۔

"نہیں جناب میں کبھی بوڑھی نہیں ہونا چاہتی"۔

اب کیٹی اور جولی سانگ نے بھی ماریا کی بات

بڑھاتے ہوئے بزرگ سے کہا کہ وہ بھی بوڑھی کھوسٹ ہونا پسند نہیں کرتیں۔

ناگ نے کہا۔

"محترم! یہ فرمایئے کہ کیا ان شعاعوں کا اثر ساری زمین اور زمین کے لوگوں پر بھی ہو گا؟"

بزرگ نے کہا۔

"نہیں ناگ! ان شعاعوں کا زمین' کھیتوں' دریاؤں اور اس دنیا میں رہنے والے انسانوں پر اچھا اثر ہو گا۔ صرف تم لوگوں پر اس کا الٹا اثر پڑے گا اور تم ایک دم سے بوڑھے ہو جاؤ گے۔ پھر کچھ معلوم نہیں کہ قیامت تک بوڑھے ہی رہو یہ بہت بڑا عذاب ہو گا۔ کیونکہ بڑھاپا تم سے برداشت نہ ہو سکے گا"۔

اب تھیوسانگ نے پوچھا۔

"کیا آپ سائنسی طور پر اس کی وضاحت کر سکتے ہیں یہ شعاعیں کون سے سیارے سے نکل کر ہماری زمین پر آئیں گی؟ جب کہ اس زمین کے گرد فضا کی پٹی موجود ہے جو کسی زہریلی شعاع کو زمین تک نہیں آنے دیتی"

بزرگ نے مسکرا کے کہا۔

"میں نے کب کہا کہ وہ شعاعیں دنیا اور دنیا

والوں کے لئے زہریلی ہوں گی؟ بلکہ یہ شعاعیں تو زمین اور کھیتوں کو فائدہ پہنچائیں گی۔ وہ تو صرف تم سب پر الٹا اثر ڈالیں گی۔ اس لئے کہ تم صدیوں سے زندہ چلے آ رہے ہو۔ یہ وہ قیمت ہے جو تمہیں اگر اس زمانے میں موجود رہے تو ضرور ادا کرنی پڑے گی"۔

عنبر اور ناگ نے تھیوسانگ کو اشاروں سے پھر چپ کرا دیا۔ عنبر نے بزرگ سے کہا۔

"آپ کا ارشاد بالکل صحیح ہے محترم! لیکن اب ہماری مدد کیجئے۔ کیا ہم زمین یا سمندر کے اندر چلے گئے تب بھی لال شعاعیں ہم پر ضرور اثر کریں گی؟"

بزرگ نے کہا۔

"بالکل اثر کریں گی۔ تم دو دن کے بعد اس کا تجربہ کر کے خود دیکھ سکتے ہو"۔

کیٹی نے پوچھا۔

"اگر فرض کر لیا کہ ہم اس دنیا اور اس زمانے میں رہتے ہیں اور لال شعاعیں ہمیں بوڑھا کر دیتی ہیں تو کیا پھر اس کا کوئی علاج یا توڑ نہیں ہو گا؟ کیا ہم کسی طرح سے پھر سے جوان نہیں ہو سکیں گے؟"

بزرگ نے جواب دیا۔

"بالکل نہیں! پھر اس کا کوئی توڑ نہیں ہو گا۔ اور
تم لوگ قیامت تک بوڑھے ہی رہو گے۔ میں سمجھتا ہوں
کہ یہ تم لوگوں کی خوش قسمتی ہے کہ تم اس قبرستان
میں آ گئے اور عنبر نے جولی سانگ کو اپنی طاقت آزمانے
کے لئے کہا اور جولی سانگ نے میرے دوست مردے کو
طاقت آزمانے کے لئے چنا۔ اگر وہ کسی دوسرے مردے
کو ہاتھ لگا کر اس سے بات کرتی تو وہ مردہ تو تم لوگوں کو
ان خطرناک لال شعاعوں کے بارے میں کچھ بھی نہیں بتا
سکتا تھا۔ تم انجانے میں دو دن بعد بوڑھے کھوسٹ ہو
جاتے اور زندہ ہی مر جاتے کیوں کہ تمہارے بڑھاپے کو
کبھی موت بھی نہ آتی اور تم رینگ رینگ کر قیامت تک
زندگی گزارنے پر مجبور ہو جاتے"۔

عنبر نے کہا۔

"واقعی یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ قدرت نے
ہمیں آپ کے دوست مردے کے پاس بھیج دیا۔ اب یہ
فرمائیے کہ ہمیں اس آنے والے خطرے سے بچنے کے
لئے کیا کرنا چاہیے؟"

بزرگ نے تانبے کا چراغ اپنے ہاتھ میں لے لیا
اور کہا۔

"تم لوگ اس وقت شمالی افریقہ کے جنوب مغرب
میں ہو۔ یہاں سے سائزون کا صحرا ایک دن کے سفر پر
ہے۔ سائزون کے صحرا میں کبھی مصر کے فرعون کی حکومت
تھی یہاں جس جگہ صحرا ختم ہوتا ہے اور پہاڑیاں شروع
ہو جاتی ہیں وہاں ایک فرعون کی ملکہ سائٹرنی کا اہرام
ہے۔ یہ اہرام بڑے بڑے پتھروں کی سلوں کو جوڑ کر اس
طرح سے بنایا گیا ہے کہ اوپر اہرام کی چوٹی تک
سیڑھیاں سی بن گئی ہیں۔ یہ چراغ لے کر تم اس اہرام
کی مغربی دیوار کے پاس پہنچ جاؤ۔ پھر نیچے سے چھ پتھر
گن کر ساتویں پتھر کی سیڑھی پر اس چراغ کو رکھ دینا۔
بس تمہارا اتنا ہی کام ہے۔ آگے جو کچھ تمہیں کرنا ہو گا
وہ اس اہرام سے تمہیں معلوم ہو جائے گا۔ اب تم جاؤ
مجھے اپنی گدڑی سینی ہے"۔

اتنا کہہ کر بزرگ نے تانبے کا چراغ عنبر کو دیا
اور اپنی گدڑی سینے میں مصروف ہو گئے۔ عنبر نے سب کو
وہاں سے اٹھ چلنے کا اشارہ کیا اور وہ غار سے باہر آ
گئے۔

باہر آتے ہی تھیوسانگ کہنے لگا۔

"عنبر ایک بار پھر سوچ لو۔ کہیں ہم کسی نئی

مصیبت میں نہ گرفتار ہو جائیں"۔

عنبر کہنے لگا۔

"تھیوسانگ! مصیبتوں میں تو ہم پھنستے ہی آ رہے ہیں اور ان کا مقابلہ بھی کرتے آ رہے ہیں۔ ہمارے لئے یہ کوئی نئی بات نہ ہو گی"۔

تھیوسانگ بولا۔

"میرا مطلب یہ ہے کہ اس بار کسی ایسی مصیبت میں نہ پھنس جائیں کہ پھر اس سے چھٹکارا نہ مل سکے"۔

ناگ کہنے لگا۔

"وہ مصیبت تو پھر آسمان سے گرنے والی لال شعاعوں کی ہی ہو سکتی ہے۔ کیونکہ ان خطرناک شعاعوں کی مصیبت میں پھنس گئے تو پھر قیامت تک اس سے چھٹکارا حاصل نہ کر سکیں گے"۔

ماریا کینی اور جولی سانگ نے بھی عنبر اور ناگ کا ساتھ دیا۔

تھیوسانگ بولا۔

"تم لوگ غیر سائنسی باتوں پر بڑی جلدی یقین کر لیتے ہو۔ مگر میں عقل اور سائنس کا دامن کبھی نہیں چھوڑ سکتا۔ میں عقل اور سائنس کو سب سے اعلیٰ سمجھتا

ہوں"۔

جولی سانگ کہنے لگی۔

"تھیوسانگ بھائی! خدا کے لئے اس بحث کو یہیں رہنے دو اور اب یہاں سے سارژون چلو ہمارے ساتھ"۔

تھیوسانگ بولا۔

"وہ میں ضرور چلوں گا کیونکہ میں تم لوگوں کے ساتھ جینا مرنا چاہتا ہوں۔ تم سے الگ نہیں ہو سکتا"۔

عنبر اور ناگ نے تھیوسانگ کو گلے لگا لیا اور کہا۔

"فکر نہ کرو تھیوسانگ! ہم سارے دوست اکٹھے رہیں گے اور اللہ کے حکم سے زندہ بھی رہیں گے"۔

تھیوسانگ پر اس کا کوئی اثر نہ ہوا۔ وہ چپ ہو کر بھنوئیں چڑھائے جیسے دور کسی نظر نہ آنے والی چیز کو تکنے لگا۔

عنبر نے کہا۔

"شام ہونے والی ہے۔ میرا خیال ہے کہ ہمیں شہر چل کر گھوڑوں کا انتظام کرنا چاہیے تاکہ اس وقت ہم صحرائے سارژون میں اپنا سفر شروع کر دیں اور کل دن نکلتے ہی سائٹربی ملکہ کے اہرام پر پہنچ جائیں"۔

سب نے اس تجویز کو پسند کیا اور وہ شہر کی طرف

روانہ ہو گئے۔

دروازہ مت کھولنا

شہر میں انہیں کہیں سے خریدنے کے لئے گھوڑے نہ ملے۔

عنبر نے مشورہ دیا کہ سرائے میں چل کر معلوم کرتے ہیں شاید کوئی قافلہ سائزون شہر کی طرف جا رہا ہو۔ وہ سب کارواں سرائے میں آ گئے۔ معلوم ہوا کہ ایک قافلہ دو دن کے بعد روانہ ہونے والا ہے۔ اور دو دن بعد اس دنیا پر آسمان سے لال شعاعوں کی بارش ہونے والی تھی۔

ناگ نے کہا۔

"میرا خیال ہے ہمیں شہر کی دوسری سرائے میں جا کر پتہ کرنا چاہیے۔ ہو سکتا ہے وہاں سے ہمیں گھوڑے مل جائیں"۔

دوسری سرائے وہاں سے زیادہ دور نہیں تھی۔

وہاں آ کر انہیں تین گھوڑے ہی مل سکے۔ انہوں نے
تینوں گھوڑوں کو خرید لیا۔ ایک گھوڑے پر عنبر اور
تھیوسانگ بیٹھ گئے۔ دوسرے گھوڑے پر جولی سانگ اور
کیٹی بیٹھ گئیں اور ماریا تو ہوا میں اڑ سکتی تھی ناگ نے
عقاب کی شکل اختیار کر لی اور یہ پرانے دوستوں کا
چھوٹا سا قافلہ صحرائے سارونا کی طرف روانہ ہو گیا۔
ساری رات وہ صحرا میں سفر کرتے رہے جب دن نکلا تو
انہیں دور ایک اونچا اہرام دکھائی دیا۔

تھیوسانگ نے عنبر سے کہا۔

"عنبر! یہی ہے ملکہ سارینی کا اہرام"۔

ناگ، ماریا اور کیٹی جولی سانگ نے بھی اہرام کو
دیکھ لیا تھا۔ وہ بھی بڑے خوش ہوئے۔ سورج صحرا پر
نکل آیا تھا۔ اہرام کے پیچھے جس طرح بزرگ نے کہا تھا
چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں تھیں۔ عنبر اور کیٹی اہرام کے پاس
جا کر گھوڑوں سے نیچے اتر آئیں۔ گھوڑوں کو گھاس
وغیرہ چرنے کے لئے کھلا چھوڑ دیا گیا۔ ناگ اور ماریا بھی
نیچے آ گئے۔ ناگ نے عقاب سے انسان کی شکل بدل
لی۔ وہ اہرام کو غور سے اوپر نیچے دیکھ رہے تھے۔

ماریا کہنے لگی۔

"بالکل ویسا ہی اہرام ہے جیسا غار والے بزرگ
نے کہا تھا۔ بڑے بڑے پتھروں کی سیڑھیاں بنی ہوئی
ہیں"۔

ناگ نے کہا۔

"عنبر بھیا! چراغ نکالو۔ نیچے سے چھ سیڑھیاں گن
کر ساتویں پر چراغ رکھ دیتے ہیں"۔

تھیوسانگ نے طنزیہ انداز میں کہا۔

"پھر کیا ہو گا؟ کچھ بھی نہیں ہو گا"۔

ماریا بولی۔

"تھیوسانگ بھائی! تم تو ہمیشہ ہر بات پر شک کرنے
لگتے ہو۔ کیا تم بوڑھا کھوسٹ ہونا پسند کرتے ہو"۔

تھیوسانگ گردن کو جھٹک کر خاموش ہو گیا۔ عنبر
نے چراغ نکال کر ہاتھ میں تھام لیا اور اہرام کی چوڑی
سیڑھیاں چڑھنے لگا۔ ماریا کیٹی جولی سانگ اور ناگ اس
کے پیچھے پیچھے تھے۔ تھیوسانگ نیچے ہی کھڑا تھا۔

جولی سانگ نے اسے آواز دے کر کہا۔

"اوپر آ جاؤ تھیوسانگ بھیا"۔

تھیوسانگ نے جولی سانگ کی طرف دیکھا اور پھر
سر کو جھٹک کر سیڑھیاں چڑھنے لگا۔ ساتویں سیڑھی پر آ کر

عنبر نے ایک جگہ پتھر کی سل پر تانبے کا پرانا چراغ رکھ
دیا۔ چراغ کے رکھتے ہی ساتویں سیڑھی کا پتھر ایک
گڑگڑاہٹ کی آواز سے اپنی جگہ سے کھسکنے لگا۔
عنبر ناگ کیٹی جولی سنگ اور ماریا آنکھیں کھولے
پرانے بڑے پتھر کو اپنی جگہ سے ایک طرف کھسکتے دیکھ
رہے تھے۔ تھیوسانگ بھی خاموشی سے تک رہا تھا۔ پتھر
کافی چوڑا تھا۔ وہ ایک طرف ہٹ گیا تو وہاں ایک چوڑا
شگاف نمودار ہو گیا۔ اہرام کے اندر سے ایسی ہوا آنے
لگی جس میں مردوں کے جسم پر لگانے والی جڑی بوٹیوں
کی خوشبو رچی ہوئی تھی۔

تھیوسانگ نے دبی زبان میں کہا۔

"اس اہرام کے اندر سوائے مردہ لاش کے اور
کچھ نہیں ہو گا"۔

عنبر نے تھیوسانگ کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔
وہ سب شگاف کو تک رہے تھے۔ شگاف کے اندر سے
ایک گونجتی ہوئی آواز آئی۔

"زش کے چراغ والو! اہرام کے اندر آ جاؤ"۔

عنبر نے اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھا اور کہا۔

"ہمیں اندر چلنا چاہیے"۔

تھیوسانگ نے کہا۔

"میں نہیں جاؤں گا۔ میں پھر کہتا ہوں کہ تم لوگ
مجھے بھی اپنے ساتھ مصیبت میں پھنساؤ گے"۔

جولی سنگ نے یہاں بھی اپنے بھائی کو اپنے ساتھ
اہرام کے اندر چلنے پر مجبور کر دیا۔ وہ جانتی تھی کہ
تھیوسانگ ضدی ہے اور اگر باہر رہ گیا تو ضرور یہ کسی
مشکل میں پڑ جائے گا۔ عنبر آگے آگے تھا۔ وہ شگاف کے
اندر داخل ہو گیا۔ ناگ ماریا کیٹی جولی اور تھیوسانگ
پیچھے پیچھے تھے۔ شگاف کے اندر ایک زینہ نیچے تاریک راہ
داری میں جا رہا تھا۔ راہ داری کی ایک جانب اونچی پتھر
کی دیوار تھی اور دوسری طرف ایک گہری کھڈ تھی۔

ماریا نے کھڈ میں جھانک کر دیکھا اور بولی۔

"نیچے کھڈ میں پانی ہے اور مگرمچھ بھی ہیں"۔

عنبر نے آہستہ سے کہا۔

"خاموش ماریا ـــ!"

یہ سارے دوست دیوار کے ساتھ لگے راہ داری
پار کر گئے۔ آگے چوکور سرنگ شروع ہو گئی۔ یہاں زمین
پر ریت ہی ریت تھی۔ دیواروں پر جگہ جگہ مصر کی پرانی
ممیوں کے ڈھانچے کھڑے تھے۔ چلتے چلتے وہ ایک کھلے

دالان میں آ گئے۔ یہاں چھت نیچی تھی۔ دالان کے
چاروں طرف تابوت پڑے ہوئے تھے۔ سامنے ایک محراب
در پرانا دروازہ تھا۔ عنبر ناگ ماریا کیپٹن جولی سانگ اور
تھیوسانگ دالان میں کھڑے ہو گئے۔

تھیوسانگ بولا۔

"اب کہاں جاؤ گے عنبر بھیا؟"

اس کے لہجے میں طنز تھا۔ اتنے میں وہی بھاری
آواز پھر گونجی۔

"سامنے جو دروازہ ہے اس میں سے گذر کر اندر
آ جاؤ"۔

وہ سب کے سب دروازے کے پاس پہنچے تو
دروازہ اپنے آپ کھل گیا۔ اندر ایک چھوٹا سا حجرہ بنا
ہوا تھا۔ حجرے کی دیواروں پر سونے چاندی کے تھال
لٹک رہے تھے۔ ایک طرف چاندی کے برتن لگے تھے۔
بیچ میں ایک ممی کا تابوت پڑا تھا۔ تابوت کے اوپر ممی کا
بت بنایا ہوا تھا۔ تابوت کے ڈھکن پر صرف ممی کا سر ہی
باہر کو ابھرا ہوا تھا۔ سرہانے ایک چراغ جل رہا تھا جس
کی روشنی میں چاندی در سونے کے تھال چمک رہے
تھے۔ فضا میں مردوں کے جسموں میں بھرنے والی جڑی

بوٹیوں کی خوشبو پھیلی ہوئی تھی۔ چراغ عنبر کے ہاتھ میں
تھا۔ اب انہیں ایک عورت کی بڑی سریلی سی مگر اداس
آواز سنائی دی۔

"عنبر! چراغ میرے تابوت کے سرہانے پتھر پر رکھ
دو"۔

عنبر نے ایسا ہی کیا۔ ناگ ماریا کیپٹن جولی سانگ
اور تھیوسانگ عنبر کے پیچھے چپ چاپ کھڑے تھے۔

عورت کی آواز آئی۔

"کل کا دن چھوڑ کر پرسوں صبح زمین پر آسمان
سے سرخ کرنوں کی بارش ہونے والی ہے۔ اس کا اثر
اس اہرام کے ندر بھی ہو گا۔ تمہیں ٹھیک بتایا گیا ہے
کہ تم ان شعاعوں کے اثر سے بے حد بوڑھے ضعیف ہو
جاؤ گے"۔

عنبر نے کہا۔

"تم ہمیں ان خطرناک شعاعوں سے کیسے بچا سکتی
ہو؟"

آواز آئی۔

"میرا نام سارجی ہے میں مصر کے فرعون کی اکلوتی
بیٹی تھی۔ مجھے بچپن ہی سے طلسم سیکھنے کا شوق تھا۔ جس

کی وجہ سے میں مرنے کے بعد بھی بول سکتی ہوں۔ اس
کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ میرے استاد نے میری موت
کے بعد میرے چہرے پر ایک طلسم پڑھ کر پھونک دیا
تھا"۔

تھیوسانگ سخت بور ہو رہا تھا اس نے بیزاری کے
ساتھ کہا۔

"شہزادی سارینی! ہمیں مختصر لفظوں میں یہ بتاؤ کہ
اگر خطرناک شعاعیں پرسوں یہاں اترنے والی ہیں تو ہم
کہاں چھپ سکتے ہیں۔ اگرچہ میں اس پر یقین نہیں
رکھتا"۔

شہزادی سارینی کی آواز آئی۔

"تم یقین کرو چاہے نہ کرو۔ خطرناک سرخ
شعاعوں کا اثر تم پر بھی ہو کر رہے گا۔ تمہارے یقین
کرنے یا نہ کرنے سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ اب تم
لوگ میری بات غور سے سنو۔ جب میں تم سے بات ختم
کر چکوں گی تو میری قبر کے چبوترے کے نیچے ایک
دروازہ کھلے گا۔ تم نیچے اتر جانا۔ اس کے بعد تم خطرناک
شعاعوں سے محفوظ ہو جاؤ گے"۔

ماریا نے پوچھا۔

"ہمیں کب تک چبوترے کے اندر تہہ خانے میں
رہنا ہو گا؟"

شہزادی سارینی نے کہا۔

"نیچے جو تہہ خانہ ہے تم اس میں ایک ہفتہ
گزارنے کے بعد باہر آ جانا۔ تب تک باہر کی فضا سے
خطرناک شعاعوں کا اثر ختم ہو چکا ہو گا۔ لیکن ایک بات
کا خیال رکھنا۔ نیچے تہہ خانے میں ایک دروازہ ہے اس
دروازے کو مت کھولنا اگر تم میں سے کسی نے اس
دروازے کو کھول دیا تو پھر تمہارے ساتھ جو بھی ہوا اس
کی ذمہ داری مجھ پر نہیں ہو گی"۔

جولی سانگ کہنے لگی۔

"تم بے فکر رہو شہزادی! ہم اس دروازے کے
قریب بھی نہیں جائیں گے"۔

شہزادی سارینی کی آواز آئی۔

"بس اب تم میری قبر کے اندر داخل ہونے کے
لئے تیار ہو جاؤ"۔

شہزادی سارینی خاموش ہو گئی۔ اس کے خاموش
ہوتے ہی قبر کی دیوار ایک جگہ سے گڑگڑاہٹ کے ساتھ
کھل گئی۔

عنبر نے کہا۔
"میں پہلے داخل ہوتا ہوں"۔
عنبر تہہ خانے میں اتر گیا۔ وہاں بھی ایک چراغ
جل رہا تھا اور فضا میں ٹھنڈک تھی۔ اس کے پیچھے ماریا
پھر ناگ اور پھر جولی سانگ اور کیٹی بھی نیچے اتر گئے۔
تہہ خانے میں آنے کے بعد عنبر نے پوچھا۔
"تھیوسانگ کہاں ہے؟"
سب نے ایک دوسرے کو دیکھا۔ تھیوسانگ وہاں
نہیں تھا۔
جولی سانگ بولی۔
"وہ ضرور باہر رہ گیا ہے۔ میں باہر جا کر اسے
لاتی ہوں"۔
جونہی جولی سانگ دیوار کی طرف بڑھی۔ دیوار کا
شگاف بند ہو گیا۔ اس نے پتھر کو ہٹانے کی بہت کوشش
کی مگر وہ کامیاب نہ ہوئی۔
عنبر نے ماریا سے کہا۔
"ماریا! تم دیوار سے گذر جاؤ اور باہر جا کر دیکھو
تھیوسانگ کہاں رہ گیا ہے؟"
ماریا اسی وقت قبر کے تہہ خانے کی پتھریلی دیوار

کی طرف بڑھی۔ مگر وہ بھی دیوار میں سے نہ گذر سکی۔
اب تو وہ سب پریشان ہو گئے۔
عنبر نے ناگ سے کہا۔
"یہ دیوار تو رکاوٹ بن گئی ہے ناگ۔ تم کوشش
کرو"۔
ناگ نے بھی سانپ بن کر کہیں سے باہر نکلنے کی
کوشش کی مگر پتھر کی دیوار میں کوئی بھی سوراخ نہیں تھا۔
ماریا نے کہا۔
"شہزادی سارینی کو مدد کے لئے پکارنا چاہیے"۔
عنبر نے اسی وقت شہزادی سارینی کو آواز دی اور
کہا کہ وہ تھیوسانگ کو باہر سے اندر لانے میں مدد
کرے۔ شہزادی سارینی کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا۔
کیٹی جولی سانگ اور ماریا نے باری باری شہزادی کو پکارا
مگر شہزادی سارینی تو جیسے وہاں سے رخصت ہو چکی تھی۔
انہیں تھیوسانگ کی فکر پڑ گئی۔
جولی سانگ پریشان ہو کر کہنے لگی۔
"میرا بھائی تھیوسانگ اندر نہ آیا تو خطرناک
شعاعیں اسے بوڑھا بنا ڈالیں گی"۔
ناگ کہنے لگا۔

"میرا تو خیال ہے کہ تھیوسانگ جان بوجھ کر باہر
رہ گیا ہے۔ اصل میں اسے لال شعاعوں کی بارش کا یقین
نہیں ہے۔ وہ اسے توہمات خیال کر رہا تھا"۔
کیٹی بولی۔
"اسے ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔ میں بھی خلاء کی
رہنے والی ہوں مگر میں جانتی ہوں کہ اس کائنات میں
ایسے ایسے اسرار اور راز ہیں کہ جنہیں ہم بھی نہیں سمجھ
سکتے۔ تھیوسانگ نے جان بوجھ کر باہر رہ کر سخت غلطی
کی ہے ب تو ہم اسے باہر سے لا بھی نہیں سکتے۔ دیوار
تو بند ہو گئی ہے۔ شہزادی سارینی بھی جا چکی ہے"۔
عنبر کہنے لگا۔
"اور تہہ خانے کا دروازہ تو ایک ہفتے بعد ہی کھلے
گا۔ خدا تھیوسانگ کی حفاظت کرے۔ لیکن میں دیوار
گرانے کی کوشش کرتا ہوں"۔
عنبر نے اپنا پورا زور لگا کر دیوار کو باہر کی طرف
دھکیلا۔ لیکن دیوار تو جیسے فولاد کی بنی ہوئی تھی۔ اس کے
اپنی جگہ سے سرکنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ عنبر
تھک ہار کر بیٹھ گیا اور بولا۔
"اب کچھ نہیں ہو سکتا۔ تھیوسنگ نے سخت

حماقت کی کہ باہر رہ گیا۔ اگر اس نے جان بوجھ کر ایسا
کیا ہے تو وہ لال شعاعوں کی بارش سے بچ نہیں سکے
گا"۔
جولی سانگ اداس آواز میں بولی۔
"یہ تو بہت برا ہو گا عنبر! میرا بھائی بوڑھا ہو
جائے گا۔ وہ قیامت تک بوڑھا ہی رہے گا۔ خدا جانے
اب اس سے کب ملاقات ہو گی"۔
جولی سانگ نے سر جھکا دیا اور اس کی آنکھوں
میں آنسو آ گئے۔ سب نے اسے حوصلہ دیا۔
عنبر نے کہا۔
"ہم ہزاروں بار مصیبتوں میں گھرے ہیں مگر ہم
نے کبھی ہمت نہیں ہاری۔ ہم ایک دوسرے سے بچھڑے
بھی ہیں لیکن ایک دوسرے سے مل بھی گئے ہیں۔ ہم
ابھی دو دن اس تہہ خانے میں ہیں ہو سکتا ہے تھیوسانگ
کسی طرح دیوار میں شگاف بنا کر باہر سے اندر آ جائے۔
جولی سانگ نے کہا۔
"تھیوسانگ بڑا ضدی ہے۔ وہ اندر نہیں آئے گا۔
کیونکہ وہ لال شعاعوں پر یقین ہی نہیں رکھتا"۔
عنبر ناگ ماریا جولی سانگ اور کیٹی تہہ خانے کے

فرش پر دیوار سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئے۔ طاق میں چراغ
جل رہا تھا اس کی روشنی میں سامنے والی دیوار میں ایک
چھوٹا سا دروازہ دکھائی دے رہا تھا جو بند تھا۔ ناگ نے
اس دروازے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"یہ وہ دروازہ ہے جس کے بارے میں شہزادی
سارینی نے تاکید کی تھی کہ اسے ہرگز نہ کھولا جائے۔
ہمیں ہوشیار رہنا چاہیے اور اس دروازے کو کھولنے کی
ہرگز کوشش نہ کرنی چاہیے"۔

ماریا بولی۔

"ہمیں کیا ضرورت ہے دروازے کو کھولنے کی
لیکن تھیوسانگ کو تلاش کرنا بھی ہمارا فرض ہے"۔

عنبر نے کہا۔

"تو تمہارا خیال ہے کہ ہم اسے اس دروازے کو
کھول کر اندر تلاش کریں گے؟"

ماریا بولی۔

"میرا تو خیال ہے کہ ہمیں اس کے اندر بھی
تھیوسانگ کو دیکھنا چاہیے"۔

کیٹی نے سر کو ہلکا سا جھٹکا دے کر کہا۔

"ماریا! تھیوسانگ اس بند کوٹھڑی کے اندر کہاں

سے آ جائے گا"۔

جولی سانگ بولی۔

"آخر ایک نظر دیکھ لینے میں کیا حرج ہے؟ ممکن
ہے شہزادی سارینی نے ہی اسے اس کوٹھڑی میں بے
ہوش کر کے ڈال دیا ہو"۔

عنبر نے فوراً ہاتھ اٹھاتے ہوئے کہا۔

"میں اس کوٹھڑی کا دروازہ کھولنے کی کسی کو
اجازت نہیں دوں گا۔ شہزادی سارینی نے ہمیں یہ دروازہ
نہ کھولنے کی سخت تاکید کی تھی"۔

جولی سانگ ناامید سی ہو کر بولی۔

"نہ کھولیں میں کہاں اسے کھولنے جا رہی ہوں"۔

تہ خانے میں خاموشی چھا گئی۔ اب سب وہاں
بیٹھے وقت گزارنے لگے۔

ناگ بولا۔

"ہم ایک ہفتہ اس تہ خانے میں کیسے گزاریں
گے؟ ہمیں میرا خیال ہے اپنے اوپر نیند طاری کر کے سو
جانا چاہیے۔ کیونکہ سوتے میں وقت گزرنے کا کچھ پتہ
نہیں چلتا"۔

عنبر کو یہ ترکیب پسند آئی کہنے لگا۔

"یہ تجویز اچھی ہے۔ باقی ساتھیوں کی کیا رائے ہے؟"

جولی سانگ نے کہا۔

"جس نے سونا ہے سو جائے۔ ہو سکتا ہے کچھ دیر بعد ہم بھی سو جائیں"۔

ماریا کہنے لگی۔

"میں تو اپنے اوپر نیند طاری کرنے لگی ہوں"۔

سب سے پہلے عنبر اور ناگ وہیں لیٹ گئے۔ انہوں نے اپنے اوپر نیند طاری کر لی اور وہ سو گئے۔ اس کے بعد ماریا اور کیتھی بھی سو گئیں۔ صرف جولی سانگ باقی رہ گئی۔ جب اس نے دیکھا کہ سارے سو گئے ہیں تو وہ اکیلی بور ہونے لگی اور تھوڑی دیر بعد وہ بھی سو گئی۔

جس وقت شہزادی سارینا کی ممی ان لوگوں کو ہدایت دے رہی تھی کہ یہ سب لوگ اس کی قبر کے نیچے والے تہہ خانے میں چھپ جائیں اور اس میں ایک ہفتہ تک بیٹھے رہیں تاکہ باہر لال شعاعوں کا اثر ختم ہو جائے تو تھیوسانگ سب سے پیچھے کھڑا یہ سن رہا تھا۔ وہ اپنے دل میں کہہ رہا تھا میں تو اس قسم کی فضول باتوں پر

اعتبار نہیں کرتا۔ مجھے کیا ضرورت پڑی ہے کہ میں ایک ہفتے تک تنگ و تاریک تہہ خانے میں پڑا رہوں۔ چنانچہ اس نے پیچھے کھسکنا شروع کر دیا۔ شہزادی سارینا بول رہی تھی کہ تھیوسانگ ممی کے حجرے میں سے نکل کر باہر سرنگ میں آ گیا۔ یہاں سے بھاگ کر وہ راہ داری میں آ گیا اور پھر اہرام کی دیوار کے بڑے پتھر کے پاس آ کر کھڑا ہو گیا۔ یہاں وہ باہر نکلنے کا راستہ تلاش کرنے لگا۔ ایک جگہ اسے چھوٹا سا انگلی کے برابر سوراخ دکھائی دیا۔ تھیوسانگ کے لئے اتنی جگہ کافی تھی۔ اس نے اپنی انگلی اپنی گردن پر رکھی اور وہ ایک دم سے چھوٹا سا بن گیا۔ پھر وہ اہرام کے سوراخ میں سے باہر نکل گیا۔ باہر وہ اہرام کی بڑی سیڑھی کے پتھر پر آ کر بیٹھ گیا۔

اس کے فوراً بعد تھیوسانگ نے دوسری انگلی اپنی گردن پر رکھی اور وہ پھر سے پورے قد کا انسان بن گیا۔ تھیوسانگ نے آزاد فضا میں گہرا سانس لیا اور بولا۔

"اب میں تہہ خانے کی قید سے بچ گیا ہوں"۔

اصل میں تھیوسانگ پراسرار واقعات کا قائل تھا اور وہ اس قسم کے واقعات سے عنبر ناگ ماریا کے ساتھ کئی بار گذر چکا تھا مگر وہ سائنس کے معاملہ میں کسی وہم

کا شکار ہونے کے لئے تیار نہیں تھا۔ سائنسی اعتبار سے
اسے یقین تھا کہ آسمان سے الٹرا وائیلٹ اور گاما شعاعیں
زمین کی طرف ہر وقت آتی رہتی ہیں جو زمین کی فضا
میں پہنچ کر ختم ہو جاتی ہیں اور نیچے تک نہیں پہنچ
سکتیں۔ اسی لئے اسے مردے کی بات کا ذرہ برابر بھی
اعتبار نہیں تھا کہ دو دن بعد آسمان سے سرخ شعاعوں کی
ایسی بارش ہو گی جس کے اثر سے دنیا کے دوسرے
لوگ تو محفوظ رہیں گے لیکن عنبر ناگ ماریا تھیوسانگ جولی
سانگ اور کیٹی بوڑھے کھوسٹ ہو جائیں گے۔ وہ اسے
فضول بات سمجھ رہا تھا اور اسے افسوس تھا کہ عنبر اور
ناگ ماریا اور جولی سانگ کیٹی نے بھی ایک مردے کی
غیر سائنسی بات پر یقین کر لیا۔

اسی وجہ سے وہ ان سب کو چھوڑ کر اہرام سے
باہر نکل آیا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ ایک ہفتے کے بعد
ناگ عنبر ماریا وغیرہ اہرام سے باہر آ جائیں گے۔ پھر وہ
ان کے ساتھ مل جائے گا اور ان کا مذاق اڑائے گا کہ
خواہ مخواہ تہہ خانے میں ہفتہ بھر قید رہے۔ تھیوسانگ اسی
خیال سے اہرام سے دور نکل جانا چاہتا تھا کہ کہیں ماریا
یا ناگ باہر آ کر اسے مجبور کر کے اندر نہ لے جائیں۔

تھیوسانگ نے صحرا میں دوڑنا شروع کر دیا۔ دھوپ نکلی
ہوئی تھی۔ دور تک صحرا میں ریت کے ٹیلے بکھرے ہوئے
تھے۔ تھیوسانگ کی رفتار کافی تیز تھی۔ وہ اہرام سے کافی
دور نکل آیا تو ریت کے ایک اونچے ٹیلے کے پاس بیٹھ
گیا۔ ابھی اسے دو دن اور ایک رات بسر کرنی تھی۔
کیونکہ اس کے ساتھی اگر ہفتے بعد نہیں تو شاید تین دن
بعد اہرام سے باہر نکل آئیں۔ کیونکہ تیسرے دن سرخ
شعاعوں کی بارش ہونے والی تھی۔ جو کہ تھیوسانگ کے
خیال میں کبھی نہیں ہو گی تو عنبر ماریا ناگ وغیرہ تیسرے
دن اپنے آپ اہرام سے باہر آ جائیں گے۔

تھیوسانگ اہرام سے زیادہ دور نہیں جانا چاہتا تھا۔
اس کو عنبر ناگ ماریہ وغیرہ کی دور سے ہلکی ہلکی خوشبو
باہر آ رہی تھی۔ اسے صرف یہی ڈر تھا کہ ہو سکتا ہے
وہ لوگ ماریہ کو اس کی تلاش میں بھیج دیں کیونکہ ماریا تو
دیواروں میں سے گزر کر ہوا میں پرواز کرتی ہوئی اس
کے پاس پہنچ سکتی تھی۔ تھیوسانگ نے فضا میں سونگھا۔
ماریا کی خوشبو بہت دور تھی۔ اگر وہ وہاں آتی تو اس کی
خوشبو بڑے قریب سے آتی محسوس ہوتی۔ تھیوسانگ نے
سوچا کہ اسے تین دن اہرام کے پاس صحرا میں گزارنے

ہیں۔ کوئی اچھا سا ٹھکانہ تلاش کرکے وہاں بیٹھنے کی جگہ بنا
لینی چاہیے۔

تھیوسانگ اٹھ کر ریت کے ٹیلوں میں پھرنے لگا۔
ایک ٹیلے کے پیچھے گیا تو کیا دیکھتا ہے کہ کھجور کے
درختوں کے نیچے ایک چھوٹا چشمہ بہہ رہا ہے اور ایک
چھوٹی سی کوٹھڑی بھی بنی ہوئی ہے جس کا دروازہ کوئی
نہیں ہے۔ تھیوسانگ کو یہ جگہ پسند آگئی۔ وہ کوٹھڑی کے
اندر آگیا۔ کوٹھڑی بالکل خالی تھی۔ فرش پر کھجور کے
خشک پتوں کا بستر بچھا ہوا تھا۔ اس قسم کی کوٹھڑیاں چشموں
کے پاس صحراؤں میں اس لئے بنا دی جاتی ہیں کہ مسافر
آکر وہاں آرام کریں۔ تھیوسانگ کوٹھڑی میں جا کر پتوں
پر لیٹ گیا۔ وہ کافی دیر تک لیٹا رہا پھر جب شام ہونے
لگی تو باہر نکل کر چشمے کے پاس بیٹھ گیا۔ سورج اہرام
کے پیچھے غروب ہو رہا تھا۔ صحرا میں دھوپ کا رنگ سنہری
ہو گیا تھا۔ پھر شام ہو گئی۔ اس کے بعد رات ہو گئی
اور آسمان پر خوبصورت تارے چمکنے لگے۔ فضا میں سردی
بھی ہو گئی۔ کیونکہ صحرا میں دن کے وقت گرمی اور رات
کو سردی ہوتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ریت کے
ذرے الگ الگ ہونے کی وجہ سے رات کو جلدی

ٹھنڈے ہو جاتے ہیں۔

رات کو بھی تھیوسانگ نے کئی بار فضا میں سونگھا
کہ شاید ماریا اس کی تلاش میں وہاں نہ پہنچ چکی ہو مگر
ماریا کو ابھی تک کسی نے نہیں بھیجا تھا۔ تھیوسانگ
اطمینان سے کوٹھڑی میں جا کر لیٹ گیا۔ اپنے دوستوں عنبر
ناگ وغیرہ کی طرف سے وہ مطمئن تھا کہ وہ اہرام کے
اندر محفوظ ہیں۔ اس لئے اسے کوئی فکر نہیں تھی۔ وہ
جانتا تھا کہ دو دن بعد جب آسمان سے سرخ شعاعوں کی
بارش نہ ہوئی تو اپنے آپ اہرام سے باہر آجائیں گے۔
تھیوسانگ کو خوشی تھی کہ وہ تہہ خانے کی تنگ و تاریک
فضا میں بند ہونے کی بجائے صحرا کی کھلی فضا میں ہے۔
اس نے بھی اپنے اوپر نیند طاری کر لی کیونکہ نیند میں
وقت گزرنے کا انسان کو احساس نہیں رہتا۔ وہ سو گیا۔
اس کی آنکھ کھلی تو رات گزر چکی تھی اور دوسرا دن نکل
آیا تھا۔ تھیوسانگ اٹھ کر صحرا میں سیر کرتا اہرام کے
قریب چلا آیا۔ اسے اہرام کے اندر سے عنبر ناگ ماریا
جولی سانگ اور کیٹی کی خوشبوئیں برابر آ رہی تھیں۔
اس کا مطلب تھا کہ وہ اہرام کے اندر ہی ہیں۔
تھیوسانگ یہ اطمینان کرنے کے بعد واپس ٹیلے والی کوٹھڑی

میں آ کر بیٹھ گیا۔ صحرا میں سورج نکلنے کے تھوڑی دیر
بعد آگ برسنے لگی تھی اور گرم ہوائیں چلنے لگی تھیں۔
تھیوسانگ کو گرمی کا احساس تو نہیں تھا پھر بھی وہ کوٹھڑی
کے اندر ہی رہا۔

دوسری طرف اہرام کے اندر قبر والے تہہ خانے
میں عنبر ناگ ماریا جولی سانگ اور کیٹی بھی اٹھ بیٹھے
تھے۔ تھیوسانگ کے بارے میں سب کو فکر لگا ہوا تھا۔
عنبر ناگ ماریا کو یہی فکر تھا کہ اگر لال شعاعوں کی بارش
ہو گئی تو تھیوسانگ کو سخت نقصان پہنچے گا اور وہ بوڑھا
ہو جائے گا اور خدا جانے پھر اس کے ساتھ کیا گزرے؟
جولی سانگ تو ان سب سے زیادہ پریشان تھی۔ کیٹی کو
بھی خلائی مخلوق ہونے کی وجہ سے زیادہ فکر تھی۔ عنبر نے
دو تین بار دیواروں کو توڑنے اور ماریا کو باہر بھیجنے کی
کوشش کی مگر وہ کامیاب نہ ہو سکا۔ دوسری رات اور
تیسرا دنا بھی گزر گیا۔ اب اگلے روز زمین پر لال
شعاعوں کی بارش ہونے والی تھی۔

عنبر نے کہا۔

"باہر سے تھیوسانگ کی ہلکی ہلکی خوشبو آ رہی ہے
جس کا مطلب ہے کہ وہ باہر ہی ہے۔ صبح زمین پر لال

شعاعوں کی بارش ہونے والی ہے۔ کاش! تھیوسانگ اہرام
سے باہر نہ جاتا۔ اس نے بڑی سخت غلطی کی۔

جولی سانگ ان سب سے زیادہ پریشان تھی۔ کیونکہ
تھیوسانگ اس کا بھائی تھا۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ لال
شعاعوں کی وجہ سے اسکا پیارا بھائی ایک دم سے بوڑھا
ہو جائے اور چل پھر بھی نہ سکے۔ آدھی رات کو عنبر
ناگ ماریا ایک بار پھر ارادہ کر کے سو گئے۔ جولی سانگ
اور کیٹی جاگ رہی تھیں۔

کیٹی نے سرگوشی میں جولی سانگ سے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ شہزادی سائرلی نے تھیوسانگ
کو اس کوٹھڑی میں بند کر رکھا ہے۔ ہمارے جانے کے
بعد وہ اسے کوٹھڑی میں سے نکال کر اپنا غلام بنا لے
گی"۔

جولی سانگ نے کہا۔

"میں تو کل سے یہی کہہ رہی ہوں مگر مجھے کوئی
دروازہ کھولنے ہی نہیں دے رہا"۔

کیٹی نے کہا۔

"اس وقت سب سو رہے ہیں۔ میں جا کر دروازہ
کھول دیتی ہوں۔ پھر تم بھی اندر آ جانا۔ ضرور تھیوسانگ

کو شہزادی نے بے ہوش کر رکھا ہے"۔

جولی سانگ ذرا ہچکچا کر بولی۔

کیٹی! سوچ لیتے ہیں کہیں کسی مصیبت میں نہ پھنس جائیں"۔

کیٹی نے آہستہ سے کہا۔

"کیا تمہیں اپنے بھائی کا خیال نہیں ہے"۔

اب جولی سانگ بھی تیار ہو گئی۔ وہ دونوں آہستہ سے اٹھ کر تہہ خانے کے اس بند دروازے کی طرف بڑھیں جس کے بارے میں شہزادی ساریٹی نے سختی سے منع کیا تھا کہ اس دروازے کو ہرگز ہرگز نہ کھولا جائے۔ کیونکہ اگر کچھ ہو گیا تو پھر وہ اس کی ذمے دار نہیں ہو گی۔ مگر جولی سانگ اپنے بھائی کی محبت سے مجبور تھی۔ ناگ عنبر ماریا وہیں قریب ہی گہری نیند سو رہے تھے۔ ماریا غائب تھی لیکن کیٹی ور جولی سانگ نے اطمینان کر لیا تھا کہ وہ بھی اپنے اوپر خود نیند طاری کر کے سو چکی ہے۔ جولی سانگ پیچھے پیچھے تھی۔ کیٹی نے آگے بڑھ کر کچھ سوچے سمجھے بغیر کوٹھڑی کا پراسرار دروازہ کھول دیا۔

ندر سے تیز آندھی کے ساتھ کالے بادل باہر کو لپکے۔

جولی سانگ کی چیخ

تہہ خانے میں سیاہ کالا بادل چھا گیا۔

تیز آندھی کے بگولے چلنے لگے۔ عنبر ناگ ماریا جاگ پڑے۔ ان کے دم گھٹنے لگے۔ انہوں نے ایک دوسرے کو آواز دینی چاہی مگر ان کی آوازیں نہ نکل سکیں۔ کیٹی اور جولی سانگ کے سانس بھی رک رہے تھے۔ ان کے گلے بھی بند ہو گئے تھے۔ اب تہہ خانے میں جو تیز بگولا چل رہا تھا اس نے ان سب کو اپنی لپیٹ میں لے لیا اور وہ بگولے کے ساتھ تہہ خانے میں گردش کر رہے تھے۔ اڑتے اڑتے گردش کرتے کرتے ان کے جسم سن ہو گئے۔ ان کی آنکھیں بند ہو گئیں۔ اور پھر انہیں ہلکا سا احساس ہوا کہ جیسے وہ کسی گہرے کنوئیں میں اتر رہے ہیں۔

دوسری طرف تھیوسنگ چیتے والی کوٹھڑی میں سو

رہا تھا۔ جب رات گزر گئی اور سورج صحرا میں اپنی
سنہری کرنیں بکھیرتے ہوئے طلوع ہوا تو تھیوسانگ کی آنکھ
کھل گئی ۔ وہ اٹھ کر باہر آ گیا۔ اس کے ذہن میں یہ
احساس تھا کہ مروے کی پیش گوئی کے مطابق آج زمین پر
لال شعلوں کی بارش ہونے والی ہے۔ اگرچہ اس کا
دماغ اسے تسلیم کرنے پر تیار نہیں تھا لیکن دل میں ایک
ہلکا سا وسوسہ لگا ہوا تھا۔ اس نے گہرا سانس لیا تو وہ
چونک پڑا۔ اسے عنبر ناگ ماریا کیٹی اور جولی سانگ میں
سے کسی کی خوشبو نہیں آ رہی تھی۔ وہ گھبرا گیا۔ یہ کیسے
ہو سکتا ہے۔ اس نے سوچا۔ کل رات تک تو ان سب
کی خوشبو باقاعدہ آ رہی تھی۔ پھر یہ لوگ کہاں چھپ گئے؟

تھیوسانگ نے صحرا میں اہرام کی طرف دوڑنا
شروع کر دیا۔ اہرام کے پاس پہنچ کر اس نے ایک بار
زور سے سانس اندر کھینچی۔ عنبر ناگ ماریا جولی سانگ اور
کیٹی میں سے کسی کی خوشبو نہیں آ رہی تھی۔ اب تو وہ
بہت پریشان ہوا۔ وہ اہرام کی چھ سیڑھیاں چڑھ کر
ساتویں سیڑھی پر آ گیا۔ یہاں وہ سوراخ تھا جس میں سے
وہ چھوٹا بن کر باہر نکلا تھا۔ اس نے بہت ڈھونڈا مگر وہ
سوراخ اسے نہ ملا۔ تھیوسانگ نے گھبرا کر عنبر ناگ ماریا

کو آوازیں دینی شروع کر دیں۔ وہ صحرا میں اونچی آواز
میں پکار رہا تھا لیکن عنبر ناگ ماریا کی طرف سے کوئی
جواب نہیں آ رہا تھا۔ تھیوسانگ نے سوچا کہ اسے اہرام
کے چاروں طرف گھوم پھر کر اندر جانے کے لئے کسی
سوراخ کو تلاش کرنا چاہیے۔ وہ اہرام کافی بڑا تھا۔
تھیوسانگ اس کی دیواروں کو جھک کر غور سے دیکھنے لگا
کہ شاید کسی جگہ پر کوئی سوراخ مل جائے اور وہ چھوٹا
ہو کر اندر چلا جائے۔ مگر دیواروں میں بڑے بڑے پتھر
ایک دوسرے سے بالکل جڑے ہوئے تھے۔ اسے وہ
سوراخ بھی نہیں مل رہا تھا جس میں نکل کر وہ باہر آیا
تھا۔ تھیوسانگ نے سوچا کہ اہرام کی چوٹی پر چل کر اندر
جانے کو کوئی راستہ ڈھونڈتا ہوں۔ ممکن ہے وہاں کوئی
شگاف ہو۔

تھیوسانگ اہرام کی سیڑھیاں چڑھنے لگا۔ ابھی اس
نے دوسری سیڑھی ہی طے کی تھی کہ اچانک آسمان پر
ایک طرف سے گہرا سرخ بادل آ کر چھا گیا۔ تھیوسانگ
وہیں رک گیا۔ اس نے آسمان کی طرف دیکھا۔ آسمان
سارے کے سارا لال ہو گیا تھا۔ اب اس کو احساس ہوا
کہ مروے کی پیش گوئی سچ ثابت تو نہیں ہو رہی؟ کہیں

واقعی آسمان سے لال شعاعوں کی بارش تو شروع نہیں ہونے والی؟ ابھی وہ یہ سوچ ہی رہا تھا کہ آسمان سے لال رنگ کی لمبی لمبی کرنیں نیچے اترنے لگیں۔ تھیوسانگ چھلانگ لگا کر سیڑھیوں سے نیچے کودا اور ایک ریت کے ٹیلے کی طرف بھاگا۔ اسے یقین ہو گیا تھا کہ یہ وہی لال شعاعیں ہیں جن کے اثر سے وہ بوڑھا ضعیف ہو جائے گا۔

وہ ٹیلے کے پاس پہنچا ہی تھا کہ سرخ کرنیں اس کے اوپر گرنا شروع ہو گئیں۔ تھیوسانگ نے اپنے آپ کو ریت میں چھپا لیا۔ کرنیں چاروں طرف گر رہی تھیں۔ یہ لال شعاعوں کی بارش تھی۔ ساری فضا سرخ ہو گئی تھی۔ تھیوسانگ ریت کے اندر چھپا آہستہ آہستہ سانس لے رہا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ ریت میں چھپ جانے سے وہ لال شعاعوں کے اثر سے محفوظ ہو گیا ہے۔ مگر ایسی بات نہیں تھی۔ لال شعاعوں نے اس پر اثر شروع کر دیا تھا۔ اچانک تھیوسانگ کو اپنے اندر کمزوری محسوس ہونے لگی۔ وہ گھبرا کر ریت میں سے باہر نکل آیا۔ اپنے جسم کو دیکھ کر اس کے حلق سے چیخ نکل گئی اور وہ ریت پر گر گیا۔

تھیوسانگ بوڑھا کھوسٹ ہو گیا تھا۔ اس کا جسم سوکھ کر کانٹا ہو گیا تھا گوشت ہڈیوں سے چمٹ گیا تھا۔ چہرے پر گہری جھریاں پڑ گئی تھیں۔ بال سفید ہو گئے تھے۔ آنکھیں اندر کو دھنس چکی تھیں۔ وہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اس نے اپنے آپ کو غور سے دیکھا۔ وہ سچ مچ سو برس کا بوڑھا لگتا تھا۔ اس کا سر آہستہ آہستہ ہلنے لگا تھا۔ کپڑے کھلے ہو گئے تھے۔ کمر جھک گئی تھی۔ اس نے سر جھکا لیا۔ اب وہ پچھتانے لگا کہ اس نے اپنے دوستوں کی بات کیوں نہ مانی اور اہرام سے باہر کیوں نکل آیا۔ اگر وہ اہرام سے باہر نہ نکلتا تو اس اذیت ناک بڑھاپے سے بچ سکتا تھا۔ آسمان سے لال شعاعوں کی بارش آہستہ آہستہ کم ہوتی گئی۔ پھر لال شعاعیں گرنا بند ہو گئیں اور تھوڑی دیر بعد آسمان سے لال بادل بھی غائب ہو گیا اور ایک بار پھر سورج صحرا پر چمکنے لگا۔

تھیوسانگ آہستہ سے اٹھا اور چلنے لگا۔ وہ زیادہ تیز نہیں چل سکتا تھا۔ اس کا سانس پھول رہا تھا۔ اس کے جسم کی آدھی سے زیادہ طاقت ختم ہو چکی تھی۔ وہ بڑی مشکل سے دو گھنٹے لگا کر ریت پر چلتا ہوا چشمے والی کوٹھڑی میں آ کر گر گیا۔ وہ ہانپ رہا تھا اس کا جسم پسینے میں

شرابور تھا۔ اس کی نظر بھی بڑھاپے کی وجہ سے کمزور ہو
گئی تھی۔

چونکہ تھیوسانگ ایک خلائی سائنس دان تھا اس
لئے س نے بہت جلد اپنے آپ کو سنبھال لیا۔ اگرچہ
اس پر شدید قسم کا بڑھاپا طاری ہو گیا تھا لیکن اس کے
ذہن میں ذہانت اور عقل اسی طرح جوان اور تیز تھی۔
ایک بات وہ اچھی طرح سے جانتا تھا کہ یہ بڑھاپا قدرتی
نہیں ہے بلکہ لال شعاعوں کی وجہ سے اس پر طاری ہوا
ہے اور ایسا ہو سکتا ہے کہ کسی دوسری قسم کی شعاعوں
سے یہ بڑھاپا ایک بار پھر جوانی میں تبدیل ہو جائے۔
سوال یہ تھا کہ دوسری قسم کی شعاعیں کون سی ہو سکتی
ہیں اور وہ کہاں سے آ سکتی ہیں؟ اس وقت تک
تھیوسانگ کو بڑھاپے میں زندگی بسر کرنی تھی۔ بڑھاپا بھی
ایسا تھا کہ تھیوسانگ زیادہ چل پھر نہیں سکتا تھا۔ چلنے
پھرنے سے اس کا سانس پھول جاتا تھا۔ وہ کوٹھڑی میں
کھجور کے خشک پتوں پر چپ چاپ بیٹھا عنبر ناگ ماریا
جولی سانگ اور کیٹی کے بارے میں سوچ رہا تھا کہ ان
کی خوشبو کیوں نہیں آ رہی؟ انہیں تو اہرام سے باہر نکل
آنا چاہیے۔ اب تو باہر لال شعاعوں کی بارش نہیں ہو

رہی۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ جیسا کہ شہزادی نے کہا تھا وہ
ایک ہفتے کے بعد اہرام سے باہر نکلیں۔ مگر ان کی خوشبو
کیوں نہیں آ رہی؟ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ لوگ
اہرام کے اندر خفیہ تہہ خانے میں نہیں ہیں۔ پھر وہ کہاں
چلے گئے؟ یہ بات بھی تھیوسانگ کو پریشان کر رہی تھی۔
مگر وہ بڈھا اور کمزور تھا۔ اپنے دوستوں کو تلاش بھی
نہیں کر سکتا تھا۔

عنبر ناگ ماریا کہاں چلے گئے؟ یہ ہم آپ کو بعد
میں بتائیں گے۔ پہلے یہ بتاتے ہیں کہ کوٹھڑی میں جب
کالے بادل کا بگولا تیزی سے گردش کر رہا تھا اور عنبر
ناگ ماریا کیٹی اور جولی سانگ اس کے ساتھ ساتھ
کوٹھڑی میں چکر لگا رہے تھے تو انہیں محسوس ہوا کہ وہ
نیچے کر رہے ہیں۔ اس وقت کیٹی اور جولی سانگ کو
ایک زبردست جھٹکا لگا اور وہ بگولے کی گردش سے نکل
کر کوٹھڑی کی دیوار سے ٹکرائیں اور بے ہوش ہو گئیں۔
کچھ دیر بعد جب انہیں ہوش آیا تو انہوں نے ایک
دوسری کو دیکھا۔ جولی سانگ جلدی سے اٹھ کر بیٹھ گئی۔

"کیٹی! تم ٹھیک ہو؟"

کیٹی نے اپنے بالوں کو درست کرتے ہوئے کہا۔

"میں تو ٹھیک ہوں مگر عنبر ناگ ماریہ کہاں ہیں؟"

جولی سانگ نے ادھر ادھر کوٹھڑی میں دیکھا۔ کہنے لگی۔

"عنبر ناگ تو کہیں نظر نہیں آ رہے"۔

پھر اس نے ماریا کو آواز دی۔ کوئی جواب نہ آیا۔

کیٹی نے گھبرا کر کہا۔

"عنبر ناگ ماریہ کی خوشبو بھی نہیں آ رہی۔ مگر۔۔۔۔۔۔ مگر تھیوسانگ کی خوشبو آ رہی ہے"۔

جولی سانگ نے سانس کھینچ کر کہا۔

"ہاں! تھیوسانگ کی خوشبو آ رہی ہے۔ مگر بہت دھیمی خوشبو آ رہی ہے"۔

پھر وہ سر پکڑ کر بولی۔

"ہم نے کس قدر غلطی کی کہ دروازہ کھول دیا ہمیں ایسا نہیں کرنا چاہیے تھے۔ خدا جانے عنبر ناگ ماریا کہاں چلے گئے ہیں"۔

کیٹی بھی افسوس کرتے ہوئے بولی۔

"یہ ساری غلطی مجھ سے ہوئی ہے۔ میں اپنے آپ کو کبھی معاف نہیں کروں گی۔ عنبر نے بھی ہمیں منع

کیا تھا کہ اس کوٹھڑی کا دروازہ نہ کھولیں مگر ہم نے تھیوسانگ کی محبت میں آ کر دروازہ کھول دیا اور تیز بگولے میں پھنس گئے"۔

جولی سانگ اٹھتے ہوئے کہنے لگی۔

"ساتھ والے تہ خانے میں آؤ۔ کہیں عنبر ناگ ماریہ وہاں بے ہوش نہ پڑے ہوں اور ان کی خوشبو ان کا ساتھ چھوڑ گئی ہو"۔

وہ کوٹھڑی سے نکل کر تہ خانے میں آ گئے۔ یہاں بھی عنبر ناگ ماریا کہیں نہیں تھی۔ جولی سانگ نے ایک بار پھر اونچی آواز میں عنبر ناگ ماریہ کو آوازیں دے کر پکارا۔ مگر کسی طرف سے کوئی جواب نہ آیا۔

کیٹی مایوسی کے ساتھ بولی۔

"عنبر ناگ ماریہ کو بلانے کا کوئی فائدہ نہیں جولی! خدا جانے وہ کہاں پہنچ چکے ہیں"۔

جولی سانگ کہنے لگی۔

"ہمیں یہاں سے باہر نکل کر تھیوسانگ کی خوشبو پر اسے تلاش کرنا چاہیے۔ ہو سکتا ہے عنبر ناگ ماریا اس کے پاس پہنچ گئے ہوں"۔

کیٹی نے اپنے دل پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

"جولی! مجھے خطرہ ہے کہ ------ کہیں تھیوسانگ
بوڑھا نہ ہو گیا ہو۔ وہ اہرام کے باہر تھا اور آج باہر
آسمان سے لال شعاعوں کی بارش ہونے والی تھی"۔
جولی سانگ بھی سر کو تھام کر رہ گئی۔
"ہائے میرا بھائی بوڑھا ہو گیا تو میں اسے کیسے دیکھ
سکوں گی۔ کاش! وہ بھی ہمارے ساتھ اندر آ جاتا"۔
کیٹی نے کہا۔
"اندر آ جاتا تو خدا جانے اس کے ساتھ بھی کیا
گزرتی!"
جولی سانگ بولی۔
"پھر تو کچھ بھی نہ ہوتا۔ پھر ہمیں کوٹھڑی کا
پراسرار دروازہ کھولنے کی کیا ضرورت تھی۔ پھر تو عنبر
ناگ ماریا بھی ہمارے ساتھ ہی رہتے"۔
کیٹی نے کہا۔
"جولی! اب پچھتانے کی بجائے ہمیں آگے کا سوچنا
چاہیے۔ ہمیں کسی طرح یہاں سے باہر نکل کر تھیوسانگ
اور عنبر ماریا ناگ کا سراغ لگانا چاہیے"۔
جولی سانگ نے تہہ خانے کی دیوار کو دیکھا جہاں
شگاف میں سے گزر کر وہ تہہ خانے میں آئے تھے۔ کہنے

لگی۔
"شگاف تو بند ہو چکا ہے۔ ہم باہر کیسے نکلیں
گی؟"
کیٹی کہنے لگی۔
"میرا خیال ہے ہمیں ابھی باہر نہیں نکلنا چاہیے۔
شہزادی سارینی نے کہا تھا کہ باہر سات دن تک لال
شعاعوں کا اثر رہے گا"۔
جولی سانگ مایوس ہو کر بیٹھ گئی۔
"تو پھر ہم یہاں سات دن تک قید رہیں گے؟"
کیٹی نے مشورہ دیا۔
"ہمیں اب جلدبازی سے کام نہیں لینا چاہیے۔
شہزادی سارینی کے حکم کو نہ مان کر ہم پہلے ہی نقصان
اٹھا چکی ہیں۔ اب ہمارے لئے یہی بہتر ہے کہ ہم اس
کے حکم کے مطابق سات دن اسی تہہ خانے میں بند رہیں
اور باہر نکلنے کی ہرگز کوشش نہ کریں۔ کیونکہ یقینی طور پر
باہر لال شعاعوں کا اثر ہو گا"۔
جولی سانگ نے سانس کھینچ کر کہا۔
"تھیوسانگ کی خوشبو ابھی تک آ رہی ہے مگر
خوشبو بہت کمزور ہے۔ وہ ضرور بوڑھا ہو گیا ہو گا۔ میں

ابھی اس کے پاس جانا چاہتی ہوں کیٹی"۔
کیٹی نے جولی سانگ کو سمجھاتے ہوئے کہا۔
"عقل سے کام لو جولی۔۔۔۔ ہم خلائی مخلوق ہیں۔
ہمیں انسانوں کی طرح جذبات میں نہیں آنا چاہیے"۔
جولی سانگ نے کہا۔
"کیا کروں اتنی دیر سے انسانوں میں رہ رہی
ہوں۔ ان کا اثر ہونا شروع ہو گیا ہے۔ ٹھیک ہے۔ ہم
ایک ہفتے بعد یہاں سے نکلیں گے۔ اب خدا کرے کے
تھیوسانگ اس دوران اسی جگہ رہے"۔
کیٹی نے کہا۔
"وہ یہیں رہے گا۔ آخر اسے بھی تو ہماری خوشبو
آ رہی ہو گی۔ وہ بھی تو ہمارے انتظار میں ہو گا۔ کیونکہ
اس نے شہزادی سارینی کو یہ کہتے سن لیا تھا کہ تم سب
کو ایک ہفتے تک تہ خانے میں ہی رہنا ہو گا تاکہ باہر
کی فضا میں لال شعاعوں کا اثر ختم ہو جائے"۔
یہ بات جولی سانگ کی سمجھ میں آ گئی۔ اب وہ
عنبر ناگ ماریا کے بارے میں باتیں کرنے لگیں۔ انہیں
بار بار افسوس ہو رہا تھا کہ انہوں نے جذبات میں آ کر
کوٹھڑی کے طلسمی دروازے کو کیوں کھول دیا۔

جولی سانگ نے کہا۔
"کیوں نہ ہم شہزادی سارینی سے پوچھیں کہ عنبر
ناگ ماریا کہاں ہو گے۔ آخر اسے تو ضرور معلوم ہو
گا"۔
کیٹی نے کہا کہ شہزادی سارینی کا تابوت تو تہ
خانے کے اوپر ہے"۔
جولی نے کہا۔
"مگر ہم اس کی قبر کے نیچے ہیں۔ اس سے دور تو
نہیں ہیں۔ میں اسے آواز دیتی ہوں"۔
جولی سانگ نے اونچی آواز میں دو چار بار شہزادی
سارینی کا نام لے کر اسے پکارا۔ مگر جواب میں وہی
گہری خاموشی چھائی رہی۔ شہزادی سارینی کی طرف سے
کوئی جواب نہ آیا۔
کیٹی نے کہا۔
"ہم نے اس کے حکم کی خلاف ورزی کر کے
کوٹھڑی کا دروازہ کھول دیا تھا۔ وہ ہم سے ناراض ہے
اور کبھی ہماری بات کا جواب نہیں دے گی"۔
دونوں چپ ہو گئیں۔ دوسری طرف تھیوسانگ بھی
صحرائی ٹیلے کے پاس چشمے والی کوٹھڑی میں خشک پتوں پر

پڑا ہوا تھا۔ بڑھاپے کی وجہ سے اس کا سر آہستہ آہستہ
ہل رہا تھا۔ اس نے اپنی کمزور پتلی ٹانگیں سکیڑ رکھی
تھیں۔ وہ خاموشی سے لیٹا عنبر ناگ ماریا کے بارے میں
سوچ رہا تھا کہ یہ لوگ کہاں غائب ہو گئے ہیں جبکہ کیٹی
اور جولی سانگ کی ہلکی ہلکی خوشبو اہرام کی طرف سے
اسے باقاعدہ آ رہی تھی۔ صرف اس خوشبو کی وجہ سے
ان لوگوں کا آپس میں رابطہ تھا اور وہ سات دنوں کی
مدت ختم ہونے کا انتظار کر رہے تھے۔ دن گزر گیا۔
رات گزر گئی۔ پھر دن گزرا۔ پھر رات آ گئی۔ یونہی دن
گزرتے چلے گئے اور سات دن بھی گزر گئے.....

آٹھویں دن کیٹی نے جولی سے کہا۔

"میں نے ریت پر جو نشان لگائے ہیں اس کے
حساب سے سات دن گزر گئے ہیں جولی اور اب آٹھواں
دن آ گیا ہے ہمیں یہاں سے باہر نکلنے کا جتن کرنا
چاہیے"۔

جولی سانگ بولی۔

"مجھے اس بات کی بڑی خوشی ہے کہ اس وقت
بھی باہر سے مجھے تھیوسانگ کی خوشبو آ رہی ہے۔ اور وہ
ابھی تک باہر صحرا میں ہی ہے"۔

کیٹی کہنے لگی۔

"اسے بھی ہماری خوشبو آ رہی ہو گی۔ وہ بھی
سات دن گزرنے کا انتظار کر رہا ہو گا۔ اب ہمیں فوراً
یہاں سے باہر نکل چلنا چاہیے"۔

جولی سانگ نے تہہ خانے کی دیواروں اور چھت
کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"لیکن ہم یہاں سے کیسے نکلیں؟ مجھے تو کوئی راستہ
نظر نہیں آ رہا"۔

کیٹی کہنے لگی۔

"میں شگاف والی جگہ سے پتھر ہٹانے کی کوشش
کرتی ہوں"۔

اور کیٹی نے دیوار پر ایک جگہ بھاری پتھر کو
دونوں ہاتھوں سے پوری طاقت سے پیچھے کو دھکیلا تو دیوار
میں شگاف پڑ گیا۔

کیٹی نے کہا۔

"لگتا ہے سات دن کے بعد یہاں کا طلسم ختم ہو
گیا ہے ورنہ یہ پتھر تو اتنی طاقت والا عنبر بھی نہیں ہٹا
سکا تھا"۔

جولی سانگ بولی۔

"مجھے بھی ایسا ہی لگتا ہے کیونکہ میں نے محسوس کیا تھا کہ پتھر اپنے آپ پیچھے ہٹ رہا ہے۔ اب جلدی سے باہر نکلو"۔

وہ تہہ خانے سے نکل کر اوپر اس حجرے میں آ گئے جہاں شہزادی سارینی کا تابوت پڑا تھا۔ اور دیواروں کے ساتھ سونے چاندی کے تھال سجے ہوئے تھے۔ جولی سانگ نے تابوت کے اوپر شہزادی سارینی کے چہرے کو دیکھا اور کہا۔

"شہزادی! ہم کو معاف کر دینا۔ ہم سے غلطی ہو گئی تھی"۔

کیٹی نے بھی اخلاقی اعتبار سے اپنا فرض سمجھ کر شہزادی سارینی سے معافی مانگی مگر شہزادی سارینی کا چہرہ مردہ عورت کے چہرے کی طرح خاموش رہا۔ اس نے کوئی جواب نہ دیا۔

جولی سانگ بولی۔

"اب یہاں سے چلو کیٹی"۔

وہ حجرے کے دروازے میں سے گزر کے باہر سرنگ میں نکل آئیں۔ یہاں سے وہ تنگ و تاریک راہ داری میں پہنچیں۔ جہاں ایک طرف پتھر کی اونچی چھت تک

ہوئی دیوار تھی اور دوسری جانب گہری کھڈ میں مگرمچھ منہ کھولے ہوئے انہیں گزرتا ہوا دیکھ رہے تھے۔

کیٹی نے کہا۔

"جولی سانگ ہوشیاری سے چلنا"۔

دونوں دیوار کے ساتھ لگ کر ایک ایک قدم آگے کو کھسکنے لگیں۔ آخر انہوں نے وہ خطرناک راہ داری پار کر لی اور اس جگہ آ گئیں جہاں پتھر کی سیڑھی کے شگاف میں سے وہ اہرام کے اندر داخل ہوئی تھیں۔

کیٹی نے کہا۔

"میرا خیال ہے طلسم کے ختم ہو جانے کی وجہ سے یہاں کا پتھر بھی کھسک جائے گا۔ تم کوشش کر کے دیکھو"۔

جولی سانگ نے سیڑھی کے پتھر کو پہچان کے دونوں ہاتھوں سے ذرا سا زور لگایا تو پتھر ایک طرف کو کھسک گیا۔ باہر سے ایک دم دن کی روشنی اندر آ گئی۔ جولی سانگ اور کیٹی کی آنکھیں اس روشنی میں چندھیا گئیں۔ انہوں نے اپنی آنکھوں پر ہاتھ رکھ لیا۔ وہ سات دن سے اندھیرے اہرام میں بند تھیں۔

جولی سانگ بولی۔

"کیٹی! تھیوسانگ کی خوشبو زیادہ آنے لگی ہے۔
مگر خوشبو کمزور ہے پھیکی ہے"۔
کیٹی نے کہا۔
"چلو اس خوشبو کے پیچھے پیچھے چلتے ہیں۔ تھیوسانگ
زیادہ دور نہیں ہو گا"۔
کیٹی اور جولی سانگ اہرام سے باہر نکلیں تو پتھر
اپنے آپ سیڑھی کے ساتھ لگ گیا۔ وہ اہرام کی
سیڑھیاں اتر کر نیچے آ گئیں۔ انہوں نے تھیوسانگ کی
خوشبو کے ساتھ ساتھ چلنا شروع کر دیا۔ دوسری طرف
بوڑھا تھیوسانگ چشمے والی کوٹھڑی میں لیٹے لیٹے چونکا۔
اسے بھی کیٹی اور جولی سانگ کی خوشبو قریب آتے
ہوئے محسوس ہو رہی تھی۔ وہ آہستہ سے اٹھ کر بیٹھ گیا۔
پھر دیوار کا سہارا لے کر اٹھا اور قدم قدم چلتا کوٹھڑی
سے باہر آ کر چشمے کے پاس بیٹھ گیا۔ صرف اتنا چلنے ہی
سے اس کا سانس پھول گیا تھا۔ وہ واقعی بوڑھا کھوسٹ
ہو گیا ہوا تھا۔
تھیوسانگ کی خوشبو کے ساتھ ساتھ چلتی کیٹی اور
جولی سانگ ریت کے ٹیلوں میں سے نکل کر کھجور کے
درختوں کے پاس آئیں تو جولی سانگ نے کہا۔

"تھیوسانگ کی خوشبو ان درختوں کی طرف سے آ
رہی ہے"۔
کیٹی نے غور سے دیکھا کہ ایک بوڑھا آدمی سر
جھکائے بیٹھا ہے"۔
جولی سانگ کا دل دھڑکنے لگا۔ وہ بھاگ کر
تھیوسانگ کے قریب آئیں تو دونوں کی چیخیں نکل گئیں۔
تھیوسانگ بڈھا کھوسٹ ہو چکا تھا۔ اس کا سر بوڑھے
آدمیوں کی طرح ہل رہا تھا۔ چہرہ جھریوں سے بھر گیا تھا۔
جسم بڑھاپے کی وجہ سے سوکھ کر کانٹا ہو گیا تھا۔ سر کے
بال بالکل سفید ہو گئے تھے۔
جولی سانگ تھیوسانگ سے لپٹ گئی۔
"تھیوسانگ! تجھے کیا ہو گیا ہے"۔
اور پہلی بار جولی سانگ کی آنکھوں میں آنسو آ
گئے۔
تھیوسانگ نے کمزور مگر غصیلی آواز میں کہا۔
"جولی! انسانوں کی طرح آنسو مت بہاؤ۔ جو ہونا
تھا وہ ہو گیا ہے۔ مجھ پر لال شعاعوں کا اثر ہو گیا ہے۔
یہ قدرتی بڑھاپا نہیں ہے۔ یہ کسی دوسری شعاعوں سے
ختم ہو سکتا ہے۔ یہ بتاؤ کہ عنبر ناگ ماریا کہاں ہیں مجھے

تمہاری خوشبو تو سات دن سے آ رہی تھی اور میں
تمہارے ہی انتظار میں یہاں بیٹھا تھا مگر عنبر ناگ ماریا کی
خوشبو نہیں آ رہی تھی"۔

اب کیٹی اور جولی سانگ نے تھیوسانگ کو ساری
بات بیان کر دی۔

تھیوسانگ بولا۔

"تم دونوں نے سخت حماقت کی کہ کوٹھڑی کا
دروازہ کھول دیا۔ یاد رکھو۔اس کائنات میں کچھ خفیہ اور
پراسرار علوم ایسے بھی ہیں کہ جن کو ہماری ترقی یافتہ
سائنس بھی نہیں سمجھ سکتی"۔

جولی سانگ نے کہا۔

"تھیوسانگ بھائی! اب ہم کیا کریں؟ عنبر ناگ ماریا
کو تو ہم ضرور تلاش کریں گے لیکن تمہارا بڑھاپا کیسے
دور ہو سکتا ہے"۔

تھیوسانگ اپنے سر کو ہلاتے ہوئے کمزور بوڑھی
آواز میں بولا۔

"میں نے عنبر ناگ ماریا کا کہا نہ مان کر سخت غلطی
کی مجھے بھی اہرام کے اندر ہی رہنا چاہئے تھا۔ آج صبح
صبح ہی آسمان پر لال بادل چھا گئے اور پھر لال شعاعوں کی

بارش ہونے لگی۔ میں دوڑ کر ریت میں چھپ گیا مگر ان
شعاعوں کے اثر سے نہ بچ سکا اور ایک سیکنڈ میں جوان
آدمی سے بوڑھا ہو گیا۔ ٹھیک ہے یہ شعاعوں کی تابکاری
کا اثر ہے۔ اگر کسی طریقے سے یہ اثر دور کر دیا جائے
تو میں ایک بار پھر سے جوان ہو سکتا ہوں۔ کیونکہ اگرچہ
میں بوڑھا ہو گیا ہوں لیکن میری عمر اب بھی وہی ۲۵
سال ہے۔ یہ بڑھاپا قدرتی نہیں ہے"۔

کیٹی بولی۔

"تھیوسانگ بھیا! میر تو خیال ہے کہ ہمیں اس
مردے کے پاس واپس جانا چاہیے جس نے ہمیں اپنا
چراغ دے کر اس اہرام میں شہزادی سارینی کے پاس بھیجا
تھا۔ میرا خیال ہے کہ وہی ہمیں کچھ مشورہ دے سکتا
ہے۔ کیونکہ وہ سب حالات سے واقف ہے"۔

جولی سانگ نے کیٹی کی تجویز کی حمایت کرتے
ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے کیٹی ٹھیک کہتی ہے تھیوسانگ!
ہمیں واپس اسی شہر کے ویران قبرستان میں جا کر چراغ
والے مردے سے بات کرنی چاہیے۔ میں تو اس سے
گفتگو کر سکتی ہوں"۔

تھیوسانگ اب مردے کی پیش گوئی کا قائل ہو گیا
تھا۔ کہنے لگا۔
"میں جانے کو تیار ہوں مگر مجھ سے تو بڑھاپے کی
وجہ سے چلا نہیں جاتا۔ میں اتنی دور کیسے جاؤں گا؟"
جولی سانگ بولی۔
"ہم اس کا کچھ بندوبست کرتی ہیں۔ ہم کہیں سے
تین گھوڑے لے آئیں گی۔ تم اسی جگہ رہو۔ ہم ابھی
کہیں نہ کہیں سے گھوڑوں کا انتظام کرتی ہیں۔ ہمارے
پہلے کو گھوڑے تو خدا جانے کہاں چلے گئے ہوں گے؟"
کیٹی نے کہا۔
"جولی سانگ! تھیوسانگ کی حالت ایسی نہیں ہے
کہ ہم اسے اکیلا چھوڑدیں میں اس کے پاس ٹھہرتی
ہوں۔ م جا کر کہیں تین گھوڑے پکڑ کر لے آؤ"۔
تھیوسانگ بڑھاپے کی وجہ سے خاموش رہا۔ وہ
زیادہ بات کرتا تھا تو اس کے جبڑے درد کرنے لگتے تھے۔
جولی سانگ نے کہا۔
"کیٹی! اگر تم اکیلی تین گھوڑوں کا انتظام کر سکتی
ہو تو میں تھیوسانگ کے پاس ہی ٹھہر جاتی ہوں۔ مگر دیر نہ
کرنا۔ جلدی واپس آ جانا"۔

کیٹی نے کہا۔
"میں گھوڑے لے کر ہی واپس آؤں گی"۔
جولی سانگ تھیوسانگ کے پاس ہی رہی اور کیٹی
صحرا میں اہرام والی پہاڑیوں کی طرف نکل کھڑی ہوئی۔
جولی سانگ اپنے بھائی کو اتنا بوڑھا دیکھ کر دل میں غم کر
رہی تھی۔ اوپر سے وہ ظاہر نہیں کر رہی تھی۔ تھیوسانگ
کا ذہن اسی ذہانت کے ساتھ کام کر رہا تھا۔
وہ آہستہ آہستہ کہنے لگا۔
"اگرچہ میرا سر بڑھاپے سے ہل رہا اور کمزوری
کی وجہ سے میرے ہاتھ بھی کانپتے ہیں لیکن جولی! میں پھر
تمہیں کہتا ہوں کہ یہ قدرتی نہیں بلکہ غیر قدرتی بڑھاپا
ہے اور میں بہت جلد اس بڑھاپے سے نجات حاصل کر
لوں گا"۔
جولی سانگ نے اپنے بھائی تھیوسانگ کے کندھے
دباتے ہوئے کہا۔
"ایسا ہی ہو گا تھیوسانگ بھائی! میں مایوس نہیں
ہوں۔ تم بہت جلد پھر جوان ہو جاؤ گے"۔
تھیوسانگ نے سر جھکا لیا اور افسوس کے لہجے میں
کہنے لگا۔

"مجھے عنبر ناگ ماریا کی پریشانی ہے۔ کچھ معلوم نہیں کہ وہ کہاں نکل گئے ہیں۔ تم لوگوں کو کوٹھڑی کا دروازہ نہیں کھولنا چاہیے تھا"۔

جولی سانگ نے افسوس کے لہجے میں کہا۔

"بس مجھ سے حماقت ہو گئی۔ میں نے سوچا کہ شاید تمہیں شہزادی سارینی نے کوٹھڑی میں بے ہوش کر کے پھینک دیا ہے۔ بس غلطی ہو گئی"۔

دوپہر تک وہ دونوں چشمے کے کنارے لیٹے رہے۔ دوپہر کے بعد کیٹی آئی تو وہ گھوڑے پر سوار تھی اور ساتھ دو گھوڑے خالی تھے۔ جولی سانگ اسے گھوڑوں کے ساتھ دیکھ کر بہت خوش ہوئی۔ انہوں نے تھیوسانگ کو پکڑ کر بڑی مشکل سے ایک گھوڑے پر بٹھایا۔ تیسرے گھوڑے پر جولی سانگ بیٹھ گئی۔ پھر انہوں نے ویران قبرستان والے شہر کی طرف رخ کر لیا اور گھوڑے آہستہ آہستہ چلنے لگے۔ تھیوسانگ کے بڑھاپے کی وجہ سے وہ گھوڑوں کو سرپٹ نہیں دوڑانا چاہتی تھیں۔ اس وقت سورج صحرا کے آسمان پر چمک رہا تھا۔

○

مطبوعہ فیروز سنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ لاہور۔ باہتمام عبدالسلام پرنٹر اور پبلشر

فیروز سنز پرائیویٹ لمیٹڈ
لاہور - راولپنڈی - کراچی

Rs. 15.00

بھیانک
PDFBOOKSFREE.PK

عنبر ناگ ماریا ○ کہانی نمبر ۱۴۳

بھیانک سفر

اے حمید

فیروز سنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ

لاہور ۔ راولپنڈی ۔ کراچی

بار اوّل ۱۹۹۲ء

مطبع — فیروز سنز لاہور

غیر مجلد 969 0 01098 4

موت کی سرنگ

تین دن کے سفر کے بعد کیٹی اور جولی سانگ اپنے بھائی بوڑھے کھوسٹ تھیوسانگ کو لے کر اس شہر میں پہنچیں جس کے ایک قبرستان میں جولی سانگ نے مردے سے بات چیت کی تھی۔ تھیوسانگ کو بڑی تھکان ہو گئی تھی انہوں نے اسے قبرستان میں ہی ایک جگہ گھوڑے سے اتار کر بٹھا دیا۔ تھیوسانگ کا بوڑھا سر ہل رہا تھا اندر کو دھنسی ہوئی آنکھیں ویران تھیں آنکھیں اندر کو دھنس چکی تھیں تین دن کے سفر نے اسے ادھ موا کر دیا تھا وہ ہانپ رہا تھا اس نے جولی سانگ سے کہا۔

"مجھے لگتا ہے اب میرا آخری وقت قریب آ گیا ہے"۔

جولی سانگ اور کیٹی نے اسے حوصلہ دیا اور کہا

کہ وہ ہمت نہ ہارے جولی سانگ بولی۔

"میں ابھی مردے سے بات کرتی ہوں اسی نے ہمیں لال بارش سے خبردار کیا تھا وہی ہمیں تمہارا بھی کوئی علاج بتائے گا"۔

جب تھیوسانگ تھوڑی دیر آرام کر چکا اور اس کی حالت ذرا بہتر ہوئی تو کیٹی اور جولی سانگ نے اسے ساتھ لیا اور سہارا دے کر چلاتی ہوئی اس قبر کے پاس آ گئیں جس کے اندر مردہ اسی طرح لیٹا تھا تھیوسانگ نے کہا۔

"جولی بڑھاپے کی وجہ سے میری نظر بھی کمزور ہو گئی ہے۔ کیا قبر میں مردہ ہے مجھے نظر نہیں آ رہا"۔

قبر کا اوپر والا حصہ کھلا تھا اور اس میں سے مردے کی کھوپڑی صاف نظر آ رہی تھی مگر تھیوسانگ کو وہ کھوپڑی دھندلی سی مٹی کی ڈھیری لگ رہی تھی کیٹی اور جولی سانگ نے ڈگمگاتے ہوئے تھیوسانگ کو بازوؤں سے پکڑ کر قبر کے پاس بٹھا دیا جولی سانگ نے کہا کہ مردے کی کھوپڑی قبر میں ویسی ہی پڑی ہے۔

"میں اس سے بات کرتی ہوں تم فکر نہ کرو وہ ہمیں ضرور تمہارا کوئی علاج بتائے گا"۔

کیٹی نے تھیوسانگ کے کندھے پکڑ رکھے تھے جن کی ہڈیاں اس کے ہاتھوں کو چبھ رہی تھیں۔ اسے بھی تھیوسانگ کی اس حالت پر بڑا ترس آ رہا تھا کیونکہ وہ تھیوسانگ تو بڑا جوان اور چوڑا چکلا ہوتا تھا جو اب بوڑھا کھوسٹ ہو کر ہڈیوں کا ڈھانچہ بن کر رہ گیا تھا۔

جولی نے قبر میں ذرا نیچے اتر کر مردے کی کھوپڑی کو اپنا ہاتھ لگایا مردے کی کھوپڑی نے جس کا منہ دوسری طرف تھا آہستہ سے حرکت کی اور اس کا چہرہ جولی سانگ کی طرف ہو گیا۔

جولی سانگ نے کہا۔

"کیا تم میری آواز سن رہے ہو اے مردہ انسان؟"

مردے کی کھوپڑی کا جبڑا اوپر نیچے ہوا اور اس کے اندر سے کمزور سی آواز آئی۔

"سن رہا ہوں جولی سانگ"۔

جولی سانگ نے کہا۔

"اچھا ہوا تم نے مجھے پہچان لیا اس طرف دیکھو کیا تم اس انسان کو پہچانتے ہو؟"

جولی سانگ نے تھیوسانگ کی طرف اشارہ کیا تھا

جس کا بڈھا سر ہل رہا تھا۔

مردے نے کہا۔

"یہ بڈھا تو اب قبر میں آنے کی تیاریاں کر رہا ہے اس کو میری ساتھ والی قبر میں لٹا دو۔ گھنٹے ڈیڑھ گھنٹے تک فوت ہو جائے گا"۔

جولی سانگ نے کہا۔

"کیا تم نے اسے پہچانا؟"

مردے نے کہا۔

"نہیں میں نے اسے نہیں پہچانا۔ لیکن جولی سانگ! یہ کون ہے؟"

جولی سانگ نے کہا۔

"یہ میرا بھائی اور ہمارا ساتھی تھیوسانگ ہے"۔

مردہ ایک دم خاموش ہو گیا اس کی کھوپڑی ادھر ادھر ہلنے لگی۔

"میرے خدا! کہیں یہ لال شعاعوں کی بارش کی زد میں تو نہیں آ گیا تھا؟"

کیٹی نے کہا۔

"ہاں! ہم لوگ تمہارے کہنے کے مطابق اہرام کے اندر شہزادی سائرنی کے مقبرے میں چھپ گئے تھے مگر

تھیوسانگ کسی وجہ سے باہر رہ گیا"۔

جولی سانگ نے کیٹی کی بات مکمل کرتے ہوئے کہا۔

"اور جب ہم ایک ہفتے کے بعد اہرام سے باہر نکلے تو تھیوسانگ کی یہ حالت ہو چکی تھی"۔

مردے کی کھوپڑی نے پوچھا۔

"عنبر ناگ ماریا کہاں ہیں کیا ان کی بھی یہی حالت ہو گئی ہے؟"

"نہیں" جولی سانگ نے کہا۔ "وہ ہمارے ساتھ ہی تھے مگر مقبرے کے اندر مجھ سے ایک غلطی ہو گئی میں نے کوٹھڑی کے اس دروازے کو کھول دیا تھا جس کو کھولنے سے شہزادی سائرنی کی ممی نے ہمیں منع کیا تھا پھر ایک طوفانی بگولا چلا۔ میں اور کیٹی تو وہیں بے ہوش ہو کر گر پڑے اور عنبر ناگ ماریا کا کچھ پتہ نہیں چل سکا کہ وہ کہاں ہیں؟"

مردے کی کھوپڑی نے کہا۔

"اب ان کا تمہیں پتہ بھی نہیں چل سکے گا۔ کیونکہ وہ اس زمانے سے ہزاروں سال آگے کے زمانے میں نکل گئے ہیں"۔

اب تھیوسانگ نے لڑکھڑاتی ہوئی آواز میں کہا۔

"عنبر ناگ ماریا کو ہم تلاش کر لیں گے لیکن بھائی پہلے میرا کچھ علاج کرو"۔

مردہ بولا۔

"تھیوسانگ! تم بہت چالاک بنتے ہو پہلے یہ بتاؤ کہ کیا تم جانتے ہو عنبر ناگ ماریا کہاں ہیں؟ نہیں جانتے تو پھر تم انہیں کیسے تلاش کرو گے؟"

کیٹی نے فوراً کہا۔

"تھیوسانگ کا یہ مطلب نہیں تھا اس کا مطلب تھا کہ ہم شہروں شہروں تو سفر کرتے ہی رہتے ہیں قدرت کو منظور ہوا تو ہم انہیں کہیں نہ کہیں مل لیں گے"۔

تھیوسانگ کو اس بڑھاپے میں بھی غصہ تو بہت آیا مگر چپ رہا۔

جولی سانگ نے کہا۔ "تم مجھ سے بات کرو دوست! کیا عنبر ناگ ماریا واقعی آگے کے زمانے میں نکل گئے ہیں؟"

مردہ کہنے لگا۔

"جولی سانگ! بہتر یہی ہے کہ تم مجھ سے بات کیا کرو کیونکہ میں تیرے حکم کا پابند ہوں اور تجھے ہی صل

بات بتانا میرا فرض ہے"۔

جولی سانگ نے کہا۔

"ٹھیک ہے اب میں ہی تم سے بات کرتی ہوں۔ مجھے بتاؤ کہ عنبر ناگ ماریا اس وقت کہاں ہوں گے؟"

مردہ کھوپڑی نے کہا۔

"وہ اس وقت ہمارے زمانے سے تین ہزار سال آگے یعنی مستقبل کے زمانے میں پہنچنے ہی والے ہیں اور بے ہوشی کی حالت میں وقت کی سرنگ میں سے گزر رہے ہیں"۔

جولی سانگ نے پوچھا۔

"وہ کون سے ملک میں نکلیں گے؟ کیا تم یہ بتا سکتے ہو؟"

مردہ کھوپڑی بولی۔

"نہیں جولی سانگ! میں ابھی یہ نہیں بتا سکتا کیونکہ عنبر ناگ ماریا اس وقت، وقت کی سرنگ میں ہیں وہ ۱۹۸۸ء صدی عیسوی کے زمانے کے کسی بھی ملک میں اتر سکتے ہیں۔ الگ الگ بھی اور ایک ساتھ بھی اتر سکتے ہیں"۔

جولی سانگ نے خاموشی سے تھیوسانگ اور کیٹی کی

طرف دیکھا۔ کیٹی نے اسے اشارے سے سمجھایا کہ
تھیوسانگ کے بارے میں بات کرو۔ جولی سانگ نے
مردے سے کہا۔

"اب ہماری مدد کرو اور کسی ترکیب سے تھیوسانگ
پر جو لال شعاعوں کا اثر ہوا ہے اسے ختم کر دو تاکہ
میرا بھائی پھر سے جوان ہو جائے"۔

مردہ کھوپڑی دائیں بائیں ہلنے لگی۔ وہ ایک منٹ
تک دائیں بائیں ہلتی رہی۔ پھر مردہ کھوپڑی ساکت ہو
گئی۔ اس کی سیاہ گڑھوں والی آنکھیں جولی سانگ کو تک
رہی تھیں پھر کھوپڑی کے جبڑے ہلے اور اس کے اندر
سے آواز آئی۔

"جولی سانگ! تھیوسانگ کا صرف ایک ہی علاج
ہے۔ تم اسے لے کر ملک ہندوستان کی پہاڑی کیلاش
پربت پر جاؤ وہاں کیلاش کی وادی میں ایک پرانا شکستہ
مندر ہے اس کے نیچے ایک باؤلی بنی ہوئی ہے۔ اس باؤلی
میں آدھی رات کو جب ہر طرف اندھیرا اور سناٹا چھایا
ہوتا ہے ایک خوبصورت مردہ دلہن کی لاش پانی کی سطح پر
ابھرتی ہے وہ ایک سوال کرتی ہے اگر تم اس کا سوال
پورا کر دو تو وہ تھیوسانگ کو ایک پل میں پھر سے جوان

کر دے گی"۔

جولی سانگ نے کہا۔

"میں ابھی تھیوسانگ کو لے کر ہندوستان کی پہاڑی
کیلاش پربت کی طرف روانہ ہو جاتی ہوں مجھے یہ بتاؤ کہ
دلہن کی لاش سے بات کرنے کے لئے ہم میں سے کون
جائے؟"

مردہ بولا۔

"تم خود جاؤ گی اور تمہیں خود ہی اس کا سوال
پورا کرنا ہو گا"۔

جولی سانگ نے پوچھا۔

"وہ کیا سوال کرے گی؟"

مردہ کھوپڑی نے کہا۔

"یہ میں خود نہیں جانتا۔ اتنا جانتا ہوں کہ وہی
کیلاش پربت کی باؤلی دلہن کی لاش ہی تھیو سانگ کا
علاج کر سکتی ہے"۔

جولی سانگ نے مردے کا شکریہ ادا کیا اور اس کی
کھوپڑی پر ہاتھ رکھ دیا۔ مردہ کھوپڑی پھر سے ساکت ہو
گئی۔ جولی سانگ قبر سے باہر آئی تو تھیو سانگ نے کپکپاتی
ہوئی آواز میں کہا۔

"ملک ہندوستان یہاں سے ہزاروں میل دور ہے
میں وہاں تک جاتے جاتے راستے میں ہی ختم ہو جاؤں
گا"۔

جولی سانگ نے کہا۔

"ایسا نہ کہو تھیو سانگ! تمہاری ہمت کہاں چلی گئی
ہے؟"

تھیوسانگ بولا۔

بڑھاپا میری طاقت کو ختم کرتا جا رہا ہے"۔

کیٹی نے تھیوسانگ کے شانوں کی ہڈیاں دباتے
ہوئے کہا۔

"یہ تمہارا بڑھاپا نہیں تھیوسانگ ۔ یہ تو لال
شعاعوں کا اثر ہے ہم آج ہی کیلاش پربت کی طرف
روانہ ہو جاتے ہیں وہاں دلہن کی لاش کا سوال پورا کر
کے تمہیں پھر سے صحت مند اور جوان کر دیں گے"۔

تھیوسانگ آہستہ آہستہ بوڑھوں کی طرح کھانستے
ہوئے چپ ہو گیا۔ جولی سانگ اور کیٹی نے تھیوسانگ کو
سہارا دے کر اٹھایا اور قبرستان سے باہر لا کر اس کو
گھوڑے پر بٹھا دیا پھر وہ دونوں خود بھی گھوڑے پر سوار
ہو گئیں اور شہر کی کارواں سرائے کی طرف چل پڑیں۔

کیٹی نے مشورہ دیا تھا کہ ہم تینوں اس طرح گھوڑوں پر
سفر کرتے اتنا طویل فاصلہ طے نہیں کر سکتے۔ ہمیں یہاں
سے کسی قافلے کے ساتھ شامل ہو جانا چاہئے۔ وہ جب
کارواں سرائے میں آئے تو انہیں بتایا گیا کہ ایک قافلہ
مصر، شام اور ایران سے ہوتا ہوا ملک ہندوستان جانے
والا ہے جو دو دن بعد روانہ ہو گا۔ چنانچہ کیٹی اور جولی
سانگ اس قافلے کے چلنے کے انتظار میں وہیں کارواں
سرائے کی ایک کوٹھڑی میں ٹھہر گئے۔

○○○

اب ہم جولی سانگ اور کیٹی اور تھیوسانگ کو اس
کارواں سرائے میں چھوڑ کر واپس عنبر ناگ ماریا کی
طرف چلتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ وقت کی سرنگ میں سے
گزرنے کے بعد وہ ۱۹۸۸ء عیسوی یعنی ہمارے آج کے
زمانے میں کون سے ملک اور کون سے شہر میں جا کر
گرے۔

عنبر ناگ ماریا بے ہوشی کی حالت میں وقت کی
سرنگ میں اڑتے چلے جا رہے تھے۔ یہ سرنگ گول
دائروں اسی چمکیلی لہروں سے بنی ہوئی تھی اور اندر
ستارے پھوٹ رہے تھے۔ ان کے ارد گرد نیلی روشنی ہی

روشنی تھی۔ انہیں ایک دوسرے کا بالکل ہوش نہیں
تھا۔ وہ ایک دوسرے سے بے خبر تھے۔ وقت کی سرنگ
ہزاروں سالوں کا سفر طے کر رہی تھی۔ وہ تاریخ کے کئی
زمانوں سے گزرتے ہوئے جب ۱۹۸۸ عیسوی یعنی ہمارے
جدید سائنس کے دور میں پہنچے تو وقت کی سرنگ میں ایک
طوفان سا آگیا بے ہوش عنبر ناگ ماریا کو دھچکے لگے وہ
اچھل کر ایک دوسرے سے الگ ہو گئے۔

سب سے پہلے ناگ کی طرف آتے ہیں کہ وہ
ہمارے زمانے میں کہاں آ کر گرا۔ ناگ کو ہوش آیا تو
اس نے دیکھا کہ آسمان پر تارے نکلے ہوئے ہیں۔
جھاڑیوں کے پاس ہی تالاب میں جھینگر بول رہے ہیں وہ
اٹھ کر بیٹھ گیا اور حیرانی سے چاروں طرف دیکھنے لگا کہ
میں کہاں آگیا ہوں یہ بات اس کے وہم و گمان میں بھی
نہیں تھی کہ وہ تین ہزار سال پرانے زمانے سے نکل کر
۱۹۸۸ء کے زمانے میں آگیا ہے وہ اٹھا اور دیکھا کہ دور
روشنی کی ایک لکیر سی جھلمل جھلمل کر رہی تھی اس قسم
کی روشنی ناگ نے پرانے زمانے میں کہیں نہیں دیکھی
تھی۔ وہ اس روشنی کی لکیر کی طرف چلنے لگا کہ چل کر
معلوم کرے کہ وہ کس ملک میں نکل آیا ہے یہ اس نے

دیکھ لیا تھا کہ وہ عنبر ماریا کیٹی اور جولی سانگ سے الگ
ہو چکا ہے اس قسم کے واقعات چونکہ ماضی میں ان کے
ساتھ ہوتے رہتے تھے اس لئے ناگ نے کوئی زیادہ
محسوس نہ کیا وہ جانتا تھا کہ اب اسے اکیلا ہی سفر کرنا ہو
گا اور پھر کسی نہ کسی طرح اپنے ساتھیوں سے جا کر ملنا
ہو گا۔ وہ جھاڑیوں سے نکل کر روشنی کی لکیر کی طرف
بڑھا تو اس کے آگے کھلی جگہ آ گئی پھر اسے کسی نے
دور سے پکار کر کہا۔

"ہالٹ!"

ناگ نے یہ زبان بہت عرصہ پہلے ملک ہندوستان
پاکستان میں آ کر سنی تھی اس نے رکنے کی بجائے دوڑ لگا
دی ایک دم سے گولیاں چلنے لگیں ایک گولی ناگ کے
بالکل قریب سے ہو کر گزری تو ناگ نے سانس کھینچ کر
عقاب کی شکل بدلنی چاہی تاکہ ہوا میں پرواز کر جائے مگر
وہ ایسا نہ کر سکا اس پر خوف چھا گیا وہ بیٹھ گیا اب اس
نے سانس کھینچ کر سانپ بننے کی کوشش کی مگر وہ سانپ
بھی نہ بن سکا۔ ناگ کو پسینہ آگیا۔ وہ سمجھ گیا کہ اس
کی طاقت اب اس کے پاس نہیں رہی۔

اتنے میں کچھ فوجی ہاتھوں میں سٹین گنیں لے

دوڑتے ہوئے اس کے سر پر پہنچ گئے نہوں نے سٹین
گنوں کا رخ ناگ کی طرف کر دیا۔ ایک سکھ فوجی کیپٹن
نے چلا کر کہا۔

"اٹھ کر آگے آگے چلو"۔

ناگ کے پاس اس کی طاقت نہیں رہی تھی وہ
خاموشی سے اٹھا اور ان کے آگے آگے چلنے لگا پاس ہی
ایک فوجی مورچہ بنا ہوا تھا۔ وہاں سے جا کر ناگ کی
تلاشی لی گئی۔ ناگ کی جیبوں سے کچھ بھی نہ نکلا۔ اس کا
لباس بھی لمبا چغہ اور شلوار تھی۔ سکھ کیپٹن نے کہا۔

یہ پکستانی جاسوس ہے۔ تخریب کار ہے اس نے
اسلحہ کہیں چھپا دیا ہے۔ چلو اسے پیچھے لے چلو۔ ابھی یہ
سب کچھ بتا دے گا"۔

ناگ فورا سمجھ گیا کہ وہ ملک ہندوستان کی سرحد
پر اترا ہے اس نے سکھ کیپٹن سے کہا۔

"بھائی! میں پاکستانی جاسوس یا تخریب کار نہیں ہوں
میرا نام ناگ ہے اور میں........ میں مزدوری کی
تلاش میں ادھر آیا تھا"۔

ناگ کو اس وقت یہی سوجھا۔ کیونکہ وہ اصل بات
انہیں کیسے بتا سکتا تھا کہ میں کون ہوں اور کہاں سے آ

رہا ہوں۔ اگر وہ بتا بھی دیتا تو کون اس کی بات پر اعتبار
کر سکتا تھا۔ سکھ کیپٹن نے غصے سے ناگ کو دیکھا اور
کہا۔

"بکواس بند کرو۔ تم مسلمان ہو اور پاکستان سے
ہمارے ملک بھارت میں جاسوسی کرنے اور پنجاب میں
تخریب کاری کرنے آئے ہو"۔

پھر اس نے سپاہیوں کو حکم دیا کہ اسے پیچھے
چھاؤنی میں لے جا کر بند کر دو میں صبح آ کر اس سے
پوچھ گچھ کروں گا۔ ناگ کو اسی وقت ہتھکڑی لگا کر
جیپ میں بٹھا دیا گیا اور جیپ امرتسر شہر کی چھاؤنی کی
طرف روانہ ہو گئی۔

اب ہم عنبر کی طرف آتے ہیں وقت کی سرنگ
میں عنبر بھی ناگ ماریا سے الگ ہو گیا تھا اور وہ بھی ان
سے الگ ایک جگہ گر پڑا تھا اس کو جب ہوش آیا تو کیا
دیکھتا ہے کہ ایک ریلوے پل کے نیچے ریل کی لائن کے
پاس پڑا ہے۔ جلدی سے اٹھ کر بیٹھ گیا دن کا وقت تھا
اس کے سامنے ریلوے کا یارڈ تھا۔ ایک بجلی کی ٹرین شور
مچاتی اس کے سامنے سے گزر گئی۔ عنبر فورا سمجھ گیا کہ
بیسویں صدی عیسوی کے زمانے میں آ گیا ہے۔ وہ بھی

اس سے پہلے جدید سائنس نے ہمارے زمانے کا سفر کر چکا
تھا وہ سمجھ گیا کہ یہ ریل گاڑی تھی اور یہ بیسویں صدی
کے ماڈرن زمانے کے کسی شہر کا ریلوے اسٹیشن ہے۔ عنبر
نے اپنے آپ کو دیکھا اس کا لباس وہی پرانا چغہ اور
گول شلوار تھی کمر کے گرد رومال بندھا ہوا تھا اس کی
بائیں جانب ریلوے اسٹیشن تھا وہ اٹھا اور ریل کی پٹڑیوں
کے ساتھ ساتھ ریلوے اسٹیشن کی طرف چل پڑا۔

جب پلیٹ فارم آیا تو اس نے دیکھا اس پر لکھا
تھا امرتسر۔ یہ نام گورمکھی میں لکھا تھا اور یہ تو آپ کو
معلوم ہی ہے کہ عنبر ناگ ماریا کیٹی جولی سانگ اور تھیو
سانگ دنیا کی ساری زبانیں بول سکتے ہیں پڑھ سکتے ہیں
اور لکھ سکتے ہیں۔ عنبر سمجھ گیا کہ میں ہندوستان کے شہر
امرتسر میں آ گیا ہوں اس نے پلیٹ فارم پر بڑی بڑی
رنگ دار پگڑیوں والے سکھوں کو دیکھا کہ ریل گاڑی میں
چڑھ رہے تھے اتر رہے تھے ان میں ہندو بھی تھے مگر
ہندو اور سکھ ایک دوسرے سے کوئی بات نہیں کرتے
تھے۔ پلیٹ فارم پر سکھ پولیس بھی پھر رہی تھی۔

دوستو! یہ ہمارے آج کا زمانہ ہے اور اس وقت
ہندوستان کے پنجاب میں سکھ اپنا الگ ملک خالصتان بنانے

کے لئے آزادی کی لڑائی لڑ رہے ہیں اور ہندو سکھوں کو
اور سکھ ہندوؤں کو موقع پاتے ہی گولی مار کر ہلاک کر
دیتے ہیں۔ عنبر کو بھی جلد ہی اس حقیقت کا علم ہو گیا کہ
وہ شہزادی سائرہی کی کوٹھڑی کے بگولے میں پھنس کر
تین ہزار سال پرانے زمانے سے جدید سائنس کے زمانے
کے برصغیر ہندوستان میں پہنچ گیا ہے اور ناگ ماریا کیٹی
اور جولی سانگ سے بچھڑ گیا ہے۔ اب وہ حالات کا مقابلہ
کرنے کے لئے تیار ہو گیا۔ اسے حالات کا مقابلہ کرنے
اور واقعات میں سے گزرتے ہوئے ماریا ناگ اور جولی
سانگ وغیرہ سے جا کر ملنا تھا۔ اس سے پہلے بھی ان کے
ساتھ چونکہ ایسا ہوتا رہا تھا اس لئے عنبر نے پچھلی باتوں
کو بھلا کر پیش آنے والے واقعات کا مقابلہ کرنے کی
تیاری کر لی۔

سب سے پہلے تو وہ یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ کہیں
اس کی طاقت تو اس سے الگ نہیں ہو گئی۔ اپنی طاقت
کو آزمانے کے لئے وہ پلیٹ فارم پر ایک طرف پڑے
ہوئے بنچ پر آ کر بیٹھ گیا۔ یہ بنچ کافی مضبوط تھا اور اس
میں لمبے لمبے کیل ٹھکے ہوئے تھے۔ اپنی طاقت کو آزمانے
کے لئے عنبر نے بنچ کے بازو کو ایک جگہ سے پکڑ کر

آہستہ سے اوپر اٹھایا تو وہ اپنی جگہ سے فوراً اکھڑ گیا۔ عنبر
بڑا خوش ہوا۔ اس کی طاقت اس کے پاس ہی تھی۔
ایک سکھ سپاہی نے عنبر کو بنچ کی ہتھی اکھاڑتے ہوئے دیکھ
لیا تھا وہ اس کے پاس آ کر بولا۔

"تم نے بنچ کو کیوں توڑا ہے؟ کون ہو تم؟"

عنبر اٹھ کھڑا ہوا۔ معذرت پیش کرتے ہوئے بولا۔

"میں اسے توڑنا نہیں چاہتا تھا میں نے تو یونہی
اس پر ہاتھ رکھا تو یہ اکھڑ گیا"۔

دو اور سکھ سپاہی بھی وہاں آ گئے پہلے والا سپاہی
بولا۔

"تم جھوٹ بولتے ہو میں نے خود تمہیں ہتھی کو
اکھاڑتے ہوئے دیکھا ہے۔ بھلا یہ ہاتھ رکھنے سے کیسے
ٹوٹ سکتی ہے۔ کون ہو تم؟"

عنبر نے کہا۔

"جی میں--------- میرا نام عنبر ہے"۔

"کہاں سے آئے ہو؟"

دوسرے سکھ سپاہی نے سوال کیا۔

عنبر بولا۔

"جی میں اسی امرتسر شہر کا رہنے والا ہوں"۔

تیسرا سپاہی بولا۔

"تمہارا نام تو مسلمانوں جیسا ہے۔ عنبر"۔

عنبر نے جلدی سے کہا۔

"جی نہیں میں تو ہندو ہوں"۔

عنبر کو معلوم تھا کہ ہندوستان میں ہندو مسلمان اور
سکھ عیسائی وغیرہ رہتے ہیں۔ سکھ سپاہی نے کہا۔

"چلو ہمیں اپنے گھر لے چلو۔ ہم دیکھنا چاہتے ہیں
تم کہاں رہتے ہو؟"

عنبر خود انہیں وہاں سے کسی کھلی جگہ لے جانا
چاہتا تھا۔

بولا۔

"جی چلیں"۔

تینوں سکھ سپاہی عنبر کو لے کر چل پڑے۔ انہوں
نے عنبر کو اپنے درمیان گھیرا ڈال رکھا تھا۔ ایک سپاہی
نے پوچھا۔

"تمہارا گھر کس محلے میں ہے؟"

عنبر نے کہا۔

"بس جی یہ سامنے والا محلّہ ہے۔ آپ چل کر
دیکھ لیں"۔

ریلوے اسٹیشن سے نکل کر وہ بائیں جانب والی
سڑک پر آ گئے جو کمپنی باغ کو جاتی تھی۔ جب ذرا کھلی
جگہ آ گئی جہاں لوگ بھی نہیں تھے تو عنبر نے ایک کوٹھی
کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

"جی یہ میرا گھر ہے"۔

"یہ کوٹھی تمہاری ہے؟ یہ تو بابو مکند لال کی
کوٹھی ہے"۔

سکھ نے کہا۔

عنبر بولا۔

"ہاں جی! میں ان کا بھانجا ہوں"۔

بدقسمتی سے عین اسی وقت کوٹھی کا مالک بابو مکند
لال باہر آ گیا۔ سکھ سپاہی نے اسے غصے سے کہا۔

"مہاراج! یہ کہتا ہے میں آپ کا بھانجا ہوں کیا یہ
آپ کا بھانجا ہے اور آپ کے پاس رہتا ہے؟"

ہندو بابو مکند لال نے عنبر کو حیرانی سے دیکھ کر
کہا۔

"کس لچے لفنگے کو پکڑ لائے ہو تم؟ یہ میرا بھانجا
نہیں ہے۔ لے جاؤ یہاں سے اسے"۔

اب سکھ سپاہیوں نے وہیں عنبر کو ہتھکڑی لگا دی۔

ایک سکھ سپاہی نے کہا۔

"یہ ضرور پاکستانی جاسوس ہے۔ سے تھانے لے
چلو"۔

عنبر نے اب فرار ہونے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ تھانے
جا کر وہ فضول بک بک میں پڑنا نہیں چاہتا تھا۔ ہتھکڑی تو
اس نے آرام سے لگوا لی تھی اب وہ موقع کی تلاش
میں تھا۔ جب وہ ایک پارک کے قریب سے گزر رہے
تھے تو عنبر نے ایک ہی جھٹکے سے ہتھکڑی کو توڑ دیا۔ پھر
دو سکھوں کو گردنوں سے پکڑ کر اتنی زور سے نکے سر
آپس میں ٹکرائے کہ دونوں کی پگڑیاں کھل گئیں اور سر
پھٹ گئے اور وہ سڑک پر گر پڑے۔ اس سے پہلے کہ
تیسرا سپاہی بندوق سنبھال کر فائر کرتا عنبر نے اس کے
جبڑے پر آہستہ سے مکا مارا۔ اس نے تو اپنی طرف سے
آہستہ سے مکا مارا تھا مگر یہ عنبر کا مکا تھا سکھ سپاہی کا
جبڑا ٹوٹ گیا اور وہ بے ہوش ہو کر گر پڑا۔

اب کچھ لوگ وہاں جمع ہو گئے تھے عنبر نے
چھلانگ لگائی اور کمپنی باغ کی طرف بھاگ اٹھا وہ پارک
سے گزر کر بھاگتا ہوا دوسری گراؤنڈ میں آ گیا یہاں سے
بھاگا تو کمپنی باغ کے آخری پلاٹ میں آ گیا یہاں ایک

سڑک شہر کے باہر بڑی نہر کی طرف جاتی تھی عنبر اس
سڑک پر ایک طرف چلنے لگا پیچھے شور مچ گیا تھا۔ لوگوں
نے تھانے میں ٹیلی فون کر دیا کہ ایک ملزم ہتھکڑی توڑ کر
دو تین سپاہیوں کو ہلاک کر کے بھاگ گیا ہے اسی وقت
پولیس کی جیپ میں رائفلیں لے کر سپاہی بیٹھے اور عنبر
کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے۔ عنبر اب اطمینان سے
سڑک پر جا رہا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ جن تین سپاہیوں کو
وہ بے ہوش کر کے پھینک آیا ہے انہیں صبح تک ہوش
نہیں آئے گا اور باقی کوئی سپاہی اسے نہیں پہچان سکے
گا۔ چلتے چلتے وہ نہر کے پل پر آ گیا۔ اس پل کی ایک
جانب کھیتوں میں اسے ایک پرانی کوٹھی دکھائی دی۔ عنبر
اس کوٹھی کی طرف چلا۔

یہ کوٹھی شکستہ اور ٹوٹی پھوٹی تھی۔ دیواریں بارش
کی وجہ سے کالی ہو گئی تھیں کسی نے ان پر سفیدی نہ
کرائی تھی۔ برآمدوں میں گرد جمی ہوئی تھی۔ کمرے خالی
اور ویران تھے۔ دیواروں کے پلستر اکھڑے ہوئے تھے لگتا
تھا کہ یہ کوٹھی سو سال پرانی ہے اور کبھی کوئی یہاں
نہیں آیا۔ عنبر نے کوٹھی کے ویران آسیب زدہ کمروں کا
گھوم پھر کر جائزہ لیا کوٹھی کے پچھلے کمرے کا دروازہ بند

تھا اس دروازے پر اتنا پرانا تالا لگا تھا کہ اس پر زنگار
جم چکا تھا عنبر نے سوچا کہ اس کوٹھی کو بھی کھول کر دیکھنا
چاہئے جونہی اس نے تالے کو ہاتھ لگایا اسے ایک عجیب
سی آواز سنائی دی۔ عنبر نے کوئی خیال نہ کیا اور تالا توڑ
ڈالا۔ پھر دروازے کو کھولا تو اندر سے کوئی چمگادڑ پھڑپھڑا
کر چیختا ہوا باہر نکل گیا۔ کوٹھڑی کے اندر اندھیرا تھا اور
مشک کافور کی بو آ رہی تھی۔ عنبر اندھیرے میں غور سے
دیکھنے لگا۔ اسے پھر وہی عجیب سی آواز سنائی دی۔ یہ
آواز ایسی تھی جیسے کوئی کمزور سی آواز میں کچھ کہہ رہا
ہو۔

عنبر کوٹھڑی میں داخل ہو گیا۔ چھت سے لٹکتے
ہوئے لکڑی کے جالے اس کے چہرے سے ٹکرائے اس
نے جالوں کو ہاتھوں سے پیچھے کر دیا اور اندھیرے میں
آگے بڑھا اندھیرا بہت ہی گہرا تھا۔ اچانک عنبر کے پاؤں
کسی چیز سے ٹکرائے اس نے جھک کر دیکھا وہ ہڈیوں کا
ایک انسانی پنجر تھا پنجر کا سارا ڈھانچہ تو موجود تھا مگر سر
کی کھوپڑی نہیں تھی اچانک عنبر کو پھر وہی آواز سنائی دی
اب آواز عنبر کے بہت قریب سے آئی تھی یہ کوئی
عورت کی آواز تھی جو کہہ رہی تھی۔

"میرے بیٹے کا سر لا دو۔ میرے بیٹے کا سر لا دو"۔

عنبر آنکھیں کھول کر کوٹھڑی کے اندھیرے میں چاروں طرف دیکھنے لگا اسے وہاں کوئی عورت نظر نہ آئی اس نے آہستہ سے پوچھا۔

"تم کون ہو؟ سامنے آؤ"۔

عورت کی کمزور آواز آئی۔

"ہڈیوں کے جس پنجر سے تم ٹکرائے ہو یہ میرے اکلوتے جوان بیٹے کا پنجر ہے میں اس کی بدنصیب ماں ہوں بلکہ اب اس کی ماں کی روح ہوں"۔

عنبر نے پوچھا۔

"کیا یہ تمہارے بیٹے کی لاش ہے؟"

ماں کی روح نے کہا۔

"ہاں! یہ میرے خوبصورت جوان بیٹے عمران کی لاش کا پنجر ہے"۔

عنبر نے سوال کیا۔

"تمہارے بیٹے کو کیا ہو گیا تھا کیا وہ بیمار تھا اور مر گیا؟"

ماں کی دکھی روح نے کہا۔

"میرا بیٹا جوان تھا ابھی اس کی عمر ہی کیا تھی بیس برس کا تھا۔ پورا صحت مند تھا کبھی بیمار نہیں ہوا تھا بالوں میں تیل لگا کر جب کنگھی کرتا تو لڑکیاں اسے دور سے دیکھ دیکھ کر مسکرایا کرتی تھیں"۔

عنبر نے کہا۔

"تو پھر اسے کیا ہو گیا تھا؟"

ماں کی دکھی روح نے کہا۔

"اسے دشمنوں نے قتل کر دیا"۔

عنبر کو بہت افسوس ہوا اس نے پوچھا۔

"کیا اس کی کسی سے دشمنی تھی؟"

دکھی ماں کی روح بولی۔

"میرے بیٹے عمران کو صرف اس لئے قتل کر دیا گیا کہ وہ مسلمان تھا پانچ وقت مسجد میں جا کر نماز پڑھتا تھا۔ خدا اور اس کے رسولؐ سے محبت کرتا تھا کبھی کسی لڑکی کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتا تھا"۔

عنبر تعجب سے بولا۔

"تو پھر اسے کیوں قتل کیا گیا؟"

ماں کی دکھی روح نے کہا۔

"کیا تم مسلمان ہو؟"

عنبر نے کہا۔

"خدا کا شکر ہے کہ میں مسلمان ہوں"۔

روح بولی۔

"تو سنو! عمران کے باپ کے مرنے کے بعد یہی
میرا اکلوتا بیٹا میری زندگی کا سہارا تھا وہ محلے میں کتابوں
کی چھوٹی سی دکان کرتا تھا۔ یہ محلہ ہندوؤں کا تھا۔ محلے
میں ہندوؤں کا ایک مندر بھی تھا۔ ہندو عمران سے خار
کھاتے تھے کیونکہ جب مسجد میں اذان ہوتی تھی تو ہندو
اپنے مندر میں ڈھول تاشے بجانے لگتے تھے اور عمران
انہیں منع کرتا تھا کہ جب مسجد میں اذان ہو تو تم ڈھول
نہ بجایا کرو۔ ہندو بت پرست ہیں وہ بتوں کی پوجا کرتے
ہیں ایک بار عمران کے پاس ایک ہندو نے آکر کہا کہ
چلو تم بھی ہمارے مندر میں چل کر بتوں کی پوجا کرو۔ تم
ہندوؤں کے محلے میں رہتے ہو تمہیں ہندوؤں ایسے کام
کرنے چاہئیں عمران نے انکار کیا اور کہا کہ میں بت
توڑنے والا مسلمان ہوں بتوں کی پوجا کرنے والا کافر
نہیں۔ بس اسی دن ہندوؤں نے میرے بیٹے کو قتل کرنے
کا ارادہ کر لیا۔ جس شام کو اسے قتل کیا گیا اس شام
میں نے اپنے بیٹے کے لئے پلاؤ پکایا ہوا تھا۔ عمران کو پلاؤ

کا بڑا شوق تھا وہ ابھی دکان بند کر کے آیا تھا۔ میں اس
کے لئے تھالی میں پلاؤ ڈال رہی تھی۔ وہ ہاتھ دھو رہا تھا
کہ نیچے سے کسی نے اس کا نام لے کر آواز دی۔ وہ
کہنے لگا ماں تم پلاؤ ڈالو میں بات سن کر آتا ہوں۔ کاش!
اگر مجھے پتہ ہوتا کہ اس کے بعد میں اپنے اکلوتے بیٹے
کی صورت نہ دیکھ سکوں گی تو میں اس کو کبھی نیچے گلی
میں نہ جانے دیتی۔ مگر قسمت کا لکھا ہو کر رہتا ہے۔
عمران نیچے گیا اور پھر اس کی آواز نہ آئی جب کافی دیر
ہو گئی تو میں خود نیچے اتر کر گلی میں آئی عمران کہیں نہیں
تھا۔ میں نے ہندو دکان والے سے پوچھا س کو سب
معلوم تھا مگر اس نے مجھے کچھ نہ بتایا رات ہو گئی۔ عمران
نہ آیا میں پاگلوں کی طرح شہر کے گلی کوچوں میں اسے
تلاش کرنے لگی مگر عمران کا کچھ پتہ نہ چل سکا پھر دوسری
رات میں اپنے بستر پر بیٹھی عمران کو یاد کر کے رو رہی
تھی کہ اچانک مجھے صحن میں کسی کی آہٹ سنائی دی۔

میں نے پوچھا۔

"کون ہے؟"

میرے عمران کی دکھی آواز آئی۔

"میں عمران ہوں"۔

میں تڑپ کر باہر بھاگی۔

"میرے لال! تم آ گئے تم کہاں ہو؟"

کیونکہ صحن خالی پڑا تھا۔

عمران کی آواز آئی۔

"ماں! میں عمران کی روح ہوں مجھے قتل کر دیا گیا ہے"۔

یہ سنتے ہی میں بے ہوش ہو گئی کافی دیر بعد مجھے ہوش آیا میں اسی طرح صحن میں پڑی تھی میں نے بے چینی سے اپنے بیٹے کو آواز دی۔ اس کی روح کی آواز مجھے پھر سنائی نہ دی میں بیٹے کے قتل کے صدمے سے نیم پاگل ہو گئی۔ میں زیادہ دیر زندہ نہ رہ سکی اور موت نے مجھے اپنی آغوش میں لے لیا۔ مرنے کے بعد میں نے اپنے بیٹے کی روح کو بے چین دیکھا۔ وہ ایک ویران سیارے پر بھٹک رہی تھی اس نے مجھے کہا۔

"ماں مجھے نہر کنارے والی کوٹھی میں قتل کیا گیا تھا۔ وہاں میری لاش کا پنجر ابھی تک پڑا ہے میرے سر کو کاٹ کر دوسرے کمرے میں دفنا دیا گیا تھا۔ جب تک میری لاش کے پنجر کے ساتھ میرا سر لگا کر دفن نہیں کیا جائے گا میری روح قیامت تک یونہی بھٹکتی رہے گی تب

میں نیچے اس کوٹھی میں آئی اور اپنے بیٹے کے جسم کے پنجر کو دیکھا مگر میں اس کا سر دوسرے کمرے سے نکال کر اسے دفن نہیں کر سکتی تم یہاں آئے ہو تو میرے بیٹے اور میری روح کو سکون عطا کرو اور اس لاش کے سر کو دوسرے کمرے سے نکال کر ایک جگہ دفن کر دو"۔

عنبر نے دکھی ماں کی روح کی پکار سنی تو اس کا دل ہل گیا۔ اسی وقت وہ دوسرے کمرے میں گیا وہاں فرش کھودا تو نیچے لڑکے کے سر کی کھوپڑی مل گئی۔ عنبر نے اسے اٹھا کر پنجر کے ساتھ لگایا اور پھر وہیں قبر کھود کر لاش کو عزت کے ساتھ دفن کر کے خدا کے حضور اس کی بخشش کے لئے فاتحہ پڑھی۔ عمران کی ماں کی روح نے عنبر کا شکریہ ادا کیا۔

عنبر نے پوچھا۔

"ماں! میں تمہارے بیٹے کے قاتلوں سے تمہارے بیٹے کے قتل کا بدلہ لینا چاہتا ہوں میں انہیں اس گھناؤنے جرم کی سزا دینا چاہتا ہوں مجھے بتاؤ وہ لوگ کون ہیں اور کہاں رہتے ہیں"۔

ماں کی دکھی روح نے کہا۔

"بیٹا! میرے بیٹے کو جس ہندو کافر نے قتل کیا تھا

اس کا نام شام لال ہے اور وہ امرتسر شہر کی جیل میں داروغہ ہے"۔

عنبر نے کہا۔

"تم اب بے فکر رہو ماں! میں شام لال کو اس کے جرم کی سزا ضرور دوں گا"۔

اتنے میں باہر شور سنائی دیا۔ پولیس کی جیپ عنبر کی تلاش میں آ گئی تھی عنبر کو معلوم تھا کہ یہ لوگ گرفتار کر کے اسے جیل میں لے جائیں گے اور وہ جیل میں ہی جانا چاہتا تھا چنانچہ عنبر نے پولیس کے سامنے ہاتھ اٹھا دیئے عنبر کو اسی وقت گرفتار کر کے شہر کی جیل میں لے جا کر بند کر دیا گیا اچانک عنبر کو ناگ کی تیز خوشبو محسوس ہوئی کیونکہ ناگ بھی جاسوسی کے الزام میں گرفتار ہو کر اسی جیل میں بند تھا۔ دوسری طرف ناگ نے بھی عنبر کی خوشبو کو محسوس کر لیا تھا وہ بڑا خوش ہوا کہ عنبر بھی وہیں پر آ گیا ہے ناگ کی طاقت اس کے پاس نہیں تھی اس لئے وہ سانپ بن کر عنبر کے پاس نہیں جا سکتا تھا۔ عنبر جیل کی کوٹھڑی میں چپ چاپ بیٹھا سوچ رہا تھا کہ ناگ کو کیسے تلاش کرے اسے ابھی شام لال داروغے سے عمران کے بے گناہ قتل کا بدلہ بھی لینا تھا۔

دوسری طرف ناگ بھی عنبر سے ملنے کے لئے بے تاب تھا اس کے پاس سانپ یا اپنا روپ بدلنے کی طاقت تو نہیں تھی لیکن اس نے سوچا کہ اسے اپنی دوسری طاقت بھی آزما کر دیکھنی چاہئے کہ وہ کسی سانپ کو وہاں بلا سکتا ہے کہ نہیں۔ جب رات کا اندھیرا پھیل گیا تو ناگ نے منہ سے سیٹی کی باریک آواز نکال کر ارد گرد رہنے والے کسی سانپ کو آواز دی اور کہا۔

"اگر یہاں کوئی سانپ ہے تو یہاں آ جائے میں ناگ دیوتا بول رہا ہوں"۔

کوئی سانپ نہ آیا۔ ناگ سمجھ گیا کہ اس کی سانپ کو بلانے کی طاقت بھی عارضی طور پر ختم ہو گئی ہے وہ مایوس سا ہو کر بیٹھ گیا آدھی رات کے بعد اسے سرسراہٹ کی آواز سنائی دی۔ ناگ نے کوٹھڑی کے دروازے کی سلاخوں کی طرف دیکھا اسے ایک بھورے رنگ کا سانپ کوٹھڑی میں داخل ہوتا دکھائی دیا۔ ناگ ہوشیار ہو کر بیٹھ گیا۔ بھورے سانپ نے آتے ہی سر جھکا کر ناگ کو سلام کیا اور کہا۔

"عظیم ناگ دیوتا کو میرا سلام پہنچے۔ میں یہاں سے دور ایک باغ میں سے گزر رہا تھا کہ آپ کی خوشبو آئی

اور میں آپ کو سلام کرنے آ گیا ہوں"۔

ناگ بڑا خوش ہوا کہ اس کے جسم میں ناگ دیوتا کی خوشبو باقی ہے اس نے کہا۔

"کیا تم میرے ساتھ عنبر کی بو محسوس کر رہے ہو؟"

سانپ نے پھن اٹھا لیا اور بولا۔

"ہاں عظیم ناگ دیوتا! مجھے یہاں ایک آدمی سے آپ کی خوشبو آ رہی ہے"۔

ناگ نے کہا۔

"وہی عنبر میرا دوست اور بھائی ہے وہ تمہاری زبان سمجھ لیتا ہے اسے جا کر کہو کہ میں اس کوٹھڑی میں ہوں"۔

بھورا سانپ حکم پا کر فوراً باہر نکل گیا۔ تھوڑی دیر بعد واپس آ کر بولا۔

"عظیم ناگ دیوتا! میں نے آپ کا پیغام عنبر تک پہنچا دیا ہے۔ وہ بھی آپ سے ملنے کو بے تاب ہے"۔

ناگ کہنے لگا۔

"میں یہاں سے نکلنا چاہتا ہوں تم میری کیا مدد کر سکتے ہو؟"

بھورے سانپ نے کہا۔

"اس وقت جیل میں آپ کی کوٹھڑی اور عنبر کی کوٹھڑی کے باہر چار سپاہی پہرہ دے رہے ہیں میں ابھی انہیں ڈس کر موت کی نیند سلائے دیتا ہوں"۔

ناگ نے کہا۔

"نہیں انہیں ہلاک مت کرو بلکہ ان کے جسم میں صرف اتنا زہر داخل کرو کہ وہ دو چار گھنٹے کے لئے بے ہوش ہو جائیں"۔

بھورا سانپ چلا گیا۔ تھوڑی ہی دیر بعد اس نے آ کر بتایا کہ میدان خالی ہے اور جیل کے اس حصے کے چاروں پہرے دار بے ہوش ہو چکے ہیں ناگ نے جیل کے دروازے کا تالا توڑا اور کوٹھڑی سے نکل کر سیدھا عنبر کے پاس آ گیا عنبر بھی تالا توڑ کر باہر کھڑا تھا دونوں ایک دوسرے سے مل کر بے حد خوش ہوئے۔

ناگ بولا۔

"اس بھورے سانپ نے مجھے تمہارے بارے میں بتا دیا تھا اب ہمیں ماریا اور دوسرے دوستوں کی تلاش کرنی ہے یہاں سے نکل چلو"۔

عنبر نے کہا۔

"مجھے ایک دکھی ماں کے بے گناہ بیٹے کے قتل کا بدلہ لینا ہے ناگ۔ یہاں کوئی داروغہ شام لال ہے اس نے ایک معصوم نوجوان کو قتل کر دیا تھا اس کی ماں کی روح سے میں نے وعدہ کیا ہے کہ میں اس کے بچے کا بدلہ ضرور لوں گا"۔

ناگ نے کہا۔

"تو پھر چلو پہلے اس کافر اور قاتل داروغے کو ڈھونڈتے ہیں"۔

ناگ نے بھورے سانپ سے پوچھا۔

"کیا تم ہمیں یہاں کے داروغے شام لال کے بارے میں بتا سکتے ہو کہ وہ کہاں ہو گا؟"

بھورا سانپ کہنے لگا۔

"عظیم ناگ دیوتا! اس جیل کا ایک ہی داروغہ ہے جو اس وقت جیل کی دوسری طرف بڑے دروازے کے پاس اپنے کمرے میں رات کی ڈیوٹی پر ہے"۔

عنبر نے ناگ سے کہا۔

"تم یہیں ٹھہرو میں سانپ کو لے کر جاتا ہوں"۔

ناگ وہیں کوٹھڑی کے دروازے کے پاس بیٹھ گیا۔

عنبر نے بھورے سانپ کو اٹھا لیا اور رات کے اندھیرے

میں جیل کی دوسری طرف آ گیا اس طرف دو چار سپاہی پہرہ دے رہے تھے۔ دروازے کے پاس کمرے میں ایک داروغہ بیٹھا رجسٹر میں کچھ درج کر رہا تھا۔ عنبر پیچھے کی طرف سے ہو کر کھڑکی میں سے چھلانگ لگا کر اندر آ گیا۔ داروغہ چونک پڑا۔ عنبر نے لپک کر داروغے کی گردن پکڑ لی اور بولا۔

"تمہارا نام کیا ہے؟"

داروغے کی آنکھیں باہر نکل آئی تھیں اس کے منہ سے چیخ نکل گیا۔

بولا۔

"میرا نام شام لال ہے"۔

عنبر نے پوچھا۔

"تمہیں یاد ہے تم نے شہر کی ایک بیوہ کے اکلوتے نوجوان بیٹے عمران کو قتل کیا تھا اور اس کی لاش نہر والی پرانی کوٹھی میں دبا دی تھی اور سر دوسرے کمرے میں دبا دیا تھا"۔

شام لال کو پسینہ آ گیا۔ موت اس کے سامنے کھڑی تھی۔ عنبر کی گرفت لوہے سے بھی زیادہ سخت تھی۔

کہنے لگا۔

"مجھے معاف کر دو۔ مجھ سے غلطی ہو گئی"۔
عنبر غضبناک ہو کر بولا۔
"تم نے ایک پورے خاندان کو تباہ و برباد کر دیا
تو اس غلطی کی کوئی معافی نہیں ہے"۔
اور پھر عنبر نے اس ہندو کافر داروغے کی گردن
دونوں ہاتھوں سے اتنے زور سے دبائی کہ اس کی گردن
اس کے جسم سے الگ ہو گئی۔ جسم نیچے گر پڑا اور گردن
عنبر کے ہاتھ میں ہی رہ گئی۔ عنبر نے اس قاتل کی گردن
کو پرے پھینکا اور بھورے سانپ کو ساتھ لئے باہر نکل
کر ناگ کے پاس آ گیا انہوں نے جیل کی دیوار کو رات
کے اندھیرے میں پھاندا اور شہر کی طرف چلنے لگے۔ تب
عنبر نے ناگ کو بتایا۔
"ناگ! ہم تین ہزار سال پرانے زمانے سے نکل
کر ۱۹۸۸ء کے انڈیا یعنی بھارت میں آ گئے ہیں۔ یہ
بھارت کا امرتسر شہر ہے"۔
ناگ نے کہا۔
"مجھے پتہ چل گیا تو ان لوگوں نے مجھے پاکستان کا
جاسوس سمجھ کر پکڑ لیا تھا بہرحال ہمیں ماریا اور تھیوسانگ
کیپٹی اور جولی سانگ کا بھی پتہ کرنا ہو گا کہ وہ کہاں

ہیں"۔
عنبر کہنے لگا۔
"تھیو سانگ تو شہزادی سارینی کے اہرام کے باہر
تھا۔ جولی سانگ نے غلطی سے کھڑکی کھول دی اور ہم
سب سیاہ بادل کے بگولے میں پھنس گئے اور اس بگولے
نے وقت کی سرنگ میں گزار کر ہمیں ۱۹۸۸ء کے زمانے
میں پھینک دیا ہے"۔
ناگ نے عنبر کو یہ بھی بتایا کہ اس کے روپ
بدلنے کی طاقت اس کے پاس نہیں رہی۔
عنبر نے کہا۔
"میری طاقت میرے پاس ہی ہے۔ یہ بھی خدا کا
شکر ہے کہ ہمیں ایک دوسرے کی خوشبو آ رہی ہے"۔
ناگ بولا۔
اسی لئے تو میں نے بھورے سانپ کو تمہارے
پاس بھیجا تھا کیونکہ مجھے تمہاری خوشبو آ رہی تھی"۔
عنبر نے کہا۔
"پولیس ہماری تلاش میں نکل آئے گی ہمیں کسی
ایک جگہ چھپ جانا چاہئے جہاں پولیس والے ہماری تلاش
میں نہ پہنچ سکیں"۔

ناگ نے بھورے سانپ سے پوچھا۔

"کیا کوئی ایسی جگہ ہے جہاں ہم کچھ دیر کے لئے پولیس کی نظروں سے بچ کر رہ سکیں۔ ہمیں اپنے ساتھیوں کا انتظار کرنا ہے کیونکہ ہو سکتا ہے کچھ وقت گذرنے پر ان کی خوشبو بھی یہاں آ جائے"۔

بھورے سانپ نے کہا۔

"عظیم ناگ دیوتا! یہاں سے شمال کی طرف ایک دریا بہتا ہے جو آگے سرحد پار کر کے پاکستان میں داخل ہو جاتا ہے پاکستان ایک اسلامی ملک ہے اگر آپ پاکستان چلے جائیں تو وہاں یہ پولیس آپ کے پیچھے نہیں جا سکتی اور آپ محفوظ ہوں گے یہاں اگر آپ کے دوستوں میں سے کوئی آ گیا اور مجھے اس کے جسم سے آپ کی خوشبو محسوس ہوئی تو میں اسے بھی پاکستان بھیج دوں گا"۔

عنبر ناگ کو بھورے سانپ کی یہ تجویز پسند آئی۔

ناگ نے بھورے سانپ سے کہا کہ وہ اسے دریا تک لے چلے۔ رات کا اندھیرا چاروں طرف پھیلا ہوا تھا۔ بھورا سانپ ان کی راہنمائی کر رہا تھا۔ وہ اسے ویران علاقوں سے گذار کر دریا تک لے گیا دریا پر پہنچ کر ناگ نے بھورے سانپ کو رخصت کیا اور دونوں نے دریا میں

چھلانگیں لگا دیں۔ ان دونوں کے پاس اتنی طاقت ضرور تھی کہ وہ دریا کے اندر بھی سانس لے سکتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے دریا کے اندر ڈبکی لگائی اور پانی کے اندر ہی اندر تیرنے لگے۔ دریا کا بہاؤ بھی بڑا تیز تھا دو گھنٹے دریا کے نیچے پانی میں تیرنے کے بعد انہوں نے اپنے سر باہر نکال لئے انہوں نے کنارے کی طرف دیکھا۔ دور انہیں ایک شہر کی روشنیاں نظر آ رہی تھیں یہ لاہور شہر کی روشنیاں تھیں۔

عنبر اور ناگ ایک مدت کے بعد لاہور میں داخل ہونے والے تھے۔

ناگ نے کہا۔

"عنبر! میرا خیال ہے کہ یہ لاہور ہی ہے ہم پاکستان میں پہنچ چکے ہیں"۔

عنبر بولا۔

"میرا بھی یہی خیال ہے ہمیں دریا سے نکل آنا چاہئے"۔

وہ دریا سے باہر نکل آئے۔ رات تھوڑی سی باقی تھی گرمیوں کا موسم تھا وہ راوی کے پل پر آ کر رک گئے ایک جگہ انہیں بورڈ نظر آیا جس کے نیچے لاہور شہر

کا نام لکھا تھا۔ عنبر اور ناگ بڑے خوش ہوئے کہ وہ
پاکستان کے خوبصورت شہر لاہور میں آ گئے ہیں۔
ناگ بولا۔
"خدا کرے کہ اب ماریا کیٹی تھیوسانگ اور جوی
سانگ سے بھی یہاں ملاقات ہو جائے"۔
عنبر نے کہا۔
"اگر تھیوسانگ اہرام کے باہر تھا تو لال شعاعوں
کی بارش میں وہ تو یقیناً بوڑھا ہو گیا ہو گا"۔
عنبر کہنے لگا۔
"اب جو ہو گا دیکھا جائے گا وہ کیوں اہرام کے
باہر چلا گیا تھا؟ اسے ہمارے ساتھ ہی رہنا چاہئے تھا"۔
یونہی باتیں کرتے کرتے وہ بادشاہی مسجد کے پاس
آ گئے۔ اب صبح ہونے والی تھی۔ بادشاہی مسجد سے اذان
کی آواز بلند ہوئی۔
عنبر نے کہا۔
"یہ اسلامی ملک پاکستان ہے۔ ہمیں یہاں آ کر
ہمیشہ خوشی ہوتی ہے"۔
ناگ نے کہا۔
"ہمیں کچھ روز یہاں رہ کر اپنے دوستوں کا انتظار

کرنا ہے۔ اس لئے کوئی ٹھکانہ بنا لینا چاہئے جہاں ہم رہ
سکیں"۔
عنبر کہنے لگا۔
"یہاں تو کوئی اعلیٰ درجے کا ہوٹل ہی ہو سکتا ہے
جہاں ہم ٹھہریں مگر ہمارے پاس تو ایک ٹیڈی پیسہ تک
نہیں ہے ہمارے لباس بھی پرانے زمانے کے ہیں دن
چڑھے گا تو لوگ ہمیں دیکھ کر ضرور حیران ہوں گے"۔
ناگ نے بادشاہی مسجد کے ساتھ والے پرانے قلعے
کی طرف دیکھ کر کہا۔
"اس قلعے میں ضرور کوئی پرانا خزانہ دفن ہو گا
میں خزانے کے سانپ سے مدد لیتا ہوں آؤ میرے
ساتھ"۔
عنبر اور ناگ پرانے قلعے میں داخل ہو کر اس کے
اوپر والے تختے پر آ گئے یہاں ایک طرف پرانی بارہ
دری کا کھنڈر تھا۔ ابھی صبح نہیں ہوئی تھی یہاں کوئی
آدمی نہیں تھا ناگ نے خزانے کے سانپ کو آواز دی۔
تھوڑی دیر میں ایک سانپ زمین میں سے نکل آیا۔ اس
نے آتے ہی ناگ کو جھک کر سلام کیا اور کہا۔
"عظیم ناگ دیوتا کو میرا سلام پہنچے میرے لئے کیا

حکم ہے؟"

ناگ نے کہا۔

"اگر اس جگہ قلعے کے نیچے کہیں کوئی خزانہ دفن ہے تو ابھی اس خزانے میں سے مجھے ایک قیمتی ہیرا یا موتی لا دو"۔

سانپ بولا۔

"عظیم ناگ دیوتا! میں خزانے کے اوپر ہی اس کی حفاظت کے لئے بیٹھا ہوں ابھی آپ کے حکم کی تعمیل کرتا ہوں"۔

سانپ چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اپنے منہ میں ایک قیمتی موتیوں کا ہار لے کر واپس آگیا۔ ناگ نے ہار عنبر کو دکھایا۔

عنبر بولا۔

"کافی قیمتی ہار معلوم ہوتا ہے۔ یہ ٹھیک رہے گا۔ ہمارا گزارہ ہو جائے گا"۔

ناگ نے سانپ کا شکریہ ادا کر کے اسے واپس بھیج دیا اور دونوں ساتھی دونوں پرانے دوست قلعے سے باہر نکل آئے۔ یہ لاہور کا شاہی محلہ تھا۔ حضوری باغ میں اندھیرا تھا کہیں کوئی شخص چلتا پھرتا بھی نظر نہیں آ

رہا تھا قیمتی موتیوں کا ہار ناگ کے ہاتھ میں تھا جب وہ چھپتے ہوئے گیٹ کے نیچے سے گزر رہے تھے تو اچانک ایک جانب سے دو غنڈے نکل کر سامنے آگئے ان کے ہاتھوں میں پستول تھے اور دونوں پستولوں کا رخ عنبر ناگ کی طرف تھا ایک غنڈے نے عنبر کو حکم دیا۔

"یہ ہار میری طرف پھینک دو یاد رکھو اگر شور مچایا تو تم دونوں کو گولیوں سے اڑا دیں گے"۔

عنبر نے ناگ کی طرف دیکھا اور کہا۔

"ناگ بھیا! یہ آدمی کون ہے اور کیا کہہ رہا ہے؟"

ناگ نے کہا۔

"غنڈہ لگتا ہے۔ تمہارا ہار تم سے چھیننا چاہتا ہے"۔

عنبر نے پوچھا۔

"معلوم ہوتا ہے ان کا آخری وقت آگیا ہے"۔

اب غنڈوں کو سخت غصہ آگیا انہوں نے آگے بڑھ کر عنبر کے ہاتھ سے ہار چھیننا چاہا تو عنبر نے ہاتھ پیچھے کر لیا۔ ایک غنڈے نے پستول ناگ کی گردن پر اور دوسرے نے عنبر کی گردن پر رکھ دیا۔

"یار مجھے پکڑا دو جلدی کرو"۔
غنڈے نے غرا کر کہا۔
عنبر نے غنڈے کو گردن سے پکڑ کر زمین سے دو فٹ اوپر اٹھا لیا۔ دوسرے غنڈے نے عنبر پر فائر کر دیا۔ گولی اس کی آنکھوں کے سامنے عنبر کی گردن پر لگی مگر عنبر اپنی جگہ پر اسی طرح کھڑا رہا۔ ناگ نے دوسرے غنڈے کا پستول چھین کر اسے زمین پر گرا دیا اور سیٹی بجا کر خزانے کے سانپ کو آواز دی۔ خزانے کا سانپ قلعے سے نکل کر بجلی ایسی تیزی کے ساتھ وہاں آ گیا۔ ناگ نے سانپ کو ایک حکم دیا۔ سانپ نے غنڈے کی گردن میں اپنا کنڈل ڈال دیا اور پھن کھول کر اس کی آنکھوں کے آگے پھنکارنے لگا۔ جس غنڈے کو عنبر نے گردن سے پکڑ کر اوپر اٹھا رکھا تھا اس کا برا حال ہو رہا تھا اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اسے کسی لوہے کی کرین نے اوپر اٹھا رکھا ہے۔ عنبر نے اسے زمین پر رکھ دیا اور کہا۔

"کب سے لوگوں کو لوٹ رہے ہو تم لوگ؟"
غنڈا دیکھ رہا تھا کہ ایک سانپ اس کے ساتھی کی گردن میں لپٹا ہوا ہے وہ سمجھ گیا کہ یہ دونوں کوئی

جادوگر ہیں۔ ہاتھ باندھ کر بولا۔
"ہمیں معاف کر دو بھائی۔ ہم سے غلطی ہو گئی"۔
ناگ نے کہا۔
"ہمارے ساتھ تھانے چلو۔ ہم تمہیں پولیس کے حوالے کریں گے تاکہ تم کسی دوسرے مسافر کو نہ لوٹ سکو"۔

دوسرا غنڈہ تھر تھر کانپ رہا تھا۔ سانپ اس کے منہ کے آگے پھنکار رہا تھا۔ ناگ نے اس کی گردن سے سانپ اتار لیا اور سانپ کو اپنی جیب میں رکھ لیا۔ پھر انہوں نے دونوں غنڈوں کو پستول کی نوک پر آگے لگایا اور تھانے میں آ گئے۔ یہاں ان دونوں کو تھانیدار کے حوالے کر کے دونوں پستول بھی وہاں جمع کرا دیئے اور تھانے سے باہر نکل آئے۔ عنبر نے کہا۔
"یار ناگ! یہ تم نے خزانے کے سانپ کو اپنی جیب میں کس لئے رکھ لیا ہے"۔
ناگ بولا۔
"تمہیں تو معلوم ہی ہے کہ میری سانپ بننے کی طاقت میرے پاس نہیں ہے اس لئے یہ سانپ میرے کام آئے گا"۔

عنبر اور ناگ سڑک پر چلے جا رہے تھے۔ اب صبح کا اجالا ہو رہا تھا دکانیں کھلنے لگی تھیں سڑک پر ٹریفک بھی شروع ہو گئی تھی۔

عنبر نے کہا۔

"ہمیں سب سے پہلے موتیوں کے ہار کو بیچ کر یہاں کی کرنسی حاصل کرنی چاہئے پھر کسی اچھے سے ہوٹل میں کمرہ کرائے پر لے لیتے ہیں تاکہ اطمینان کے ساتھ ہم ماریا کیٹی جولی سانگ اور تھیوسانگ کا انتظار کر سکیں اور انہیں تلاش بھی کریں"۔

ناگ بولا۔

"میرا خیال ہے یہاں کسی سے پوچھ لینا چاہئے کہ وہ بازار کہاں ہے جہاں زیورات وغیرہ فروخت ہوتے ہیں"۔

اسی طرح باتیں کرتے دونوں دوست چوک شاہ عالمی میں آ گئے۔ یہاں ایک آدمی نے انہیں بتایا کہ وہ سوہا بازار جائیں وہاں زیورات کی دکانیں ہیں عنبر اور ناگ سوہا بازار میں آ گئے وہاں ابھی دکانیں نہیں کھلی تھیں۔ دونوں دوست قریب ہی ایک مسجد میں آ کر بیٹھ گئے۔ وہ کافی دیر وہاں بیٹھے باتیں کرتے رہے۔ جب بازار

کھل گئے تو وہ سوہا بازار میں آ گئے۔ ایک دکان پر شیشے کی الماریوں میں سونے چاندی اور ہیرے موتیوں کے ہار سجے ہوئے تھے۔ عنبر ناگ دکان میں آ گئے۔ انہوں نے دکاندار کو موتیوں کا ہار دکھا کر کہا کہ وہ اسے فروخت کرنا چاہتے ہیں۔ دکاندار نے فوراً پہچان لیا کہ یہ ہار بے حد قیمتی ہے۔

اس نے عنبر سے پوچھا۔

"آپ اس کی کیا قیمت لیں گے؟"

عنبر بھی جانتا تھا کہ یہ شاہی خزانے کا ہار ہے اور بڑا قیمتی ہے۔

اس نے کہا۔

"ہم اس کی قیمت دو لاکھ روپے وصول کریں گے"۔

دکاندار کو معلوم تھا کہ اس ہار کی قیمت اور کچھ نہیں تو ساٹھ لاکھ ضرور کسی امیر گاہک سے وصول کر سکتا ہے۔ اس نے اسی وقت عنبر ناگ کو دو لاکھ روپے کے نوٹ گن کر دے دیئے اور رسید لکھوا لی۔ ایک چھوٹے بریف کیس میں ہزار ہزار روپے کے نوٹ ڈال کر عنبر اور ناگ رکشے میں بیٹھ کر مال روڈ پر آ گئے۔

ناگ بولا۔

"مجھے یاد ہے یہاں ایک انٹر کونٹی نینٹل ہوٹل ہوا کرتا تھا جس کے پیچھے کنوئیں میں کیٹی کو اس کا جن دوست پہلی بار ملا تھا وہ اچھا ہوٹل ہے"۔

عنبر نے کہا کہ چلو وہیں چلتے ہیں وہ ہوٹل انٹر کونٹی نینٹل میں آ گئے۔ یہاں انہوں نے ایک ڈبل بیڈ والا کمرہ کرائے پر لے لیا اور ایک مہینے کا کرایہ ایڈوانس بھی دے دیا۔ اسی روز انہوں نے بازار سے نئے کپڑے خریدے۔ دن بھر وہ شہر لاہور کی سیر کرتے رہے اور شام کو واپس اپنے ہوٹل میں آ گئے۔

ہم عنبر اور ناگ کو ۱۹۸۸ء کے زمانے کے لاہور شہر میں چھوڑتے ہیں اور یہ معلوم کرتے ہیں کہ ماریا اہرام کے بگولے میں عنبر ناگ کے ساتھ چکر کھانے کے بعد کہاں جا کر اتری؟ یہ تو آپ کو معلوم ہی ہے کہ شہزادی سارینی کے ہزاروں سال پرانے اہرام کے باہر لال شعاعوں کی بارش کی وجہ سے تھیوسانگ بے حد بوڑھا اور کمزور ہو گیا تھا اور جولی سانگ اور کیٹی بگولے سے نکل کر وہیں اہرام کے اندر گر پڑی تھیں وہ اہرام سے باہر نکل آئی تھیں اور تھیوسانگ سے ان کی ملاقات

ہو گئی تھی پھر قبر کے چراغ والے مردے سے جولی سانگ نے مشورہ کیا تھا جس نے کہا تھا کہ جولی سانگ! تمہارے بوڑھے بھائی کا ایک ہی علاج ہے کہ اسے ملک ہندوستان کے کیلاش پربت کی وادی میں جو مندر ہے وہاں لے جاؤ وہاں مندر کے پیچھے زمین کے اندر ایک باؤلی ہے اس باؤلی میں آدھی رات کے بعد ایک خوبصورت دلہن کیلاش پانی میں سے باہر نکل کر تیرنے لگتی ہے وہ لاش پکارتی ہے کہ کوئی ہے جو میرا سوال پورا کرے اور اپنے دل کی مراد پائے تم نے اگر اس کا سوال پورا کر دیا تو دلہن کی لاش تمہارے بھائی تھیوسانگ کو پھر سے جوان کر دے گی اور اس کی طاقت واپس آ جائے گی۔ چنانچہ کیٹی اور جولی سانگ نے تھیوسانگ کو ساتھ لیا اور ہزاروں سال پرانے ہندوستان کی طرف روانہ ہو گئے تھے۔ جولی سانگ کیٹی اور تھیوسانگ ابھی ہندوستان کی طرف جنگلوں میں سفر کر رہے ہیں۔ چنانچہ ہم ماریا کی طرف آتے ہیں۔

ماریا بھی عنبر ناگ کے ساتھ ہی کوٹھڑی کا دروازہ کھل جانے سے سیاہ بادل کے گھومتے ہوئے چکراتے ہوئے سیاہ بگولے میں پھنس کر گردش کرنے لگی تھی مگر

عنبر ناگ تو ۱۹۸۸ء کے امرتسر شہر میں آ کر گر پڑے اور ماریا کو جب ہوش آیا تو اس نے دیکھا وہ پی آئی اے کے ایک ہوائی جہاز کی سیٹ پر بیٹھی ہے وہ آنکھیں جھپک جھپک کر ارد گرد مسافروں کو تکنے لگی اس سے بہت عرصہ پہلے وہ ہوائی جہاز میں سفر کر چکی تھی جب عنبر ناگ کیٹی اور تھیوسانگ کے ساتھ وہ ماڈرن زمانے کے لاہور شہر میں آئی تھی۔ ایک ایئر ہوسٹس اس کو گھورتی ہوئی قریب سے گزر گئی۔ کیونکہ اس ایئر ہوسٹس نے پہلے اس سیٹ پر ماریا کو نہیں دیکھا تھا۔ ماریا نے ہوائی جہاز میں آتے ہی سب سے پہلے یہ تبدیلی محسوس کی کہ وہ غائب نہیں ہے۔ اہرام سے چلتے وقت بھی وہ غائب نہیں تھی۔ ماریا نے اپنی غیبی طاقت آزمانے کا فیصلہ کیا اور سانس کھینچ لیا وہ غائب ہو گئی۔

ماریا بڑی خوش ہوئی کی اس کی طاقت اس کے پاس ہی تھی۔ اتنے میں وہ ایئر ہوسٹس جو ماریا کو گھورتے ہوئے گئی تھی دوسری ایئر ہوسٹس کے پاس جا کر کہنے لگی۔

"نجمہ! سیٹ نمبر A-15 خالی تھی مگر ابھی ابھی وہاں ایک خوبصورت سنہرے بالوں اور نیلی آنکھوں والی

لڑکی بیٹھی ہے"۔

دونوں ایئر ہوسٹسیں جب سیٹ نمبر A-15 کے قریب آئیں تو سیٹ خالی تھی کیونکہ ماریا غائب ہو چکی تھی اگرچہ وہ اسی سیٹ پر بیٹھی تھی مگر کسی کو نظر نہیں آ سکتی تھی۔ نجمہ نے دوسری ایئر ہوسٹس سے کہا۔

"سیٹ تو خالی ہے۔ ہو سکتا ہے کوئی دوسری سیٹ پر سے سواری اٹھ کر یہاں تھوڑی دیر کے لئے بیٹھ گئی ہو"۔

ایئر ہوسٹس نے جہاز کے تمام مسافر مردوں اور عورتوں کو دیکھا اور بولی۔

"نجمہ! وہ سنہری بالوں اور نیلی آنکھوں والی لڑکی مسافروں میں کہیں نہیں ہے"۔

ایئر ہوسٹس نے مسکرا کر کہا۔

"تو پھر تم نے ضرور کوئی خواب دیکھا ہے چلو واپس چل کر اعلان کرو لاہور شہر کا ایئر پورٹ قریب آ گیا ہے"۔

ماریا ان کی باتیں اسی سیٹ پر بیٹھی غور سے سن رہی تھی۔ اب اسے پتہ چلا کہ وہ پاکستان میں پہنچ گئی ہے اور اب لاہور شہر پہنچنے والی ہے۔ اسے عنبر ناگ جولی

سانگ اور کیٹی کا بھی خیال آ رہا تھا کہ ہو سکتا ہے ان سے لاہور میں ملاقات ہو جائے۔

○☆○☆○

دلہن کی لاش

ہوائی جہاز لاہور ایئر پورٹ پر اتر گیا۔

دوسرے مسافروں کے ساتھ ماریا بھی پی آئی اے کے جہاز سے باہر آ گئی۔ باہر کھلی فضا میں نکلتے ہی اسے عنبر اور ناگ کی ہلکی خوشبو آئی ماریا خوشی سے اچھل پڑی۔ عنبر ناگ اسی شہر میں موجود تھے ماریا فضا میں اوپر کو اٹھی اور اس نے جدھر سے عنبر ناگ کی خوشبو آ رہی تھی ادھر کو اڑنا شروع کر دیا اس وقت شام ہو چکی تھی لاہور شہر کی روشنیاں جگمگا رہی تھیں عنبر ناگ تھوڑی دیر پہلے لاہور شہر کی سیر سے واپس اپنے کمرے میں آئے تھے اچانک انہیں ماریا کی خوشبو آنے لگی۔ ناگ نے اچھل کر کہا۔

"عنبر! ماریا کی خوشبو آ رہی ہے"۔

عنبر نے بھی فضا میں ماریا کی خوشبو سونگھ لی تھی وہ

جلدی سے ہوٹل کے باہر لان میں آ گئے موسم خوشگوار
تھا ماریا کی خوشبو تیز ہوتی جا رہی تھی۔
عنبر نے کہا۔
"ماریا ہماری طرف آ رہی ہے ناگ! اس نے بھی
ہماری خوشبو محسوس کر لی ہے"۔
تھوڑی دیر بعد ماریہ ہوٹل انٹر کونٹی نینٹل کے لان
کے اوپر آ گئی اس نے نیچے لان میں کھمبے کی روشنی میں
عنبر اور ناگ کو کھڑے دیکھا تو خوشی خوشی نیچے اتر کر ان
کے پاس آ گئی۔ عنبر ناگ کو ماریا کی خوشبو محسوس ہوئی۔
عنبر نے پوچھا۔
"ماریا! یہ تم ہی ہو"۔
ماریا نے ہنس کر کہا۔
"ہاں عنبر میں ماریا ہوں خدا کا شکر ہے کہ تم
دونوں سے ملاقات ہو گئی کیٹی اور جولی سانگ کہاں ہیں'
تھیوسانگ کی کوئی خبر ملی؟"
ناگ بولا۔
"یہاں یہ سب باتیں نہیں ہو سکتیں۔ چلو ہمارے
ساتھ کمرے میں چلو"۔
کمرے میں آ کر ماریا نے اپنی کہانی اور عنبر ناگ

نے اپنی کہانی بیان کی۔
ماریا بولی۔
"اس کا مطلب ہے کہ کیٹی اور جولی سانگ ہم
سے بچھڑ گئی ہیں تھیوسانگ تو پہلے ہی اہرام سے باہر نکل
گیا تھا خدا جھوٹ نہ بلوائے وہ سال شعاعوں کی بارش
میں ضرور بوڑھا کھوسٹ ہو گیا ہو گا"۔
عنبر نے کہا۔
"میرا اپنا بھی یہی خیال ہے اس لحاظ سے وہ تین
ہزار برس پرانے زمانے میں ہی ہو گا مگر کیٹی اور جولی
سانگ کہاں ہو سکتی ہیں؟"
ماریا کہنے لگی۔
"جب کیٹی یا شاید جولی سانگ نے پراسرار کوٹھڑی
کا دروازہ کھول دیا تھا تو اندر سے سیاہ بادل کی آندھی
باہر نکلی تھی جس نے ہمیں اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا اور
اس کے اندر چکراتے ہوئے وقت کی سرنگ میں پیچھے کی
طرف گزر کر ۱۹۸۸ عیسوی کے زمانے کے شہر لاہور میں آ
گئے ہیں ممکن ہے جولی سانگ اور کیٹی وہیں اہرام کے
اندر ہی ہم سے بچھڑ گئی ہوں"۔
ناگ بولا۔

"اس کا مطلب ہے کہ پھر جولی سانگ اور کیٹی
بھی تھیوسانگ کے پاس پرانے زمانے میں ہی ہو گی کیونکہ
ہمارے غائب ہو جانے کے بعد ظاہر ہے کہ وہ اہرام سے
باہر نکلنے میں کامیاب ہو گئی ہوں گی اور یقینی طور پر وہ
اہرام سے اس وقت ہی باہر نکلی ہوں گی جب انہیں یقین
ہو گیا ہو گا کہ لال شعاعوں کی خطرناک بارش ختم ہو
چکی ہے۔ باہر انہیں تھیوسانگ اس حالت میں مل گیا ہو
گا کہ اس کا جسم لال شعاعوں نے بوڑھا اور کمزور کر دیا
ہو گا"۔

ماریا نے کہا۔

"اگرچہ یہ تمہارا اندازہ ہے مگر میرا خیال ہے کہ
ایسا ہی ہوا ہو گا"۔

عنبر بولا۔

"خدا کرے کہ ایسا ہی ہوا ہو کیونکہ کہ اگر کیٹی
اور جولی سانگ ہمارے ساتھ ہوتیں تو وہ بھی وقت کی
سرنگ میں سے نکل کر ہمارے پاس پہنچ جاتیں جس طرح
کہ ماریا ہمارے پاس آ گئی ہے"۔

ناگ کی جیب سے سانپ باہر نکل آیا۔ ماریا نے
تعجب سے پوچھا۔

"ناگ! یہ تم نے سانپ کیوں جیب میں ڈال رکھا
ہے"۔

ناگ نے مایوسی کے انداز میں کہا۔

"کیا کہوں ماریا بہن! میری روپ بدلنے کی طاقت
ختم ہو چکی ہے میں اب کسی دوسرے پرندے یا سانپ کی
شکل میں نہیں آ سکتا اس لئے میں نے یہ سانپ اپنے
پاس رکھ لیا ہے"۔

ماریا نے افسوس کا اظہار کرتے ہوئے پوچھا۔

"میری طاقت ختم نہیں ہوئی"۔

عنبر نے بتایا کہ اس کی طاقت بھی ختم نہیں ہوئی
ماریا نے ناگ سے پوچھا۔

"ہماری ایک دوسرے کو سونگھ لینے کی طاقت بھی
ہمارے پاس ہی ہے ناگ! کیا تمہاری سانپوں سے باتیں
کرنے کی طاقت تو ختم نہیں ہو گئی کہیں؟"

ناگ نے مسکرا کر کہا۔

"خدا کا شکر ہے کہ یہ طاقت ختم نہیں ہوئی اگر
یہ طاقت بھی ختم ہو گئی ہوتی تو میں اس سانپ کو کیسے
اپنے پاس رکھ سکتا تھا"۔

ماریا بولی۔

"اب ہمیں کسی طرح اس ۱۹۸۸ء کے زمانے سے تین ہزار برس کے پچھلے زمانے میں واپس جانے کی کوشش کرنی چاہئے تاکہ ہم جولی سانگ کیٹی اور تھیوسانگ سے ملاقات کر سکیں اور تھیوسانگ کا حال معلوم کر سکیں"۔

عنبر نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا۔

"یہی تو ایک شے ہے جس پر ہمارا اختیار نہیں ہے یعنی نہ تو ہم اپنی مرضی سے آگے کے زمانے میں جا سکتے ہیں اور نہ اپنی مرضی سے پیچھے کے زمانے میں جا سکتے ہیں۔

ناگ نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ ہمیں کچھ دیر اسی شہر لاہور میں رہ کر کیٹی جولی سانگ اور تھیوسانگ کا انتظار کرنا چاہئے ہو سکتا ہے کہ وہ بھی کسی طلسم کے اثر سے یہاں پہنچ جائیں"۔

عنبر نے پلنگ پر لیٹتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے اس کے سوا ہم اور کر بھی کیا سکتے ہیں۔ اس ہوٹل میں کچھ وقت گذارتے ہیں۔ روپے ہمارے پاس کافی ہیں"۔

ماریا نے بھی اس تجویز کو پسند کیا اور وہ لاہور کے ہوٹل کونٹی نینٹل میں ہی رہنے لگے۔ اس انتظار میں کہ شاید کسی وقت کیٹی جولی سانگ اور تھیوسانگ ادھر نکلیں۔

اب ہم عنبر ناگ ماریا کو ۱۹۸۸ء کے زمانے یعنی آج کے ماڈرن زمانے کے لاہور میں چھوڑ کر واپس تین ہزار سال پرانے زمانے میں چلتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ جولی سانگ اور کیٹی اپنے ساتھی بوڑھے تھیوسانگ کو لے کر کہاں پہنچی ہیں۔

بوڑھا تھیوسانگ الگ ایک گھوڑے پر بیٹھا تھا۔ کیٹی اور جولی سانگ بھی گھوڑوں پر سوار قافلے کے ساتھ سفر کر رہی تھیں۔ ایک مہینے کے سفر کے بعد قافلہ ملک ہندوستان میں پہنچ گیا۔ یہ وہی ملک تھا جس کے ایک مسلمان ملک پاکستان کے شہر لاہور میں عنبر ناگ ماریا موجود تھے۔ مگر کیٹی اور جولی سانگ تین ہزار سال پرانے ہندوستان میں آئے تھے جب عنبر ناگ ماریا وہاں پر نہیں تھے۔ کیونکہ یہ پرانا زمانہ تھا جس میں کیٹی جولی سانگ اور تھیوسانگ سفر کر رہے تھے۔ وہ سرائے میں اترے۔ سفر کی تکان نے تھیوسانگ کو بہت زیادہ نڈھال کر دیا تھا۔

انہیں وہاں سے بھی آگے کیلاش پربت جانا تھا جو شمال میں کوہ ہمالیہ کے دامن میں تھا۔ کیٹی نے جولی سانگ سے کہا۔

"جولی! ہمیں تھیوسانگ کو یہاں کچھ دن آرام کرانا چاہئے۔ وہ بہت تھک گیا ہے"۔

تھیوسانگ سرائے کی کوٹھڑی کے باہر چارپائی پر بیٹھا تھا۔ اس کا سر بڑھاپے کی وجہ سے ہل رہا تھا۔ اس نے کیٹی سے کمزور آواز میں کہا۔

"تم ٹھیک کہتی ہو۔ میں ابھی سفر نہیں کر سکتا"۔

ایک ہفتہ سرائے میں آرام کرنے کے بعد کیٹی جولی سانگ اور تھیوسانگ ایک ایسے قافلے میں شامل ہو گئے جو کیلاش پربت کی وادی میں جا رہا تھا۔ یہ سفر بڑا لمبا تھا۔ وہ پہاڑیوں' ٹیلوں' گھاٹیوں اور ندی نالوں میں سے ہوتے ہوئے قافلے کے ساتھ آخر ایک روز کیلاش پربت کی وادی میں پہنچ گئے۔ یہاں ایک چھوٹی سی سرائے میں جولی سانگ اور کیٹی نے ایک کوٹھڑی میں چارپائی ڈال کر تھیوسانگ کو اس پر لٹا دیا۔ جولی سانگ نے اسی رات جب کہ تھیوسانگ سو رہا تھا' کیٹی سے کہا۔

"کیٹی! میری رائے یہ ہے کہ تم تھیوسانگ کے

ساتھ اسی سرائے میں رہو اور میں کیلاش پربت کے پرانے مندر میں جا کر باؤلی والی دلہن کی لاش سے ملاقات کرتی ہوں اور اس کا سوال پورا کرنے کی کوشش کرتی ہوں۔ تمہارا میرے ساتھ جانا اس لئے بھی ضروری نہیں کیونکہ قبر والے مردے نے تاکید کی تھی کہ دلہن کی لاش سے صرف جولی سانگ ہی بات کرے"۔

کیٹی کہنے لگی۔

"یہ تو ٹھیک ہے مگر مجھے تمہاری فکر لگی رہے گی"۔

جولی سانگ مسکراتے ہوئے بولی۔

"ہمارے طویل سفر میں شاید ہی کوئی دن ایسا گزرا ہو گا کہ جب ہمیں ایک دوسرے کی فکر نہیں لگی ہو گی۔ یہ تو ہوتا ہی رہتا ہے۔ بہرحال تھیوسانگ کو اس غیر قدرتی بڑھاپے سے نجات دلانا بھی ضروری ہے"۔

کیٹی نے کہا۔

تو پھر تھیوسانگ سے بھی بات کر لو۔ تاکہ اسے بھی پتہ چل جائے کہ تم اکیلی کیلاش پربت جا رہی ہو"۔

جب تھیوسانگ جاگا تو جولی سانگ نے اسے بتایا کہ میں اکیلی کیلاش پربت جانا چاہتی ہوں۔

پہلے تو تھیوسانگ نہ مانا لیکن جب کیٹی اور جولی سانگ دونوں نے اس کو سمجھایا کہ وہ کہاں اس کے ساتھ پہاڑوں میں مارا مارا پھرتا رہے گا تو تھیوسانگ مان گیا۔ لیکن اس نے اپنی بوڑھی کمزور آواز میں جولی سانگ سے کہا۔

"جولی بہن! اپنا خیال رکھنا اور جلدی واپس آنے کی کوشش کرنا"۔

جولی سانگ نے تھیوسانگ کو پوری تسلی دی اور دوسرے دن صبح صبح جولی سانگ گھوڑے پر سوار ہو کر اکیلی ہی کیلاش پربت کی طرف روانہ ہو گئی۔ کیلاش پربت کی اونچی برف پوش چوٹی والی پہاڑی دور سے صاف دکھائی دے رہی تھی۔ جولی سانگ اسی کے رخ پر سفر کر رہی تھی۔ راستے میں کئی گھاٹیاں' درے' کھڈیں اور اونچے نیچے ٹیلے آئے۔ جولی سانگ ان میں سے گزرتی چلی گئی۔ آخر ایک دن اور ایک رات کے پہاڑی سفر کے بعد وہ کیلاش پربت کی وادی میں پہنچ گئی۔ یہاں کوئی آبادی نہیں تھی۔ سردی بہت زیادہ تھی لیکن جولی سانگ اس سردی سے بے نیاز تھی۔ اس نے ایک جگہ پہاڑی میں ایک قدرتی غار تلاش کر لیا۔ گھوڑے کو گھاس چرنے

کے لئے کھلا چھوڑ دیا اور کیلاش پربت والے مندر کی تلاش میں نکل کھڑی ہوئی۔

وہ کیلاش پربت کے دامن میں تھی۔ یہاں سے پہاڑ کی برف پوش چوٹی زیادہ دور نہیں تھی۔ آسمان پر بادل چھائے ہوئے تھے۔ کیلاش پربت کی چوٹی بادلوں میں چھپی ہوئی تھی۔ سرد ہوائیں چل رہی تھیں۔ درختوں کے خشک پتے ٹوٹ کر اڑ رہے تھے۔ جولی سانگ پہاڑ کی چڑھائی چڑھتی جا رہی تھی۔ ابھی تک اسے کوئی انسان کہیں بھی دکھائی نہیں دیا تھا۔ آج سے تین ہزار سال پہلے ویسے بھی آبادی بہت ہی کم ہوا کرتی تھی۔ کہیں کہیں ہی کوئی انسان نظر آتا تھا۔ یہاں چونکہ موسم بہت ٹھنڈا تھا اس لئے آبادی نہیں تھی۔ جولی سانگ تھوڑی چڑھائی چڑھنے کے بعد رک کر دیکھ لیتی تھی کہ شاید اسے کیلاش مندر نظر آ جائے۔ دوپہر تک وہ پہاڑی کی درمیانی وادی میں آ گئی۔ یہاں اسے ایک جگہ گیلی زمین پر ایک انسان کے پاؤں کے نشان نظر آئے۔ وہ رک کر انہیں دیکھنے لگی۔ یہ کسی ایسے انسان کے پاؤں کے نشان تھے جس نے جوڑے تلے والا جوتا پہن رکھا تھا۔

جولی سانگ نے یہی نتیجہ نکالا کہ یہ کسی ایسے آدمی

یا عورت کے جوتوں کے نشان ہیں جو مندر میں پوجا
کرنے گیا ہے۔ جولی سانگ ان نشانوں کے ساتھ ساتھ
چلنے لگی۔ تھوڑی دور چلنے کے بعد جوتوں کے نشان پہاڑ
کی بائیں جانب گھوم گئے۔ جونہی جولی سانگ بائیں جانب
گھومی اسے سامنے پتھر کے بہت بڑے چبوترے پر ایک
مندر کی عمارت دکھائی دی۔ جولی سانگ بڑی خوش ہوئی۔
آخر وہ کیلاش مندر میں پہنچ گئی تھی۔ مندر کی حالت
شکستہ تھی۔ دیواریں کالی ہو رہی تھیں۔ کئی جگہوں سے پتھر
اکھڑے ہوئے تھے۔ جوتوں کے نشان مندر کے دروازے
پر جا کر ختم ہو گئے تھے۔ ضرور کوئی مندر کے اندر پوجا
پاٹھ کر رہا ہو گا۔ جولی سانگ ایک طرف چھپ کر بیٹھ
گئی۔ وہ دیر تک بیٹھی رہی مگر مندر میں سے کوئی انسان
باہر نہ نکلا تب جولی سانگ کو خیال آیا کہ ہو سکتا ہے یہ
انسان دو ایک روز پہلے مندر آیا ہو۔ جولی سانگ کو ویسے
بھی مندر کے اندر جانے کی ضرورت نہیں تھی لیکن وہ
یہ ضرور دیکھنا چاہتی تھی کہ مندر میں کوئی دوسرا شخص تو
موجود نہیں۔

جولی سانگ کو آدھی رات تک اسی جگہ رہنا تھا۔
کیونکہ آدھی رات کے بعد باؤلی میں دلہن کی لاش کو

نمودار ہونا تھا۔ جولی سانگ نے سوچا کہ اتنی دیر میں باؤلی
کو تلاش کر لینا چاہیے۔ مردے نے کہا تھا کہ یہ باؤلی
کیلاش پربت والے مندر کے پچھواڑے میں واقع ہے۔
جولی سانگ مندر کے پیچھے آ گئی۔ یہاں ایک اونچی اور
چوڑی چٹان زمین سے نکلی ہوئی تھی۔ اس چٹان پر سبز
رنگ کا زنگ لگا ہوا تھا۔ جولی سانگ چٹان کے عقب میں
گئی تو اسے ایک جگہ چٹان میں شگاف نظر آیا۔ جولی
سانگ نے شگاف میں جھانک کر دیکھا۔ نیچے پتھر کی سیڑھی
جاتی تھی۔ جولی سانگ اندھیرے میں سیڑھیاں اتر کر نیچے
گئی تو نیچے باؤلی کا پانی اندھیرے میں چمک رہا تھا۔ یہ
بڑی ڈراؤنی جگہ تھی۔ یہ باؤلی ایک اندھے گہرے کنوئیں
کی طرح تھی۔ پانی کی سطح خاموش اور ساکن تھی۔ جولی
سانگ نے سوچا کہ اسی باؤلی کی سطح پر آدھی رات کو
دلہن کی لاش ابھرے گی اور سوال کرے گی۔

جولی سانگ باؤلی کے شگاف میں سے باہر نکل
آئی۔ ابھی رات ہونے میں کافی دیر تھی۔ جولی واپس
اپنے غار کی طرف چل پڑی۔ وہ آدھی رات ہونے تک
اپنے غار میں رہنا چاہتی تھی۔ اس کا گھوڑا غار کے باہر
گھاس چر رہا تھا۔ جولی سانگ غار میں آ کر بیٹھ گئی اور

انتظار کرنے لگی کہ کب رات ہو اور وہ مندر کی باؤلی
میں جا کر دلہن کی لاش سے ملاقات کرے۔ اچانک بادل
گرجے اور پھر باہر بارش شروع ہو گئی۔ پہلے تو بڑے
زور سے بارش ہوتی رہی۔ پھر بارش کا زور ٹوٹ گیا اور
ہلکی بوندا باندی ہونے لگی۔ غار میں بیٹھے بیٹھے تھک گئی
تو اٹھ کر غار سے باہر آ گئی۔ اس کا گھوڑا دور ایک گھنے
درخت کے نیچے بیٹھا ہوا تھا۔ جولی سانگ کو خیال آیا کہ
گھوڑے کو غار کے اندر لے آنا چاہئے کیونکہ باہر سردی
زیادہ ہو گئی ہے۔ جونہی اس نے غار کے باہر قدم رکھا
وہ وہیں رک گئی۔

باہر غار کے آگے بارش کی وجہ سے جو کیچڑ ہو گیا
تھا اس پر کسی انسان کے جوتوں کے نشان پڑے تھے۔
جولی سانگ نے جھک کر دیکھا۔ یہ وہی نشان تھے جو اس
نے کیلاش مندر کے باہر مندر کی طرف جاتے دیکھے تھے۔
جوتوں کے تازہ نشان تھے۔ غار کے باہر آ کر جوتوں کے
نشان واپس مڑ گئے تھے۔ صاف لگ رہا تھا کہ کوئی شخص
غار تک آ کر واپس چلا گیا ہے۔ جولی سانگ نے ادھر
ادھر دیکھا۔ اسے دور دور تک کوئی انسان دکھائی نہ دیا۔
وہ بڑی حیران ہوئی کہ یہاں ایسا کون شخص ہے جو اس کا

پیچھا کرتے ہوئے غار تک آیا اور پھر واپس چلا گیا ہے؟
جولی سانگ واپس جاتے ہوئے جوتوں کے نشان کے ساتھ
ساتھ چلنے لگی۔ کچھ دور جا کر کچی زمین ختم ہو گئی تھی
اور گھاس کی ڈھلان شروع ہو جاتی تھی۔ یہاں انسانی
پاؤں کے نشان بھی غائب ہو گئے تھے۔ جولی سانگ پھر بھی
اندازے سے اور ہلکی ہلکی بوندا باندی میں گیلی گھاس پر
چلتی گئی۔ چاروں طرف گھاس اور پتھر بکھرے ہوئے تھے۔
کہیں گیلی زمین ہوتی تو اسے انسانی پاؤں کے نشان بھی
نظر آتے۔ مگر وہاں تو سوائے گھاس کے اور کچھ نہیں
تھا۔ یا پھر جھاڑیاں تھیں۔ اور گھاس پر انسانی جوتوں کے
نشان تلاش کرنا کسی ماہر کھوجی ہی کا کام تھا۔ جولی سانگ
پاؤں کے نشان تلاش نہ کر سکی اور دل میں طرح طرح
کے خیال سوچتی اپنے گھوڑے کی طرف گئی۔ گھوڑا بے
حس و حرکت درخت کے نیچے بیٹھا تھا۔ جولی سانگ بڑی
حیران ہوئی کہ گھوڑا کوئی حرکت کیوں نہیں کر رہا۔ قریب
جا کر اس نے گھوڑے کی گردن کو پیار سے تھپتھپایا تو
گھوڑے کی گردن ڈھلک گئی۔ جولی سانگ جلدی سے پیچھے
ہٹ گئی۔ گھوڑا مر چکا تھا۔

جولی سانگ کو تعجب ہوا کہ جب گھوڑا مر چکا تھا تو

اس نے اپنی گردن کس طرح سے اٹھا رکھی تھی۔ گھوڑا کیسے مر گیا تھا' جولی سانگ نے گھوڑے کے جسم پر ہاتھ لگایا۔ اس کا جسم برف کی طرح ٹھنڈا ہو رہا تھا۔ جولی سانگ یہی سمجھی کہ سردی کی وجہ سے گھوڑا مر گیا ہے۔

جولی سانگ نے ایک بار پھر آس پاس کی فضا کا جائزہ لیا۔ یہ بڑی پراسرار بات تھی کہ کوئی اس کا پیچھا کر رہا تھا اور ایک ایسے ویرانے میں اس کا پیچھا کیا جا رہا تھا جہاں دور دور تک نہ آدم تھا نہ آدم زاد۔ آخر یہ کون شخص ہو سکتا ہے؟ جولی واپس اپنے غار کی طرف آ گئی۔ اس نے جھک کر ایک بار پھر جوتوں کے نشان غور سے دیکھے۔ یہ عام جوتوں کے نشان تھے۔ ان میں کوئی خاص بات نہ تھی۔ نشان تازہ تھے۔ ہلکی بوندا باندی سے نشانوں کے کنارے مٹنے لگے تھے۔ جولی سانگ خاموشی سے غار میں آ گئی۔ کالی اندھیری ٹھنڈی رات----- ہمالیہ کی پہاڑیوں کی ویران پراسرار سرد رات----- بوندا باندی رک گئی۔ سرد ہوا اسی طرح چل رہی تھی۔ جب جولی سانگ کے اندازے کے مطابق رات آدھی کے قریب گذر گئی تو وہ غار سے نکلی اور کیلاش مندر والی باؤلی کی طرف چلنے لگی۔ باہر سخت اندھیرا تھا اس

اندھیرے میں یا سانپ دیکھ سکتا تھا یا جولی سانگ دیکھ سکتی تھی۔ اسے اس گھپ اندھیرے میں چلنے میں کوئی دشواری نہیں ہو رہی تھی۔ چلتے چلتے وہ باؤلی کے پاس آ کر رک گئی۔ اس نے اندھیرے میں پیچھے مڑ کر دیکھا کہ کہیں وہی پراسرار شخص اس کا تعاقب تو نہیں کر رہا۔ مگر اندھیرے میں اسے اپنے پیچھے کوئی پراسرار انسان دکھائی نہ دیا۔ وہ باؤلی والی چٹان کے شگاف میں داخل ہو گئی۔ پتھر کا زینہ طے کیا اور نیچے گہری باؤلی کے چھوٹے سے تالاب کے پاس پہنچ کر پتھر کی سیڑھی پر ایک طرف ہو کر بیٹھ گئی۔

یہ جگہ اتنی ڈراؤنی تھی کہ جولی سانگ کی جگہ کوئی دوسرا ہوتا تو یہاں تک آنے کی کبھی جرات نہ کرتا اور اگر کسی طرح ہمت کر کے پہنچ بھی جاتا تو باؤلی کے تاریک شیشے کی طرح چمکتے پانی اور پھیلے ہوئے ڈراؤنے اندھیرے کو دیکھ کر چیخ مار کر بے ہوش ہو جاتا۔ یہ بھی ہو سکتا تھا کہ دہشت کے مارے اس کے دل کی حرکت بند ہو جاتی۔ مگر جولی سانگ ایک خلائی عورت تھی اور ایک مدت سے وہ عنبر ناگ ماریا کے ساتھ دہشتناک مہموں میں سے گذر رہی تھی۔ اور پھر یہ اس کے بھائی

تھیو سانگ کی زندگی اور موت کا بھی سوال تھا۔ بھائی کے لئے تو وہ اپنی جان بھی قربان کر سکتی تھی۔ وہ اندھیرے میں باؤلی کے پتھر پر چپ چاپ بیٹھی پانی کی سطح کو تک رہی تھی۔ مروے نے کہا تھا کہ آدھی رات گذرتے ہی باؤلی کے پانی کی سطح پر دلہن کی لاش نمودار ہو جائے گی۔ شگاف کے باہر سرد ہوا کے سرسرانے کی سیٹی جیسی آواز سنائی دے رہی تھی۔ جولی سانگ کو خیال آیا کہ شاید ابھی آدھی رات نہیں ہوئی اور وہ جلدی وہاں آ گئی ہے۔ ابھی یہ خیال اس کے دل میں آیا ہی تھا کہ باؤلی کے پانی کی سطح پر ہل چل سی ہونے لگی۔ اس میں ہلکی ہلکی لہریں پیدا ہو رہی تھیں۔ جولی سانگ چوکنی ہو کر بیٹھ گئی۔ دلہن کی لاش اوپر آ رہی تھی۔ جولی کی آنکھیں پانی کی سطح پر لگی تھیں۔ جہاں اب بلبلے اٹھنے لگے تھے۔

پھر جولی سانگ کے دیکھتے دیکھتے دو گورے ہاتھ باہر آ گئے۔ ان پر لال لال مہندی لگی تھی۔ انگلیوں میں سونے کی انگوٹھیاں تھیں۔ اس کے ساتھ ہی ایک عورت کی لاش پانی میں سے نمودار ہو کر سطح پر آ گئی۔ یہ ایک بہت خوبصورت نوجوان لڑکی کی لاش تھی جو پانی پر بالکل سیدھی لیٹی ہوئی تھی۔ اس نے گوٹا کناری والا دلہنوں کا

لباس پہن رکھا تھا جو پانی میں بھیگا ہوا تھا۔ ماتھے پر سہاگ کی بندیا اور بالوں میں سیندور لگا تھا۔ گالوں پر افشاں لگی تھی۔ کلائیوں میں سونے کی چوڑیاں تھیں۔ گلے میں سونے کا ہار اور کانوں میں ہیروں کے کانٹے تھے۔ ماتھے پر سونے کا جھومر چمک رہا تھا۔ یہ ایک ایسی دلہن کی لاش معلوم ہو رہی تھی جو شادی کی رات ہی ڈوب گئی ہو۔

دلہن کی لاش پانی کی سطح پر بالکل ساکت تھی۔ اس میں کوئی حرکت نہیں ہو رہی تھی۔ جولی سانگ کو معلوم تھا کہ وہ ابھی سوال کرے گی۔ چنانچہ جولی سانگ بھی سیڑھی کے گیلے پتھر پر خاموش بیٹھی خوبصورت لاش کو تکتی رہی۔ چند سیکنڈ کے بعد دلہن کی لاش کے مردہ نیلے ہونٹ الگ ہوئے اور اس کے حلق سے ایک چیخ کی آواز بلند ہوئی۔ یہ چیخ اتنی دہشت ناک تھی کہ جولی سانگ کی جگہ کوئی دوسرا ہوتا تو وہ چیخ کی آواز سن کر ہی مر گیا ہوتا۔ جولی سانگ کا دل بھی ایک بار زور سے دھڑک اٹھا تھا۔ جولی سانگ نے اپنے ہونٹ بند رکھے۔ وہ انتظار کرتی رہی کہ لاش اپنا سوال دہرائے۔ چیخ کے بعد دلہن کی لاش نے آواز بلند کی۔

"کوئی ہے جو مجھے سیاہ چین کا لال موتی لا دے؟

میں اس کے دل کی مراد پوری کروں گی"۔
جولی سانگ اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ اس نے جواب
دیا۔
"اے خوبصورت دلہن! میں تجھے سیاہ چمبن کا لال
موتی لا دوں گی۔ کیا تو میرے بھائی تھیوسانگ کو پھر سے
جوان کر دے گی؟"
دلہن کی لاش نے کہا۔
"مجھے سیاہ چمبن کا لال موتی لا دو۔ میں تیرے دل
کی مراد پوری کروں گی"۔
جولی سانگ نے دوبارا سوال کرنا مناسب نہ سمجھا
اور کہا۔
"میں ابھی سیاہ چمبن کا لال موتی تلاش کرنے نکلتی
ہوں۔ یہ سیاہ چمبن کہاں ہے؟"
دلہن کی لاش کے مردہ ہونٹوں سے ایک بار
بھیانک چیخ نکلی اور اس نے کہا۔
"یہ سب تمہیں خود پتہ کرنا ہو گا۔ میں تجھے ایک
مہینے کی مہلت دیتی ہوں۔ اگر ایک مہینے کے اندر اندر تو
سیاہ چمبن کا موتی نہ لا سکی تو میں تیرے دل کی مراد
پوری نہ کروں گی"۔

جولی سانگ نے جلدی سے جواب دیا۔
"میں ایک مہینے کے اندر اندر تیرے لئے سیاہ
چمبن کا موتی ڈھونڈ لاؤں گی"۔
دلہن کی لاش کے ہونٹوں سے ایک بار پھر ڈراؤنی
چیخ بلند ہوئی اور وہ آہستہ آہستہ باؤلی کے پانی کے اندر
ڈوب گئی۔ پانی کی سطح پر چند ایک بلبلے اٹھے اور پھر سطح
ساکن ہو گئی۔ جولی سانگ باؤلی سے باہر آ گئی۔ وہ چٹان
کے شگاف سے نکل کر غار کی طرف واپس چلنے لگی تو
اسے ایسا لگا جیسے کوئی شخص دوڑ کر جھاڑیوں میں چھپ گیا
ہو۔ جولی سانگ لپک کر جھاڑیوں کی طرف گئی۔ مگر وہاں
کوئی نہیں تھا۔ وہاں زمین پر گھاس اگی ہوئی تھی جس کی
وجہ سے اس پراسرار شخص کے پاؤں کے نشان نہیں
پڑے تھے۔ چاروں طرف اندھیرا تھا۔ آسمان پر کالی گھٹا
اس اندھیرے کو اور زیادہ تاریک بنا رہی تھی۔ جولی
سانگ نے بے اختیار آواز دی۔
"تم کون ہو؟ کیا چاہتے ہو؟ میرا پیچھا کیوں کر
رہے ہو؟"
رات کے تاریک جنگل میں جولی سانگ کی آواز
گونج کر رہ گئی۔ کسی نے اسے کوئی جواب نہ دیا۔ جولی

سانگ تیز تیز قدموں سے چلتی اپنے غار میں آ گئی۔
ساری رات وہ یہی سوچتی رہی کہ سیاہ چین کس جگہ کا
نام ہے اور وہ اس کا سراغ کیسے لگائے گی؟ پہلے اس کو
خیال آیا کہ وہ سرائے میں جا کر کیٹی اور تھیوسانگ سے
مشورہ کرے پھر سوچا کہ انہیں سیاچین کا کیا پتہ ہو گا۔
یہ تو مجھے یہاں آس پاس کسی گاؤں میں چل کر معلوم کرنا
ہو گا۔ ہو سکتا ہے یہ کسی سمندر یا غار کا نام ہو۔

جب دن نکلا تو جولی سانگ نے غار کو الوداع کہا
اور سیاہ چین کے لال موتی کی تلاش میں کیلاش پربت
وادی میں کسی آبادی کی کھوج میں چل پڑی۔ دن بھر وہ
وادیوں میں سفر کرتی رہی۔ اسے کہیں کوئی آبادی نہ ملی۔
شام کے وقت وہ ایک چھوٹے سے درے میں پہنچی جس
کے درمیان لکڑی کا ایک پل بنا ہوا تھا۔ پل پر سے گزر
کر جولی سانگ دوسری طرف پہاڑوں میں آئی تو اسے
ایک عورت درختوں کے نیچے لکڑیاں اور سوکھے پتے جمع
کرتی نظر آئی۔ جولی سانگ بڑی خوش ہوئی کہ ایک
عورت کی صورت تو نظر آئی۔ اس نے عورت کے پاس
جا کر پوچھا۔

"بہن! کیا تو مجھے بتا سکتی ہے کہ سیاہ چین کہاں

ہے؟"

عورت پتے اور لکڑیاں جمع کرتی وہیں رک گئی۔
اس نے دہشت بھری نظروں سے جولی سانگ کی طرف
دیکھا اور ایسے وہاں سے بھاگ کر درختوں میں غائب ہو
گئی جیسے جولی سانگ کوئی چڑیل ہو۔ جولی سانگ بڑی
حیران ہوئی کہ آخر اس عورت کو کیا ہو گیا تھا؟ جولی
سانگ اسی طرف چلنے لگی جدھر وہ عورت گئی تھی۔ اسے
یقین تھا کہ اس طرف آگے کوئی آبادی ضرور ہو گی۔ وہ
چلتی گئی۔ اسے آگے آبادی تو کہیں بھی نظر نہ آئی ہاں
ایک جھیل ضرور آ گئی۔ جھیل کے کنارے ایک آدمی
مچھلیاں پکڑ رہا تھا۔ جولی سانگ اس کے پاس گئی اور
پوچھا۔

"کیوں بھائی! کیا تو مجھے بتائے گا کہ سیاہ چین کہاں
ہے؟"

اس آدمی کا رنگ ایک دم زرد ہو گیا۔ مچھلیاں
پکڑنے والا جال اس کے ہاتھ سے گر پڑا۔ اس نے جھیل
میں چھلانگ لگا دی اور تیرتا ہوا دوسرے کنارے پر چلا
گیا۔ اور پھر پہاڑیوں میں دوڑتا ہوا غائب ہو گیا۔ اب
جولی سانگ سمجھ گئی کہ سیاہ چین ضرور کوئی بڑی ہی

ڈراؤنی اور وحشت ناک جگہ ہوگی کہ جس کا نام سنتے ہی لوگوں کے رنگ اڑ جاتے ہیں اور وہ بھاگ جاتے ہیں۔ لیکن جولی سانگ کو تو ہر حال میں سیاہ چمن پہنچ کر وہاں سے لال موتی لانا تھا۔

لیکن اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ سیاہ چمن کے بارے میں کس سے پوچھے۔ کہ وہ کیا جگہ ہے اور کس مقام پر واقع ہے۔ جب تک اسے یہ معلوم نہیں ہوتا وہ اپنی منزل پر نہیں پہنچ سکتی تھی۔ جولی سانگ چلتے چلتے پہاڑی علاقے میں کافی دور نکل آئی تھی۔ اب دن کا اجالا شام کے اندھیرے میں بدلنے لگا تھا۔ شام ہو رہی تھی۔ رات کی تاریکی اس کے پیچھے پیچھے چلی آ رہی تھی۔ جولی سانگ کو رات بسر کرنے کے لئے کسی محفوظ جگہ کی بھی ضرورت تھی۔ اب وادی کافی اونچائی کی طرف آ گئی تھی اور کہیں کہیں پتھروں کے درمیان جمی ہوئی سفید برف نظر آنے لگی تھی۔ جب رات زیادہ گہری ہو گئی اور ساری وادی میں اندھیرا چھا گیا اور جولی سانگ کو کسی انسان کے ملنے کی کوئی امید نہ رہی تو وہ ایک پہاڑی کے کھوہ میں بیٹھ گئی۔ سوچنے لگی کہ وہ سیاہ چمن کا کیسے پتہ چلائے۔ کیونکہ جب اسے یہ معلوم نہیں

ہوتا کہ سیاہ چمن کیا شے ہے وہ لال موتی کہاں سے لا سکے گی؟

پہاڑی کا یہ چھوٹا سا کھوہ ایک شگاف کی طرح تھا اور اس کے اندر اتنی ہی جگہ تھی کہ جولی سانگ صرف بیٹھ سکتی تھی۔ وادی میں یہاں سردی بہت زیادہ تھی۔ لگتا تھا کہ آگے برفیں شروع ہونے والی ہیں۔ درختوں کے اوپر برفانی ہوا رات کے سناٹے میں سرسراتی ہوئی جیسے آہیں بھر رہی تھی۔ رات آہستہ آہستہ گزر رہی تھی۔ جولی کو کچھ اندازہ نہیں تھا رات کتنی گزر چکی ہے کہ اسے آہٹ سنائی دی۔ اس کے کان کھڑے ہو گئے۔ آہٹ کی آواز رک گئی۔ پھر ایسے سنائی دیا جیسے کوئی خشک پتوں پر چل رہا ہو۔ جولی سانگ جلدی سے اٹھی اور شگاف سے باہر آ کر اندھیرے میں گھور کر دیکھنے لگی۔ جیسے کوئی تیزی سے ایک طرف بھاگ گیا تھا۔ جولی سانگ بھی اس طرف پراسرار شخص کے پیچھے بھاگی مگر آگے پہاڑ کی دیوار تھی۔ اسے وہاں کوئی آدمی نظر نہ آیا۔ جولی سانگ نے چاروں طرف غور سے دیکھا اور پھر بلند آواز سے چلائی۔

"کون ہو تم؟ میرے سامنے آؤ"

سرد برفانی وادی کی تاریکی میں جولی سانگ کی آواز گونج کر رہ گئی۔ کسی طرف سے کسی نے کوئی جواب نہ دیا۔ جولی سانگ ناامید ہو کر واپس پہاڑ کی کھوہ میں آ کر بیٹھ گئی۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ یہ کون پراسرار شخص ہے جو کیلاش پربت سے اس کے پیچھے لگا ہوا ہے اور چھپ چھپ کر اس کا تعاقب کر رہا ہے؟ کیا یہ کوئی بھوت ہے؟ کوئی چھلاوہ ہے؟ مگر اس کے پاؤں کے جوتوں کے نشان زمین پر پڑتے تھے۔ اس کا مطلب تھا کہ وہ کوئی انسان ہے۔ جولی سانگ نے اسی طرح سوچتے سوچتے رات وہیں گزار دی۔ دن نکلا تو آسمان پر بادل گھرے ہو گئے تھے۔ اور جب جولی سانگ آگے روانہ ہوئی تو بوندا باندی شروع ہو گئی۔

جولی سانگ چلتی چلی گئی۔ سردی بہت بڑھ گئی تھی مگر جولی سانگ پر بارش کا کوئی اثر نہیں ہو سکتا تھا۔ وہ برابر آگے بڑھ رہی تھی۔ اسی طرح سفر کرتے وہ درختوں کے ایسے جھنڈ میں سے گزری جہاں اسے کچھ ٹوٹی پھوٹی پرانی قبریں نظر آئیں۔ اچانک جولی سانگ کے دل میں ایک خیال پیدا ہوا۔ وہ پرانی قبروں کے پاس رک گئی۔ اس نے قبروں میں چل پھر کر ان کا جائزہ لیا۔ ان قبروں

پر پتھر لگے تھے۔ کئی پتھر اکھڑ چکے تھے۔ جولی سانگ کو ایک ایسی قبر نظر آئی جس میں شگاف پڑا ہوا تھا اور اندر مردے کی ہڈیاں تھوڑی تھوڑی نظر آ رہی تھیں۔ جولی سانگ قبر کے شگاف میں اتر گئی۔ جولی سانگ کے پاس یہ طاقت تھی کہ وہ جس مردے کو انگلی لگا دے وہ مردہ خواہ کتنا ہی پرانا کیوں نہ ہو جولی سانگ سے بات کرنے لگتا تھا۔ جولی سانگ اس مردے سے بات کر کے سیاہ نین کے بارے میں پوچھنا چاہتی تھی۔ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ مردوں کو بعض ایسے راز معلوم ہوتے ہیں جن کے بارے میں انسان کچھ نہیں جانتا یا اگر جانتا ہو تو اس راز کو زبان پر لانے سے ڈرتا ہے۔

جولی سانگ نے دیکھا کہ قبر کے اندر ایک پرانے مردے کا ڈھانچہ پڑا ہے۔ ہڈیوں سے صاف پتہ لگ رہا تھا کہ مردہ سو سال سے بھی زیادہ پرانا ہے۔ جولی سانگ نے اس کی گردن کی ہڈی پر انگلی لگائی تو مردے کی ٹوٹی ہوئی کھوپڑی میں حرکت پیدا ہوئی۔ اس کا ٹوٹا ہوا جبڑا ہلا اور مردے کی خشک کھڑکھڑاتی ہوئی آواز آئی۔

"تم نے مجھ کو آسمانوں سے اس قبر میں واپس کس لئے بلایا ہے"۔

جولی سانگ نے کہا۔
"مجھے بتاؤ کہ سیاہ چین کیا ہے اور مجھے کہاں ملے
گا؟"
مردے نے کہا۔
سیاہ چین کا خیال دل سے نکال دو کیونکہ وہاں جو
کوئی بھی گیا پھر واپس نہیں آیا"۔
جولی سانگ بولی۔
"میں نے تم سے جو سوال کیا ہے مجھے اس کا
جواب دو۔ مجھے یہ بتاؤ کہ سیاہ چین کہاں ہے اور میں
وہاں کیسے پہنچ سکتی ہوں"۔
مردہ ایک پل کے لئے خاموش ہو گیا۔ اس کی
کھوپڑی کا جبڑا ساکت ہو گیا۔ پھر مردے کی کھوپڑی سے
ایک آہ کی آواز نکلی۔
"اگر تو اب بھی سیاہ چین جانے کی ضد کرتی ہے
تو سن۔ یہاں سے اوپر کیلاش پربت کی پہاڑی ہے اس
پہاڑی کی دوسری طرف برف کا ایک اونچا نیچا میدان
ہے۔ سیاہ چین اس برف پوش میدان کے نیچے ایک
گمشدہ ویران اور چھپی ہوئی وادی کو کہتے ہیں۔ اس کے
اندر جانے کا کوئی راستہ نہیں جب کوئی مسافر اس برف

پوش میدان میں چلنا شروع کرتا ہے تو اچانک اس کی چیخ
سنائی دیتی ہے اور وہ برف میں غائب ہو جاتا ہے۔
جولی سانگ نے پوچھا۔
"وہ برف میں کہاں چلا جاتا ہے؟"
مردے نے کہا۔
"برف پوش میدان کے نیچے جو سیاہ چین کی
بھیانک وادی ہے وہ مسافر کو اپنے اندر کھینچ لیتی ہے۔
اس کے بعد وہ مسافر بھی کسی کو دوبارہ دکھائی نہیں دیتا۔
کسی کو معلوم نہیں ہو سکتا کہ وہ مسافر زندہ ہے یا مر چکا
ہے۔ میں اب بھی تمہیں منع کروں گا کہ اس موت کی
وادی میں جانے کا خیال دل سے نکال دو"۔
جولی سانگ نے پوچھا۔
"کیا برف کے میدان کے نیچے چھپی ہوئی وادی
سیاہ چین میں کہیں کوئی لال موتی بھی ہے؟"
مردہ بولا۔
"اس کے بارے میں میں کچھ نہیں بتا سکتا کیونکہ
اس موت کی وادی سے کوئی مردہ بھی آج تک واپس
نہیں آیا۔ کسی کی لاش تک باہر نہیں نکالی جا سکی"۔
مردہ اتنا کہہ کر خاموش ہو گیا۔ کھوپڑی کا جبڑا

ساکت ہو گیا۔ جولی سانگ کو اپنے سوال کا جواب مل گیا
تھا۔ اس نے کہا۔
"تمہارا شکریہ! بس مجھے تم سے اتنی ہی معلومات
حاصل کرنی تھیں"۔
مردے نے کوئی جواب نہ دیا۔ جولی سانگ قبر سے
باہر نکل آئی۔ اسے سیاہ چٹان کے بارے میں وہ سب
کچھ معلوم ہو گیا تھا۔ جو وہ معلوم کرنا چاہتی تھی۔ جولی
سانگ قبر سے نکلنے کے بعد شمال کی طرف روانہ ہو گئی۔
اب اس کی منزل کیلاش پربت کی دوسری طرف برف
پوش وادی تھی۔ جہاں سیاہ چٹان واقع تھا۔ سارا دن جولی
سانگ سفر کرتی رہی۔ شام کے وقت برف پوش وادیاں
شروع ہو گئیں۔ اب زمین پر پتھر نظر نہیں آتے تھے۔
جدھر نظر اٹھاؤ برف ہی برف تھی۔ نیچے گہری کھڈوں میں
بھی برف جمی ہوئی تھی۔ برفانی ہوائیں بھی چلنے لگی
تھیں۔ یہاں سردی اتنی زیادہ تھی کہ اگر جولی سانگ
خلائی عورت نہ ہوتی تو وہ جم کر برف بن جاتی۔ ہر طرف
ویرانہ تھا۔ کہیں کوئی جھونپڑی بھی دکھائی نہیں دیتی تھی۔
رات ہوئی تو جولی سانگ نے ایک جگہ پہاڑی دیوار کی
برف کھود کر چھوٹا سا شگاف بنایا اور اس کے اندر بیٹھ

گئی۔
رات کو برف کا خوفناک طوفان چلنے لگا۔ آسمان
سے برفباری ہو رہی تھی۔ ٹھنڈی یخ ہوائیں چیختی چلاتی
چل رہی تھیں۔ ساری رات یہ برف کا طوفان جاری
رہا۔ ساری رات برف گرتی رہی۔ جولی سانگ پہاڑی کے
شگاف کے اندر دبکی بیٹھی رہی۔ جب صبح ہوئی تو برف کا
طوفان ختم ہو چکا تھا۔ برف باری بھی نہیں ہو رہی تھی۔
جولی سانگ شگاف میں سے باہر آئی تو اس نے برف پر
جوتوں کے تازہ نشان دیکھے۔ یہ اسی پراسرار شخص کے
جوتوں کے نشان تھے جو اس کا پیچھا کر رہا تھا۔ یہ نشان
صبح صبح کے لگتے تھے۔ جیسے برفباری رکنے کے بعد یہ
آدمی جولی سانگ کے تعاقب میں شگاف تک آیا اور پھر
واپس پلٹ گیا تھا۔ جولی سانگ جوتوں کے نشان کے ساتھ
ساتھ چلنے لگی۔ اسے یقین تھا کہ برف پر ان نشانوں کی
مدد سے وہ آج اس پراسرار آدمی کا سراغ ضرور لگا لے
گی۔ لیکن کچھ دور چلنے کے بعد برف پر سے پاؤں کے
نشان ایک دم سے یوں غائب ہو گئے جیسے یہاں سے وہ
پراسرار آدمی آسمان کی طرف اڑ گیا ہو۔ جولی سانگ نے
جھک کر ادھر ادھر بڑے غور سے دیکھا۔ پاؤں کے نشان

اسے کہیں نہ ملے۔

وہ پراسرار آدمی کے بارے میں غور کرتی سیاہ چین کی خطرناک وادی کی طرف روانہ ہو گئی۔ دوپہر تک برف پوش ٹھٹھرتی ہوئی وادیوں میں چلنے کے بعد جولی سانگ ایک ایسی جگہ پہنچی جہاں اونچے اونچے برفانی پہاڑوں بلکہ برفانی تودوں کے درمیان گلیاں سی بنی ہوئی تھیں۔ ان گلیوں میں ہوا شور مچاتی گزر رہی تھی۔ برفانی تودوں میں جگہ جگہ دراڑیں پڑی ہوئی تھیں۔ یہ دراڑیں اتنی بڑی تھیں کہ لگتا تھا قدرتی غار بنے ہوئے ہیں۔ زمین پر بھی جگہ جگہ برف کے چھوٹے بڑے ٹکڑے بکھرے ہوئے تھے۔ سیاہ چین کی خطرناک وادی ان پہاڑیوں کے پیچھے تھی۔ مگر برفانی تودوں کا سلسلہ ختم ہونے میں نہیں آتا تھا۔ رات پڑ گئی۔ اندھیرا ہو گیا۔ عجیب ڈراؤنی سی آوازیں تیز ہوا کی شکل میں سنائی دینے لگیں۔ جولی سانگ ایک برفانی تودے کی دراڑ میں گھس گئی۔ اس نے رات وہیں گزار دی۔ صبح کو باہر نکلتے ہی سب سے پہلے دیکھا کہ کہیں پراسرا آدمی تو اس کے تعاقب میں یہاں تک نہیں آیا۔ زمین پر چونکہ برف کے ٹکڑے بکھرے پڑے تھے اس لئے وہاں جولی سانگ کو

پراسرار آدمی کے پاؤں کے نشان دکھائی نہ دے سکے۔

اس نے سیاہ چین کی طرف اپنا سفر دوبارہ شروع کر دیا۔

ایک دو گھنٹے کے سفر کے بعد آخر جولی سانگ سیاہ چین کی وادی میں پہنچ گئی۔ اس کے سامنے سیاہ بادلوں میں گھرا ہوا ایک برف پوش میدان تھا جہاں کہیں کہیں برف کے ٹیلے جھکے کھڑے تھے۔ ان کے درمیان تیز برفانی ہوائیں چیخ رہی تھیں۔ یہی وہ برفانی میدان تھا جس کے بارے میں جولی سانگ کو مروے نے بتایا تھا کہ وہاں کوئی جاتا ہے تو پھر اس میں گم ہو جاتا ہے کہ دوبارہ نظر نہیں آتا۔ جولی سانگ کو اسی برفانی میدان میں چل کر اپنے بھائی تیموسانگ کے لئے لال موتی ڈھونڈ کر لانا تھا۔ جولی سانگ کو اس وقت اپنی جان کی پروا نہیں تھی۔ وہ اپنے بھائی تیموسانگ کے لئے اپنی جان بھی قربان کر سکتی تھی۔

جولی سانگ نے برف پوش میدان میں چلنا شروع کر دیا۔ اسے معلوم تھا کہ اس میدان کے برفانی پہاڑوں میں کہیں ایک غار ہے جس کے اندر لال موتی موجود ہے۔ جولی سانگ پھونک پھونک کر قدم اٹھا رہی تھی۔ اسے خطرہ تھا کہ کہیں وہ کسی گہرے شگاف میں نہ گر پڑے۔ وہ ایک

برفانی تودے کے پیچھے سے گذر گئی۔ اس نے پلٹ کر دیکھا۔ برف پر اسے پراسرار آدمی کے پاؤں کے نشان نظر نہ آئے۔ اس نے اطمینان کا سانس لیا کہ اس کا پیچھا نہیں کیا جا رہا تھا۔ برفانی تودے سے باہر نکلنے کے بعد جولی ایک برفانی میدان میں سے گذرنے لگی۔ اچانک ایک جگہ اس کا پاؤں برف میں دھنس گیا۔ اس نے زور لگا کر پاؤں باہر نکالا تو اس کی دوسری ٹانگ بھی نرم برف میں دھنس گئی۔ پھر وہ برف میں نیچے ہی نیچے اترتی چلی گئی۔

○

بھیانک سفر

جولی سانگ برف کے اندر نیچے ہی نیچے گرتی چلی گئی۔

یہی وہ جگہ تھی جس کے بارے میں مروے نے جولی سانگ کو کہا تھا کہ برفانی میدان میں آدمی اچانک غائب ہو جاتا ہے۔ اس کی ایک ہی چیخ سنائی دیتی ہے اس کے بعد وہ آدمی کبھی نظر نہیں آتا۔ جولی سانگ بھی سیاہ چین کے برفانی میدان میں اسی طرح غائب ہو گئی تھی۔ اس نے چیخ تو نہ ماری بس برف میں نیچے ہی نیچے گرتی جا رہی تھی۔ اصل میں جولی سانگ برف کی چھت کے سوراخ میں سے نیچے گری تھی۔ جب برف کی چھت ختم ہو گئی تو جولی سانگ ایک دلدل میں جا گری۔ دلدل میں گرتے ہی جولی سانگ نے اس میں سے باہر نکلنے کی کوشش شروع کر دی۔ خلائی عورت ہونے کی وجہ سے

اس میں عام انسانوں کے مقابلے میں زیادہ طاقت تھی۔
دلدل جولی سانگ کو نیچے کھینچ رہی تھی۔ جولی سانگ نے
زور لگا کر اپنے آپ کو دلدل سے باہر نکال لیا اور اوپر
دیکھا۔ اس کے اوپر آسمان نہیں تھا بلکہ برف کی چھت
تھی جو بہت اونچی تھی اور دور دور تک پھیلتی چلی گئی تھی۔
اس کے چاروں طرف کالے رنگ کی چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں
تھیں۔ یہ پہاڑیاں ایسے لگتی تھیں جیسے چڑیلیں سر جھکائے
بیٹھی ہوں۔ چاروں طرف گہری موت ایسی خاموشی تھی۔
کسی طرف سے کوئی آواز نہیں آ رہی تھی۔ ہوا بھی
چپ تھی۔ جولی سانگ بڑی حیران ہوئی کہ برفانی میدان
کے نیچے یہ کون سی عجیب و غریب دنیا ہے وہ پہاڑیوں میں
چلنے لگی۔

اسے لال موتی کی تلاش تھی۔ وہ سمجھ گئی تھی کہ
سیاہ چٹان کی وادی کی اصل دنیا یہی ہے۔ اور لال موتی
اسی جگہ کہیں پر ہو گا۔ جولی سانگ اندر جاتے ہوئے ہچکچا
رہی تھی کہ اچانک اسے غار کے اندر سے ایک مرد کی
آواز سنائی دی۔

"جولی سانگ ڈرو نہیں۔ تم منزل کے قریب آ گئی
ہو۔ تمہارا لال موتی اس غار کے اندر موجود ہے"۔

جولی سانگ غیبی آواز سن کر پیچھے ہٹ گئی۔ اس
نے پوچھا۔

"تم کون ہو؟"

غیبی آواز نے کہا۔

"میں وہی پراسرار شخص ہوں جس کے پاؤں کے
نشان تم کبھی برف پر اور کبھی کیچڑ میں اپنے پیچھے دیکھتی
رہی ہو۔ میرا نام گارشن ہے"۔

جولی سانگ نے سوال کیا۔

"تم میرا پیچھا کس لئے کر رہے تھے؟"

پراسرار شخص گارشن کی آواز سنائی دی۔

"اس لئے کہ میں چاہتا تھا کہ تم اپنی منزل تک
ضرور پہنچو۔ میں اگر دیکھتا کہ تم ناامید ہو کر واپس جانے
والی ہو تو میں وہیں تمہارے سامنے آ کر تمہیں سمجھاتا کہ
لال موتی تم سے زیادہ دور نہیں ہے"۔

جولی سانگ نے کہا۔

"تم اب میرے سامنے کیوں نہیں آتے؟ کیا تم
اس غار میں رہتے ہو؟"

پراسرار شخص گارشن بولا۔

"میں تمہاری طرح کا انسان ہوں۔ فرق صرف اتنا

ہے کہ مجھے جادو آتا ہے جس کے زور سے میں زمین
کے اندر بھی آ گیا ہوں"۔

جولی سانگ نے پوچھا۔

"آخر تمہیں مجھ سے اتنی ہمدردی کیوں ہے؟"

پراسرار شخص گارشن کی آواز آئی۔

"اس لئے کہ میں جانتا ہوں کہ تم اتنی تکلیفیں
صرف اپنے پیارے بھائی کے لئے اٹھا رہی ہو۔ یہ بڑا
نیک کام ہے اس لئے میں تمہاری مدد کرنا چاہتا تھا۔ لیکن
مشکل یہ تھی کہ میرا جادو زمین کے اوپر نہیں چلتا۔
زمین کے اندر بھی میں صرف تمہارے لئے اتنا ہی کر سکتا
ہوں کہ تمہاری ہمت بڑھاؤں اور تمہیں غار کے لال
موتی تک لے چلوں"۔

جولی سانگ نے کہا۔

"تو پھر تم میرے سامنے آؤ۔ میں تمہیں دیکھے بغیر
غار میں نہیں جاؤں گی"۔

پراسرار شخص گارشن کی آواز آئی۔

"اگر تمہاری یہی خواہش ہے تو میں تمہارے
سامنے آ جاتا ہوں۔ میں تمہیں اپنی چھوٹی بہن ہی سمجھتا
ہوں"۔

پھر اندھیرے غار میں سے جولی سانگ نے ایک
اونچے لمبے کالے کپڑوں والے آدمی کو باہر نکلتے دیکھا جس
کی آنکھیں انگاروں کی طرح چمک رہی تھیں۔ اس نے
جولی سانگ کو آتے ہی سلام کیا اور بولا۔

"میری انگاروں ایسی آنکھوں کو دیکھ کر مت ڈرنا
یہ اس لئے سرخ ہیں کہ میں نے جادو کا ایک چلہ کیا
تھا۔ آؤ میری بہن میں تمہیں لال موتی تک لئے چلتا
ہوں"۔

جولی سانگ اس پراسرار شخص کے ساتھ غار میں
داخل ہو گئی۔ غار میں اندھیرا تھا مگر جولی سانگ اندھیرے
غار کی چھت اور پتھر کی دیواروں کو صاف دیکھ رہی تھی۔
جولی سانگ نے چلتے چلتے پوچھا۔

"تمہیں کیسے معلوم ہو گیا کہ میں اپنے بھائی کی مدد
کرنے کے لئے یہ مشکلیں اٹھا رہی ہوں؟"

گارشن بولا۔

"یہ سب کچھ مجھے میرے جادو کے ذریعے معلوم
ہوا ہے میں اس غار میں رہتا ہوں۔ یہی میری دنیا ہے۔
ایک روز میں آنکھیں بند کر کے منتر پڑھ رہا تھا کہ میں
نے دیکھا کہ تم لال موتی کی تلاش میں خطرناک گھاٹیوں

میں چلی آ رہی ہو۔ پھر مجھے جادو کے ذریعے یہ معلوم ہو
گیا کہ تمہارا ایک بھائی تھیوسانگ بھی ہے جو کسی طلسم
کی وجہ سے وقت سے پہلے بوڑھا ہو گیا ہے اور اسے
صرف لال موتی ہی پھر سے جوان کر سکتا ہے۔ بس میں
نے اسی وقت تمہاری مدد کرنے کا فیصلہ کر لیا"۔

جولی سانگ نے کہا۔

"تو پھر تم نے وہیں مجھے یہاں سے لال موتی کیوں
نہ لا کر دے دیا۔ اگر تمہیں مجھ سے ہمدردی تھی تو تم
مجھے زمین کے اوپر ہی لال موتی لا کر دے سکتے تھے"۔

کارشن نے آہ بھر کر کہا۔

"یہی تو مصیبت ہے کہ میرا طلسم زمین کے اوپر
نہیں چل سکتا اور میں یہاں کی کوئی شے زمین کے اوپر
نہیں لے جاسکتا۔ اسی وجہ سے میں چاہتا تھا کہ تم زمین
کے اندر آ جاؤ اور یہاں میں تمہاری مدد کروں"۔

جولی سانگ نے ایک اور سوال کیا۔

"مگر تم زمین کے اوپر میرا تعاقب کرنے کی بجائے
میرے سامنے آ کر مجھ سے ملاقات کر کے مجھے بتا سکتے
تھے کہ میں تمہارا ہمدرد ہوں اور تمہیں اپنے ساتھ لال
موتی کے غار تک لے جا سکتا ہوں"۔

کارشن بولا۔

"میں نے تمہیں کہا ناں کہ میں زمین کے اوپر کسی
انسان سے بات کرنے کا خطرہ مول نہیں لے سکتا۔
کیونکہ اگر میں زمین کے اوپر کسی سے بات کروں تو خطرہ
ہوتا ہے کہ میرا طلسم مجھے ہی آگ نہ لگا دے۔ ہاں!
اگر تم مایوس ہو کر واپس جانے لگتیں تو پھر میں ضرور یہ
خطرہ مول لے کر تمہیں واپس جانے سے روک دیتا۔ اور
تمہیں کہتا کہ جولی بہن! تم اپنے بھائی کی مدد ضرور کرو۔
لال موتی نیچے غار میں ہے"۔

جولی سانگ کو کارشن کی باتوں پر اعتبار آ گیا۔
اب وہ غار میں اوپر نیچے دیکھ کر بولی۔

"لال موتی یہاں کس جگہ پر ہے کارشن؟

"بس چند قدموں کے فاصلے پر ہے"۔

غار آگے جا کر ایک جگہ ختم ہو گیا۔ یہاں سامنے
پتھر کی دیوار میں لوہے کا ایک کنڈا لٹک رہا تھا۔ پراسرار
شخص کارشن یہاں آ کر رک گیا اور کنڈے کی طرف
اشارہ کر کے کہنے لگا۔

"جولی سانگ! تمہارا لال موتی اس دیوار کے پیچھے
یک صندوق میں پڑا ہے۔ لیکن اس کے آگے میں نہیں

جا سکتا۔ وہاں تک صرف تم ہی جا سکتی ہو"۔

جولی سانگ بولی۔

"لیکن دیوار تو بند ہے۔ اس کے اندر میں کیسے جا سکتی ہوں"

کارشن نے کہا۔

"اس کنڈے کو اپنی طرف کھینچو"۔

جولی سانگ نے کنڈے کو پکڑ کر کھینچا تو ایک گڑگڑاہٹ کے ساتھ دیوار کھل گئی۔ اندر ایک سبز روشنی تھی۔ گارشن نے کہا۔

"وہ دیکھو اندر کوٹھڑی میں صندوقچی پڑی ہے۔ اس صندوقچی میں لال موتی بند ہے۔ جاؤ اور جا کر لال موتی لے آؤ۔ اس صندوقچی کو صرف ایک خلائی عورت ہی کھول سکتی ہے اور تم ایک خلائی عورت ہو"۔

جولی سانگ کو گارشن کی باتوں پر پورا یقین تھا۔ وہ اسے اپنا ہمدرد سمجھتی تھی۔ جو اس کی سب سے بڑی غلطی تھی۔ جولی سانگ کوٹھڑی میں داخل ہوئی۔ گارشن کوٹھڑی کے باہر ہی کھڑا رہا۔ کوٹھڑی کی سبز روشنی میں جولی سانگ صندوقچی کے پاس جا کر بیٹھ گئی۔ یہ لکڑی کی صندوقچی تھی اور اس پر عجیب طرح کی ڈراؤنی انسانی

شکلیں بنی ہوئی تھیں۔ جولی سانگ نے کچھ سوچے سمجھے بغیر صندوقچی کو کھول دیا۔ صندوقچی کے کھلتے ہی اس میں سے دھوئیں کا بادل نکلا جس نے جولی سانگ کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔

ٹھیک اسی وقت اسے پیچھے غار میں سے پراسرار شخص کارشن کے مکروہ قہقہے کی آواز سنائی دی۔ جولی سانگ ایک سیکنڈ میں سمجھ گئی کہ اس کے ساتھ دھوکا ہوا ہے۔ مگر اب پانی سر سے گذر چکا تھا۔ یہ اسے پہلے سوچنا چاہئے تھا۔ اسے معلوم ہونا چاہئے تھا کہ انسان کو کسی اجنبی شخص کی باتوں پر یونہی اعتبار نہیں کرنا چاہئے۔ جولی سانگ سے یہ غلطی ہو گئی تھی۔ صندوقچی کے دھوئیں نے جولی سانگ کو اپنی لپیٹ میں لیتے ہی اس کا سانس بند کر دیا۔ جولی سانگ کو محسوس ہوا کہ کسی نے اس کی گردن دبا دی ہے۔ اس کا سانس بند ہو گیا ہے۔ وہ گھبرا کر باہر کو بھاگنے لگی تو اسکے پاؤں زمین نے پکڑ لئے۔ ابھی تک جولی سانگ کی آنکھیں کھلی تھیں۔ وہ اپنے ہوش میں تھی۔ اسے محسوس ہوا کہ وہ چھوٹی ہوتی جا رہی ہے۔ زمین کے ساتھ اس کے پاؤں چپک گئے تھے اور چھوٹی ہوتے ہوتے بالکل انسانی انگلی جتنی ہو گئی۔

جولی سانگ کے منہ سے ایک چیخ نکلی اور وہ بے ہوش ہو کر گر پڑی۔

جولی سانگ کے گرتے ہی کوٹھڑی کی سبز روشنی غائب ہو گئی۔ صندوقچی کا دھواں بھی غائب ہو گیا۔ تب پراسرار شخص گارشن کوٹھڑی میں داخل ہوا اور اس نے جھک کر فرش پر دیکھا جہاں جولی سانگ انگلی جتنے سائز کی ہو کر بے ہوش پڑی تھی۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے زمین پر مٹر کی پھلی پڑی ہے۔ گارشن نے بے ہوش جولی سانگ کو زمین پر سے اٹھا کر اپنی جیب میں ڈالا اور قہقہہ لگا کر بولا۔

"بس اب دوسری خلائی عورت کیٹی کو اپنے قبضے میں کرنا باقی رہ گیا ہے اور میں بہت جلد اسے بھی پکڑ کر اپنے قبضے میں کر لوں گا"۔

اتنا کہہ کر گارشن نے صندوقچی کو دیکھا۔ اس میں ایک بڑا ہی خوبصورت لال موتی پڑا تھا۔ گارشن نے صندوقچی بند کر دی۔ کوٹھڑی کے باہر آ کر کنڈے کو کھینچا۔ دیوار بند ہو گئی۔ گارشن تیز تیز قدم اٹھاتا غار سے باہر نکل آیا۔ اب وہ کالی پہاڑیوں میں سے گذر رہا تھا۔ پھر دلدل شروع ہو گئی۔ وہ دلدل کے کنارے کنارے

برف کی چھت کے نیچے اس عجیب و غریب زمین کے اندر کی دنیا میں سے گذرتا ایک ایسی جگہ آ کر رک گیا جہاں کالی پہاڑی کی دیوار میں ایک گول سوراخ کو گول پتھر سے بند کر دیا گیا تھا۔ گارشن نے اس پتھر کو باہر کھینچ لیا۔ سوراخ کے پاس کھڑے ہو کر گارشن کوئی طلسمی منتر پڑھنے لگا۔ دس سیکنڈ تک منتر پڑھنے کے بعد اس نے دونوں بازو اوپر اٹھا کر بلند آواز میں کہا۔

"اے زمین کے اندر کی دنیا کے دیوتا ملوخ! میں نے تیری آدھی شرط پوری کر دی ہے۔ میں تیری خدمت میں حاضر ہو رہا ہوں"۔

اتنا کہہ کر گارشن دیوار کے سوراخ میں گھس گیا۔ اندر ایک لمبی سرنگ تھی۔ گارشن نے اندر جاتے ہی ایک چیخ بلند کی اور سرنگ کی زمین سے ایک فٹ اوپر ہو کر ہوا میں اڑتا ہوا غار میں سے گذرنے لگا۔ اس کی رفتار کسی عقاب کی اڑنے کی رفتار تھی۔ وہ عقاب کی طرح سرنگ کے اندھیرے موڑ گھومتا اڑتا چلا جا رہا تھا۔ کافی دور جانے کے بعد سرنگ ایک اونچی چھت والے کھلے ہال کمرے میں جا کر ختم ہو گئی۔ گارشن زمین پر اتر آیا۔ اس ہال کمرے کے کونے میں ایک مکروہ چہرے

والے انسان نما جانور کا بہت بڑا بت دیوار میں سے باہر نکلا ہوا تھا۔ اس کے دونوں ہاتھ پیٹ کے پاس باہر کو پھیلے ہوئے تھے۔ گارشن نے جاتے ہی بت کے آگے سر جھکا دیا اور بولا۔

"اے زمین کے دیوتا ملوخ! میں تیرے لئے ایک خلائی عورت جولی سانگ ڈھونڈ کر لے آیا ہوں۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ زمین کے باہر اس شہر میں ایک دوسری خلائی عورت بھی موجود ہے جس کا نام کیٹی ہے۔ میں بہت جلد اسے بھی تمہاری خدمت میں لا کر پیش کر دوں گا۔ اس کے بعد تم میرے دل کی مراد ضرور پوری کر دو گے اور مجھ میں اتنی طاقت پیدا کر دو گے کہ میں باہر نکل کر دنیا کی ساری دولت سمیٹ کر لوگوں کو اپنا غلام بنا کر ان پر حکومت کروں"۔

اس کے ساتھ ہی گارشن نے جیب میں سے انگلی جتنی جولی سانگ کو نکال کر ملوخ بت کی ہتھیلی پر رکھ دیا۔ ملوخ بت کے ہاتھوں میں حرکت پیدا ہوئی۔ اس کے ساتھ ہی بت کا پیٹ کھل گیا۔ ملوخ بت نے جولی سانگ کو اپنے پیٹ کے اندر ڈال کر ہاتھ باہر نکال لیا۔ بت کا پیٹ جو کھلا ہوا تھا جولی سانگ کو ہڑپ کرنے کے بعد

اپنے آپ بند ہو گیا۔ پھر بت کے حلق سے مکروہ آواز بلند ہوئی۔

"گارشن! جلدی سے دوسری خلائی عورت لا کر میرے پیٹ میں ڈال۔ اس کے بعد میں تجھے اپنی طاقت عطا کر دوں گا۔ جا۔۔۔ کیٹی کو جلدی لا۔ اگر میرے پیٹ میں دو خلائی عورتیں نہ گئیں تو پھر میری اپنی طاقت بھی ختم ہو جائے گی اور پھر میں تجھے بھی طاقت عطا کرنے کے قابل نہیں رہوں گا"۔

گارشن بولا۔

"اے زمین کے اندر کے دیوتا ملوخ! میں بہت جلد دوسری خلائی عورت لا کر تمہاری خدمت میں پیش کر دوں گا"۔

اتنا کہہ کر گارشن تیزی سے واپس گھوما اور غار میں پرواز کرتا ہوا پہاڑی کے سوراخ میں سے باہر نکل آیا۔ پھر وہ دوسری پہاڑی کے ایک کھوہ میں داخل ہو گیا۔ اس کھوہ میں کنواں تھا جس میں سے ایک پتھر کا زینہ اوپر زمین کے باہر جا کر نکلا تھا۔ یہ کنواں اوپر سے بند تھا۔ گارشن نے ایک منتر پڑھ کر اپنے جسم پر ہاتھ پھیرا۔ دوسرے لمحے گارشن کی شکل خچر کی شکل میں

تبدیل ہو گئی۔ اس نے کوئی ایسا زبردست طلسمی منتر پڑھا تھا کہ اس کی شکل ہوبہو عنبر ایسی ہو گئی تھی۔ ناگ اور ماریا کیٹی تھیوسانگ بھی اسے دیکھ کر کبھی شک بھی نہیں کر سکتے تھے کہ یہ عنبر نہیں ہے بلکہ ایک مکار دشمن کارشن ہے جو کیٹی کو اغوا کرنے آیا ہے۔

کارشن نے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرا اور قہقہہ لگا کر کنوئیں کی سیڑھیاں چڑھنے لگا۔ اتنا کارشن کو معلوم تھا کہ اس کا طلسم صرف زمین کے اندر ہی چل سکتا ہے۔ باہر وہ عنبر کی شکل میں تو جا سکتا ہے لیکن ان لوگوں پر کوئی طلسم نہیں کر سکتا۔ اور کیٹی کو بھی زمین کے اوپر رہ کر اپنے قبضے میں نہیں کر سکتا۔ اس کے لئے اسے کیٹی کو بھی زمین کے اندر سیاہ چین کے غاروں میں لال موتی والی کوٹھڑی میں لانا ہو گا اور اس سے صندوقچی کھلوانی ہو گی۔ لیکن عنبر کی شکل میں آ جانے کے بعد کارشن کو یقین تھا کہ وہ کیٹی کو اپنے ساتھ سیاہ چین کے زیرزمین غاروں میں لا سکے گا۔ اس نے کنوئیں کی سل کو ایک طرف ہٹایا اور کنوئیں سے باہر نکل آیا۔ کارشن کی شکل ضرور عنبر کی ہو گئی تھی لیکن اس میں عنبر کی طاقت نہیں آئی تھی۔ اسے عنبر کی شکل کی ہی ضرورت

تھی اس کی طاقت کی اسے ضرورت نہیں تھی۔

یہ کنواں اس پرانی سرائے سے دو کوس کے فاصلے پر ایک جنگل میں تھا جہاں کیٹی اور تھیوسانگ ٹھہرے ہوئے تھے۔ جس وقت سے جولی سانگ ان سے جدا ہو کر دلہن کی لاش کے کہنے پر سیاہ چین کی طرف گئی تھی اس وقت سے کیٹی اور تھیوسانگ اس کا بے چینی سے انتظار کر رہے تھے۔ تھیوسانگ تو بڑھاپے اور کمزوری کی وجہ سے بہت کم بولتا تھا اور زیادہ وقت سرائے کی کوٹھڑی میں چپ چاپ بیٹھا رہتا تھا۔ اس سے کمزوری کی وجہ سے زیادہ بولا بھی نہیں جاتا تھا۔ وہ پہلے سے زیادہ بوڑھا اور کمزور ہو گیا تھا۔ کیٹی ہی اس سے بات کرتی تھی۔ تھیوسانگ آگے سے ہوں ہاں کرتا رہتا تھا۔ کارشن نے طلسم کے زور سے کیٹی اور جولی سانگ کی پہلے ہی سے شکل دیکھ رکھی تھی جولی سانگ کی شکل سے واقف تھا۔ جب ہی وہ اس کے پیچھے لگا اس کا تعاقب کرتا رہا تھا۔ کارشن کو تھیوسانگ کا بھی پتہ تھا مگر اسے خلائی مرد کی نہیں بلکہ صرف دو خلائی عورتوں کی تلاش تھی۔

کارشن چلتے چلتے اس چھوٹے سے پہاڑ کے دامن والے شہر کی کارواں سرائے میں پہنچ گیا۔ کیٹی اس وقت

برآمدے میں بیٹھی تھی۔ تھیوسانگ کی چادر کو الگنی پر
ڈال رہی تھی۔ اچانک اس کی نظر سرائے میں آتے عنبر
پر پڑی تو وہ بے اختیار چیخ اٹھی۔

"عنبر بھیا!"

یہ الفاظ اندر سر جھکائے بیٹھے تھیوسانگ نے سنے تو
اس کے جھریوں بھرے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہو گئی۔
عنبر آ گیا تھا۔ وہ دل میں بڑا خوش ہوا مگر اسے یہ سوچ
کر دکھ بھی ہوا کہ عنبر اسے بوڑھا دیکھ کر کیا سوچے گا؟
تھیوسانگ کے دل میں ایک خیال یہ بھی آیا کہ عنبر کی
خوشبو کیوں نہیں آ رہی؟

کیٹی بھاگ کر عنبر کے ساتھ چمٹ گئی۔ عنبر نے
بھی کیٹی کو پیار کیا اور بولا۔

"خدا کا شکر ہے کہ تمہیں پھر سے دیکھا۔
تھیوسانگ کیسا ہے؟"

کیٹی اسے ایک طرف لے گئی اور آہستہ آہستہ
کہنے لگی۔

"عنبر بھیا! تھیوسانگ بوڑھا ہو گیا ہے۔ لال
شعاعوں کی بارش نے اسے بے حد بوڑھا کر دیا ہے"۔
گارشن نے دل میں کہا۔ مجھے اس بوڑھے کھوسٹ

سے کوئی کام نہیں۔ مجھے تو صرف تمہاری ضرورت ہے۔
اور اوپر سے افسوس کرتے ہوئے کہنے لگا۔

"یہ کیسے ہو گیا؟"

اصل میں گارشن کو بالکل علم نہیں تھا کہ
تھیوسانگ اہرام سے باہر تھا اور لال شعاعوں کی بارش
نے اسے بوڑھا کر دیا ہے۔ کیٹی نے تعجب سے پوچھا۔

عنبر! کیا تمہیں معلوم نہیں کہ ہم شہزادی سائٹرلی
کے اہرام میں تھے اور تھیوسانگ ضد کر کے اہرام سے
باہر چلا گیا تھا۔ پھر لال شعاعوں کی بارش ہوئی اور ان
شعاعوں نے اسے بوڑھا کر دیا۔ میں اور جولی سانگ تو
اس سیاہ بگولے کے چکر میں آتے ہی اہرام میں ایک
طرف کر گئیں تھیں۔ یہ بتاؤ ناگ اور ماریا کہاں ہیں؟"

پراسرار شخص گارشن کو ناگ اور ماریا کا بھی کچھ
پتہ نہیں تھا کہ وہ کون ہیں۔ کیونکہ وہ تو صرف تھیوسانگ
اور کیٹی اور جولی سانگ سے واقف تھا کیونکہ وہ اس
کے علاقے میں آ کر ٹھہرے تھے اور گارشن نے طلسم کے
ذریعے ان کا سراغ لگا لیا تھا کہ ایک بوڑھا خلائی آدمی
اپنے ساتھ دو خلائی عورتوں کو لے کر سرائے میں اترا
ہے جن کو تھیوسانگ کا بڑھاپا دور کرنے کے لئے لال

موتی کی تلاش ہے۔

گارشن نے فوراً کہا۔

"ہاں ہاں مجھے یاد ہے۔ دراصل میرے دماغ پر بھی اس سیاہ بگولے کا ابھی تک اثر ہے۔ ناگ اور ماریہ کا تو مجھے کچھ علم نہیں ہے۔ چلو مجھے تھیوسانگ بھائی سے ملاؤ"۔

نقلی عنبر یعنی گارشن کوٹھڑی میں آیا تو اس نے ایک بوڑھے کھوسٹ کو بیٹھے دیکھا۔ جس کا سر بڑھاپے کی وجہ سے ہل رہا تھا۔ تھیوسانگ نے بھی چہرہ اٹھا کر دیکھا اور کمزور آواز میں بولا۔

"عنبر! اب مجھے برا مت کہنا۔ میں نے ۔۔۔ اہرام سے باہر نکل کر سخت غلطی کی۔ لیکن اب پچھتانے سے کیا ہو سکتا ہے"۔

نقلی عنبر گارشن نے آگے بڑھ کر تھیوسانگ کو حوصلہ دیا اور بولا۔

"تم کیوں گھبراتے ہو۔ جولی سانگ تمہارے لئے لال موتی لینے گئی ہوئی ہے"۔

کیٹی نے بات کاٹ کر کہا۔

"کیا تم جولی سانگ سے مل چکے ہو عنبر بھائی؟"

نقلی عنبر بولا۔

"کیوں نہیں۔ اس کو موت کی سرنگ سے باہر نکالنے کے لئے تو میں یہاں آیا ہوں۔ اتفاق سے جولی سانگ جس وادی میں تھیوسانگ کے لئے لال موتی تلاش کرنے جا رہی تھی میں بھی وہاں پہنچ گیا"۔

تھیوسانگ نے آہستہ سے پوچھا۔

"یہ لال موتی کیا ہے؟"

نقلی عنبر نے کہا۔

"اسے دلہن کی لاش نے سیاہ چین جانے کو کہا تھا۔ وہاں ایک مردے نے جولی سانگ کو بتایا کہ سیاہ چین کے ایک غار میں لال موتی ہے اگر تم وہ موتی لا کر تھیوسانگ کے گلے میں ڈال دو تو تھیوسانگ پھر سے جوان ہو جائے گا"۔

تھیوسانگ نے بے تابی سے کہا۔

"کیا اسے وہ موتی مل گیا؟"

نقلی عنبر بولا۔

"بس ملنے ہی والا ہے۔ مگر جولی سانگ ایک ایسی غار میں پھنس گئی ہے جہاں صرف کوئی خلائی مخلوق ہی داخل ہو سکتی ہے۔ اس لئے میں کیٹی کو لینے آیا ہوں۔

مجھے جولی سانگ ہی نے اس سرائے کا پتہ بتایا تھا"۔

تھیوسانگ بولا۔

"عنبر! تمہاری خوشبو نہیں آ رہی؟"

نقلی عنبر نے یونہی جواب دے دیا۔

"بس ابھی تک سیاہ بادل کے بگولے کے طلسم کا اثر ہے۔ مجھے تمہاری خوشبو بھی نہیں آ رہی"۔

کیٹی بولی۔

"یہ باتیں بعد میں ہوتی رہیں گی۔ پہلے چل کر جولی سانگ کو غار سے نکالنا ہے۔ عنبر! لال موتی اسی غار میں ہے کیا؟"

نقلی عنبر کہنے لگا۔

"ہاں اسی غار میں ہے مگر تم پیچھے غار میں جاؤ گی تو جولی سانگ کے ساتھ لال موتی نکال کر لاؤ گی"۔

تھیوسانگ کچھ حیران سا ہو کر بولا۔

"عنبر! ایسی کون سی غار ہے جس میں تم بھی داخل نہیں ہو سکتے؟"

نقلی عنبر کارشن کہنے لگا۔

"تھیوسانگ! اس غار میں سے ایسی بنفشی شعاعیں نکل رہی ہیں جس کا اثر مجھ پر ہونے لگا تھا۔ صرف خلائی

مخلوق پر ہی ان شعاعوں کا اثر نہیں ہوتا"۔

کیٹی بیچ میں ہی بول اٹھی۔

"تم کس بحث میں پڑے ہو۔ عنبر بھیا! جلدی سے چلو۔ جولی سانگ کو غار سے نکالنا ہے اور لال موتی بھی لانا ہے"۔

نقلی عنبر نے تھیوسانگ سے کہا۔

"تھیوسانگ بھائی! تمہاری یہ حالت دیکھ کر میں سمجھتا ہوں کہ تمہارا ہمارے ساتھ چلنا مناسب نہیں۔ تمہیں تکلیف ہو گی۔ کیونکہ سیاہ چٹان کی وادی یہاں سے کافی دور ہے۔ اور راستہ بہت تکلیف دہ ہے"۔

کیٹی نے کہا۔

"تھیوسانگ بھائی! تم سرائے میں آرام سے بیٹھو ہم لال موتی اور جولی سانگ کو لے کر یہاں پہنچ جائیں گے"۔

تھیوسانگ کا دل جانے کیوں کیٹی کو اپنے سے جدا کرنے کو نہیں چاہتا تھا۔ ایسا پہلی بار وہ محسوس کر رہا تھا مگر بڑھاپے کی وجہ سے وہ کیٹی کو روک نہ سکا اور نقلی عنبر کارشن کیٹی کو ساتھ لے کر چل دیا۔

○

اصلی قاتل نقلی جاسوس

نقلی عنبر کارشن بڑا خوش تھا۔

اس کی سب سے قیمتی خواہش پوری ہو گئی تھی۔ ایک خلائی عورت جولی سانگ کو اس نے اپنے قبضے میں کر کے زمین کے اندر دیوتا ملوخ کی بھینٹ چڑھا دیا تھا اور اب دوسری خلائی عورت کیٹی کو دھوکے سے ورغلا کر ملوخ دیوتا کی بھینٹ چڑھانے کے لئے اپنے ساتھ لئے جا رہا تھا۔ راستے میں کیٹی نے عنبر سے جولی سانگ اور ماریا کے بارے میں باتیں شروع کر دیں۔ اس نے ناگ کے بارے میں بھی کہا کہ ہمیں کچھ معلوم نہیں کہ ناگ کہاں ہے۔ نقلی عنبر کو ناگ اور ماریا کے بارے میں کچھ پتہ نہیں تھا۔ وہ یونہی کہتا رہا کہ وہ بھی بہت جلد مل جائیں گے۔ پہلے جولی سانگ کو تو چل کر گہری سرنگ سے نکالیں۔

نقلی عنبر کیٹی کو اس کنوئیں کے پاس لے آیا جو نیچے کی زمین کے اندر سیاہ چین کی پراسرار دنیا میں جاتا تھا۔ نقلی عنبر نے پتھر کی سل پرے ہٹاتے ہوئے کہا۔

"سیاہ چین کی وادی میں جانے کا یہ آسان اور مختصر راستہ ہے۔ اس کنوئیں میں اترنے کے بعد ہم ایک غار میں پہنچ جائیں گے جو ہمیں بہت جلدی جولی سانگ کے پاس پہنچا دے گی"۔

کیٹی کو بھلا کیا اعتراض ہو سکتا تھا۔ وہ تو کبھی شک کر ہی نہیں سکتی تھی کہ جو شخص اس کے ساتھ ساتھ چل رہا ہے وہ اصلی عنبر نہیں ہے بلکہ زمین کے نیچے کی دنیا کا جادوگر کارشن ہے۔ جس نے عنبر کی شکل بنا رکھی ہے۔ کیٹی کہنے لگی۔

"یہ تو بڑی اچھی بات ہے عنبر کہ ہم جولی سانگ کے پاس جلدی پہنچ جائیں گے"۔

اور کیٹی بے دھڑک کنوئیں کی سیڑھیاں اترنے لگی۔ نقلی عنبر اس کے پیچھے پیچھے تھا۔ نیچے زمین کے اندر سرنگ میں پہنچ کر کیٹی نے کہا۔

"کیا ہمیں اس سرنگ میں جانا ہے عنبر؟"

"ہاں کیٹی!" عنبر بولا۔ "یہ سرنگ ہمیں اس غار

تک لے جائے گی جہاں جولی سانگ بے ہوش پڑی ہے"۔

اور عنبر کیٹی کے آگے آگے چلنے لگا۔ سرنگ کا راستہ کافی لمبا تھا۔ نقلی عنبر یعنی گارشن نے تو یہ راستہ اڑ کر طے کیا تھا۔ عنبر ناگ ماریا جولی سانگ اور تھیوسانگ میں صرف کیٹی ایک ایسی لڑکی تھی جس کے پاس سوائے اس کے کوئی طاقت نہیں تھی کہ وہ سوائے آگ کے اور کسی چیز سے نہیں مر سکتی تھی۔ یہ بھی اس لئے کہ وہ خلائی مخلوق تھی۔ دوسرے اس کے پاس اتنی طاقت ضرور تھی کہ وہ بھاری سے بھاری پتھر اٹھا سکتی تھی۔ یہ بھی اس لئے کہ وہ خلائی عورت تھی۔ کبھی کبھی کیٹی سوچا کرتی کہ کاش اس کے پاس بھی کوئی طاقت ہوتی۔

اور شاید کیٹی کو بہت جلد ایک عجیب طاقت ملنے والی تھی۔

نقلی عنبر غار میں تیز تیز چلا جا رہا تھا۔ کیٹی بھی تیز تیز قدم اٹھائے جا رہی تھی۔ کیونکہ خلائی مخلوق ہونے کی وجہ سے وہ بھی دنیا کے اندھیرے میں دیکھ سکتی تھی۔ چلتے ہوئے دونوں ناگ ماریا اور تھیوسانگ کی باتیں بھی کرتے جا رہے تھے۔ کیٹی کہہ رہی تھی۔

"عنبر بھیا! تمہیں یقین ہے نا کہ لال موتی بھی وہیں ہو گا اور تھیوسانگ لال موتی کی مدد سے پھر جوان ہو جائے گا۔ وہ اتنا بوڑھا ہو گیا ہے کہ مجھ سے تو اس کی حالت دیکھی نہیں جاتی"۔

نقلی عنبر بولا۔

"سب ٹھیک ہو جائے گا۔ کیٹی لال موتی بھی ایک کوٹھڑی کے اندر صندوقچی میں پڑا ہے۔ میرا خیال ہے پہلے ہم لال موتی اٹھاتے ہیں"۔

کیٹی نے کہا

"ہاں یہ ٹھیک ہے۔ مگر جولی سانگ کو غار سے نکالنا بھی ضروری ہے"۔

نقلی عنبر کہنے لگا۔

"جولی سانگ بھی اس کوٹھڑی کے پاس ہی ایک غار میں ہے وہ بالکل محفوظ ہے صرف صدمے سے بے ہوش ہو گئی ہے۔ تم اسے بڑی آسانی سے باہر نکال لو گی۔ اگر وہاں بنفشی شعاعیں نہ پھیلی ہوتیں تو میں اسے نکال کر اپنے ساتھ ہی لے آتا"۔

کیٹی نے کہا۔

"فکر نہ کرو عنبر بھائی! مجھ پر بنفشی شعاعوں کا کچھ

اثر نہیں ہوتا۔ میں ایک پل کے اندر اندر جولی سانگ کو
کھنڈ میں سے نکال لوں گی"۔

نقلی عنبر نے سرنگ میں دور دیکھتے ہوئے کہا۔

"یہ لو کیٹی! وہ کوٹھڑی بھی آ گئی جس کے اندر
صندوقچی میں لال موتی بند ہے۔ میرا خیال ہے تم پہلے
کوٹھڑی میں جا کر لال موتی نکال لاؤ۔ میں بھی تمہارے
ساتھ کوٹھڑی میں جاتا مگر مصیبت یہ ہے کہ اس کوٹھڑی
میں بھی بنفشی شعاعوں کا اثر ہے"۔

کیٹی بولی۔

"میرا خیال ہے عنبر اس جگہ کسی پرانے زمانے
میں کوئی خلائی مخلوق ضرور اتری ہو گی۔ جب ہی اس قسم
کی آسمانی شعاعیں یہاں پھیلی ہوئی ہیں"۔

نقلی عنبر بولا۔

"شاید ایسا ہی ہو"۔

اب وہ سرنگ کی آخری دیوار کے سامنے کھڑے
تھے جس میں کنڈا لٹک رہا تھا۔ کیٹی نے کنڈے کو غور
سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"عنبر! کوٹھڑی کا کوئی دروازہ نظر نہیں آ رہا۔
صرف یہ کنڈا لٹک رہا ہے"۔

نقلی عنبر کہنے لگا۔

"اس کنڈے کو جا کر کھینچو گی تو دیوار میں دروازہ
نمودار ہو جائے گا۔ اسکے اندر صندوقچی ہے"۔

کیٹی بے دھڑک آگے بڑھی اور اس نے کنڈے
کو پکڑ کے کھینچ دیا۔

اس کے خیال میں عنبر اس کے ساتھ تھا۔ اسے
ڈرنے کی کیا ضرورت تھی بھلا؟ کنڈے کے کھینچتے ہی دیوار
میں دروازہ بن گیا۔ کیٹی نے اندر جھانک کر دیکھا۔
کوٹھڑی میں سبز روشنی پھیلی ہوئی تھی اور پتھر کے اوپر
ایک صندوقچی رکھی تھی۔ نقلی عنبر نے اس کی طرف
اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"وہ دیکھا کیٹی صندوقچی! اس کے اندر لال موتی
ہے جو تھیوسانگ کو پھر سے جوان کر دے گا۔ میں خود
اندر جا کر لال موتی نکال لاتا لیکن تم دیکھ رہی ہو کہ
کوٹھڑی میں سبز روشنی پھیلی ہوئی ہے۔ اس میں خلائی
بنفشی شعاعیں ہیں جو مجھے بھی ہلاک کر سکتی ہیں۔ صرف
ایک خلائی انسان ہی ان شعاعوں سے محفوظ رہ سکتا
ہے"۔

کیٹی کہنے لگی۔

"میں اندر جا کر لال موتی لاتی ہوں"۔
اور کیٹی کوٹھڑی میں داخل ہو گئی۔ اس نے
جاتے ہی صندوقچی کو کھول دیا۔ وہی ہوا جو اس سے پہلے
جولی سانگ کے ساتھ ہو چکا تھا۔ صندوقچی میں سے
دھوئیں کا بادل بگولے کی طرح نکلا جس نے کیٹی کو اپنی
لپیٹ میں لے لیا۔ کیٹی کا دم گھٹنے لگا۔ اس نے نقلی عنبر
کو آواز دینی چاہی مگر اس کا گلا بند ہو چکا تھا۔ پھر وہ
بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑی۔ اس کے گرتے ہی کیٹی
کا جسم چھوٹا ہوتا شروع ہو گیا اور وہ بالکل انسانی انگلی
کے سائز کے برابر ہو گیا۔ کیٹی کو ہوش نہیں تھا کہ اس
کے ساتھ کیا ہو گیا ہے۔ وہ مٹر کی پھلی جتنی ہو گئی تھی۔
اور بے ہوش بھی تھی۔ نقلی عنبر نے دونوں بازو اوپر اٹھا
کر ایک نعرہ لگایا۔ پھر منتر پڑھ کر اپنے جسم پر پھونکے اور
دوسرے لمحے وہ عنبر کی بجائے اپنی کارشن والی اصلی شکل
میں واپس آ گیا۔ وہ کوٹھڑی میں چلا آیا۔ اس نے
صندوقچی کو بند کر دیا جس میں لال موتی پڑا ہوا تھا اور
انگلی جتنے سائز کی کیٹی کو فرش پر سے اٹھا کر اپنی ہتھیلی
پر رکھا۔ فاتحانہ مسکراہٹ کے ساتھ اسے دیکھا۔ پھر اسے
اپنے لمبے کرتے کی اندرونی جیب میں ڈالا اور ایک نعرہ لگا

کر غار سے باہر نکل کر اس سرنگ میں آ گیا جو زمین کے
اندر کے دیوتا ملوخ کے ہال کی طرف جاتی تھی۔
کارشن کی طلسمی طاقت زمین کے اندر آتے ہی
واپس آ گئی تھی۔ وہ سرنگ کے اندر پرواز کرتا ہوا بڑی
تیزی سے ملوخ دیوتا کے ہال کمرے میں پہنچ گیا۔ بدشکل
مکروہ صورت خوفناک ملوخ دیوتا کا اونچا لمبا بت دیوار میں
سے باہر کو نکلا اپنی بھیانک پتھر کی آنکھوں سے سامنے
تک رہا تھا۔ کارشن نے جاتے ہی بت کے آگے تعظیم
سے سر جھکایا اور بولا۔
"میرے عظیم دیوتا! میں نے تمہاری شرط پوری کر
دی۔ تجھ پر بھینٹ چڑھانے کے لئے میں دوسری خلائی
عورت بھی لے آیا ہوں"۔
دیوتا ملوخ کے بت کا ایک ہاتھ آگے کو پھیل گیا۔
کارشن نے جیب میں سے چھوٹی سی بے ہوش کیٹی کو
دیوتا ملوخ کی ہتھیلی پر رکھ دیا۔ ملوخ دیوتا کا ہاتھ آہستہ
آہستہ اس کے پیٹ کے پاس چلا گیا۔ پیٹ میں اچانک
ایک شگاف نمودار ہوا۔ دیوتا ملوخ نے کیٹی کو اپنے پیٹ
کے اندر ڈال دیا۔ پیٹ کا شگاف اپنے آپ بند ہو گیا۔
اس کے ساتھ ہی ملوخ دیوتا کے حلق سے خوشی کی ایک

غراہٹ کی آواز بلند ہوئی اور اس نے کہا۔
"کارشن! تو نے میری شرط پوری کر دی۔ اب میں تیری شرط پوری کروں گا۔ ایک بار پھر بتا کہ تو کیا چاہتا ہے؟"
کارشن نے کہا۔
"عظیم دیوتا ملوخ! میں چاہتا ہوں کہ تو مجھے اپنی خاص طاقت عطا کر دے تاکہ میں اوپر کی زمین پر جا کر اس بے پناہ طاقت کی مدد سے ساری دنیا کے خزانے، ہیرے جواہرات اور بادشاہوں کے خزانے اپنے قبضے میں کر لوں۔ ساری دنیا کے لوگوں کو اپنا غلام بنا لوں اور پھر ان پر حکومت کروں۔ یہی میری خواہش ہے"۔
ملوخ دیوتا کے پیٹ میں دونوں خلائی عورتیں یعنی کیٹی اور جولی سانگ جا چکی تھیں اور اس پتھر کے طلسمی دیوتا کو زبردست توانائی مل رہی تھی۔ اس نے اپنی بھیانک آنکھوں سے کارشن کی طرف دیکھا اور کہا۔
"کارشن! تو نے یہ کیسے سوچ لیا تھا کہ میں اپنی طاقت تجھے دے دوں گا اور خود پتھر کا ایک بے جان بت بن کر رہ جاؤں گا"۔
کارشن نے ملوخ دیوتا کو نیت بدلتے دیکھا تو ہکا بکا

ہو کر رہ گیا۔ سمجھ گیا کہ ملوخ دیوتا کا ارادہ اسے اپنی طاقت دینے کا نہیں ہے۔ بڑی مکاری سے بولا۔
"عظیم دیوتا! میں تمہاری تھوڑی سی طاقت حاصل کرنے کے بعد ساری زندگی تمہارا غلام بن کر گزار دوں گا اور تمہاری خدمت کرتا رہوں گا۔
ملوخ دیوتا کے بت کے حلق سے ایک ڈراؤنی گڑگڑاہٹ کی آواز نکلی۔ ملوخ نے کہا۔
"میں جانتا ہوں کارشن تمہارے دل میں کیا ہے۔ میں تمہیں ابھی اپنی طاقت عطا کرتا ہوں"۔
کارشن سمجھا کہ ملوخ دیوتا اسے اپنی طاقت میں سے کچھ حصہ عطا کرنے والا ہے کہ اچانک پتھر کے بت کی آنکھوں میں سے سرخ رنگ کی دو تیز شعاعیں نکل کر کارشن کے جسم پر پڑیں۔ ایک دھماکہ ہوا اور کارشن کے جسم کے پرخچے اڑ گئے۔ جہاں پہلے کارشن کھڑا تھا وہاں اب سوائے گوشت کے ننھے منے ذروں کے اور کچھ بھی نہیں تھا۔ ان گوشت کے ذروں میں سے دھواں اٹھ رہا تھا۔
کارشن اپنے انجام کو پہنچ چکا تھا۔ ملوخ دیوتا کے حلق سے وہی گڑگڑاہٹ کی بھیانک آواز نکلی اور پھر وہاں

سناٹا چھا گیا۔ جولی سانگ اور کیتھی دونوں اس بدشکل ڈراؤنے ملوخ دیوتا کے پیٹ کے اندر بے ہوش پڑی تھیں۔ ان کا قد انسانی انگلیوں کے برابر تھا۔ وہ ایک دوسرے سے بالکل بے خبر تھیں۔ دیوتا ملوخ کے دماغ میں کیتھی اور جولی سانگ کے جسم سے نکلنے والی خدائی توانائی کی لہریں پہنچ رہی تھیں۔ ان لہروں میں ایک عجیب سرور اور طاقت تھی جس سے ملوخ دیوتا نے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ تھوڑی دیر بعد جولی سانگ کو ہوش آ گیا۔ سب سے پہلے اس پر یہ راز کھلا کہ وہ انگلی کے سائز جتنی ہو گئی ہے۔ اس کا ذہن بالکل ٹھیک کام کر رہا تھا۔ پھر اس نے اپنا ننھا سا مکھی جتنا سر اٹھا کر دیکھا کہ کیتھی بھی چھوٹی ہو کر اس کے پاس ہی بے ہوش پڑی تھی۔

جولی سانگ نے اوپر دیکھا وہ ملوخ دیوتا کے پیٹ کے اندر تھی۔ اسے یوں محسوس ہوا جیسے وہ پتھر کے ایک بڑے گول کمرے میں ہے جہاں پتھر کی بڑی بڑی نالیاں ادھر ادھر سے گذر رہی ہیں۔ پتھر کا ایک بہت بڑا دل اسے اوپر لٹکا دکھائی دیا۔ وہ سمجھ گئی کہ اسے اور کیتھی کو جادو کے ذریعے چھوٹا کر کے کسی بہت بڑے بت کے پیٹ میں ڈال دیا گیا ہے۔ پتھر کا دل دھڑک نہیں رہا

تھا۔ اب اسے یاد آنے لگا کہ عنبر اسے یہاں تک لایا تھا تاکہ وہ تھیوسانگ کے لئے لال موتی حاصل کرے۔ نہیں نہیں عنبر کبھی ایسا نہیں کر سکتا۔ یقیناً" وہ عنبر نہیں ہو گا۔ کوئی عیار جادوگر ہو گا جس نے عنبر کی شکل بدل رکھی ہو گی۔ اور یہی عیار جادوگر کیتھی کو بھی عنبر بن کر وہاں ڈال گیا ہو گا۔

جولی نے سوچنا شروع کر دیا کہ وہ کیتھی کو لے کر وہاں سے کیسے باہر نکل سکتی ہے۔ اس نے آہستہ آہستہ کیتھی کو ہلایا۔ کیتھی نے آنکھیں کھول دیں اور کچھ سوچنے لگی تھی کہ جولی نے اس کے چھوٹے سے منہ پر اپنی چھوٹی سی انگلی رکھ دی اور اس کے ننھے سے کان میں کہا۔

"ہمارے ساتھ دھوکا ہوا ہے"۔

اب کیتھی نے بھی پھٹی پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھا اور اٹھ کر بیٹھ گئی۔ اس نے خدا کا شکر ادا کیا کہ وہ ابھی زندہ تھی۔

○

مطبوعہ فیروز سنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ لاہور۔ باہتمام عبدالسلام پرنٹر اور پبلشر

اے حمید کی

عنبر ناگ ماریا سیریز

وہ بوتل میں بند ہو گئی	قبر کا شعلہ
سپیرا جاسوس	خونی بالکونی
ناگ کراچی میں	خلائی تختی کا راز
چھتر کی دشمن	کھوپڑی محل

[illegible] جولی سانگ

فیروز سنز پرائیویٹ لمیٹڈ
لاہور۔ راولپنڈی۔ کراچی

969 0 010964

Rs. 15.00

وہ بوتل میں بند ہو گئی
PDFBOOKSFREE.PK
اے حمید

عنبر ناگ ماریا ——— کہانی نمبر ۱۷۵

حیرت انگیز، سبق آموز اور پُراسرار داستان

وہ بوتل میں بند ہو گئی

اے حمید

لاہور - راولپنڈی - کراچی

فہرست

پیارے دوستو!

عنبر ناگ ماریا کی کہانی نمبر ۱۷۵ آپ کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں۔ آپ لوگ جس محبت سے عنبر ناگ ماریا کے پُراسرار سنسنی خیز اور سبق آموز سفر کی داستانوں کو پڑھتے ہیں اور پھر مجھے پیارے پیارے خط لکھتے ہیں۔ اس کے لیے آپ سب دوستوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

عنبر ناگ ماریا کی تاریخی اور حیرت ناک داستان کا سلسلہ اب اللہ کے فضل سے دوبارہ شروع ہو چکا ہے اور یہ داستان اب آپ کو پڑھنے کے لیے ہر ماہ ملتی رہے گی۔

اب سے ہم آپ کے خطوط بھی کتاب میں شائع کرنے شروع کر رہے ہیں۔ مجھے اُمید ہے کہ آپ اس کہانی کو بھی پہلی کہانیوں کی طرح پسند کریں گے اور مجھے اپنی رائے لکھیں گے۔

خدا ہم دوستوں کو دینِ اسلام کے راستے پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

تمہارا انکل

اے حمید

قبر میں دھماکا

مُردہ لڑکی لوشیا کی لاش نے آنکھیں کھول دیں۔
لاش نے دیکھا کہ جولی سانگ ایک ننھی سی لڑکی کی شکل میں اُس کے سینے پر بیٹھی ہوئی ہے۔ لڑکی کی لاش میں جولی سانگ کی آواز پہچان پڑ گئی تھی۔ لاش نے جولی سانگ سے کہا۔

"جولی سانگ! تم اتنی چھوٹی کیسے ہو گئی؟"
جولی سانگ کو تو کچھ یاد ہی نہ تھا کہ وہ جولی سانگ ہے اور اس کا بھائی تھیو سانگ اس کے پاس ہی قبر میں بیٹھا ہے۔ جولی سانگ نے مردہ لڑکی لوشیا کا سوال سُن کر غصے سے کہا۔

"تم بھی مجھے جولی سانگ کہہ رہی ہو۔ میں جولی سانگ نہیں ہوں۔ میں نجومی پانڈو کی بیوی شانتی ہوں۔ اور بابل میں دریا کے کنارے محل میں رہتی ہوں۔"

تھیو سانگ خاموشی سے مُردہ لڑکی نوشیا اور جولی سانگ کی گفتگو سُن رہا تھا۔ مُردہ لڑکی نے کہا۔
"مَیں جانتی ہوں کہ تم پر نجومی پانڈو نے جادُو کر کے تمہاری یاد داشت غائب کر دی ہے۔ مگر جب تک تمہاری یادداشت واپس نہیں آجاتی اور تم پھر سے بڑی عورت نہیں بن جاتی۔ میں تمہارے کسی سوال کا جواب نہیں دے سکتی۔"
جولی سانگ نے غصے سے کہا۔
"تم۔ تم جہنّم میں جاؤ۔ مَیں تم سے کچھ نہیں پُوچھوں گی۔"
یہ کہہ کر ننھی سی اُنگلی جتنی جولی سانگ مُردہ لڑکی کی لاش کے سینے سے اُٹھنے ہی لگی تھی کہ مُردہ لڑکی نے اپنا ہاتھ کفن سے باہر نکالا اور جولی سانگ کے سَر پر رکھ دیا۔ مُردہ لڑکی نوشیا کا ہاتھ لگتے ہی جولی سانگ ایک دَم بڑی ہو گئی اور اس کی یادداشت بھی واپس آگئی۔ اُس نے چونک کر پہلے مُردہ لڑکی کو اور پھر تھیو سانگ کی طرف دیکھا اور بولی۔
"تھیو سانگ بھائی! یہ مَیں کہاں آگئی ہوں"۔
تھیو سانگ نے خدا کا شکر ادا کیا کہ جولی سانگ کی

یادداشت واپس آگئی تھی۔ اس نے جولی سانگ کا ہاتھ پکڑ کر اُسے قبر سے باہر نکالا اور بولا۔

"جولی سانگ! تم پر نجومی پانڈو نے جادو کیا ہوا تھا۔ خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ مُردہ لڑکی لوشیا کا ہاتھ لگنے سے تمہاری یادداشت واپس آگئی۔"

جولی سانگ نے پوچھا۔

"ہم کہاں ہیں؟ اور کیبٹی اور عنبر ناگ ماریا کہاں ہیں؟"

تھیو سانگ بولا۔

"عنبر ناگ ماریا تو اہرام مصر کے طوفان میں ہی غائب ہو گئے تھے۔ کیٹی میرے ساتھ سرائے میں تھی۔ لیکن میرا خیال ہے کہ وہ مُردوں کی دُنیا کی سیر کرنے یہاں آئی تھی۔ اب تم مُردہ لڑکی سے مُردوں کی زبان میں پوچھو کہ کیٹی کہاں ہے۔"

مُردہ لڑکی لوشیا آنکھیں بند کیے قبر میں بیٹھی ہوئی تھی۔ جولی سانگ نے لڑکی کی لاش کی گردن پر ہاتھ رکھ دیا اور پوچھا۔

"اے مُردہ لڑکی! مجھے بتا کہ میری بہن اور دوست کیٹی کہاں ہیں؟"

مُردہ لڑکی نے آنکھیں کھول دیں اور کہا۔

"وہ ضد کر کے میرے ساتھ مُردہ لوگوں کی دُنیا کی سیر کرنے گئی تھی۔ میں نے اُسے کہا تھا کہ مُردوں کی دُنیا میں کسی مُردے کی آواز پر پیچھے مُڑ کر مت دیکھنا مگر اُس نے ایک مُردے کی آواز پر پیچھے مُڑ کر دیکھ لیا اور اب وہ اس مُردے کے قبضے میں ہے۔"

جولی سانگ اور تھیو سانگ پریشان ہو گئے۔ جولی سانگ نے پُوچھا۔

"مجھے اُس مُردے کے پاس لے چلو جس کے قبضے میں کیٹی ہے۔ میں وہاں سے اُسے خود نکال لُوں گی۔"

لوشیا کی لاش خوف کے مارے کانپنے لگی۔ اُس نے کہا۔

"جولی سانگ! میں ایسا نہیں کر سکتی۔ اگر میں تمہیں اپنے ساتھ لے کر مُردے کے پاس غار میں گئی تو پھر میں اس غار کے جہنم سے کبھی باہر نہ نکل سکوں گی۔"

جولی سانگ نے کہا۔

"لیکن لوشیا! تمہیں کچھ نہ کچھ ضرور کرنا ہو گا۔ ہم کیٹی کو مُردوں کی دُنیا میں چھوڑ کر واپس نہیں جا سکتے۔"

لڑکی کی لاش چپ ہو گئی۔ ایک پل چپ رہنے کے بعد بولی۔

"اچھا۔ تم ایسا کرو کہ میری قبر میں میرے پاؤں کی جانب آ جاؤ۔ یہاں ایک کھڑکی ہے۔ اِس کھڑکی میں سے گزر جاؤ۔ آگے پہلے غار آئے گا۔ پھر ایک پیالے کی طرح کی گھاٹی آئے گی۔ اِس گھاٹی کے ایک غار میں کیٹی بند ہے۔ اگر تم اُسے نکال سکتی ہو تو جاکر نکال لاؤ۔"

تھیوسانگ کہنے لگا۔

"میں بھی تمہارے ساتھ جاؤں گا جولی سانگ!"

لاش نے کہا۔

"تم ساتھ نہیں جا سکتے۔ جولی سانگ اکیلی ہی جائے گی۔"

جولی سانگ نے تھیوسانگ سے کہا۔

"تھیوسانگ بھائی! تم قبر سے باہر ہی ٹھہر کر میرا اِنتظار کرو۔ خدا کی مدد میرے ساتھ رہی تو میں کیٹی کو ساتھ لے کر ہی آؤں گی۔"

یہ کہ کر جولی سانگ لوشا کی لاش کے پاؤں کی طرف چلی گئی۔ وہاں ایک کھڑکی کُھل گئی۔ جولی سانگ قبر کی کھڑکی میں سے گزر گئی۔ اُس کے جانے کے فوراً بعد لوشیا پھر سے لاش کی طرح مُردہ ہو گئی۔ تھیوسانگ قبر کے باہر ایک طرف بیٹھ گیا اور جولی سانگ کے

واپس آنے کا انتظار کرنے لگا۔

جولی سانگ قبر کے اندر مُردوں کی دُنیا میں پہنچ چکی تھی اور اندھیری غار میں سے گزرنے کے بعد ایک گہرے میں ڈوبے ہوئے پہاڑی علاقے سے گزر رہی تھی۔ اب وہ ان غاروں کے پاس آ گئی جس کے اندر سے گنہ گار مُردوں کے رونے کی آوازیں آ رہی تھیں۔ یہ اُن لوگوں کے مُردے تھے جنھوں نے زندگی میں کوئی نیک کام نہیں کیا تھا اور جو ہمیشہ بتوں کو پُوجتے رہے تھے۔ یہ مسلمان نہیں بلکہ کافر لوگوں کے مُردے تھے جو عذاب میں مُبتلا تھے۔ جولی سانگ ان روتی ہوئی غاروں کے قریب سے گزر گئی۔ اب اُسے کیٹی کی خوشبُو آنے لگی تھی۔ وہ کیٹی کی خوشبُو کا تعاقب کرتی آگے بڑھ رہی تھی۔

لوشیا کی لاش نے کہا تھا کہ آگے ایک پیالے کی طرح کی گھاٹی آئے گی۔ کیٹی وہیں ایک غار میں قید ہے۔ جولی سانگ اِس پیالے کی طرح کی گھاٹی کے پاس جا کر رُک گئی۔ اُس نے دیکھا کہ نیچے سیڑھیاں اُتر رہی ہیں۔ وہ نیچے پیالے کے اندر آ گئی۔

یہاں اُسے سامنے ایک غار نظر آئی۔ کیٹی کی خوشبُو اِس غار میں سے آ رہی تھی۔ جولی سانگ جلدی جلدی

قدم اُٹھاتی غار کے پاس آگئی۔ جوُنہی وہ غار کے اندر داخل ہوئی، اُسے ایک جھٹکا لگا اور وہ پیچھے کو گر پڑی۔ جولی سانگ جب بھی غار میں داخل ہونے کی کوشش کرتی، اُسے شدید جھٹکا لگتا اور وہ پیچھے گر پڑتی۔ اُس نے کیٹی کو آواز دی۔ غار کے اندر گہری خاموشی تھی۔ جولی سانگ کی آواز کا کوئی جواب نہ آیا۔ وہ پریشان ہو کر اِدھر اُدھر دیکھنے لگی۔ اچانک اُسے ایک دوسرے غار کے دروازے پر ایک انسانی سایہ دکھائی دیا۔ جولی سانگ نے اندھیرے میں غور سے اِنسانی سائے کو دیکھا۔ سائے نے بازو ہلا کر جولی سانگ کو اپنی طرف بُلایا۔ جب وہ اِنسانی سائے کے قریب آئی تو دیکھا کہ یہ ایک بوڑھی عورت کی لاش تھی جو سیاہ چادر میں لپٹی کھڑی تھی۔ لاش کی ہڈیاں صاف نظر آرہی تھیں۔ جولی سانگ کے جسم میں خوف کے مارے سنسنی سی دَوڑ گئی۔ بوڑھی لاش نے بیٹھی ہوئی آواز میں کہا۔

"جولی سانگ گھبراؤ نہیں! مَیں تیری مدد کو آئی ہوں۔ مَیں جانتی ہوں تم نے اپنی پیاری سہیلی کی جان بچانے کے لیے اپنی زندگی خطرے میں ڈالی ہے۔ سُنو! یہاں اگر تم قیامت تک بھی اپنی سہیلی کو پکارتی رہوگی تو وہ

تمہیں کبھی نہیں مل سکے گی۔"
جولی سانگ نے کہا۔
"اے نیک دل خاتون! پھر مجھے بتاؤ میں اپنی سہیلی کو اس مشکل سے کیسے نکال سکتی ہوں۔"
بوڑھی لاش نے دھیمی آواز میں کہا۔
"تمہاری سہیلی کیٹی یہاں کے سب سے گنہ گار اور خطرناک جہنمی مُردے کے قبضے میں ہے۔ اس نے کیٹی کو زمین کے نیچے قید کر رکھا ہے۔ تم ایسا کرو کہ یہاں سے بائیں طرف ایک غار ہے۔ اس غار کے اندر ایک خالی تابوت ہے۔ اس تابوت میں جادوگر سامری کے اُستاد کا طلسمی خنجر پڑا ہوا ملے گا۔ وہ خنجر اپنے ہاتھ میں لے کر گنہ گار مُردے کی غار میں داخل ہو جاؤ۔ تم اپنے آپ کیٹی کے پاس پہنچ جاؤ گی۔
اگر گنہ گار مُردہ تم پر حملہ کرے تو اس کی طرف یہ طلسمی خنجر پھینک دینا۔ وہ پھر تمہارا کچھ نہ بگاڑ سکے گا۔ اس کے بعد تم کیٹی کو لے کر یہاں سے نکل جانا لیکن ایک بات یاد رکھنا۔ اگر وہاں تمہیں کسی کی آواز سنائی دے تو پیچھے مُڑ کر مت دیکھنا۔"
اتنا کہہ کر بوڑھی عورت کی لاش غار کے اندھیرے

میں غائب ہو گئی ۔ جولی سانگ فوراً دوسرے کمرے میں چلی آئی ۔ یہاں واقعی ایک خالی تابوت پڑا تھا۔ جولی سانگ نے جُھک کر دیکھا۔ اس کے اندر سبز رنگ کا ایک خنجر رکھا ہوا تھا۔

جولی سانگ نے خنجر اٹھا لیا اور اس غار کی طرف بڑھی جہاں سے اُسے کیٹی کے جسم کی خوشبو آ رہی تھی۔ اب وہ غار میں داخل ہوئی تو اُسے کوئی جھٹکا نہ لگا۔ کیٹی کی خوشبو کے پیچھے پیچھے وہ غار کی سیڑھیاں اُتر کر ایک دالان میں آ گئی ۔ یہاں کیٹی کے جسم کی خوشبو بڑی تیز تھی ۔ جولی سانگ کو سامنے ایک دروازہ نظر آیا۔ جولی سانگ دروازے کے پاس آ کر رک گئی ۔

اُسے اندر سے کیٹی کے آہستہ آہستہ کراہنے کی آواز آ رہی تھی ۔ جولی سانگ جلدی سے اندر داخل ہو گئی ۔ کیا دیکھتی ہے کہ اندر نیلی روشنی پھیلی ہے ۔ کیٹی ایک ستون کے ساتھ بندھی ہے ۔ ایک خوفناک مُردہ جس کی آنکھوں کے ڈیلے باہر نکلے ہوئے ہیں، کیٹی کے سر کے بالوں کو نوچ رہا ہے ۔

جولی سانگ نے کیٹی کو آواز دی ۔
"کیٹی! میں آ گئی ہوں ۔ فکر نہ کرو!"

خوف ناک مُردے نے گھوم کر جولی سانگ کو دیکھا۔
اُس کے حلق سے غرّانے کی آواز نکلی اور اُس نے جولی سانگ
پر حملہ کر دیا۔ جولی سانگ نے طلسمی خنجر مُردے کی طرف
پھینک دیا۔ خنجر میں سے چنگاریاں نکلنے لگیں اور وہ مُردے
کے جسم سے ٹکرایا۔ ٹکرانے کے ساتھ ہی خوفناک مردے کے
حلق سے ایک بھیانک چیخ کی آواز بلند ہوئی اور وہ پتھر
بن گیا۔ جولی سانگ نے لپک کر کیٹی کے جسم کی زنجیریں
کھول دیں اور کہا۔

"خدا کا شکر ہے کہ تم اِس مُردے کے عذاب سے
بچ گئیں۔ تھیو سانگ بھی قبر کے باہر موجود ہے۔ جلدی
سے نکل چلو!"

کیٹی نے جولی سانگ کو گلے لگا لیا اور دونوں سہیلیاں
قبر سے نکل کر باہر کو بھاگیں۔ وہ اندھیرے میں دوڑتی
ہوئیں پیالے ایسی گھاٹی سے باہر نکل آئیں۔ اَب وہ
غار سامنے تھا جو لوشیا کی قبر کو جاتا تھا اور جہاں تھیو سانگ
دونوں کا اِنتظار کر رہا تھا۔ جولی سانگ اور کیٹی غار میں دوڑتی
چلی جا رہی تھیں کہ اچانک پیچھے سے تھیو سانگ کی آواز
آئی۔

"جولی سانگ کہاں جا رہی ہو؟ میں تو یہاں کھڑا ہوں۔"

بس یہی جولی سانگ اور کیٹی سے غلطی ہو گئی مگر آواز بھی تو ہتیو سانگ کی تھی۔ وہ بے اختیار پیچھے مُڑ کر دیکھنے لگیں۔ جونہی اُنھوں نے پیچھے مُڑ کر دیکھا، ایک دھماکے کی آواز گونجی اور جولی سانگ اور کیٹی غار میں بے ہوش ہو کر گر پڑیں۔

ہتیو سانگ قبر کے باہر بیٹھا تھا۔ جب اُسے وہاں بیٹھے کافی دیر ہو گئی اور جولی سانگ اور کیٹی قبر سے باہر نہ آئیں تو وہ پریشان ہو کر ٹہلنے لگا۔ قبر کھُلی تھی۔ لوشیا کی لاش اسی طرح بے حس و حرکت پڑی تھی۔ ہتیو سانگ اِس لاش سے باتیں بھی نہیں کر سکتا تھا۔ اس سے پوچھ بھی نہیں سکتا تھا کہ جولی سانگ نے اِتنی دیر کیوں لگا دی ہے۔

جب دو گھنٹے گزر گئے اور قبرستان میں رات کا اندھیرا دُور ہونے لگا تو ہتیو سانگ نے سوچا کہ اُسے خود قبر کے اندر جا کر معلوم کرنا چاہیے۔ وہ قبر میں اُتر گیا۔ اس کا خیال تھا کہ قبر میں لاش کے پاؤں کی طرف ایک کھڑکی ہے، جہاں سے جولی سانگ گزر کر گئی تھی۔ ہتیو سانگ نے قبر میں اُتر کر دیکھا کہ وہاں کوئی کھڑکی نہ تھی اور نہ ہی جولی سانگ نے کوئی جواب ہی دیا۔ لوشیا کی لاش مُردہ ہو چکی تھی۔ ہتیو سانگ مایوس ہو کر قبر سے باہر آگیا۔ اُس نے

لوشیا کی لاش کی طرف دیکھ کر کہا ۔
لوشیا کی لاش ! اگر تم میری آواز سُن سکتی ہو تو خدا کے لیے مجھے بتاؤ کہ جولی سانگ اور کیٹی غار میں قبر کے اندر اُترنے کے بعد کہاں گُم ہو گئی ہیں ؟"
مگر تھیوسانگ کی آواز لاش نہیں سُن سکتی تھی۔ لاش میں کوئی جان نہ پڑی ۔ وہ اُسی طرح مُردہ کی مُردہ ہی رہی۔ تھیوسانگ سر پکڑ کر واپس بیٹھ گیا اور سوچنے لگا کہ اب اُسے کیا کرنا چاہیے ۔ وہ کیٹی کی تلاش میں آیا تھا اور جُولی سانگ بھی اس کے ہاتھ سے نکل گئی۔ عنبر ناگ ماریا کا پہلے ہی کچھ پتہ نہ تھا اُسے کہ وہ کہاں ہیں ۔ اب جولی سانگ اور کیٹی بھی گُم ہو گئی تھیں اور آج سے پانچ ہزار سال پہلے کے شہر بابل میں تھیوسانگ اکیلا رہ گیا تھا ۔ اُس کی عقل جواب دے گئی تھی ۔ اُسے کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ کیا کرے ۔
بابل کے ہزاروں سال پُرانے شہر میں صبح ہو رہی تھی ۔ تھیوسانگ قبرستان سے نکل کر سرائے میں آگیا۔ اب وہ بالکل اکیلا رہ گیا تھا ۔ عنبر ناگ ماریا پہلے ہی اُس سے بچھڑ چکے تھے ۔ اب کیٹی اور جولی سانگ بھی اُس سے جُدا ہو گئی تھیں ۔

ٹھیو سانگ سوچنے لگا کہ اب اُسے کس طرف جانا چاہیئے۔ سارا دن وہ بابل شہر کی پُرانی سڑکوں پر گھومتا رہا کہ شاید کسی طرف سے عنبر ناگ ماریا یا کیٹی یا جولی سانگ کی خوشبو اُسے آجائے مگر یہ خوشبو بھلا کہاں سے آسکتی تھی۔ رات کو ٹھیو سانگ نے فیصلہ کر لیا کہ وہ بابل شہر کو چھوڑ کر ملکِ فارس کی طرف چلا جائے گا۔ شاید وہاں اس کے دوستوں کا کوئی سُراغ مل سکے۔ ایک ہفتے کے بعد ایک قافلہ بابل شہر سے ملکِ فارس کی طرف جانے والا تھا۔ ملکِ ایران کا پرانا نام فارس تھا۔ ٹھیو سانگ اس قافلے میں شامل ہو گیا۔

O

پیارے دوستو! یہ تو آپ کو معلوم ہی ہے کہ عنبر ناگ ماریا اہرامِ مصر کی آندھی کے بعد غائب ہو کر آج کے پاکستان کے لاہور شہر میں نکل آئے تھے اور وہ اس وقت لاہور کے ہوٹل انٹر کانٹی نینٹل میں ٹھہرے ہوئے ہیں۔ جہاں وہ اس انتظار میں ہیں کہ شاید کہیں کسی جگہ انہیں ٹھیو سانگ، کیٹی اور جولی سانگ مل جائیں۔ عنبر ناگ ماریا کو ہم اپنے پیارے ملک پاکستان کے خوبصورت شہر لاہور میں چھوڑتے ہیں اور یہ دیکھتے ہیں کہ کیٹی اور جولی

سانگ پر مُردوں کی غار میں بے ہوش ہونے کے بعد کیا گزری۔

جولی سانگ اور کیبٹی جب دھماکے کی آواز سے بیہوش ہوکر غار میں گر پڑیں تو انہیں کچھ ہوش نہ رہا۔ جب دونوں کو ہوش آیا تو انھوں نے اپنے آپ کو ایک دریا کے کنارے پایا۔ آسمان پر چاند نکلا ہوا تھا۔ رات بڑی پُرسکون تھی۔ چاندنی میں دریا کے پار پہاڑی ڈھلانوں پر سنگِ مرمر کے ستونوں والے مکان نظر آرہے تھے۔ کیبٹی نے آنکھیں ملتے ہوئے جولی سانگ سے کہا۔

"جولی سانگ! میرا خیال ہے ہم اس زمانے سے نکل کر کسی دوسرے زمانے میں پہنچ گئی ہیں۔"

جولی سانگ بھی آنکھیں جھپک جھپک کر غور سے دریا پار کی سفید پتھر والی چھوٹی چھوٹی عمارتوں کو تک رہی تھی۔ اس نے کہا۔

"ان عمارتوں سے لگتا ہے کہ ہم رومن زمانے میں آگئے ہیں۔ یہ عمارتیں رومن طرز کی ہیں۔"

کیبٹی بولی۔

"تمہارا خیال درست لگتا ہے۔ لیکن افسوس اس بات کا ہے کہ عنبر، ناگ، ماریا اور تھیو سانگ ہم سے بچھڑ گیا ہے۔

تو پہلے ہی ہم سے بچھڑ گئے تھے۔"
جولی سانگ کہنے لگی۔
"دیکھیٹی! یہ تو ہمارے ساتھ اکثر ہوتا ہی رہتا ہے۔ ہم ہزاروں سال سے تاریخ کے مختلف زمانوں میں سفر کر رہی ہیں۔ آج اگر ہم عنبر ناگ ماریا اور ہیتو سانگ سے بچھڑ گئی ہیں تو کل ان سے ملاقات بھی ہو جائے گی۔ بس ہمیں ہمت نہیں ہارنی چاہیے اور مصیبتوں کا ڈٹ کر مقابلہ کرنا چاہیے۔"
کیٹی مسکرانے لگی اور بولی۔
"تو پھر چلو اس شہر میں چل کر دیکھتی ہیں کہ یہ کونسا شہر ہے اور وہاں کس کی حکومت ہے؟"
یہ کہہ کر کیٹی اٹھی۔ جولی سانگ بھی اس کے ساتھ تھی ہر طرف چاندنی کھلی ہوئی تھی۔ رات بڑی خوش گوار تھی مگر ایک گہری خاموشی چاروں طرف چھائی ہوئی تھی۔ دریا کے اوپر سنگِ مرمر کا سفید پل بنا ہوا تھا۔ دونوں سہیلیاں پل کو پار کر کے دریا کے دوسری طرف آگئیں۔ دریا کے دوسرے کنارے بڑے پرانے درختوں کے جھنڈ تھے جہاں درختوں کے نیچے اندھیرا تھا۔ چاندنی نیچے تک نہیں پہنچ رہی تھی۔ کیٹی اور جولی سانگ خاموشی

سے درختوں میں سے نکل کر شہر کی طرف جا رہی تھیں۔ کیٹی نے جولی سانگ کے کاندھے سے پکڑ کر پیچھے کھینچ لیا۔ جولی سانگ نے پوچھا۔

"کیا بات ہے کیٹی؟"

کیٹی نے خاموش رہنے کا اشارہ کرتے ہوئے ایک طرف ہاتھ سے اشارہ کیا۔ جولی سانگ نے دیکھا کہ درختوں کے پیچھے دو آدمی ایک چارپائی اٹھائے چلے آ رہے ہیں وہ اندھیرے میں اسی طرف آ رہے تھے جہاں جولی سانگ اور کیٹی کھڑی تھیں۔ دونوں سہیلیاں ایک درخت کے پیچھے چھپ کر بیٹھ گئیں۔ اتنے میں دونوں آدمی چارپائی کندھوں پر اٹھائے قریب سے گزرے۔ دونوں نے رومن زمانے کا لباس پہن رکھا تھا۔ وہ لباس اور شکل وصورت سے قدیم روم کے باشندے لگتے تھے۔

جولی اور کیٹی نے دیکھا کہ چارپائی پر کسی عورت کی لاش پڑی تھی۔ ایک آدمی نے دوسرے سے کہا۔

"میرا خیال ہے اسی جگہ میں نے قبر کھودی تھی۔ ہاں یاد آ گیا۔ وہاں اُس درخت کے نیچے قبر کھدی ہوئی ہے۔"

دونوں رومن سامنے والے درخت کے نیچے آ گئے۔

انھوں نے چارپائی کاندھوں سے اُتاری ۔ یہاں ایک قبر پہلے سے کھُدی ہوئی تھی۔ انھوں نے عورت کی لاش کو قبر میں اتارا اور اوپر مٹی ڈال کر قبر کو بند کر دیا اور پھر خالی چارپائی اُٹھا کر شہر کی طرف چلے گئے ۔

اُن کے جانے کے بعد کیٹی نے جولی سانگ سے کہا
"جولی سانگ! مجھے دال میں کچھ کالا لگتا ہے۔ اس عورت کو ضرور قتل کیا گیا ہے ورنہ انہیں کیا ضرورت پڑی تھی کہ آدھی رات کو لاش دفن کرتے ۔ اور پھر ان کے ساتھ کوئی آدمی بھی نہیں تھے۔"

جولی سانگ بولی ۔
"مجھے بھی ایسا ہی شک ہے۔"
کیٹی کہنے لگی ۔
"اب تو میں بھی مُردوں سے باتیں کر لیتی ہوں اور میں مُردوں کی دنیا میں بھی جا سکتی ہوں۔"
جولی سانگ ہنس کر بولی ۔
"ٹھیک ہے! مگر اپنی اس عادت کی وجہ سے تم مصیبت میں بھی تو پھنس گئی تھیں۔"
کیٹی بولی ۔
"میرا خیال ہے کہ چلو قبر میں پڑی عورت کی لاش سے

بات کرتے ہیں۔ وہ تو ہمیں سب کچھ بتا دے گی کہ اسے قتل کیا گیا ہے تو کس نے قتل کیا ہے۔"

جولی سانگ اور کیٹی درختوں کے نیچے آگئیں۔ یہاں عورت کی تازہ تازہ قبر بنی ہوئی تھی۔ دونوں نے مل کر قبر کی تازہ مٹی کو اِدھر اُدھر ہٹا کر قبر کو کھول دیا۔ ہلکی ہلکی مدھم چاندنی میں انھوں نے دیکھا۔ قبر میں ایک چالیس پچاس سال کی عورت کی لاش پڑی ہے۔ لاش کے ناک اور منہ سے خون نکل نکل کر جم گیا تھا۔ جولی سانگ نے کہا۔

"یا تو اس عورت کو زہر دے کر ہلاک کیا گیا ہے اور یا پھر اسے کسی زہریلے سانپ نے کاٹا ہے۔"

کیٹی نے کہا۔

"تم خود لاش سے کیوں نہیں پوچھ لیتی۔ لگتا ہے اس عورت پر ظلم کیا گیا ہے اور ہم ہمیشہ ظلم کے خلاف جنگ کرتی رہی ہیں۔"

جولی سانگ قبر میں اُتر گئی۔ اس نے عورت کی لاش کے سر پر ہاتھ رکھا اور آواز دی۔

"اے خاتون کی لاش! مجھ سے بات کر اور بتا کہ تیری موت کیسے ہوئی؟"

جولی سانگ کی آواز سنتے ہی عورت کی لاش نے

اپنی آنکھیں کھول دیں، چہرہ سیدھا کیا اور پھر کمزور آواز میں کہا۔

"میرا نام کلثوم ہے۔ میں مسلمان ہوں۔ میری ایک بیٹی ہے۔ رومن کافروں نے مجھے زہر دے کر ہلاک کر ڈالا اور میری مسلمان بیٹی عنبرینہ کو اغوا کر کے لے گئے۔ خدا کے لیے میری بیٹی عنبرینہ کو ان ظالموں سے بچاؤ۔ نہیں تو میری رُوح قیامت تک بے چین رہے گی۔"

جولی سانگ نے پوچھا۔

"یہ رومن کافر کون ہیں اور کہاں رہتے ہیں؟"

کلثوم کی لاش نے کہا۔

"ان رومن کافروں میں سے ایک کا نام مارکوس اور دوسرے کا نام ہلوٹو ہے۔ یہ جوان لڑکیوں کو اغوا کر کے دوسرے ملک میں لے جا کر فروخت کرتے ہیں۔ ان کا مکان شہر سے باہر زیتون کے باغ کی حویلی میں ہے۔"

جولی سانگ نے اس عورت کی لاش سے کہا۔

"کلثوم! تم اطمینان رکھو۔ ہم تمہاری بیٹی عنبرینہ کو رومن کافروں سے ضرور نجات دلائیں گی اور ان کافروں سے تمہاری موت کا بدلہ بھی لیں گی۔"

کلثوم کی لاش نے گہرا سانس لیا اور بولی۔

"خدا تمہارا بھلا کرے گا۔ میری بیٹی کو کہنا کہ وہ ملک فارس میں اپنے چچا کے پاس چلی جائے۔"

اس کے بعد کلثوم کی لاش خاموش ہوگئی۔ جولی سانگ قبر سے نکل گئی۔ انھوں نے قبر کو دوبارہ بند کردیا۔ کیٹی نے کہا۔

"ہمیں اس عورت کی معصوم لڑکی عنبرینہ کو رومن کافرول کے پنجے سے آزاد کرواکر اس کے چچا کے پاس فارس پہنچانا ہوگا۔"

جولی سانگ کہنے لگی۔

"ایسا ہی کریں گے۔ میں نے کلثوم سے وعدہ کیا ہے چلو اس کی بیٹی کو تلاش کرتے ہیں۔"

جولی اور کیٹی وہاں سے نکل کر شہر کی طرف چل پڑیں یہ آج سے بارہ سو سال پہلے کا رومن شہر تھا۔ اس شہر پر ایک بُت پرست کافر رومن کی حکومت تھی لیکن کہیں کہیں مسلمان عرب بھی آباد تھے۔

شہر کے بازار اور گلیاں سنسان تھیں۔ کہیں کہیں بازاروں میں روشنیاں ہو رہی تھیں۔ شہر کا دروازہ آدھا کھلا تھا اور پہرے دار کی اجازت سے لوگ اندر جاتے تھے۔ جولی سانگ اور کیٹی بھی پہرے دار کی اجازت

سے شہر میں داخل ہو گئیں۔ کلثوم کی لاش نے کہا تھا کہ دونوں رومن کافروں کی حویلی شہر سے دور شہر کی چار دیواری کے اندر ہی زیتون کے باغ میں واقع ہے۔

جولی اور کیٹی شہر کی دوسری طرف آگئیں۔ انھیں رات کے اندھیرے میں زیتون کے باغ والی حویلی کہیں نظر نہ آ رہی تھی۔ کیٹی نے جولی سانگ سے کہا کہ ہمیں رات یہیں کہیں گزار دینی چاہیے اور جب صبح ہو تو پھر رومن کافروں کی حویلی تلاش کریں گے۔ چنانچہ دونوں سہیلیاں ایک جگہ درختوں کے نیچے لیٹ گئیں۔

رات آہستہ آہستہ گزر رہی تھی۔ چاند مشرق میں ڈوب گیا۔ پھر صبح کی ہلکی ہلکی روشنی پھیلنی شروع ہو گئی۔ جولی سانگ اور کیٹی نے اِدھر اُدھر دیکھا۔ انھیں دور کھیتوں کے پار ایک جگہ زیتون کے بہت سے درخت نظر آئے۔ کیٹی نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ یہی زیتون کا باغ ہے اور اسی باغ میں رومنوں کی حویلی ہو گی۔"

جولی سانگ نے درختوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"لیکن ہمیں کوئی بھیس بدل کر وہاں جانا چاہیے۔ اس طرح وہاں گئے تو انھیں شک پڑ سکتا ہے اور ممکن ہے

کہ وہ مسلمان لڑکی عنبرینہ کو وہاں سے کسی دوسری جگہ پہنچا دیں یا خطرہ محسوس کر کے اُسے بھی مار ڈالیں"
کیٹی کہنے لگی۔
"لیکن ہم یہاں کیسے بھیس بدل سکتی ہیں۔ ہمارے پاس بھیس بدلنے کے لیے کوئی کپڑے وغیرہ بھی نہیں ہیں"
جولی سانگ بولی۔
"یہ رومن کافر خوبصورت جوان لڑکیوں کو اغوا کر کے فروخت کرتے ہیں۔ اور اتفاق سے ہم بھی دونوں نوجوان اور خوبصورت لڑکیاں ہیں۔ کیوں نہ ہم اپنے آپ کو پردیسی اور بے یارو مددگار لڑکیاں ظاہر کر کے ان لوگوں کی حویلی میں پناہ ڈھونڈنے چلی جائیں۔ ظاہر ہے وہ ہمیں ہلاک تو کر نہیں سکتے۔ وہ ہمیں بھی پکڑ کر قید کر دیں گے۔ یوں ہمیں عنبرینہ کا سراغ بھی مل جائے گا"
کیٹی کو جولی سانگ کی یہ ترکیب پسند آگئی۔ انھوں نے وہیں بیٹھے بیٹھے اپنے سنہری بالوں کو ٹھیک کیا، منہ ہاتھ دھویا اور زیتون کے باغ کی طرف چل پڑیں۔ اس وقت زیتون کے باغ میں جو حویلی تھی، دونوں کافر حویلی کے باہر صحن میں بیٹھے اپنی تلواریں تیز کر رہے تھے۔ کیٹی اور جولی سانگ نے دور سے ان کافروں کو دیکھا اور پہچان

لیا۔
کیٹی بولی۔
"یہ وہی کافر ہیں جو رات کو کلثوم کی لاش لے کر آئے تھے"
"ہاں! یہ وہی ہیں۔ عنبر بیٹی بھی انھوں نے ضرور اسی حویلی کے کسی تہ خانے میں چھپا رکھی ہو گی۔ اب اداکاری کے لیے تیار ہو جاؤ۔ ہم یہی ظاہر کریں گی کہ قافلے سے بچھڑ گئی ہیں اور ہمیں رات گزارنے کے لیے کوئی ٹھکانہ چاہیے"
دونوں جُولی اور کیٹی بڑی معصوم سی صُورت بنا کر زیتون کے باغ والی پُرانی حویلی کے صحن میں داخل ہو گئیں۔ کیٹی نے جاتے ہی کہا۔
"ہم پردیسی ہیں۔ اپنے ماں باپ کے ساتھ دمشق جا رہی تھیں کہ قافلے سے بچھڑ گئی ہیں۔ ہمارا کوئی نہیں۔ ہماری مدد کرو!"
رومن کافروں یعنی مارکوس اور پلوٹو نے کیٹی اور جُولی سا نگ کی طرف دیکھا۔ دونوں بڑے خوش ہوئے کہ دو خُوبصورت لڑکیاں اپنے آپ ان کے پاس آ گئی ہیں۔ مارکوس نے آہستہ سے پلوٹو سے کہا۔

"شکار خود جال میں آگیا ہے پلوٹو!"
پھر کیٹی اور جولی سانگ کی طرف مسکراتے ہوئے کہا۔
"آجاؤ اچھی لڑکیو! اس گھر کو اپنا ہی گھر سمجھو۔ تم آرام کرو ہمارے پاس۔ ہم کل تمہیں دوسرے قافلے کے ساتھ روانہ کر دیں گے!"
جولی اور کیٹی نے ان کا شکریہ ادا کیا اور ان کا فرد کے ساتھ حویلی کے ایک کمرے میں آکر بیٹھ گئیں۔

گھنگھرو والی کون تھی؟

رومن کافروں نے جولی سانگ اور کیمی کو کھانا دیا اور چلے گئے۔

دوسرے کمرے میں جاکر مارکوس نے پلوٹو سے کہا۔

"دیوتا ہم پر بڑے مہربان ہیں۔ آج صبح صبح ہمیں دو خوبصورت لڑکیاں مل گئی ہیں۔ عنبرینہ پہلے ہی ہمارے پاس موجود ہے۔ اب ہم ان تینوں کو بابل کے بادشاہ کے پاس فروخت کر کے بڑی دولت کمائیں گے۔"

پلوٹو بولا۔

"ہمیں چاہیے کہ ان دونوں لڑکیوں کو بھی نیچے ایک تہ خانے میں بند کر دیں۔ ایسا نہ ہو کہیں یہ بھاگ جائیں۔"

مارکوس کہنے لگا

"وہ کھانا کھا رہی ہیں۔ کھانا کھا لیں تو میں انہیں خود نیچے تہ خانے میں لے جاکر بند کر دوں گا۔"

حویلی کے دوسرے کمرے میں کھانا کھاتے ہوئے کیٹی کہہ رہی تھی ۔

"یہاں لڑکی عنبرینہ کہیں نظر نہیں آ رہی جولی سانگ!" جولی سانگ نے کہا ۔

"وہ اسی حویلی میں ہوگی ۔ ابھی پتہ چلا لیتے ہیں۔"

جب وہ کھانا کھا چکیں تو مارکوس اندر آ کر بولا ۔

"آؤ ، میں تمہیں تمہارا کمرہ دکھا دوں ۔ وہاں تم آرام کرنا!"

وہ جولی سانگ اور کیٹی کو لے کر نیچے تہ خانے میں آگیا ۔ تہ خانے میں ایک موم بتی جل رہی تھی ۔ اندر آتے ہی مارکوس نے خنجر نکال لیا اور کڑک کر بولا ۔

"خبردار! اگر یہاں سے باہر قدم رکھا تو تم دونوں کو قتل کر دوں گا ۔ اب تم اسی تہ خانے میں رہوگی۔"

مارکوس دروازے کو تالا لگا کر چلا گیا ۔ جولی سانگ اور کیٹی کے لیے یہ کوئی حیرانی کی بات نہ تھی ۔ انہیں صرف پریشانی یہ تھی کہ جس لڑکی عنبرینہ کو آزاد کرانے وہ یہاں آئی تھیں وہ انہیں کیوں نظر نہیں آ رہی تھی! جولی سانگ کہنے لگی ۔

"یہاں ضرور کوئی دوسرا تہ خانہ بھی ہوگا جہاں اِن

لوگوں نے عنبرینہ کو قید کر رکھا ہے۔"
مگر وہاں انہیں کوئی دوسرا تہ خانہ دکھائی نہ دیا۔
جولی سانگ کہنے لگی۔
"یہ کافر ہمیں عنبرینہ کے ساتھ ہی کسی جگہ فروخت کرنے کے لیے لے جائیں گے۔ تب ہم اپنی اسکیم پر عمل کر سکتے ہیں۔"
سارا دن انھوں نے تہ خانے میں گزارا۔ جب رات کا اندھیرا پھیل گیا تو مارکوس اور پلوٹو تہ خانے میں آئے۔ مارکوس کے ہاتھ میں دو گلاس تھے۔ اس نے کہا۔ "ان گلاسوں میں شربت ہے۔ اسے پی لو۔"
جولی سانگ نے کیٹی کی طرف دیکھا۔ وہ جانتی تھیں کہ ان گلاسوں میں بے ہوشی کی دوائی ملی ہوئی ہے اور وہ انہیں بے ہوش کر کے دوسرے ملک لے جانے والے ہیں۔ دونوں یہ بھی اچھی طرح جانتی تھیں کہ وہ کسی بھی دوائی سے بے ہوش نہیں ہو سکتیں۔ چنانچہ انھوں نے خوشی خوشی شربت پی لیا۔ پھر جھوٹ موٹ ظاہر کرنے لگیں کہ اُن کا سَر چکرا رہا ہے۔ پلوٹو اور مارکوس بڑے غور سے انہیں دیکھ رہے تھے۔ جولی سانگ اور کیٹی دھڑام سے گر پڑیں اور یہ ظاہر کیا کہ وہ بے ہوش ہو گئی ہیں حالانکہ

وہ ہوش میں تھیں۔ صرف انھوں نے آنکھیں بند کر رکھی تھیں۔ مارکوس نے پلوٹو سے کہا۔

"یہ بے ہوش ہو گئی ہیں۔ انہیں اٹھا کر باہر لے چلتے ہیں۔"

انھوں نے جولی سانگ اور کیٹی کو کاندھوں پر اٹھایا اور تہ خانے سے نکال کر باہر حویلی کے صحن میں لے آئے جہاں چار گھوڑے سفر کے لیے تیار کھڑے تھے۔ جولی سانگ نے رات کے اندھیرے میں دیکھا کہ ایک گھوڑے پر پہلے ہی سے ایک بے ہوش لڑکی تھی۔ ضرور یہ عنبرینہ ہی ہے۔ جولی سانگ نے سوچا۔

عنبرینہ کو کیٹی نے بھی دیکھ لیا تھا۔ مارکوس اور پلوٹو نے تین بڑے کپڑے کے بورے نکالے اور باری باری تینوں بے ہوش لڑکیوں کو ان بوروں میں بند کر دیا۔ جولی سانگ اور کیٹی نے آپس میں طے کر رکھا تھا کہ انہیں کس وقت بوروں سے باہر نکلنا ہے۔ اُن میں اِتنی طاقت تھی کہ وہ بوروں کے اندر سے جب چاہیں باہر نکل سکتی تھیں۔

تینوں لڑکیوں کے بوروں کو گھوڑے پر ڈال کر دونوں کافر خود بھی گھوڑوں پر سوار ہوئے اور شہر کے دروازے

کی طرف روانہ ہوگئے۔ رات کا پہلا پہر تھا۔ بازاروں میں کہیں کہیں اِس زمانے کی مشعلیں روشن تھیں۔ شہر کے دروازے پر پہرے دار کھڑے تھے۔ مارکوس نے پہریدار سے کہا کہ ان بوروں میں ہم نے گھر کا سامان باندھ رکھا ہے۔ ہم دوسرے شہر جا رہے ہیں۔ پہرے دار نے کوئی اعتراض نہ کیا۔ اور چاروں گھوڑے شہر سے باہر نکل آئے شہر سے باہر آتے ہی مارکوس اور پلوٹو نے گھوڑوں کو تیز دوڑانا شروع کر دیا۔ جب گھوڑے دریا پار کر کے شہر سے بہت دور ایک جنگل میں سے گزر رہے تھے تو جُولی سانگ نے سوچا کہ اب انہیں حملہ کر دینا چاہیئے۔ کیٹی دوسری بوری میں بند اس کے ساتھ اُسی گھوڑے پر لدی ہوئی تھی۔ عنبرینہ تیسری بوری میں دوسرے گھوڑے پر تھی۔ جُولی نے کیٹی کی بوری کو انگلی سے دباتے ہوئے کہا۔

"کیٹی! تیار ہو جاؤ!"

اِتنا کہہ کر جولی سانگ نے بوری کو پھاڑ کر اپنا ہاتھ باہر نکالا اور بوری میں سے باہر نکل آئی۔ مارکوس اور پلوٹو دوسرے گھوڑوں پر ساتھ ساتھ جا رہے تھے۔ اُس نے جولی سانگ کو بوری سے نکلتے دیکھا تو گھوڑوں

کو روک لیا اور تلوار نکال کر پلوتو سے کہا۔
"پلوتو! اسے باندھو۔ یہ بوری سے نکل آئی ہے"۔
اتنی دیر میں کیٹی بھی بوری سے باہر نکل آئی۔ وہ گھوڑوں سے نیچے کود پڑیں۔
کیٹی نے بلند آواز میں کہا۔
"کافرو خبردار! تمہارا آخری وقت آن پہنچا ہے۔ اب تم کسی معصوم لڑکی کے ساتھ یہ ظلم نہ کر سکو گے"۔
پلوتو نے بھی تلوار نکال لی اور دونوں گھوڑوں سے کود پڑے۔ اُن کا خیال تھا کہ یہ کمزور سی لڑکیاں ہیں اور اُن کے پاس چاقو بھی نہیں ہے۔ وہ بھلا ان کا کیا مقابلہ کر سکیں گی۔ انہیں جُوں سانگ اور کیٹی کی طاقت کا اندازہ نہیں تھا۔
مارکوس نے قہقہہ لگا کر کہا۔
"ہم تمہیں مارنا نہیں چاہتے۔ تمہارے لیے یہی بہتر ہے کہ خاموشی سے اپنی اپنی بوریوں میں دوبارہ بند ہو جاؤ"۔
کیٹی نے آگے بڑھ کر کہا۔
"ہم تو تیسری لڑکی عنبرینہ کو بھی آزاد کرانے آئے ہیں۔ تم دونوں میں اتنی طاقت نہیں کہ ہمیں قید کر سکو"۔

پلوٹو نے چلا کر کہا۔

"مارکوس! اِس لڑکی کی زبان کاٹ ڈالو۔ اِسے قتل کر دو۔ ہم کوئی دوسری لڑکی اَغوا کر لائیں گے۔"

مارکوس نے آگے بڑھ کر تلوار کا زور دار وار کیا۔ تلوار کا وار کیٹی نے اپنے ہاتھ پر روک لیا۔ تلوار کیٹی کے ہاتھ سے ٹکرا کر دوسری طرف نکل گئی۔ کیٹی کا ہاتھ کٹ گیا مگر اس کے ساتھ ہی وہ اپنے آپ جُڑ بھی گیا۔ یہ دیکھ کر مارکوس کچھ حیران ہوا۔ اُس نے سوچا کہ اس کا وار نہیں پڑا۔ وہ دوسرا وار کرنے لگا تو کیٹی نے اُچھل کر مارکوس کی کنپٹی پر اپنی لات پُوری طاقت سے ماری۔ کیٹی کی طاقت اتنی زیادہ تھی کہ مارکوس کا پُورا بازو اس کے جسم سے الگ ہو کر اُوپر ہوا میں اُچھلا اور پھر گر پڑا۔ مارکوس چیخ مار کر وہیں گر پڑا۔

پلوٹو نے یہ حالت دیکھی تو تلوار کا وار کیا۔ مگر پیچھے سے جُولی سانگ نے اس کی گردن پر زور سے ہاتھ مارا۔ جولی سانگ کی طاقت کا بھی پلوٹو کو اندازہ نہ تھا۔ جولی سانگ کی ہاتھ کی ضرب سے پلوٹو کی گردن کی ہڈی دو جگہوں سے ٹُوٹ گئی۔ اس کی گردن لٹکنے لگی اور وہ کٹے ہوئے درخت کی طرح زمین پر گر پڑا۔

کیٹی نے کہا۔

"سب سے پہلے بوری میں سے عنبرینہ کو نکالو۔ وہ بے ہوش ہے۔ کہیں اُس کا دَم نہ گھُٹ جائے۔"

جلدی سے بوری گھوڑے پر سے اُتار کر اسے کھولا تو اُس کے اندر ایک بڑی نازک اور خُوبصورت لڑکی بے ہوش تھی۔ جولی سانگ نے کہا۔

"اِسے بعد میں ہوش میں لائیں گے، پہلے اِن دونوں کو ختم کرو۔ یہ دونوں اِس لڑکی کی ماں کے قاتل ہیں۔ اور اِنسانیت کے نام پر ایک بدنما داغ ہیں۔"

پلوٹو تو گردن ٹوٹنے کی وجہ سے مر چکا تھا مگر مارکوس ابھی تک زندہ تھا۔ کیٹی نے مارکوس کی تلوار اُٹھا کر اس کی گردن پر اتنی زور سے ماری کہ اس کی گردن تن سے جدا ہو گئی۔

پھر انھوں نے عنبرینہ کو ہوش میں لانے کی کوشش شروع کر دی تھوڑی دیر بعد عنبرینہ کو ہوش آگیا۔ اُس نے گھبرا کر کہا۔

"خدا کے لیے مجھے نہ مارنا۔ مَیں بے گناہ ہوں۔"

کیٹی اور جولی نے عنبرینہ کو حوصلہ دیا اور ساری کہانی بیان کر دی۔ جب انھوں نے عنبرینہ کو بتایا کہ اس کی والدہ

کے قاتلوں کو انھوں نے موت کے گھاٹ اُتار دیا ہے تو عنبرینہ بولی۔

"مگر میری پیاری ماں واپس نہیں آسکتی۔ ان ظالموں نے میری آنکھوں کے سامنے میری ماں کو زہر دیا تھا۔"

پھر عنبرینہ غصے سے اُٹھی۔ تلوار پکڑی اور دونوں قاتلوں کے جسموں پر تلوار کے وار کرنے لگی۔ وہ اپنی پیاری ماں کے قتل کا بدلہ لے رہی تھی۔ کیپٹن اور جولی نے بڑی مشکل سے اُسے پکڑا اور تلوار اس کے ہاتھ سے لی۔ جولی سانگ نے کہا۔

"عنبرینہ بہن! اب ان کو مارنے سے کچھ نہیں ہوگا۔ تمہاری والدہ کی خواہش تھی کہ تمہیں تمہارے چچا کے پاس ملکِ فارس پہنچا دیا جائے۔ کیا تم اپنے چچا کے پاس جانا چاہتی ہو؟"

عنبرینہ نے کہا۔

"اگر میری ماں کی یہی خواہش تھی تو میں اپنے چچا کے پاس فارس جانے کو تیار ہوں۔"

کیپٹن کہنے لگی۔

"ٹھیک ہے! ہم اسی وقت تمہیں لے کر ملکِ فارس روانہ ہوتی ہیں۔"

اور وہ گھوڑوں پر سوار ہو کر ملکِ فارس کی طرف چل پڑیں۔ عنبرینہ نے جولی سانگ اور کیٹی سے کہا کہ وہ کون ہیں اور ان کا فردن کے پاس کیسے پہنچ گئیں؟ جولی سانگ اور کیٹی نے بھی بتایا کہ ہم کو بن نندن نے تمہاری طرح اغوا کیا تھا مگر ہمیں ان کو قتل کرنے کا موقع مل گیا۔

ساری رات وہ سفر کرتی رہیں۔ صبح ایک شہر کی سرائے میں اتر کر کھانا کھایا۔ دوپہر تک رہ گئیں اور سرائے کے مالک سے ملکِ فارس کا رستہ دریافت کرنے کے بعد ایک بار پھر گھوڑوں پر سوار ہو کر اپنے سفر پر روانہ ہوگئیں۔

یونہی تین دن سفر کرنے کے بعد انہیں دور سے ملکِ فارس کے مکان اور شہر کی دیوار نظر آئی۔ یہ اس زمانے کے ملکِ فارس کے دارالحکومت پرس پولس کا شہر تھا۔ شہر کی دیوار کے اوپر جگہ جگہ برجیاں بنی ہوئی تھیں۔ شہر کا ایک بڑا دروازہ تھا جو کھلا تھا۔ بازاروں میں بڑی رونق تھی۔ لوگ رتھوں اور گھوڑوں پر جا رہے تھے۔

اس شہر کا حاکم مسلمان تھا اور شہر میں خوبصورت

مسجدیں بنی ہوئی تھیں۔ عورتوں نے اپنے جسم اور چہروں کو سفید چادروں میں ڈھانپ رکھا تھا۔ جولی سانگ اور کیٹی نے پرس پولس میں آتے ہی وہاں کی فضا کو سونگھا کہ شاید وہاں سے تھیو سانگ، عنبر ناگ کی خوشبو آجائے۔ مگر ان میں سے کسی کی بھی خوشبو وہاں کی فضا میں نہیں تھی۔ تھیو سانگ ان کے آنے سے ایک دن پہلے وہاں سے شہر زرجان کی طرف روانہ ہو چکا تھا۔

جولی اور کیٹی نے عنبرینہ کو اُس کے چچا کے حوالے کیا اور دو دن اُس شہر میں آرام کرنے کے بعد آگے چل پڑیں۔ وہ ایک قافلے کے ساتھ سفر کر رہی تھیں جو پرس پولس سے شہر بصرہ کی طرف جا رہا تھا۔ جولی سانگ اور کیٹی کا خیال تھا کہ وہ وہاں سے ملک ہندوستان جائیں گی شاید وہاں عنبر ناگ ماریا یا تھیو سانگ سے ان کی ملاقات ہو جائے۔ یہ قافلہ صحراؤں اور پہاڑی علاقوں میں سفر کرتا ہوا چار روز کے بعد ایک شہر کی سرائے میں آکر رُک گیا۔ ابھی بصرہ وہاں سے دور تھا۔ جولی سانگ اور کیٹی بصرہ سے سمندری جہاز میں سوار ہو کر ملک ہندوستان جانا چاہتی تھیں۔

اب ہم ھتیو سانگ کی طرف چلتے ہیں۔ ھتیو سانگ ملک فارس میں کچھ دن ٹھہرا اور پھر اپنے دوستوں عنبرنا گ ماریا، کیٹی اور جولی سانگ کی تلاش میں ہندوستان کی طرف روانہ ہو گیا۔ جس وقت جولی سانگ اور کیٹی بصرے کی بندرگاہ سے ملکِ ہندوستان جانے کے لیے بادبانی جہاز میں سوار ہوئیں، اس وقت ھتیو سانگ ملکِ ہندوستان کے ساحل مکران پر پہنچ چکا تھا۔ اس زمانے میں سندھ پر مسلمان عربوں کی حکومت تھی اور رعایا بڑی خوش حال تھی۔ ہر طرف انصاف کا دور دورہ تھا۔ لوگ اطمینان اور سکون کے ساتھ زندگی بسر کر رہے تھے۔ مسجدوں سے پانچ وقت اذانوں کی آواز بلند ہوتی اور لوگ مسجدوں میں جمع ہو کر نماز ادا کرتے۔

ھتیو سانگ کو اس شہر میں آکر بڑی خوشی ہوئی۔ ہندوستان میں صرف سندھ پر مسلمانوں کی حکومت تھی۔ آگے ہندوستان کے وسطی یعنی درمیانی علاقے میں ہندو راجہ ہرش وردھن حکومت کرتا تھا اور اس کے عرب مسلمانوں کے ساتھ بڑے اچھے اور خوش گوار تعلقات تھے۔

ھتیو سانگ ایک قافلے کے ساتھ سفر کرتا ہندو

راجہ ہرش کے دارالحکومت قنوج میں آگیا جہاں تھیوسانگ نے ہر طرف غریبی اور جہالت دیکھی۔ لوگ طرح طرح کے بتوں کی پوجا کرتے تھے اور بڑے توہم پرست تھے۔
تھیوسانگ اس شہر میں ایک دن ٹھہرنے کے بعد جنوبی ہند کے شہر کوچین آگیا۔ یہ شہر سانپوں کی پوجا کے لیے بڑا مشہور تھا۔ لوگوں نے گھروں میں سانپ رکھے ہوئے تھے۔ جنھیں وہ دودھ اور شہد پلاتے اور اُن کی پوجا کرتے تھے۔ تھیوسانگ نے سوچا کہ ہوسکتا ہے کہ کسی جگہ سے ناگ کا سراغ مل جائے۔
تھیوسانگ ایک سرائے کی کوٹھڑی میں آکر رہنے لگا۔ رات کو وہ اپنی کوٹھڑی میں آرام کرتا اور دن کے وقت شہر میں ناگ عنبر ماریا کو تلاش کرتا۔ لیکن شہر میں اسے کسی کی بھی خوشبو نہیں آرہی تھی، پھر بھی تھیوسانگ نے تلاش جاری رکھی۔
ایک روز آسمان پر گہرے بادل چھا رہے تھے۔ تھیوسانگ اپنے دوستوں کو تلاش کرتا شہر سے دور ایک جنگل میں نکل آیا۔ یہاں ایک ندی بہہ رہی تھی۔ اتنے میں بادل زور زور سے گرجنے لگے اور ایک دم سے بارش شروع ہوگئی۔
تھیوسانگ کھلی جگہ پر تھا۔ بارش سے بچنے کے لیے وہ

کوئی جگہ تلاش کرنے کے لیے ایک طرف گیا۔ قریب ہی پرانے کنویں کے پاس ایک ویران سا کھنڈر تھا۔ تھیوسانگ اس کی ڈیوڑھی میں آگیا۔ بارش بڑے زور سے برس رہی تھی۔ تھیوسانگ ڈیوڑھی کی دیوار سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا اور بارش کے رُکنے کا انتظار کرنے لگا۔ اِس وقت سورج غروب ہوچکا تھا اور گہرے سیاہ بادلوں کی وجہ سے جنگل میں رات کا اندھیرا جلدی پھیلنے لگا تھا۔

تھیوسانگ یہ سوچ کر کھنڈر کی ڈیوڑھی میں آیا تھا کہ تھوڑی دیر میں بارش رُک جائے گی تو وہ واپس سرائے میں چلا جائے گا۔ مگر بارش تو رُکنے کا نام ہی نہیں لیتی تھی۔ موسلا دھار مینہ برس رہا تھا۔ تھیوسانگ وہیں ڈیوڑھی میں بیٹھا رہا۔ رات ہوگئی۔ اندھیرا چھا گیا مگر بارش ابھی تک ہو رہی تھی۔

پہلے تھیوسانگ نے سوچا کہ چلو بارش میں ہی چلتے ہیں۔ یہ میرا کیا بگاڑ لے گی۔ پھر اُسے خیال آیا کہ میں اتنی جلدی سرائے میں جا کر کیا کروں گا۔ مجھے کوئی خاص کام تو ہے نہیں۔ عنبر ناگ ماریا اور کیپٹن جولی سانگ کو تلاش کرنا ہے اور وہ یہاں کہیں نظر نہیں آرہے۔ ان کی خوشبو بھی کہیں سے نہیں آرہی۔ اس لیے کیوں نہ بارش کے

رُکنے تک اِس جگہ آرام کیا جائے۔

ہتیوسانگ سیدھا ہوکر بیٹھ گیا اور ٹانگیں پھیلالیں۔ بارش خُوب ہو رہی تھیں۔ بارش کی آواز سے جنگل میں دوسری کوئی آواز سُنائی نہ دیتی تھی۔ آپ کو معلوم ہے کہ عنبر ناگ، ماریا، ہتیوسانگ، کیٹی اور جولی سانگ کو سونے اور کھانے پینے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ لیکن کبھی کبھی وہ اپنے شوق کی خاطر کبھی کچھ کھا پیتے ہیں اور کبھی یونہی وقت گزارنے کے لیے سو بھی جاتے ہیں۔ ہتیوسانگ نے سوچا کہ موقع مل گیا ہے تو کیوں نہ تھوڑی دیر کے لیے آنکھ لگا لی جائے۔ اس طرح سے وقت بھی گزر جائے گا اور بارش بھی رُک جائے گی۔

چنانچہ ہتیوسانگ نے آنکھیں بند کرلیں اور سونے کی کوشش کرنے لگا۔ کچھ دیر بعد اُس پر غنودگی چھانے لگی اور وہ سو گیا۔ وہ دیر تک سوتا رہا۔ جب اس کی آنکھ کھُلی تو اُس نے دیکھا کہ بارش رُک گئی ہے اور جنگل پر رات کا گہرا اندھیرا پھیلا ہے۔

ہر طرف خاموشی تھی۔ صرف کبھی کبھی درختوں پر سے بارش کے رُکے ہوئے پانی کے ٹپکنے کی آواز آجاتی تھی۔ ہتیوسانگ نے ایک انگڑائی لی اور واپس شہر کی سرائے

میں جانے کے لیے اُٹھنے ہی لگا تھا کہ اُسے ایسی آواز سُنائی دی جیسے کوئی عورت گھنگھرو پاؤں میں پہنے اُس کے قریب سے گزر گئی ہو۔ تھیو سانگ نے اندھیرے میں غور سے دیکھا۔ وہ اندھیرے میں دیکھ سکتا تھا۔ ڈیوڑھی خالی تھی۔ اُسے کچھ نظر نہ آیا۔ وہ سوچنے لگا کہ یہ اُس کا وہم ہے۔ وہ اُٹھ بیٹھا۔ لیکن ایک بار پھر وہی گھنگھروؤں کی چھن چھن کی آواز سنائی دی۔

تھیو سانگ خلائی آدمی تھا۔ سائنسدان تھا۔ وہ جن بھوتوں پر یقین نہیں رکھتا تھا۔ سمجھ گیا کہ یہاں کسی جگہ کوئی عورت موجود ہے۔ وہ ڈیوڑھی میں اُٹھ کر آگے بڑھا۔ آگے ایک ٹوٹا ہوا پرانا دروازہ تھا۔ دروازے کی دوسری طرف اندھیرا تھا۔ تھیو سانگ نے جھک کر دیکھا۔ اندھیرے میں اسے ایک چھوٹا سا دالان دکھائی دیا۔ دالان کے درمیان ایک گول چبوترے پر کالے پتھر کا ایک بُت پڑا تھا۔

تھیو سانگ ابھی وہیں کھڑا تھا کہ اُسے کچھ آدمیوں کے باتیں کرنے اور ہلکے ہلکے ہنسنے کی آواز سُنائی دی۔ یہ آوازیں تھیو سانگ کے پیچھے جنگل کی طرف سے آ رہی تھیں اور مندر کی ڈیوڑھی کی طرف بڑھ رہی تھیں۔

تھیوسانگ کے دل میں خیال آیا کہ ضرور یہاں ڈاکوؤں نے اپنا ٹھکانہ بنا رکھا ہے اور وہ لوٹا ہوا مال چھپانے یہاں آرہے ہیں۔ اِن ڈاکوؤں کو پکڑنے کی خاطر تھیوسانگ دالان میں سے بھاگ کر گزر گیا اور سامنے والے ایک چوکور ستون کے پیچھے چھپ کر بیٹھ گیا کہ دیکھتا ہوں یہ ڈاکو کون لوگ ہیں اور کون سا لوٹا ہوا مال یہاں لا رہے ہیں۔

اِتنے میں چار چھوٹے قد کے کالے کلوٹے آدمی اندر دالان میں آگئے۔ انھوں نے اپنے ہاتھوں میں جلتی ہوئی موم بتیاں پکڑ رکھی تھیں۔ وہ بونے تھے۔ جسم پر صرف لنگوٹیاں ہی تھیں۔ کالے جسم موم بتی کی روشنی میں چمک رہے تھے۔ وہ ڈانس کرتے آرہے تھے اور تھیوسانگ بڑی دلچسپی سے انہیں دیکھنے لگا۔

بونوں نے چاروں موم بتیاں گول چبوترے پر پتھر کے بُت کے اِردگرد لگا دیں اور ایک طرف ہو کر قطار میں بیٹھ گئے۔ اب وہ بالکل خاموش تھے اور ڈیوڑھی کے دروازے کی طرف دیکھ رہے تھے۔ لگتا تھا کہ انہیں کسی کے آنے کا انتظار ہے۔ تھیوسانگ کو اب زیادہ دلچسپی پیدا ہو گئی تھی کہ دیکھیں یہ بونے یہاں کیا کرنے آئے ہیں اور کس کی راہ دیکھ رہے ہیں۔ وہ بھی ڈیوڑھی کے ٹوٹے

ہوئے دروازے کی طرف دیکھنے لگا۔

اچانک دروازے میں ایک کالا بھجنگ بدصورت لمبے لمبے بالوں والا شاطو نمودار ہوا۔ اس کے ایک ہاتھ میں ترشول تھا اور اس کی دُم نکلی ہوئی تھی۔ ایک دانت اُس کے منہ سے باہر کو نکلا ہوا تھا۔ اُسے آتے دیکھ کر چاروں بونے بھوتنے اٹھ کھڑے ہوئے اور جُھک کر بولے۔

"مہاراج شاطو کو ہمارا نمسکار!"

بدصورت شاطو بیٹھ گیا اور ترشول کو اپنے سامنے زمین پر گاڑ کر بولا۔

"میرے بھتنو! یہ بتاؤ کہ کیا ہماری داسی بکالی آگئی ہے؟"

ایک بھوتنے نے جواب دیا۔

"مہاراج بکالی آگئی ہے۔ وہ آپ کے حکم کا انتظار کر رہی ہے"۔

بدصورت شاطو نے دونوں بازو اُوپر اٹھائے اور کرخت آواز میں بولا۔

"بکالی کو حاضر کیا جائے!"

چاروں بھوتنوں نے اونچی آواز میں کہا۔

"بکالی! مہاراج بُلا رہے ہیں"۔

ہتیو سانگ ستون کے پیچھے چھپا یہ سارا تماشا بڑے غور سے دیکھ رہا تھا۔ بھُوتوں کی آواز پر اُسے پھر وہی گھنگھروؤں کی آواز سنائی دی اور کیا دیکھتا ہے کہ کونے میں دیوار ایک جگہ سے شق ہو گئی اور اس کے سوراخ میں سے ایک خوبصورت عورت گھنگھرو چھنکاتی آئی اور شاطو کے آگے ہاتھ جوڑ کر کھڑی ہو گئی۔ بدصورت شاطو نے کہا۔

"بکالی! تم نے ایک ہزار سال تک میری خدمت کر کے میرا دل جیت لیا ہے اور میری شرط بھی پوری کر دی ہے۔"

بکالی نے کہا۔

"مہاراج! اب آپ بھی اپنی شرط پوری کر دیں۔ آپ کی بڑی مہربانی ہوگی!"

بدصورت شاطو نے قہقہہ لگا کر کہا۔

"اِس میں مہربانی کی کیا بات ہے بکالی! تم نے ہماری شرط پوری کر دی۔ اب ہم اپنی شرط پوری کریں گے۔"

ہتیو سانگ حیران ہو رہا تھا کہ یہ بدشکل بھُوت اس خوبصورت لڑکی کی کون سی شرط پوری کرنے والا ہے! وہ ستون کے پیچھے چھپا غور سے دیکھ رہا تھا۔

بدصورت شاطو نے ایک بھیانک قہقہہ لگایا اور خوبصورت عورت بکالی سے کہا۔

"بکالی! تیرا ہونے والا شوہر بھی یہاں موجود ہے۔ میں نے اپنی شرط پوری کرنے کے لیے اُسے پہلے ہی سے یہاں منگوا کر بٹھا رکھا ہے۔"

تھیوسانگ سمجھا کہ یہ بدصورت شاطو اس خوبصورت عورت کی شادی کسی بونے بھوتنے سے کرنے والا ہے جو وہاں پر موجود ہے۔ خوبصورت عورت بکالی نے خوش ہو کر کہا۔

"مہاراج شاطو! آپ بڑے کرنی والے ہیں۔ آپ زمین کے اندر رہنے والے بھوتوں کے دیوتا ہیں! کہاں ہے میرا خاوند؟ بس مجھے اس کے ساتھ روانہ کر دیں اور اجازت دیں کہ میں باقی زندگی اس آدمی کے ساتھ اپنی مرضی کے مطابق بسر کروں۔ میں ایک ہزار سال سے زمین کے اندر رہ رہ کر تنگ آ چکی ہوں۔"

بدصورت شاطو نے اُس ستون کی طرف اشارہ کیا جس کے پیچھے تھیوسانگ چھپا بیٹھا تھا اور بولا۔

"تیرا خاوند اس ستون کے پیچھے چھپا بیٹھا ہے۔ جا اس کا ہاتھ پکڑ کر اُسے یہاں لے آ۔"

اِتنا سُننا تھا کہ تھیوسانگ کے جسم میں مارے حیرت کے سنسنی دوڑ گئی۔ یہ بدصورت آدمی کہیں اس کا ذکر تو نہیں کر رہا؟ ستون کے پیچھے تو میں ہی چھپا ہوا ہوں۔ تھیوسانگ نے سوچا۔ اور وہ اُٹھنے ہی والا تھا کہ خوبصورت عورت بکالی پاؤں کے گھنگھرو چھنکاتی اس کے پاس آکر سامنے کھڑی ہوگئی اور ہاتھ بڑھا کر بولی۔

" اے میرے خاوند! میرے ساتھ مہاراجہ کے پاس چل تاکہ وہ ہمارا بیاہ کر کے ہمیں رخصت کریں"

اَب تو تھیوسانگ کو غصہ آگیا۔ وہ جلدی سے اُٹھا اور غصے میں بولا۔

"کیا بکواس کر رہی ہو تم! بھاگو یہاں سے!"

خوبصورت عورت بکالی نے چیخ ماری اور کہا۔

"مہاراجہ! یہ شخص مجھ سے شادی کرنے سے انکار کر رہا ہے۔ اپنی شرط پوری کریں اور میرا بیاہ اس شخص سے کر دیں"

بدصورت شاطو نے ترشول اُٹھائی اور اس کا رُخ تھیوسانگ کی طرف کر کے کڑک کر بولا۔

" تھیوسانگ! میں جانتا ہوں تم کون ہو اور یہاں

کیوں آئے ہو۔ مگر اب تم پھنس چکے ہو۔ اب تمہاری کوئی طاقت تمہارے کسی کام نہیں آسکتی۔ تمہاری ساری طاقت میں نے اپنے قبضے میں کر لی ہے۔ آج سے تم میری اس بکالی کے شوہر ہو۔ اس کے غلام ہو۔ جو یہ کہے گی تم وہی کرو گے اور یہ ساری زندگی اب تمہارے ساتھ رہے گی۔"

تھیوسانگ کو اپنی طاقت پر بڑا مان تھا۔ وہ تو خلائی انسان تھا۔ وہ جس چیز کو چاہے ہاتھ لگا کر چھوٹا کرسکتا تھا۔ اُس نے جلدی سے آگے بڑھ کر خوبصورت عورت بکالی کی گردن پر انگلی لگا دی۔ اس کا خیال تھا کہ وہ انگلی لگتے ہی چھوٹی سی ہو جائے گی۔ مگر ایسا نہ ہوا۔ اس پر بدصورت شاطو نے بھیانک قہقہہ لگایا اور بولا۔

"تھیوسانگ! میں نے کہا نہیں تھا کہ تمہاری ساری طاقت میں نے اپنے قبضے میں کر لی ہے۔ تم اب بے بس ہو۔ مجبور ہو۔ تمہارے پاس اب کوئی طاقت نہیں رہی۔ تھوڑی دیر میں تم اپنی یادداشت بھی بھول جاؤ گے۔"

تھیوسانگ نے سوچا کہ یہاں سے بھاگ جانا چاہیے

اُس نے جلدی سے بھاگ جانا چاہا مگر اُسے یوں لگا کہ جیسے اُس کے پاؤں زمین نے پکڑ لیے ہیں۔ شاطو چیخ کر بولا۔

"تھیوسانگ! تم بھاگ نہیں سکتے۔ تم آج سے اسی عورت بکالی کے غلام اور اس کے شوہر ہو۔ یہ جو کہے گی تم وہی کرو گے۔"

بدصورت شاطو اُٹھ کر تھیوسانگ کے پاس آگیا۔ تھیوسانگ کے سر میں چکر آنے لگے تھے۔ اُسے ہر شے گھومتی ہوئی نظر آرہی تھی۔ شاطو نے بکالی کا ہاتھ پکڑا اور اسے تھیوسانگ کے ہاتھ میں دے دیا۔

"مبارک ہو بکالی! آج سے یہ تمہارا خاوند اور تم اس کی بیوی ہو۔ یہ تمہارا غلام ہے اور تم اس کی مالک۔ تم جو چاہو گی یہ وہی کرے گا۔"

اس کے ساتھ ہی بھوتوں نے ڈانس کرنا شروع کر دیا۔ خوبصورت بھوتنی بکالی نے تھیوسانگ کو حکم دیا۔

"تھیوسانگ! اب تم میرے خاوند اور میرے غلام ہو میں تمہیں حکم دیتی ہوں کہ بیٹھ جاؤ!"

تھیوسانگ کو اب چکر نہیں آرہے تھے۔ مگر اُسے کچھ یاد نہیں رہا تھا کہ وہ کون ہے اور یہاں کس لیے

آیا تھا۔ اُسے عنبر ناگ ماریا، کیٹی اور جولی سانگ بھی یاد نہیں رہے تھے۔ اُس کی یادداشت گم ہو چکی تھی۔ بکالی کے حکم پر وہ فوراً زمین پر بیٹھ گیا۔ بکالی نے بدصورت شاطو سے کہا۔

"مہاراج! ہمیں خوشی خوشی رخصت کریں۔ میں اپنے خاوند اور اپنے غلام تھیوسانگ کے ساتھ جا رہی ہوں۔"

بدصورت شاطو نے بازو اوپر اُٹھا لیا اور بولا۔

"جاؤ اور دنیا میں اپنی مرضی سے زندگی بسر کرو۔ اب تم آزاد ہو۔ میں نے اپنی شرط پوری کر دی ہے۔"

بکالی نے ہاتھ جوڑ کر بدصورت شاطو کو سلام کیا اور اُچھل کر تھیوسانگ کے کندھے پر بیٹھ گئی۔ تھیوسانگ چپ بیٹھا تھا۔ اُسے کچھ معلوم نہ تھا کہ وہ کون ہے وہ اب اپنے آپ کو بکالی کا خاوند اور غلام ہی سمجھ رہا تھا۔ کیا دیکھتا ہے کہ بکالی اس کے کاندھے پر آتے ہی اُس کی نظروں سے غائب ہو گئی مگر وہ بکالی کے جسم کا بوجھ اپنے کاندھے پر محسوس کر رہا تھا۔ بکالی اُس کے کاندھے پر ہی بیٹھی تھی مگر وہ غائب تھی۔ وہ تھیوسانگ کو نظر نہیں آ رہی تھی۔ اُسے بکالی کی آواز سُنائی دی۔

"تھیوسانگ! میرے غلام! کیا تم چلنے کے لیے تیار ہو؟"

جیسے تھیوسانگ کے منھ سے اپنے آپ نکل گیا۔

"ہاں یکالی! میں تیار ہوں۔ تم مجھے جہاں کہوگی جاؤں گا۔ جیسے کہوگی کروں گا۔ میں تمہارا غلام ہوں۔"

یکالی نے کہا۔

چلو! کوچین سے دور شہر شامی کٹ میں ہمارا محل ہمارا انتظار کر رہا ہے۔"

چاروں بھوت نے اونچی آواز میں اشلوک گا رہے تھے بدصورت شاطو بھی خوش ہوکر ڈانس کرنے لگا تھا۔ یکالی غیبی حالت میں تھیوسانگ کے کاندھے پر بیٹھی تھی۔ تھیوسانگ کو اس کا بوجھ بالکل ہلکا سا لگ رہا تھا۔ وہ اپنے آپ چلتا ہوا پرانے مندر کی ڈیوڑھی سے باہر آگیا۔ باہر جنگل بارش میں بھیگا ہوا خاموش تھا۔ چاروں طرف اندھیرا تھا۔ درختوں پر سے بارش کے پانی کے قطرے ابھی تک ٹپک رہے تھے۔ تھیوسانگ کو اب کچھ یاد نہیں رہا تھا کہ وہ کون ہے۔ اسے عنبر ناگ ماریا کیٹی اور حلی سانگ بھی یاد نہیں تھیں۔ وہ اپنے آپ کو یکالی کا خاوند اور اُس کا غلام ہی سمجھ رہا تھا۔

تھیوسانگ ڈیوڑھی سے اتر کر جنگل میں آگیا۔ اُسے بکالی کی آواز سُنائی دی۔ "تھیوسانگ اُس پرانے کنویں کے پاس چلو!"

تھیوسانگ کے قدم اپنے آپ جنگل کے پُرانے کنویں کی طرف اُٹھنے لگے۔ کنویں کے پاس آکر وہ رُک گیا۔ بکالی نے کہا۔

"اب اپنا بایاں ہاتھ اوپر اُٹھاؤ!"

تھیوسانگ نے بکالی کے حکم کو سُن کر اپنا بایاں ہاتھ اوپر اُٹھالیا۔ بکالی نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور بولی۔

"اب ہم اپنے محل میں جارہے ہیں۔"

اس کے ساتھ ہی دیوسانگ کو ایک جھٹکا لگا اور وہ زمین سے بلند ہوکر درختوں کے اُوپر آگیا۔ پھر اپنے آپ ستاروں بھرے آسمانوں میں ایک طرف اڑنے لگا درخت اس کے نیچے سے گزر رہے تھے۔ تھیوسانگ کی اڑنے کی رفتار تیز سے تیز تر ہوتی گئی۔ ہوا میں اس کی آنکھیں بند ہورہی تھیں۔ تھیوسانگ نے اپنی آنکھیں بند کرلیں۔

کچھ دیر بعد اُس نے آنکھیں کھولیں تو اُس نے

دیکھا کہ نیچے ایک چھوٹے سے شہر کے مکان میں کہیں کہیں روشنی چمک رہی تھی۔ وہ شہر کے اوپر سے گزر گیا۔ آگے کھلا سمندر رات کے اندھیرے میں سیاہ نظر آ رہا تھا۔ پھر اسے سمندر کے کنارے چھوٹی سی پہاڑی کے اوپر ایک محل دکھائی دیا۔ بکالی نے کہا۔
"یہ ہمارا محل ہے۔ تم قیامت تک اب میرے ساتھ اس محل میں رہو گے!"

کالا آسیبی محل

بکالی تھیوسانگ کو لے کر اپنے محل میں اُتر گئی۔

یہ ایک بہت بڑا غیر آباد محل تھا۔ شہر کے لوگ اس طرف آتے ڈرتے تھے۔ لوگوں میں مشہور تھا کہ یہ محل آسیبی ہے اور جو کوئی اُدھر جاتا ہے وہ مر جاتا ہے۔ یہ کالے پتھروں سے بنا ہوا تھا اور لوگ اسے کالا محل کہتے تھے۔ سلطے کا سارا محل ویران تھا۔ فرشوں پر گرد پڑی تھی۔ دیواروں میں باہر کی طرف کہیں کہیں گھاس اُگ آئی تھی۔ محل میں اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ بکالی اب تھیوسانگ کے کاندھے سے اتر آئی تھی اور اُسے نظر بھی آنے لگی تھی۔ بکالی نے تھیوسانگ سے کہا۔

"تھیوسانگ! یہ محل تمہیں کیسا لگا ہے؟"

تھیوسانگ بولا۔

"بکالی! تم مجھے جہاں رکھو گی میں خوش ہو کر رہوں گا

مجھے تمہارے ساتھ یہ محل بھی بڑا اچھا لگ رہا ہے۔"
بکالی مسکرائی۔ کہنے لگی۔
"شاباش! اَب تم واقعی میرے خاوند اور غلام بن گئے ہو۔ چلو، مَیں تمہیں اپنے محل کے نیچے لیے چلتی ہوں۔ ہم محل کے نیچے رہا کریں گے۔"
ھتیوسانگ کو ساتھ لے کر بکالی ایک تنگ و تاریک زینے سے اتر کر نیچے تہ خانے میں آ گئی۔ یہ تہ خانہ کافی کھلا تھا۔ وہاں ایک تخت بچھا تھا۔ فرش پر قالین بچھے ہوئے تھے۔ چھت سے فانوس روشن تھا۔ بکالی نے خوش ہو کر پوچھا۔
"ھتیوسانگ! تمہیں یہ تہ خانہ کیسا لگا؟"
"ھتیوسانگ بولا۔
"مجھے یہ تہ خانہ بہت اچھا لگا۔"
"شاباش ھتیوسانگ!" بکالی نے کہا۔ "تم بڑے اچھے غلام ہو۔"
وہ دونوں تخت پر بیٹھ گئے۔ بکالی نے کہا۔
"ھتیوسانگ! اب تم اس وقت تک میرے ساتھ رہو گے جب تک کہ یہ دنیا قائم ہے۔ میں بھی تمہارے ساتھ رہوں گی۔ ہم دونوں زندہ رہیں گے۔ تمہیں اَب نہ کھانے

پینے کی ضرورت رہے گی نہ سونے کی۔ لیکن مجھے قیامت تک زندہ رہنے کے لیے ایک خاص چیز کی ضرورت ہوگی اور یہ خاص چیز صرف مُردوں کی ہڈیوں ہی میں پائی جاتی ہے۔ تم ہفتے میں ایک بار شہر کے شمشان میں جایا کرو گے اور وہاں جلائے جانے والے مُردے کی ٹانگ کاٹ کر لایا کرو گے۔ میں اس ٹانگ کی ہڈی کاٹ کر اس کے گودے میں چھپے ہوئے رس کو پی جایا کروں گی۔ تم کو میرے اس حکم پر عمل کرنا ہوگا۔ کیا تم اس پر تیار ہو؟"

ہتھوسا تگ نے کہا۔

"بکالی! تم جو کہو گی میں وہی کروں گا۔ لیکن لوگ مجھے مُردے کی ٹانگ کاٹتے ہوئے دیکھ لیں گے اور مجھے پکڑ کر لے جائیں گے۔ پھر میں کیا کروں گا؟"

بکالی ہنس کر بولی۔

"تم بکالی کے خاوند اور غلام ہو۔ بکالی کے پاس بے پناہ طاقت ہے وہ تمہاری مدد کرے گی۔ جب تم میرے لیے مُردے کی ٹانگ لینے جاؤ گے تو میں تم پر ایک خاص عمل پڑھ کر پھونک مار دیا کروں گی۔ تب تمہیں کوئی نہ دیکھ سکے گا اور تم بڑے اطمینان سے اپنا کام کر کے میرے پاس واپس آجایا کرو گے۔"

تھیوسانگ خوش ہو کر بولا۔

"ٹھیک ہے بکالی! میں خوشی تمہارے لیے مُردے کی ٹانگ لے آیا کروں گا۔"

بکالی نے کہا۔

"اب تم اِس تخت پر سو جاؤ۔ کل مجھے مُردے کی ٹانگ کی ضرورت ہے۔ کل تم شہر کو جانا۔ اس شہر میں اگر کوئی شخص مر گیا ہو تو تم اس کی ٹانگ کاٹ کر میرے لیے لے آنا۔"

تھیوسانگ کہنے لگا۔

"لیکن بکالی! تم نے تو کہا تھا کہ مجھے نیند نہیں آ سکتی۔ پھر میں تخت پر کیسے سوؤں گا؟"

بکالی نے کہا۔

"جب میں تمہاری آنکھوں پر ہاتھ رکھوں گی تو تم سو جایا کرو گے۔ اب لیٹ جاؤ!"

تھیوسانگ فوراً حکم کی تعمیل کرتے ہوئے تخت پر لیٹ گیا۔ بکالی نے اس کی آنکھوں پر اپنا ہاتھ رکھ دیا۔ اس کے ساتھ ہی تھیوسانگ گہری نیند سو گیا۔ بکالی وہاں سے دوسرے تہ خانے میں آ گئی۔ اِس تہ خانے میں ایک چبوترے پر ایک چھُرا پڑا تھا۔ دیوار کے ساتھ

ایک پلنگ بچھا تھا۔ بکالی کو اپنے جسم میں کمزوری محسوس ہو رہی تھی۔ اُسے کل شام تک کسی مُردے کی ٹانگ کی ضرورت تھی جس کی ہڈی کا گودا کھا کر وہ طاقت حاصل کرے۔ یہ کام بکالی خود نہیں کر سکتی تھی کیونکہ وہ زمین کے اندر رہنے والی مخلوق تھی اور اسے معلوم تھا کہ اگر اس نے خود کسی مُردے کی ٹانگ کاٹی تو وہ فوراً آگ میں جل کر بھسم ہو جائے گی۔ اس لیے اُس نے تھیوسانگ کو اپنا غلام بنا کر ساتھ کر لیا تھا کہ وہ اس کے لیے مُردے کی ٹانگ کاٹ کر لایا کرے گا۔

دوسرے دن بکالی نے تھیوسانگ کی آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر اُسے اُٹھایا۔ تھیوسانگ اٹھ کر بیٹھ گیا۔ بکالی نے ایک چھوٹا تیز خنجر نکال کر تھیوسانگ کو دیا اور کہا۔

"تھیوسانگ! یہ خنجر لے کر شہر میں جاؤ۔ وہاں جہاں کوئی آدمی یا عورت مر گئی ہو تو موقع پا کر اس کی ٹانگ کاٹ کر میرے پاس لے آؤ۔"

تھیوسانگ نے خنجر لے لیا اور پوچھا۔

"بکالی! اگر شہر میں کوئی انسان نہ مرا ہو تو میں کیا

کروں؟"

بکالی کہنے لگی۔

"اس شہر میں ہر ہفتے دو چار آدمی مرجاتے ہیں۔ مجھے آج رات مُردے کی ٹانگ کی ضرورت ہے۔ اگر آج شام تک تمہیں کوئی مُردہ نہ ملے تو کسی زندہ آدمی کو مار کر اس کی ٹانگ کاٹ لانا۔"

تھیوسانگ بولا۔

"ایسا ہی کروں گا بکالی! تم فکر نہ کرو۔ میں تمہارے لیے مُردے کی ٹانگ لے کر ہی واپس آؤں گا۔"

بکالی نے تھیوسانگ کو اپنے سامنے کھڑا کیا اور ایک خاص منتر پڑھ کر پھونکا۔ منتر پھونکنے سے تھیوسانگ اچانک نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ وہ اب سوائے بکالی کے کسی کو نظر نہیں آتا تھا۔ بکالی نے کہا۔

"جاؤ، اب تمہیں کوئی نہیں دیکھ سکے گا۔ میں اسی محل میں تمہاری راہ دیکھوں گی۔"

تھیوسانگ خاموشی سے محل سے باہر نکل گیا۔

وہ محل سے نکل کر پہاڑی سے اُترا اور نیچے سڑک پر آ گیا جو شہر کی طرف جاتی تھی۔ یہ شہر کالی کٹ سمندر کے کنارے آباد تھا۔ میدانوں اور پہاڑی کی ڈھلانوں پر

لوگوں کے مکان بنے ہوئے تھے۔ آسمان بادلوں میں چھپا ہوا تھا پھر بھی دن کی روشنی چاروں طرف پھیلی تھی۔
تھیوسانگ کسی کو نظر نہیں آتا تھا۔ وہ شہر میں آگیا اور گلیوں بازاروں میں چل پھر کر دیکھنے لگا کہ کون سے گھر میں کوئی فوت ہوا ہے۔ دوپہر تک وہ شہر میں گھومتا رہا۔ اُسے کہیں کسی گھر سے رونے کی آواز نہ آئی۔ آخر وہ شہر کے باہر والی ایک بستی میں آگیا۔ یہاں ایک مکان کے اندر سے اُسے رونے کی آواز سنائی دی۔ تھیوسانگ اندر چلا گیا۔ اُس نے دیکھا کہ ایک آدمی مر گیا ہے جس کی لاش فرش پر پڑی ہے۔ گھر والے اس کے ارد گرد بیٹھے بین کر رہے ہیں۔ اگرچہ تھیوسانگ غائب تھا مگر وہاں اُسے مُردے کی ٹانگ کاٹنی مشکل نظر آرہی تھی۔ اُس نے سوچا کہ جب یہ لوگ مُردے کو جلانے کے لیے شمشان گھاٹ لے جائیں گے تو وہاں اُسے ٹانگ کاٹنے کا موقع ضرور مل جائے گا۔

تھیوسانگ مکان کے باہر ایک طرف بیٹھ گیا۔ جب رات کا وقت ہوا تو لوگ مُردے کو بانس کی کھاٹ پر ڈال کر جلانے کے لیے شمشان کی طرف چل پڑے۔ تھیوسانگ بھی ساتھ ساتھ چل پڑا۔ شمشان گھر بستی کے

قریب ہی ایک تالاب کے کنارے واقع تھا۔ یہاں مُردے کو ایک چبوترے پر رکھ دیا گیا اور اس کے اِردگرد لکڑیاں لگائی جانے لگیں۔

جب لوگ مُردے کے گرد لکڑیاں لگا کر ذرا پرے ہٹ کر بیٹھ گئے تو تھیو سانگ آگے بڑھ کر چبوترے پر چڑھ گیا۔ خنجر اس نے اپنے ہاتھ میں پکڑا ہوا تھا۔ اُس نے آہستہ سے مردے کی ٹانگ کو پکڑا اور گھٹنے کے نیچے سے اس کی ٹانگ کاٹ کر اپنے کپڑوں میں چھپالی۔ پھر شمشان سے بکالی کے محل کی طرف تیز تیز چلنے لگا۔ جب وہ مُردے کی ٹانگ لے کر کالے آسیبی محل میں پہنچا تو بکالی کا بھوک اور کمزوری کے مارے بُرا حال ہو رہا تھا۔ وہ محل کے دروازے پر کھڑی تھیو سانگ کا انتظار کر رہی تھی۔ جونہی بکالی نے اُسے دیکھا تو اس کی طرف بڑھی اور بولی۔

"کیا مُردے کی ٹانگ کاٹ کر لے آئے ہو؟"

تھیو سانگ نے لباس کے اندر سے مُردے کی ٹانگ نکال کر بکالی کو دی۔

بکالی نے اسی وقت منتر پڑھ کر تھیو سانگ پر پھونک کا وہ پھر سے نظر آنے لگا۔ بکالی جلدی جلدی نیچے اپنے

خاص نہ نکلنے میں گئی۔ مُردے کی ٹانگ کو کاٹ کر اس میں سے ہڈی الگ کی اور گودا نکال کر چڑیوں کی طرح منہ چلا چلا کر کھانے لگی۔ مُردے کی ہڈی کا گودا کھانے سے اُس کے جسم میں پھر سے طاقت آ گئی۔ وہ بڑی خوش ہوئی اور پلنگ پر لیٹ کر گہری نیند سو گئی۔

ایک ہفتے تک بکالی کو کچھ کھانے کی ضرورت نہ تھی مُردے کی ہڈی کا گودا کھانے سے اُس کے جسم میں ہفتہ بھر کے لیے طاقت آ گئی تھی۔

تھیو سانگ محل ہی میں رہا۔ وہ اپنی مرضی سے کہیں نہیں جا سکتا تھا۔ بکالی نے اسے محل سے باہر جانے کا حکم نہیں دیا تھا اور وہ بکالی کے حکم کا پابند تھا۔

ساتویں روز صبح بکالی کو پھر بھوک لگی اور جسم میں کمزوری محسوس ہونے لگی۔ اُس کا جسم زندہ رہنے کے لیے ایک بار پھر مُردے کی ٹانگ کی ہڈی مانگ رہا تھا بکالی نے خنجر تھیو سانگ کے ہاتھ میں دیا، منتر پڑھ کر اُسے غائب کیا اور کہا۔

"تھیو سانگ جاؤ اور میرے لیے مُردے کی ٹانگ لاؤ۔"

تھیو سانگ تو بکالی کے حکم کا غلام بن چکا تھا۔ اُس

نے خنجر جیب میں رکھا اور مُردے کی ٹانگ لینے شہر کی
طرف روانہ ہو گیا۔ کچھ آدمی اُسے شمشان کی طرف مُردہ
لیے جاتے مل گئے۔ ٹھیوسانگ ان کے ساتھ ساتھ
چلنے لگا۔ شمشان گھاٹ پہنچنے کے بعد جب لوگوں نے
مردے کو چبوترے پر لٹا دیا اور اُسے جلانے کے لیے
لکڑیاں اکٹھی کرنے لگے تو موقع پا کر ٹھیوسانگ نے
مُردے کی ٹانگ کاٹی اور اُسے لے کر محل کی طرف
چل پڑا۔

ٹھیوسانگ بکالی کے قبضے میں اس کے کالے محل
میں رہ رہا تھا۔ ہر ہفتے اُس کے لیے کسی نہ کسی مُردے
کی ٹانگ کاٹ کر لے آتا اور تخت پر بیٹھ کر سوچتا۔
اب دوسری طرف کیٹی اور دیوسانگ بھی ٹھیوسانگ
اور عنبر ناگ ماریا کی تلاش میں بصرے کی بندرگاہ سے
بادبانی جہاز میں سوار ہو کر ہندوستان کی طرف روانہ
ہو گئیں۔ دونوں جہاز میں سفر کرتیں ایک ہفتے بعد
ہندوستان کی بندرگاہ مکران پہنچ گئیں۔ بندرگاہ پہ اُترتے
ہی کیٹی اور جولی سانگ نے گہرے سانس لیتے کیٹی
سے کہا۔

"جولی سانگ! اس شہر کی فضاؤں میں عنبر ناگ ماریا

اور تھیو سانگ کی خوشبو نہیں ہے"
کیٹی بھی سانس بھر کر بولی۔
"ہاں جولی سانگ! یہاں سوائے ہم دونوں کی خوشبوؤں کے اور کسی کی خوشبو نہیں ہے۔ لیکن ہو سکتا ہے کہ ہندوستان کے کسی دوسرے شہر میں ہمیں اپنے دوستوں کا سراغ مل جائے۔ ہمیں آگے سفر کرنا ہوگا"
یہاں سے کیٹی اور جولی سانگ ایک قافلے کے ساتھ شامل ہو کر ہندوستان کے جنوب کی طرف روانہ ہو گئیں۔ یونہی سفر کرتے کرتے آنتر دہ کو بین کے شہر آگئیں۔ یہ وہ شہر تھا جس کے جنگل والے پرانے مندر سے بنگالی تھیو سانگ کو اپنے قبضے میں کر کے کالی کٹ لے گئی تھی۔ کیٹی اور جولی سانگ وہاں ایک سرائے میں اُتر گئیں اور شہر میں گھوم پھر کر اپنے دوستوں کی تلاش شروع کر دی۔ یہاں بھی ان کے دوستوں میں سے کسی کی خوشبو نہیں تھی۔ ایک روز جولی سانگ اور کیٹی پھرتے پھرتے اس جنگل میں آگئیں جہاں تھیو سانگ پرانے مندر میں گیا تھا۔
کیٹی نے اچانک فضا میں گہرا سانس لیا اور کہا۔
"جولی سانگ! مجھے فضا میں تھیو سانگ کی ہلکی

خوشبو محسوس ہو رہی ہے۔"

جولی سانگ نے جلدی جلدی لمبے سانس لیے اور کہنے لگی۔

"ہاں کیٹی! تم ٹھیک کہتی ہو۔ مجھے بھی ہفتیو سانگ کی خوشبو محسوس ہو رہی ہے مگر یہ خوشبو بڑی مدھم ہے۔" کیٹی نے کہا۔

"مگر یہ خوشبو جدھر سے آ رہی ہے اُدھر چلو۔ ہو سکتا ہے ہمیں ہفتیو سانگ مل جائے۔"

دونوں ہفتیو سانگ کی مدھم خوشبو کے پیچھے پیچھے چلتیں پرانے مندر کے پاس آ گئیں۔ کیٹی نے لمبا سانس لیا اور بولی۔

"ہفتیو سانگ کی خوشبو اس کھنڈر سے آ رہی ہے۔ چلو اس کے اندر چلتی ہیں۔"

دونوں سہیلیاں مندر کے پرانے کھنڈر میں داخل ہو گئیں۔ یہاں ہفتیو سانگ کی خوشبو بہت ہی دھیمی دھیمی آ رہی تھی۔ جولی سانگ نے ڈیوڑھی میں اِدھر اُدھر دیکھا۔ پھر دوسرے دالان میں آ گئیں۔ یہاں چبوترے پر کالے پتھر کا ایک بت رکھا ہوا تھا۔ کیٹی اور جولی سانگ نے اس بت کو غور سے دیکھا۔ یہ کسی

آدمی کی بھدی سی شکل والا بت تھا۔ جولی سانگ کہنے لگی۔

"تھیو سانگ کی ہلکی ہلکی خوشبو آ رہی ہے کیٹی۔ صاف لگتا ہے کہ تھیو سانگ اس جگہ پر کچھ دن پہلے موجود تھا۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ یہاں سے کدھر چلا گیا۔ کیٹی نے مندر سے باہر نکل کر ادھر اُدھر دیکھا۔ جنگل خاموش اور سنسان تھا۔ اس نے ایک طرف منہ کر کے سانس لیا اور بولی۔

"کچھ پتہ نہیں چل رہا کہ یہاں سے خوشبو کدھر گئی۔ کیونکہ تھیو سانگ کی خوشبو صرف اسی جگہ پر ہے۔ اس سے آگے فضا میں خوشبو نہیں ہے۔"

جولی سانگ اور کیٹی دونوں وہاں بیٹھ کر سوچنے لگیں کہ اب انہیں کیا کرنا چاہیے۔ آخر کیٹی نے مشورہ دیا کہ ہمیں یہاں سے آگے کسی دوسرے شہر کی طرف چلنا چاہیے۔ ممکن ہے وہاں ہمیں تھیو سانگ کا کچھ پتہ مل جائے۔ چنانچہ اس تجویز پر عمل کرتے ہوئے دونوں سہیلیاں کوچین کے شہر سے اگلے شہر کی طرف چل پڑیں۔

اس سے اگلا شہر کالی کٹ ہی تھا جہاں تھیو سانگ بکالی کے قبضے میں کالے محل میں رہ رہا تھا۔ مگر یادداشت

کے ساتھ تھیوسانگ کے جسم کی خوشبو بھی ختم ہو گئی تھی۔
کیٹی اور جولی سانگ سفر کرتے کرتے آخر ایک روز دوپہر
کے بعد کالی کٹ کے شہر میں آ گئیں۔ یہاں کی فضا میں بھی
تھیوسانگ کی خوشبو نہیں تھی۔ پھر بھی کیٹی کہنے لگی۔
"ہمیں کچھ روز اس شہر میں ٹھہر جانا چاہیے۔ ہو سکتا
ہے عنبر، ناگ، ماریا اور تھیوسانگ کا کوئی سُراغ مل جائے۔"
یہ ہفتے کا آخری دن تھا اور اس دن تھیوسانگ کو
بکالی کے لیے مُردے کی ٹانگ کاٹنے کے لیے شہر آنا تھا۔
بکالی نے تھیوسانگ کو خنجر دیا، منتر پڑھ کر پھونکا، اُسے
غائب کیا اور کہا۔
"جاؤ، شہر جا کر میرے لیے کسی مُردے کی ٹانگ کاٹ کر
لے آؤ!"
تھیوسانگ نے کہا۔
"میں ابھی لاتا ہوں بکالی!"
یہ کہہ کر تھیوسانگ غیبی حالت میں کالے آسیبی محل
سے شہر کی طرف چل دیا۔ جس وقت تھیوسانگ شہر پہنچا
اس وقت کیٹی اور جولی سانگ بھی اُس کی تلاش میں
شہر کے بازاروں میں گھوم رہی تھیں۔ ایک بازار سے
تھیوسانگ، کیٹی اور جولی سانگ کے بالکل قریب سے

گزر گیا۔ مگر نہ اُس نے کیٹی اور جولی سانگ کو پہچانا اور نہ ہی کیٹی اور جولی سانگ ہی تھیو سانگ کو دیکھ سکیں۔ کیونکہ تھیو سانگ غیبی حالت میں تھا اور پھر اُس کے جسم سے خوشبو بھی نہیں آ رہی تھی۔

تھیو سانگ نے کیٹی اور جولی سانگ کو دیکھا۔ مگر اُس کی تو یادداشت گم ہو چکی تھی۔ وہ دونوں کو نہ پہچان سکا۔

تھیو سانگ کسی مُردے کی تلاش میں تھا۔ کیٹی اور جولی سانگ شہر کے بازاروں میں گھوم پھر کر آخر شہر سے باہر ایک جگہ بیٹھ گئیں۔ وہاں ایک چبوترے پر کچھ لوگ لکڑیاں رکھ رہے تھے۔ جولی سانگ نے ان کی طرف دیکھ کر کہا۔

"لگتا ہے کسی مُردے کو یہاں جلایا جائے گا۔"

کیٹی نے کہا۔

"ہاں! یہ بُت پرست لوگ ہیں اور اپنے مُردوں کو دفن نہیں کرتے بلکہ آگ میں جلاتے ہیں۔"

اتنے میں وہاں کچھ لوگ مُردے کی چارپائی اُٹھائے وہاں آ گئے۔ تھیو سانگ بھی جنازے کے ساتھ تھا مگر اُسے نہ تو کیٹی اور نہ ہی جولی سانگ ہی دیکھ سکتی تھی

کیٹی اور جولی سانگ وہیں بیٹھی مُردے کو لاتے دیکھتی رہیں
لوگوں نے مُردے کو چبوترے پر رکھ دیا اور ذرا پرے بیٹھ
کر اشلوک گانے لگے ہتیو سانگ جلدی سے چبوترے پر
مُردے کے پاس آگیا۔ اُس نے مُردے کی چادر ہٹا کر اس
کی ٹانگ خنجر سے کاٹی اور اسے کپڑوں میں چھپا کر چبوترے
سے اُترا اور کالے محل کی طرف روانہ ہوگیا۔ وہ کیٹی اور
جولی سانگ کے قریب سے گزرا مگر انہیں نہ پہچان سکا۔
اتنے میں وہاں شور مچ گیا کہ کوئی مُردے کی ٹانگ
کاٹ کر لے گیا ہے۔ لوگ چبوترے کی طرف دوڑے۔ مُردے
کے رشتہ دار بھی وہاں موجود تھے۔ اُنھوں نے دیکھا کہ مردے
کی ایک ٹانگ کٹی ہوئی ہے۔ کیٹی اور جولی سانگ بھی
وہاں آگئیں۔ اُنھوں نے بھی مُردے کی ٹانگ کو دیکھا
جو گھٹنے تک کٹی ہوئی تھی۔ ایک پُجاری نے کہا۔
"یہ پاپ ہوا ہے! مُردے کی ٹانگ تازہ تازہ کٹی
ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ کام ہم میں سے کسی نے
ابھی ابھی کیا ہے۔ ہم سب کی تلاشی لی جائے گی۔"
سب لوگوں کی تلاشی لی گئی مگر مُردے کی ٹانگ نہ مل
سکی۔ آخر پُجاری نے کہا۔
"اگر مُردے کی ٹانگ واپس نہ آئی تو مُردے کی رُوح

بے چین رہے گی۔ وہ بھٹکتی پھرے گی۔ اُس کی ٹانگ
تلاش کر کے واپس لانی ضروری ہے۔"
مُردے کے رشتہ داروں نے کہا۔
"ہمیں کیسے پتہ چلے گا کہ اس کی ٹانگ کون لے
گیا ہے؟ مُردہ خود بول کر نہیں بتا سکتا کہ میری ٹانگ
فلاں آدمی کاٹ کر لے گیا ہے۔"
یہ سُن کر کیٹی نے کہا۔
"جولی سانگ! میں مُردے سے پُوچھوں کہ اُس
کی ٹانگ کون لے گیا ہے؟"
جولی سانگ کہنے لگی۔
"ہاں کیٹی! ضرور پُوچھو۔ کم از کم بے چارے مُردے
کی رُوح بھٹکنے پھرنے سے تو بچ جائے گی۔ مُردہ تمہیں
بھی بتا دے گا کہ اس کی ٹانگ کون لے گیا ہے۔ تم ان
لوگوں کو بتا دینا۔ یہ لوگ خود ٹانگ کاٹنے والے کو پکڑ
لیں گے اور ٹانگ واپس لے آئیں گے۔"
کیٹی نے کہا۔
"تو آؤ مُردے کے رشتہ داروں سے بات کرتے ہیں۔"
دونوں سہیلیاں مُردے کے رشتہ داروں کے پاس آ
گئیں۔ بے چارے رشتہ دار پریشان تھے کہ کیا کریں اور

اپنے مردے کی ٹانگ کہاں سے واپس لائیں۔
کیٹی نے ایک بزرگ رشتہ دار سے کہا۔
"اگر آپ لوگ مجھے اجازت دیں تو میں مُردے سے پُوچھ سکتی ہوں کہ کون اس کی ٹانگ کاٹ کر لے گیا ہے۔"
سب لوگ کیٹی کی طرف حیرانی سے تکنے لگے۔ پھر لوگ ہنس پڑے اور ایک بولا۔
"بھلا کوئی شخص مُردے سے بھی بات کر سکتا ہے۔"
بزرگ رشتہ دار نے کیٹی سے پُوچھا۔
"بیٹی! تم مُردے سے کیسے بات کرو گی؟ مُردہ تو کبھی نہیں بولا کرتا۔"
کیٹی نے کہا۔
"مجھے ایک ایسا منتر آتا ہے کہ جس کی مدد سے مُردہ میرے سوال کا جواب دیتا ہے اور مجھ سے بات کرنے لگتا ہے۔"
کسی کو کیٹی کی بات کا یقین نہیں آ رہا تھا۔ مُردے کے بزرگ رشتے دار نے کہا۔
"اچھا بیٹی! اگر تم مُردے سے بات کر سکتی ہو تو اس سے بات کر کے پُوچھو کہ اس کی ٹانگ کون کاٹ کر لے گیا ہے۔"

سب لوگ کیٹی کے چہرے کی طرف دیکھ رہے تھے۔ سب
یہی سمجھ رہے تھے کہ یہ لڑکی مذاق کر رہی ہے۔ کیٹی مُردے
کے سرہانے بیٹھ گئی۔ اُس نے اپنا ہاتھ مردے کے سر پر
رکھ دیا اور جُھک کر آہستہ سے مُردوں کی زبان میں پوچھا۔
"اے مُردے! کیا بتا سکتے ہو کہ تمہاری ٹانگ کون
کاٹ کر لے گیا ہے؟"
مُردے کے ہونٹ کُھل گئے۔ اُس نے آہستہ سے
مُردوں کی آواز میں کہا۔
"ایک اُونچا لمبا آدمی خنجر سے میری ٹانگ کاٹ کر
لے گیا ہے۔ وہ کسی زندہ اِنسان کو نظر نہیں آ سکتا۔ اُسے
صرف مُردہ لوگ ہی دیکھ سکتے ہیں"
کیٹی نے آہستہ سے پُوچھا۔
"وہ کس طرف گیا تھا؟"
مُردے نے کہا۔
"وہ سامنے پہاڑی والے محل کی طرف گیا تھا"
کیٹی نے مُردے کے سر پر دوبارہ ہاتھ رکھا تو مُردے
نے آنکھیں بند کر لیں اور وہ پھر لاش میں تبدیل ہو گیا۔
کیٹی نے مُردے کے بزرگ رشتہ دار سے کہا۔
"مُردے نے مجھے بتایا ہے کہ ایک آدمی اس کی ٹانگ

کاٹ کر پرانے محل کی طرف بھاگ گیا ہے۔"
یہ بات دوسرے لوگوں نے بھی سُنی تو سب کانوں
کو ہاتھ لگانے لگے۔ ایک نے بلند آواز سے کہا۔
"کالے محل کا آسیب آکر ٹانگ لے گیا ہے۔ اُدھر
کون جا سکتا ہے!"
کالے پرانے محل کی طرف بھلا کون جاتا۔ چنانچہ مُردے
کو بغیر ٹانگ کے ہی آگ لگا دی گئی۔ ہر کوئی قلعے کے
آسیب سے خوف زدہ تھا۔ جولی سانگ کچھ سوچ رہی
تھی۔ کیٹی نے پوچھا۔
"تم کیا سوچ رہی ہو جولی!"
جولی سانگ کہنے لگی۔
"مُردے نے کہا تھا کہ ایک اُونچا لمبا آدمی اُس کی ٹانگ
کاٹ کر لے گیا ہے۔ مُردہ جھوٹ نہیں بولتا۔"
کیٹی نے کہا۔
"تو پھر اس میں سوچنے کی کون سی بات ہے؟"
جولی سانگ بولی۔
"میں یہ سوچ رہی ہوں کہ ٹانگ کاٹنے والا نظر
نہیں آرہا تھا۔ ہمیں محل کی طرف چل کر پتہ چلانا چاہیے
کہ یہ پُراسرار نظر نہ آنے والا اونچا لمبا آدمی کون تھا۔

بہت ممکن ہے اس طرح ہمیں عنبر ناگ ماریا کا کوئی سُراغ مل جائے۔"

کیٹی نے لمبا سانس بھرا اور کہنے لگی۔

"ٹھیک ہے! ہم تو اپنے دوستوں کی تلاش میں ہیں۔ چلو، پُرانے محل کی طرف چل کر ہی دیکھ لیتے ہیں۔"

دونوں سمندر کے کنارے کنارے اس پہاڑی کی طرف چل پڑیں جس کے اُوپر کالا پُرانا محل تھا اور جس کے اندر تہ خانے میں تھیوسانگ کو بکانی نے تخت پر سُلا دیا تھا۔ اور خود مُردے کی کٹی ہوئی ٹانگ کا گُودا کھا رہی تھی۔ چلتے چلتے کیٹی نے مایُوسی کے لہجے میں کہا۔

"مجھے تھیوسانگ اور عنبر ناگ ماریا کے ملنے کی اُمید تو نہیں ہے لیکن تمہارے کہنے پر وہاں جیسے چلتے ہیں۔ اتنا ضرور ہے کہ کہیں ہم کسی اور مشکل میں نہ پھنس جائیں۔"

جولی سانگ مُسکرانے لگی۔

"ہماری ساری زندگی خطروں اور مشکلوں کا مقابلہ کرتے گزر گئی ہے۔ اِن خطروں میں کُود کر ہی تو ہم نے ہمیشہ کامیابی حاصل کی ہے۔"

کیٹی بھی اَب مسکراتے ہوئے بولی۔

"یہ تو تم نے بالکل ٹھیک کہا۔"

اِس وقت رات کے اندھیرے کی ہلکی ہلکی سیاہی چاروں طرف پھیل رہی تھی۔ پُرانے محل والی پہاڑی پر بھی کالی کالی دُھند سی چھا رہی تھی۔ پہاڑی پر چڑھنے سے پہلے جولی سانگ اور کیٹی نے گہرے سانس لیے اُنہیں اب بھی عنبر ناگ ماریا میں سے کسی کی بھی خوشبو محسوس نہ ہوئی۔ کیٹی کہنے لگی۔

"اُوپر سے کسی زیست کی خوشبو نہیں آرہی ہے ہاں تمہارے وہم کو دُور کرنے کے لیے اُوپر چلی چلتی ہوں۔" جولی سانگ نے کہا۔

"وہاں کوئی نہیں ہوگا۔ تو ٹھیک ہے ہم وہاں رات گزاریں گی۔ رات گزارنے کے لیے یہ بڑی اچھی جگہ لگتی ہے۔"

پُرانے قلعے کو جو پہاڑی چھوٹا سا راستہ جاتا تھا، وہ ویران تھا اور چونکہ ایک مدت سے اِدھر کوئی نہیں آیا تھا اِس لیے سارے کچے راستے پر گھاس اُگ آئی تھی۔ یہ گھاس کافی اُونچی ہو چکی تھی۔ سیاہ کالے محل تک پہنچتے پہنچتے رات کا اندھیرا پوری طرح چھا گیا۔ کیٹی نے دیکھا کہ محل کا دروازہ شکستہ ہو کر ٹوٹ گیا ہے اور اُس کے اندر

پتھر پڑے ہیں۔

دونوں اس کے اندر آ گئیں۔ بائیں طرف ایک برآمدہ تھا۔ وہ برآمدے میں سے ہوتی ہوئیں ایک کھلے کمرے میں آئیں جہاں گھُپ اندھیرا اور دہشت ناک خاموشی چھائی ہوئی تھی۔

وہ گرد آلود فرش پر چلتیں کمرے کی بارہ دری میں آ گئیں۔ یہاں سے دُور تک سمندر نظر آتا تھا۔ تہ خانے کے نیچے مُردے کی ہڈی کا گُودا کھانے کے بعد بکالی پلنگ پر آرام کرنے لیٹی ہی تھی کہ اچانک اُسے اُوپر کسی کے قدموں کی چاپ سُنائی دی۔ بکالی غور سے چھت کی طرف دیکھنے لگی۔ اوپر محل کے ویران کمرے کے فرش پر دو انسان چل رہے تھے۔

بکالی بڑی حیران ہوئی کہ اِس محل کی طرف تو کبھی کوئی اِنسان نہیں آیا۔ پھر یہ لوگ کہاں سے آ گئے ہیں۔ وہ اُٹھی اور تہ خانے کی تنگ و تاریک سیڑھیاں چڑھتی اوپر والے کمرے میں آ گئی۔ جولی سانگ اور کیٹی کی طرح یہ آسیبی روح بکالی بھی اندھیرے میں دیکھ سکتی تھی۔ بکالی نے دو عورتوں کو بارہ دری میں کھڑے سمندر کی طرف مُنھ کیے باتیں کرتے دیکھا تو جلدی سے پیچھے

ہٹ گئی۔

پیچھے ہٹتے ہی اس نے ایک خفیہ منتر پڑھ کر اپنے جسم پر پھونک ماری اور وہ غائب ہو گئی۔ اب وہ کسی کو نظر نہیں آسکتی تھی۔ وہ غائب ہونے کے بعد چلتی ہوئی کیٹی اور جولی سانگ کے پاس آکر کھڑی ہو گئی اور اُن کی باتیں سُننے لگی۔ کیٹی کہ رہی تھی۔

"جولی! میرا خیال ہے کہ ہمیں رات یہیں اِسی جگہ بسر کرنی چاہیے۔ یہاں بڑی خوش گوار ٹھنڈی ہوا چل رہی ہے۔" جولی سانگ نے کہا۔

"میرا بھی یہی خیال ہے۔ یہاں تو ہمیں کچھ بھی نہیں ملا۔ اَب رات یہیں رہ لیتی ہیں۔ صبح ہو گی تو اُٹھ کر شہر چلی جائیں گی۔ چلو کسی دوسرے کمرے میں سونے کے لیے اچھی سی جگہ ڈھونڈتی ہیں۔"

بکالی سمجھ گئی کہ یہ دونوں پردیسی مسافر عورتیں ہیں اور کالی کٹ کی سیر و تفریح کو آئی ہیں اور پُرانے محل کو تاریخی عمارت سمجھ کر اس کی سیر کر رہی ہیں اور اب رات اسی جگہ بسر کرنا چاہتی ہیں۔

بکالی نے سوچا کہ اگر وہ محل میں رات بسر کرلیتی ہیں تو اِس میں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ اچانک اسے

تھیوسانگ کا خیال آگیا جو نیچے اپنے تہ خانے میں سو
رہا تھا۔ وہ نظر آسکتا تھا۔ بکالی جلدی سے تھیوسانگ
کے تہ خانے میں آئی۔ اُس نے منہ ٹیڑھا کرکے تھیوسانگ
پر پھونک ماری اور وہ غائب ہوگیا۔ وہ نہیں چاہتی
تھی کہ دونوں سیاح عورتیں تھیوسانگ کو دیکھ لیں۔
بکالی وہاں سے اپنے تہ خانے میں آگئی اور پلنگ
پر لیٹ گئی۔ دوسری طرف جولی سانگ اور کیٹی محل کے
کمروں میں چل پھر کر سونے کے لیے کوئی جگہ تلاش کر
رہی تھیں۔ محل کے جس کمرے میں قالین بچھے تھے اور
تخت لگا تھا اس کا بڑا دروازہ بکالی نے بند کر رکھا تھا۔
جولی سانگ نے دروازے کو تھوڑا سا اندر دھکیلتے
ہوئے کیٹی سے کہا۔
"یہ دروازہ اندر سے بند کیوں ہے کیٹی؟"
کیٹی نے بھی دروازے کو ذرا سا دھکیلا۔ پھر کہنے
لگی۔
"دروازہ اندر سے بند ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ
اس کے اندر ضرور کوئی ہے جس نے دروازہ بند کر
رکھا ہے۔"
جولی سانگ بولی۔

"مگر یہ محل تو ویران ہے۔ یہاں کون ہے جس نے اندر سے دروازہ بند کر لیا ہے؟"

کیٹی نے کہا۔

"یہی تو سوچنے کی بات ہے"

جولی سانگ بولی۔

"اب یاد آیا کیٹی! مُردے نے کہا تھا کہ ایک اُونچا لمبا آدمی اس کی ٹانگ کاٹ کر پُرانے محل کی طرف گیا تھا۔ کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ وہ مُردے کی ٹانگ کاٹنے والا آدمی اِس کمرے میں چُھپا ہوا ہو"

کیٹی نے جلدی سے جولی سانگ کے مُنہ پر ہاتھ رکھ کر اُسے چُپ کرا دیا۔ اور سرگوشی میں کہنے لگی۔

"شی! آہستہ بولو! یہ تو مَیں بھی بھُول گئی تھی کہ یہاں مُردے کی ٹانگ کاٹنے والا بھی ہے۔ ضرور اُس نے دروازہ اندر سے بند کیا ہے۔ میرے ساتھ دوسری طرف آؤ"

اور وہ دونوں یعنی جولی سانگ اور کیٹی محل کے کمرے سے نکل کر برآمدے میں آکر اندھیرے میں ایک طرف بیٹھ گئیں۔

○

سانپ نے پھن اُٹھالیا

جولی سانگ نے کہا۔

"کمرے کے اندر جو مُردے کی ٹانگ کاٹنے والا ہے وہ ایک بدکردار آدمی ہے جو لوگوں کے مُردوں کی بے حُرمتی کرتا ہے۔ ہمیں اُسے ضرور سزا دینی چاہیے۔ بلکہ اُسے پکڑ کر قانون کے حوالے کر دینا چاہیے۔"

کیٹی بولی۔

"یہ تو تم ٹھیک کہ رہی ہو۔ کیونکہ اگر ہم نے اسے کھُلا چھوڑ دیا تو آج یہ مُردہ لوگوں کی ٹانگیں کاٹتا ہے تو کل یہ زندہ لوگوں کو مارنا شروع کر دے گا۔ میں دروازہ کھولتی ہوں۔ میرے ساتھ آؤ۔"

کیٹی محل کے بند دروازے کے پاس آگئی۔ جولی سانگ اس کے ساتھ تھی۔ کیٹی اور جولی سانگ دونوں خلائی مخلوق تھیں اور ان میں اتنی طاقت تھی

کہ وہ بڑے سے بڑے پتھر کو اُٹھا سکتی تھیں۔ دروازہ کھولنا ان کے لیے کوئی مشکل کام نہ تھا۔ گیتی نے زور لگایا تو دروازے کی کُنڈی اندر سے تڑاخ کی آواز کے ساتھ ٹوٹ گئی اور دروازہ کھُل گیا۔ یہ آواز نیچے تہ خانے میں بکالی نے سُنی تو ایک دم سے اُٹھ بیٹھی اور زینہ چڑھ کر اُوپر والے کمرے میں آ گئی۔

کیا دیکھتی ہے کہ وہی دو لڑکیاں کمرے میں کھڑی اِدھر اُدھر دیکھ رہی ہیں۔ بکالی اُن کو نظر نہیں آ رہی تھی مگر بکالی انہیں دیکھ رہی تھی۔ جولی نے زمین پر بچھے ہوئے قالین اور تخت کو دیکھ کر کہا۔

"یہاں تو قالین بچھے ہیں۔ تخت بھی لگا ہے۔ لگتا ہے کہ یہاں کوئی رہتا ہے۔"

گیتی نے بھی آس پاس نگاہ ڈالی اور بولی۔

"مگر وہ مُردے کی ٹانگ کاٹنے والا کہاں ہے؟"

یہ سُن کر بکالی چونکی۔ تو کیا ان دونوں لڑکیوں کو پتہ گیا ہے کہ بھیو سانگ مُردے کی ٹانگ کاٹ کر اس محل کی طرف آیا تھا! یہ بڑی خطرناک بات تھی۔ اس کا مطلب تھا کہ بکالی کا راز فاش ہو سکتا تھا اور لوگ اپنے مُردوں پہ پہرہ لگا سکتے تھے اور بکالی کو مجبوراً

یہ محل چھوڑ کر کسی دوسرے شہر جانا پڑتا۔ بکالی نہیں چاہتی تھی کہ وہ اپنا محل چھوڑ کر کسی دوسرے شہر جائے۔ اُس نے اِن دونوں لڑکیوں کو وہیں ہمیشہ کے لیے قید کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ وہ آہستہ آہستہ چلتی جولی سانگ اور کیٹی کے پاس آئی اور منتر پڑھ کر اُن پر پھونک ماری۔

پھونک کا مارنا تھا کہ کیٹی اور جولی سانگ ایک دم سے ننھی ننھی سی بن کر فرش پر گر پڑیں۔ بکالی نے جلدی سے اِن دونوں کو ہاتھوں کی مٹھی میں بند کیا اور تہ خانے کی سیڑھیاں اُتر کر نیچے کالے تہ خانے میں آ گئی۔ یہاں اندھیرے میں چھت کے ساتھ باریک جالی والا چھینکا لٹک رہا تھا۔ یہ چھینکا چاروں طرف سے بند تھا۔ بکالی نے چھینکے کا ڈھکن اٹھا کر جولی اور کیٹی کو اس کے اندر ڈالا اور اُسے بند کر کے اس کے ڈھکنے پر تالا لگا دیا۔

جولی سانگ اور کیٹی بالکل چھوٹی چھوٹی اُنگلیوں جتنی ہو گئی تھیں اور اُن کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ ان پر کس نے یہ جادو کر دیا ہے۔ اتنا ان دونوں کو پتہ چل گیا تھا کہ کسی نے اپنی مٹھی میں انہیں بند کر کے اٹھایا تھا اور اس پنجرے نما چھینکے میں قید کر دیا ہے۔

جولی سانگ اپنی ننھی سی سہیلی کیٹی کو اور کیٹی اُنگلی

جتنے سائز کی جولی کو دیکھ رہی تھی کیٹی نے اپنی باریک آواز میں کہا۔

"جولی سانگ! آخر ہم مشکل میں پھنس گئی ہیں ہمیں اس منحوس محل میں نہیں آنا چاہیے تھا۔"

جولی سانگ کہنے لگی۔

"کیٹی بہن! یہ تو ہمارے ساتھ ہونا ہی آیا ہے ہمیں گھبرانا نہیں چاہیے۔ کیا خبر اس مشکل کے اندر ہمارے لیے کوئی آسانی بن جائے اور ہماری ملاقات عنبر ناگ، ماریا اور تھیوسانگ سے ہو جائے۔"

کیٹی نے ٹھنڈا سانس بھر کر اپنی باریک آواز میں کہا۔

"لیکن ابھی تو ہم مینڈک جتنی ہو گئی ہیں۔ ہائے! یہ کیا ہو گیا ہمارے ساتھ! کبھی تھیوسانگ لوگوں کو انگلی لگا کر اتنا چھوٹا بنا دیا کرتا تھا۔"

جولی سانگ نے کہا۔

"ہمت نہ ہارو کیٹی! ہمیں یہاں سے فرار ہونے کی کوئی ترکیب سوچنی چاہیئے۔"

کیٹی نے چھینکے کی باریک جالی پر انگلی رکھ کر کہا۔

"یہ اتنی باریک جالی ہے کہ اس کے اندر سے صرف ہوا ہی گزر سکتی ہے۔ ہم نہیں گزر سکتیں۔"

جولی سانگ بولی۔

"مگر جس نے ہم پر جادو کیا ہے وہ کون ہے؟ وہ ہمیں نظر نہیں آ رہا تھا۔"

کیٹی نے کہا۔

"ظاہر ہے وہ مردے کی ٹانگ کاٹنے والا ہی ہو سکتا ہے۔ مُردے نے بھی تو کہا تھا کہ ایک اونچا لمبا آدمی جو کسی کو نظر نہیں آتا تھا میری ٹانگ کاٹ کر لے گیا ہے۔ یہ وہی ٹانگ چور ہے۔"

جولی سانگ بولی۔

"لیکن اس نے ہمیں یہاں کس لیے قید کر دیا ہے؟"

کیٹی کہنے لگی۔

"ہو سکتا ہے وہ ہماری بھی ٹانگ کاٹنا چاہتا ہو۔"

جولی سانگ مُسکرائی۔

"اگر وہ ہماری ٹانگ کاٹنا چاہتا ہے تو اس نے ہمیں اتنا چھوٹا کس لیے کیا ہے۔ ضرور اس میں کوئی گہرا راز ہے۔"

ساتھ والے تہ خانے میں تھیوسانگ گہری نیند سو رہا تھا۔ جب صبح ہوئی تو بکاٹی نے منتر پڑھ کر تھیوسانگ کو جگایا اور کہا۔

"پھتیو سانگ! میں دریا پر نہانے جا رہی ہوں۔ تم محل میں ہی رہنا۔ اور ہاں، رات دو چور عورتیں ہمارے محل میں گھس آئی تھیں۔ میں نے انہیں پنجرے میں بند کر کے تہ خانے میں بند کر دیا ہے۔ اُن کا خیال رکھنا کہیں بھاگ نہ جائیں۔"

پھتیو سانگ بولا۔

"کیوں نہ ہم اُن کی بھی ٹانگیں کاٹ ڈالیں۔ انہیں ہمارے محل کا پتہ چل گیا ہے۔"

بکالی نے مسکرا کر کہا۔

"ابھی نہیں۔ میں ان عورتوں کی ٹانگیں اس وقت کاٹوں گی جب شہر میں کوئی مُردہ تمہیں نہیں ملے گا۔ میں نے انہیں اسی لیے قید کر کے رکھ لیا ہے تاکہ وقت پڑنے پر اُن کو استعمال کر سکوں۔"

یہ کہہ کر بکالی کالے محل کے پیچھے تالاب پر نہانے چلی گئی۔ پھتیو سانگ کو شوق پیدا ہوا کہ قیدی عورتوں کو دیکھا جائے۔ وہ اپنے تہ خانے سے نکل کر اس قید خانے میں آ گیا جہاں چھت کے ساتھ لٹکتے ہوئے پنجرے میں کیٹی اور جولی سانگ چھوٹے سائز کی ہو کر قید تھیں۔ کیٹی اور جولی نے مشعل کی روشنی میں پھتیو سانگ کو آتے دیکھا تو خوشی

سے اُچھل پڑیں۔ جولی سانگ نے اپنی باریک آواز میں چلّا کر کہا۔

"ہتیو سانگ بھائی! ہمیں یہاں سے نکالو۔ یہاں کسی پُراسرار بھوت نے ہمیں چھوٹا کر کے اس پنجرے میں بند کر دیا ہے"۔

کیتھی نے بھی خوش ہو کر کہا۔

"ہتیو سانگ! خدا کا شکر ہے کہ تم آ گئے۔ ہمیں یہاں سے نکال کر پھر سے بڑا کر دو"۔

ہتیو سانگ غور سے ان دونوں کو دیکھ رہا تھا۔ کیتھی اور جولی سانگ بڑی حیران تھیں کہ ہتیو سانگ انہیں دیکھ کر ذرا بھی خوش نہیں ہوا بلکہ اُلٹا انہیں غصے سے گھور رہا ہے۔ جولی سانگ نے کہا

"ہتیو سانگ بھائی! کیا بات ہے! تم ہمیں اِس طرح کیوں دیکھ رہے ہو؟"

انہیں کیا معلوم تھا کہ ہتیو سانگ تو اپنی یادداشت بھول چکا ہے اور اُسے کچھ معلوم نہیں کہ وہ کون ہے اور کیتھی اور جولی سانگ کون ہیں۔

ہتیو سانگ آگے بڑھ کر پنجرے کے پاس آ کر بولا۔

"تمہیں اِس محل میں گھسنے کا بہت جلد مزا چکھایا

جائے گا۔ میں خود تمہاری ٹانگیں کاٹوں گا۔"

یہ سن کر جولی سانگ اور کیٹی کے منہ مارے تعجب کے کھلے کے کھلے رہ گئے۔ تھیو سانگ نے جو کچھ کہا تھا اس کا انہیں یقین نہیں آرہا تھا۔ جولی سانگ نے کہا۔

"تھیو سانگ! تمہیں کیا ہوگیا ہے! تم ہمیں پہچانتے کیوں نہیں؟ میں تمہاری بہن جولی سانگ ہوں اور یہ کیٹی ہے۔ ہم تمہاری تلاش میں اس محل میں آئی تھیں کہ ایک پُراسرار بھوت نے تمہیں چھوٹا کر کے یہاں قید کر دیا ہے۔"

تھیو سانگ نے ڈانٹ کر کہا۔

"بکواس بند کر دو! جسے تم پُراسرار بھوت کہہ رہی ہو وہ میری بیوی بیکالی ہے اور میں اس کا غلام تھیو سانگ ہوں۔ اب تم یہاں سے کبھی زندہ باہر نہیں جا سکو گی۔"

جولی سانگ اور کیٹی نے ایک بار پھر ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ کیٹی نے اپنا چھوٹا سا سر ہلا کر کہا۔

"جولی سانگ! تھیو سانگ پر اس عورت نے جس کا یہ نام لے رہا ہے، جادو کر دیا ہے اور اس کی یادداشت بھلا دی ہے۔ اس کا کوئی قصور نہیں ہے۔ یہ ہمیں نہیں پہچان سکے گا۔"

جولی سانگ نے تھیو سانگ کی طرف دیکھا اور کہا۔

"تھیو سانگ! اس جادوگرنی عورت بکالی نے تم پر جادو کیا ہوا ہے۔ تم تھیو سانگ ہو۔ ہمارے بھائی اور ساتھی۔ یاد کرو! خدا کے لیے یاد کرو! تم ہمارے ساتھی ہو۔"

تھیو سانگ نے غصے سے کیٹی اور جولی سانگ کی طرف دیکھا اور کڑک کر بولا۔

"بکالی کے خلاف اب تم نے ایک لفظ بھی بولا تو میں خنجر نکال کر ابھی تم دونوں کی ٹانگیں کاٹ کر رکھ دوں گا۔"

یہ کہا اور تھیو سانگ غصے سے انہیں دیکھتا ہوا باہر نکل گیا۔ اُس کے جانے کے بعد کیٹی نے گہرا سانس بھرا اور بولی۔

"جولی سانگ! اب ہماری یہاں سے باہر نکلنے کی کوئی اُمید نہیں ہے۔ تھیو سانگ ہمیں یہاں سے نجات دلا سکتا تھا مگر وہ خود اس جادوگرنی بکالی کے قبضے میں ہے۔"

جولی سانگ نے کہا۔

"اب معلوم ہوا کہ یہ تھیو سانگ ہی ہے جو بکالی کے حکم پر اس کے طلسم کے اثر میں آکر مُردوں کی ٹانگیں کاٹتا ہے۔ اس نے خود کہا ہے کہ وہ ہماری ٹانگیں کاٹ دے گا۔"

کیٹی کچھ پریشان ہو کر کہنے لگی۔

"ہماری ٹانگیں تو نہیں کٹ سکتیں مگر مجھے تھیو سانگ کی فکر ہے۔ اس کا طلسم کیسے اترے گا۔"

جولی سانگ نے کہا۔

"سب سے پہلے تو بکالی نے جو طلسم ہم پر کیا ہے لُسے دور کرنا ہے۔ اس کے بعد اس پنجرے سے نجات حاصل کرنی ہے اور پھر کسی طرح تھیو سانگ کو بکالی کے جادُو سے نکالنا ہو گا۔"

کیٹی نے کہا۔

"لیکن ہم تو پنجرے میں قید ہیں۔ ہم کیا کر سکتی ہیں!"

جولی سانگ بولی۔

"خدا کوئی نہ کوئی سبب ضرور پیدا کر دے گا۔ اس کی رحمت سے ہمیں کبھی مایوس نہیں ہونا چاہیے۔ تھوڑا انتظار کرو!"

کیٹی کہنے لگی۔

"ایسا نہ ہو کہ ہم انتظار کرتی رہ جائیں اور وقت گزر جائے۔"

جولی سانگ نے کہا۔

"میرا دل کہتا ہے کہ ہم بہت جلد یہاں سے نکل جائیں گی۔ لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس جادوگرنی بکالی نے تھیو سانگ پر کس لیے طلسم کیا ہے۔ اُس نے تھیو سانگ سے شادی کس مطلب کے لیے کی ہے؟"

کیٹی نے کہا۔

"یہ راز تو تھیوسانگ کی یادداشت واپس آنے کے بعد ہی کھل سکتا ہے۔"

کیٹی اور جولی سانگ دیر تک باتیں کرتی رہیں۔ انھوں نے باری باری زور لگا کر پنجرے کو توڑنا چاہا مگر چھوٹی ہو جانے کی وجہ سے ان کی طاقت بھی بہت کم ہو گئی تھی۔ وہ بے بس اور مایوس ہو کر پنجرے میں بیٹھ گئیں۔

اِس حالت میں ایک ہفتہ گزر گیا۔ تھیوسانگ اِس دوران اُن کے پاس آ کر انھیں دیکھ جاتا تھا۔ آخر وہ دن بھی آ گیا جب تھیوسانگ پکانی کے کہنے پر مُردے کی ٹانگ کاٹنے کے لیے شہر کی طرف روانہ ہو گیا۔ اِس روز شہر میں بارش ہو رہی تھی۔ اِتفاق سے اِس روز شہر میں کوئی آدمی نہیں مرا تھا۔ تھیوسانگ نے پھر بھی شہر میں کسی تازہ مُردے کی تلاش جاری رکھی۔

دوسری طرف تیز بارش کی وجہ سے پُرانے محل کی پہاڑی کے ایک غار میں زمین کے نیچے سے ایک نسواری سانپ نکل کر باہر آ گیا کیونکہ زمین کے اندر اس کے بل میں بارش کا پانی چلا گیا تھا۔ جونہی نسواری سانپ زمین سے باہر آیا، اُسے ناگ دیوتا کی بہت ہی ہلکی ہلکی خوشبو محسوس ہوئی۔ یہ وہ خوشبو تھی جو کیٹی اور جولی سانگ کے جسموں سے بہت

ہی دھیمی دھیمی لہروں کی شکل میں نکل رہی تھی۔ چونکہ یہ ناگ دیوتا کی خوشبو تھی' اس لیے نسواری سانپ اسے سلام کرنے کے لیے خوشبو کے پیچھے رینگنے لگا۔

نسواری سانپ رینگتا ہوا پرانے محل کے اندر آگیا۔ اس وقت بکالی کو سخت بھوک لگی تھی اور وہ اپنے کمرے کی چار دیواری میں کھڑی تھیو سانگ کے واپس آنے کا بے چینی سے انتظار کر رہی تھی تاکہ وہ کسی مُردے کی ٹانگ کاٹ کر لاتے اور بکالی اس کی ہڈی کے گودے کو کھا کر اپنی بھوک مٹائے۔

نسواری سانپ کمرے کے باہر والی راہداری سے ہوتا ہوا نیچے تہ خانے کی سیڑھیاں اترنے لگا کیونکہ ناگ دیوتا کی ہلکی خوشبو اس تہ خانے سے آرہی تھی۔ نسواری سانپ تہ خانے میں داخل ہوا تو اس نے دیکھا کہ چھت سے ایک پنجرہ لٹک رہا ہے اور اس میں دو ننھی ننھی انگلی کے برابر سائز کی عورتیں قید ہیں۔ نسواری سانپ کو ناگ دیوتا کی خوشبو ان عورتوں یعنی کیٹی اور جولی سانگ کے بدن سے ہی آرہی تھی۔ نسواری سانپ پنجرے کے نیچے آکر کنڈلی مار کر بیٹھ گیا۔ اب جولی سانگ اور کیٹی نے بھی سانپ کو دیکھ لیا تھا۔ جولی سانگ کہنے لگی۔

"یہ سانپ کہیں ناگ تو نہیں ہے!"

کیٹی بولی۔

"اگر ناگ ہوتا تو ہمیں اس کی خوشبو ضرور آتی۔"

جولی سانگ نے کہا۔

"ہو سکتا ہے تھیو سانگ کی طرح اس پر بھی کسی نے جادو کر دیا ہو اور اس کے جسم سے خوشبو کی لہریں نکلنا بند ہو گئی ہوں۔"

ابھی وہ باتیں کر رہی تھیں کہ نسواری سانپ نے اپنا پھن پھیلایا اور فرش پر سے اوپر اٹھنے لگا۔ پھر اس کا پھن چھت سے لٹکتے ہوئے پنجرے کے بالکل قریب آ گیا۔ جولی سانگ اور کیٹی نے دیکھا کہ نسواری سانپ کا پھن پنجرے کے باہر لہرا رہا ہے۔

جولی سانگ نے کیٹی سے کہا۔

"کیٹی! تم سانپوں کی زبان اچھی طرح سے بول لیتی ہو۔ اس سے پوچھو کہ یہ ناگ ہے!"

کیٹی نے سانپ کی زبان میں نسواری سانپ سے پوچھا۔

"کیا تم ناگ ہو؟"

نسواری سانپ نے ادب سے سر جھکا دیا۔ وہ سمجھ گیا کہ چونکہ یہ لڑکی سانپوں کی زبان میں بات کر رہی ہے، اس

بے یقینی طور پر یہ ناگ دیوتا کی بہن ہو گی کیونکہ ناگ دیوتا
کی خوشبو بھی اس کے جسم سے آ رہی تھی۔ نسواری سانپ
نے ادب سے سر جھکاتے ہوئے کہا۔

"عظیم ناگ دیوتا کی بہن! میں ناگ نہیں بلکہ ناگ
دیوتا کا معمولی خادم ہوں۔ میں تو ناگ دیوتا کی خوشبو پاکر
اسے سجدہ کرنے یہاں آیا تھا۔ ناگ دیوتا کہاں ہیں؟"
کیٹی نے کہا۔

"ہم دونوں ناگ دیوتا کی بہنیں ہیں۔ ہمیں خود ناگ
دیوتا کی تلاش ہے۔ لیکن سب سے پہلے ہمیں یہاں سے
نکالو!"

نسواری سانپ نے پوچھا۔

"تمہیں یہاں کس نے چھوٹا بنا کر قید کیا ہے؟"
کیٹی بولی۔

"یہاں ایک جادوگرنی بکالی رہتی ہے۔ اُس نے
ہمارے بھائی تھیو سانگ پر بھی جادو کر رکھا ہے۔ وہ
ہمیں نہیں پہچانتا جادوگرنی بکالی ہمارا خون کرنا چاہتی
ہے۔"

نسواری سانپ نے کہا۔

"تم ناگ دیوتا کی عظیم بہنیں ہو۔ تمہاری طرف کوئی

بُری نگاہ سے دیکھے تو میں اُس کے جسم کے پُرزے اُڑا دوں
میں ابھی تم دونوں کو اس پنجرے سے آزاد کراتا ہوں۔"
یہ کہہ کر نسواری سانپ دیوار پر رینگتا ہوا چھت پر اس
جگہ پہنچ گیا جہاں رسّی کے ساتھ پنجرہ لٹک رہا تھا
سانپ نے رسّی کی طرف مُنہ کر کے زور سے پھُنکار ماری
پھنکار کی سخت گرمی سے رسّی کو آگ لگ گئی اور پنجرہ نیچے
گر پڑا۔ نیچے گرنے سے پنجرے کا دروازہ کھٹک سے اپنے
آپ کھل گیا۔ کیٹی اور جولی جلدی سے باہر نکل آئیں۔
نسواری سانپ بھی اُن کے قریب آگیا۔ کیٹی نے کہا۔
"سانپ بھائی! ہمیں کسی جگہ چھپا دو۔ اگر بھوسا بَنک
یہاں آگیا تو ہمیں ایک بار پھر قید کر دیا جائے گا اور اگر
بکاں آگئی تو وہ جادوگرنی ہے وہ ہمیں کچھ اور جانور
بنا دے گی۔"
نسواری سانپ کہنے لگا۔
"تم دونوں جلدی سے میرے اُوپر بیٹھ جاؤ اور میری
کمر کو ہاتھوں سے پکڑ لو۔"
کیٹی اور جولی سانپ بالکل ننھے ننھے جگنوؤں ایسی تھیں
وہ فوراً نسواری سانپ کی پیٹھ سے چمٹ گئیں۔ نسواری سانپ
رینگتا ہوا تہ خانے سے باہر نکل گیا اور راہداری سے

جونا جو اپنر نے محل کے باہر آگیا۔
باہر بارش ہو رہی تھی۔ نسواری سانپ بارش میں ہی بچتا بچاتا محل سے پیچھے پہاڑی والے غار کے اندر چلا آیا اور پھر یہاں سے تیچھے اپنے دوسرے سوکھے بل میں گھس گیا۔ یہاں پہنچ کر اس نے کیتی اور جولی سانپ کو اپنے اوپر سے اتار کر خشک جگہ پر بٹھا دیا اور پھر کیتی سے کہا۔
"ناگ دیوتا کی عظیم بہن! تم یہاں آرام سے بیٹھو۔ یہاں وہ جادوگرنی نہیں آسکتی۔"
کیتی کہنے لگی۔
"سانپ بھائی! ہم یہاں کب تک بیٹھی رہیں گی۔ کوئی ایسا کام کرو کہ ہم بڑی ہو جائیں اور ہمارے بھائی عنبر سانگ کا جادو بھی ختم ہو جائے اور اس کی یادداشت واپس آ جائے۔ پھر ہم یہاں سے چلی جائیں گی۔"
نسواری سانپ خاموشی سے سوچنے لگا، پھر بولا۔
"ناگ دیوتا کی عظیم بہن! مجھے غور کرنے کا موقع دو۔ میں کوئی نہ کوئی ترکیب ضرور نکال لوں گا۔ ابھی تم یہاں آرام کرو۔ میں تھوڑی دیر میں آؤں گا۔" یہ کہہ کر نسواری سانپ چلا گیا۔

دُوسری طرف ھتیوسانگ شہر میں بارش میں پھرتا رہا
اسے کوئی مُردہ کہیں نہ ملا جس کی وہ ٹانگ کاٹ کر لاتا۔
پیچھے محل میں بکالی کا مارے بھُوک کے بُرا حال ہو رہا
تھا۔ ۵۰ بے چینی سے محل میں پھر رہی تھی۔ اتنے میں
ھتیوسانگ بھی آ گیا اُس کے ہاتھ میں مُردے کی ٹانگ
نہیں تھی۔ بکالی نے غصّے سے کہا۔

"تم خالی ہاتھ کیوں آ گئے ہو؟"

ھتیوسانگ نے ادب سے کہا۔

"بکالی! آج شہر میں کوئی مُردہ نہیں ہے۔"

بکالی نے پریشان ہو کر کہا۔

"تو میں کیا کھاؤں گی؟ کیا میں مر جاؤں؟ فوراً کوئی
مُردہ پیدا کرو۔"

ھتیوسانگ بولا۔

"کیوں نہ ہم ان دو قیدی عورتوں کی ٹانگیں کاٹ ڈالیں۔
تم ان دونوں کو جادو کے زور سے بڑا کر دو۔ پھر ہم ان
میں سے ایک کو مار ڈالیں گے اور اس کی ایک ٹانگ
کاٹ کر تم کھا کر اپنی بھُوک مٹا لینا۔"

بکالی نے خوش ہو کر کہا۔

"میں تو ان قیدی عورتوں کو بھُول ہی گئی تھی۔ آج

ان قیدی عورتوں میں سے ایک عورت کی ٹانگ کاٹتے ہیں۔
خنجر تمہارے پاس ہے نا ؟"
تھیوسانگ نے جیب سے خنجر نکال کر کہا۔
"ہاں! یہ خنجر میرے پاس موجود ہے۔"
بکالی نے تھیوسانگ کو ساتھ لیا اور اس تہ خانے
کی طرف چلی جہاں اُس نے کیٹی اور جوئی سانگ کو پنجرے
میں بند کر رکھا تھا۔ جونہی وہ تہ خانے میں داخل ہوئے
تو یہ دیکھ کر اُن کے ہاتھوں کے طوطے اُڑ گئے کہ پنجرہ
خالی فرش پر پڑا تھا اور کیٹی اور جوئی سانگ غائب تھیں۔
بکالی نے ایک چیخ ماری اور کہا۔
"یہ قیدی عورتیں کہاں بھاگ گئیں!"
تھیوسانگ بھی پریشان ہو گیا۔ اُس نے خالی پنجرے
کو اُٹھا کر دیکھا۔ پھر بولا۔
"بکالی! وہ پنجرے کو توڑ کر نکل گئی ہیں۔"
بکالی کا غصے کے مارے بُرا حال ہو رہا تھا۔ اُس نے
چیخ کر کہا۔
"تھیوسانگ! ان عورتوں کو تلاش کرو۔ نہیں تو میں
تمہیں قتل کر کے تمہاری ٹانگ کھا جاؤں گی۔"
تھیوسانگ جلدی سے باہر نکلا اور محل میں کیٹی

اور جولی سانگ کو ڈھونڈنے لگا۔ بکالی بھی اس کے ساتھ ساتھ تھی۔ بھوک کی وجہ سے اس پر سخت کمزوری چھانے لگی تھی۔ اپنے کمرے میں آکر وہ تخت پر بیٹھ گئی اور منتر پڑھا مگر بھوک کی وجہ سے بکالی سے منتر بھی پورا نہیں پڑھا گیا تھا۔ دائرے میں شاطو کی شکل تھوڑی دیر کے لیے آکر غائب ہو گئی۔ بکالی نے دوسری بار منتر پڑھا مگر بھوک نے اُس کا دماغ کمزور کر دیا تھا۔ اُسے منتر بھی یاد نہ رہا اور وہ بھول گئی۔ پھر چیخ مار کر بولی۔

" تھیوسانگ! تھیوسانگ! میرے پاس آؤ میں تمہاری ٹانگ کھاؤں گی۔ نہیں تو میں مر جاؤں گی۔"

تھیوسانگ پوری طرح بکالی کے جادو میں جکڑا جا چکا تھا اُس نے بکالی کی آواز سُنی تو بھاگ کر اُس کے پاس آگیا اور ہاتھ باندھ کر بولا۔

"کیا حکم ہے بکالی؟"

بکالی نے غصّے سے کہا۔

" تھیوسانگ! بھوک سے میں مر رہی ہوں۔ اگر میں نے کسی مردے کی ٹانگ نہ کھائی تو میں مر جاؤں گی۔ اس لیے میں تمہیں حکم دیتی ہوں کہ یا ایک منٹ کے اندر اندر کسی زندہ آدمی کو قتل کر کے اس کی ٹانگ لاؤ اور یا خود

اپنی ٹانگ کاٹ کر مجھے دو۔"
ہتیوسانگ نے کہا۔
"بکالی! میں ابھی کسی آدمی کو قتل کر کے اس کی ٹانگ کاٹ کر لاتا ہوں۔ اگر ایک منٹ کے اندر مجھے کوئی زندہ آدمی باہر نہ ملا تو واپس آ کر میں اپنی ٹانگ کاٹ کر تمہیں دے دوں گا۔"
بکالی نے چلا کر کہا۔
"جلدی جاؤ! کسی کو قتل کر کے اس کی ٹانگ لاؤ۔ مُردے کی ٹانگ لاؤ! جلدی کرو! جلدی کرو!"
ہتیوسانگ چھلانگ لگا کر کمرے سے نکل گیا۔ نسوائی سانپ کمرے کے باہر دروازے کے پیچھے بیٹھا یہ ساری باتیں سُن رہا تھا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ ہتیوسانگ کسی بے گناہ بے قصور آدمی کو قتل کرے اور پھر اس کی ٹانگ کاٹ کر مکروہ جادوگرنی بکالی کو لا کر کھلائے۔
چنانچہ وہ بھی ہتیوسانگ کے پیچھے پیچھے رینگتا ہوا چل پڑا۔ باہر بارش ابھی تک ہو رہی تھی اور دن کی روشنی مدھم پڑ گئی تھی۔ ہتیوسانگ دوڑتا ہوا جا رہا تھا۔ پہاڑی کے نیچے جا کر وہ شہر کو جانے والی سڑک پر آ کر رُک گیا کہ اگر کوئی مسافر اُدھر سے گزرتا ہو تو وہ اسے قتل کر کے

اس کی ٹانگ کاٹ کر بکانی کے پاس لے جائے۔ تھیو سانگ نے خنجر نکال کر ہاتھ میں پکڑ لیا تھا۔ نسواری سانپ بھی بارش میں بھیگتا سڑک کے کنارے ایک طرف جھاڑی میں چھپا بیٹھا تھا۔ نسواری سانپ کا خیال تھا بارش میں اس طرف سے کوئی مسافر نہیں گزرے گا اور تھیو سانگ کسی بے قصور انسان کا خون نہیں کرے گا۔ لیکن اتفاق سے ایک آدمی نظر آ گیا

وہ بارش میں بھیگتا گھوڑے پر بیٹھا چارے کا گٹھڑ لادے جا رہا تھا۔ تھیو سانگ خنجر لے کر اُسے قتل کرنے کے لیے تیار ہو گیا۔ نسواری سانپ نے بھی مسافر کو بچانے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ نسواری سانپ نے تیزی سے رینگتے ہوئے مسافر کے گھوڑے کے آگے جا کر پھن اٹھایا اور اتنی زور سے پھنکار ماری کہ گھوڑا ڈر کر بھاگ گیا اور اُلٹا گھوم کر تیزی سے دوڑ پڑا۔ مسافر اس کے ساتھ چمٹ گیا تھا۔

تھیو سانگ نے مسافر کو گھوڑے سمیت واپس دوڑتے دیکھا تو سر پیٹ کر رہ گیا۔ وہ یہی سمجھا کہ مسافر کالے محل کو دیکھ کر ڈر گیا ہے اور واپس بھاگ گیا ہے۔ ایک منٹ سے زیادہ وقت گزر گیا تھا۔ تھیو سانگ کو پھر کوئی مسافر

ادھر نظر نہ آیا تو وہ گھبرا گیا۔ اب اُسے اپنی موت یقینی نظر آ رہی تھی۔ چونکہ اس پر بکالی نے جادو کر رکھا تھا اس لیے وہ بکالی کے لیے اپنی جان قربان کرنے پر تیار ہو گیا۔ اتنے میں محل سے بکالی کی خوف ناک چیخ سُنائی دی :

"مھتیو سانگ ! میں بھوک سے مر جاؤں گی۔ جلدی آؤ۔ مُردے کی ٹانگ لاؤ! مُردے کی ٹانگ لاؤ!"

ھتیو سانگ جادو کے اثر سے تیزی سے واپس گھوما اور چلّا کر بولا۔

"میں آ رہا ہوں میری مالک بکالی ! میں آ رہا ہوں!"

نسواری سانپ بھی ھتیو سانگ کے ساتھ محل کی طرف دوڑا۔ اُسے معلوم تھا کہ ھتیو سانگ ناگ دیوتا کا ساتھی ہے اور اُس پر بکالی نے جادو کر رکھا ہے اور اُسے بکالی کی موت سے بچانا چاہیے۔

سانپ پیچھے پیچھے تھا، ھتیو سانگ آگے آگے دوڑ رہا تھا۔ محل میں جاتے ہی اُس نے خنجر بکالی کے آگے رکھ دیا اور گردن جھکا کر بولا۔

"بکالی ! میری مالکہ ! مجھے کوئی آدمی نہیں ملا۔ اب

تُو مجھے اِس خنجر سے ہلاک کر دے اور میری ٹانگ کاٹ کر اپنی بھوک مٹا لے!"

"بکالی نے خنجر اُٹھا لیا اور تھیوسانگ کی طرف بڑھی۔"

○

وہ بوتل میں بند ہو گئی

نسواری سانپ تڑپ کر بنگالی کے پیچھے آ گیا۔
سانپ ناگ دیوتا کے بھائی اور دوست بھیو سانگ کو قتل ہوتے کیسے دیکھ سکتا تھا۔ اگرچہ بھیو سانگ خلائی انسان تھا مگر بنگالی نے اُس پر جادو کر رکھا تھا۔ کچھ پتہ نہیں تھا کہ اس جادو کی وجہ سے بھیو سانگ ہلاک ہو جاتا کیونکہ بھیو سانگ کی طاقت ختم ہو چکی تھی۔

جونہی بنگالی نے خنجر اُٹھا کر بھیو سانگ کی گردن پر مارنا چاہا۔ نسواری سانپ نے پیچھے سے اس کی پنڈلی پر ڈس دیا۔ اگر بنگالی مُردے کی ٹانگ نہ ملنے کی وجہ سے کمزور نہ ہو گئی ہوتی تو سانپ کے زہر کا اس پر کوئی اثر نہ ہوتا۔ لیکن وہ بے حد کمزور ہو چکی تھی اور اُسے اب اپنے جادو کے منتر بھی یاد نہیں تھے۔ چنانچہ جب نسواری سانپ نے اُسے ڈسا تو وہ وہیں جم گئی۔ خنجر اس کے ہاتھ سے چھوٹ گیا اور پھر وہ

دھڑام سے فرش پر گر پڑی۔

تھیوسانگ نے جب بکالی کو گرتے دیکھا تو گردن اُٹھا کر دیکھا۔ ایک نسواری سانپ رینگتا ہوا باہر نکل گیا۔ تھیوسانگ سمجھ گیا کہ بکالی کو سانپ نے کاٹ لیا ہے۔ وہ سانپ کو مارنے کے لیے اس کے پیچھے دوڑا مگر سانپ پرانے محل کی بھول بھلیوں میں گم ہو گیا تھا۔

تھیوسانگ جلدی سے بکالی کے پاس واپس آگیا۔ بکالی کا سارا جسم سانپ کے زہر کی وجہ سے سیاہ پڑ گیا تھا۔ بکالی مر رہی تھی۔ اُسے اپنا ایک بھی طلسمی منتر یاد نہیں آ رہا تھا۔ تھیوسانگ نے بکالی کو بچانے کی بہت کوشش کی مگر بکالی نے آنکھیں بند کر لیں اور پھر اس کی آنکھیں پھٹ گئیں اور سارے جسم سے خون زہر بن کر بہنے لگا۔

تھیوسانگ جلدی سے پرے ہٹ گیا۔ چونکہ اس پر ابھی تک بکالی کے جادو کا اثر تھا اس لیے وہ اپنے آپ کو بکالی کا خاوند اور غلام ہی سمجھ رہا تھا۔ تھیوسانگ اُداس ہو کر بیٹھ گیا اور بکالی کی لاش کو تکنے لگا۔ بکالی کی لاش زہریلا پانی بن چکی تھی۔

سانپ فوراً اپنے بل میں کیٹی اور جولی سانگ کے پاس پہنچا، اور انہیں سارا واقعہ سُنایا۔ کیٹی نے کہا۔

"تم نے اچھا کیا جو بکالی جادوگرنی کو ہلاک کر ڈالا۔ مگر اس کے ہلاک ہو جانے سے تھیو سانگ پر جادو ختم ہو جانا چاہیے تھا۔"

نسواری سانپ نے کہا۔

"تھیو سانگ پر جادو کا اثر ختم نہیں ہوا تھا کیونکہ وہ تو مجھے مارنے کے لیے میرے پیچھے دوڑا تھا"

کیٹی نے یہ بات جولی سانگ کو بتائی تو وہ کہنے لگی۔

"نسواری سانپ ٹھیک کہہ رہا ہے۔ تھیو سانگ پر جادو کا اثر ختم نہیں ہوا اور یہ بڑی بری بات ہوئی ہے۔ اب ہم بھی اسی حالت میں رہیں گی۔"

کیٹی نے سانپ کی طرف متوجہ ہو کر کہا۔

"اب تھیو سانگ کہاں ہو گا؟"

نسواری سانپ بولا۔

"وہیں محل میں بکالی کی لاش کے پاس ہی ہو گا۔ میں تو وہاں سے بھاگ آیا تھا۔"

کیٹی نے جولی سانگ سے کہا۔

"جولی سانگ تم اسی جگہ بیٹھو۔ میں سانپ کے ساتھ محل میں جا کر تھیو سانگ کو دیکھتی ہوں۔ ہو سکتا ہے کہ کچھ دیر بعد اس پر جادو کا اثر ختم ہو جائے اور وہ اپنی

اصلی حالت پر واپس آ جائے۔"
جولی سانگ اُسے روکنا چاہتی تھی مگر کیٹی سانپ کے ساتھ چلی گئی۔
وہ سانپ کی پیٹھ پر چمٹی بارش میں بھیگتی محل کے اندر پہنچ گئی۔ سانپ بڑی احتیاط سے چاروں طرف دیکھتا رینگ رہا تھا کہ کہیں تھیو سانگ کسی طرف سے اچانک نکل کر اُس پر حملہ نہ کر دے۔
نسواری سانپ کیٹی کو محل کے اُس کمرے میں لے آیا جہاں بکالی کی لاش سیاہ رنگ کے لوتھڑے کی شکل میں پڑی تھی۔ سانپ نے آہستہ سے کیٹی کو نیچے اُتار دیا اور سرگوشی میں کہا۔
"یہاں تھیو سانگ کہیں نظر نہیں آتا۔"
کیٹی نے چاروں طرف دیکھا۔ پھر بولی۔
"تھیو سانگ نیچے تہ خانے میں ہو گا۔ چلو وہاں چلتے ہیں۔"
نسواری سانپ نے کیٹی کو پھر اپنے اُوپر بٹھایا اور سیڑھیوں سے رینگتا ہوا نیچے تہ خانے میں آ گیا۔ یہاں بھی تھیو سانگ نہیں تھا۔ خالی پنجرہ اُسی طرح فرش پر اوندھا پڑا تھا۔ سانپ نے پوچھا۔

"تھیو سانگ یہاں بھی نہیں ہے۔"
کیٹی بولی۔

"دوسرے ساتھ والے تہ خانے میں چلو۔ ہو سکتا ہے تھیوسانگ وہاں بیٹھا ہو"

سانپ اور کیٹی ساتھ والے تہ خانے میں آ گئے۔ یہاں اُنھوں نے دیکھا کہ فرش پر درمیان میں ایک خالی مٹی کا پیالہ پڑا ہے اور اِس میں سے آہستہ آہستہ دُھواں نکل رہا ہے۔ کیٹی نے سانپ سے کہا۔

"اِس پیالے کے پاس چلو۔ میں دیکھنا چاہتی ہوں کہ اس کے اندر کیا ہے۔"

نسواری سانپ آگے جانے سے کچھ کترا رہا تھا مگر کیٹی کے مجبور کرنے پر وہ مٹی کے پیالے کی طرف بڑھا جُونہی وہ مٹی کے پیالے کے پاس پہنچے، دونوں کو ایک زبردست جھٹکا لگا۔ کیٹی سانپ کے اوپر سے اُچھل کر پیچھے جا گری سانپ بھی اُلٹ ہو گیا تھا۔ اس کے ساتھ ہی ایک مکروہ اور بھیانک قہقہہ سُنائی دیا اور بکالی کا پہلا مالک بدصورت شاطو اپنے نوکیلے دانت اور لمبے بالوں کے ساتھ نمودار ہوا اور چیخ کر بولا۔

"تم نے میری بکالی کا خون کیا ہے۔ میں تمھیں زندہ

نہیں چھوڑوں گا۔"

اس سے پہلے کہ سانپ بھاگتا، شاطو نے سانپ کو پکڑ لیا۔ سانپ نے شاطو کو ڈس لیا مگر شاطو پر اس کے زہر کا کوئی اثر نہ ہوا۔ شاطو نے سانپ کو دانتوں میں لے کر اس کے چھ سات ٹکڑے کر کے پھینک دیا۔ کیٹی ڈر کر باہر کو بھاگی۔ شاطو نے اس کی طرف لمبی ہاتھ بڑھایا اور چلا کر بولا۔

"تو اب بھاگ کر کہیں نہیں جا سکتی۔"

اور شاطو نے کیٹی کو دروازے کی دہلیز پر ہی پکڑ لیا اور اپنی مٹھی میں بند کر کے اسے اپنی خوفناک آنکھوں کے سامنے لا کر بولا۔

"میں تجھے زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ میں جانتا ہوں تمہیں بنگالی نے اپنے طلسم کے زور سے اتنا چھوٹا کیا ہو گا۔ اب تو میرے پاس رہے گی۔ میری داسی، میری کنیز اور میری لونڈی بن کر رہے گی!"

یہ کہہ کر شاطو نے قہقہہ لگایا اور کیٹی کے ساتھ ہی غائب ہو گیا۔ اس کے غائب ہوتے ہی مٹی کے پیالے سے نکلتا ہوا دھواں بھی رک گیا۔ وہاں گہری موت ایسی خاموشی چھا گئی۔ پیالے کے پاس نسواری سانپ کے ٹکڑے پڑے تھے۔

محل سے دُور جولی سانگ نسواری سانپ کے بل میں بیٹھی سانپ اور کیٹی کے آنے کا انتظار کر رہی تھی۔ جب کافی دیر ہو گئی اور سانپ اور کیٹی میں سے کوئی بھی واپس نہ آیا تو جولی سانگ کو فکر ہوئی۔ وہ بل سے باہر نکلی اور کیٹی کی خبر لینے محل کی طرف چل پڑی۔

اس وقت رات کا اندھیرا چاروں طرف پھیل گیا تھا اور ہلکی ہلکی بارش ہو رہی تھی۔ جولی سانگ چونکہ بہت چھوٹی سی تھی اس لیے اُسے محل تک پہنچتے پہنچتے ایک گھنٹہ لگ گیا۔

محل پر ویرانی تھی، خاموشی تھی۔ کہیں کوئی آواز نہیں تھی۔ جولی سانگ آہستہ آہستہ چلتی ہوئی جب محل کے تہ خانے میں گئی تو یہ دیکھ کر پریشان ہو گئی کہ وہاں پر نسواری سانپ کے ٹکڑے پڑے تھے۔ سانپ کے مرنے کا جولی سانگ کو بہت صدمہ ہوا اُس کے اُوپر کیٹی سوار تھی۔ جولی سانگ سوچنے لگی کہ کیٹی ضرور یہیں کہیں چھپی ہو گی۔ اس نے لمبے لمبے تین چار سانس لیے لیکن وہاں کیٹی کی خوشبو نہیں آ رہی تھی۔ جولی سانگ اداس ہو کر وہیں بیٹھ گئی۔ وہ سمجھ گئی کہ سانپ کو تھیو سانگ نے ہلاک کیا ہے اور کیٹی کو اُس نے دوبارہ قید کر لیا ہے۔

جولی سانگ وہاں سے نکل کر کیٹی کو تلاش کرتی اس کمرے میں آگئی جہاں بکالی کی لاش پڑی تھی۔ بکالی کی لاش پر چیونٹیاں رینگ رہی تھیں۔ مگر جولی سانگ نے اُسے پہچان لیا۔ معمّہ اور اُلجھ گیا تھا۔ بکالی کو کس نے قتل کیا تھا؟ جولی سانگ کی سمجھ میں کچھ نہیں آرہا تھا کہ ماجرا کیا ہے! اُس نے اپنی باریک آواز میں کیٹی کو آوازیں دیں۔ مگر جب کیٹی کی خوشبو ہی وہاں نہ تھی تو پھر اس کی باریک آواز کا کون جواب دیتا۔

مگر جولی سانگ کی باریک آواز تھیو سانگ نے سُن لی تھی جو ساتھ والے کمرے میں تخت پر بکالی کی یاد میں اُداس بیٹھا تھا۔ جونہی اُس کے کان میں جولی سانگ کی آواز پہنچی وہ اُٹھ کر دوسرے کمرے میں آگیا۔ لیکن اتنی دیر میں جولی سانگ وہاں سے نکل کر نیچے جا چکی تھی تھیو سانگ نے جولی سانگ کو اِدھر اُدھر ڈھونڈا اور یہ سوچ کر محل کی چھت پر آگیا کہ شاید وہ اوپر گئی ہو۔

یوں جولی سانگ کو محل سے دُور چلے جانے کا موقع مل گیا۔ وہ جانتی تھی کہ تھیو سانگ محل کے اندر ہی ہے اور اس کی یادداشت گُم ہو چکی ہے۔ اس لیے وہ اُسے ضرور نقصان پہنچائے گا۔ اسی لیے جولی سانگ محل سے

زیادہ سے زیادہ دُور ہونا چاہتی تھی۔

وہ چھوٹی سی چُوہیا بِلتی ہو گئی تھی اور تیز تیز محل کی پہاڑی سے نیچے اُترتی چلی جا رہی تھی۔ رات کے اندھیرے نے اُسے اپنی سیاہ چادر میں چھپا لیا تھا۔ جولی سانگ جلدی سے جلدی کسی محفوظ جگہ پہنچ جانا چاہتی تھی۔ محفوظ جگہ پہاڑی کے غار والا نسواری سانپ کا بل ہی تھا۔

جولی سانگ کسی نہ کسی طرح نسواری سانپ کے بل میں پہنچ گئی اور وہاں چُھپ کر بیٹھ گئی۔ اس نے سوچنا شروع کر دیا کہ ھتیو سانگ کی یادداشت گم ہو چکی ہے اور کیمٹی خدا جانے کہاں چلی گئی ہے! یوں وہ اکیلی رہ گئی ہے۔ اب وہ کیا کرے اور کہاں جائے! عنبر ناگ ماریا پہلے ہی اس سے جدا ہو گئے تھے۔

جولی سانگ کو اکیلی رہ جانے کا سخت افسوس ہوا مگر اُس نے اپنا حوصلہ بلند رکھا۔ ہزاروں سال کے اس تاریخی سفر میں ایسا موقع کئی بار آیا تھا کہ وہ اکیلی ہو گئی تھی۔ اس لیے جولی سانگ کو اُمید تھی کہ اگر اُس نے حوصلہ نہ ہارا اور ہمت سے کام لیا تو وہ ایک نہ ایک دن عنبر ناگ ماریا، ھتیو سانگ اور کیمٹی سے ضرور مل جائے گی۔

باقی ساری رات جولی سانگ نے نسواری سانپ کے
بل میں کاٹ دی۔ جب بل میں ہلکی سی روشنی ہوئی تو
جولی سانگ سمجھ گئی کہ باہر دن نکل آیا ہے۔ دن کی
روشنی میں جولی سانگ باہر نکلنے کا خطرہ مول نہیں لے
سکتی تھی۔ دن کی روشنی میں لوگ اتنی چھوٹی سی لڑکی کو
دیکھ کر نہ جانے اس سے کیا سلوک کریں۔ بچے تو اسے
اینٹیں مارنے لگیں گے۔ اس لیے جولی سانگ نے سارا
دن سانپ کے بل میں ہی گزار دیا۔

جب دن ڈھل گیا اور باہر چاروں طرف رات کی
تاریکی چھا گئی تو جولی سانگ بل میں سے باہر نکل آئی۔
باہر ہر طرف موت کا سناٹا تھا۔ جولی سانگ نے سوچا
کہ اسے کس طرف جانا چاہیے! کالی کٹ کا شہر کچھ فاصلے
پر اس کے سامنے تھا۔ وہاں وہ کیٹی کے ساتھ ایک
سرائے میں اُتری تھی اس طرف جانا اپنے آپ کو
مصیبت میں پھنسانا تھا۔ شہر کے لوگ تو ننھی سی جولی
سانگ کو دیکھ کر اس کے پیچھے پڑ جائیں گے۔

جولی سانگ نے یہی فیصلہ کیا کہ اسے سمندر کے
ساتھ ساتھ چلتے ہوئے شہر سے دور کسی ویران جنگل کی
طرف نکل جانا چاہیے۔ جولی سانگ پہاڑی غار سے نکلی

اور سمندر کے کنارے کنارے ریت پر ایک طرف چلنے لگی۔ چونکہ وہ چھوٹی سی تھی اس لیے اس کی رفتار اتنی تیز نہ تھی۔ کھانے پینے اور تھکنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔

وہ چلتی گئی۔ اب وہ سمندر سے ہٹ کر ایک جنگل میں چلی جا رہی تھی۔ آدھی رات بھی گزر گئی۔ پھر رات کا پچھلا پہر آگیا۔ جولی سانگ نے دیکھا کہ اس کے سامنے ایک چھوٹا سا احاطہ ہے جس کی دیوار کے اوپر ناریل کے درخت باہر نکلے ہوئے ہیں۔

جولی سانگ تھکی تو نہیں تھی مگر چلتے چلتے تنگ آگئی تھی۔ اس نے سوچا کہ اس چاردیواری کے اندر ضرور کوئی باغ ہوگا۔ اس باغ میں چل کر آرام کرنا چاہیے اور کوئی ایسی جگہ تلاش کرنی چاہیے جہاں وہ دن گزار سکے کیونکہ دن کی روشنی میں وہ لوگوں کے سامنے نکلنا نہیں چاہتی تھی۔

جولی سانگ دیوار کے ساتھ ساتھ چلتی اُس کے پرانے سے دروازے پر آگئی۔ یہاں سے راستہ اندر جاتا تھا۔ وہ دروازے کی دہلیز کے اُوپر سے ہو کر اندر چلی گئی۔ اندر جاتے ہی اس نے دیکھا کہ یہ کوئی باغ

نہیں ہے بلکہ ایک قبرستان ہے۔ جہاں پچھلی رات کے اندھیرے میں قبروں کے دھندلے کتبے نظر آ رہے تھے۔

جولی سانگ کو خیال آیا کہ یہ جگہ بڑی اچھی ہے اور چونکہ یہ قبرستان ہے، اس لیے یہاں دن کے وقت بھی کوئی نہیں آئے گا۔

جولی سانگ قبروں کے درمیان سے گزرتی دن بسر کرنے کے لیے کوئی محفوظ جگہ تلاش کر رہی تھی کہ اسے پیچھے سے لوگوں کی کھسر پھسر اور قدموں کی آواز سنائی دی۔ جولی سانگ جلدی سے ایک طرف ہٹ گئی اور پیچھے دیکھا۔ قبرستان میں تین آدمی ہاتھوں میں کلہاڑے لیے آ رہے تھے۔ ایک کہہ رہا تھا۔

"اس قبرستان میں درخت نہیں ہیں۔ چلو دوسری طرف چلیں۔ اُدھر شاید درخت مل جائیں۔"

اور وہ تینوں جولی سانگ کے قریب سے ہوتے ہوئے دوسری طرف کو نکل گئے۔ اب دن بھی نکلنے والا تھا۔ جولی سانگ قبرستان میں ذرا آگے گئی تو سامنے سے ایک جنازہ قبرستان میں داخل ہو رہا تھا۔ جولی سانگ گھبرا گئی کہ کہیں لوگ اسے پکڑ نہ لیں۔ وہ وہاں رُک گئی۔ اتنے میں اُسے غرانے کی آواز سنائی دی۔ ایک

سُرخ آنکھوں والی بلّی اُسے کوئی چوُہیا سمجھ کر اس کی طرف لپکی۔ قریب ہی ایک قبر کا سوراخ تھا۔ جولی سانگ کو اور کوئی جگہ نظر نہ آئی تو وہ قبر کے سوراخ میں گھُس گئی۔ اگر وہ سوراخ میں نہ گھستی تو خونخوار بلّی ضرور اُسے ہڑپ کر جاتی۔

قبر میں گرتے ہی جولی سانگ نے خدا کا شکر ادا کیا کہ اُس کی جان بچ گئی۔ قبر کے باہر بلّی کے غرانے اور پنجے مارنے کی آواز کچھ دیر تک آتی رہی۔ پھر بلّی چلی گئی۔ جولی سانگ نے غور سے قبر میں دیکھا۔ قبر میں گھُپ اندھیرا تھا مگر جولی سانگ اس اندھیرے میں بھی دیکھ سکتی تھی۔

اُس نے دیکھا کہ وہ ایک کفن پوش لاش کے پاس بیٹھی ہے۔ لاش سر سے پاؤں تک کفن میں ڈھکی ہوئی ہے۔ جولی سانگ کو اب یاد آیا کہ وہ کسی بھی لاش سے بات کر سکتی ہے۔ وہ سوچنے لگی کہ مرنے کے بعد مُردے کو بہت سی پُراسرار اور خفیہ باتوں کا علم ہو جاتا ہے۔ ہو سکتا ہے یہ مُردہ بھی مجھے کوئی ایسا طریقہ بتا دے جس سے میں پھر سے بڑی ہو جاؤں اور مجھے کیٹی کے بارے میں بھی پتہ چل جائے کہ وہ کہاں ہے اور

تھیو سانگ کی یادداشت کیسے واپس آسکتی ہے۔

یہ سوچ کر جولی سانگ لاش کے بازو پر سے گزر کر اس کے سرہانے گردن کے پاس آگئی پھر آہستہ سے لاش کے مُنہ پر سے کفن ہٹا دیا۔ وہ لاش کا چہرہ دیکھ کر کچھ گھبرا سی گئی۔ یہ بڑی بڑی مونچھوں والے کسی قاتل یا ڈاکو کی لاش لگتی تھی۔ لاش بے حس و حرکت پڑی تھی۔ جولی سانگ نے کفن کو سینے پر سے ہٹایا تو اس کے سینے میں ایک خنجر دستے تک گیا ہوا تھا۔ اسے کسی نے خنجر گھونپ کر ہلاک کیا تھا۔ ضرور یہ کوئی ڈاکو وغیرہ ہوگا جسے اس کے دشمن نے خنجر گھونپ کر ہلاک کر دیا اور پھر خنجر سمیت ہی قبر میں دفن کر دیا۔

جولی سوچنے لگی کہ اس لاش سے بات کرے یا نہ کرے اُس نے سوچا کہ آدمی مرنے کے بعد ڈاکو یا قاتل نہیں رہتا۔ وہ تو مُردہ ہو جاتا ہے اور کسی کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ اس لیے اس مُردے سے بات کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

جولی سانگ نے مُردے کے سر پر ہاتھ رکھا۔ دل میں منتر پڑھا اور لاش کی طرف دیکھ کر باریک آواز میں کہا۔
"اے لاش! مجھ سے بات کر اور مجھے بتا کہ میرے

دوست کہاں ہیں؟"

اس کے منتر کی وجہ سے لاش میں حرکت ہوئی۔ لاش نے آنکھیں کھول دیں اور اٹھ کر بیٹھ گئی۔ اس سے پہلے کوئی لاش اس طرح اٹھ کر نہیں بیٹھی تھی۔ لاش نے حیرانی سے اِدھر اُدھر دیکھا۔ کیونکہ جولی سانگ بہت چھوٹی تھی، اس لیے وہ لاش کو نظر نہیں آرہی تھی۔ لاش نے پوچھا۔

"مجھ سے کس نے بات کی تھی؟"

جولی سانگ اچھل کر اس کے سامنے آگئی اور پھر باریک آواز میں بولی۔

"میں نے تم کو موت کی نیند سے بیدار کیا ہے۔ میرا نام جولی ہے اور میں تم سے صرف یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیا تمہاری نگاہ میں کوئی ایسا طریقہ ہے کہ میں پھر سے بڑی ہو جاؤں؟"

مونچھوں والی ڈراؤنی لاش کی آنکھوں میں چمک آگئی۔ اس نے جولی سانگ کو اٹھا کر اپنی ہتھیلی پر رکھ لیا اور کہا۔

"مگر جولی! تم اتنی چھوٹی کیسے ہو گئی ہو؟"

جولی سانگ نے کہا۔

"یہ ایک لمبی کہانی ہے۔ تم یہی سمجھ لو کہ مجھے کسی

نے جادُو کے زور سے اِتنا چھوٹا بنا دیا ہے۔ میں نے تمہیں
اِس لیے جگایا ہے کہ مجھے کوئی ایسی ترکیب بتاؤ جس
کی مدد سے میں پھر سے بڑی ہو جاؤں"۔
ڈراؤنی لاش نے کہا۔
"جُولی! تم دیکھ رہی ہو کہ میرے سینے میں خنجر ابھی
تک پیوست ہے"۔
جولی نے کہا۔
"ہاں! مَیں دیکھ رہی ہوں۔ کیا تمہیں کسی نے قتل
کر دیا تھا؟"
ڈراؤنی لاش نے کہا۔
"ہاں! مجھے میرے دشمن نے قتل کیا ہے اور میں
اس سے اِنتقام لینا چاہتا ہوں۔ اگر تم نے میری مدد کی
تو میں تمہیں وہ ترکیب بھی بتا سکتا ہوں جس پر عمل کر کے
تم پھر سے بڑی ہو جاؤ گی"۔
جولی ماننگ نے جلدی سے پوچھا۔
"وہ ترکیب کیا ہے؟ مجھے بتاؤ! کیا میں اپنے دوستوں
سے بھی مل سکوں گی؟"
لاش بولی۔
"کیوں نہیں! تم بڑی بھی ہو جاؤ گی اور اپنے دوستوں

سے بھی مل سکوگی۔ میں مُردہ ہوں اور مجھے زمین کے سارے
راز معلوم ہیں۔"
جولی نے کہا۔
"تو مجھے بتاؤ میں تمہاری کیا مدد کرسکتی ہوں؟"
لاش نے کہا۔
"آج رات تمہیں میرے ساتھ ایک قلعے میں چلنا
ہوگا۔ قلعے کے اندر ایک شاہ نشین بند ہے۔ اس کے
دروازے پر ہر وقت ننگی تلواروں والے سپاہیوں کا پہرہ
لگا رہتا ہے۔ تم اتنی چھوٹی ہو کہ قلعے کے پرنالے میں
سے شاہ نشین کے بند کمرے میں داخل ہو سکتی ہو۔"
جولی نے کہا۔
"میں اس بند کمرے میں جا کر کیا کروں گی؟"
لاش بولی۔
"یہ میں تمہیں قلعے کے نیچے چل کر بتاؤں گا۔"
جولی نے پوچھا۔
"کیا تم وعدہ کرتے ہو کہ اگر میں نے تمہاری شرط
پوری کردی تو تم مجھے پھر سے بڑا کردو گے؟"
لاش نے ہنس کر کہا۔
"کیوں نہیں! کیا تمہیں معلوم نہیں کہ مُردے کبھی جھوٹ

نہیں بولتے اور وہ اپنا وعدہ پُورا کرتے ہیں"
جولی نے کہا۔
"ہاں! یہ تو مجھے معلوم ہے"
لاش کہنے لگی۔
"تو پھر رات کا اندھیرا ہو جانے دو۔ تمہیں میرے ساتھ قلعے کی طرف چلنا ہوگی"
جولی سانگ نے کہا۔
"کیا تم قبر سے باہر نکل کر چل سکو گے؟"
لاش نے کہا۔
"کیوں نہیں! تمہاری آواز اور تمہارے منتر کی وجہ سے میں اگر زندہ ہو گیا ہوں تو چل بھی سکتا ہوں"
جولی کہنے لگی۔
"لیکن اس سے پہلے تو میں نے جس مُردے سے بھی بات کی، وہ میری بات کا جواب دینے کے بعد پھر مر گیا۔ مگر تم ابھی تک زندہ ہو!"
لاش نے کہا۔
"یہ ایک گہرا راز ہے جو میں تمہیں نہیں بتا سکتا۔ بہر حال اگر تم نے میرا کام کر دیا تو میں نہ صرف یہ کہ تمہیں بڑا کر دوں گا بلکہ تمہارے دوستوں سے بھی ملا دوں گا"

جولی سانگ نے لاش کو ایک دفعہ پھر یقین دلایا کہ وہ اس کا کام ضرور کرے گی۔ سارا دن جولی سانگ نے لاش کے پاس قبرستان میں گزارا۔ جب رات ہوئی تو لاش نے جولی سانگ کو اپنے کاندھے پر اُٹھایا اور قبر سے نکل کر رات کے اندھیرے میں پُرانے قلعے کی طرف روانہ ہوگئی۔

یہ پرانا قلعہ وہاں سے دو میل کے فاصلے پر تھا اور اس میں کوئی راجہ رہتا تھا۔ لاش جھاڑیوں اور درختوں کے پیچھے سے گزرتی قلعے کی اُونچی دیوار کے پیچھے کی طرف آکر ایک جگہ رُک گئی۔ لاش نے جولی سانگ کو دیوار کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

"یہ دیکھو! اوپر دوسری منزل پر شاہ نشین کا بند کمرہ ہے۔ اس کمرے کے باہر ننگی تلواروں والے سپاہیوں کا ہر وقت پہرہ لگا رہتا ہے۔ اِس کمرے کے اندر یہ پرنالہ ہی جاتا ہے جسے تم دیوار کے ساتھ اُوپر جاتے دیکھ رہی ہو۔ بس تم ایسا کرو کہ اس پرنالے کے اندر سے گزر کر اوپر کمرے میں پہنچ جاؤ۔ اِس کمرے کی شہ نشین میں ایک لوہے کا صندوق رکھا ہے۔ اس صندوق کے اندر ایک ڈبہ ہے۔ اس ڈبے کو کھولو گی تو اس

کے اندر ایک کاغذ تہ کر کے رکھا ہوا ملے گا۔ بس تم وہ کاغذ کسی طرح اٹھا کر میرے پاس لے آؤ۔ جب تم وہ کاغذ لے آؤ گی تو میں تمہیں وہ ترکیب بتا دوں گا جس پر عمل کر کے تم بڑی بھی ہو جاؤ گی اور اپنے دوستوں سے بھی مل سکو گی۔"

جولی سانگ تیار ہو گئی۔ لاش نے اُسے لوہے کے بنے ہوئے پرنالے کے اندر کر دیا۔ یہ پرنالہ کمرے سے مُنہ ہاتھ دھونے والا پانی نیچے نکالنے کے لیے بنایا گیا تھا اور یہ اندر سے کھوکھلا تھا۔ پرنالے کے اندر اندھیرا تھا مگر جولی سانگ اِس اندھیرے میں بھی دیکھ سکتی تھی۔ اس نے پرنالے میں اوپر چڑھنا شروع کر دیا۔ کافی دقّت کے بعد آخر وہ پرنالے کے اندر ہی اندر چڑھتی اُوپر شہ نشین والے کمرے کے کھرے میں نکل آئی جو خشک پڑا تھا۔ شہ نشین میں اندھیرا تھا۔

جولی سانگ نے دیکھا کہ واقعی کونے میں لوہے کا ایک صندوق پڑا تھا۔ وہ جلدی سے صندوق کی طرف گئی تو ہاتھ میں پڑے تانبے کے ایک لوٹے سے ٹکرا گئی۔ لوٹا لڑھکنے سے شور پیدا ہوا باہر جو سپاہی ننگی تلواریں لیے کھڑے تھے، چوکنے ہو گئے۔ ایک سپاہی

نے کہا۔

"اندر کوئی ہے!"

دوسرے سپاہی نے فوراً دروازے کا تالہ کھول دیا۔ سپاہی شہ نشین والے کمرے میں داخل ہو گئے۔ اُن کو دروازہ کھولتے دیکھ کر جولی سانگ پہلے ہی لوہے کے صندوق کے پیچھے چھپ گئی تھی۔ سپاہیوں نے اِدھر اُدھر دیکھا۔ انھیں وہاں کوئی انسان نظر نہ آیا۔ دوسرا سپاہی کہنے لگا۔

"یہ لوٹا اوندھا پڑا ہے۔"

تیسرے سپاہی نے کہا۔

"مگر آدمی تو یہاں کوئی بھی نہیں ہے۔ ہو سکتا ہے کہ کوئی چوہا لوٹے سے ٹکرا کر بھاگا ہو اور لوٹا لڑھک گیا ہو۔"

"شاید ایسا ہی ہوا ہے۔ چلو باہر چل کر پہرہ دیتے ہیں۔ ہمیں اس کمرے میں زیادہ دیر ٹھہرنے کی اجازت نہیں ہے۔"

تینوں سپاہی کمرے سے نکل گئے۔ انھوں نے دروازہ بند کر کے باہر تالا لگا دیا۔ جولی سانگ نے جب دیکھا کہ کمرہ خالی ہو گیا ہے تو وہ صندوق پر چڑھ گئی صندوق

میں ایک طرف چھوٹا گول سوراخ تھا۔ وہ اس سوراخ میں سے صندوق کے اندر داخل ہوگئی۔ صندوق کے درمیان ایک ڈبہ پڑا تھا جولی سانگ نے ڈبہ کھولا تو اس کے اندر واقعی ایک کاغذ تہ کر کے رکھا ہوا تھا۔ جولی سانگ نے کاغذ کو کھولا تو اس پر کسی عجیب زبان میں ہندسے لکھے ہوئے تھے اور آڑے ترچھے نشان بنے تھے۔ جولی سانگ نے کاغذ کو دوبارہ تہ کیا اور سوراخ میں سے نکال کر صندوق کے باہر پھینک دیا۔ اس کے بعد وہ خود بھی صندوق سے باہر نکل آئی۔

تہ کیے ہوئے کاغذ کو اس نے اپنی قمیض کے اندر چھپا کر رکھ لیا اور بالو کے سوراخ میں سے ہوتی ہوئی لوہے کے پرنالے میں آگئی اور ہاتھ پاؤں جما کر آہستہ آہستہ نیچے اترنا شروع کر دیا۔

نینی لاش بے تابی سے اس کا انتظار کر رہی تھی۔ جونہی لاش نے جولی سانگ کو پرنالے سے نیچے آتے دیکھا، لپک کر اسے ہتھیلی پر اٹھا لیا اور پوچھا۔

"کاغذ لائی ہو؟"

جولی سانگ نے کاغذ قمیض کے اندر سے نکال کر اس کے حوالے کیا اور کہا۔

"میں نے اپنا وعدہ پورا کر دیا ہے۔ اب مجھے بتاؤ کہ وہ کونسی ترکیب ہے جس سے میں پھر سے بڑی ہو جاؤں گی اور اپنے ساتھیوں سے مل سکوں گی"۔

لاش نے جلدی سے کاغذ کھول کر دیکھا اور خوش ہو کر کہا۔

"اب میں انتقام لوں گا۔ اب میں اپنے دشمن سے انتقام لوں گا!"

جولی سانگ نے کہا۔

"لیکن مجھے تو بتاؤ کہ میں کیسے بڑی ہوں گی"۔

لاش نے جولی کو کاندھے پر اٹھایا اور کہا۔

"میرے ساتھ چلو۔ میں سب سے پہلے تمہیں بڑا کروں گا۔ پھر تمہیں تمہارے دوستوں سے ملوا دوں گا"۔

جولی سانگ بڑی خوش ہوئی۔ لاش ساری رات چلتی رہی۔ وہ جولی سانگ کو لے کر رات کے پچھلے پہر سمندر کے کنارے پر ایک پرانے کھنڈر میں لے آئی۔ یہاں لاش نے جولی سانگ کو زمین پر بٹھا دیا اور بولی۔

"تم یہاں بیٹھی رہو۔ میں ابھی آتا ہوں"۔

لاش پرانے کھنڈر میں چلی گئی۔ جولی سانگ وہاں اکیلی بیٹھی رہی۔ اس کے سامنے سمندر تھا۔ سمندر کی

لہریں ستاروں کی ہلکی روشنی میں دُھندلی نظر آرہی تھیں۔ اتنے میں لاش کھنڈر سے نکل کر جولی سانگ کے پاس آگئی۔ لاش کے ہاتھ میں ایک بوتل تھی جو اندر سے خالی تھی۔ لاش نے جولی سانگ سے کہا۔

"تم خوش قسمت ہو کہ مجھے یہ طلسمی بوتل اندر مل گئی۔ اب تمہیں اِس کے اندر بیٹھنا ہو گا۔ اس کے بعد میں تمہیں وہ خفیہ منتر بتا دوں گا جسے تم بوتل کے اندر بیٹھ کر سات مرتبہ بلند آواز میں پڑھو گی۔ پھر میں تمہیں بوتل سے باہر نکال لوں گا اور بوتل سے باہر آتے ہی تم پھر سے بڑی ہو جاؤ گی اور تمہیں اپنے آپ یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ تمہارے ساتھی کہاں ہیں۔ تم اُن کو اِس بوتل میں چلتے پھرتے اور باتیں کرتے دیکھو گی۔"

جولی سانگ کو ایک پل کے لیے بھی خیال نہ آیا کہ یہ لاش اس کے ساتھ دھوکہ بھی کر سکتی ہے۔ اسے عنبر ناگ ماریا سے ملنے اور اپنے آپ کو پھر سے بڑا کرنے کا ہی خیال تھا۔ وہ لاش کے کہنے پر جلدی سے شیشے کی خالی بوتل کے اندر چلی گئی اور بوتل کی تہ میں جا کر بیٹھ گئی۔ اُس نے بوتل کے اندر سے باریک آواز میں کہا کہ مجھے منتر بتاؤ تاکہ میں سات بار پڑھوں۔

باہر سے لاش نے فوراً بوتل کو کاک سے بند کر دیا اور قہقہہ لگا کر کہا۔

"اب تم ساری زندگی اِس بوتل میں بند رہو گی۔"

لاش نے بوتل کو ہاتھ میں لے کر گھمایا اور زور سے سمندر کی طرف پھینک دیا۔ بوتل جولی سانگ کو لے کر سمندر میں جاگری اور سمندر کی لہریں اُسے لے کر کھُلے سمندر کی طرف روانہ ہو گئیں۔ اب جولی کو احساس ہوا کہ لاش نے اس کے ساتھ دھوکا کیا ہے۔ مگر اب کچھ نہیں ہو سکتا تھا۔ وہ شیشے کی بوتل میں بند تھی اور سمندر کی لہریں اُسے بہائے لیے جا رہی تھیں۔

○

اِس کے بعد کیا ہوا؟ یہ آپ عنبر ناگ ماریا کی اگلی کہانی نمبر ۷۱ میں پڑھیے! آج ہی اپنے بک سٹال سے خریدیے اور آگے کے سنسنی خیز واقعات سے لُطف اندوز ہوں!

مطبوعہ فیروز سنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ لاہور۔ باہتمام عبدالسلام پرنٹر اور پبلشر

اے حمید کی

عنبر ناگ ماریا سیریز

وہ بوتل میں بند ہو گئی	قبر کا شعلہ
سپیرا جاسوس	خونی بالکونی
ناگ کراچی میں	خلائی تختی کا راز
پتھر کی دلہن	کھوپڑی محل

بدروح جولی سانگ

فیروز سنز پرائیویٹ لمیٹڈ
لاہور۔ راولپنڈی۔ کراچی

969 0 00968 0

Rs. 12.00